
تذکرہ جمیل
پیشوا



سیدہ فاطمہ کا لال

فرات کے کنارے بیکسی و مظلومی کے الم انگیز نظارے

مشترکہ شیعہ سنی پلیٹ فارم

حضور سرور کائنات کی وفات کے بعد

حضرت امام مظلوم کی تقریر میدان جنگ میں

قیمت ... مجلد 2/8 ... کتاب مظلوم کربلا کی مختصر فہرست مضامین ملاحظہ فرمائیے۔

پہلی مجلس

دوسری مجلس

تیسری مجلس

ملنے کا پتہ: منیجر رسالہ پیشوا دہلی

دہلی جیسے عظیم الشان طبی مرکز میں بھی
ان کی مقبولیت کا جواب نہیں

ایڈیٹر صاحب اخبار وحدت دہلی کیا فرماتے ہیں:

آج کل اشتہار بازی نے ایک ذریعہ معاش کی صورت اختیار کر لی ہے اور پبلک کو ایسے تلخ تجربے ہوئے ہیں کہ اشتہار خواہ کتنا ہی سچا ہو مگر مشکل سے یقین ہوتا ہے۔ لیکن مجھے مسرت ہے کہ اس بے اعتقادی کے زمانہ میں مشہور نامور کارخانہ "انڈو جینوئن کیمیکل ورکس رجسٹرڈ دہلی" نے اپنی دیانتدارانہ خدمات، بہترین صحیح اور خالص ادویات عوام کے سامنے پیش کر کے عام مقبولیت اور ہر دلعزیزی حاصل کر لی ہے۔ اور میری ذاتی معلومات ہیں کہ ان کا تمام کاروبار راستبازی، دیانتداری اور نہایت محنتی قابل ترین کارکنان اور بالکل اشتہار کے مطابق ادویہ پیش کرنے میں بے مثل کارخانہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ روز افزوں ترقی کر رہا ہے اور ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں اور بیرون ہندوستان افریقہ، یوگنڈا، عدن، سیلون، ملایا، انگلینڈ تک اس کارخانہ کی دواؤں کے استعمال کرنے والے اور ان کے اثرات کے معترف موجود ہیں جن کی تائید میں ہزاروں مریضوں کے خطوط دیکھے۔ لہٰذا میں ان حضرات کی جو ضرورتمند ہوں رہنمائی کروں گا کہ وہ اس کارخانہ کی سریع الاثر مفید ادویہ حاصل کریں جو ہر موسم میں قابل اعتماد ہیں۔ "ایڈیٹر"

ہمیں امید ہے کہ آپ مذکورہ بالا رائے کو پڑھنے کے بعد ہمارا یہ اشتہار صحیح تصور فرمائیں گے۔ اگر آپ ضرور تمند ہوں تو ضرور دوا طلب فرمائیں۔ انشاء اللہ فائدہ ہوگا۔ اگر فائدہ نہ ہوگا، اگر فائدہ نہ ہو تو دس روپے انعام اور قیمت واپس۔ ہمارا یہ اعلان ڈنکے کی چوٹ ہے۔ اس میں ذرہ بھر مبالغہ یا دھوکہ نہیں۔ اگر ہم آپ سے دھوکہ کریں تو خدا اور رسول صلعم سے دھوکہ کریں۔

سائنٹفک آئل رجسٹرڈ } اس صدی کا انمول جوہر اس موسم کا خاص تحفہ ہے۔ یہ حیرت انگیز جادو اثر اور سو فیصدی کامیاب طلا ہے استعمال نہایت سہل اور بلکل بغیر درد خوش کن ہے۔ اس کی خوبی یہ ہے کہ استعمال سے رگوں پٹھوں میں نئی روح فوراً جذب ہونے کے بعد پیدا ہو جاتی ہے۔ چونکہ جدید کیمیاوی طریقہ پر تیار کیا گیا ہے اس لئے بندش کی ضرورت نہیں۔ استعمال کے بعد فوراً شخص اپنے جسم خاص میں جوانی کی لہر اور خاص قوت محسوس کرتا ہے۔ پورے کورس کے استعمال سے خفیہ رگوں کی سب خرابیاں دور ہو کر مکمل طاقت پیدا ہوتی ہے۔ یا دوسرے الفاظوں میں یہ سمجھئے مریض پھر مرد ہو جاتا ہے۔ قیمت دو روپے علاوہ محصول۔ یہ طلا دہلی مارکیٹ میں اول نمبر پر ہے۔

دافع جریان و احتلام } یہ جادو اثر قرص ہر قسم کے شدید جریان اور کثرت احتلام کو فوراً بند کرنے والا ہونے کے ساتھ دور کرتی ہے اور پیشاب سے پہلے یا بعد سفید رطوبت کا آنا، مادہ کا پتلا پڑ جانے کو دور کرکے قوت مردمی کا معاون بنتا ہے۔ جسم میں تروتازگی اور فربہی لاتا اور چہرہ کو مثل لعل بدخشاں سرخ کرتا ہے۔ اس کے چند روزہ استعمال سے جسم میں مادہ کافی مغلظ ہو کر کافی قوت اور ملاپ پیدا کرتا ہے۔ قیمت ۸۰ قرص دو روپے علاوہ محصول ڈاک۔ ہماری یہ دوا جواہرات سے تولنے کے قابل ہے جس نے ہزاروں نامرادوں کو بامراد بنا دیا۔ غیر ملکوں تک اس کی دھوم مچی ہے۔ جریان کا قلع قمع کرنے کے لئے ہم ہندوستان کے ہر دواخانہ کو چیلنج کرتے ہیں جس کا جی چاہے آزمالے۔ اس کے استعمال کے بعد بدن میں توانائی، طبیعت میں خوشی، دل میں جوانی کی امنگ آ جاتی ہے۔

جوب عشرت رجسٹرڈ } یہ گولیاں انتہائی مسکن ہیں۔ خاص وقت کی پشیمانی سے بچا لیتی ہیں۔ سرعت انزال کی شکایت بالکل نہیں ہوتی۔ قیمت دو روپے (۲/-) ہزاروں آدمیوں کی آزمودہ گولیاں ہیں۔ یہ گولیاں نشہ آور دوا سے پاک ہیں۔ الکحل مستقل اثر پیدا کرتی ہیں۔ محصول ڈاک بذمہ خریدار۔ تینوں دوائیں یکجا منگانے پر محصول معاف۔

قائم شدہ ۱۹۳۰ء | انڈو جینوئن کیمیکل ورکس رجسٹرڈ دواخانہ جامع مسجد دہلی


سفید پانی۔ پرمیؤت۔ لیکوریا۔ سیلان الرحم کا ایک مخصوص علاج
Anis-e-Masturat is the Safest & Surest Remedy for Leucorrhoea.
سفید پانی جانے کی بیماری۔ جوان اور حسین عورتوں کو چند دن میں بڑھی بنا دیتی ہے،
بلکہ دیکھتے دیکھتے خاتمہ کر دیتی ہے۔ عورتیں شرم کے مارے گھل گھل کر مر جاتی ہیں مگر بیچاری اپنی زبان
سے اس خوفناک مرض کا حال کسی سے نہیں کہتیں ان کے ماں باپ حتیٰ کہ شوہر کو بھی اصل بات کا پتہ
نہیں ہوتا۔ اس لئے یہ مشورہ دیا جاتا ہے کہ جس بہن کو سیلان الرحم جیسے موذی مرض کی شکایت ہو وہ
خود یا ان کے شوہر صاحب ایک کارڈ لکھ کر ملک کے مشہور و معروف گورنمنٹ رجسٹرڈ کارخانہ جیون
کیمیکل ورکس دہلی سے انیس مستورات کی ایک شیشی دو روپے چار آنے میں وی پی کے ذریعہ
منگالیں محصول ڈاک اس کے علاوہ ہے۔ ہزارہا مریض عورتیں اس دوا سے صحتیاب ہو کر خوشی زندگی
کا لطف اٹھا رہی ہیں۔ اس بیماری میں مریضہ کی یہ حالت ہوتی ہے کہ عورت کے مخصوص بدن سے وقت
بے وقت سفید رنگ کا بدبودار پانی یا لیسدار رطوبت جاری رہتی ہے جس کی وجہ سے عورت کا بدن کمزور
رنگ پیلا، ہاتھ پیروں میں جلن۔ دماغ میں چکر، کمر اور سر میں درد، پنڈلیوں میں درد، اپھارہ، طبیعت اداس
ایام کی بے قاعدگی۔ بعض اوقات ایام کا رنگ تبدیل ہو جانا۔ درد کے ساتھ آنا وغیرہ شکایتیں لاحق ہو جاتی ہیں
ان سب شکایتوں کے لئے ہماری یہ دوا ہندوستان کی مشہور دوا ہے جس سے کئی ہزار خواتین نے
زندگی حاصل کر لی ہیں۔
دہلی کا نامور گورنمنٹ رجسٹرڈ جیون کیمیکل ورکس



اپنی اور اپنے بچوّں کی تندرستی کا بیمہ کرائیے

خون صاف ہوکر جسم کندن بنجاتا ہے
اعصاب میں قوت اور دل میں
جوانی کی اُمنگ پیدا ہوتی ہے
خوش ذائقہ

QUICKEST WAY TO GET YOUR BLOOD *Purified*

کوئیک سارسپریلہ

QUICK SARSAPARILLA



صفائی خون کیلئے یہ سارسپریلہ ہندوستان کے سارسپریلوں میں سب سے اچھا ہے جس کو بچے اور بوڑھے یکساں طور پر خوشی سے استعمال کرسکتے ہیں۔ پھوڑا پھنسی اور گرمی دانے اور تمام جلدی امراض کا خاتمہ ہوکر جسم کندن بن جاتا ہے۔ ہزارہا ڈاکٹر اپنے مریضوں کو استعمال کرا رہے ہیں بمبئی اسمبلی کے ممبران نے بھی اس کے زود اثر اور اکسیر صفت ہونے کے سارٹیفکٹ دئے ہیں۔ یہ سارسپریلہ ٹانک بھی ہے جسم میں قوت اور چستی پیدا کرتا ہے۔

قیمت دو روپے (عہ) علاوہ محصول (تین شیشی منگوانے والے کو محصول معاف)

اپنے شہر کے کیمسٹ سے خریدیئے اگر نہ ملے تو براہ راست ہم سے منگائیے

ہندوستان اور برٹش ایسٹ افریقہ کے واحد تقسیم کنندگان روکی فریک اینڈ کمپنی پوسٹ بکس نمبر ۵۴ دہلی

SOLE DISTRIBUTORS
ROCKE FRAK & CO.
P. BOX 54 DELHI


SOUND
PLASTERS
(REGD)
WE ARE ALL NOW
FREE FROM HERNIA
50 LACKS OF PEOPLE
IN INDIA SUFFER DAILY FROM
THE PANGS & AGONY OF THIS
DREADFUL DISEASE

انسان کے اعصاب



ہماری سب حرکتیں ہمارے اعصاب کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں۔ مثلاً اعصاب خراب ہو جائیں تو ہم ہاتھ نہیں ہلا سکتے۔ انگلی تک نہیں اٹھا سکتے اسی طرح قوت باہ اعصاب کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے جب تک جسم یا اعصاب دماغ اور مضبوط پٹھے نہ ہوں گے ہماری یہ قوت پیدا نہیں ہو سکتی۔

معجون شباب آور

(رجسٹرڈ)

اعصاب کو بے انتہا قوت دیتی ہے۔ دماغ اور دل پر خاص اثر ڈالتی ہے اعتدال سے ہٹ جانے اور فطرت کے قوانین کی پابندی نہ کرنے سے جب قوت باہ میں کمزوری آجاتی ہے تو اسے **معجون شباب آور** ہی دور کر سکتی ہے کیونکہ اسے اسی مقصد کے لئے خاص طور پر جدید تحقیقات کی روشنی میں تیار کیا گیا ہے!

معجون شباب آور — ہمدرد کی خاص ایجاد

قیمت:- فی شیشی (۲۰ دن کا پورا کورس) پانچ روپے

ہمدرد دواخانہ، دہلی

ماڈرن لڑکیاں

من پسند زیورات منگالیں

ہمارے کارخانہ میں **گولڈن گولڈ** کے زیورات تیار ہوگئے ہیں۔ یہ وہ سونا ہے جس کی شہرت تمام ہندوستان میں ہو رہی ہے اور لاکھوں روپے کے زیورات اس سونے کے تیار ہو کر عورتوں کے استعمال میں آنے لگے ہیں۔ اس سونے کی خوبی یہ ہے کہ رنگ روپ میں کسوٹی پر کسنے اور دھلانے میں بالکل اصلی خاصیت رکھتا ہے۔ سناروں کو بھی تمیز نہیں ہوتی کہ یہ اصلی سونا ہے یا نقلی۔ ہم نے شہرت کے لئے اس سونے کے زیورات بہت کم قیمت پر فروخت کرنے کا اعلان کر دیا ہے تاکہ ہر گھر میں **گولڈن گولڈ** کے زیورات استعمال ہونے لگیں۔ یہ زیورات بیاہ شادی اور تحفوں میں دینے کے لئے ضرور منگائیے۔ اس وقت مندرجہ ذیل زیورات تیار ہو گئے ہیں۔ برسوں تک استعمال کیجئے۔ کم قیمت اور بھرم ہزاروں کا۔

(۱) **گولڈن گولڈ جڑاؤ جھومر**:۔ نہایت ہی خوبصورت اور حسن میں چار چاند لگانے والا۔ قیمت دس روپے

(۲) **گولڈن گولڈ دست بند**:۔ نہایت خوشنما۔ ڈائمنڈ کٹ کام کے بنے ہوئے ہیں۔ وزن میں پانچ تولہ قیمت گیارہ روپے۔

(۳) **گولڈن گولڈ گلے کا نکلس**:۔ یہ اتنا خوبصورت ہے کہ دیکھ کر دل باغ باغ ہو جاتا ہے اور جب گلے میں پڑ جاتا ہے تو طبیعت مچل جاتی ہے۔ دہلی کے مشہور کاریگروں نے اس کے بنانے میں کمال دکھایا ہے۔ قیمت دس روپے اعلیٰ کوالٹی بارہ روپے

(۴) **گولڈن گولڈ کانوں کے بندے**:۔ ڈائمنڈ کٹ فی جوڑ تین روپے۔ جڑاؤ فی جوڑ چار روپے۔ بمبئی فیشن فی جوڑ ساڑھے تین روپے۔

(۵) **گولڈن گولڈ ہاتھوں کی چوڑیاں**:۔ ان پر بہترین پھول ڈالے گئے ہیں۔ جو دور اور قریب سے بے حد خوبصورت معلوم ہوتی ہیں قیمت فی جوڑ دس روپے

(۶) **گولڈن گولڈ کلائی کی گھڑی چوڑیاں**:۔ ٹھپّے کے کام کی بڑھیا قسم کی ڈائمنڈ کٹ قیمت آٹھ روپے بڑھیا کوالٹی قیمت دس روپے۔

(۷) **گولڈن گولڈ کرن پھول جھومکے**:۔ کانوں کی بہار اور حسن کا سنگھار ہے۔ قیمت فی جوڑ تین روپے۔

(۸) **گولڈن گولڈ انگوٹھیاں نگدار**:۔ بمبئی فیشن نگدار انگوٹھیاں۔ قیمت فی عدد تین روپے۔ اعلیٰ کوالٹی چار روپے۔

(۹) **گولڈن گولڈ ہاتھوں کی پہونچیاں**:۔ بہترین کاریگر نے بنائی ہیں۔ چمک دمک میں یکتا۔ ٹھپّے کے کام کی بنی ہوئی ہیں قیمت فی جوڑ پانچ روپے

(۱۰) **گولڈن گولڈ ساڑھی پن**:۔ نگدار ڈائمنڈ کٹ۔ قیمت فی عدد پانچ روپے۔ بڑھیا قسم سات روپے۔

(۱۱) **گولڈن گولڈ رانی ہار**:۔ عجیب و غریب شاندار ہار ہے۔ اور جب گلے میں پڑ جاتا ہے عجیب بہار دیتا ہے۔ قیمت فی عدد [illegible] روپے

ہر چیز پر محصول ڈاک گیارہ آنے لگتا ہے

[illegible] ٹ کمپنی [illegible] دریا گنج بازار [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمؤمنین رؤف رحیم

مجالس میلاد میں پڑھنے کی سب سے معتبر کتاب

پیشوا دہلی

رسولِ نمبر

جلد ۱۲ | بابت ماہ صفر المظفر ۱۳۶۴ھ مطابق جنوری ۱۹۴۵ء | نمبر ۲

شذرات

(سید عزیز حسن بقائی)

بیسواں رسول نمبر

خدا کا شکر ہے کہ پیشوا نے اپنی زندگی کے بیس سال پورے کئے اور آج اس کا یہ بیسواں رسول نمبر شائع کیا جا رہا ہے۔

بیس سال کی مدت بہت طویل ہوتی ہے۔ اس عرصہ میں پیشوا نے زمانے کے انقلابات دیکھے اور ان سے متاثر نہ ہوا۔ اس نے جو مسلک پہلے دن اختیار کی تھی اس سے سرمو انحراف نہ کیا۔ مصائب و آلام کے بادل گھر کر آئے۔ گرجے بھی اور برسے بھی۔ لیکن میرا قدم پہاڑ کی طرح اپنی جگہ سے نہ ہلا۔ کانگریس نے طاقت بھی پکڑی اور کمزور بھی ہوئی۔ لیگ مردہ سے جگمگا دیکر زندہ کی گئی۔ اور جبکہ اسلام کی حرمت اور ہندوستان کی آزادی کے لئے برطانیہ کے اس نوزائیدہ بچے کی مخالفت میں لکھنا پڑا۔ اور مسلمانوں کی ناراضگی کے سیلاب میں تنہا کھڑے رہنا پڑا۔ جنگ کی ہوش ربا گرانی۔ مذہب سے عام لاپرواہی۔ لیگ کے فریب دہندہ پاکستان کی مخالفت اور پھر پیشوا کے بائیکاٹ کی منظم کوشش کا نتیجہ یہ ہوا کہ پیشوا جو دو ہزار سے ڈیڑھ ہزار تک رہ گیا۔

پیشوا کا داخلہ فوج میں بند کر کے میرے کاروبار کو مستقل طور پر دس ہزار روپیہ سالانہ کا نقصان لیگ اور اس کے سرپرستوں نے پہنچایا۔ لیکن پیشوا کی سخت جانی سے حکومت اور لیگ دونوں ہی عاجز ہیں۔ پیشوا کی حق پسندی سے مجلس احرار، جمعیۃ العلماء اور کانگریس سبھی نالاں تھے۔ لیکن قدرت کا فیصلہ اٹل تھا۔ خداوند بزرگ و برتر نے استقامت اور عزیمت کا وہ درجہ عطا کیا کہ میرے پائے استقلال میں ادنیٰ سی بھی لغزش نہ آئی۔ حالانکہ کاروبار تقریباً تباہ ہو چکا تھا۔

جس طرح خزاں کے بعد بہار، رات کے بعد دن، ابر کے بعد گرج اور کڑک کے بعد سبزہ کا آنا لازمی ہوتا ہے اسی طرح میرے کاروبار کی حالت تباہی کے بعد خدا کے فضل سے سنبھلنی شروع ہو گئی ہے اور اب پیشوا کو جن خریداروں نے اس حماقت میں مبتلا ہو کر چھوڑا تھا کہ وہ لیگ کی مخالفت سے پیشوا کی خریداری ترک کر کے باز رکھ سکتے ہیں وہ نہ صرف یہ کہ خود خریدار ہو رہے ہیں بلکہ اپنے دوستوں کو بھی خریداری پر آمادہ کر رہے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ پیشوا کی اشاعت دن دونی اور رات چوگنی بڑھ رہی ہے۔ اور میرے لئے کاغذ کی اس انتہائی گرانی اور تقریباً نایابی کے زمانہ میں ایک روپیہ سالانہ میں پیشوا کو جاری رکھنا بہت مشکل ہو گیا ہے۔ کتابیں جو پیشوا کو زندہ رکھنے کے لئے اور اس کے نقصان کو پورا کرنے کے لئے ریڑھ کی ہڈی کا کام دیتی تھیں ان میں کا بڑا حصہ تقریباً ختم ہو گیا ہے۔ اور سوائے مسلم کے کوئی کتاب بڑی تعداد میں اب میرے پاس نہیں ہے جس کو بیچ کر میں پیشوا کے گھاٹے کو پورا کروں۔ کتابوں کا جو ذخیرہ پیشوا پر صرف ہوا ہے اس کی قیمت جنگ سے پہلے تیس ہزار روپیہ تھی۔ اور یہ سارا ذخیرہ میں پیشوا پر خرچ کر چکا۔ کاغذ ملتا نہیں۔ اس لئے جو کتاب ختم ہو جاتی ہے اس کا چھپنا ناممکن ہو گیا ہے۔ لہٰذا جب تک جنگ ختم نہ ہو پیشوا کی گاڑی اسی صورت میں چل سکتی ہے کہ نئے خریدار بڑھیں اور ان کی آمدنی

سے روزمرہ کے مصارف پورے ہوں۔

مسلم شریف حدیث شریف کی سب سے مستند کتاب ہے جس کی تعداد دو ہزار جلدیں میرے پاس موجود ہیں۔ اگر ان کو خرید لیا جائے۔ جو صرف اس رسول نمبر کو ضخیم شائع کرنے میں ہوا ہے اس کی تلافی ہو جائے۔ اسی طرح اعجاز نما قرآن شریف کی جلدیں بھی بہت کم رہ گئی ہیں۔ ان کی خریداری بھی رسول نمبر کے مصارف میں معاون ہو سکتی ہے۔

پس کیا وہ لوگ جو پیشوا کو عزیز رکھتے ہیں اور اس کی ارزانی کو قائم رکھنا چاہتے ہیں اپنا یہ فرض سمجھیں گے کہ اس رسول نمبر کو دوسرے مسلمانوں تک پہونچانے کے لئے تھوڑی سی محنت کریں اور اپنے حلقہ احباب میں کم سے کم پانچ نئے خریدار روپیہ قیمت وصول کرکے پیشوا کی اشاعت بڑھائیں۔ تاکہ میں مستقل طور سے پیشوا کی ضخامت بڑھا سکوں۔ اور پیشوا کے نقصانات کی تلافی کی جاسکے۔

اس رسول نمبر کی ایک ہزار کاپیاں میں نے اس توقع پر زائد چھپوالیں ہیں کہ پیشوا کے قدردان ایک ہزار نئے خریدار ایک ہفتہ میں فراہم کرکے یہ روپیہ جو رسول نمبر پر زائد خرچ ہوا ہے واپس کرا دیں گے۔

تین کتابوں کی ضرورت

مجھے اپنی ذاتی تین کتابوں کی دوبارہ اشاعت کے لئے اشد ضرورت ہے۔

(۱) عملیات باقی۔
(۲) بچی کی استانی
(۳) گھروالی کی تربیت۔

ان میں سے ہر کتاب کی قیمت آٹھ آنے ہے۔ لیکن جو صاحب ان کو علیحدہ کرنا چاہیں وہ ایک روپیہ فی جلد یعنی دوگنے داموں پر میرے نام رسالہ پیشوا دہلی کے پتہ پر وی پی کر دیں۔ اور جب یہ تینوں کتابیں نظرثانی کے بعد دوبارہ چھپیں تو مجھ سے ایک ایک جلد مفت طلب فرمالیں۔

اگر یہ تینوں کتابیں ایک ہی دفعہ بھیجدی جائیں تو بہت ہی ممنون ہوں گا۔

پیشوا کا اعلیٰ ایڈیشن

بار بار اعلان کرنے کے باوجود اکثر حضرات پیشوا کا اعلےٰ ایڈیشن طلب فرماتے ہیں۔ حالانکہ لکھا جاچکا ہے کہ اب اعلیٰ ایڈیشن کے لئے سفید چکنا کاغذ حکومت نہیں دیتی۔ اور بغیر پرمٹ لئے کوئی کاغذ چھاپا نہیں جاسکتا۔ اس لئے اعلیٰ ایڈیشن اس وقت تک کے لئے ملتوی ہے جب تک حکومت سفید کاغذ پر اجازت نہ دے۔

لہٰذا کوئی صاحب نہ اعلیٰ ایڈیشن کی قیمت بھیجیں نہ اس کو طلب فرمائیں۔

پیشوا کی ضخامت میں اضافہ

اگر پیشوا کے اس رسول نمبر کے پڑھنے والوں نے ایکہزار نئے خریدار فراہم کردیے تو میں آٹھ صفحے کی ضخامت اسی ایک روپیہ میں بڑھا دوں گا۔

ایک روپیہ کی تو سال بھر میں ردی بھی نہیں آئے گی۔ پھر اس میں اعلیٰ درجہ کے مذہبی تاریخی مضامین کا مطالعہ مفت ہیں۔

غور کیجئے کہ چار آنے تو محصول ڈاک کے کٹ جاتے ہیں۔ مجھے تو بارہ ہی آنے ملتے ہیں۔ بارہ آنے میں بھی اگر چار خطوں کا جواب سال بھر میں شامل کرلیا جائے تو آٹھ آنے رہ گئے۔ فرمایئے اس زمانے سالانہ میں بھی آپ کو پیشوا مہنگا ہے؟

اگر آپ اتنے سستے پرچے کو زندہ رکھنا چاہتے ہیں تو اس کا ایک ہی طریقہ ہے کہ آپ رسول نمبر سے ایکہزار نئے خریدار فراہم کر دیجئے۔ تاکہ مضامین کا اضافہ بھی ہوجائے اور ضخامت بھی بڑھ جائے۔

نیز جو بھائی یہ فیصلہ کرلیں کہ پیشوا کا نقصان پورا کرنا ضروری ہے اُن کو مسلم شریف اور اعجاز نما قرآن شریف کو جتنی جلدی ہوسکے طلب کرنا چاہیئے۔ تاکہ کتابوں کی صورت میں جو ذخیرہ ہے وہ روپے کی صورت میں منتقل ہوکر پیشوا کو زندہ رکھنے میں کام آجائے۔

جن

خریدار صاحبان کی میعاد خریداری اس مہینہ میں ختم ہورہی ہے انمیں

ایک آپ بھی ہیں اور آپ کا نمبر خریداری ہے

اگر آپ سال آئندہ کیلئے خریدار رہنا چاہیں تو کم سے کم دو نئے خریدار فراہم کیجئے اور سب کی قیمت آج ہی دفتر رسالہ پیشوا دہلی کو روانہ کر دیجئے اور اگر خدانخواستہ کسی وجہ سے آپ خود سال آئندہ کے لئے خریدار رہنا پسند نہ کریں تو ازراہ کرم اسی وقت ایک پوسٹ کارڈ منیجر رسالہ پیشوا کے نام لکھدیجئے کہ سال آئندہ کے لئے خریداری منظور نہیں۔ آپ کے اس کارڈ کے وصول ہوتے ہی آپ کا نام رجسٹر خریداران سے بصد افسوس خارج کر دیا جائے گا۔ اور اگر آپ نے منی آرڈر نہ بھیجا یا عدم خریداری کا خط نہ لکھا تو حسب دستور آپ کو کوئی وی پی نہ بھیجا جائے گا۔ کیونکہ وی پی بھیجنے کا قاعدہ بند کر دیا گیا ہے۔ وی پی

حبیب نامہ

تمہید

ارادہ تھا کہ حبیب نامہ جلد سے جلد کتابی صورت میں شائع کیا جائے۔ چنانچہ گذشتہ سال اس کا اعلان کر دیا گیا تھا کہ حبیب نامہ مطبوعہ رسالہ پیشوا اور بقیہ دو باب کتابی صورت میں شائع کئے جائیں گے۔ لیکن افسوس ہے کہ کاغذ نہ ملنے کے سبب یہ ارادہ تکمیل کو نہیں پہنچا اور نہیں کہا جا سکتا کہ کب یہ ارادہ پورا ہو۔

حبیب نامہ کا نصف حصہ پیشوا کے رسول نمبروں میں نکل چکا ہے۔ نصف حصہ باقی ہے۔ اس حصہ میں تیسرا باب غزوات و سرایات پر اور چوتھا باب صفات و شمائل نبوی صلعم وغیرہ پر مشتمل ہے۔ قاعدہ سے اس سال تیسرا باب شائع کرنا چاہیئے تھا۔ لیکن ہم نے چوتھے باب کو ترجیح دی ہے۔ اس لئے کہ اس باب میں نہایت اہم اور رسول نمبر کی شان کے مناسب مضامین ہیں۔ ان مضامین سے نہ صرف یہ کہ مسلمان غیر معمولی فائدہ حاصل کریں گے بلکہ غیر مسلموں میں بھی حضورؐ کے اخلاق و عادات کی تبلیغ ہوگی۔ اور وہ اسلام کے پیغمبر صلعم کے اخلاق و شمائل سے آگاہ ہو کر آپ کی ہدایت و تعلیم سے متمتع ہونے کی کوشش کر سکیں گے۔

آغا رفیق۔ بلند شہری

چوتھا باب
شمائل و صفات و فضائل وغیرہ

حضور صلعم کے شمائل و صفات دو قسم کی ہیں۔ ایک صوری اور دوسرے معنوی۔ صفات صوری سے مراد حسن خلقت و جمال ہے اور صفات معنوی سے اخلاق و عادات اور فضائل وغیرہ مراد ہیں۔ ہم دونوں اقسام کو علیحدہ علیحدہ لکھتے ہیں۔

(۱)
شمائل و صفات صوری نبوی صلعم

شمائل و صفات صوری سے مراد حضور صلعم کی شکل و ہیئت اور اعضاء و جوارح کی کیفیت ہے۔ یعنی حضور صلعم کی صورت اور اعضاء کی ہیئت میں کیا کیا خوبیاں تھیں۔ اور آپ کا جسم مبارک کیا کیا صفات رکھتا تھا۔ اس موضوع پر ہم ذرا تفصیل سے بحث کرنا چاہتے ہیں اور آپ کے اعضائے جسم کے متعلق جو احادیث کتب صحاح وغیرہ میں پائی جاتی ہیں اُن کی روشنی میں شرح و بسط کے ساتھ لکھنا چاہتے ہیں۔

(۱) چہرۂ مبارک

حضور صلعم کا چہرۂ مبارک حقیقت میں جمال الٰہی کا آئینہ تھا براء بن عازبؓ کا بیان ہے کہ "حضور صلعم تمام انسانوں میں خوبرو اور خوش خو تھے"۔ ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ "میں نے (شکل و ہیئت میں) حضور صلعم سے بہتر کسی چیز کو نہیں دیکھا۔ آپ کا چہرۂ مبارک اس قدر روشن و تاباں تھا گویا آفتاب آپ کے چہرۂ مبارک میں سے گذر رہا ہے"۔

ایک اور حدیث کے الفاظ یہ ہیں کہ "اے صاحب! اگر تو حضور صلعم کے چہرۂ مبارک کو دیکھتا تو یہ معلوم ہوتا گویا تو آفتاب کو نکلتے دیکھ رہا ہے"۔ ان احادیث میں حضور صلعم کے چہرۂ مبارک کی تابانی اور اشراق و لمعانی کا ذکر کیا گیا ہے۔ یعنی حضور صلعم کا چہرہ مبارک نہایت روشن اور درخشاں تھا۔ بخاری کی ایک حدیث میں ہے کہ براء بن عازبؓ سے کسی نے پوچھا کہ "کیا حضور صلعم کا چہرۂ مبارک تلوار کی مانند چمکدار صاف اور روشن تھا؟" براء بن عازبؓ نے کہا "نہیں۔ بلکہ ماہتاب کی مانند تھا"۔ چونکہ حضورؐ کے چہرۂ مبارک کی تشبیہ تلوار سے دینے میں چہرہ کی گولائی کا مقصد فوت ہوتا تھا۔ اس لئے براء بن عازب نے ماہتاب سے تشبیہ دی جس میں گولائی اور چمک دونوں پائی جاتی ہیں۔ اور آفتاب سے اس لئے تشبیہ نہیں دی کہ آفتاب کی چمک نظر کو خیرہ کرتی ہے اور ماہتاب کی روشنی خوشگوار ہے۔ اور گولائی سے مراد وہ گولائی نہیں ہے جو دائرہ کی مانند ہو۔ اس لئے کہ یہ گولائی حسن و جمال کی خوبیوں سے باہر ہے بلکہ وہ گولائی مراد ہے جس میں قدرے درازی ہو۔ اور اسی گولائی سے حسن و جمال

اور عظمت میں داخل ہے۔ بخاری کی ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلعم کا چہرہ مسرت و خوشی کی حالت میں اس طرح روشن ہوتا تھا گویا چاند کا ایک ٹکڑا ہے۔ یہ تمام تشبیہات حضور صلعم کے حسن و جمال کے کمال کی مظہر ہیں۔ جو شخص آپ کے چہرۂ مبارک کو دیکھتا تھا۔ دل میں نورِ محبت و عظمت کو پاتا تھا۔

ابو اسحٰق حدیث کے ایک راوی کا بیان ہے کہ شہر ہمدان کی ایک عورت نے مجھ سے کہا کہ "میں نے حضورؐ کے ساتھ حج کیا ہے"۔ میں نے اُس سے پوچھا "بیان تو کرو حضورؐ کا چہرۂ مبارک کیسا تھا؟" عورت نے کہا "چودھویں رات کے چاند کے مانند تھا۔ میں نے ایسا چہرہ نہ اس سے پہلے کبھی دیکھا تھا اور نہ آئندہ دیکھو سکونگی"۔

حضور صلعم کے چہرۂ مبارک کو آفتاب و ماہتاب دونوں سے تشبیہہ دی گئی ہے۔ بعض حضرات نے اس کی تشریح یوں کی ہے کہ سطوت و جلال اور تابانی کے اعتبار سے حضورؐ کا چہرۂ مبارک آفتاب کے مانند تھا اور حقیقتِ ذات کی کنہ دریافت نہ ہونے اور عقولِ انسانی کی خیرگیٔ نفس و کمال دریافت کرنے کی حیثیت سے بھی آفتاب کے مثل تھا۔ اور مشاہدۂ جمال سے کیف و سرور حاصل کرنے کی حیثیت سے ماہتاب کے مانند تھا۔

۲۔ بصر شریف

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ کان رسول اللہ صلعم عظیم العینین ہدب الاشفار (یعنی حضورؐ کی آنکھیں بڑی بڑی تھیں اور پلکیں لمبی) "بڑی آنکھوں سے مراد یہ ہے کہ آنکھیں نہ چھوٹی تھیں نہ تنگ اور نہ حلقۂ چشم سے باہر نکلی ہوئی۔ ایک حدیث کے الفاظ یہ ہیں کہ آپ اشکل العینین تھے۔ لغت میں شکلہ اُس سرخی کو کہتے ہیں جو آنکھ کی سفیدی میں پائی جائے۔ اور اس سرخی سے مراد وہ سرخ ڈورے ہیں جو اکثر خوبصورت آنکھوں میں پائے جاتے ہیں — ایک روایت میں اشکل کی جگہ اشہل کے الفاظ ہیں۔ شہلہ بھی وہی سرخی ہے۔ لیکن سفیدی میں نہیں سیاہی میں اور یہ سرخی بھی حُسن میں داخل ہے۔ چنانچہ فارسی اردو اشعار میں محبوب کی صفات میں نرگسِ شہلا استعمال ہوتا ہے۔ ایک اور روایت میں شکلہ کو سحرہ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ جو سحر سے مشتق ہے جس کا مطلب جادوگر آنکھیں ہیں۔ ان تمام الفاظ کا مقصد ایک ہی ہے۔ یعنی حضورؐ کی آنکھیں بڑی بڑی (معتدل) تھیں۔ اور اُن میں سرخی کے ڈورے تھے۔ اور ایک روایت میں ادعج العینین اور اکحل العینین بھی آیا ہے۔ جس کے معنی سیاہ اور خوبصورت آنکھیں ہیں۔ شارح احادیث کا بیان ہے کہ حضورؐ کو اکحل العینین اس لئے کہا جاتا تھا کہ حضورؐ کی آنکھیں سرمہ لگائے بغیر ایسی معلوم ہوتی تھیں گویا اُن میں سرمہ لگایا گیا ہے۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلعم رات کی تاریکی میں بھی اسی طرح دیکھتے تھے جس طرح روزِ روشن میں"۔ قاضی عیاضؒ کا بیان ہے کہ حضور صلعم کی نظر زیادہ تر زمین کی جانب رہتی تھی جس سے مقصود انتہائی انکسار اور حیا کا اظہار تھا اور بعض احادیث میں آیا ہے کہ بعض اوقات حضور صلعم اکثر آسمان کی جانب دیکھا کرتے تھے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ بعض اوقات آپ کو وحی کا انتظار ہوتا تھا اور نظر آسمان کی جانب رہتی تھی۔

منقول ہے کہ حضور صلعم اکثر گوشۂ چشم سے جو کنپٹی کی جانب تھا ملاحظہ فرمایا کرتے تھے۔ اور اس طرح دیکھنا بھی انتہائی حیا و وفا پر دلالت کرتا ہے۔ اور جب آپ کو اِدھر اُدھر دیکھنا منظور ہوتا تھا تو گردن موڑ کر دیکھا کرتے تھے۔ متکبروں اور مغروروں کی طرح دزدیدہ نظر سے نہیں دیکھتے تھے۔

احادیث صحیحہ میں آیا ہے کہ آپ کی نگاہ پس و پیش یکساں کام کرتی تھی۔ یعنی جس طرح آپ سامنے کی چیز کو دیکھتے تھے اسی طرح پیچھے کی چیز کو بھی دیکھتے تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ آپ نے (نماز سے پہلے یا بعد میں) مقتدیوں سے فرمایا کہ "رکوع و سجود میں مجھ سے پہلے نہ جایا کرو۔ میں تم کو آگے اور پیچھے سے یکساں دیکھتا ہوں۔ اور تمہارا رکوع و سجود مجھ سے مخفی نہیں ہے"۔ آپ کی اس رویت کی حقیقت کو خدا ہی بہتر جانتا ہے۔ بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ آپ کے احوال مبارک کی حقائق سے اللہ ہی واقف ہے۔ اُن کے ادراک کی کوشش نہیں کرنی چاہیئے۔ البتہ عقل و قیاس کی رہنمائی سے صرف اتنا کہا جاسکتا ہے کہ یا تو یہ روایت بصری تھی اور صرف نماز کے اندر یہ حالت مخصوص تھی۔ اس لئے کہ نماز انکشافِ حقیقت کا مقام اور زیادتیِ نور کی موجب ہے۔ ایک اور سبب یہ بتلایا گیا ہے کہ خداوند تعالےٰ چونکہ اس امر پر قادر ہے کہ انسانی اعضا میں سے ہر عضو کو قوتِ بصارت عطا فرمائے۔ اس لئے کہا جا سکتا ہے کہ خدا نے پس پشت دیکھنے کی قوت کبھی کسی عضو میں اپنے نبیؐ کے لئے پیدا کر دی ہو۔ اور بعض علماء کا بیان یہ ہے کہ خدا نے حضورؐ کے دونوں مونڈھوں میں دو سوراخ رکھے تھے جن سے آپ پیچھے کی چیزیں دیکھ لیا کرتے تھے اور یہ سوراخ سوئی کی نوک کے مانند تھے۔ اور یا یہ رویت قلبی تھی۔ اور رویتِ قلبی حقیقت میں علم ہے جو وحی یا الہام وغیرہ کے ذریعہ ہوتا ہے۔

بعض روایات حدیث میں یوں آیا ہے کہ حضور صلعم نے فرمایا "میں بندہ ہوں اور نہیں جانتا کہ دیوار کے پیچھے کیا ہو رہا ہے"[1] اس روایت کا جواب یہ ہے کہ اول تو اس روایت کی تصحیح نہیں ہوئی دوسرے پس پشت دیکھنے کی حقیقت کو عام نہ کہا جائے۔ بلکہ نماز کے لئے مخصوص رکھا جائے۔ اور اگر عام رکھا جائے تو پھر اس رویت کو قلبی اور اعلام الٰہی کہا جائے جیسا کہ غیب کی تمام باتوں کی نسبت

---

[1] اس روایت کی صحت مشتبہ ہے۔ ۱۲ مؤلف

کہا جاتا ہے کہ وہ اعلام الٰہی یا وحی سے آپ کو معلوم ہوئیں اور آخری فیصلہ کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے کہ ایک مرتبہ حضورؐ کا ایک اونٹ گم ہو گیا تھا۔ منافقوں میں سے بعض نے گم شدگی کی خبر پا کر کہا کہ "محمد صلعم آسمانوں کے حالات تو بتاتے ہیں اور اتنا معلوم نہیں کہ اُن کا اونٹ کہاں ہے؟" حضور صلعم کو منافقوں کے اس اعتراض کا علم ہوا تو آپ نے فرمایا کہ "مجھکو کسی بات کا علم نہیں، مگر ہاں اُن باتوں کا جو خداوند تعالےٰ مجھکو بتا دیتا ہے۔" اس کے بعد ہی حضور صلعم نے یہ فرمایا کہ "البتہ خداوند تعالےٰ نے مجھکو اس اونٹ کا نشان بتا دیا ہے۔ وہ فلاں مقام پر ہے اور اُس کی مہار درخت میں اُلجھ گئی ہے۔ اور وہ بندھا پڑا ہے۔" آپ کا یہ ارشاد سنکر صحابہ اُس مقام پر پہنچے اور جیسا کہ حضورؐ نے فرمایا تھا اسی طرح اونٹ کو پایا۔

(۳) سمع شریف

حضور صلعم کے مبارک کانوں کی کیفیت کتب شمائل و تاریخ میں نظر سے نہیں گذری۔ جامع کبیر میں صرف یہ الفاظ ہیں کہ حضور صلعم کے کان تمام صفات کے جامع تھے۔ اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضور صلعم نے فرمایا "میں ایک چیز کو دیکھتا ہوں اور تم اُس کو نہیں دیکھتے۔ اور میں ایک چیز کو سنتا ہوں اور تم اُس چیز کو نہیں سنتے۔"

(۴) جبین مبارک

احادیث میں حضور صلعم کی پیشانی کی نسبت مختلف الفاظ آئے ہیں اور وہ یہ ہیں (۱) واضح الجبین یعنی کشادہ پیشانی (۲) صلت الجبین یعنی واضح و کشادہ پیشانی (۳) واسع الجبین یعنی وسیع و کشادہ پیشانی۔ کعب بن مالکؓ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں کہ "جب حضور صلعم کی پیشانی پر (کسی وجہ سے) شکنیں نمودار ہو جاتیں تو آپ کا چہرہ ایسا معلوم ہوتا گویا ماہتاب کا ایک ٹکڑا ہے۔"

(۵) حواجب شریف

حضرت علیؓ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں کہ واضح الجبین مقرون الحواجبین یعنی حضورؐ کی پیشانی کشادہ تھی اور پلکوں کے بال متصل ہوا اور برابر تھے۔ ابن ابی ہالہؓ جو حضورؐ کے حلیہ شریف کی صفات کے ماہر ہیں بیان کرتے ہیں کہ حضورؐ کی پلکوں کے بال باہم متصل نہ تھے۔ ان دونوں روایتوں کا اختلاف یوں دور کیا گیا ہے کہ اتصال سے مراد وہ اتصال نہیں ہے جو بالوں کے گنجان ہونے پر دلالت کرے بلکہ اتصال خفیف مراد ہے۔ اور اس صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ حضور صلعم کی پلکوں کے بال گنجان اور گھنے نہ تھے۔ بلکہ خفیف اور باہم پیوستہ تھے۔ یعنی درمیان میں خلا نہ تھا۔

منقول ہے کہ حضورؐ کی دونوں پلکوں کے درمیان ایک رگ تھی جو غیظ و غضب کی حالت میں پھڑکا کرتی تھی۔

ابن ابی ہالہ کی ایک اور حدیث کے الفاظ یہ ہیں کہ "ازج الحواجب یعنی حضورؐ کی پلکیں کمان کی مانند اور لمبی تھیں یا آپ کمان ابرو تھے اور پلکوں کے بال باریک تھے۔ ایک اور صحابی کے الفاظ یہ ہیں کہ "حضورؐ بہترین چہرہ۔ بلند و کشادہ پیشانی اور باریک ابرو تھے۔" باریک ابرو سے مراد وہ بال ہیں جو علیحدہ علیحدہ ہوتے اور گنجان نہ ہوں۔

(۶) انف شریف

احادیث میں حضور صلعم کی بینی (ناک) مبارک کی نسبت اقنی الانف و اقنی العرنین و دقیق العرنین کے الفاظ آئے ہیں۔ اقنی کے معنے ہیں ہموار اور قدرے طویل۔ عرنین کے معنے ہیں ناک کا وہ حصہ جو پلکوں کے نیچے واقع ہے۔ اور دقیق کے معنی ہیں باریک۔ ان تمام الفاظ کا مفہوم تقریباً یکساں ہے۔ یعنی یہ کہ حضورؐ کی بینی مبارک پلکوں کے نیچے سے آخر تک ہموار۔ قدرے طویل اور باریک تھی۔ یعنی موٹی اور پھیلی ہوئی نہ تھی۔

ایک روایت میں ہے کہ حضورؐ کی بینی شریف کا وہ حصہ جو پلکوں سے متصل تھا اُس پر ایک نور محسوس ہوا کرتا تھا جب کوئی انسان غور کئے بغیر بینی مبارک کو دیکھتا تھا اور بینی مبارک اونچی نظر آتی تھی اور یہ نور بھی نیک بختی اور سعادت مندی کا ایک نشان ہے

(۷) دہن مبارک

صحیح مسلم میں حضرت جابرؓ کی روایت میں حضور صلعم کے دہن مبارک کی نسبت ضلیع الفم کے الفاظ آئے ہیں، جن کا مفہوم یہ ہے کہ حضور صلعم فراخ دہاں تھے۔ اور ابن ابی ہالہؓ نے بھی انہیں الفاظ کو استعمال کیا ہے۔

عرب میں دہن کی فراخی و کشادگی کو مردوں کی صفتِ محمود قرار دیا گیا ہے۔ اور دہانِ تنگ عورتوں کی صفت مانا گیا ہے۔ اور شعرا نے جو معشوق کی صفت تنگ دہنی قرار دی ہے وہ عورتوں کے لئے مخصوص ہے یا اس سے مراد کم سخنی ہے۔ جو محبوب کی خاص صفت ہے۔

ایک حدیث میں حضورؐ کے دہن مبارک کی نسبت ضلیع الفم کے بعد یہ الفاظ بھی آئے ہیں کہ یفتح الکلام و یختمہ باشداقہ یعنی حضور صلعم بات کو شروع کرتے تھے اور ختم کرتے تھے۔ اپنے کنج دہن سے جس کا واضح مفہوم یہ ہے کہ حضورؐ کے دہن مبارک سے جو کلام نکلتا تھا وہ جامع۔ کامل اور تمام ہوتا تھا۔ اس میں کوئی نقص یا کوتاہی یا کمی نہ ہوتی تھی۔ مطلب یہ کہ فصاحت سے

آپ کا کلام آراستہ ہوتا تھا۔

دندانِ مبارک کی نسبت حدیث کے الفاظ یہ ہیں کہ مفلج الاسنان یعنی حضور صلعم کے اگلے دانت کشادہ تھے۔ ایک اور حدیث میں اشنب کے الفاظ ہیں جس کے معنی رونق۔ چمک و آب کے ہیں۔ یعنی حضور صلعم کے دانت چمکدار۔ با رونق اور آبدار تھے۔ اور حضرت علیؓ کی حدیث میں مبلج الثنایا کے الفاظ ہیں۔ جس کے معنی یہ ہیں کہ حضورؐ کے اگلے دانت روشن و تاباں تھے۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلعم کشادہ لب تھے جب آپ گفتگو فرماتے تو ایسا معلوم ہوتا کہ اگلے دانتوں کی کشادگی میں سے نور چھن چھن کر باہر آ رہا ہے۔

طبرانی نے اوسط میں لکھا ہے کہ حضور صلعم کے لب اور دہن مبارک کی مہر دنیا بھر کے آدمیوں سے زیادہ حسین و لطیف تھے یعنی قدرت نے حضورؐ کے لبوں اور دہن مبارک کو اتنا خوبصورت بنایا تھا کہ کسی انسان کو آج تک نصیب نہ ہوا۔

حضور صلعم کا آبِ دہن جیسا کہ احادیث میں آیا ہے بیمارو اور دلدادہ اشخاص کے لئے شفا کا حامل تھا۔ چنانچہ خیبر کی جنگ میں حضرت علیؓ کی آنکھیں دکھتی تھیں۔ حضور صلعم نے اُن کو طلب فرمایا اور ان کی آنکھوں میں لعابِ دہن لگایا جس سے فوراً آنکھیں اچھی ہوگئیں اور تکلیف و شکایت رفع ہوگئی۔ ایسا ہی واقعہ یہ منقول ہے کہ حضورؐ کے حضور میں ایک مرتبہ پانی کا بھرا ہوا ایک ڈول لایا گیا۔ حضورؐ نے اس ڈول میں سے پانی منہ میں لیا۔ اور پھر ڈول میں دہنِ مبارک کا پانی ڈالدیا۔ اور پھر اس پانی کو کنوئیں کے اندر ڈال دیا گیا۔ کنوئیں کا پانی شیریں اور خوشبو ہوگیا۔

ایک حدیث میں ہے کہ حضرت انسؓ (حضور صلعم کے خادم خاص) کے گھر میں ایک کنواں تھا۔ حضورؐ نے اُس میں اپنا لعابِ دہن ڈالدیا اور اس کا پانی اس قدر شیریں ہوگیا کہ مدینہ میں اُس سے بہتر کسی کنوئیں کا پانی نہ تھا۔

منقول ہے کہ ایک مرتبہ چند شیر خوار بچوں کو حضورؐ کی خدمت میں لایا گیا۔ حضورؐ نے اُن کے مونہوں میں اپنا لعابِ دہن ڈال دیا اور بچے اس لعابِ دہن سے سیراب ہوگئے کہ دن بھر انہوں نے دودھ نہ پیا۔

ایک دفعہ حضرت امام حسنؓ سخت پیاس کی حالت میں حضورؐ کے پاس آئے۔ حضورؐ نے اپنی زبانِ مبارک اُن کے منہ میں رکھدی اور وہ زبانِ مبارک کو چوستے رہے اور پھر انہوں نے دن بھر پانی نہ پیا۔

اس قسم کے بہت سے واقعے ہیں اور یہ تمام معجزات میں شامل ہیں۔

(۸) ضحک شریف

صحیح بخاری میں حضور صلعم کے ہنسنے کی نسبت حضرت عائشہؓ کے یہ الفاظ ہیں کہ "میں نے حضور صلعم کو کبھی اس طرح ہنستے ہوئے نہیں دیکھا کہ آپ کے حلق کے اندر کا گوشت (لہات یا کوا) نظر آیا ہو۔ حالانکہ حضور صلعم ہمیشہ خوش رہتے اور بشرہ پر مسرت کے آثار نمایاں ہوتے تھے۔"

ایک حدیث کے الفاظ یہ ہیں کہ "حضور صلعم ہنسے کہ آپ کے پچھلے دانت نظر آنے لگے۔" اس سے مراد مبالغہ ہے۔ یا مراد حلق دانت ہیں نہ پچھلے دانت۔

صحیح احادیث میں آیا ہے کہ حضورؐ کا ہنسنا تبسم تک محدود رہتا تھا۔ تبسم حقیقت میں ضحک کے مبادی میں سے ہے۔ یعنی چہرہ پر انبساط کا اسقدر ظاہر ہونا کہ سرور کی حالت میں اگلے دانت نظر آجائیں۔ اگر اس ہنسنے میں آواز پیدا ہو جائے تو اس کو قہقہہ کہتے ہیں۔ اور آواز پیدا نہ ہو تو تبسم کہتے ہیں۔

حضورؐ کے ضحک شریف کے متعلق جس قدر احادیث منقول ہیں اُن پر غور کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضورؐ اکثر حالات و اوقات میں تبسم سے زیادہ ضحک نہ فرماتے تھے اور کبھی اس سے کچھ زیادہ صرف اس حد تک کہ قہقہہ کی حدود میں داخل نہ ہو جائے چنانچہ منقول ہے کہ حضورؐ نے کبھی قہقہہ نہیں لگایا۔ اور نہ زیادہ ہنسے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ زیادہ ہنسنا یا قہقہہ لگانا انسان کے وقار کو زائل کر دیتا ہے۔

احادیث میں بتایا گیا ہے کہ جس طرح حضور صلعم کا ہنسنا معتدل تھا۔ اسی طرح رونا بھی اعتدال میں داخل تھا۔ یعنی آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے تھے۔ اور سینہ مبارک سے شدتِ غم کی آواز اس طرح آیا کرتی تھی جس طرح ہانڈی جوش کی حالت میں ہو۔ اور بعض روایات میں ہے کہ سینہ کے اندر سے چکی کی سی آواز آیا کرتی تھی۔

احادیث سے معلوم ہوا ہے کہ حضور صلعم کا گریہ خداوند تعالیٰ کی عظمتِ جلال کے سبب سے ہوتا تھا۔ یا اُمت پر شفقت کے سبب یا میت پر رحمت کے باعث۔ اور یہ گریہ اکثر قرآن مجید کی سماعت سے یا تہجد کی نماز میں ہوا کرتا تھا۔

احادیث میں بتایا گیا ہے کہ خداوند تعالیٰ نے حضور صلعم کو جماہی اور انگڑائی سے محفوظ رکھا تھا۔ اس لئے کہ یہ چیز کسل و سستی یا اور کسی جسمانی خرابی کے باعث ظہور میں آتی ہے۔ تاریخ بخاری میں ہے کہ کبھی حضورؐ نے جماہی یا انگڑائی نہیں لی۔ اور بعض روایات میں یہ الفاظ ہیں کہ کسی نبی نے جماہی اور انگڑائی نہیں لی۔ اس لئے کہ یہ فعل شیطانی ہے۔

(۹) صوت مبارک

منقول ہے کہ حضور صلعم کی آواز تمام لوگوں کی آواز سے بہتر اور شیریں تھی اور اُس زمانہ میں کوئی شخص ایسا نہ تھا جس کی آواز آپ سے بہتر ہو اور احادیث میں اصدق الناس (تمام لوگوں میں زیادہ سچے) کے جو الفاظ آئے ہیں اُن سے مراد یہ ہے کہ حضور صلعم صادق اور شیریں زبان تھے۔ اور جو کلمات آپ کی زبانِ مبارک سے نکلتے تھے وہ مخارج کے اعتبار سے درست و صحیح ہوتے تھے اور بعض لوگوں نے صدق لہجہ کا مفہوم فصاحت بتایا ہے یعنی آپ انتہا درجے کے فصیح تھے۔ حضرت انس کا بیان ہے کہ خداوند تعالےٰ نے جتنے پیغمبر بھیجے ہیں سب خوش آواز اور خوش رو تھے۔ اور تمہارے پیغمبر حضرت محمد مصطفےٰ صلعم اُن سب سے زیادہ خوش آواز اور خوش رو ہیں۔

منقول ہے کہ حضور کی آواز اس قدر دور تک پہنچتی تھی جس قدر دُور اور لوگوں کی آواز نہ پہونچ سکتی تھی۔ خصوصاً خطب مواعظ اور تخویف کی آواز چنانچہ عورتیں آپ کی آواز کو پردہ کے اندر سُن لیا کرتی تھیں۔ اور حجۃ الوداع میں حضور نے جو خطبہ پڑھا تھا اُس کو تمام لوگوں نے اپنی اپنی قیام گاہ پر تھوڑی سی توجہ کے بعد سن لیا تھا۔

(۱۰) فصاحت شریف

حضور صلعم کی زبانِ مبارک کی فصاحت اور آپ کا جوامع الکلم ہونا اور آپ کے کلام میں بدائع بیان و غرائب کا پایا جانا حدِ بیان و توضیح سے خارج ہے۔ اور واقعہ یہ ہے کہ جس قدر اِن امور پر غور و فکر کیا جاتا ہے عجیب و غریب باتیں ظہور میں آتی ہیں جن کی تعبیر الفاظ و بیان سے ممکن نہیں ہے۔ صرف اس قدر کہا جاسکتا ہے کہ خداوند تعالےٰ نے دنیا میں حضور صلعم سے زیادہ فصیح اور شیریں دہان آج تک نہ کسی کو پیدا کیا اور نہ آئندہ پیدا ہونا ممکن ہے۔

منقول ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمر بن الخطاب نے حضور سے دریافت کیا کہ "یا رسول اللہ! آپ ہمارے درمیان سے نہ تو کبھی باہر تشریف لے گئے اور نہ آبادیوں کے درمیان پھرے پھر آپ کو یہ فصاحت کیوں کر حاصل ہوئی؟" حضور صلعم نے فرمایا "حضرت اسمٰعیل کی زبان محو و نابود ہو گئی تھی۔ خداوند تعالےٰ نے حضرت جبرئیل کے ذریعہ اُس کو میرے پاس بھیجا اور میں نے اُس کو یاد کر لیا۔" اور ایک موقع پر آپ نے یہ بھی فرمایا کہ "میرے پروردگار نے مجھکو ادب سکھایا اور بہترین طریقہ پر یا بہترین ادب سکھایا۔" علوم عربیہ میں فصاحت و بلاغت کو ادب کہتے ہیں اس [illegible] صلعم کہتے [illegible] کہ خداوند تعالےٰ نے [illegible]

آپ کو فصاحت و بلاغت عطا فرمائی تھی۔ ایک اور موقع پر حضور نے یہ فرمایا کہ "میں نے قبیلہ بنی سعد بن بکر (یعنی حلیمہ کے قبیلہ) میں تربیت حاصل کی ہے۔ اور یہ قبیلہ عرب میں سب سے زیادہ فصیح تھا۔

منقول ہے کہ حضور صلعم اس طرح واضح کلام فرماتے تھے کہ اگر سامع آپ کے ارشاد کے کلمات اور الفاظ کو شمار کرنا چاہتا تو آسانی کے ساتھ شمار کر سکتا تھا۔ اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضور صلعم ایک ایک کلمہ یا جملہ کو تین تین بار فرمایا کرتے تھے۔ تاکہ سامع اچھی طرح سن اور سمجھ لے۔ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلعم اس قدر احتیاطاً شکوک و شبہات واقع ہونے میں کسی یا ابہام پر کیا کرتے تھے۔ تاکہ ہر شخص آپ کے کلام کو سن لے اور شک و شبہ میں نہ رہے۔ ورنہ عام طور پر حضور وضاحت کے ساتھ صرف ایک ہی مرتبہ ایک بات کو فرمایا کرتے تھے۔

حضور صلعم کے کلام کی خصوصیات میں سے ایک خصوصیت وہ ہے جس کا ذکر حضور نے ان الفاظ میں فرمایا ہے کہ اوتیت جوامع الکلم۔ واختصر لی الکلام یعنی مجھکو جامع کلمات بولنے کی اور مختصر کلام کی خصوصیت عطا کی گئی ہے۔ جوامع الکلم سے مراد وہ کلمات ہیں جن کے الفاظ کم ہوں اور معانی زیادہ۔ علماء نے اپنی کتابوں میں تحقیق و تلاش کے بعد ایسے کلمات کو فراہم کیا ہے۔ خصوصاً اُن مکاتیب اور مناشیر کو جو حضور صلعم نے ملوک و امراء اور عظماءِ وقت کو لکھے اور صادر فرمائے ہیں۔ ہم ان مکاتیب و مناشیر کو انشاء اللہ تعالےٰ اس کتاب کے کسی حصہ میں درج کریں گے۔

اگرچہ یہ موقع حضور کے جامع و مختصر کلمات و ارشادات کے اندراج کا نہیں ہے۔ لیکن چند کا ذکر اس لئے ضروری ہے کہ وہ حلیہ شریف سے تعلق رکھتے ہیں۔

(۱) ان کلمات میں سے ایک حضور کی یہ مشہور حدیث ہے کہ انما الاعمال بالنیات۔ (یعنی تمام اعمال کا مدار نیت پر ہے) واقعہ یہ ہے کہ حضور کا یہ ارشاد دین اسلام کا اصل اصول اور رکن اعظم ہے۔

محدثین نے اس حدیث کو علم دین کا ثلث (تہائی حصہ) قرار دیا ہے۔ یعنی نیت کو دین کا تہائی حصہ مانا ہے۔ اس اعتبار سے کہ دین نام ہے قول، فعل اور نیت کا اور بعض علماء نے نیت کو آدھا علم کہا ہے۔ اس اعتبار سے کہ اعمال دو قسم کے ہیں ایک اعمالِ قلب اور دوسرے اعمالِ جوارح (اعضا) اور نیت اعمالِ قلب میں سے بہترین و افضل عمل ہے۔ اس لئے وہ نصف علم ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ تمام اعمال قلبیہ و قالبیہ (جسمانیہ) میں اصل چیز نیت ہی ہے۔ بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ تمام طاعات و عبادات کا مدار نیت ہی پر ہے۔

[illegible]

کو شمار کیا ہے۔

(۲) من حسن اسلام المرء ترکہ ما لا یعنیہ	یعنی انسان کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ وہ لایعنی باتوں کو ترک کر دے۔
(۳) المسلم من سلم المسلمون من یدہ و لسانہ	یعنی (کامل) مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمان محفوظ رہیں۔
(۴) لا یؤمن احدکم حتیٰ یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ	یعنی تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک (کامل) مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اپنے (مسلمان) بھائی کے لئے (بھی) اسی چیز یا بات کو پسند نہ کرے جس کو اپنے لئے پسند کرتا ہے
(۵) الدین النصیحۃ	یعنی دین نصیحت کا نام ہے۔
(۶) البلاء موکل بالمنطق	یعنی ہر قسم کے مصائب اور بلائیں زبان کی بدولت آتی ہیں۔
(۷) فضل العلم خیر من فضل العبادۃ	یعنی علم کی فضیلت عبادت کی فضیلت سے بہتر و برتر ہے
(۸) الصحۃ والفراغ نعمتان مغبون فیہما	یعنی صحت و فراغت دو ایسی نعمتیں ہیں جن پر رشک کیا جا سکتا ہے
(۹) الدال علی الخیر کفاعلہ	کسی نیک کام کی رہنمائی کرنا ایسا ہے گویا خود اُس نے وہ نیک کام کیا۔
(۱۰) حب الشئ یعمی ویصم	یعنی چیز کی محبت (انسان کو) اندھا اور بہرا بنا دیتی ہے۔
(۱۱) خیرکم خیرکم لاھلہ	یعنی تم میں بہترین شخص وہ ہے جو اپنے اہل (و عیال) کے لئے بہتر ہو
(۱۲) زر غبا تزدد حبا	یعنی دوستوں اور رشتہ داروں وغیرہ سے ایک دن چھوڑ کر ملا کرو تاکہ آپس میں محبت بڑھے

مطلب یہ ہے کہ روزانہ نہ ملو کہ عادت ہو جائے۔ اور محبت بڑھنے کے بجائے کم ہو جائے۔

(۱۳) الخلق السیء یفسد العمل کما یفسد الخل العسل	بدخلقی عمل کو خراب کر دیتی ہے۔ جس طرح سرکہ شہد کو خراب کر دیتا ہے۔
(۱۴) لیس الشدید من غلب الناس انما الشدید من غلب نفسہ	سخت اور پہلوان وہ شخص نہیں ہے جو لوگوں پر غالب آجائے بلکہ وہ شخص ہے جو اپنے نفس پر غالب ہے اور نفس کو قابو میں رکھے۔
(۱۵) القناعۃ کنز لا یفنی	یعنی قناعت ایک ایسا خزانہ ہے جو کبھی ختم نہ ہوگا
(۱۶) العفو لا یزید العبد الا عزا	یعنی (کسی کے قصور کو) معاف کر دینے سے بندہ کی عزت ہی بڑھتی ہے۔
(۱۷) ما نقص مال من صدقۃ	یعنی خیرات کرنے سے مال کم نہیں ہوتا
(۱۸) الاقتصاد فی النفقۃ نصف المعیشۃ	مصارف میں میانہ روی نصف معیشت ہے۔
(۱۹) المستشار مؤتمن	یعنی مشورہ دینے والا امانتدار ہوتا ہے

(۱۱) راس شریف

ابن ابی ہالہؓ کہتے ہیں کہ کان رسول اللہ صلعم عظیم الہامہ یعنی حضور صلعم بزرگ سر تھے۔ سر کا بڑا ہونا عقل کی زیادتی اور جودت فکر کی دلیل ہے۔ اس لئے کہ جب سر بڑا ہوگا تو دماغ بھی قوی ہوگا۔ اور جو ہر دماغ بھی جو حقیقت میں جوہر عقل ہے زیادہ ہوگا۔

(۱۲) موئے مبارک

قتادہ حدیث کے راوی کا بیان ہے کہ میں نے انسؓ سے حضورؐ کے بالوں کی نسبت پوچھا تو انسؓ نے کہا کہ "حضورؐ کے بال نرم اور دراز تھے" یعنی حبشیوں کے بالوں کی مانند گنجان اور گھونگر یالے نہ تھے اور نہ سخت تھے۔

حضورؐ کے سر کے بالوں کی درازی تمام رُوات حدیث نے بیان کی ہے۔ لیکن درازی کی حد میں اختلاف کیا ہے۔ بعض نے کانوں تک بتائے ہیں۔ بعض نے کانوں کی لو تک۔ بعض نے کاندھوں تک اور بعض نے کاندھوں کے قریب تک۔ ان تمام روایات کا اختلاف یوں دُور کیا جا سکتا ہے کہ حضورؐ کو لوگوں نے مختلف حالتوں میں دیکھا۔ اور جس حال میں پایا بیان کر دیا۔ کبھی حضورؐ بالوں میں تیل لگا کر شانہ فرماتے تو بال دراز نظر آتے۔ اور جب شانہ نہ کرتے تو کم دکھائی دیتے تھے۔ اور بعض روایات سے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ کبھی ایسا اتفاق بھی ہوتا تھا کہ حضورؐ کے بال عرصہ دراز تک نہ تو مونڈے جاتے اور نہ تراشے جاتے تھے۔ اس وجہ سے دراز نظر آتے تھے اور جب آپ بالوں کو ترشواتے تو چھوٹے دکھائی دیتے تھے۔ عام روایات سے یہ معلوم ہوا ہے کہ حضورؐ اکثر بالوں کو ترشوایا کرتے تھے۔ البتہ حج و عمرہ میں بال منڈوا دیا کرتے تھے۔

احادیث مذکورہ بالا سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ سر کے بال رکھنا سنت ہے بشرطیکہ اُن کو اچھی حالت میں رکھا جائے۔ اُن کو دھویا جائے۔ تیل لگایا جائے۔ اور شانہ کیا جائے اور جب حد سے بڑھ جائیں تو ترشوا لیا جائے۔

حضورؐ اکثر بالوں میں شانہ فرمایا کرتے تھے۔ اور جس شخص کے بالوں کو اُلجھا ہوا یا میلا دیکھتے نفرت کا اظہار فرمایا کرتے۔ اسی طرح اُس شخص کو بھی اچھا خیال نہ فرماتے جو بالوں کو بڑھانے اور آراستہ کرنے سے ذوق رکھتا تھا۔

حضرت ابن عباسؓ کی حدیث میں بتایا گیا ہے کہ حضور صلعم ابتدا میں سدل کیا کرتے تھے۔ یعنی سر کے بالوں کو بڑھاتے اور دراز رکھتے تھے۔ اور مشرک فرق کیا کرتے تھے۔ یعنی درمیان سر کے بالوں کو منڈوایا یا ترشوایا کرتے تھے۔ اور اہل کتاب اقوام بھی سدل کیا کرتی تھیں۔ ابتدائے اسلام میں چونکہ حضورؐ مشرکوں کی مخالفت اور اہل کتاب کی موافقت اکثر کاموں میں کیا کرتے تھے۔ اس لئے آپ کا سدل اہل کتاب کی موافقت میں تھا۔ پھر آپ نے سدل ترک کر دیا اور فرق کو اختیار کر لیا۔ اسی بنا پر بعض علمار کی رائے یہ ہے کہ فرق سنت ہے۔ اس لئے کہ حضورؐ نے سدل کو ترک کر کے (خواہ خود یا بامر الہٰی) فرق اختیار کر لیا تھا اور بعض علمار کا خیال یہ ہے کہ آپ نے سدل کو خدا کے حکم سے ترک کیا تھا۔ اس لئے سدل منسوخ ہو گیا۔ اور بعض علمار یہ کہتے ہیں کہ حضورؐ کا آخر میں فرق کو اختیار کرنا اجتہادی تھا اور اس کی وجہ یہ تھی کہ ابتدائے اسلام میں چونکہ نومسلموں کی تالیف قلوب منظور تھی۔ اس لئے آپ نے اہل کتاب کی موافقت اختیار کر لی تھی۔ پھر جب اسلام نے ترقی حاصل کر لی تو آپ نے اہل کتاب کی موافقت ترک کر دی اور اکثر علمار کی رائے یہ ہے کہ سدل اور فرق دونوں جائز ہیں اور فرق افضل و بہتر ہے۔

حضورؐ نے خضاب کیا تھا یا نہیں۔ اسمیں محدثین و علمار کا اختلاف ہے اکثر کی رائے یہ ہے کہ حضورؐ نے خضاب نہیں کیا۔ اس لئے کہ حضور صلعم اتنے بوڑھے نہیں ہوئے تھے کہ آپ کے بال سفید ہو جاتے۔ اور خضاب کی ضرورت پیش آتی۔ چنانچہ احادیث میں آیا ہے کہ حضور صلعم کے سر اور ڈاڑھی کے بالوں میں سے صرف چودہ یا سترہ یا اٹھارہ بال سفید ہوئے تھے اور جب آپ بالوں میں تیل لگاتے تو یہ سفید بال نظر نہ آتے تھے۔

حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ "حضورؐ کی ڈاڑھی میں چند بال سفید تھے۔ اگر میں اُن کا شمار کرنا چاہتا تو کر سکتا تھا اور چند (ہی) بال سر کے سفید تھے۔ اور حضورؐ نے کبھی خضاب نہیں کیا۔"

بخاری اور مسلم میں حضرت ابن عمرؓ کی ایک حدیث ہے جس میں ابن عمرؓ نے بتایا ہے کہ میں نے حضورؐ کے بالوں کو دیکھا جن میں زرد رنگ کیا گیا تھا۔ (مراد زعفران کا رنگ ہے) شیخ عبدالوہابؒ نے اس رنگ کے متعلق بتایا ہے کہ یہ رنگ حقیقت میں خضاب نہیں تھا۔ اس لئے کہ حضورؐ کے بال سیاہ تھے البتہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ بالوں کو بار بار دھونے اور خوشبو اور تیل لگانے سے سفید بالوں نے زرد رنگ اختیار کر لیا ہو۔

امام نووی شارح صحیح مسلم نے کہا ہے کہ علمار کی اکثریت نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ حضورؐ نے بالوں میں کبھی رنگ لگایا (جیسے کہ زعفران کی خوشبو کا رنگ ہو) اور کبھی نہیں لگایا اور جس صحابی نے جس حال میں آپ کو دیکھا اُس حالت کو بیان کر دیا۔

بعض علمار نے کہا ہے کہ حضورؐ پر بڑھاپا طاری نہیں ہوا تھا۔ باوجودیکہ آپ کی عمر زیادہ تھی اور اس کی متعدد وجوہ بیان کی ہیں۔ حضرت مولانا شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلویؒ نے اس کی نہایت معقول وجہ بیان کی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ "بلاشبہ عالم شباب قوت۔ قدرت اور ہیبت کے اعتبار سے دشمنان دین کی نظروں میں ایک ایسا کمال ہے جس سے تقویت دین اور شوکت اسلام کا اظہار ہوتا ہے۔ خصوصاً عہد نبوت میں کہ اُس وقت جہاد فی سبیل اللہ اور کفار سے غزوات اکثر وقوع میں آتے تھے۔ اس امر کو پیش نظر رکھتے ہوئے خداوند تعالےٰ نے اس بات کو پسند نہیں کیا کہ حضور صلعم کو ضعیف و کمزور بنا کر بڑھاپا طاری کر دے اور دشمنان دین آپ کے عجز و ضعف سے خوش ہوں۔ اور حضورؐ کا صحابہ کو خضاب کی ترغیب دلانا اور اجازت دینا بھی اسی امر پر مبنی ہے۔ کہ خضاب سے شباب کا سا عالم پیدا ہو جاتا ہے۔ اور مسلمان کفار کی نظروں میں جوان اور طاقتور نظر آتا ہے۔ اب رہا یہ کہ حضور صلعم کے چند بال سفید ہو گئے تھے جو بڑھاپے کی علامت ہے۔ اس کی نسبت حضورؐ کا یہ ارشاد کافی ہے کہ سورۂ ہود۔ سورۂ واقعہ سورۂ مرسلات۔ سورۂ عم یتساءلون اور سورۂ اذا الشمس کورت نے (جن میں قیامت وغیرہ خوفناک امور کا ذکر ہے کی تلاوت نے) مجھکو بوڑھا کر دیا ہے۔ اس ارشاد سے واضح ہوتا ہے کہ عمر کی زیادتی نے آپ کو بوڑھا نہیں بنایا تھا اور آپ کے شباب میں کوئی خلل پیدا نہیں کیا تھا۔ اب رہی چند بالوں کی سفیدی یہ البتہ حدود شیب (بڑھاپے) میں داخل تھی۔ اور یہ شیب وہ شیب تھا جس کو حضورؐ نے وقار اور نور سے تعبیر کیا ہے۔ اور خداوند تعالےٰ نے بھی اس کو نور اور وقار کہا ہے۔ چنانچہ منقول ہے کہ جب خداوند تعالےٰ نے حضرت ابراہیم خلیل اللہؑ اور آپ کے بیٹے اسحٰق علیہ السلام کے درمیان فرق و امتیاز کو مناسب سمجھا تو حضرت ابراہیمؑ پر بڑھاپا طاری کر دیا۔ حضرت ابراہیمؑ نے اس انقلاب کو دیکھکر پوچھا "اے پروردگار! یہ انقلاب کیسا؟" خداوند تعالےٰ نے فرمایا "یہ وقار ہے" حضرت ابراہیمؑ نے یہ سنکر عرض کیا "پروردگار! میرے وقار کو اور بڑھا دے"

(۱۴) لحیہ شریف

ابن ابی ہالہؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ کی ڈاڑھی گنجان تھی یعنی

بال کثرت سے اور باہم پیوستہ تھے۔ قاضی عیاض نے ابن ابی ہالہؓ کے الفاظ کی تشریح کرتے ہوئے بتایا ہے کہ حضورؐ کی ڈاڑھی (اس قدر دراز اور گنجان تھی کہ) سینہ پر پھیلی ہوئی تھی۔

احادیث میں آیا ہے کہ ڈاڑھی کو بڑھاؤ اور مونچھوں کو ترشواؤ اس لئے کہ ڈاڑھی کی درازی حسن وجمال میں داخل ہے۔ مذاہب اربعہ کے امام مونچھوں کو ترشوانے یا منڈانے میں مختلف خیالات رکھتے ہیں۔ لیکن اس پر سب کا اتفاق ہے کہ مونچھوں کو کم ازکم اتنا ترشوانا چاہئے کہ لب کے اطراف نظر آتے رہیں اور مونچھوں کا منڈانا بعض کے نزدیک بدعت اور بعض کے نزدیک سنت ہے۔ احناف کے نزدیک حلق بہتر ہے۔ یعنی مونچھوں کا پست رکھنا۔

بعض علماء کی رائے یہ ہے کہ عام مسلمانوں کو ہلکوں کے مساوی مونچھیں رکھنی چاہئیں۔ البتہ مجاہد وغازی کو بڑی مونچھیں رکھنی چاہئیں تاکہ دشمن پر ان سے خوف وہیبت طاری رہے۔ غازیوں کے لئے علماء نے اس کی اجازت دی ہے۔ کہ وہ مونچھوں کو اتنا بڑھائیں کہ اطراف لب چھپ جائیں۔

احناف میں مشہور مذہب یہ ہے کہ ڈاڑھی کو چار انگشت لمبی رکھنی چاہئے۔ بظاہر اس سے یہ مراد ہے کہ کم ازکم اتنی ڈاڑھی ضرور رکھنی چاہئے اور ایک روایت یہ ہے کہ چار انگشت سے زیادہ لمبی ہو جائے۔ تو اس کو ترشوا دینا چاہئے۔ لیکن صحیح مذہب یہ ہے کہ چار انگشت سے زیادہ رکھنا بھی جائز ہے۔

حضرت ابن عمرؓ کی نسبت یہ بتایا گیا ہے کہ وہ اپنی ڈاڑھی کو مٹھی میں پکڑنے اور جس قدر مٹھی سے زیادہ ہوتی اُس کو ترشوا دیتے علماء حضرت ابن عمرؓ کے اس فعل کو حج وعمرہ کے ساتھ مخصوص بتاتے ہیں۔ اس لئے کہ ابن عمرؓ سے یہ صحیح حدیث منقول ہے کہ مونچھوں کو ترشواؤ۔ اور ڈاڑھی کو بڑھاؤ۔

مورخین کا بیان ہے کہ حضرت علیؓ کی ڈاڑھی اتنی بڑی تھی کہ سینہ پر پھیلی رہتی تھی اور حضرات عمرؓ وعثمانؓ کی نسبت بھی یہی بتایا گیا ہے۔

(۱۴) گردن مبارک

ابن ابی ہالہؓ کہتے ہیں کہ حضور صلعم کی گردن ہاتھی دانت یا سنگ مرمر کے بُت کی گردن کی مانند (سفید وچمکدار) تھی حضورؐ کی گردن کو بُت کی گردن سے تشبیہ دینا اگرچہ کچھ مناسب نہیں ہے لیکن اس اعتبار سے کہ بت کی گردن کو فن کے کمال سے آراستہ کیا جاتا تھا حسن وخوبی کے اظہار میں تشبیہ دی گئی ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلعم کی گردن نہایت سفید تھی (اور ایسا معلوم ہوتا تھا) گویا چاندی سے بنائی گئی ہے۔

(۱۵) سینۂ مبارک

حضورؐ کے سینۂ مبارک کی نسبت بتایا گیا ہے کہ آپ کا سینہ جوڑا تھا۔ ایک حدیث کے الفاظ یہ ہیں کہ آپ کا شکم مبارک اور سینہ دونوں برابر اور ہموار تھے۔ یعنی نہ تو سینہ شکم سے اونچا تھا اور نہ شکم سینہ سے بلند تھا۔ ابن ام ہانی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضور صلعم کا پیٹ دیکھا ہے وہ گویا کاغذ کا ایک تختہ تھا یا کاغذ کے ورق بالائے ورق کی مانند تہ بر تہ تھا۔ ابن ابی ہالہؓ کہتے ہیں کہ حضورؐ کے سینہ سے ناف تک باریک بال تھے ایک اور حدیث کے الفاظ یہ ہیں کہ حضورؐ کے دونوں پستان صاف تھے یعنی ان پر بال نہ تھے۔ بجز اُن بالوں کے جو سینہ سے ناف تک ایک دھاگے کی مانند تھے۔ ایک اور حدیث میں یہ الفاظ ہیں کہ حضورؐ کے دونوں بازو۔ دونوں پہنچے اور دونوں کاندھے اور سینہ کا بالائی حصہ اور پنڈلیاں بال دار تھے۔

(۱۶) بغل مبارک

منقول ہے کہ حضورؐ کی بغلیں سارے جسم کی مانند سفید تھیں مورخ طبری کا بیان ہے کہ حضورؐ کی یہ خصوصیت تھی کہ آپ کی بغلیں سفید تھیں۔ ورنہ عام طور پر بغلوں کا رنگ جسم کے رنگ کے خلاف سیاہی مائل ہوا کرتا ہے۔ قرطبی نے اس بیان پر اتنا اضافہ کیا ہے کہ آپ کی بغلوں میں بال نہ تھے۔ لیکن کسی حدیث سے یہ امر ثابت نہیں ہوا۔ بلکہ احادیث میں یوں آیا ہے کہ حضورؐ بغلوں کے بال اکھڑا یا دُور کیا کرتے تھے۔

(۱۷) ظہر مبارک

حضور صلعم کی پشت مبارک کی نسبت بتایا گیا ہے کہ وہ ایسی صاف وسفید اور ہموار تھی گویا چاندی سے ڈھالی گئی ہے۔ اور دونوں شانوں کے درمیان ختم نبوت کی مہر تھی۔

علماء نے مہر نبوت کی نسبت یہ لکھا ہے کہ بدن شریف کا ایک حصہ اُبھرا ہوا تھا جو رنگ اور صفائی میں جسم کے مانند تھا۔ اور مہر نبوت اس امر کی دلیل تھی کہ آپ کے بعد کوئی پیغمبر نہیں آنے کا اور اس کی ضرورت اس لئے ہوئی کہ کتب الٰہیہ سابقہ میں حضور صلعم کی تشریف آوری اور نبوت کی پیشگوئیاں تھیں۔ اور آپ کی علامات بھی بتائی گئی تھیں۔ مہر نبوت گویا اس امر کی علامت تھی کہ جو نبی آنے والا اور نبوت کے سلسلہ کو ختم کرنے والا ہے وہ یہی پیغمبر ہے۔

حاکم نے مستدرک میں لکھا ہے کہ دنیا میں جس قدر پیغمبر آئے ہیں اُن سب کے دست راست میں نبوت کی نشانی تھی صرف ہمارے پیغمبر رسول اللہ صلعم کی علامت نبوت دونوں شانوں کے درمیان پشت پر تھی۔

شیخ ابن حجر مکی نے مشکوٰۃ کی شرح میں لکھا ہے کہ مہر نبوت میں یہ الفاظ ابھرے ہوئے تھے اللّٰہ وحدہٗ لا شریک لہٗ توجہ حیث کنت فانک منصور یعنی اللہ ایک ہے [illegible]

اُس کا شریک نہیں۔ جہاں چاہو جاؤ تم کو فتح عطا کی گئی ہے۔

بعض روایات سے یہ معلوم ہوا ہے کہ مہرِ نبوت ایک نور تھا جو چمکتا رہتا تھا۔ اور ایک روایت یہ ہے کہ حضورؐ کی وفات کے بعد مہرِ نبوت غائب ہو گئی تھی۔ اور اس کے غائب ہونے ہی سے آپ کی موت کا علم ہوا تھا۔ یا مہرِ نبوت کے غائب ہونے کا یہ مطلب تھا کہ اب نبوت باقی نہیں رہی ہے۔

رُواتِ حدیث نے لوگوں کو سمجھانے کے لئے مہرِ نبوت کی تشبیہ مختلف اشیاء سے دی ہے۔ بعض نے بتایا ہے کہ مہرِ نبوت کبوتر کے انڈے کی مانند تھی۔ بعض نے کہا ہے سرخ گرہ یا گانٹھ کی مانند تھی۔ جیسا کہ بعض اجسام میں گانٹھ ہوتی ہے اور بعض نے لکھا ہے کہ گریبان کے تکمہ کے مثل تھی۔

(۱۸) دست ہائے مبارک

شمائل ترمذی میں ہے کہ حضور صلعم کے مبارک ہاتھوں کی وہ گریں یا جوڑ جو ساعد اور ہتھیلی کے درمیان ہیں طویل تھیں۔ بظاہر طوالت کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ اس لئے کہا جا سکتا ہے کہ حضورؐ کے یہ جوڑ ابھرے ہوئے اور مضبوط تھے۔

حضورؐ کے ہاتھوں، پہنچوں اور ہتھیلیوں کی نسبت احادیث میں مختلف الفاظ آئے ہیں۔ بعض نے فراخ کف دست بتایا ہے بعض نے کشادہ دست لکھا ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ ہتھیلیاں نہایت نرم تھیں۔ بعض نے سبط الیدین کے الفاظ لکھے ہیں جن کے معنی خوبصورت ہاتھ یا فیض دینے والے ہاتھ کے ہیں۔

مستورد اپنی حدیث اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ میں حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کے ہاتھوں پر مسح کیا معلوم ہوا کہ آپ کے ہاتھ ریشم سے زیادہ ملائم اور برف کی مانند سرد تھے۔

قاضی عیاض نے شفاء میں لکھا ہے کہ حضورؐ کے ہاتھوں کی انگلیاں لمبی (معتدل) اور پُر گوشت تھیں۔

(۱۹) قدم مبارک

حضورؐ کے قدم مبارک پُر گوشت (ضخیم) تھے اور انگلیاں موٹی موٹی تھیں اور ایڑی اور انگلیوں کے درمیان کا حصہ اٹھا ہوا تھا کہ زمین سے نہ لگتا تھا۔ جیسا کہ عام طور پر پاؤں میں ہوتا ہے۔ ابن اثیر نے لکھا ہے کہ حضورؐ کے دونوں پاؤں صاف اور چکنے تھے۔ نہ تو اُن میں میل تھا اور نہ شکستگی اور جب آپ پاؤں دھوتے یا غسل فرماتے تھے تو پانی پاؤں پر چکنا ہٹ اور نرمی کے سبب ٹھہرتا نہ تھا۔ گذر جاتا تھا۔

بعض احادیث میں آیا ہے کہ حضور صلعم کے پاؤں کے تلے کا درمیانی حصہ خالی نہ تھا جیسا کہ عام طور پر انسانی قدموں میں ہوتا ہے۔ بلکہ آپ کے قدم ہموار تھے اور [illegible]

جاتا تھا۔ محدثین نے قدموں کے خلا کی احادیث میں یوں تطبیق کی ہے کہ خلا بہت معمولی تھا۔ جب آپ چلتے یا زمین پر قدم رکھتے تو پورا پاؤں زمین پر پڑتا اور خلا محسوس نہ ہوتا تھا۔

احادیث میں حضورؐ کے قدموں کی نسبت مسیح القدمین کے الفاظ بھی آئے ہیں۔ جن کا مطلب یہ ہے کہ آپ کے پاؤں میں خلا نہ تھا یا بہت کم تھا۔ جیسا کہ حضرت مسیح (عیسیٰؑ) کے قدموں میں خلا نہ تھا۔

(۲۰) قامتِ مبارک

حضور صلعم کا مبارک قد گویا باغِ قدس کا ایک خوبصورت درخت تھا۔ یا بوستانِ قدس کا سرو۔ یعنی نہ تو آپ کوتاہ قد تھے اور نہ دراز قامت۔ بلکہ آپ کا قد درمیانی اور مائل بہ درازی تھا۔ اور ایک حدیث میں ربعۃ من القوم یعنی متوسط قامت کے الفاظ آئے ہیں۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضورؐ جب تنہا ہوتے تو متوسط قامت نظر آتے اور جب لوگوں کے درمیان (بیٹھے یا کھڑے) ہوتے تو سب سے بلند اور سرافراز دکھائی دیتے اور یہ قدرتِ الٰہیہ کا ایک نشان تھا جو خداوند تعالٰے نے اپنے حبیب کے لئے مخصوص رکھا تھا۔

(۲۱) رنگ مبارک

حضور صلعم کے جسم مبارک کا رنگ صاف و سفید اور روشن و تاباں تھا۔ اس امر میں تمام محدثین اور مورخین کا اتفاق ہے اور ایک حدیث کے الفاظ یہ ہیں کہ حضورؐ کا رنگ نہایت سفید ملیح تھا۔ یعنی خالص سفیدی نہ تھی۔ بلکہ اُس میں ملاحت شامل تھی۔ جو حسن و جمال کے لئے ضروری ہے۔ بعض علماء نے لکھا ہے کہ وہ سفیدی جس میں سرخی یا زردی اور چمک نہ ہو جیسا کہ مریض کا رنگ شدۃ مرض سے ہو جاتا ہے حسن و جمال میں داخل نہیں ہے۔ اور حضور صلعم کا رنگ ایسا سفید نہ تھا۔

حضرت علیؓ نے آپ کا رنگ مشرب (تقریباً شربتی) بتایا ہے۔ ایک اور حدیث میں سفید سرخی مائل کے الفاظ ہیں۔

ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ایک روز حضور صلعم صحابہ کے درمیان تشریف فرما تھے کہ ایک دیہاتی آپ سے ملنے آیا اور صحابہ سے پوچھا "عبدالمطلب کا بیٹا کہاں ہے یا تم میں سے کون ہے؟" دیہاتی کا مطلب یہ تھا کہ وہ شخص جس کے جمال و کمال کا شہرہ ہے اور جس کے جاہ و جلال کے آوازہ سے دنیا معمور ہے اور جس کے کمال کی آوازیں کانوں میں بھری ہوئی ہیں وہ کہاں ہے۔ یا تم میں سے وہ کون ہے۔ صحابہ نے جواب [illegible]

اور بعض احادیث میں ہے کہ آپ کا رنگ گندم گوں تھا اور سرخی و سفیدی کے منافی نہیں ہے۔

(۲۲) رفتار مبارک

حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ حضور صلعم کی رفتار ایسی تھی کہ آپ آگے کو بڑھتے ہوئے اور پوری قوت سے سستی و ماندگی سے نہیں قدم کو اٹھاتے اور رکھتے ہوئے معلوم ہوتے تھے۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ حضورؐ پوری قوت سے قدم کو اٹھاتے اور کشادہ قدم رکھتے تھے۔ اور سبک و آسان چلتے تھے۔ نہ تو جسم کو رفتار میں غیر معمولی حرکت ہوتی تھی اور نہ اضطراب ظاہر ہوتا تھا۔ ایک اور حدیث میں آپ کی رفتار کی نسبت یہ الفاظ ہیں کہ جب چلتے تو ایسا معلوم ہوتا کہ آپ بلندی سے نشیب میں اتر رہے ہیں۔ اس کا مفہوم یہی ہے کہ آپ آگے کی جانب اہتمام و طمانیت کے ساتھ قدم اٹھاتے اور جما کر قدم رکھتے تھے۔

ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلعم سے زیادہ تیز رفتار کسی کو نہیں دیکھا (جب آپ سفر کرتے تو ایسا معلوم ہوتا) گویا زمین آپ کے قدموں کے نیچے سے گزر رہی ہے یا سمٹ رہی ہے ہم لوگ پوری مشقت اور قوت و ہمت سے آپ کے ہمراہ چلتے اور دوڑتے۔ پھر بھی آپ کے برابر نہ رہتے اور آپ اپنی اس رفتار سے نہ تو ماندہ ہوتے اور نہ گھبراتے۔ واقعہ یہ ہے کہ اولوالعزم اور اہل ہمت و شجاعت اشخاص کی رفتار ایسی ہی ہوتی ہے اور رفتار کی یہ قسم نہایت مناسب اور بہتر ہے۔

محدثین کا بیان ہے کہ حضور صلعم کبھی خچر یا کسی اور جانور پر سوار ہو کر سفر کرتے اور کبھی پیدل۔ خصوصاً غزوات کے سفر میں۔ منقول ہے کہ جب حضورؐ صحابہ کے ساتھ کہیں تشریف لے جاتے تو صحابہ کو آگے رکھتے اور خود پیچھے چلتے اور صحابہ سے فرماتے "میرا عقب خالی رکھو فرشتوں کے لئے"۔

(۲)
صفات معنوی نبوی صلعم

صفات معنوی سے مراد حضور صلعم کے اخلاق و عادات صبر حلم عفو۔ تواضع۔ ادب حسن معاشرت۔ جود و سخاوت۔ شجاعت و قوت وغیرہ۔ امور ہیں۔ ہم ان تمام امور پر مناسب تفصیل کے ساتھ بحث کریں گے۔ لیکن اس سے پہلے کہ ہم اپنے موضوع کے مسائل کو شروع کریں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اخلاق کے مفہوم کو مختصر الفاظ میں بتا دیں جو اگرچہ بالکل ایک علمی بحث ہوگی لیکن عوام و خواص کے لئے بیحد مفید ہوگی۔

خُلق سیرت باطن کو کہتے ہیں اور خَلق صورت ظاہر کو جس طرح

مخلوق کے ساتھ بہترین طریقہ سے ملنا جلنا ہیں۔ اور خلق کے یہ معنے عام معنے ہیں۔ حضور صلعم کا درجہ ان عام معانی سے بلند اور بہت بلند تھا۔ آپ کا خلق صرف انہیں معنی تک محدود نہ تھا۔ بلکہ آپ انسانوں اور خصوصاً مسلمانوں پر رحیم و شفیق اور کفار و مشرکین پر سخت بھی تھے۔

کتب اخلاق میں لکھا ہے کہ خلق ایک ایسا ملکہ ہے جو انسان کو صابر بنا دیتا ہے۔ اور وہ تمام کاموں کو صبر و استقامت کے ساتھ انجام پر پہنچاتا ہے۔ ان معانی پر تمام علماء کا اتفاق ہے۔ البتہ اس امر میں اختلاف ہے کہ خلق غریزی (طبعی) ہے۔ اور خداوند تعالےٰ نے ہر شخص میں اس کا حصہ رکھا ہے۔ کسی میں زیادہ اور کسی میں کم یا مکتسبی (خود پیدا کردہ) ہے کہ انسان نے اس کو کسب و ریاضت سے حاصل کیا ہے۔ بعض علماء نے حضرت ابن مسعودؓ کی حدیث کو پیش نظر رکھ کر خلق کو غریزی قرار دیا ہے۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں کہ حضور صلعم نے فرمایا ہے کہ "خداوند تعالےٰ نے تمہارے درمیان اخلاق کو تقسیم کیا ہے جس طرح کہ تمہارے رزق کو (تم میں) تقسیم کیا ہے"۔ اس کے بعد حضورؐ نے فرمایا "اگر تم سے یہ کہا جائے کہ پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹ گیا ہے تو تم اس کو سچ مان لینا۔ لیکن اگر یہ کہا جائے کہ انسان نے اپنی عادت (فطرت) یا خلق کو ترک کر دیا ہے تو اس کو (ہرگز) تسلیم نہ کرنا"۔ اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ خلق کی تبدیلی ممکن نہیں ہے۔

محقق علماء کی رائے یہ ہے کہ خلق و عادت کے اعتبار سے انسان کے درجات مختلف ہیں۔ بعض لوگوں میں بعض اخلاق اس قدر غالب و مستحکم ہوتے ہیں کہ ان کا زوال دشوار بلکہ ناممکن ہوتا ہے اور بعض اخلاق ایسے ہوتے ہیں کہ مجاہدات اور ریاضت سے ان میں تبدیلی ممکن ہے۔ خصوصاً برے اخلاق و عادات کی نیک آدمیوں کی صحبت میں ان کی اصلاح ہو جاتی ہے۔ اور بعض لوگوں میں اخلاق کا ملکہ اس قدر ضعیف و کمزور ہوتا ہے۔ خواہ وہ اچھے اخلاق ہوں یا برے کہ ریاضت و مجاہدہ یا اچھی بری صحبت سے ان میں قوت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور بعض اخلاق ایسے بھی ہیں جو قوی ہونے کے باوجود کمزور پڑ جاتے ہیں۔

جو لوگ اخلاق و عادات میں تبدیلی یا اصلاح کے قائل ہیں وہ کہتے ہیں کہ اگر اخلاق و عادات میں تبدیلی ناممکن ہوتی تو شریعت اسلام میں تحسین اخلاق کا حکم نہ ہوتا اور نہ انبیاء کی بعثت کی ضرورت ہوتی۔ واقعہ یہ ہے کہ خداوند تعالےٰ نے انبیاء علیہم السلام کو اپنی مخلوق کی تربیت۔ تہذیب اخلاق اور ہدایت کیلئے ہی مبعوث فرمایا ہے اگر تبدیلی اخلاق ممکن نہ ہوتی تو خداوند تعالےٰ تحسین و تہذیب اخلاق کا نہ تو حکم دیتا اور نہ پیغمبروں کو دنیا میں اس امر پر مامور کر کے بھیجتا۔

کے حسین اخلاق کی استدعا کی گئی ہے۔ چنانچہ بعض دعائے ماثورہ کے الفاظ یہ ہیں۔

اللّٰھم کما حسّنت خَلقی فحسّن خُلقی	اے اللہ تو نے جس طرح مجھکو خوبصورت بنایا ہے اسی طرح میرے خلق بھی بہتر بنا
اللّٰھم اھدنی لاحسن الاخلاق لا یھدی لاحسنھا الا انت واصرف عنی سیئھا ولا یصرف سیئھا الا انت	اے اللہ! مجھکو بہترین اخلاق کی توفیق دے صرف تو ہی اس کی جانب ہدایت کرسکتا ہے اور بُرے اخلاق کو مجھ سے دور کر دے اور تو ہی بُرے اخلاق کو دفع کرسکتا ہے۔

ایک واقعہ اسی کی تائید میں احادیث میں منقول ہے کہ جب حضور صلعم کی خدمت میں عبدالقیس حاضر ہوا تو آپ نے اُس سے فرمایا کہ "تم میں دو ایسی خصلتیں ہیں جن کو اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے (یعنی) حلم (بردباری) اور وقار" عبدالقیس نے عرض کیا — "یارسول اللہ! یہ دونوں خصلتیں مجھ میں پہلے سے ہیں یا اب پیدا ہوئی ہیں" فرمایا "قدیم ہیں" اس واقعہ میں عبدالقیس کے استفسار سے واضح ہوتا ہے کہ اخلاق بعض فطری ہیں اور بعض کسبی۔

احادیث مذکورہ بالا کے اختلاف کو یوں رفع کیا جاسکتا ہے کہ بعض اخلاق صحبت یا مجاہدہ و ریاضت سے حاصل ہوتے ہیں اور اُن میں تبدیلی و اصلاح آسان ہے۔ اور بعض فطری ہوتے ہیں۔ اُن کی تبدیلی دشوار ہے۔ اگرچہ ناممکن نہیں ہے۔

مسلمان کو چاہیئے کہ وہ اس امر کا پختہ اعتقاد رکھے کہ مکارم اخلاق اور محامد صفات صوری و معنوی اور تمام کمالات فضائل اور محاسن تمام انبیاء و رسل کو حاصل ہیں۔ اور انبیا تمام افراد انسانی سے بالاتر ہیں۔ اور اُن کا رتبہ اور درجہ سب سے برتر اور رفیع ہے۔ اور ایسا ہونا چاہیئے۔ اس لئے کہ خداوند تعالےٰ نے اُن کو اپنی مخلوق کی ہدایت کے لئے انتخاب فرمایا ہے اور اپنی کتاب میں اُن کی تعریف کی ہے اور یہی وجہ ہے کہ کوئی ولی نبی کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا۔ تفسیر مدارک میں لکھا ہے کہ بعض لوگوں سے سخت لغزش ہوئی ہے کہ انھوں نے ولی کو نبی پر فضیلت دی ہے۔ یہ اعتقاد صریح کفر ہے۔

قاضی عیاض لکھتے ہیں کہ انبیاء و رسل کے اخلاق و عادات فطری ہوتے ہیں کسبی نہیں ہوتے اور ابتدائے خلقت سے یہ اخلاق اُن میں پائے جاتے ہیں۔ اکتساب و ریاضت کو اُن میں دخل نہیں ہوتا۔ چنانچہ بعض اخلاق نبوت بعض انبیاء کے بچپن میں بھی ظاہر ہوئے ہیں۔ جیسا کہ حضرت یحییٰؑ کی شان میں یہ الفاظ آئے ہیں و اٰتینٰہ الحکم صبیّا (ہم نے بچپن ہی میں اُن کو حکم (یعنی نبوت) دیا۔ احادیث میں آیا ہے کہ ہمارے رسول صلعم دو تین سال کے تھے کہ بچّوں نے آپ سے کہا کہ "تم ہمارے ساتھ کیوں نہیں کھیلتے" آپ نے فرمایا کہ "مجھکو خدا نے کھیلنے کے لئے پیدا نہیں کیا ہے" اور حضرت یحییٰؑ کی عمر تین سال کی تھی کہ انھوں نے حضرت عیسیٰؑ کی نسبت یہ فرمایا کہ "عیسیٰؑ خدا کا کلمہ اور روح ہیں" اور خود حضرت عیسیٰؑ نے گہوارہ (بچپن) میں یہ الفاظ فرمائے تھے کہ "میں خدا کا بندہ ہوں۔ خدا نے مجھکو کتاب مرحمت فرمائی اور نبوت عطا کی ہے" اور حضرت موسیٰؑ کے بچپن کا قصہ عام طور پر مشہور ہے اور حضرت یوسفؑ کے پاس خداوند تعالےٰ نے اُس وقت وحی بھیجی تھی جب کہ اُن کو اُن کے بھائیوں نے کنوئیں کے اندر ڈال دیا تھا۔

ہمارے پیغمبر حضرت محمد مصطفےٰ صلعم کی نسبت قرآن مجید میں خداوند تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ انک لعلیٰ خلق عظیم اور دوسری جگہ ارشاد ہوا ہے کہ کان فضل اللّٰہ علیک عظیما اور خود حضورؐ نے یہ فرمایا ہے کہ بعثت لاتمم مکارم الاخلاق مجھکو اس لئے بھیجا گیا ہے کہ میں بہترین اخلاق کی تکمیل کروں اور ایک حدیث کے الفاظ یہ ہیں کہ مجھکو بہترین افعال کی تکمیل کے لئے بھیجا گیا ہے۔

(۱) حضور صلعم کے اخلاق و عادات

حضرت عائشہؓ سے حضورؐ کے اخلاق کی نسبت پوچھا گیا تو آپؓ نے فرمایا کہ کان خلقہ القرآن (آپ کا خلق قرآن تھا) ان الفاظ کا ظاہری مفہوم یہ ہے کہ قرآن مجید میں جن اخلاق حسنہ اور صفات محمودہ کا ذکر کیا گیا ہے وہ تمام و کمال حضورؐ میں پائی جاتی تھیں قاضی عیاضؒ نے حضرت عائشہؓ کے الفاظ میں یہ الفاظ اور بڑھائے ہیں کہ یرضی برضاہ و یسخط بسخطہ (قرآن کی خوشنودی سے حضورؐ خوش ہوتے تھے اور قرآن کی ناراضی سے آپ ناراض ہوتے تھے) مطلب یہ کہ خداوند تعالےٰ کے احکام کی پابندی سے آپ خوش ہوتے تھے اور نواہی (افعال ممنوعہ) کے ارتکاب سے ناراض۔

عوارف المعارف میں لکھا ہے کہ حضرت عائشہؓ کا مطلب یہ تھا کہ قرآن حضورؐ کے اخلاق کو مہذب بنانے والا تھا۔

حقیقت یہ ہے کہ انسانی فہم و قیاس حضور صلعم کے احوال کی حقیقت کا ادراک نہیں کرسکتا بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ آپ کی ذات بابرکات کی حقیقت کو خداوند تعالےٰ کے سوا کوئی نہیں جان سکتا۔ چنانچہ کسی نے کہا کہ ؎

چز خدا نشناخت کس قدر تو۔ وانکہ
کس خدا را ہمچو تو نشناختہ

خدا کے سوا کوئی آپ کی قدر کو نہیں جانتا۔ اس لئے کہ کسی نے خدا کو ایسا نہیں پہچانا جیسا کہ آپ نے پہچانا۔ ایک اور شاعر یوں کہتا ہے کہ ؎

ترا چنانکہ توئی ہر نظر کجا بیند　　بقدر دانش خود ہر کسی کند ادراک

آپ کی ذات میں خوبیوں کی جامع ہے اُن خوبیوں کو ہر نگاہ کہاں دیکھ سکتی ہے۔ ہر شخص صرف اتنا ہی سمجھ سکتا ہے جتنا کہ اس کی عقل رہبری کرتی ہے۔

اوپر ذکر ہوا ہے کہ خداوند تعالےٰ نے حضورؐ کی نسبت فرمایا ہے کہ وکان فضل اللہ علیک عظیما اور انک لعلیٰ خلق عظیم ان میں عظیم کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ عظیم اُس چیز کو کہتے ہیں جس کا احاطہ ادراک سے ناممکن ہو۔ اگر وہ چیز حسی ہے تو نگاہ سے اُس کا احاطہ ممکن نہ ہو جیسا کہ بڑا پہاڑ ہوتا ہے۔ کہ نگاہ اُس کا احاطہ نہیں کر سکتی۔ اور غیر حسی یا عقلی ہو تو عقل اُس کا ادراک نہ کر سکے۔ جیسا کہ خداوند تعالےٰ کی ذات وصفات عقل کے ادراک سے خارج ہے۔ اس بنا پر کہا جا سکتا ہے کہ چونکہ خداوند تعالےٰ نے حضور صلعم کے خلق کو عظیم کہا ہے اور فضل عظیم مرحمت فرمایا ہے اس لئے عقل انسانی آپ کی حقیقت کے ادراک سے عاجز ہے۔

اب رہی یہ بات کہ آپ کی ذات مبارک میں بشری آثار اور فطری احکام بھی تھے اُن کا ظہور بھی ہوتا ہوگا۔ اس کی نسبت عرض ہے کہ آپ کے بشری آثار اور فطری اعمال کا بہت کم اور کبھی کبھی ظہور ہوا ہے۔ اور یہ ظہور بھی خاص خاص مواقع پر ہوا تھا۔ جس کی حقیقت سے خدا ہی واقف ہے۔ چنانچہ غزوۂ احد میں یہ واقعہ رونما ہوا تھا کہ جب کفار نے آپ پر حملہ کیا اور آپ کے دندان مبارک شہید ہوگئے۔ سر زخمی ہوگیا اور خون چہرۂ مبارک پر بہنے لگا تو صحابہ اس سے بے حد متاثر ہوئے اور آپ سے عرض کیا کہ کاش آپ ان مشرکوں کے حق میں بددعا فرماتے۔ تاکہ یہ اپنے عمل کی سزا بھگت لیتے۔ اس کے جواب میں آپ نے فرمایا کہ "میں لعنت کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا گیا ہوں۔ بلکہ مخلوق خدا کو خدا کی جانب بلانے کے لئے اور مخلوق خدا کے لئے رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں۔" اس کے بعد آپ نے یہ فرمایا :-

اللھم اھد قومی فانھم لا یعلمون (اے اللہ میری قوم کو ہدایت دے وہ واقف نہیں ہے۔)

اس واقعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ دانت کا ٹوٹنا۔ سر کا زخمی ہونا اور خون کا بہنا فطری آثار تھے اور ان امور سے اضطراب و اضطرار کا ظہور ناممکن نہ تھا۔ لیکن حضورؐ نے اُس ضبط و صبر سے کام لیا جو خداوند تعالےٰ نے آپ کی ذات میں ودیعت فرمایا تھا۔ اور دشمنوں کے حق میں بددعا نہ کی بلکہ ہدایت کی دعا کی۔

عوارف المعارف میں لکھا ہے کہ حضرت عائشہؓ کے الفاظ کان خلقہ القرآن میں ایک ——— خفی اشارہ اس جانب بھی ہو سکتا ہے کہ آپ میں اخلاق ربانیہ پائے جاتے تھے لیکن حضرت عائشہؓ نے اس حقیقت کو واضح الفاظ میں اس لئے بیان نہیں کیا کہ وضاحت میں صفات ربانی سے مشابہت لازم آتی تھی۔ یعنی حضرت عائشہؓ کو یوں کہنا چاہئے تھا کہ حضور صلعم کے اخلاق۔ الٰہی اخلاق تھے۔ لیکن ان الفاظ سے احتراز کیا گیا اور اپنے الفاظ میں اس مفہوم کو اس طرح ادا کیا کہ کان خلقہ القرآن۔ یہ گریز حضرت عائشہؓ کی حیا۔ ادب اور عظمت الٰہیہ کے احترام پر مبنی تھا۔ اور اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ حضرت عائشہؓ انتہا درجہ کی ذہین۔ عقلمند اور با ادب تھیں۔

بعض علماء کہتے ہیں کہ کان خلقہ القرآن کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح قرآن مجید کے معنے بے انتہا ہیں اسی طرح حضورؐ کے اخلاق۔ اوصاف حمیدہ اور اخلاق عالیہ غیر محدود ہیں۔

غرض جب یہ ثابت ہوگیا کہ حضور صلعم کا خلق اعظم الاخلاق تھا تو یہ بھی ثابت ہوگیا کہ ایسے ہی کامل الاخلاق نبی کو تمام دنیا کی ہدایت کے لئے بھیجا جانا چاہئے تھا۔ چنانچہ خداوند تعالےٰ نے حضورؐ کو کائنات کی ہدایت پر مامور کرکے بھیجا۔

حقیقت یہ ہے کہ حضور صلعم کی رسالت عام ہے۔ یعنی نہ تو انسانوں کے لئے مخصوص ہے نہ جنوں کے لئے اور نہ خدا کی دیگر مخلوق کے لئے۔ بلکہ سب کے لئے عام ہے۔ چنانچہ بعض محقق علماء کے الفاظ یہ ہیں کہ جن چیزوں کو خدا نے پیدا کیا ہے اُن تمام چیزوں کے پیغمبر حضور صلعم ہیں اور جس طرح خداوند تعالےٰ کی ربوبیت تمام مخلوق کو شامل ہے اسی طرح فیض محمدی سب کو شامل ہے۔

(۲) عقل ——— اور ——— علم

اوپر بیان ہوا ہے کہ اخلاق شریف نبویؐ اعظم واتم و اکمل اخلاق تھے۔ اور ان اخلاق کی اصل یا منبع یا مخرج عقل ہے کہ عقل ہی سے علم و معرفت حاصل ہوتی ہے بلکہ عقل ہی سے انسان کی ماسوئے میں قوت۔ فطنت میں جودت اور فکر و تدبر میں اصابت پیدا ہوتی ہے۔ اور عقل ہی نتائج پر غور۔ مصالح نفس۔ تجاہدۂ شہوت۔ حسن سیاست و تدبیر۔ خوبیوں کی اشاعت اور رذائل سے اجتناب کی جانب رہنمائی کرتی ہے۔

عقل کی حیثیت میں علماء کے اندر اختلاف رائے ہے۔ اور یہ ایک بڑی طویل بحث ہے۔ جس کے اندراج کا یہ موقع نہیں ہے۔ البتہ مختصر گفتگو ضروری ہے تاکہ ناظرین عقل کی حقیقت سے بیگانہ نہ رہیں۔

قاموس میں ہے کہ عقل۔ اشیاء کے حسن و قبح اور کمال و نقصان وغیرہ صفات کے علم کا نام ہے۔ یعنی چیزوں کے اچھے بُرے اور کمی و زیادتی یا نافع و ضار صفات سے واقفیت کو عقل کہتے ہیں۔ اور یہ علم یا واقفیت عقل کے نتائج اور ثمرات میں سے ہے۔ اور یہ کہ عقل وہ قوت یا ملکہ ہے جو اس علم یا واقفیت کا مبداء و منشا ہے۔ یعنی اسی ملکہ یا قوت سے واقفیت یا علم کا خروج و ظہور ہوتا ہے۔ اس کے بعد صاحب قاموس نے لکھا ہے کہ بعض لوگوں نے یہ بھی کہا ہے کہ عقل انسان کی صفات محمودہ کا

نام ہے۔ جو انسان کی حرکات، وسکنات سے ظہور پذیر ہوتی ہیں اور یہ چیز بھی عقل کے آثار اور خواص میں سے ہے۔

محققین کی رائے یہ ہے کہ عقل اُس روحانی نور کا نام ہے[1] جس سے اشیاء کے متعلق ضروری اور نظری معلومات حاصل ہوتی ہیں۔ اور یہ نور انسانی پیکر میں اُس وقت پیدا ہو جاتا ہے جب کہ بچہ ماں کے پیٹ میں جنین کی صورت میں ہوتا ہے اور پھر رفتہ رفتہ یہ نور بڑھتا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ سن بلوغ میں کمال کو پہنچ جاتا ہے۔

حضور صلعم کی ذات مبارک کمال عقل وعلم کے اعتبار سے وہ بلند درجہ رکھتی تھی کہ آج تک کسی بشر کو نصیب نہیں ہوا۔ بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ آپ کی عقل شریف کا ایک خفیف سا حصہ بھی کسی کو نہیں عطا ہوا۔ دنیا کے عقل و دانشور آج حضور صلعم کی عقل و علم پر غور کرتے اور حیران رہ جاتے ہیں۔ دنیا کے مدبر عقلا علماء اور سیاست داں آپ کے ارشادات عالیہ کو دیکھتے ہیں اور انگشت بدنداں رہ جاتے ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ خداوند تعالےٰ نے اپنی قدرت سے حضور صلعم کو خاص عقل و علم مرحمت فرمائے تھے۔

جو شخص حضورؐ کے ذاتی حالات۔ صفات محمودہ اور افعال حسنہ پر نظر رکھتا ہے۔ جو شخص آپ کے ارشادات عالیہ جوامع الکلم حسن شمائل۔ بدائع سیر وسیاست پر غور کرتا ہے، جو شخص شریعت عالیہ اسلامیہ کی اُن تشریحات اور آداب جلیلہ کی اُن تفاصیل پر نگاہ رکھتا ہے۔ جو حضور صلعم نے ارشاد فرمائی ہیں اور جو شخص اس امر سے واقف ہونے کے بعد کہ حضورؐ نے کسی مکتب کسی مدرسہ اور کسی جگہ میں علم حاصل نہیں کیا تھا۔ حضورؐ کے اُن علوم پر غور کرتا ہے جو قدرت نے آپ کو کتب سماویہ اور صحف منزلہ کے عطا فرمائے تھے اور پھر اُن قدیم احوال اور آئندہ کی خبروں پر نگاہ ڈالتا ہے جن سے حضورؐ نے دنیا کو آگاہ کیا تھا اور جو شخص ان امور پر نظر رکھتا ہے کہ حضورؐ نے عرب قوم کی اخلاق وطبیعت کو تبدیل کر کے جبکہ وہ وحشی درندوں کے مانند تھی۔ مہذب و متمدن انسان بنا دیا تھا یقیناً اُس کو اس امر کا اعتراف کرنا پڑے گا کہ حضور صلعم کو قدرت اور صرف قدرت نے تمام علوم وفنون مرحمت فرمائے تھے اور کمال عقل سے آراستہ کیا تھا ؎

نگارمن کہ بمکتب نرفت وخط ننوشت
بغمزہ مسئلہ آموز صد مدرس شد!

یعنی میرا محبوب جس نے نہ تو مکتب میں پڑھا اور نہ لکھنا سیکھا ایسا عالم وفاضل ہے کہ اُس نے صرف آنکھ کے اشارہ سے سینکڑوں اساتذہ کو مسائل علم وفن سکھا دیئے ہیں۔

مختصر یہ کہ جس شخص نے حضور صلعم کی زندگی کو اول سے آخر تک دیکھا ہے وہ جانتا ہے کہ خدا نے آپ کو علوم واسرار ماکان ومایکون سے آگاہ کیا تھا۔ چنانچہ ارشاد ہوا ہے وعلمك ما لم تكن تعلم (اے محمدؐ! تم جن چیزوں سے واقف نہ تھے اُن سے خدا نے آپ کو آگاہ کر دیا تھا)

وہب بن منبہ مشہور ثقہ تابعی بیان کرتے ہیں کہ میں نے قدما کی اکہتر کتابیں پڑھی ہیں ان تمام کتب میں بالاتفاق یہ بیان کیا گیا ہے کہ خداوند تعالےٰ نے ابتداء آفرینش سے انجام دنیا تک کسی انسان کو حضورؐ کی عقل کے مقابلہ میں صرف اتنی عقل سے زیادہ نہیں دی ہے جتنا کہ ریگستان دنیا کا ایک ذرہ ہوتا ہے۔

ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ اگر ساری دنیا کی عقل کو سو حصہ قرار دیا جائے تو اُس میں سے ننانویں حصہ عقل حضورؐ کو دی گئی ہے اور ایک حصہ ساری دنیا کو اور شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلویؒ یہ فرماتے ہیں کہ اگر عقل کے ہزار حصے قرار دیئے جائیں تو اس میں سے نوسو ننانویں حضورؐ کو عطا ہوئے ہیں اور ایک حصہ ساری دنیا کو ملا ہے۔

(۳) صبر — حلم — عفو

حضورؐ کی صفات صبر، حلم اور عفو نبوت کی اعلیٰ صفات میں سے ہیں۔ بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ انھیں صفات کی قوت سے آپؐ نے نبوت کے بار کو برداشت کیا تھا۔ خداوند تعالےٰ

اٹھاتا ہے

[1] ایک عالم نے اس مسئلہ میں یہ بتایا ہے کہ روحانی نور سے مراد ممکن ہے روحانی حواس ہوں۔ اور یہ حواس چونکہ جزو بدن ہوتے ہیں اس لئے بدن سے علیحدہ کوئی چیز نہیں ہیں۔ اور یہ امر واضح ہے کہ ایمان اور کفر میں بھی روحانی امتیاز ہوتا ہے جس طرح جسمانی امتیاز ہوتا ہے اور انسان کے سوا قدرت نے حیوانات وطیور کو بھی تن پروری کی ضرورت سے حواس عطا کئے ہیں۔ اور یہ حواس جسم کے ساتھ ہی فنا ہو جاتے ہیں۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ بغیر روح کو نورانی حواس عطا ہوتے ہیں۔ لیکن کفار کو عطا نہیں ہوتے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ نورانی حواس قلب سے نکلتے ہیں اور کفار کے دلوں پر خدا نے مہر لگا دی ہے۔ اس لئے یہ انوار اُن کے قلب سے پیدا نہیں ہوتے۔ چنانچہ خداوند تعالےٰ نے فرماتے ہیں کہ لهم قلوب لا يعقلون بها (کفار کے قلوب ایسے ہیں جن سے وہ سمجھتے سوچتے نہیں) اور یہ فرمایا ہے کہ من يرغب عن ملة ابراهيم الا من سفه نفسه حضرت ابراہیمؑ کی ملت سے کوئی اعراض نہیں کرتا۔ مگر وہ شخص جس کے نفس نے اُس کو بے وقوف بنا دیا ہو۔ غرض کہ کفار کے جسمانی حواس اگرچہ قوی تھے۔ لیکن روحانی حواس نہ ہونے کے سبب وہ معرفت الٰہی کی نعمت سے محروم تھے۔
۱۲ مؤلف

لقد کذبت رسل من قبلك فصبروا علی ما کذبوا واوذوا — اور (اے محمدؐ) تم سے پہلے بہت رسول جھٹلائے گئے وہ اُن کی تکذیب وایذا پر صابر رہے۔

فاصبر کما صبر اولوا العزم من الرسل — پس جس طرح عالی ہمت رسولوں نے صبر کیا (اے محمدؐ) تم بھی صبر کرو۔

فاعف عنهم واصفح — سو (اے محمدؐ) اُن سے درگزر کرو اور اُنھیں معاف رکھو۔

ان آیات سے واضح ہوتا ہے کہ صبر وعفو خاص صفات نبوت ہی سے ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ صبر تمام طاعات وعبادات کا مصدر اور تمام بھلائیوں کا مخزن ہے۔ جب تک انسان دشواریوں اور موانعات پر صبر نہ کرے گا کامیاب نہ ہوگا۔ اور اسی بنا پر صبر کو ایمان کا کل کہا گیا ہے اور بعض احادیث میں صبر کو نصف ایمان بھی بتایا گیا ہے۔ اس موقع پر صبر سے مراد معاصی وجرائم سے اجتناب ہے اور یہ اجتناب حقیقت میں نصف ایمان ہے۔ اور طاعات وعبادات کا بجالانا دوسرا نصف حصہ ایمان ہے۔

عام طور پر صبر سے مراد مصائب، مصاعب اور اذیتوں پر صبر واستقلال ہے۔ خصوصاً اُن اذیتوں پر جو مخلوق کے ہاتھوں سے پہنچیں حضورؐ کا صبر ساری دنیا کے صبر سے زیادہ سخت تھا۔ چنانچہ آپ نے فرمایا ہے کہ

ما اوذی نبی مثل ما اوذیت — کسی نبی کو اتنی اذیتیں نہیں دی گئیں جتنی مجھکو۔

اور اس کی وجہ یہ ہے کہ حضورؐ اسلام کی اشاعت اور امت اسلامیہ کی زیادتی پر انتہا درجہ کے حریص تھے اور اسی حرص وخواہش کے سبب کفار کے ہاتھوں سے آپ کو مسلسل اذیتیں پہنچی تھیں۔

احادیث میں آیا ہے کہ جب حضور صلعم پر یہ آیت نازل ہوئی کہ

خذ العفو وامر بالعرف واعرض عن الجاهلین — (اے محمدؐ) معافی کی خو اختیار کرو، نیک باتوں کا حکم دے اور نادانوں سے منہ پھیر۔

تو آپ نے حضرت جبرئیلؑ سے پوچھا کہ "اس آیت کا مفہوم کیا ہے؟" جبرئیلؑ نے کہا "میں رب العزت سے دریافت کرکے بتاؤنگا" جبرئیلؑ واپس گئے اور پھر واپس آکر عرض کیا۔ خداوند تعالیٰ (اے محمدؐ) آپ کو یہ حکم دیتا ہے کہ جو شخص آپ سے تعلق کو منقطع کرلے آپ اُس سے تعلق کو پیوستہ اور مضبوط کیجئے۔ جو شخص آپ کو (آپ کے حق سے) محروم رکھے آپ اُس کو (اُس کا حق) عطا کیجئے۔ اور جو شخص آپ پر ظلم وستم کرلے آپ اُس کو معاف کر دیجئے۔"

ایک حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ حضورؐ نے کسی شخص سے اپنی ذات کے لئے انتقام نہیں [illegible]

قضایا و نزاع میں آئے اُن میں آپ نے کبھی کسی سے بدلہ نہیں لیا تاہم شرع اسلام میں جس شخص نے حرام کو حلال قرار دیا۔ اُس سے محض خدا کے لئے انتقام لیا۔

جنگ احد میں کفار نے حضورؐ کو زخمی کیا تھا اور سخت اذیت پہنچائی تھی جس سے صحابہ کرام بہت متاثر ہوئے تھے اور حضورؐ سے استدعا کی تھی کہ کفار کے حق میں بددعا کیجئے۔ چونکہ یہ معاملہ ذاتی تھا۔ اس لئے حضورؐ نے صبر سے کام لیا۔ اور جواب میں فرما دیا کہ "میں دنیا میں لعنت کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا گیا ہوں" برخلاف اس کے جنگ احزاب میں ایک روز یہ اتفاق ہوا کہ کفار نے جنگ میں مسلمانوں کو اس قدر مصروف رکھا کہ نماز قضا ہوگئی۔ نماز چونکہ خدا کا فریضہ تھا اور شرعی امور میں مداخلت تھی اس لئے حضورؐ نے کفار کے حق میں یہ بددعا کی کہ

ملأ الله بیوتهم وقبورهم نارا — خداوند تعالیٰ (ان) کفار کے گھروں اور قبروں کو آگ سے بھر دے۔

اسی طرح حضور صلعم نے عرب کے اُس قبیلہ کے حق میں بددعا کی جنھوں نے فریب کر کے مسلمانوں کو ستایا اور سخت اذیتیں دی تھیں اور اسی طرح بیر معونہ کے ہولناک حادثہ میں جس میں کفار نے دھوکہ سے ستر قاریوں کو شہید کر دیا تھا کفار کے لئے بددعا کی تھی۔ اس لئے کہ یہ ظلم وستم دین اسلام اور مسلمانوں کے حقوق میں مداخلت تھی۔

ایک یہودی عالم کا جس نے اسلام قبول کر لیا تھا یہ بیان ہے کہ (اسلام قبول کرنے سے پہلے) میں نے حضورؐ کے اندر نبوت کی تمام علامات کو شناخت کر لیا تھا۔ لیکن دو باتیں تھیں جن کا امتحان ضروری تھا۔ ایک تو یہ کہ توریت میں لکھا تھا کہ (آنے والا پیغمبر ایسا ہوگا کہ) اُس کا حلم اُس کے جہل پر غالب رہے گا اور جہالت کی شدت وزیادتی اُس کے حلم کو بڑھائے گی" میں ان دونوں باتوں کا امتحان کرنے کے لئے حضورؐ سے ربط وضبط بڑھاتا اور آپ سے لطف ومہربانی کے ساتھ پیش آتا رہا۔ انہیں ایام میں میں نے حضورؐ سے ایک مدت معینہ پر ادائگی کی شرط سے کھجوریں خریدیں اور زر معاوضہ پیشگی دیدیا۔ ابھی مدت پوری ہونے یا کھجوریں دینے کے وقت میں دو یا تین دن باقی تھے کہ میں تقاضہ کے لئے حضورؐ کی خدمت میں پہونچ گیا۔ اور صحابہ کے مجمع میں آپ کا گریبان اور چادر کا گوشہ ہاتھ میں لے کر اور غضبناک نگاہوں سے آپ کی جانب دیکھتے ہوئے کہا "محمدؐ! کیا تم میرا حق ادا نہ کرو گے خدا کی قسم! عبدالمطلب کے خاندان والو تم دیر کرنے میں بہت زیادہ حیلہ باز ہو" میرے یہ الفاظ سنکر عمر بن خطابؓ غضبناک ہوگئے۔ اور میری طرف دیکھکر کہا۔ "اے خدا کے دشمن! تو خدا کے رسولؐ سے ایسی ناقابل سماعت باتیں کہتا ہے خدا کی قسم اگر رسول خدا کی نافرمانی کا اندیشہ ہوتا تو

اپنی تلوار سے تیرا سر اتار لیتا" حضرت عمرؓ کے یہ الفاظ سن کر حضورؐ نے اُن کی طرف سکون و طمانیت کے ساتھ مسکراتے ہوئے دیکھا اور فرمایا "عمرؓ! میں اور یہ شخص (یہودی) دونوں تمہاری ان باتوں سے بہتر کے محتاج ہیں۔ (یعنی جو بات تم نے کہی وہ نہ میرے حال کے مناسب ہے اور نہ اس یہودی کے شایان) یہ شخص مجھکو حق کو خوبی کے ساتھ ادا کرنے کا حکم دیتا ہے اور بہترین صورت میں مجھ سے اپنا حق طلب کرتا ہے۔ عمرؓ! جاؤ اس کا حق ادا کرو اور بیس صاع کھجوریں اس کے حق سے زیادہ اس کو دو۔ اس امر کے معاوضہ میں کہ تم نے اس کو دھمکایا تھا"

حضرت عمرؓ نے حضورؐ کے ارشاد کے مطابق کھجوریں یہودی کو دیدیں اور یہودی نے کھجوریں لے کر کہا "عمرؓ! میں نے محمدؐ کے مبارک چہرہ میں نبوت کی تمام علامات کو شناخت کر لیا۔ صرف دو باتیں باقی تھیں جن کا امتحان باقی تھا۔ ان دونوں باتوں کا امتحان میں نے اس وقت لے لیا۔ اب تم گواہ رہو کہ میں (سچے دل سے) اس بات کا اعتراف کرتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی بھی عبادت کے قابل نہیں اور محمدؐ خدا کے سچے رسول ہیں"

ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ایک روز حضورؐ صلعم نے ہم سے چند باتیں کیں اور پھر اُٹھ کھڑے ہوئے ہم سب (صحابہ) بھی اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اچانک میری نظر ایک دیہاتی شخص پر پڑی جو حضورؐ صلعم کی طرف بڑھا اور آپ کی چادر مبارک پکڑ کر اس زور سے کھینچا کہ چادر کی کناری نے حضورؐ صلعم کی گردن مبارک پر خراش ڈالدیں۔ اور گردن میں چادر پھنس گئی۔ حضورؐ نے دیہاتی کی طرف دیکھا کہ وہ کہتا کیا ہے۔ دیہاتی نے کہا۔ "محمدؐ! میرے ان دونوں اونٹوں کو سامان سے (غلہ وغیرہ سے) لاد دو کیونکہ میں عیالدار آدمی ہوں۔ اور تم دوسروں کو جو کچھ دیتے ہو اپنے پاس سے نہیں دیتے۔ اور نہ اپنے باپ کا مال دیتے ہو" (مطلب یہ کہ آپ کے پاس جو مال باہر سے آتا ہے اُس میں سے دیتے ہو اور اس میں میرا بھی حق ہے) حضورؐ صلعم نے فرمایا "جب تک تو میری چادر کو نہ چھوڑے گا میں تیرے اونٹوں کو نہیں لادوں گا" دیہاتی نے کہا "میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جب تک تم میرے دونوں اونٹوں کو نہیں لادو گے اُس وقت تک میں تم کو آزاد نہ کروں گا" دیہاتی کی یہ بات سنکر حضورؐ نے ایک آدمی کو بلایا اور حکم دیا کہ دیہاتی کے ایک اونٹ پر کھجوریں اور دوسرے پر جَو لاد دو۔ اس واقعہ سے حضورؐ صلعم کی انتہائی بردباری واضح ہوتی ہے۔

احادیث میں آیا ہے کہ حضورؐ صلعم نہ تو بدگو تھے اور نہ کسی کو گالی دیتے تھے۔ اور نہ کوئی فحش کلمہ آپ کی زبان مبارک سے نکلتا تھا۔

[illegible]

کا واقعہ ہے جس نے آپ پر جادو کرایا تھا۔ اور ایک اور واقعہ خیبر کی یہودی عورت کا ہے جس نے کھانے میں آپ کو زہر دیا تھا۔

ایک اور واقعہ ایک غزوہ کا ہے اور وہ یہ ہے کہ حضورؐ ایک مقام پر قیلولہ فرما رہے تھے کہ یکایک آپ کی آنکھ کھلی اور آپ نے دیکھا کہ ایک دیہاتی تلوار کھینچے آپ کے سر پر کھڑا ہے۔ آپ کو بیدار پا کر اعرابی نے کہا "کون ہے جو آپ کو میرے ہاتھوں سے بچا سکتا ہے" حضورؐ نے فرمایا "اللہ مجھکو بچا سکتا ہے" یہ الفاظ سنکر اعرابی پر لرزہ طاری ہو گیا۔ اور تلوار اُس کے ہاتھ سے چھوٹ کر گر پڑی حضورؐ نے تلوار کو اُٹھا لیا۔ اور دیہاتی سے کہا "اب کون تجھکو میرے ہاتھ سے بچا سکتا ہے" دیہاتی یہ سنکر کانپ اٹھا اور جسم پر لرزہ طاری ہو گیا۔ حضورؐ نے اُس کے جرم کو معاف فرما دیا اور اُس دیہاتی نے واپس جا کر اپنے قبیلہ کے لوگوں سے کہا "میں تمہیں دنیا کے بہترین آدمی کے پاس سے آیا ہوں"

ایک شخص کو حضورؐ صلعم کے پاس لایا گیا اور کہا گیا کہ "یہ شخص آپ کے دشمنوں کو قتل کر دے گا (یعنی اُن لوگوں کو جو آپ کی ذات کے دشمن ہیں)" حضورؐ صلعم نے فرمایا۔ "اے شخص! اگر تو مجھکو قتل کرنا چاہے تو مجھ پر قابو نہ پا سکے گا"

ان تمام واقعات سے واضح ہوتا ہے کہ حضورؐ نے اپنی ذات کے لئے کبھی کسی سے انتقام نہیں لیا اور جس شخص نے آپ کی ذات کو نقصان پہنچانا چاہا یا اذیتیں پہنچائیں آپ نے اُس کے قصور کو معاف فرما دیا۔

حضورؐ کی بردباری اور خُلق کا ایک عجیب واقعہ وہ ہے جو منافقوں کے ساتھ وقوع میں آیا ہے۔ منافق وہ لوگ تھے جو ظاہر میں اپنے آپ کو مسلمان کہتے تھے اور باطن میں اسلام میں اور حضورؐ کی نبوت کے دشمن تھے۔ حضورؐ ان لوگوں کی تالیف قلوب فرمایا کرتے اور ان کی اذیتوں اور بدگوئیوں سے درگذر کیا کرتے تھے۔ محض اس لئے کہ ممکن ہے خداوند تعالےٰ ان کے دلوں کو پھیر دے یا ان کی نسلوں سے اچھے لوگ پیدا ہوں۔ چنانچہ احادیث میں آیا ہے کہ جب منافقوں کی شرارت اور ایذا رسانی انتہا کو پہونچ گئی تو خداوند تعالےٰ نے یہ حکم نازل فرمایا۔

یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ جَاھِدِ الْکُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ وَاغْلُظْ عَلَیْھِمْ } اے نبی کافروں اور منافقوں سے جنگ کر اور اُن پر سختی دکھلا

اس حکم کے نازل ہونے پر اگرچہ کفار کے ساتھ آپ نے جہاد شروع کر دیا تھا لیکن منافقین کے ساتھ تالیف قلوب کا برتاؤ جاری رہا اور ان کی اذیتوں اور سازشوں سے درگذر کی جاتی تھی اور اُن کے حق میں دعا کا سلسلہ جاری تھا یہاں تک کہ خداوند تعالےٰ کا یہ حکم نازل ہوا۔

اِسْتَغْفِرْ لَھُمْ اَوْلَا } (اے محمدؐ) تم اُن کے معافی مانگو یا نہ مانگو

[illegible]

اس حکم کے نازل ہونے پر حضورؐ نے صحابہ سے فرمایا "مجھکو خداوند تعالےٰ نے منافقین کے حق میں دعا کرنے اور نہ کرنے (یعنی منافقین کے حق میں) کا اختیار دیا ہے میں نے اس میں سے دعا اور استغفار کو اختیار کرلیا ہے۔ اور اس کے بعد برابر دعا کرتے رہے۔ یہاں تک کہ خداوند تعالےٰ کا یہ حکم نازل ہوا۔

ان تستغفر لھم سبعین مرۃ فلن یغفر اللّٰہ لھم } اے محمدؐ، اگر تم ستر مرتبہ بھی (منافقین کے لئے) معافی مانگو گے تب بھی اللہ انھیں ہرگز نہ بخشے گا

اس حکم کے نازل ہونے پر حضورؐ نے صحابہ سے فرمایا کہ "میں ستر مرتبہ سے زیادہ اُن کے لئے مغفرت طلب کروں گا"۔ اس واقعہ سے واضح ہوتا ہے کہ خدا نے حضورؐ کو ما فوق العادت عفو و درگذر اور چشم پوشی کی قوت مرحمت فرمائی تھی۔ آخری آیت میں اگرچہ ستر مرتبہ سے مراد ستر کا عدد نہیں بلکہ مفہوم بے شمار استغفار ہے۔ لیکن اغماض اور عفو کی قوت کے غلبہ سے آپ نے آیت کے ظاہری مفہوم کو لیا اور ستر مرتبہ سے زیادہ مغفرت کی دعا منافقین کے حق میں کی۔

ایک اور واقعہ اسی قسم کا مدینہ کے مشہور منافق عبد اللہ بن ابی کا ہے جو مدینہ کے منافقوں کا سردار تھا۔ اس کا بیٹا جس کا نام عبد اللہ ہی تھا سچا اور مخلص مسلمان تھا۔ اور حضورؐ نے اُس کو تاکید کر رکھی تھی کہ وہ باپ کے ساتھ کوئی بُرا سلوک نہ کرے اور جب عبد اللہ بن ابی مرض موت میں مبتلا ہوا تو حضورؐ نے اُس کے بیٹے سے کہا کہ جب عبد اللہ بن ابی مرجائے تو مجھے خبر دینا۔ چنانچہ مرنے کے بعد خبر دی گئی آپ نے اپنے جسم سے کرتہ اتار دیا اور عبد اللہ کو دے کر کہا کہ اس کا کفن اپنے باپ کو دینا اور جب اُس کا جنازہ تیار ہوگیا تو آپ تشریف لے گئے۔ اور جنازہ کی نماز پڑھانے کھڑے ہوگئے۔ حضرت عمرؓ نے آپ کے دامن کو پکڑ کر کھینچا اور عرض کیا "یا رسول اللہؐ! آپ ایک ایسے منافق کی نماز جنازہ پڑھاتے ہیں جو منافقوں کا سردار اور سرغنہ تھا"۔ حضورؐ نے اپنا دامن چھڑا لیا۔ اور عمرؓ سے فرمایا "ہٹ جاؤ مجھے اس کا اختیار دیا گیا ہے"۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

ولا تصل علیٰ احد منھم مات ابدا ولا تقم علیٰ قبرہٖ } اور (اے محمدؐ) اگر اُن (منافقین) کا کوئی آدمی مرجائے تو اُس پر کبھی نماز نہ پڑھیو اور نہ اُس کی قبر پر کھڑے ہونا

اس حکم کے نازل ہونے پر حضورؐ واپس چلے آئے۔ اس واقعہ سے حضور صلعم کا انتہائی صبر و استقلال، حلم اور امت پر رحمت و شفقت واضح ہوتی ہے۔ اور پھر اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جب حضورؐ کا برتاؤ اور سلوک منافقین کے ساتھ ایسا تھا تو مسلمانوں کے ساتھ کیسا کچھ ہوگا۔

کیا گیا ہے کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک روز حضور صلعم تشریف فرما تھے کہ ایک شخص نے حاضری کی اجازت طلب کی۔ حضورؐ نے اجازت دیدی۔ جب وہ حضور میں آیا اور حضورؐ نے اُس کو دیکھا تو فرمایا "اپنے قبیلہ کا بُرا آدمی ہے"۔ اور جب وہ بیٹھ گیا تو حضورؐ اُس سے اخلاق و نرمی اور کشادہ روئی کے ساتھ باتیں کرتے رہے۔ جب وہ چلا گیا تو عائشہؓ نے عرض کیا "یا رسول اللہؐ! آپ نے اُس شخص کو دیکھکر ایسا ایسا فرمایا تھا اور جب وہ آپ کے پاس آکر بیٹھ گیا تو آپ نے کشادہ روئی اور اخلاق کے ساتھ اُس سے باتیں کیں۔ اس کی وجہ کیا تھی"؟ حضور صلعم نے فرمایا "عائشہ! تم نے مجھکو بدگو فحش گو اور بدخو کب پایا۔ واقعہ یہ ہے کہ خدا کے نزدیک سب سے بُرا شخص وہ ہے کہ جس کی ترشروئی اور بدمزاجی سے لوگ اُس سے نفرت کرنے لگیں۔ اور اُس کے شر سے محفوظ رہنے کے لئے اُس کے پاس نہ آئیں"۔ حضورؐ کے اس ارشادِ عالی کے دو معنے ہوسکتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ یہ الفاظ آپ نے خود اپنی نسبت فرمائے ہوں۔ اور اُس دیہاتی کے ساتھ لطف و مدارات کرنے پر عذر فرمایا ہو۔ اور حضرت عائشہؓ کو یہ ہدایت فرمائی ہو کہ بدخوئی اور درشتی سے انسان کو بچنا چاہیئے تاکہ لوگ اُس سے متنفر نہ ہوں۔ اور اُس کے پاس آنے سے نہ گھبرائیں۔ اور دوسرے معنی یہ ہیں کہ یہ الفاظ آپ نے دیہاتی کی نسبت فرمائے ہوں۔ اور یہ ظاہر کیا ہو کہ یہ دیہاتی بُرا آدمی ہے۔ اُس کے شر اور بُرائی سے بچنے کے لئے مدارات اور لطف سے پیش آنا چاہیئے۔ راویانِ حدیث کا بیان یہ ہے کہ حضورؐ کا دیہاتی کے ساتھ بمدارات پیش آنا تالیفِ قلب پر مبنی تھا تاکہ وہ اسلام قبول کرلے۔ اور پھر اُس کا قبیلہ بھی۔ اور حضورؐ کا دیہاتی کے ساتھ اس طرح پیش آنا اُمت کے لئے یہ ہدایت و تعلیم بھی ہے کہ شریر و بدخو انسان کے شر سے محفوظ رہنے کے لئے اُس کے ساتھ لطف و مدارات سے پیش آئے۔ لیکن شرع کے احکام میں مداہنت نہ کرے۔

اس موقع پر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم مدارات و مداہنت کے مفہوم کو واضح کردیں۔ تاکہ عوام اس کا خیال رکھیں۔ اور اپنے آپ کو مداہنت سے بچائیں جو ایک بڑا گناہ ہے۔

مدارات کے معنے ہیں کسی شریر کے شر سے بچنے اور اپنی عزت و آبرو کو محفوظ رکھنے کے لئے لطف و مہربانی کے ساتھ پیش آنا اور مداہنت کے معنی ہیں دنیاوی منافع کو حاصل کرنے کے لئے شرع کی اہانت کو گوارا کرلینا۔ مختصر یہ کہ مدارات دنیوی ادب کو محض دنیا کے لئے یا دین کے لئے یا دونوں کے لئے استعمال کرنا ہے۔ اور یہ مباح و مستحسن ہے اور مداہنت دینی امور میں سستی اور بے پروائی ہے حصولِ دنیا کے لئے۔ حضورؐ نے اُس دیہاتی سے ملاقات میں جو طریقہ اختیار کیا تھا اپنی دنیا کو محفوظ رکھنے کے لئے کیا تھا اور جس نے معاشرت کا لوگوں کو نقصان دیا تھا۔

حضور صلعم کے حلم و عفو کا ایک اور واقعہ گذشتہ صفحہ پر

قاضی عیاضؒ نے لکھا ہے کہ یہ معلوم نہیں ہوسکا کہ وہ دیہاتی اُس وقت مسلمان تھا یا نہیں۔ اگر وہ مسلمان نہ تھا تو اُس کی نسبت حضورؐ کا یہ فرمانا کہ یہ بُرا آدمی ہے غیبت میں داخل نہیں ہے اور اگر وہ مسلمان تھا تو حضورؐ نے نورِ نبوت سے یہ معلوم کرلیا تھا کہ اس کا اسلام خالص اور خلوص پر مبنی نہیں ہے۔ اور اس بنا پر حضورؐ کا یہ فرمانا کہ یہ بُرا آدمی ہے۔ اس امر پر مبنی تھا کہ اُس کا حال معلوم کرکے لوگ اُس کے فریب سے محفوظ رہیں اور جو لوگ اس شخص کے باطن سے واقف نہیں وہ واقف ہو جائیں۔

یہ دیہاتی عیینہ بن حصن فزاری تھا اور اس کا بھتیجہ حر بن قیسؓ مسلمان اور حضرت عمرؓ کے مشیروں میں شامل تھا۔ ایک روز عیینہ اپنے بھتیجے حُر کے پاس آیا اور کہا "بھتیجے! اس امیر (یعنی عمر بن خطابؓ) کی نظر میں تجھکو عزت حاصل ہے۔ تو امیر سے اجازت طلب کرکہ میں اُن کی خدمت میں حاضر ہوں۔" حر بن قیس نے اجازت حاصل کرلی۔ اور عیینہ نے حاضر ہو کر عرض کیا "خطاب کے بیٹے مجھکو کچھ دو۔ خدا کی قسم تم ہمکو کچھ زیادہ نہیں دیتے ہو اور ہمارے درمیان انصاف نہیں کرتے ہو۔" یہ الفاظ سنکر حضرت عمرؓ کو غصہ آگیا اور ارادہ کیا کہ اُس کو گستاخی کی سزا دیں۔ فوراً حُر بن قیس نے کہا "امیر المومنین! خداوند تعالےٰ نے اپنے پیغمبر کو حکم دیا ہے کہ خذ العفو وأمر بالمعروف واعرض عن الجاہلین (معافی کو اختیار کرو، نیکی کا حکم دو اور جاہلوں سے اعراض کرو) امیر المومنین! یہ شخص جاہل ہے۔" حدیث کے راوی ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ اس آیت کو سنکر اپنی جگہ بیٹھے رہ گئے۔ اور حرکت تک نہ کی۔ گویا حکم الٰہی نے اُن کو ساکت و صامت کردیا۔

فتح الباری میں ہے کہ عیینہ بن حصن فزاری اسلام لانے کے بعد حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ میں مرتد ہوگیا تھا اور مسلمانوں سے لڑا تھا۔ اس کے بعد اُس نے ارتداد سے توبہ کی اور پھر مسلمان ہوگیا اور حضرت عمرؓ کے عہد میں بعض جنگوں میں شریک رہا۔

(۴) تواضع۔ ادب اور حُسنِ معاشرت

لغت میں تواضع کے معنے فروتنی (عاجزی) دکھانا۔ یا ذلیل و خوار سمجھ کر گردن جھکا دینا ہیں۔ وضع سر جھکانا یا گردن پست کرنا۔ متواضع شخص چونکہ اپنی عزت اور مرتبہ سے اپنے آپ کو پست کرکے دکھاتا ہے۔ اس لئے اُس کو متواضع کہتے ہیں اس کی ضد کبر ہے۔ یعنی اظہار تکبر۔ متکبر چونکہ اپنے مرتبہ کو بلند کرکے دکھاتا ہے اور دوسروں کو پست خیال کرتا ہے۔ اس لئے اُس کو متکبر کہتے ہیں۔

علماء کا بیان ہے کہ کبر کے مقابلہ میں ضعف کا لفظ بھی آتا ہے لیکن ضعف اور تواضع میں فرق اتنا ہے کہ تواضع ذاتی فعل ہے اور ضعف فطری چیز ہے یا تواضع۔ کبر اور ضعف کے درمیان ایک علیحدہ چیز ہے۔

حضرت جنید بغدادیؒ سے پوچھا گیا کہ تواضع کیا ہے؟ آپ نے فرمایا "گردن جھکانا اور اطراف (یعنی اعضا) کو نرم کردینا۔" یہ فرماکر جنیدؒ نے کہا کہ "حق کے سامنے گردن جھکائی جاتی ہے۔ اطاعت کی جاتی ہے۔ اور حق بات کو قبول کیا جانا درست جانا ہے۔" اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ "جو شخص اپنی ذات کو اہم و اعظم سمجھے گا اُس کو تواضع میں سے کچھ نہ ملے گا۔" عارفانِ طریقت کہتے ہیں کہ انسان اُس وقت تک تواضع کی حقیقت سے آشنا نہ ہوگا جب تک کہ محبوب کے نور کو مشاہدہ نہ کرلے گا یا اُس کے دل میں محبوب کے نور کی چمک نہ پہنچ جائے گی کہ اس مشاہدہ کے بعد اُس کا دل نرم ہوجائے گا اور دل کی نرمی اُس کو آلائش سے پاک کردے گی۔ اور غرور و تکبر اُس کے قلب و دماغ سے باہر ہوجائے گا۔

خداوند تعالےٰ نے حضور صلعم کو جو مراتبِ کمالات اور درجاتِ عظمیٰ عطا فرمائے تھے کسی سے مخفی نہیں ہے۔ با ایں ہمہ آپ انتہا درجہ کے متواضع تھے۔ اور دوست و دشمن ہر شخص سے تواضع پیش آتے تھے۔

خداوند تعالےٰ نے جب حضورؐ کو خلعتِ نبوت سے آراستہ فرمایا تو پوچھا کہ آپ فرشتوں کے نبی بننا پسند فرماتے ہیں یا بندوں کے۔ آپ نے بندوں کا نبی بننا پسند کیا۔ اور یہ ایک اعلیٰ دلیل ہے آپ کی تواضع اور فروتنی کی۔ اور آپ کی اس پسند سے خوش ہوکر اس قول کے مطابق کہ "جو شخص اللہ کی خوشنودی کے لئے تواضع اختیار کرتا ہے خداوند تعالےٰ اُس کے مرتبہ کو بلند کردیتا ہے" خداوند تعالےٰ نے آپ کو تمام عالموں کا آخر دنیا تک پیغمبر بنادیا اور آپ پر نبوت کے سلسلہ کو ختم کردیا۔

احادیث میں ہے کہ ایک موقع پر حضورؐ نے صحابہ سے فرمایا کہ "میری تعریف میں مبالغہ نہ کرو اور حد سے آگے نہ بڑھو (یعنی غیر معمولی تعریف نہ کرو) جیسا کہ نصاریٰ نے حضرت مسیحؑ کی تعریف میں مبالغہ سے کام لے کر اُن کو خدا یا خدا کا بیٹا بنا دیا تھا میں خدا کا بندہ ہوں۔ تم مجھکو خدا کا بندہ اور رسول کہو۔"

ابو امامہ صحابیؓ بیان کرتے ہیں کہ "حضور صلعم عصا ٹیکتے ہوئے ہمارے پاس تشریف لائے۔ ہم (صحابہ کرام) آپ کی تعظیم کے لئے کھڑے ہوگئے حضورؐ نے فرمایا "تم (میری تعظیم کے لئے) اسی طرح کھڑے ہوئے ہو جس طرح عجمی لوگ کھڑے ہوتے۔ اور بعض بعض کی تعظیم کرتے ہیں۔ میں تو خدا کا ایک بندہ ہوں اور جس طرح بندہ کھاتا ہے میں بھی کھاتا ہوں اور جس طرح بندہ بیٹھتا ہے میں بھی بیٹھتا ہوں۔"

حضورؐ کی بردباری اور تواضع کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ ساری عمر میں آپ نے کسی خادم کو نہ تو جھڑکا اور نہ بُرا کہا یہاں تک کہ کبھی یہ تک نہیں کہا کہ یہ کام یوں کیوں کیا یوں کیوں نہیں کیا۔

اہل و عیال پر حضور صلعم غیر معمولی شفقت فرماتے تھے اور لطف و مہربانی سے پیش آتے تھے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضور صلعم نے اپنے ہاتھ سے کبھی کسی کو نہیں مارا۔ (مگر جہاد فی سبیل اللہ میں) اور اپنی ذات کے لئے کبھی کسی سے انتقام نہیں لیا۔ (مگر دین خدا کے لئے ضرور انتقام لیا)

حضرت عائشہؓ سے پوچھا گیا "حضور صلعم گھر میں کس طرح رہتے تھے"؟ حضرت عائشہؓ نے فرمایا۔ گھر میں آپ انتہا درجہ کے نرم آدمی تھے مسکراتے اور ہنستے رہتے تھے"! احادیث میں ہے کہ "حضور صلعم کو کبھی اپنے دوستوں (صحابہ) کے درمیان پاؤں پھیلائے ہوئے بیٹھے نہیں دیکھا گیا۔ جو شخص صحابہ میں سے یا اہل بیت میں سے آپ کو بلاتا آپ جواب میں لبیک (حاضر ہوتا ہوں) فرماتے۔

گھر کے اندر حضورؐ ہر شخص سے لطف و مہربانی کے ساتھ باتیں کرتے۔ ازواج کو باہم محبت کرنے کی ہدایت فرماتے اور نزاع و نفرت پیدا ہونے کا کوئی موقع نہ آنے دیتے۔

حضورؐ کا قاعدہ تھا کہ ہر قبیلہ کے سردار کی عزت کرتے اور اپنی طرف سے اس کو قوم کا سردار مقرر کرتے۔ اپنے دوستوں، قرابتداروں اور رشتہ داروں کے حالات دریافت کرتے رہتے اور (جو مال کہیں سے آتا اُس میں سے) اُس کا حصہ اُن کو مرحمت فرماتے۔ آپ کے دوستوں، ہمنشینوں اور عزیزوں میں جتنے لوگ تھے آپ کی عام مہربانی، اخلاق اور سلوک کے سبب ہر شخص اُنہیں سے یہ خیال کرتا کہ حضورؐ کی نظر میں میری خاص عزت ہے یا حضورؐ سب سے زیادہ مجھ پر مہربان ہیں اور مجھ سے خاص محبت رکھتے ہیں۔ حضورؐ اپنے ہمنشینوں اور اُن لوگوں سے جو آپ سے ملنے آتے صبر و ضبط کا برتاؤ کرتے۔ یعنی جب تک وہ خود باتیں ختم نہ کرتا آپ برابر اُس کی گفتگو سنتے رہتے۔ اور جب تک وہ خود نہ چلا جاتا آپ اپنی جگہ سے حرکت نہ کرتے۔ ایسا بھی ہوتا تھا کہ بعض لوگ آپ سے سرگوشی کرتے یعنی خفیہ طور پر آپ کے کان میں بات کہتے۔ آپ برابر اُس کی باتوں کو سکون و طمانیت کے ساتھ سنتے رہتے اور جب تک وہ باتیں ختم کرکے اپنا منہ نہ ہٹا لیتا آپ کان لگائے رہتے اور سر کو نہ پھیرتے اور جو شخص آپ کا ہاتھ پکڑ لیتا تو آپ اُس وقت تک اپنا ہاتھ نہ چھڑاتے جب تک کہ وہ خود نہ چھوڑ دیتا۔

احادیث میں آیا ہے کہ حضور صلعم کسی کی بات کو نہ کاٹتے تھے جب تک کہ وہ حد سے نہ گذرتا تھا۔ اور جب کبھی ایسا ہوتا تو آپ اُٹھ کھڑے ہوتے یا کسی دوسرے شغل میں مشغول ہو جاتے۔ کبھی ایسا بھی ہوتا کہ کوئی حاجت مند آتا اور آپ نماز میں مشغول ہوتے تو اُس کی خاطر سے نماز کو جلد پڑھ لیتے اور سلام کے بعد اُس کی حاجت کو پورا کرتے اور پھر نماز میں مشغول ہو جاتے۔

آپ غربا کی عیادت خاص طور پر فرماتے۔ فقراء کے پاس بیٹھکر اُن سے باتیں کرتے۔ غلاموں کی دعوت کو شوق سے قبول فرماتے اور دعوت میں آپ کو صرف روٹی اور پگھلی ہوئی چربی پیش کی جاتی تو نفرت کا اظہار کئے بغیر کھا لیتے۔ صحابہ کرام کی مجلس میں آپ تشریف لاتے تو مجلس کے آخر میں یا جہاں جگہ پاتے لوگوں میں مل کر بیٹھ جاتے اور حضورؐ کبھی کبھی گدھے پر بھی سواری فرماتے اور کسی کو اپنے پیچھے بھی بٹھا لیتے تھے۔ بنو قریظہ پر فتح حاصل کرنے کے دن (۵ھ میں) آپ گدھے پر سوار تھے جس کی لگام اور پالان کھجور کے پوست کی تھی۔ اور اپنے آخری حج (۱۰ھ میں) آپ اونٹ پر سوار تھے جس کی پالان پرانی اور بہت معمولی قیمت کی تھی۔ حالانکہ یہ وہ زمانہ تھا کہ بہت سے مقامات فتح ہو چکے تھے اور مسلمانوں کی عسرت خوشحالی میں تبدیل ہو چکی تھی۔

فتح مکہ کے دن جب حضورؐ مسلمانوں کے جرار لشکر کے ساتھ مکہ کے اندر داخل ہوئے تو آپ کی حالت یہ تھی کہ اونٹ پر سوار تھے اور سر مبارک تواضع اور شکرگذاری کے سبب کجاوہ کی اگلی لکڑی کے

قریب تک جھکا ہوا تھا۔ اگر کوئی جابر بادشاہ آپ کی جگہ ہوتا تو اُس کی حالت یہ ہوتی کہ غرور و تکبر سے سر بلند ہوتا اور محکوم و مغلوب اقوام کو روندتا ہوا چلتا۔

قیس بن سعد انصاریؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز حضورؐ ہمارے یہاں تشریف لائے۔ جب آپ واپس جانے لگے تو میرے والد سعد نے گدھا لاکر حضورؐ کے سامنے پیش کیا۔ جب حضورؐ گدھے پر سوار ہو گئے تو میرے والد نے مجھ سے کہا "قیس! تم حضورؐ کے ہمراہ چلے جاؤ" اس کے بعد حضورؐ نے مجھ سے (قیس سے) فرمایا کہ "قیس تم بھی میرے ساتھ سوار ہو جاؤ" میں نے ادب کے سبب سوار ہونے سے انکار کیا تو آپ نے فرمایا "یا تو تم سوار ہو جاؤ یا واپس چلے جاؤ" اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ حضورؐ نے قیس سے فرمایا "تم میرے آگے سواری پر بیٹھ جاؤ۔ اس لئے کہ سواری کا مالک آگے بیٹھنے کا مستحق ہے"۔

اسی قسم کا ایک اور واقعہ یہ ہے کہ ایک روز ایک صحابی سواری پر سوار کہیں جا رہے تھے۔ راستہ میں حضورؐ کو دیکھا تو سواری سے اُتر پڑے۔ حضورؐ سواری پر سوار ہو گئے اور اُن صحابی کو اپنے آگے بٹھا لیا۔

اسی سلسلہ کا ایک عجیب و غریب واقعہ یہ ہے کہ ایک روز حضورؐ بے پالان گدھے پر سوار قبا کی طرف جا رہے تھے اور ابو ہریرہؓ رکاب میں پیادہ تھے۔ کہ حضورؐ نے فرمایا "ابو ہریرہ تم کو گدھے پر سوار کر لوں" ابو ہریرہؓ نے عرض کیا "حضورؐ کی جو مرضی مبارک ہو" آپ نے فرمایا "اچھا سوار ہو جاؤ" یہ حکم پاکر ابو ہریرہؓ نے جست لگائی اور حضورؐ کے شانہ پر ہاتھ مارا اور حضورؐ اور ابو ہریرہؓ دونوں زمین پر گر پڑے۔ (یعنی ابو ہریرہ گدھے کی پشت پر نہ پہنچ سکے اور چونکہ اُنھوں نے نیچے گرتے ہوئے یا سوار ہوتے ہوئے حضورؐ کو پکڑ لیا تھا اس لئے دونوں زمین پر آ رہے) حضورؐ پھر گدھے پر سوار ہوئے اور ابو ہریرہ سے فرمایا "ابو ہریرہ! تم کو گدھے پر بٹھا لوں"؟ ابو ہریرہؓ نے عرض کیا "حضورؐ جو حکم مرحمت فرمائیں" حضورؐ نے فرمایا "اچھا سوار ہو جاؤ" ابو ہریرہؓ نے جست لگائی اور گدھے کی پشت پر نہ پہنچ سکے اور حضورؐ سے چمٹ گئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ پھر دونوں زمین پر گر پڑے۔ حضورؐ پھر اٹھ کر گدھے پر سوار ہوئے اور ابو ہریرہؓ سے پوچھا "کیا تم کو سوار کر لوں" ابو ہریرہؓ نے عرض کیا "اُس بزرگ و برتر خدا کی قسم جس نے آپ کو دین حق دیکر بھیجا ہے اب تیسری دفعہ میں آپ کو زمین پر گرانا پسند نہیں کرتا"۔

مورخ طبریؒ لکھتا ہے کہ حضورؐ ایک دفعہ سفر میں تھے آپ نے صحابہ کو حکم دیا کہ "بکری ذبح کر لو" یہ حکم پاکر ایک صحابی اُٹھا اور کہا "بکری کو میں ذبح کروں گا" دوسرے صحابی نے اُٹھ کر کہا "اور میں بکری کی کھال اُتار کر اس کا گوشت بناؤں گا" تیسرے صحابی نے

کہا۔ اور میں گوشت پکاؤں گا" حضور صلعم نے فرمایا۔ اور میں ایندھن فراہم کرکے لاؤں گا" صحابہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! ہم سب کام کرلیں گے (یعنی آپ آرام کریں اور آپ کا کام بھی ہم کرلیں گے) حضورؐ نے فرمایا "میں جانتا ہوں کہ تم سارے کام کرلوگے لیکن میں اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ دوسروں سے اپنے آپ کو ممتاز اور جدا رکھوں۔ اور ممتاز ہوکر بیٹھا رہوں۔ خدا وند تعالیٰ نے اس بات سے ناراض ہوتا ہے۔ کہ کوئی بندہ اپنے دوستوں میں اپنے آپ کو ممتاز خیال کرے"

ایک دفعہ حضورؐ کے جوتے کا تسمہ ٹوٹ گیا ایک صحابی نے عرض کیا "یا رسول اللہ! جوتہ مجھ کو دیدیجئے میں مرمت کردوں گا" حضورؐ نے فرمایا کہ "میں اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ دوسروں پر اپنے آپ کو ممتاز بناؤں۔ میں بیٹھا رہوں اور دوسرے سے کام لوں"

ایک مرتبہ شاہ حبشہ کے ایلچی حضورؐ کی خدمت میں آئے۔ حضورؐ ان کی خدمت و مدارات میں مصروف ہوگئے۔ صحابہ نے عرض کیا "یا رسول اللہ! ان کی خدمت کا کام ہم پر چھوڑ دیجئے" حضورؐ نے فرمایا "ان لوگوں (یعنی حبشہ کے لوگوں) نے میرے دوستوں کی بہت خدمت کی ہے۔ میرا جی چاہتا ہے کہ میں خود ان کی خدمت کروں"

حضورؐ اپنے گھر والوں کی خدمت میں بھی مشغول رہتے تھے کپڑوں میں خود پیوند لگا لیتے۔ کوئی یا پھٹی ہوئی جوتی کو اپنے ہاتھ سے ٹانک لیتے۔ بکری کا دودھ دوہ لیتے۔ کپڑوں کے گرد و غبار کو خود جھاڑ لیتے۔ اپنے اونٹ اور سواری کے دوسرے جانوروں کو خود باندھتے اور چارہ ڈالتے۔ اپنے خادم کے ساتھ کھانا کھا لیتے۔ اور خادم کے کاموں میں اُس کو مدد دیتے۔

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضورؐ کے ساتھ میں بازار آیا۔ آپ نے چار درہم میں ایک پاجامہ خریدا اور صراف کو درہم دے کر فرمایا کہ "ان درہموں کا وزن کر دو اور کھرے کھوٹے کا فرق بتا دو۔ (یعنی یہ بتا دو کہ ان کا وزن پورا ہے یا نہیں اور ان میں کتنا کھوٹ ہے اور کھوٹ کو مجرا دے کر ان کی قیمت جانچ دو) صراف حضورؐ کی یہ بات سنکر حیرت سے آپ کی طرف دیکھنے اور کہنے لگا میں نے آج تک نہیں دیکھا کہ کوئی شخص لین دین میں اس قسم کی بات کہتا ہو ابوہریرہؓ نے صراف سے کہا۔ "افسوس ہے تجھ پر۔ کیا تجھ کو معلوم نہیں۔ آپ خدا کے رسول اور تیرے پیغمبر ہیں" صراف نے ترازو ہاتھ سے رکھدی اور کود کر دوکان سے نیچے اترا تاکہ آپ کے ہاتھوں پر بوسہ دے۔ حضورؐ نے فوراً ہاتھ کھینچ لئے اور فرمایا "یہ کام عجمیوں کا ہے (یعنی بزرگوں۔ امیروں اور بادشاہوں کے ہاتھوں پر بوسہ دینا ایران کا دستور ہے)۔ کہ وہ اپنے بادشاہوں اور رئیسوں کے ہاتھوں پر بوسہ دیتے ہیں۔

میں بادشاہ نہیں ہوں۔ تم ہی میں کا ایک آدمی ہوں" یہ کہکر آپ نے پائجامہ اُٹھا لیا۔ میں آگے بڑھا اور عرض کیا۔ یارسول اللہؐ پائجامہ مجھکو دیدیجئے میں لے چلوں گا" حضورؐ نے فرمایا۔ مال کا مالک اپنے مال کو خود لیجانے کا زیادہ مستحق ہے۔ البتہ اگر کوئی شخص کمزور ہو اور اپنا سامان نہ لے جا سکے تو اُس کے بھائی اُس کو مدد دے سکتے ہیں" ایک اور حدیث میں اس کے بعد کا واقعہ یوں بیان کیا گیا ہے کہ جب حضورؐ پائجامے کو خرید کرکے چلے تو ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا "یارسول اللہؐ! کیا آپ اس پائجامہ کو استعمال فرمائیں گے" حضورؐ نے فرمایا "ہاں! میں اس کو سفر میں بھی پہنوں گا اور گھر میں بھی۔ رات کو پہنوں گا اور دن کو بھی اس لئے کہ مجھکو ستر پوشی کا حکم دیا گیا ہے اور اس کپڑے (یعنی پائجامہ) سے زیادہ ستر پوش اور کوئی کپڑا نہیں ہے"

اس واقعہ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حضورؐ نے پائجامہ خرید کیا تھا لیکن کسی معتبر روایت سے یہ معلوم نہیں ہوا کہ آپ نے پائجامہ پہنا بھی تھا۔ البتہ یہ ثابت ہوا ہے کہ آپ نے پائجامہ پہننے کے لئے خرید فرمایا تھا اور آپ کی اجازت سے صحابہ پائجامہ پہنتے تھے۔ ایک اور ضعیف روایت سے یہ معلوم ہوا ہے کہ آپ نے پائجامہ پہنا بھی تھا۔ اور ایک حدیث کے الفاظ یہ ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا کہ "پائجامہ پہنا کرو۔ اس لئے کہ وہ پردہ پوش کپڑا ہے اور بہت محفوظ" یہ بھی منقول ہے کہ حضورؐ نے اپنی بیویوں کو یہ حکم دیا تھا کہ جب وہ کہیں باہر جائیں تو پاجامہ پہن لیا کریں" ایک اور حدیث حضرت علیؓ سے منقول ہے کہ میں حضورؐ کے ساتھ قبرستان بقیع میں بیٹھا ہوا تھا اور بارش ہو رہی تھی کہ ایک عورت گدھے پر سوار آئی۔ گدھے کا نشیبی زمین میں پاؤں پھسلا اور عورت و گدھا دونوں زمین پر گرے۔ حضورؐ نے عورت کی طرف سے منہ پھیر لیا۔

(اس خیال سے کہ کہیں اُس کے ستر پر نظر نہ پڑ جائے) میں نے عرض کیا "یارسول اللہ! عورت تو پائجامہ پہنے ہوئے ہے" آپ نے فرمایا۔

اللّٰھم اغفر للمتسرولات من امتی یا ایھا الناس اتخذوا السراویلات فانھا من استر ثیابکم وحصنوا بھا من نساءکم	یا اللہ! میری امت کے پائجامہ پہننے والوں کو بخشدے۔ لوگو! پائجامہ پہننا اپنے اوپر لازم کر لو اس لئے کہ وہ کپڑا پردہ پوش ہے اور عورتوں کیلئے تو پائجامہ مخصوص کرو

منقول ہے کہ جس روز حضرت عثمانؓ کو شہید کیا گیا ہے اُس روز وہ پائجامہ پہنے ہوئے تھے۔

ایک اور واقعہ احادیث میں یوں بیان کیا گیا ہے کہ ایک شخص حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کی ہیبت اُس پر اس قدر چھائی کہ وہ کانپنے لگا۔ حضورؐ نے فرمایا "ڈرو نہیں۔ سکون و طمانیت سے اپنی غرض بیان کرو۔ میں بادشاہ نہیں ہوں۔ میں تو قریش کی ایک عورت کا بیٹا ہوں جو سوکھا گوشت کھایا کرتی تھی (یعنی فقرار اور ہلا بار کا کھانا)

ایک مرتبہ ایک عورت حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئی جس کی عقل میں فتور تھا۔ اور عرض کیا "میں ایک حاجت لیکر آئی ہوں" آپ نے فرمایا "مدینہ کی گلیوں اور راستوں میں جہاں تیرا جی چاہے بیٹھ جا وہیں بیٹھ کر میں تیری حاجت کو پورا کر دوں گا (یعنی جو خدمت مجھ سے لینا چاہے گی میں اُس کو انجام دوں گا)" وہ عورت ایک جگہ بیٹھ گئی اور حضورؐ بھی اُس کے سامنے بیٹھ گئے اور جو کام اُس نے بتایا وہ پورا کرکے گئے۔

منقول ہے کہ مدینہ کی بوڑھی عورتیں۔ بیوہ اور مسکین عورتیں حضورؐ کا ہاتھ پکڑ لیتیں اور اپنے کام کے لئے جہاں چاہتیں لیجاتیں۔

یہاں تک کہ مدینہ سے باہر بھی ، اور آپ کسی کے کام سے انکار نہ فرماتے۔

عبداللہ بن ابی الحمسا ، بیان کرتے ہیں کہ بعثت سے پہلے مکہ میں ۔ میں نے حضورؐ سے کوئی چیز خریدی کچھ قیمت دیدی اور کچھ باقی رہ گئی ۔ میں نے عرض کیا آپ یہیں تشریف رکھیں ۔ بقیہ زرِ معاوضہ لیکر ابھی حاضر ہوتا ہوں ۔ گھر میں جا کر بھول گیا ۔ تین دن بعد مجھکو یاد آیا اور میں دوڑا ہوا گیا تو دیکھا آپ وہیں تشریف فرما ہیں ۔ مجھکو دیکھکر آپؐ نے فرمایا ۔ " تم نے تو مجھکو سخت مشقت میں ڈالا ۔ تین روز سے میں یہیں بیٹھا ہوا تیرا انتظار کر رہا ہوں "

مختصر یہ کہ حضورؐ انتہا درجہ کے رقیق القلب ، متواضع ، بردبار اور خلیق تھے ۔ اس قدر کہ انسانی عقل و فہم اُس کا تصور نہیں کر سکتی ۔ لیکن دین کے حقوق میں اسی قدر آپ سخت بھی تھے ۔ اور دین کے معاملہ میں ذرہ بھر کسی کی رعایت نہ فرماتے تھے ۔

منقول ہے کہ حضورؐ صحابہ کرام سے مسکراتے ہوئے باتیں کرتے ۔ لطف و مہربانی سے پیش آتے ۔ اور بعض اوقات دلجوئی اور تکدر رفع کرنے کے لئے مزاح بھی فرماتے ۔ لیکن مزاح میں ہمیشہ حق بات کہتے کوئی لغو اور بیہودہ بات آپ کی زبان سے نہ نکلتی ۔ بچوں میں آپ بے تکلف رہتے ۔ اُن کو بغل میں بٹھلاتے ۔ اور پیار کرتے ۔ حضورؐ کے مزاح کے چند واقعات یہاں درج کئے جاتے ہیں ۔

(۱) زینب بنت ام سلمہ حضورؐ کی پروردہ تھیں ۔ ایک روز حضورؐ غسل فرما رہے تھے کہ وہ آپ کے قریب سے گذریں ۔ آپ نے مزاح کے طور پر اُن کے منہ پر پانی چھڑک دیا ۔ اس پانی کی برکت سے زینب کے حسن و جمال میں ترقی ہوئی اور رنگ صاف ہو گیا اور آخر عمر تک حسن کی وہی آب و تاب رہی ۔

(۲) محمود بن الربیع ایک صغیر سن صحابی تھے (صرف پانچ سال کی عمر تھی) ایک روز حضورؐ ان کے گھر تشریف لائے ۔ اُن کے گھر میں کنواں تھا ۔ حضورؐ نے ڈول سے پانی پیا اور پھر بطریق مزاح پانی کی کلی محمود کے منہ پر کر دی ۔ اس کی برکت سے محمود کا حافظہ قوی ہو گیا ۔ اور آخر عمر تک اپنی بچپن کی اس بات کا ذکر کرتے رہے ۔

(۳) ایک دیہاتی جس کا نام زاہر تھا کبھی کبھی حضورؐ کے لئے سبزی لایا کرتا تھا ۔ حضورؐ اُس کے ہدیہ سے بہت خوش ہوتے اور اور جب وہ واپس جاتا تو کوئی کپڑا وغیرہ شہر کی چیز اُس کو مرحمت فرماتے اور اُس سے محبت فرماتے اور فرمایا کرتے " زاہر ہمارا دیہاتی دوست ہے اور ہم اُس کے شہری دوست ہیں " ایک روز حضورؐ بازار تشریف لے گئے تو آپ نے ایک مقام پر زاہر کو کھڑے دیکھا آپ آہستہ سے اُس کی پشت پر پہنچے اور اُس کی دونوں آنکھوں پر ہاتھ رکھدئے ۔ اور اُس کی پشت کو اپنے سینہ سے لگا کر اپنی جانب کھینچا ۔ زاہر نے اپنی کمر حضورؐ کے سینہ پر جمالی اور خاموش کھڑا رہا ۔ اور کمر کو حضورؐ کے سینہ سے لگائے رہا ۔ حضورؐ نے قریب کے آدمیوں کو مخاطب کرکے فرمایا ۔ " اس غلام کو کون خریدتا ہے " زاہر نے عرض کیا ۔ " یا رسول اللہؐ ! آپ مجھکو کھوٹا مال اور کم قیمت چیز خیال فرماتے ہیں " حضورؐ نے فرمایا " لیکن خدا کے نزدیک تو کھوٹا اور کم قیمت مال نہیں ہے خدا کے ہاں تو بہت قیمتی مال ہے "

اعجاز نما قرآن مجید مترجم و مفسر

متوسط درجہ کے قلم سے عربی متن ہے ۔ ترجمہ حضرت علامہ اشرف علی صاحب تھانویؒ کا ہے ۔ حاشیہ پر حضرت علامہ فرید وجدی مصری کی تفسیر ہے ۔ اعجاز نما قرآن مجید مترجم و مفسر کی تعریف مسلمانوں کے تمام بڑے جید علماء ہند ، صوفیائے کرام اور ایڈیٹران عظام نے متفقہ طور پر کی ہے ۔ اور مسلمانوں سے اس کی خریداری کی اپیل کی ہے ——— قرآن سمجھنے کے لئے سب سے بہتر تفسیر بیان الفرقان کامل (جو اعجاز نما قرآن مجید کے حاشیہ پر چڑھائی گئی ہے) ہے ۔ اس اعجاز نما قرآن کے دو ایڈیشن ہیں ایک رف اور ایک چکنا سائز ۲۰×۳۰ ضخامت تقریباً سات سو صفحہ ۔

رف ایڈیشن حنا شدہ ہدیہ مجلد پارچہ تین روپے محصول ڈاک ۱۲ر اعلیٰ ایڈیشن سفید چکنا عمدہ کاغذ ہدیہ مجلد پارچہ پانچ روپے ٹھ آنے (۵؍۸) ——— چرمی کامل چھ روپے آٹھ آنے اگرچہ کاغذ کی قیمت دس گنی ہو گئی ہے ۔ لیکن اعجاز نما قرآن مجید کا ہدیہ زیادہ نہیں بڑھایا گیا ہے ۔ اس لئے جلدی طلب کر لیجئے ۔ ورنہ اس ایڈیشن کے ختم ہونے کے بعد اس بے نظیر کلام اللہ کے لئے جنگ کے خاتمہ کا انتظار کرنا ہوگا ۔ خدا شاہد ہے کہ ان داموں میں تو اب سادہ کاغذ بھی نہ مل سکے گا ۔ کہ سب سے بڑی تفسیر ، سب سے بڑا دیباچہ ، سب سے بڑی فہرست مضامین قرآن ۔ اور سب سے بہتر ترجمہ کا اتنا سستا اور عمدہ قرآن مجید ۔ آج ہی طلب فرمائیں ورنہ ممکن ہے کہ فرمائشوں کی کثرت سے آپ دین اور دنیا کی اس سب سے بڑی سعادت سے محروم رہ جائیں ۔

اعجاز نما قرآن مجید کی بہت کم جلدیں باقی ہیں

[illegible]

حضورؐ کی تواضع میں سے یہ بھی ہے کہ آپ کسی کھانے میں نہ تو عیب نکالتے تھے اور نہ کھانے کو بُرا کہتے تھے۔ خواہ وہ کیسا ہی کیوں نہ ہو۔ اگر کھانا آپ کو پسند آتا یا مرغوب ہوتا تناول فرمالیتے ورنہ چھوڑ دیتے۔ یہ نہ فرماتے کہ یہ کھانا اچھا نہیں ہے۔ یا نمک زیادہ ہے۔ یا ترشی پیدا ہوگئی ہے۔ وغیرہ وغیرہ حضورؐ کے اس طرزِ عمل سے واضح ہوتا ہے کہ کھانے میں عیب نکالنا بُرا اور اتباعِ سنت کے خلاف ہے۔

حضورؐ کی تواضع اور حسنِ خلق کا ایک نمونہ یہ ہے کہ آپ دُنیا یا زمانہ کو بُرا نہ کہتے تھے۔ جیسا کہ عام طور پر ہمیشہ سے دنیا اور زمانہ کو بُرا کہا جاتا ہے۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ دنیا کو گالیاں نہ دو۔ اور بُرا نہ کہو۔ اس لئے کہ وہ ایک بہترین سواری ہے جو مومن کو خیر و عافیت کے ساتھ منزلِ مقصود تک پہنچا دیتی ہے اور آفات و خطرات سے بچاتی ہے۔ اسی طرح زمانہ کو بُرا کہنے کے متعلق حضورؐ یہ حدیث قدسی بیان فرمایا کرتے تھے کہ خداوند تعالےٰ نے یہ فرمایا ہے کہ "زمانہ کو بُرا نہ کہو۔ زمانہ تو میں ہی ہوں"۔

حضورؐ کے دروازہ پر نہ تو دربان تھے اور نہ محافظ سپاہ کا پہرا جیسا کہ بادشاہوں کے ہاں ہوا کرتے ہیں۔ البتہ ملاقات کے لئے صرف اجازت کی ضرورت تھی۔ اور یہ بھی اس لئے کہ لوگ اہل و عیال میں بے محابا نہ گھس آئیں۔

اور حضورؐ کی تواضع کا یہ بھی ایک نمونہ ہے کہ آپ یہ فرمایا کرتے تھے کہ "تم مجھکو یونسؑ بن متی پر فضیلت نہ دو اور نہ موسیٰؑ پر ترجیح دو"۔

یہ واقعہ بھی حضورؐ کی تواضع کو ظاہر کرتا ہے کہ جو شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا یا کہیں راستہ میں ملتا تو آپ پہلے اُس کو سلام کرتے اور جب وہ سلام کرتا تو اُس کا جواب دیتے۔ اس واقعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ جو شخص آپ کے مزار کی زیارت کو جاتا اور مزار پر حاضر ہوتا ہے۔ حیاتِ دنیوی کی طرح ضرور آپ اُس کو سلام کرتے ہوں گے۔ اور جب زائر سلام پڑھتا ہوگا تو ضرور آپ جواب دیتے ہوں گے کیونکہ انبیاء وفات کے بعد بھی زندہ ہوتے ہیں۔

(۵) جُود اور سخاوت

لغت میں جُود و سخا دونوں کے ایک معنی ہیں یعنی جوانمردی سخاوت فطری صفت ہے۔ اور اُس کے متابل شح کا لفظ ہے علما کی رائے ہے کہ خداوند تعالےٰ کے لئے سخاوت کا لفظ استعمال کرنا جائز نہیں ہے۔ اس لئے کہ وہ انسانی فطرت میں سے ہے۔ لفظ جُود کا متابل بخل ہے اور یہ چیزیں کسب سے حاصل ہوسکتی ہیں یعنی فطری نہیں ہیں۔ اس بنا پر اہلِ لغت نے کہا ہے کہ ہر سخی کو جواد کہہ سکتے ہیں اور جواد کو سخی نہیں کہہ سکتے۔

جود یا جواد کی حقیقت یہ ہے کہ بے غرض اور بے عوض ہو اور یہی صفت خداوند تعالےٰ کی ہے۔ کہ وہ بے غرض اور بے عوض اپنے بندوں کو ظاہر و باطن کی نعمتیں اور کمالاتِ حسی و عقلی مرحمت فرماتا ہے۔ اور خداوند تعالےٰ کے بعد سب سے زیادہ جواد حضورؐ کی ذاتِ مبارک ہے۔ اور حضورؐ کے بعد علماء امت کا درجہ ہے۔ کہ وہ علوم دین کی اشاعت بے غرض اور بے عوض کرتے ہیں۔

حدیث میں آیا ہے کہ "اللہ سب سے بڑا جواد ہے۔ پھر آدمیوں میں سب سے بڑا جواد میں (یعنی حضور صلعم) ہوں اور میرے بعد سب سے بڑا جواد وہ شخص ہے جس نے علم حاصل کیا اور اُس کو پھیلایا"۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ "حضورؐ احسن الناس (بہترین آدمی) اشجع الناس (بہت بہادر آدمی) اور اجود الناس (سب سے زیادہ سخی آدمی) تھے۔ اور اس کا سبب یہ ہے کہ آپ کا نفس اشرف نفوس اور مزاج اعدل امزجہ تھا اور جس شخص میں یہ صفات پائی

جائیں اُس کے تمام افعال بہتر اور اُس کا خلق بہترین خلق ہوتا ہے۔

صحیح احادیث میں ہے کہ حضور صلعم سے جس چیز کا سوال کیا گیا اور جو درخواست کی گئی اس کے جواب میں کبھی ایسی بات نہیں کہی گئی جو ناگوار ہو۔ بلکہ ہر شخص کی خواہش کو (بقدر امکان) پورا کیا گیا۔
فرزدق شاعر نے کیا خوب کہا ہے ؎

ما قال لا قط الا فی تشہدہ
لولا التشہد کانت لاءہ نعم

(آپ نے کبھی لا (نہیں) کا لفظ زبان سے نہیں نکالا
مگر تشہد میں۔ اگر تشہد نہ ہوتا تو لا نہ ہوتا)

اگر کوئی چیز آپ کے پاس موجود نہ ہوتی تو سائل کے سوال پر خاموشی اختیار فرما لیتے۔ سائل کی دلجوئی کرتے اور عذر کرتے لیکن انکار نہ فرماتے۔

بعض مواقع پر ایسا ہوا ہے کہ حضورؐ نے امکان کے باوجود بعض لوگوں کی خواہشات کو رد کر دیا ہے۔ مثلاً بعض لوگوں نے صوبوں کی ولایت کی درخواست کی۔ یا تحصیل زکوٰۃ و صدقات کا منصب طلب کیا تھا۔ اور آپ نے انکار فرما دیا تھا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ولایت اور تحصیل مال کا کام بڑی ذمہ داری اور دیانت کا کام ہے۔ اور صرف اُسی شخص کو دیا جا سکتا ہے جو اُس کا اہل ہوتا ہے۔ اس بنا پر جن لوگوں کی درخواستوں کو حضورؐ نے رد فرمایا تھا وہ یقیناً اس کے اہل نہ ہوں گے۔ یا حضورؐ کی نظر میں وہ اس قدر کمزور طبیعت کے ہوں گے جن پر حرص و طمع غالب آ جانے کا اندیشہ ہوگا۔ اس کے علاوہ حضورؐ کا قاعدہ یہ تھا کہ آپ کسی ذمہ داری کے منصب پر اُس شخص کو مامور نہ فرماتے تھے جو اُس کا طالب ہوتا تھا۔ اس لئے کہ ایسے منصب کی طلب یقیناً کسی ذاتی غرض پر مبنی ہوتی ہے۔ چنانچہ حکیم بن حزامؓ جو حضورؐ کی درگاہ کے مقبول آدمی اور حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کے بھتیجے تھے ایک مرتبہ حضورؐ سے کچھ طلب فرمایا آپ نے وہ چیز اُن کو نہ دی اور فرمایا "میں تم کو خود دوں گا"۔ حضورؐ نے چونکہ اُن کے سوال کو بُرا سمجھا تھا اور اُن کی اصلاح منظور تھی۔ اس لئے مذکورہ بالا جواب دیکر آپ نے نصیحت کے طور پر اُن سے فرمایا "حکیم! جہاں تک ممکن ہو کسی شخص سے کوئی چیز نہ مانگو"۔ اس نصیحت کا اثر حکیم بن حزامؓ پر اتنا ہوا کہ اس کے بعد ساری عمر انھوں نے کسی سے کوئی چیز نہیں مانگی۔ یہاں تک کہ اگر چابک اُن کے ہاتھ سے گر جاتا تو وہ سواری سے اتر کر خود اٹھاتے۔ کسی سے یہ نہ کہتے کہ چابک اُٹھا کر مجھکو دیدو۔

اسی قسم کا واقعہ حضرت ابوذرؓ کا ہے۔ انھوں نے بھی کسی کام کو حضورؐ سے طلب کیا تھا جواب میں آپ نے فرمایا "ابوذر! تم کمزور ہو۔ کسی کام کی خواہش نہ کرو۔ اور کسی سے کوئی چیز نہ مانگو۔ یہاں تک کہ تمہارا چابک گر جائے تو اُس کو بھی کسی سے نہ مانگو۔ خود اُٹھاؤ"۔ حضرت ابوذرؓ ایک جلیل القدر صحابی اور زاہد ہیں۔ اُن کا اعتقاد یہ ہے کہ اشیا یا مال و متاع کا جمع کرنا حرام ہے۔ اگرچہ اس کی زکوٰۃ بھی ادا کر دی جائے۔

مختصر یہ کہ حضورؐ سائل کے سوال کو رد نہ فرماتے تھے۔ اگر کوئی چیز موجود نہ ہوتی تو آپ سائل کو حکم دیدیتے کہ تم میری ذمہ داری پر قرض لے لو۔ جب مال آئے گا میں قرض ادا کر دوں گا۔ چنانچہ ایک مرتبہ ایک سائل آیا۔ حضورؐ نے اُس سے فرمایا "اس وقت میرے پاس کوئی چیز نہیں تو کہیں سے میری ذمہ داری پر قرض لے لے"۔ یہ سنکر حضرت عمرؓ نے عرض کیا "یا رسول اللہ! خدا نے آپ کو اس کا مکلف نہیں بنایا ہے۔ کہ چیز پاس نہ ہو (تب بھی) قرض دلوائی جائے"۔ حضورؐ کو یہ بات ناگوار گذری۔ اور یہ ناگواری صحابہ کو معلوم ہو گئی فوراً ایک انصاری نے عرض کیا "یا رسول اللہ! عطا فرمایئے اور مالک عرش کی طرف سے تنگی کا اندیشہ نہ کیجئے"۔ حضورؐ یہ سنکر ہنس پڑے اور چہرہ پر تازگی و خوش حالی پیدا ہوگئی اور آپ نے جواب میں فرمایا "مجھکو یہی حکم دیا گیا ہے"۔

حضورؐ کی داد و دہش کے چند واقعات اس موقع پر لکھنا مناسب ہیں جن سے معلوم ہوگا کہ حضورؐ کو خدا نے غیر معمولی جود و کرم مرحمت فرمائی تھی۔

(۱) ایک مرتبہ [illegible] نوے ہزار درہم آئے۔ اور آپ کے سامنے چٹائی پر رکھے گئے۔ حضورؐ نے ان سب کو اسی وقت تقسیم فرما دیا۔ اور کسی کو محروم نہ رکھا۔

(۲) حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ بحرین کے حاکم نے حضورؐ کے پاس مال بھیجا۔ آپ نے اُس کو مسجد میں رکھوا دیا۔ پھر مسجد میں تشریف لائے اور مال پر نگاہ ڈالی۔ اس کے بعد نماز پڑھائی اور پھر مال کے پاس بیٹھ گئے۔ اور ہر شخص کو اس مال میں سے عطا فرمایا۔ حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب (آپ کے چچا) آئے اور کہا "یا رسول اللہ مجھ کو مرحمت فرمایئے" حضورؐ نے اُن کی چادر میں اتنا زر نقد ڈال دیا کہ وہ اُٹھا نہ سکے عرض کیا۔ "یا رسول اللہ کسی کو حکم دیجئے کہ وہ اس کو میرے گھر پہنچا دے" حضورؐ نے فرمایا۔ "چچا یہ نہیں ہو سکتا جتنا خود لے جاسکو لے جاؤ"[1] آپ کا یہ ارشاد حضرت عباسؓ کی حرص و طمع کو ختم کردینے کے لئے تھا۔ اور تہذیب و تادیب کے لئے حضورؐ کا یہ ارشاد سن کر حضرت عباسؓ نے پوری قوت سے زر نقد کو اٹھایا اور کاندھے پر رکھ کر چل دیئے اور حضورؐ اُن کی حرص و طمع پر تعجب کرتے رہے۔ غرض آپ نے سارا مال تقسیم فرما دیا۔ اور ایک درہم بھی باقی نہ رکھا۔ ابن ابی شیبہ نے بتایا ہے کہ یہ مال علاء بن الحضرمی نے بحرین کے خراج کا بھیجا تھا جس کی تعداد ایک لاکھ درہم تھی اور یہ پہلا مال تھا جو حضورؐ کی خدمت میں مقبوضات سے آیا تھا۔

(۳) غزوہ حنین و اوطاس میں حضورؐ کی جود و سخاوت کا جو مظاہرہ ہوا تھا وہ اپنی وسعت میں قیاس و حصر سے بالاتر تھا یعنی آپ نے اس غزوہ کے مال غنیمت میں سے جس کی تعداد مورخین نے پانچ لاکھ بتائی ہے ایک ایک آدمی کو سو سو اونٹ اور ہزار ہزار بکریاں عطا فرمائیں تھیں اور اس مال کا زیادہ حصہ اُن لوگوں کو دیا گیا تھا جو نو مسلم تھے اور جن کی دلداری بحکم خدا ضروری تھی۔ اس لئے کہ وہ ابھی ضعیف الایمان تھے۔ آپ نے اس خیال سے کہ ممکن ہے دنیا کی محبت اُن کے دین کو مستحکم کر دے۔ اُن کو دل کھول کر دیا تھا۔

صفوان جب آپ کے ہمراہ اُن لوگوں میں سے تھا۔ آپ نے اُس کو سو بکریاں مرحمت فرمائیں۔ پھر سو بکریاں اور دیں۔ اور تیسری مرتبہ پھر سو بکریاں دیں۔ واقدی نے بیان کیا ہے کہ جس درہ میں صفوان تھے حصہ کے اونٹوں اور بکریوں سے تنگی ہو گئی تھی۔ صفوان نے اس منظر کو دیکھا اور کہا "میں گواہی دیتا ہوں کہ عطا و بخشش میں اتنی جوانمردی نبی کے سوا اور کوئی نہیں کر سکتا" اور واقعہ یہ ہے کہ اسی بخشش نے اُسکی تجارت کفر کو دور کر دیا۔

ابوسفیان بن حرب بھی انہیں لوگوں میں تھے۔ انھوں نے حاضر ہو کر عرض کیا "یا رسول اللہ! آج آپ قریش کے سب سے زیادہ مالدار شخص ہیں۔ جو مال آپ کو ملا ہے اُس میں سے مجھ کو بھی عطا فرمایئے" حضورؐ مسکرائے اور بلالؓ کو حکم دیا کہ چالیس اوقیہ (ایک اوقیہ چالیس درہم کے برابر) چاندی اور سو اونٹ ابوسفیان کو دیدو" ابوسفیان نے عرض کیا "یا رسول اللہ! میرے بیٹے یزید کو بھی تو دیجئے" حضورؐ نے سو اونٹ اور چالیس اوقیہ چاندی اُس کو بھی دلوا دی۔ پھر ابوسفیان نے کہا "اور میرے دوسرے بیٹے معاویہ کو بھی تو مرحمت فرمایئے" حضورؐ نے چالیس اوقیہ چاندی اور سو اونٹ اُس کو بھی دلوا دیئے۔ اس کے بعد ابوسفیان نے کہا "میرے ماں باپ آپ پر قربان! خدا کی قسم آپ کریم (سخی و جواد) ہیں۔ جنگ میں بھی اور صلح میں بھی۔ خداوند تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے"

اسی غزوہ میں حضورؐ نے چھ ہزار آدمیوں کو جو جنگ میں ہاتھ آئے تھے چھوڑ دیا۔ کہا جاتا ہے کہ قبیلۂ ہوازن کی ایک سفارت حضورؐ کی خدمت میں آئی اور عرض کیا "جو عورتیں آپکی قید میں ہیں اُن میں آپ کی (رضاعی) پھوپیاں، خالائیں اور

[1] بخاری و مسلم کی ایک حدیث میں ہے کہ عباسؓ نے عرض کیا کہ "میری مدد فرمایئے" حضورؐ نے فرمایا "نہیں" عباسؓ نے کہا "کسی کو حکم دیجئے کہ وہ اُٹھانے میں مجھکو مدد دے" حضورؐ نے فرمایا "نہیں" یہ سنکر عباسؓ نے تھوڑا سا مال کم کر دیا اور بڑی مشکل سے مال کو اٹھا کر کاندھے پر رکھا اور چلے گئے۔

بہنیں بھی ہیں۔ خدا کی قسم! اگر عرب کے بادشاہوں میں سے کسی نے ہمارے خاندان کا دودھ پیا ہوتا تو ہم کو اُس سے بہت کچھ امیدیں ہوتیں اور آپ سے تو اُن سے زیادہ توقعات ہیں!" حضورؐ نے یہ سنکر اپنے خاندان کے حصہ کے قیدیوں کو تو فوراً چھوڑ دیا۔ اور جو قیدی لشکر کے حصہ میں آئے تھے اُن کو اُن سے مشورہ کے بعد چھوڑا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ حنین۔ اوطاس کی جنگ میں چھ ہزار آدمی۔ چوبیس ہزار اونٹ۔ چالیس ہزار بکریاں۔ اور چار ہزار اوقیہ چاندی مال غنیمت میں ملی تھی۔

منقول ہے کہ حضورؐ جب کسی محتاج کو دیکھتے یا کوئی سائل آجاتا باوجود شدید بھوک کے آپ اپنا کھانا اُس کو دیدیتے۔

حضورؐ کا قاعدہ تھا کہ عطا و بخشش کا مظاہرہ مختلف صورتوں میں فرماتے تھے۔ کبھی کوئی چیز کسی کو ہبہ فرماتے کبھی کسی کا قرض یا بارِ ضمانت ادا کرتے۔ کبھی صدقہ دیتے۔ کبھی ہدیہ کے طور پر عطا فرماتے۔ کبھی کوئی چیز کسی سے خرید فرما کر اُس کی قیمت ادا کر دیتے اور پھر وہ خریدی ہوئی چیز بھی اُسی کو دیدیتے۔ کبھی کسی سے کچھ قرض لیتے۔ اور جب قرض ادا کرتے تو کچھ زیادہ مرحمت فرما دیتے۔ کبھی کوئی چیز خرید فرماتے اور زرِ قیمت سے زیادہ رقم دیتے اور کبھی کسی شخص کا ہدیہ قبول فرماتے اور اُس سے دوگنی قیمت کی چیز ہدیہ دینے والے کو مرحمت فرما دیتے۔ چنانچہ منقول ہے کہ ایک مرتبہ ایک عورت ایک طباق کھجوروں کا لائی۔ حضورؐ نے اُس عورت کو طلائی زیور جو بحرین سے آیا تھا مرحمت فرما دیا۔ مختصر یہ کہ حضورؐ مختلف عنوان سے عطیات و صدقات کا سلسلہ جاری رکھتے تھے اور خود فقیرانہ زندگی بسر فرماتے تھے۔ چنانچہ منقول ہے کہ کبھی کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ ایک ماہ تک آپ کے گھر کا چولہا گرم نہیں ہوا ہے۔ اور آپ نے بھوک کی شدت کی حالت میں پیٹ سے پتھر باندھے ہیں۔ اس کا سبب یہ نہیں تھا کہ حضورؐ نے مجبور و مضطر ہو کر ایسا کیا ہے۔ بلکہ اس کا سبب آپ کا زہد و جود اور سخاوت تھی۔ کہ آپ کے پاس کوئی چیز نہ چھوڑتی تھی۔ ایسا بھی ہوا ہے کہ آخر عمر میں آپ نے اپنی بیویوں کے لئے ایک ایک سال کا غلہ فراہم رکھنے کا انتظام کیا ہے۔ لیکن اپنے لئے ایک دن کا بھی سامان کبھی نہیں رکھا۔

۶۔ شجاعت اور قوت

شجاعت کے معنی ہیں خوفناک مواقع پر دلیری دکھانا۔ شفا میں لکھا ہے کہ شجاعت قوتِ غضب کی دیا دلی کو کہتے ہیں جبکہ وہ عقل کے تابع ہو کر رہے۔ قاموس میں ہے کہ شجاع اُس شخص کو کہتے ہیں جو خطرات میں شدید القلب رہے۔ اور گھبرائے نہیں۔

حضورؐ میں اس صفت (یعنی شجاعت) کی خوبی یہ تھی کہ سخت مواقع اور ہولناک مقامات پر بڑے بڑے بہادر بھاگ کھڑے ہوتے ہیں۔ لیکن حضورؐ ایسے موقع پر کبھی نہ گھبراتے تھے۔ اور پہاڑ کی طرح ثابت قدم رہتے تھے۔ بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ خوفناک مواقع پر آپ کا قدم آگے بڑھتا اور خطرات کو دفع کرنے کی کوشش میں اضافہ ہو جاتا تھا۔ چنانچہ منقول ہے کہ حنین کی جنگ میں جب کفار کی جانب سے کثرت سے تیر برسنے لگے تو لشکرِ اسلام میں تزلزل رونما ہو گیا۔ اور میدان سے مسلمان بھاگ نکلے صرف حضورؐ تنہا میدان میں رہ گئے۔ اور اپنی جگہ سے جنبش نہ کی۔ آپ خچر پر سوار تھے اور ابوسفیان بن الحارث بن عبد المطلب خچر کی لگام پکڑے ہوئے تھے۔ لوگوں کے بھاگ جانے اور میدان خالی ہو جانے پر حضورؐ نے دشمنوں پر حملہ کا ارادہ کیا۔ خچر سے اُترے خدا سے مدد کی دعا کی۔ اور اس کے بعد ایک مٹھی خاک زمین سے اُٹھا کر دشمنوں کی طرف پھینکدی اور پھر بلند آواز سے فرمایا۔

انا النبی لا کذب (میں خدا کا سچا نبی ہوں یہ بات جھوٹ نہیں ہے)
انا ابن عبد المطلب (میں عبد المطلب کا بیٹا ہوں۔)

صحابہؓ کا بیان ہے کہ اُس روز حضورؐ سے زیادہ سخت اور شجاع کوئی آدمی نہ تھا۔ کہ ہزاروں دشمنوں کے مقابلہ میں آپ تنہا کھڑے تھے۔ اور بعض صحابہ کا بیان ہے کہ چند جاں نثار آپ کے ساتھ تھے۔ اور ایک روایت میں یوں ہے کہ حنین کی جنگ میں جب مسلمانوں اور کافروں کے لشکر بھڑ گئے اور سخت جنگ ہونے لگی تو کافروں کی سخت تیر باری سے مسلمانوں کے قدم اکھڑ گئے اور وہ بھاگ کھڑے ہوئے لیکن حضورؐ اپنی جگہ سے ایک انچ نہ ہٹے۔ اور بلند آواز سے (آپ نے یا حضرت عباسؓ نے) پکار کر کہا "اے گروہ انصار ــــــ اے جماعت بیعت رضوان کہاں ہو ادھر آؤ" یہ آواز سن کر سب نے لبیک لبیک کہا اور جمع ہو گئے اور پھر کافروں پر ایسا سخت حملہ کیا کہ اُن کو شکست ہوئی۔

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلعم سے زیادہ دلیر بہادر سخی اور رضامند کسی انسان کو نہیں دیکھا۔

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ ہماری حالت یہ تھی کہ جب میدان جنگ گرم ہو جاتا اور جنگ کی آگ بھڑک اُٹھتی تو ہماری آنکھیں سرخ ہو جاتیں۔ اور ہم حضورؐ کی پناہ تلاش کرنے لگتے۔ ہم میں سے کوئی شخص ایسا نہ تھا جو دشمنوں کے حملوں کے آگے رہتا ہو۔ مگر حضور صلعم اور آپ مجاہدین میں سب سے زیادہ سخت جنگ کے موقع پر نظر آتے تھے۔

بیان کیا گیا ہے کہ ہم میں سے (یعنی صحابہ میں سے) اُس شخص کو بہادر کہا جاتا تھا جو جنگ کی حالت میں حضورؐ کے قریب رہتا تھا۔ اس لئے کہ حضورؐ دشمن کے لشکر سے بہت قریب رہتے تھے۔ عمران بن حصینؓ کہتے ہیں کہ حضورؐ کے سامنے دشمنوں کا کتنا ہی بڑا لشکر آتا آپ اُس کی پرواہ نہ کرتے۔ اور سب سے پہلے اُس پر حملہ کرتے۔

حضور صلعم کی قوت اور زور بازو کی یہ حالت تھی کہ دنیا کا کوئی پہلوان آپ سے مقابلہ نہ کر سکتا تھا۔ محمد بن اسحٰق اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ رکانہ نام ایک پہلوان تھا جو کشتی گیری کے فن میں اپنا مثل نہ رکھتا تھا۔ اطراف و اقطاع ملک سے لوگ اُس سے لڑنے کے لیے آیا کرتے۔ اور وہ سب کو پچھاڑ دیتا اور غالب رہتا۔ ایک مرتبہ مکہ کے پہاڑوں کی ایک گھاٹی میں وہ ۔ ۔ ۔ حضور نے اُس سے فرمایا "رکانہ! خدا سے نہیں ڈرتا ۔ ۔ ۔ (اسلام) کو قبول نہیں کرتا" رکانہ نے کہا "محمدؐ! کوئی ایسی چیز میرے سامنے پیش کرو جو آپ کی صداقت کا ثبوت بن سکے" حضورؐ نے فرمایا "اگر میں تجھ سے کشتی لڑوں اور تجھکو پچھاڑ دوں تو تو مجھ پر ایمان لے آئے گا" رکانہ نے کہا "ہاں" حضورؐ نے فرمایا۔ "اچھا تو کشتی کے لیے تیار ہو جا" رکانہ نے کشتی لڑنے کے کپڑے پہن لئے۔ لیکن حضورؐ نے اپنے کپڑے نہیں اُتارے اور جن کپڑوں کو پہنے ہوئے تھے۔ بدستور پہنے رہے۔ رکانہ آپ کے سامنے آیا۔ آپ نے رکانہ کے دونوں بازوؤں کو پکڑ لیا اور اُٹھا کر زمین پر دے مارا۔ رکانہ آپ کی قوت اور بازو کو دیکھکر حیران رہ گیا۔ اور کہا "اب کی مرتبہ چھوڑ دیجئے۔ اور دوبارہ کشتی کیجئے" حضورؐ نے دوبارہ اُس سے کشتی کی اور پھر پچھاڑ دیا۔ تیسری مرتبہ بھی ایسا ہی ہوا۔ رکانہ حیران ہو کر کہا "آپ کی شان عجیب و غریب ہے" احادیث میں یہ واقعہ اتنا ہی بیان کیا گیا ہے۔ یہ معلوم نہ ہو سکا کہ وہ ایمان لایا یا نہیں۔

اسی قسم کی کئی کشتیاں آپ نے مشہور لوگوں سے لڑی ہیں۔ جن میں سے ایک اہم واقعہ یہ ہے کہ ابوالاسد جمحی ایک طاقتور شخص (مکہ میں) تھا اُس کی طاقت کی کیفیت یہ بیان کی گئی ہے کہ گائے کی کھال زمین پر بچھا دی جاتی اور ابوالاسد اُس پر کھڑا ہو جاتا اور دس مضبوط آدمی اُس کھال کو پکڑ کر کھینچتے تاکہ ابوالاسد کو گرا دیں۔ لیکن کھال زمین سے جنبش نہ کھاتی۔ اور ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتی تھی۔ ایک روز حضورؐ کو کشتی کے لئے اُس نے طلب کیا اور کہا "اگر آپ مجھکو زمین پر گرا دیں گے تو میں آپ پر ایمان لے آؤں گا" حضورؐ نے اُس سے کشتی لڑی اور اُس کو زمین پر گرا دیا لیکن وہ ایمان نہیں لایا۔

(۷) حیا

حیا کے معنی شرم کے ہیں۔ اس کا مادہ حیات (زندگی) ہے اور بارش کو بھی حیا کہتے ہیں۔ اس لئے کہ وہ روئیدگی کی زندگی کا سبب ہے۔ اور شرم بھی چونکہ قلب کی زندگی کا نام ہے۔ اس لئے اُس کو حیا کہتے ہیں۔ انسان کا قلب جس قدر زیادہ روشن۔ صاف اور زندہ ہوگا اُسی قدر اُس میں حیا زیادہ ہوگی۔

لغت میں حیا اُس تغیر اور انکساری کو کہتے ہیں۔ جو کسی ایسی چیز کے وقوع میں آنے کے خوف سے انسان پر طاری ہو۔ جو بدنامی کا سبب اور عیب کی موجب ہو۔ اور کبھی حیا اُس موقع پر بھی بولتے ہیں جبکہ انسان کسی چیز کو کسی خاص سبب سے ترک کردے۔ اور اس ترک کو حیا کے لوازم میں سے شمار کرتے ہیں۔

حیا انسان کو قبائح سے باز رکھتی اور خداوند تعالیٰ کے حقوق میں کوتاہی کے قصور سے بچاتی ہے۔ اور اسی بنا پر حیا کو ایمان سے تعبیر کیا گیا ہے۔ حیا اگرچہ فطری چیز ہے۔ لیکن اس کا استعمال قانون شرع قصد و ارادہ اور علوم اکتسابی کا محتاج ہے۔

حضور صلعم میں حیا کی دونوں قسمیں (یعنی فطری و اکتسابی) کامل طور پر پائی جاتی تھیں۔ اس لئے کہ آپ کے قلب مبارک کی حیات اور کراہت شرع سے آپ کا اجتناب انتہائی درجہ رکھتی تھی۔ چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ حضور صلعم اُس باکرہ عورت سے بھی جو پردہ کے اندر ہو زیادہ حیا دار تھے۔ یہ تشبیہ اس بنا پر ہے کہ باکرہ عورت یا پردہ نشین خاتون خلوت و تنہائی میں انتہا درجہ کی حیا دار ہوتی ہے۔ اس خیال سے کہ خلوت میں فعل مکروہ وناجائز کا احتمال زیادہ ہوتا ہے۔ یا کسی اجنبی کے اچانک آجانے کا خطرہ اُس پر طاری رہتا ہے۔ ہمارے خیال میں یہ تشبیہ کچھ زیادہ مناسب نہیں ہے۔ البتہ اگر اس کو مبالغہ پر محمول کیا جائے تو کسی حد تک درست ہوسکتی ہے

طریقت میں حیا کے معنی ذوالنون مصریؒ کے نزدیک اُس خاص ہیئت کے ہیں جو وحشت زدہ دل میں اُس کوتاہی سے پیدا ہو جو خدا کی درگاہ میں انسان کے گذشتہ اعمال سے ہوئی ہے۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ "محبت محب کو محبوب کی تعریف میں رطب اللسان بناتی ہے۔ حیا خاموش رکھتی ہے۔ اور خوف اضطراب پیدا کرتا ہے"۔ یحییٰ بن معاذ رازی کہتے ہیں کہ "جو شخص خداوند تعالیٰ سے طاعت میں حیا کرے گا خداوند تعالیٰ اُس سے شرم کرے گا"۔

حیا کبھی بخشش اور خوف سے بھی پیدا ہوتی ہے مثلاً حضور صلعم کی وہ حیا جس کا ظہور حضرت زینبؓ کے ولیمہ میں ہوا تھا کہ لوگ کھانا کھانے کے بعد دیر تک حضورؐ کے ہاں بیٹھے باتیں کرتے رہے اور خلوت کی خواہش و ضرورت کے باوجود حضورؐ نے اُن کو اٹھایا نہیں بلکہ اُن کی باتوں کو گوارا کیا اور اسی پر خدا کی طرف سے یہ حکم نازل ہوا کہ "جب تم کھانا کھا چکو تو منتشر ہو جاؤ۔ اور یہ کہ تمہارا بیٹھا رہنا نبی کو اذیت دیتا ہے۔ اور وہ تم سے حیا کرتا ہے اور اللہ حق بات کہنے سے حیا نہیں کرتا"۔

حیا کی ایک اور قسم یہ ہے کہ انسان خود اپنے آپ سے حیا کرے۔ اور یہ حیا اُن لوگوں میں ہوتی ہے جن کو قدرت نے خاص روحیں عطا فرمائی ہیں۔ یہ لوگ اس قدر شریفانہ احساس رکھتے ہیں کہ کمی سامان سے تنگ دل نہیں ہوتے۔ اور پست مرتبہ پر راضی ہو جاتے ہیں۔ (یعنی زر و مال یا سامان کی کمی اُن کو متاثر نہیں کرتی۔ اور عزت و مرتبہ میں کمی سے وہ ناراض نہیں ہوتے) گویا اُن کا نفس بنفس سے حیا کرتا ہے۔ (اس کی تشریح یوں کی جا سکتی ہے کہ ان لوگوں میں گویا دو روحیں ہوتی ہیں اور ایک روح دوسری روح سے حیا کرتی ہے۔ حیا کی یہ قسم اکمل واتم قسم ہے۔ اس لئے کہ جب انسان خود اپنے نفس سے حیا کرے گا تو دوسروں سے حیا کرنا گویا اُس کا خاص کام ہوگا۔

حضورؐ نے فرمایا ہے کہ

الحیاء لایاتی الا بخیر } حیا کا نتیجہ ہمیشہ بھلائی ہوتا ہے۔
الحیاء خیر کلہ } حیا بھلائی ہی بھلائی ہوتی ہے۔

حدیث میں آیا ہے کہ ایک شخص اپنے بھائی کو یہ نصیحت کر رہا تھا کہ وہ حیا کو ترک کر دے۔ گویا اس کا بھائی اس قدر حیادار تھا کہ اپنے حقوق لوگوں سے حیا کے سبب حاصل نہ کر سکتا تھا۔ حضور نے اُس شخص سے کہا "تم اپنے بھائی کو اُس کے حال پر چھوڑ دو کہ حیا ایمان کا جزو ہے"۔

حیا کے آثار اور نشانات میں سے ہے دوسروں کے عیب

چشم پوشی اور اُن چیزوں سے اعراض جو اپنے آپ کو بری معلوم ہوتی ہوں اور یہ صفت حضورؐ میں کامل طور سے پائی جاتی تھی۔

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص حضورؐ کے پاس آیا جس کے کپڑے میں زرد رنگ لگا ہوا تھا۔ ممکن ہے کسی عورت نے لگا دیا ہو۔ حضورؐ نے اُس شخص سے کچھ نہ کہا۔ حالانکہ آپ ایسے رنگ کو پسند نہ فرماتے تھے۔ جب وہ واپس چلا گیا تو حضورؐ نے ایک شخص کو پیچھے بھیجکر یہ کہلوایا کہ وہ اس رنگ کو دھو ڈالے۔

احادیث میں آیا ہے کہ حضورؐ اس قدر حیادار تھے کہ کسی کے چہرہ پر زیادہ دیر تک نظر نہ قائم رکھ سکتے تھے۔ اور کسی کے بدن سے بو آتی تھی تو زبان سے ناخوشی کا اظہار نہ فرماتے تھے۔ اور یہ کہ کسی شخص سے یوں نہ کہتے تھے کہ تم کو یہ کام اس طرح نہیں۔ اس طرح کرنا چاہیئے تھا۔ بلکہ اس قسم کی ضرورت پیش آتی تو اس طرح فرمایا کرتے تھے کہ "لوگوں کا یہ حال ہے کہ وہ ایسا ایسا کرلیا کرتے ہیں" اس کے بعد آپ طرز عمل کی برائی بیان کرتے۔ لیکن کبھی کسی شخص کا نام نہیں لیتے۔

(۸) شفقت۔ رافت اور رحمت

حضور صلعم کی شفقت۔ رافت اور رحمت کا بیان خداوند تعالےٰ نے ان الفاظ میں فرمایا ہے۔

وما ارسلنٰک الا } اور ہم نے تم کو (اے محمدؐ) دنیا کے لیے
رحمۃ للعالمین } رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

لقد جاءکم رسول من } (لوگو) تمہارے درمیان سے تمہارے
انفسکم عزیز علیہ ما عنتم } پاس رسول آیا تمہارا دُکھ اسپر شاق
حریص علیکم بالمومنین } وہ تم پر حریص ہے۔ ایمانداروں پر
رؤف رحیم } شفیق مہربان ہے۔

شفقت کے معنی مہربانی ہیں اور اشتقاق کے معنی ڈرنا ہیں چونکہ شفیق انسان دشمن کو ضرر پہنچانے یا پہنچتے دیکھنے سے ڈرتا ہے۔ اس لئے اُس کو شفیق کہتے ہیں۔ اور رافت کے معنی ہیں انتہائی رحمت یا رحم۔ لغت میں ہے کہ رحمت کے معنی ہیں بخشنا اور مہربانی کرنا اور رافت کے معنی انتہائی بخشنا اور مہربانی کرنا۔

حضور صلعم اپنی امت پر انتہا درجہ کے شفیق تھے اور اسی شفقت کا یہ نتیجہ تھا کہ احکام شریعت میں آپ انتہا درجہ کی رعایت فرماتے تھے۔ چنانچہ منقول ہے کہ آپ نے متعدد امور کو صرف اس لیے ترک کر دیا تھا کہ کہیں وہ خدا کی طرف سے امت پر فرض نہ ہو جائیں۔ چنانچہ ہر نماز کے وقت مسواک کرنا محض اس لئے ترک کیا تھا کہ کہیں یہ امت پر فرض نہ ہو جائے۔ اسی طرح عشا کی نماز میں تاخیر کو ترک کر دیا تھا تاکہ امت پر فرض نہ ہو جائے۔ اور پھر گراں گذرے۔ اور اسی خیال سے آپ نے نفل اور فرض روزوں میں وصال کو منع فرما دیا تھا (یعنی اس طرح روزہ رکھنا کہ روزہ افطار کرکے پھر روزہ رکھ لیا جائے اور افطار کے بعد ساری رات کچھ نہ کھایا جائے اور دوسرے دن شام کو روزہ افطار کیا جائے)

بعض مواقع پر ایسا ہوا ہے کہ حضورؐ صحابہ کو نماز پڑھا رہے ہیں کہ کسی بچہ کے رونے کی آواز آپ کے کان میں پڑی اور آپ نے اس خیال سے کہ کہیں بچہ کی ماں نماز میں شامل نہ ہو اور وہ فتنہ میں پڑ جائے نماز کو ہلکا کر دیا (یعنی نماز جلد پڑھا دی)

مکہ میں جب کفار نے حضور صلعم کی نبوت کی تکذیب کی اور آپ کو طرح طرح کی تکلیفیں دیں تو حضرت جبرئیلؑ نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ "خدا نے مجھکو حکم دیا ہے کہ جو فرشتہ خدا کی طرف سے پہاڑوں پر مقرر ہے اور پہاڑوں پر پورا پورا تصرف رکھتا ہے میں آپ کو اس سے آگاہ کر دوں کہ وہ آپ کے حکم کے مطابق کام کرے گا یعنی آپ اُس کو جو حکم دیں گے وہ اُس کو بجا لائے گا" (مطلب یہ کہ آپ چاہیں تو منکرین کو اس فرشتہ سے سزا دلوا سکتے ہیں یا ان کی زندگی کو ختم کرا سکتے ہیں) حضرت جبرئیلؑ کے ساتھ وہ فرشتہ بھی تھا جو پہاڑوں پر مامور تھا۔ اُس نے عرض کیا "محمدؐ! مجھکو حکم دیجئے میں اس کو بجا لاؤں گا۔ اگر آپ فرمائیں تو میں ان منکرین پر اخشبین (وہ پہاڑیاں جن کے درمیان مکہ واقع ہے) کو اٹھا کر ڈال دوں اور ان سب کو ہلاک کر دوں" حضور صلعم نے فرمایا "میں ان کی ہلاکت و تباہی نہیں چاہتا اس لئے کہ میں یہ امید رکھتا ہوں کہ خداوند تعالےٰ ان کی نسلوں سے ممکن ہے ایسے لوگ پیدا کرے جو خدا کی عبادت کریں۔ اور کسی کو اُس کا شریک قرار نہ دیں"

اسی مسئلہ کی ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ جبرئیلؑ نے حاضر ہو کر کہا "محمدؐ سے جا کر یہ کہو کہ خداوند تعالےٰ نے آسمان زمین اور پہاڑوں کو یہ حکم دیا ہے کہ وہ آپ کی اطاعت کریں۔ آپ کے احکام بجا لائیں اور آپ کے حکم سے آپ کے دشمنوں کو ہلاک کر دیں۔ حضورؐ نے فرمایا "میں صبر کو پسند کرتا ہوں اور امت پر عذاب میں تاخیر کا خواستگار ہوں ممکن ہے خداوند تعالےٰ ان منکرین کو رجوع کی توفیق مرحمت فرمائے اور یہ عذاب سے بچ جائیں"

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جن دو باتوں میں سے ایک کو اختیار کرنے کا حکم آپ کو خداوند تعالےٰ کی جانب سے ملا ہے آپ نے اُن باتوں میں سے اُس بات کو اختیار کیا ہے جو اُمت کے لئے آسان ہو۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ حضورؐ ہم لوگوں کو وعظ و نصیحت سننے کے لئے تیار کیا کرتے تھے (تاکہ ہم لوگ وعظ سننے کے لئے بیچین رہیں اور پوری توجہ سے سنیں) اس لئے کہ آپ کبھی کبھی وعظ و نصیحت فرمایا کرتے تھے۔ روزانہ یا اکثر اوقات اس کا سلسلہ جاری نہ رہتا تھا۔ اور آپ اس لئے ایسا کرتے تھے کہ زیادہ وعظ و نصیحت سے انسان تنگدل ہو جاتا ہے یا معمولی چیز سمجھکر نظر انداز کر دیتا ہے۔

(۹) وفا صلۂ رحم عیادت مریض اور تکمیل و تجدید عہد

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ کی خدمت میں جب کوئی چیز ہدیہ کے طور پر لائی جاتی تو آپ حکم دیتے کہ اس چیز کو فلاں عورت کو دے آؤ۔ وہ حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کی سہیلی تھی۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ مجھکو کسی عورت پر اتنا رشک نہیں ہوا جتنا حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ پر۔ اس لئے کہ حضورؐ اُن کو اکثر یاد فرمایا کرتے تھے اور جب کبھی آپ کوئی بکری ذبح کرتے تو اس کا گوشت اُن عورتوں کو بھیجا کرتے تھے جو حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کی سہیلیاں تھیں۔ ایک مرتبہ ایک عورت آپ کے پاس آئی۔ آپ اُس کو دیکھکر خوش ہوئے اور خنداں پیشانی سے اُس سے باتیں کیں۔ اور دیر تک اُس کے حالات دریافت فرماتے رہے۔ جب وہ چلی گئی تو آپ نے فرمایا "یہ عورت خدیجۃ الکبریٰؓ کی زندگی میں ہمارے ہاں آیا کرتی تھی" اس کے بعد فرمایا "حسن عہد ایمان کا جزو ہے"

حضورؐ اُن لوگوں کے ساتھ جن سے رحم کی قرابت تھی۔ خاص سلوک فرمایا کرتے تھے۔ جب کوئی چیز دوسرے لوگوں سے بچ رہتی تو آپ ان لوگوں پر تقسیم فرمایا کرتے تھے۔

ایک موقع پر حضورؐ نے فرمایا کہ "میرے دوست صرف خدا اور صالح مومن بندے ہیں۔ (اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ "فلاں خاندان کے لوگ میرے دوست نہیں ہیں۔ یعنی خاندانی تعلق دوستی کا سبب نہیں ہے) میں لوگوں کے ساتھ جو سلوک کرتا ہوں وہ قرابت رحم کی بناء پر ہے۔ یعنی میں اُن سے صرف اتنا سلوک کرتا ہوں جتنا کسی کے منہ پر پانی چھڑکا جاتا ہے۔

حضرت زینبؓ (حضورؐ کی بڑی صاحبزادی) کی بچی امامہ نماز کی حالت میں حضورؐ کے کاندھے پر بیٹھ جایا کرتی تھی اور جب حضورؐ سجدہ میں جاتے تو زمین پر آرہتی تھی۔ پھر جب آپ سجدہ سے اُٹھتے اور تشہد میں بیٹھتے تو پھر کاندھے پر سوار ہو جاتی اور حضورؐ کچھ نہ کہتے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ اولاد پر حضورؐ غیر معمولی شفقت اور مہربانی فرماتے تھے۔ حضرات حسنینؓ بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

حضرت قتادہ کا بیان ہے کہ جب شاہ حبشہ کا وفد حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضورؐ اُس کی مہمانداری اور خاطر مدارات کے فرائض انجام دینے میں مشغول ہو گئے صحابہ نے عرض کیا۔ "یا رسول اللہ! ہم حاضر ہیں۔ ان لوگوں کی خدمت ہم پر چھوڑ دیجئے" حضورؐ نے فرمایا۔ "ان لوگوں نے میرے دوستوں (مہاجر صحابہ) کی خدمت کی ہے۔ میرا جی چاہتا ہے کہ اس کے بدلہ میں خود ان کی خدمت کروں۔

حضورؐ کی رضاعی بہن شیما (جو حضورؐ کی تربیت و خدمت اپنی ماں حلیمہ سعدیہ کی ساتھ کرتی تھی) مسلمان ہو گئی تھی۔ وہ ایک مرتبہ قبیلہ ہوازن کے قیدیوں کے ساتھ قید ہو کر حضورؐ کے حضور میں حاضر ہوئی اور اپنے آپ کو شناخت کرایا۔ حضورؐ نے اُس کو پہچان لیا۔ اور اُس کے بیٹھنے کے لئے اپنی چادر زمین پر بچھا دی اور فرمایا "شیما! اگر تم پسند کرو تو میرے پاس عزت و حرمت کے ساتھ رہو میں تمہاری مالی امداد کرتا رہوں گا۔ اور چاہو تو اپنے قبیلہ میں واپس چلی جاؤ" شیما نے قبیلہ میں جانا پسند کیا۔ اور حضورؐ نے اُس کو اُس کے قبیلہ میں بھجوا دیا۔

(۱۰) عدل۔ امانت عفت اور صدق

حضورؐ عرب میں سب سے زیادہ امین۔ سب سے زیادہ منصف مزاج۔ سب سے زیادہ مہربان اور سب سے زیادہ صادق مشہور تھے۔ دوست دشمن اپنے اور پرائے سب بالاتفاق اس کے معترف تھے۔ یہاں تک کہ نبوت سے پہلے آپ کو محمد امین کے نام سے پکارا جاتا تھا۔

حضورؐ کی نبوت سے پہلے قریش نے خانہ کعبہ کو تعمیر کیا تھا۔ جب حجر اسود کو نصب کرنے کا وقت آیا تو قریش کے چاروں قبیلوں میں حجر اسود رکھنے پر اختلاف پیدا ہوا۔ اور اس اختلاف نے مخالفت کی صورت اختیار کر لی۔ اور ہر قبیلہ اس خدمت کی انجام دہی اپنا حق قرار دینے لگا۔

آخر قریش کے دانشمند اشخاص نے مشورہ کے بعد یہ فیصلہ کیا کہ کل صبح جو شخص سب سے پہلے خانہ کعبہ میں آئے گا اُس کے فیصلہ کو تمام لوگ تسلیم کر لیں گے۔ صبح کو سب سے پہلے حضور صلعم خانہ کعبہ میں پہنچے بعد میں اور لوگ آئے اور حضورؐ کو وہاں پایا تو کہا۔ "یہ محمدؐ ہیں۔ اور امین ہیں۔ یہ جو حکم دیں گے ہم سب کو منظور ہے" حضورؐ نے اپنی چادر اتاری یا قریش کے لوگوں سے چادر طلب کی پتھر (حجر اسود) کو چادر کے درمیان میں رکھا اور اعیان قریش سے کہا "تم لوگ چادر کے کونوں کو پکڑ لو اور چادر کو اس مقام تک اُٹھاؤ جہاں پتھر نصب کرنا ہے" قبیلوں کے چاروں آدمیوں نے چادر کو اُٹھایا اور حضورؐ نے پتھر کو چادر میں سے نکال کر اُس کے مقام پر رکھدیا اور اس جھگڑے کو خوبی کے ساتھ ختم کر دیا۔ بعض روایات سے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ نبوت سے پہلے قریش اپنے معاملات میں حضورؐ کو حکم بنا لیا کرتے تھے۔ اور آپ کے فیصلہ کو قبول کر لیتے تھے۔

حضرت علیؓ بیان فرماتے ہیں کہ ایک روز ابو جہل نے حضورؐ سے عرض کیا "ہم تم کو نہیں جھٹلاتے اور نہ تم کو دروغ گو خیال کرتے ہیں۔ ہمارے درمیان تم نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ البتہ ہم اس چیز کو جھٹلاتے ہیں جس کو تم دین کے نام سے لے کر آئے ہو" ابو جہل کے ان الفاظ پر خداوند تعالےٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

فانہم لا یکذبونک ولٰکن الظالمین بآیات اللہ یجحدون — اے محمدؐ وہ (کافر) تجھے نہیں جھٹلاتے بلکہ ظالم اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں۔

اس آیت کی تفسیر میں بعض مفسرین نے یہ لکھا ہے کہ اے محمدؐ کافر تمہاری تکذیب نہیں کرتے لیکن یہ ظالم خدا کی آیات کا انکار کرتے ہیں۔ اس لئے تم بے پروا ہو جاؤ اور ان کا فکر نہ کرو۔ ان کا معاملہ تو میرے ساتھ ہے میں ان کو سزا دوں گا۔ اور اس کی مثال ایسی ہے کہ لوگ کسی کے غلاموں کو ستائیں اور تکلیفیں دیں۔ تو غلاموں کا مالک غلاموں سے یہ کہے کہ یہ لوگ تم کو نہیں ستاتے مجھکو ستاتے ہیں تم صبر کرو۔ اور یہ جانیں تم کو اُن سے کچھ مطلب نہیں۔

بیان کیا جاتا ہے کہ جنگ بدر کے دن اخنس بن شریق نے ابوجہل سے دریافت کیا، حکم کے باپ۔ اس وقت میرے اور تمہارے سوا یہاں اور کوئی نہیں ہے۔ (یعنی بالکل تخلیہ ہے) تو سچ سچ بتاؤ کہ محمدؐ سچے ہیں یا جھوٹے؟ ابوجہل نے کہا۔ "اخنس! محمدؐ بالکل سچے ہیں۔ ہمارے درمیان انھوں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔"

ہرقل شاہ روم نے ابوسفیان بن حرب (امیر معاویہؓ کے والد) سے پوچھا تھا کہ دعوائے نبوت سے پہلے کیا تم لوگ محمدؐ کو جھوٹا سمجھتے تھے اور کبھی اُن پر جھوٹ کی تہمت لگائی گئی تھی؟ ابوسفیان نے کہا۔ "خدا کی قسم! محمدؐ نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔" ہرقل نے کہا۔ "جو شخص تم سے جھوٹ نہیں بولتا وہ کیونکر خدا پر جھوٹ باندھ سکتا ہے؟"

نضر بن الحارث کافر تھا اور خدا نے اُس کے دل پر پردہ ڈال رکھا تھا۔ لیکن عقلمند اور منصف مزاج تھا۔ ایک روز اُس نے اعیانِ قریش کو مخاطب کرکے کہا۔ "محمدؐ تمہارے درمیان ایک نوجوان تھے۔ جو تم میں پسندیدہ آدمی تھا اس کے افعال تمہاری مرضی کے مطابق تھے۔ تم میں سب سے زیادہ سچا تھا اور بڑا امانت دار تھا۔ اور اُس کی یہ حالت اُس وقت تک رہی جب تک کہ اُس کے کانوں کی جڑ کے نیچے سفید بال آئے۔ پھر وہ تمہارے پاس ایک چیز لے کر آیا۔ یعنی دین و ملت۔ اور پھر تم نے اُس کو ساحر کہنا شروع کر دیا۔ میں خدا کی قسم کھا کر تم کو بتاتا ہوں کہ وہ ہرگز ساحر نہیں ہے۔"

ولید بن مغیرہ (حضرت خالدؓ کے باپ) جو کفار قریش کے بڑے سردار تھے۔ بہت دفعہ انھوں نے قرآن مجید کو سنا۔ رقت اُن پر طاری ہوئی اور دیر تک روتے رہے اور لوگوں سے یہ کہا۔

"میں پورے وثوق اور یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ یہ کلام (قرآن) انسانی کلام نہیں ہے۔ اس میں اس قدر شیرینی اور دل نشینی ہے جو کسی انسانی کلام میں نہیں ہو سکتی۔"

حارث بن عامر ایک بڑا مشرک تھا۔ وہ جب لوگوں میں بیٹھتا تو حضورؐ کو جھٹلاتا تھا اور جب تنہائی میں گھر کے لوگوں میں بیٹھتا تو کہا کرتا۔ "خدا کی قسم محمدؐ جھوٹ بولنے والے لوگوں میں سے نہیں ہے۔"

ایک روز ابوجہل حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے مصافحہ کیا۔ مشرکین نے اُس سے کہا۔ "تم محمدؐ سے مصافحہ کرتے ہو؟" ابوجہل نے کہا۔ "خدا کی قسم! میں جانتا ہوں کہ محمدؐ پیغمبر ہیں۔ لیکن ہم عبد مناف کے بیٹوں کی متابعت پسند نہیں کرتے۔" اسی طرح بہت سے مشرک ایسے تھے جو حضورؐ کو دیکھ کر کہا کرتے تھے "خدا کی قسم محمدؐ پیغمبر ہیں۔" لیکن خدا نے ایمان ان کے لئے مقدر نہ کیا تھا۔ اس لئے وہ حضورؐ سے علیحدہ ہی رہے۔

یہ کیفیت تو مشرکین کی تھی۔ اہل کتاب نصاریٰ و یہود کی حالت یہ تھی کہ وہ پیغمبر آخر الزمان کے ظہور کے منتظر تھے اور کئی پشتوں سے منتظر چلے آتے تھے۔ اُن میں سے جب کوئی مرتا تو یہ وصیت کر جاتا ——— کہ تم اگر پیغمبر آخر الزمان کو اپنے زمانے میں پاؤ تو ہمارا سلام اُن کو پہنچانا اور عرض کرنا کہ آپ کے اشتیاق و انتظار ہی میں ہمارا خاتمہ ہوا ہے۔ آپ ہم کو اپنے غلاموں میں شمار کرنا۔"

عفت کے معنی ہیں حرام چیزوں سے اجتناب۔ حضورؐ میں یہ صفت بھی کمال کے درجہ میں تھی۔ احادیث میں آیا ہے کہ حضورؐ نے اپنی بیویوں کے سوا کسی عورت کے ہاتھ تک کو نہیں چھوا۔

عدل کے معنی انصاف، عدالت، قرار دین یا اعتدال اور اخلاق و صفات میں توسط دونوں اعتبار سے حضورؐ میں یہ صفات اس درجہ کی تھیں جن کا بیان زبان و قلم سے ناممکن ہے۔

ایک روز حضورؐ صحابہ میں مال تقسیم فرما رہے تھے کہ ذو الخویصرہ نامی ایک شخص نے جو بنو تمیم کے قبیلہ سے تھا کہا "محمدؐ! انصاف سے کام لو۔" اور ایک حدیث میں ہے کہ ذو الخویصرہ نے یوں کہا کہ "تم جو کچھ کر رہے ہو وہ عدل نہیں ہے۔" اس کے جواب میں حضورؐ نے فرمایا "تجھ پر افسوس ہے میں عدل نہ کروں گا تو اور کون کرے گا؟"

ابوالعباس مبرد امام نحو لکھتا ہے کہ کسریٰ (شاہ فارس) نے اپنی زندگی کے دنوں کو اس طرح تقسیم کر رکھا تھا ہوا کا دن سونے

کے لئے۔ ایک دن شکار کے لئے۔ بارش کا دن شراب پینے کے لئے اور آفتاب کا دن حوائج خلق کے لئے۔ اور حضورؐ نے اپنے دن کے تین حصے قرار دے رکھے تھے۔ ایک حصہ خدا کی عبادت کے لئے۔ دوسرا حصہ اہل و عیال کے لئے اور تیسرا حصہ اپنی ذات خاص کے لئے۔ اور اس تیسرے حصے کے دو حصے تھے۔ ایک حصہ میں لوگوں کی ضروریات و حوائج پوری کرتے اور دوسرے حصہ کو اپنے کاموں پر خرچ کرتے۔

مورخ طبری نے حضرت علیؓ کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ ایک روز حضورؐ نے فرمایا کہ "ایام جاہلیت میں لوگ جو کام کرتے تھے میں نے کبھی ان کا قصد نہیں کیا۔ مگر صرف دو بار اور دونوں مرتبہ خداوند تعالیٰ میرے اس قصد کے درمیان حائل ہو گیا۔ اور مجھکو اس برائی سے بچا لیا اور پھر میں نے کبھی کوئی برائی کی خواہش اختیار نہیں کی۔ ایک مرتبہ تو یہ ہوا کہ میں ایک لڑکے کے ساتھ بکریاں چرایا کرتا تھا۔ ایک روز میں نے اس سے کہا کہ تم ان بکریوں کی دیکھ بھال رکھنا۔ میں مکہ میں قصے کہنے اور قصے سننے جا رہا ہوں" جیسا کہ اس زمانہ کے جوان لڑکے کیا کرتے تھے۔ غرض میں روانہ ہوا۔ اور اس خاص مکان پر پہنچا جہاں شادی کی تقریب منائی جا رہی تھی اور مجلس میں بیٹھ گیا۔ بیٹھتے ہی مجھ پر غنودگی طاری ہوئی اور میں سو گیا (یعنی خداوند تعالیٰ نے مجھ پر نیند طاری کر دی اور مجھ کو اس برائی سے بچا لیا) آنکھ اس وقت کھلی جب کہ دھوپ خوب تیز ہو گئی تھی۔ میں اٹھا اور واپس چلا آیا۔ دوسری مرتبہ پھر ایسا ہی ارادہ کیا [illegible] ویسی ہی صورت پیش آئی اور پھر میں نے عہد کر لیا کہ آئندہ کبھی ایسا نہ کروں گا۔

(۱۱) وقار۔ تؤدت۔ خاموشی اور مروت وغیرہ

وقار کے معنی ہیں آہستگی اور سنجیدگی۔ تؤدت بھی اسی معنی میں مستعمل ہوتا ہے۔ مروت کے معنے انسانیت اور مردمی۔ حضورؐ کا وقار عام طور پر مشہور تھا۔ یعنی آپ کی تمام حرکات و سکنات انتہائی متانت اور سنجیدگی کے ساتھ تھیں۔ آپ جو کام کرتے اس میں عجلت اور اضطراب نہیں پایا جاتا تھا۔ بلکہ بردباری۔ سنجیدگی اور متانت و آہستگی پائی جاتی تھی اور یہ چیزیں آپ میں اس درجہ کی تھیں کہ آج تک کسی انسان کو نصیب نہیں ہوئیں۔

احادیث میں آیا ہے کہ مجالس میں حضورؐ کا وقار انتہائی درجہ کا ہوتا تھا۔ اور آپ کوئی ایسی بات یا فعل نہ کرتے تھے جو متانت و سنجیدگی کے خلاف ہوتا تھا۔ مثلاً بلا ضرورت ہاتھوں کو حرکت دینا۔ کسی کی طرف آنکھوں سے اشارہ کرنا اور پاؤں پھیلا کر بیٹھنا وغیرہ وغیرہ۔

حضورؐ صلعم اکثر اس طرح تشریف فرما ہوتے کہ سرین زمین پر ہوتے۔ زانو کھڑے ہوتے۔ یعنی زانو پیٹ اور سینہ سے لگے ہوتے۔ (یعنی اکڑوں بیٹھتے) اور یہ اس لئے کہ یہ طریقہ اس وقت جب کہ تہ بند باندھنے یا لمبا کرتہ پہننے کا عام رواج تھا پردہ کا موجب تھا اور اس میں شرمگاہ کے کھل جانے کا احتمال نہ ہوتا تھا۔ کبھی آپ دوزانو بھی بیٹھتے۔ یعنی دونوں زانوؤں کو زمین پر بچھا لیتے تھے۔ اور اکثر اس طرح صبح کی نماز کے بعد بیٹھا کرتے تھے۔

اس کے علاوہ وقتاً فوقتاً بیٹھنے میں دوسرے طریقوں کو بھی کام میں لاتے تھے۔ ایک صحابی کا بیان ہے کہ حضورؐ دوزانو تشریف فرما تھے۔ خشوع و خضوع آپ پر طاری تھا اور دونوں ہاتھ زانوؤں پر رکھے تھے کہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کی ہیبت، وخوف مجھ پر اس قدر طاری ہوا کہ میں تھرتھرا اٹھا۔

حضورؐ بہت کم گفتگو فرماتے تھے۔ اور بلا ضرورت کبھی بات نہ کرتے تھے۔ اور جو شخص آپ کے سامنے بلا ضرورت کوئی بات کہتا یا گفتگو میں غیر شریفانہ طریقہ اختیار کرتا آپ اس کی طرف سے منہ پھیر لیا کرتے تھے۔

احادیث میں آیا ہے کہ حضورؐ کا کلام فصیل ہوا کرتا تھا یعنی نہ گفتگو میں فصل (وقفہ) ہوتا تھا اور نہ قصر (یعنی بلا ضرورت الفاظ یا کلام میں کوتاہی) فصیل لغت میں اس دھاگے کو کہتے ہیں جس میں موتی پروئے گئے ہوں۔ مطلب یہ ہے کہ آپ کی گفتگو ایسی ہوتی تھی جیسا کہ موتی سلسلہ وار دھاگے میں پروئے گئے ہوں۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضورؐ اس طرح گفتگو فرماتے تھے کہ اگر کوئی شخص آپ کے کلمات کو شمار کرنا چاہتا تو آسانی سے شمار کر سکتا تھا۔

ابن ابی ہالہ کی حدیث میں ہے کہ حضورؐ کا سکوت چار چیزوں پر مبنی تھا یعنی بردباری۔ احتیاط۔ تقدیر اور فکر اور حضورؐ کا ہنسنا

مسکرا تا تھا جو صحابہ کرام آپ کے حضور میں ہنستے وہ بھی تبسم سے زیادہ نہ ہنستے تھے۔ اس لئے کہ اتباعِ نبوی ، و حضورؐ کی توقیر و تعظیم اسی کی مقتضی تھی۔

حضورؐ کی مجلس بردباری ۔ حیا ۔ بھلائی اور امانت کی مجلس تھی نہ تو کوئی آدمی بلند آواز سے بول سکتا تھا۔ اور نہ کوئی بُری اور فحش بات زبان سے نکال سکتا تھا۔ جب حضورؐ صحابہ کے اجتماع میں گفتگو فرماتے تو تمام اس طرح خاموش سر جھکا کر بیٹھ جاتے گویا اُن کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں کہ سر اُٹھاتے ہی اُڑ جائیں گے۔

حدیث میں آیا ہے کہ حضرت ابو بکرؓ حضور صلعم کے حضور میں آتے تو منہ میں پتھر کی کنکریاں ڈال کر بیٹھتے۔ تاکہ بیکار بات اُن کی زبان سے نہ نکلے۔ اور وہ حضورؐ کی باتوں کو خاموشی سے سنتے رہیں۔ جب حضورؐ گفتگو فرماتے تو حضرت ابو بکرؓ کی نظر حضورؐ کے چہرۂ مبارک پر ہوتی۔ اور آپ کے جمال جہاں آرا کی زیارت سے وہ بہت خوش ہوتے اور یہ جذبہ محبت کا انتہائی جذبہ ہے۔

حضورؐ کی مروت کے متعلق احادیث میں آیا ہے کہ آپ صحابۂ کرام کو زیادہ کھانا کھانے اور زیادہ پانی پینے سے منع فرمایا کرتے تھے۔ اور ہدایت فرماتے تھے کہ کھانا اپنے سامنے سے کھاؤ۔ یعنی برتن میں ہر طرف ہاتھ نہ دوڑاؤ۔ خصوصاً جب کہ اور لوگ بھی کھانے میں شریک ہوں (مسواک کرنے کا آپ حکم دیتے (تاکہ منہ پاک و صاف رہے۔ اور گندہ دہنی کا عارضہ لاحق نہ ہو جائے) اور انگلیوں کے جوڑوں اور گرہوں کو صاف کرنے کی ہدایت فرماتے۔ تاکہ میل جم کر بیماری کا سبب نہ ہو جائے۔

حضورؐ خوشبو کو بہت پسند کرتے اور صحابہ کو ترغیب دیتے۔ کہ وہ خوشبو استعمال کیا کریں۔ چنانچہ ایک حدیث کے الفاظ یہ ہیں کہ میرے لئے خوشبو کو تمہاری دنیا کی چیزوں میں پسندیدہ چیز قرار دیا گیا ہے۔ اور عورتوں کو بھی۔ یعنی ان چیزوں کو خود میں نے پسند نہیں کیا ہے بلکہ خداوند تعالےٰ نے ان کو میرا محبوب بنایا ہے۔ اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز کے اندر رکھی گئی ہے۔ (یعنی نماز کو میری فرحت و سرور کا سبب بنایا گیا ہے)

(۱۲) زھد

حضورؐ کے زہد کے متعلق کثرت سے احادیث وارد ہوئی ہیں۔ جن سے واضح ہوتا ہے کہ حضورؐ کی ذات کامل الصفات میں زہد کی صفت و سیرت کمال کی حد تک پہنچی ہوئی تھی اور اس تمام میں صرف ایک یہ واقعہ آپ کے زہد کے کمال کے اظہار کے لئے کافی ہے۔ کہ آپ کی زندگی میں بہت سے مقامات فتح ہو چکے تھے اور ہر طرف سے دولت آ رہی تھی۔ لیکن آپ نے دنیا کی دولت و ثروت کی کبھی پروا نہ کی اور ہمیشہ دنیاوی مال سے نفرت کا اظہار کرتے رہے۔ یہاں تک کہ جب آپ نے وفات پائی ہے اُس وقت آپ کی زرہ رہن تھی۔ اور آپ اپنی زندگی میں رہن سے چھڑا نہ سکے تھے۔ یہ واقعہ ظاہر کرتا ہے کہ آپ انتہا درجہ کے زاہد اور سخی تھے۔ کہ اپنے پاس کچھ نہ رکھتے تھے۔ اور سب تقسیم کر دیا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ اپنی رہن کردہ چیز کو چھڑانے کے لئے بھی آپ کے پاس کچھ نہ بچتا تھا۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضورؐ کو دنیا سے اس قدر بے رغبتی تھی کہ اُس کے سبب کبھی تین دن مسلسل آپ کو گیہوں کی روٹی کھانے کو نہ ملی۔ اور آخر عمر تک یہی حالت رہی۔ چنانچہ آپ نے اپنی وفات کے بعد اپنے گھر میں نہ تو ایک درہم چھوڑا نہ ایک دینار۔ اور نہ کوئی بکری اور اونٹ اور بعض احادیث میں آیا ہے کہ وفات کے بعد آپ نے چند ہتھیار ایک خچر اور تھوڑی سی زمین چھوڑی تھی جس کو صدقہ کر دیا تھا۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضورؐ نے جس وقت وفات پائی ہے اُس وقت میرے گھر میں صرف نصف کیل (پیالہ) جَو تھے جو طاق میں پڑے تھے۔

حضرت عائشہؓ کی ایک حدیث کا مطلب یہ ہے کہ حضورؐ نے ایک روز مجھ سے فرمایا "عائشہؓ! (خدا کی جانب سے) میرے سامنے بطحا مکہ کے برابر سونا پیش کیا گیا تھا۔ میں نے عرض کیا "پروردگار مجھکو نہیں چاہیئے ——— میں ایک روز بھوکا رہوں گا اور ایک روز کھانا کھاؤں گا۔ جس روز بھوکا رہوں گا اُس روز خشوع و خضوع سے تیری درگاہ میں دعا کروں گا۔ اور جس روز کھانا کھاؤں گا اُس روز تیری مدح و ثنا کروں گا۔"

ایک اور حدیث میں ہے کہ ایک روز جبرئیل حضور صلعم کی خدمت میں آئے۔ اور کہا کہ "خداوند تعالےٰ نے یہ کہلا بھیجا ہے کہ اے محمدؐ اگر تم کو پسند ہو تو میں مکہ کے پہاڑوں کو سونا بنا دوں۔ اور حکم دیدوں کہ وہ آپ کے ساتھ رہیں (یعنی آپ کی ہمراہی اختیار کریں)" حضورؐ نے یہ سنکر سر جھکا لیا۔ اور تھوڑی دیر

کہہ کہا۔ جبرئیل! دنیا اُس شخص کا گھر ہے جس کا اور کہیں گھر نہیں ہے اور مال اُس شخص کے لئے ہے جس کا اور کہیں مال نہیں ہے۔ اور اس کو وہ شخص جمع کرتا ہے جس میں عقل نہیں ہے؟ جبرئیلؑ نے یہ ارشاد سنکر کہا۔ محمدؐ! خداوند تعالےٰ آپ کو قولِ ثابت پر ثابت قدم رکھے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ہم اہلبیت کو گھر میں ایک ایک مہینے آگ جلانے کا موقع نہ ملتا تھا۔ (یعنی پکانے کی کوئی چیز میسر نہ آتی تھی) ان ایام میں ہماری خوراک کھجوریں اور پانی ہوتا تھا۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک بڑا طباق کھانے کا حضرت عائشہؓ کے پاس لایا گیا۔ آپ اُس کو دیکھکر رونے لگیں اور فرمایا کہ حضور صلعم نے وفات پائی۔ اور آپ نے اور آپ کے اہلبیت نے (ساری عمر) کبھی پیٹ بھر کر جَو کی روٹی نہیں کھائی۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضورؐ نے کبھی پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا اور نہ کبھی کسی سے اس کی شکایت کی۔ آپ فاقہ کو بہت پسند فرماتے تھے اور دولت سے بیزار تھے۔ اکثر ایسا ہوتا کہ دن نکلتا اور آپ بھوکے ہوتے اور رات بھر بھوک کی شدت سے پیٹ میں گرہ پڑ رہتی۔ جب دن کو بھی کھانا میسر نہ آتا تو آپ روزہ رکھ لیتے۔ اگر آپ چاہتے تو خداوند تعالےٰ ساری دنیا کے خزانوں کی کنجیاں آپ کو مرحمت فرمادیتا لیکن کبھی آپ نے خوشحالی کو پسند نہیں کیا۔ میں حضورؐ کی عسرت اور بھوک کی شدت کی حالت کو دیکھتی اور شفقت و مہربانی کے جذبہ سے رویا کرتی تھی۔ جب بھوک کی شدت بڑھ جاتی تو میں آپ کے پیٹ کو سہلاتی اور کہتی تاکہ بھوک کچھ کم ہوجائے۔ اور آپ سے عرض کیا کرتی "کاش آپ دنیا میں سے اتنا تو پسند کرلیتے کہ آپ کی خوراک کو کافی ہوتا اور آپ کے جسم میں کمزوری پیدا نہ ہوتی" حضورؐ اس کے جواب میں فرما دیتے "عائشہؓ! مجھکو دنیا سے کیا مطلب۔ اور میں دنیا کا کیا کروں گا۔ میرے بھائی اولوالعزم رُسل نے بڑی بڑی سختیوں پر صبر کیا ہے۔ اور بھوک کی تکالیف سے زیادہ تکالیف برداشت کی ہیں۔ اور اسی حال میں دنیا سے رخصت ہو کر اپنے پروردگار کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں۔ خداوند تعالےٰ نے اُن کے صبر و استقلال کی عزت کی۔ اور ان کو بے شمار اجر عطا فرمایا۔ مجھکو شرم آتی ہے کہ اپنے (پیغمبر) بھائیوں کے مقابلہ میں۔ میں تن آسانی اختیار کروں۔ اور خوشحالی کے ساتھ زندگی بسر کروں۔ اور ان کی جماعت سے علیحدہ ہوجاؤں۔ حالانکہ مجھکو یہ بات مرغوب و محبوب ہے۔ کہ میں اپنے بھائیوں کے ساتھ رہوں اور اُن میں جا ملوں؟ حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ اس واقعہ کے بعد حضور صلعم ایک مہینہ زندہ رہے اور پھر اپنے پیغمبر بھائیوں سے جا ملے۔

حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ حضورؐ کا بستر (یا گدا) جس پر آپ سویا کرتے تھے چمڑے کا تھا جس میں کھجور کا پوست بھرا ہوا تھا۔ اور اُم المومنین حفصہؓ فرماتی ہیں کہ حضورؐ کے پاس ایک چٹائی تھی۔ جس پر آپ سویا کرتے تھے اور آپ کے جسم مبارک پر چٹائی کے ریشوں کے نشان پڑ جاتے تھے۔

(۱۳) خوف، طاعت پر سختی اور عبادت میں شدت

حضورؐ کا خوف۔ طاعت اور عبادت میں سختی اسی قدر تھی جس قدر کہ آپ کو خداوند تعالےٰ نے علم و معرفت عطا کی تھی۔ اور واقعہ یہ ہے کہ جو شخص خدا کی معرفت میں کمال اور ذاتِ پروردگار کے علم میں یگانہ ہوگا اُسی قدر اُس کے دل میں خدا کا خوف زیادہ ہوگا اور وہ طاعت و عبادت کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرے گا چنانچہ خداوند تعالےٰ فرماتا ہے۔

انما یخشی اللّٰہ من عبادہ العلماء } اللہ سے اُس کے بندوں میں سے صرف عالم لوگ ہی ڈرتے ہیں۔

ابوہریرہؓ کہتے ہیں حضورؐ نے فرمایا "اگر تم اُس چیز کو جان لو جس کو میں جانتا ہوں تو ہنسو بہت تھوڑے اور روؤ زیادہ"

ایک حدیث کے الفاظ یہ ہیں کہ حضورؐ نماز میں اس قدر کھڑے رہتے تھے کہ آپ کے پاؤں ورم کر آتے تھے۔ ایک روز صحابہ نے عرض کیا۔ یارسول اللہؐ! آپ اس قدر محنت و تکلیف کیوں اُٹھاتے ہیں۔ آپ کے اگلے پچھلے تمام گناہ تو اللہ نے معاف فرمادئے ہیں (یعنی آپ کو گناہوں سے پاک وصاف کردیا ہے" حضورؐ نے فرمایا "تو کیا میں خدا کا شکرگزار بندہ نہ بنوں۔ اُس نے میرے گناہوں کو بخشدیا ہے۔ اس پر اُس کا شکر ادا کرتا ہوں"

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضورؐ جو کام (عبادت وغیرہ)

کرتے ہمیشہ اور مسلسل کرتے تو ہیں (یعنی صحابہ میں) سے کس میں اتنی قوت ہے جتنی حضورؐ میں ہے (یعنی عمل وعبادت کی)؟

عوف بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ ایک رات کو حضورؐ کے پاس رہنے کا مجھکو موقع ملا۔ رات کو حضورؐ بیدار ہوئے مسواک کی۔ پھر وضو کیا اور اس کے بعد نماز کے لئے کھڑے ہو گئے۔ (میں بھی وضو کر کے) آپ کے ساتھ نماز میں شامل ہو گیا۔ آپ نے نماز میں سورۂ بقرہ شروع کی۔ جب کوئی آیت رحمت کی آتی آپ ٹھہر جاتے اور خدا سے رحمت کے طالب وخواستگار ہوتے۔ اور جب عذاب کی آیت آتی تو پھر ٹھہر جاتے اور عذاب سے خدا کی پناہ طلب کرتے۔ پھر رکوع میں جاتے اور جتنی دیر قیام کیا تھا اتنی ہی دیر رکوع میں ٹھہرتے اور سبحان ذی الجبروت والملکوت والعظمۃ والکبریاء اور اسی قسم کی اور تسبیحات پڑھتے۔ پھر رکوع سے اٹھتے اور اسی قدر قیام فرماتے اور حمد وثنا فرماتے۔ پھر سجدہ میں جاتے اور تسبیح پڑھتے۔ اتنی ہی دیر تک پھر سر اٹھاتے۔ اور دیر تک بیٹھتے۔ پھر اسی طرح دوسرا سجدہ کرتے۔ اور پھر اسی طرح دوسری رکعت پڑھتے۔ اور قرآن کی سورتیں بقرہ آل عمران نساء اور مائدہ نماز میں پڑھتے اور کبھی ایسا بھی ہوتا کہ صرف ایک ہی آیت کو محویت میں ذوق وشوق سے پڑھتے رہتے اور ساری رات گزار دیتے۔ بعض روایات سے معلوم ہوا ہے کہ جس آیت کو آپ رات بھر پڑھا کرتے وہ آیت یہ تھی۔

وان تعذبهم فانهم عبادك وان تغفر لهم فانك انت العزيز الحكيم	(اے اللہ) اگر تو انہیں عذاب کرے تو وہ تیرے بندے ہیں۔ اور اگر تو انہیں بخشدے تو تو ہی زبردست حکمت والا ہے

احادیث میں آیا ہے کہ حضورؐ (رات کو) نماز پڑھتے تو آپ کے پیٹ سے تانبے کی دیگ کے جوش کے مانند آواز آتی۔ اور بعض صحابہ کا بیان ہے کہ چکی کے مانند آواز آتی۔ ابن ابی ہالہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں کہ حضورؐ کو پیہم رنج والم پہنچتے تھے۔ اور کبھی آسائش وراحت نصیب نہ ہوتی تھی۔ ایک روز حضورؐ نے فرمایا "میں روزانہ ستر بار یا سو بار خدا سے استغفار کرتا ہوں"۔ اور آپ کا یہ تمام رنج وغم اور استغفار صرف امت کے لئے تھا۔ ورنہ کوئی وجہ نہ تھی۔

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضورؐ سے وسائل کا طریقہ دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ معرفت الٰہی میرا راس المال (پونجی) ہے عقل میرے دین کی اصل (جڑ) ہے۔ محبت میری بنیاد ہے شوق میری سواری ہے۔ اللہ کا ذکر میرا انیس ہے۔ ثقت میرا خزانہ ہے حزن (رنج وغم) میرا رفیق ہے۔ علم میرا ہتھیار ہے۔ صبر میری چادر ہے۔ رضا میرا (مال) غنیمت ہے۔ فقر میرا فخر ہے۔ زہد میرا پیشہ ہے۔ یقین میری بلندی ہے۔ صدق میرا شفیق ہے۔ طاعت میری محبت ہے۔ حیا میرا خلق ہے۔ اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔ اور میرے قلب کا ثمرہ ذکر الٰہی ہے۔ اور میرا غم امت کے لئے ہے۔ اور میرا شوق (خدا سے) ملاقات ہے۔

(۱۴) بعض وہ صفات نبوی جن کا ذکر توریت میں ہے

صحیح بخاری میں حضرت عطاؒ کی ایک حدیث درج ہے جس میں حضورؐ کے ان اخلاق کا ذکر کیا گیا ہے جو توریت میں مذکور ہیں۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ توریت میں حضورؐ کی صفات کا ذکر ان الفاظ میں کیا گیا ہے۔

یا ایها النبی انا ارسلناك شاهداً ومبشراً ونذيراً	اے نبی ہم نے تم کو گواہ اور بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ اے پیغمبر تم گواہ رہو کہ ہم نے تم کو اس کتاب کا گواہ بنا کر بھیجا ہے جو تمہارے پاس ہم نے بھیجی ہے (یعنی قرآن مجید) تاکہ تم اس کی تصدیق وتکذیب کرنے والوں یا ان کی نجات وگمراہی پر گواہ رہو۔ اور تم کو ان لوگوں کے لئے بشارت دینے والا بنا کر بھیجا ہے جو اطاعت گزار اور طاعت کیش ہیں۔ اور گناہگاروں کو ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔

[1] یہ آیت قرآن مجید کی ہے توریت میں اسی مضمون کی عبارت ہے نہ کہ یہی الفاظ ہوں۔ - مولف

یعنی حرز للامیین اور بناہ ہے (لوگوں یعنی عرب قوم کی) انت عبدی و رسولی۔ تم میرے خاص بندے ہو جن سے یکتائی متعلق ہے اور اس درجہ کمال تک تمہارے سوا کسی اور کو رسائی نہیں ہے۔ اور تمام مخلوقات کے تم رسول ہو۔

سمیتک المتوکل میں نے تمہارا نام متوکل رکھا ہے۔ اس وجہ سے کہ تم نے اپنے تمام کاموں کا بار میرے سپرد کر دیا ہے۔ اور اپنی طاقت و قوت پر اعتماد چھوڑ دیا ہے۔ اور یہ ہم کام میں تمہارا حصہ ہوں۔ لیس بفظ ولا غلیظ۔ تم ایسے بندے ہو کہ نہ تم میں کج خلقی ہے اور نہ درشتی۔ ولا صخاب فی الاسواق اور تم بازاروں میں شور مچاتے یا بلند آواز سے بات کرتے ہو۔ اس جملہ میں بازار کا ذکر اتفاقی ہے۔ اس لئے کہ عموماً بازار کے اندر بلند آواز سے بولا جاتا ہے۔ اور اس سے مراد یہ بھی ہو سکتی ہے کہ تم بازار میں نہ جاؤ اس لئے کہ بازار دنیا داری کا روبار کی جگہ ہے اور اہل آخرت کے لئے بلا ضرورت بازار جانا مناسب نہیں ہے۔

ولا یدفع السیئة بالسیئه اور تم ایسے نبی ہو کہ بدی کو بدی سے دور نہیں کرتے یعنی برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتے۔ اگرچہ ایسا کرنا شرعاً درست ہے۔ اگر حد سے تجاوز نہ کرے ۔

ولکن یعفو و یغفر بلکہ درگذر کرتے اور معاف کر دیتے ہو۔ یعنی بدی کا بدلہ نیکی اور احسان سے دیتے ہو جیسا کہ خداوند تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ

ادفع بالتی ھی احسن السیئة } اے محمدؐ! بدی کو اس سے جو نیکی ہے دفع کر۔

ولا یقبضه اللّٰه حتی یقیم به الملة العوجاء اور خداوند تعالیٰ اس (نبی) کو اس وقت تک موت نہ دے گا جب تک کہ اس کے ہاتھ سے دین یا ملت کجی (گمراہ) کو درست نہ کر دے۔ بان یقولوا لا اله الا اللّٰه محمد رسول اللّٰه اس طرح کہ وہ ملت یہ کلمہ پڑھنے لگے کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمدؐ خدا کے رسول ہیں۔ ویفتح به اعینا عمیاء اور اس کے ذریعہ اندھوں کو بینا نہ کر دے۔ واذانا صما وقلوبا غلفا اور بہروں اور جہالت کے پردوں میں دبے ہوئے دلوں کو ٹھیک نہ کر دے۔

بعض روایات میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ خداوند تعالیٰ یہ فرماتا ہے کہ اسدد بکل جمیل میں اس پیغمبر (یعنی محمد صلعم) کو ہر خوبی کے ساتھ درست و آراستہ کروں گا۔ واھب له کل خلق کریم اور اس کو اچھی عادتیں عطا کروں گا۔ واجعل السکینة لباسه والبر شعاره اور سکون و طمانیت یا آرام و آہستگی اس کا لباس قرار دوں گا۔ یعنی سکون و طمانیت کو اس کا احاطہ بناؤں گا۔ اور نیکی کو اس کا شعار یا علامت بناؤں گا۔ والتقوی ضمیره اور پرہیزگاری کو اس کا ضمیر بناؤں گا۔ تقویٰ چونکہ دل میں ہوتا ہے اس لئے ضمیر کا ذکر کیا گیا ہے۔ تقوے سے اس موقع پر مراد یہ ہے کہ خدا کا خوف اس کے دل میں ہوگا۔ والحکمة معقوله اور میں حکمت کو اس کا معقول قرار دوں گا۔ حکمت کے معنے ہیں اشیاء کے وہ احوال جاننا جو حقیقت سے تعلق رکھتے ہوں۔ اس جملہ کے معنے بعض لوگوں نے راست کرداری اور راست گفتاری بھی کئے ہیں یہ مطلب یہ کہ میں اس نبی کو راست کردار اور راست گفتار بناؤں گا۔ والصدق والوفاء طبیعته اور سچائی اور وفاء عہد میں اس کی طبیعت بناؤں گا۔ والعفو والمعروف خلقه اور عفو اور نیکی کو اس کی خصلت قرار دوں گا — والعدل سیرته والحق شریعته والھدی امامه والاسلام ملته اور عدل و انصاف اس کی عادت اور حق کو اس کی شریعت اور ہدایت کو اس کا پیشوا اور اسلام کو اس کا دین قرار دوں گا۔ واحمد اسمه اور احمدؐ اس کا نام ہوگا۔ حضورؐ کا نام اقوام سابقہ اور کتب الہیہ قدیمہ میں محمد اور احمد دونوں پائے جاتے ہیں۔ واھدی به بعد الضلالة اور گمراہی کے بعد اس کو راہ راست دکھاؤں گا واعلم به بعد الجھالة اور جہالت کے بعد اس کو علم عطا کروں گا — وارفع به بعد الخمالة اور مخلوق کو پست و ذلیل ہونے کے بعد اس کے ذریعہ رفعت و بلندی عطا کروں گا۔ واسمی به بعد النکرة اور جہل و ناواقفی کے بعد میں اس کی شناسائی ایک جماعت سے کراؤں گا۔ اور بلندی عطا کروں گا۔ واکثر به بعد القلة اور کمی کے بعد میں اس کو (یعنی اس کی جماعت کو) بہت بڑا کروں گا واغنی به بعد العیلة اور فقر و احتیاج کے بعد اس کو غنی اور بے نیاز کروں گا۔ واؤلف به

بین قلوب مختلف واھواء مشتتة وامم متفرقة اور اس کے ذریعہ مختلف دلوں میں الفت پیدا کروں گا۔ مختلف مائلوں کو متحد کروں گا اور مختلف قوموں کو ایک قوم بنا دوں گا واجعل امة خیر امة اخرجت للناس اور اُس کی اُمت کو بہترین امت قرار دوں گا اُن اُمتوں میں جو اب تک پیدا ہو چکی ہیں۔

(۳)

حضور صلعم کے فضل و شرف کا بیان

قرآن مجید اور صحیح احادیث میں حضورؐ کے فضل و شرف اور مدح وثنا اور علوِ مرتبت کا بیان جن الفاظ میں ہوا ہے اُن کا ذکر بھی اس موقع پر مناسب ہے۔ اس لئے کہ یہ امور بھی صفات صوری و معنوی سے تعلق رکھتے ہیں۔

قرآن مجید میں حضورؐ کے علوِ شان اور مدح وثنا صاف و واضح الفاظ میں بھی مذکور ہے۔ اور اشارات کے ذریعہ بھی اور ان دونوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ دین و دنیا کی کوئی عزت و عظمت حضورؐ کی عزت و عظمت سے زیادہ نہیں ہے۔ اور قدر و منزلت میں کوئی آپ کے برابر نہیں ہے۔ اور واقعہ یہ ہے کہ جس بزرگ و برتر ذات کی مدح وثنا خداوند تعالےٰ فرمائے اُس سے زیادہ قدر و منزلت کس کی ہو سکتی ہے۔

(۱) حضورؐ کی بعض صفات اور فضل و شرف کا ذکر

(۱) لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمؤمنین رؤف رحیم — لوگو! تمہارے پاس۔ تم میں سے ایک رسول آیا ہے شاق ہے اس پر تمہارا رنج اور تمہاری بہبود کا وہ حریص ہے اور مومنوں کا شفیق اور مہربان ہے۔

آیت کے الفاظ کا واضح مطلب یہ ہے کہ لوگو! تمہارے پاس۔ تم ہی میں سے ایک پیغمبر آیا ہے (یعنی تم ہی لوگوں اور تمہاری ہم جنس میں سے وہ نبی ہے۔ کوئی غیر نہیں ہے جس سے تم واقف نہ ہو یا جس کی حقیقت تم پر مخفی ہو) جس کی شخصیت عزت صداقت اور امانت سے تم خوب واقف ہو یعنی اس امر کو جانتے ہو کہ کبھی اُس پر جھوٹ کی تہمت نہیں لگائی گئی اور یہ بھی جانتے ہو کہ اُس کے ماں باپ تم میں شریف و افضل انسان تھے کہ اُن پر بھی کوئی الزام نہیں لگایا گیا۔ یعنی نہ تو انھوں نے کبھی خونریزی میں حصہ لیا۔ اور نہ جاہلیت کے نجس و خبیث اعمال و افعال اختیار کئے۔ اور جو ہر قسم کی نجاست سے پاک و صاف تھے جیسا کہ ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضورؐ نے صحابہ کو مخاطب کرکے فرمایا

کہ میں پاک پشت سے نکالا گیا ہوں۔ اور پاک رحم میں رکھا گیا ہوں۔

اس کے بعد آیت مذکورہ میں خداوند تعالےٰ نے اپنے رسول کی بعض صفات کا ذکر کیا ہے۔ یعنی یہ کہ وہ نبی ایسا ہے کہ تمہاری محنت و مشقت اُس پر شاق گزرتی ہے اور تمہاری اذیت و تکلیف یا نقصان کسی حال میں اُس کو گوارا نہیں ہے۔ خواہ یہ نقصان دنیاوی ہو یا اُخروی۔ اور وہ تمہاری ہدایت و رہنمائی کا انتہا درجہ کا حریص ہے۔ یعنی تم کو راہ راست دکھانے اور گمراہی سے بچانے میں انتہائی ہمت سے کام لیتا ہے اور مومنوں پر انتہا درجہ کا رحیم شفیق اور مہربان ہے۔

(۲) لقد من اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیھم رسولاً من انفسھم — اللہ کا مومنوں پر احسان ہے کہ اُس نے اُنہیں میں کا ایک رسول اُن کے پاس بھیجا ہے۔

(۳) ھو الذی بعث فی الامیین رسولاً منھم — اُسی اللہ نے اِن اَن پڑھوں میں انہیں سے ایک کو رسول بنا کر بھیجا ہے۔

(۴) کما ارسلنا فیکم رسولاً منکم — ایسا ہی احسان ہم نے تم پر یہ کیا ہے کہ تمہاری ہی جنس کا ایک رسول ہم نے تمہاری طرف بھیجا ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ رسول کو جنس ہی میں سے ہونا چاہئے یعنی جن لوگوں میں رسول بھیجا جائے وہ انہیں کی جنس اور قوم میں سے ہونا چاہئے۔ تاکہ وہ لوگ اُس کی حقیقت سے واقف ہوں اور جلد اُس سے مانوس ہو جائیں۔ اُس کی تصدیق کریں اُس پر ایمان لائیں۔ اور اس کا اتباع کریں۔ اور اُس کی ذات پر بھروسہ رکھیں۔

حضرت امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں کہ خداوند تعالےٰ کو چونکہ اپنی مخلوق کی نسبت اس کا علم تھا کہ وہ ذات الٰہی کی معرفت سے عاجز ہے۔ اس لئے اُس نے اُس کی تعلیم کو ضروری سمجھا اور انہیں میں سے ایک خاص شخص کو پیدا کرکے خلعت نبوت سے آراستہ کیا۔ اور ساتھ ہی صفات رحمت و رافت سے اُس کو متصف کیا اور اُس کا نام رسول صادق رکھا۔ اور اُس کی طاعت کو اپنی طاعت اور اُس کی موافقت کو اپنی موافقت قرار دیا جیسا کہ خداوند تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ من یطع الرسول فقد اطاع اللہ۔ وما ارسلناک الا رحمة للعالمین۔ یعنی جس نے رسول کا حکم مانا اُس نے اللہ کا حکم مانا۔ (اے محمدؐ) ہم نے تجھ کو تمام عالم کے حق میں رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

ان آیات سے معلوم ہوا کہ حضورؐ کی مبارک ذات اور شمائل و صفات مخلوق پر رحمت ہیں۔ پس جس شخص کو خدا کی کتاب رحمت میں سے کچھ حصہ مل گیا اُس نے دنیا اور آخرت دونوں میں نجات حاصل کر لی۔ اور جس کو اس رحمت سے حصہ نہ ملا وہ گمراہ ہوا اور

ہیں وہ دنیا و آخرت میں رسوائی نصیب ہوتی۔

حضور صلعم کا مومنین پر رحمت ہونا اس بنا پر ہے کہ آپ کی ذات مبارک رحمت کی مظہر و مصدر ہے۔ پس جو شخص اپنی بدبختی سے انکار و عناد اور کفر و طغیان کا اظہار رکھے۔ اور شقاوت میں گرفتار ہو کر ایمان اور رحمت نبوی سے محروم رہے تو یہ اُس کا ذاتی قصور یا اپنی ذات پر خود ظلم و ستم کرتا ہے۔ حضور کی رحمت کا زیاں نہیں ہے اور اس کی مثال ایسی ہے جیسا کہ خداوند تعالےٰ نے آفتاب و ماہتاب کو اس لئے درخشاں ہے کہ وہ دنیا کو روشن رکھے۔ اب اگر کوئی شخص ان کے ذریعے فائدہ نہ اُٹھائے اور تاریک گھر میں بند ہو جائے تو یہ آفتاب و ماہتاب کا قصور نہیں۔ خود اُس شخص کا قصور ہے اور وہ خود وانستہ اپنے آپ کو آفتاب و ماہتاب کے انوار سے محروم رکھتا ہے۔ اور یہ توجیہ خداوند تعالےٰ کے اس ارشاد کی بنا پر ہے کہ ماخلقت الجن والانس الا لیعبدون یعنی میں نے جن اور آدمی اسی لئے پیدا کئے ہیں کہ وہ میری بندگی کریں مطلب یہ ہے کہ خداوند تعالےٰ نے جن اور انسان میں عبادت کی صلاحیت رکھی ہے۔ یعنی ان کو عقل دی ہے۔ طاعت و عبادت کے اسباب بہم پہنچائے ہیں اور گمراہی سے بچانے کے ذرائع مہیا کئے ہیں پس جو شخص اپنی ذاتی صلاحیت اور اسباب و ذرائع سے کام نہ لے اور گمراہی کو اختیار کرلے تو یہ اُس کا ذاتی قصور ہوگا۔

غرض حضورؐ کی ذات مبارک مومنین پر بالفعل رحمت ہے۔ اور دوسرے تمام انسانوں پر بالقوۃ رحمت ہے۔ اور بعض علماء نے کہا کہ حضورؐ مومن و کافر سب کے لئے رحمت ہیں۔ مومن کے لئے ہدایت کے سبب رحمت ہیں۔ منافق کے لئے قتل سے امان کے سبب رحمت ہیں۔ اور کافر کے لئے تاخیر عذاب کے سبب رحمت ہیں۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ کی ذات مومنوں اور کافروں دونوں کے لئے رحمت ہے۔ مومنوں کے لئے تو ظاہر ہے کافروں کے لئے اس سبب سے کہ خداوند تعالےٰ نے اُن کو دوسری اقوام مکذبہ کی طرح دنیا میں عذاب و سزا نہیں دی ہے۔ اور تباہی و بربادی سے محفوظ رکھا ہے۔

ایک حدیث میں آیا ہے کہ ایک روز حضور صلعم نے جبرئیلؑ سے پوچھا کہ "کیا تم کو بھی رحمت میں سے کچھ حصہ ملا ہے" جبرئیلؑ نے کہا۔ "ہاں! میں اپنے انجام سے ہر وقت لرزاں و ترساں رہتا تھا لیکن جب سے خداوند تعالےٰ نے میری نسبت یہ الفاظ ارشاد فرمائے ہیں مجھکو امن نصیب ہوا ہے۔ یعنی ذی قوۃ عند ذی العرش مکین مطاع ثم امین یعنی جو قوت والا ہے۔ مالکِ عرش کے پاس جگہ پانے والا ہے۔ فرشتوں کا افسر ہے اور امانت دار ہے" (یعنی جبرئیلؑ)

بعض علماء نے حضورؐ کی رحمت کے بعض آثار بیان کئے ہیں چنانچہ

لکھا ہے کہ حضورؐ کی رحمت سے خاک کو یہ حصہ ملا کہ وہ پاک قرار پائی اور پانی کو یہ نصیب ہوا کہ وہ طوفان سے محفوظ رہا۔ اور ہوا کو یہ ملا کہ شیاطین کے لئے ہوا کا راستہ بند کر دیا گیا اور تیز ہوا کے جھونکوں کی ہلاکت سے کفار کو مامون رکھا گیا۔ اور آگ کو یہ حصہ ملا کہ اُس نے مال غنیمت کو جلانا چھوڑ دیا۔ اور آسمان کو یہ حصہ ملا کہ اب شیطان آسمان تک نہیں پہنچ سکتے۔

حضرت شاہ عبد الحق صاحب محدث دہلویؒ فرماتے ہیں کہ مجھ سے دریافت کیا گیا کہ شیطان کو حضورؐ کی رحمت سے کیا حصہ ملا۔ میں نے کہا کہ حضور صلعم کی صولت سُورت۔ ہدایت اور حقانیت اس قدر بڑھی ہوئی تھی کہ شیطان اُس کے سامنے ٹھہرتا تو دوسری بات ہے اپنے وجود کو قائم نہ رکھ سکتا تھا۔ خداوند تعالےٰ نے صرف حضورؐ کی رحمت کے سبب اُس کو باقی رکھا اور جو حکم اُس کے حق میں لگایا گیا تھا اُس کو بدل دیا گیا۔

(۵) قد جاءکم من اللّٰہ نور و کتاب مبین ○ تمہارے پاس اللہ کی طرف سے روشنی اور کتاب ظاہر آگئی ہے۔

(۶) یا ایہا النبی انا ارسلنٰک شاھداً و مبشراً و نذیرا و داعیا الی اللّٰہ باذنہ و سراجا منیرا ○ اے نبی ہم نے تجھے گواہی دینے والا خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا اور اللہ کے حکم سے اللہ کی طرف لوگوں کو بلانے والا اور ہدایت کا چراغ روشن بنا کر بھیجا ہے

اس آیت میں حضورؐ کو چراغ سے تشبیہ دی گئی ہے۔ حالانکہ شمس و قمر سے تشبیہ دینے میں زیادہ مبالغہ ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ چراغ کے خلفاء یعنی جانشین کثرت سے ہوسکتے ہیں شمس و قمر کے نہیں۔ اور بعض لوگوں نے یہ کہا ہے کہ سراج سے مراد یہاں آفتاب ہے۔ جیسا کہ خداوند تعالےٰ نے اس آیت میں کہ سراجا و قمرا منیرا۔ یعنی بابرکت ہے وہ اللہ جس نے آسمان میں بروج بنائے اور اُس میں آفتاب کا چراغ اور نورانی چاند پیدا کیا۔ اور اس آیت میں وجعلنا سراجا وھاجا اور آفتاب کو چراغ روشن بنایا۔ پس جس طرح آفتاب عالم اجسام میں روشنی پہنچاتا ہے اور خود کسی چیز سے نور حاصل نہیں کرتا۔ اسی طرح حضورؐ کی ذات مبارک ہے کہ اپنے انوار عقلیہ سے تمام انسانوں کو فائدہ پہنچاتی ہے اور خود خداوند تعالےٰ کی ذات کے سوا کسی سے استفادہ نہیں کرتی۔

حضورؐ کو اس آیت میں نور کہا گیا ہے۔ اس میں خداوند تعالےٰ کے اس ارشاد کی تلمیح ہے کہ اللّٰہ نور السمٰوات والارض اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔ یعنی جس طرح خداوند تعالےٰ کا نور تمام کائنات میں روشن ہے اسی طرح حضورؐ کا وجود باوجود اور جمال و کمال دنیا میں چمک رہا ہے۔ اور آپ خداوند تعالےٰ کے اس نور کے مظہر اور واسطۂ ظہور ہیں۔

(۷) و رفعنا لک ذکرک اور (اے محمدؐ) تیرا ذکر ہم نے بلند کیا۔

مطلب یہ ہے کہ اے محمدؐ ہم نے تمہارے نام اور شہرت کو دنیا اور آخرت میں نبوت اور شفاعت کے ذریعہ سے بلند کیا ہے۔ اس طرح کہ کلمۂ توحید میں تمہارے نام کو رسالت کے ضمن میں شامل رکھا ہے۔ اور اذان اور نماز کے اندر تشہد میں تمہارے نام کو داخل کیا ہے۔

حضرت ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ ایک روز حضرت جبرئیلؑ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ خداوند تعالےٰ نے یہ فرمایا ہے کہ اے محمدؐ تم کو معلوم ہے ہم نے تمہارے ذکر کو کس چیز سے بلند کیا ہے؟ حضورؐ نے جواب میں فرمایا کہ "خداوند تعالےٰ ہی سب سے زیادہ جاننے والا ہے"۔ جبرئیلؑ نے کہا کہ "خدا نے آپ کے ذکر کو اس طرح بلند کیا ہے کہ خدا کے ذکر کے ساتھ آپ کا ذکر بھی کیا جاتا ہے۔ یعنی لا الٰہ الا اللہ کے ساتھ محمد رسول اللہ بھی کہا جاتا ہے"۔ اس کے بعد جبرئیلؑ نے کہا کہ خداوند تعالےٰ نے آپ کے ذکر کو اپنا ذکر اور آپ کی طاعت کو اپنی طاعت قرار دیا ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہوا ہے کہ من یطع الرسول فقد اطاع اللّٰہ جس نے رسول کی اطاعت قبول کی اُس نے اللہ کی اطاعت کی۔ اور یہ کہ اے محمدؐ تمہاری متابعت کو میں نے اپنی محبت کا مستلزم قرار دیا ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہے فاتبعونی یحببکم اللّٰہ اگر تم میری (یعنی محمدؐ کی) اطاعت کرو تو اللہ تم سے محبت کرے گا۔

(۸) یا ایہا النبی۔ یا ایہا الرسول (اے نبی۔ اے رسول)

قرآن مجید میں جہاں کہیں خداوند تعالےٰ نے انبیاء سابقین کا ذکر کیا ہے یا خطاب کیا ہے اُن کا نام لیا ہے۔ چنانچہ یا آدم۔ یا نوح۔ یا موسیٰ۔ یا عیسیٰ سے خطاب ہوا ہے ہمارے رسول صلعم کو خدا نے جہاں کہیں قرآن مجید میں پکارا ہے یا ایہا النبی یا

ایها الرسول کہہ کر پکارا اور یہ آپ کا ظاہر فضل و شرف ہے۔ اور دو جگہ خداوند تعالےٰ نے یا ایها المدثر یا یا ایها المزمل سے خطاب کیا ہے۔ یہ خطاب انتہائی مرحمت، ملاطفت اور مہربانی کو ظاہر کرتا ہے اور اس طرزِ خطاب کا لطف وہ لوگ اٹھا سکتے ہیں۔ جو ارباب ذوق و اہلِ محبت ہیں۔

(۲) خداوند تعالےٰ کا حضورؐ کی عظمت و قدر کی قسمیں کھانا

حضورؐ کے مناقب جلیلہ میں سے یہ بھی ہے کہ خداوند تعالےٰ نے قرآن مجید میں متعدد جگہ آپ کی ذات اور آپ کی عظمت و قدر کی قسم کھائی ہے۔ چنانچہ ایک موقع پر ارشاد ہوا ہے کہ

(۱) لعمرك انهم لفی سکرتهم یعمهون } اے محمدؐ! قسم ہے تمہاری جان کی کہ وہ لوگ اپنی مستی میں بہکے ہوئے تھے۔

مفسرین کا بیان ہے کہ اس آیت میں خداوند تعالےٰ نے حضورؐ کی زندگی اور جان کی قسم کھائی ہے۔ اور یہ انتہائی شرف اور عظمت و قدر ہے۔ عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ محب محبوب کی قسم کھا کر محبوب کی عظمت اور اپنی انتہائی محبت کو ظاہر کیا کرتا ہے۔ اس آیت سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے کہ خدا نے اپنے حبیب کی جان کی قسم کھا کر اپنی انتہائی محبت کا مظاہرہ کیا ہے۔

ابو الجوزا تابعیؒ فرماتے ہیں کہ خداوند تعالےٰ نے حضورؐ کے سوا کسی ذات یا جان کی قسم نہیں کھائی ہے اور اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضورؐ کی ذاتِ بابرکات خداوند تعالےٰ کے نزدیک تمام مخلوق سے افضل و برتر ہے۔

(۲) یٰسٓ والقرآن الحکیم } یٰسین قسم ہے قرآنِ محکم کی

مفسرین کی بڑی تعداد کا اس پر اتفاق ہے کہ یٰسین حضور صلعم کا نام ہے۔ چنانچہ امام جعفر صادقؒ سے منقول ہے کہ یٰسین سے مراد سید ہے۔ اور یہ خطاب حضور صلعم کے لئے ہے۔ اور بعض علماء نے بتایا ہے کہ یٰسین کے معنے اے انسان یا اے آدمی ہیں۔ اور اس سے مراد حضورؐ کی ذات ہے۔ بہر نوع یہ خطاب بھی حضورؐ کی عظمت شان کا مظہر ہے۔ اور قرآن محکم کی قسم گویا حضورؐ کی رسالت کی تحقیق و تصدیق ہے۔ اور یہ کہ حضورؐ کا طریقہ صحیح طریقہ ہے اور گمراہی و کجی سے بچاتا ہے۔

(۳) لا اقسم بهٰذا البلد و انت حل بهٰذا البلد } اے محمدؐ! میں اس شہر (مکہ) کی قسم کھاتا ہوں جس میں تم ہو۔

اس آیت سے حضورؐ کی انتہائی عظمت و عزت ظاہر ہوتی ہے، اس لئے کہ خداوند تعالےٰ نے شہر مکہ کی قسم اس بناء پر کھائی ہے کہ اس میں حضورؐ تشریف فرما ہیں۔ گویا بلد حرام اور بلد امین (مکہ) اس لئے معزز و مکرم ہے کہ آپ کی گرامی ذات اس کے اندر موجود ہے۔ اور اسی بناء پر یہ قول مشہور ہے کہ مکان کا شرف مکین سے ہوتا ہے۔

مذکورہ بالا آیت کا دوسرا حصہ یہ ہے کہ ووالدٍ وما ولد اور قسم ہے والد (آدم یا ابراہیم علیہما السلام) اور اس کی اولاد کی۔ اس میں اگر والد سے مراد آدم علیہ السلام لئے جائیں تو وما ولد یعنی اولاد میں حضورؐ کی ذات داخل ہے۔ اسلئے کہ حضورؐ بھی آدم کی اولاد ہیں۔ اور اگر حضرت ابراہیمؑ مراد لئے جائیں تو حضورؐ اُن کی نسل اور اولاد ہی میں سے ہیں۔ بہر حال جو مراد بھی ہو ان آیات میں حضورؐ کی دو قسمیں ہوئیں یعنی ایک شہر مکہ کے ساکن ہونے کی اور دوسری آدمؑ و ابراہیمؑ کی اولاد کی۔

حضرت عمر فاروقؓ بیان کرتے ہیں کہ حضورؐ کی خدمت میں یہ عرض کیا گیا کہ "یا رسول اللہؐ! آپ کی فضیلت خدا کے نزدیک اتنا بڑا درجہ رکھتی ہے کہ خدا نے آپ کی ذاتِ مبارک کی قسم کھائی ہے۔ اور آج تک کسی نبی یا رسول کی قسم نہیں کھائی۔ پھر آپ کے فضل و شرف کا خدا کے نزدیک اتنا بڑا درجہ ہے کہ خدا نے آپ کے خاکِ پا کی قسم کھائی ہے۔ یعنی اس شہر (مکہ) کی قسم جس میں آپ تشریف فرما ہیں۔ اور جس کے اندر آپ چلتے پھرتے ہیں۔ گویا یہ قسم اُس زمین کی ہے جس پر آپ کے قدم پڑتے ہیں۔

(۴) والعصر ان الانسان لفی خسر الا الذین آمنوا وعملوا الصالحات } زمانہ کی قسم ہے کہ آدمی ضرور گھاٹے میں ہے۔ مگر وہ لوگ گھاٹے میں نہیں ہیں جو ایمان لائے ہیں اور اچھے کام کرتے ہیں۔

اس آیت میں خداوند تعالےٰ نے اُس زمانہ کی قسم کھائی ہے جو حضور صلعم کا زمانہ ہے۔ جیسا کہ پہلی آیت میں اُس شہر کی قسم کھائی گئی جس میں آپ تشریف فرما تھے۔ اور اس سے پہلے آپ کی جان کی قسم کھائی گئی۔ اور یہ قسم بھی حضور صلعم کی ذاتِ گرامی کی عظمت و عزت اور قدر و منزلت کو ظاہر کرتی ہے۔

قٓ۔ والقرآن المجید: اے محمدؐ! قسم ہے قرآن مجید کی کہ تو میرا پیغمبر ہے۔
اس آیت میں مفسرین کے قول کے مطابق قٓ سے مراد حضورؐ

؎ شاہ عبد الحق صاحب محدث دہلویؒ لکھتے ہیں کہ خداوند تعالےٰ کا اپنی ذات و صفات کے سوا دوسری چیزوں کے امتیاز اور شرف و فضیلت کے اظہار کے لئے ہے۔ جو انسانوں کے نزدیک ممتاز اور خوبیاں رکھتی ہیں۔ تاکہ انسان کو یہ معلوم ہو جائے کہ قسم کھا کر جو بات کہی جاتی ہے وہ ایک خاص بات اور انتہائی درجہ کی قابل توجہ ہے۔ اور مخلوقات کی قسم خداوند تعالےٰ نے اس وجہ سے بھی کھائی ہے کہ مخلوقات قدرت کی ذات و صفات کی عظمت کو ظاہر کرتی ہیں۔ مثلاً آسمان و زمین۔ رات اور دن۔ نجوم و کواکب اور شمس و قمر کہ قدرت کی خاص نشانیاں اور انسان کے مصالح و منافع کے لئے ضروری [illegible]

کی قلب کی قوت ہے یعنی خداوند تعالیٰ نے حضورؐ کو مصائب و مشقت پر تحمل کی کامل قوت مرحمت فرمائی ہے تاکہ آپ کسی موقع پر پریشان نہ ہوں۔

(۶) والنجم اذا ھویٰ ما ضل صاحبکم وما غویٰ ۔ وما ینطق عن الھویٰ — لوگو! قسم ہے ستارے کی جب وہ چمکتا ہے کہ تمہارا ساتھی محمدؐ نہ راہ راست سے بھٹکا ہے اور نہ بہکا ہے اور نہ اپنی خواہش نفسانی سے وہ باتیں بناتا۔

مفسرین کا بیان ہے کہ ان آیات میں نجم سے مراد حضورؐ کا قلب ہے۔

(۷) والفجر ولیال عشر: صبح کی قسم ہے۔ دس راتوں کی قسم ہے۔ مفسرین کہتے ہیں فجر سے مراد حضورؐ کی ذات مبارک ہے۔ کیونکہ آپ سے نور کا عروج ہوا ہے۔

(۸) وما ادراک ما الطارق النجم الثاقب — اے محمدؐ، تم جانتے ہو طارق کیا ہے؟ یہ روشن ستارہ ہے۔

اس آیت میں نجم ثاقب سے مراد حضورؐ کی مبارک ذات ہے۔

(۹) ن ۔ والقلم وما یسطرون — ن ۔ اے محمدؐ قسم ہے قلم کی اور لوگوں کی تحریر کی

اس آیت میں خداوند تعالیٰ نے قسم کھا کر یہ بتایا کہ حضورؐ صلعم مجنون نہیں ہیں ۔ اور آپ کا اجر و ثواب غیر ممنون یعنی غیر مشروط ہے۔

غرض ان تمام قسموں میں کسی نہ کسی اعتبار سے حضورؐ کی ذات مراد ہے۔ چونکہ اس موضوع پر تفصیل سے بحث کرنے کا یہ موقع نہیں ہے۔ ہر آیت کی تفسیر طوالت کی مقتضی ہے ۔ اور ہر قسم کی تشریح تفصیل کو چاہتی ہے ۔ اس لئے ہم نے صرف آیات کا ذکر کر دیا ہے تفاسیر معتبرہ میں اس کی تشریح ملاحظہ کی جا سکتی ہے ۔

بہر حال حضورؐ کی ذات گرامی خداوند تعالیٰ کے نزدیک اس قدر عظمت اور مرتبہ رکھتی ہے کہ خداوند تعالیٰ نے وہ چیزیں آپ کو مرحمت فرمائی ہیں اور اس قدر مرتبہ بڑھایا ہے کہ کسی نبی یا نبی کو نصیب نہیں ہوا۔

(۳) حضور صلعم کی تکریم تعظیم تنزیہ اور اُن نعمتوں کا بیان جو آپ کو عطا کی گئیں۔

خداوند تعالیٰ نے قرآن مجید میں حضورؐ کی تکریم و تعظیم اور تنزیہ جن الفاظ میں کی ہے ۔ اور جو غیر متناہی نعمتیں آپ کو مرحمت فرمائی ہیں۔ اُن کا مختصر ذکر بھی اس سلسلہ میں ضروری ہے ۔

(۱) والضحیٰ ۔ واللیل اذا سجیٰ ۔ ما ودعک ربک وما قلیٰ ۔ وللآخرۃ خیر لک من الاولیٰ ۔ ولسوف یعطیک ربک فترضیٰ ۔ الم یجدک یتیما فآویٰ ۔ ووجدک ضالا فھدیٰ ۔ ووجدک عائلا فاغنیٰ ۔ فاما الیتیم فلا تقھر ۔ واما السائل فلا تنھر ۔ واما بنعمۃ ربک فحدث ٥ — اے محمدؐ! قسم ہے وقت چاشت کی اور قسم ہے شب تاریک کی کہ تمہارے رب نے تم کو نہیں چھوڑا ہے اور نہ تم سے ناخوش ہوا ہے ۔ تمہاری آخرت ضرور دنیا سے بہتر ہوگی ۔ آگے چل کر تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم خوش ہو جاؤ گے ۔ کیا اللہ نے تم کو یتیم پا کر جگہ نہیں دی ۔ تمہیں تلاش حق میں بھٹکتا ہوا پا کر اس (اللہ) نے دین اسلام کی راہ راست پر لگا دیا ۔ اس نے تمہیں مفلس پایا اور غنی کر دیا ۔ اب تم یتیم پر قہر نہ کرنا اور نہ سائل کو جھڑکنا اور اپنے رب کی نعمتوں کا تذکرہ کرتے رہنا۔

اس سورت کے نزول کا واقعہ یہ ہے کہ پہلی وحی کے بعد یا نزول وحی کے کچھ عرصہ بعد وحی کا سلسلہ منقطع ہو گیا تھا ۔ حضورؐ اس انقطاع سے بہت پریشان رہتے تھے ۔ اور کبھی کبھی آپ کے قلب میں غیر معمولی خطرات پیدا ہوتے تھے ۔ دوسری جانب مشرکین قریش اس قسم کے طعن کیا کرتے تھے کہ محمدؐ کے پروردگار نے اُن کو چھوڑ دیا ہے ۔ بلکہ ان کا دشمن بن گیا ہے ۔ عرصہ دراز تک اضطراب و پریشانی اور مشرکین کے طعن کا سلسلہ جاری رہا ۔ پھر ایک روز غار حرا کے قریب آپ کو یہ آواز سنائی دی ”محمدؐ! تم اللہ کے رسول ہو اور میں جبرئیل فرشتہ ہوں“ اس کے بعد یہ سورۃ (والضحیٰ) نازل ہوئی اور پھر وحی کا سلسلہ جاری ہو گیا۔

سورۂ والضحیٰ کی مختصر تفسیر یہ ہے کہ اول تائید بیان کے لئے خداوند تعالیٰ نے اپنی دو زبردست نشانیوں یعنی دن اور رات کی قسم کھائی ہے اور پھر اپنے حبیب حضورؐ کی دنیاوی اور اُخروی حالت کو بیان کیا ہے ۔ چنانچہ ارشاد ہوا ہے کہ اے محمدؐ! تم مشرکین قریش کے طعن سے رنجیدہ نہ ہو ۔ تمہارے پروردگار نے نہ تو تم کو چھوڑا ہے اور نہ تم سے ناخوش ہوا ہے ۔ یعنی نہ تو تم سے تعلقات منقطع کئے ہیں اور نہ تم سے ناراض ہوا ہے ۔ اس کے بعد ارشاد ہوا ہے کہ تمہاری آخرت تمہاری دنیا سے ضرور بہتر ہوگی ۔ یعنی جو مراتب و درجات اور نعمتیں آخرت میں خداوند تعالیٰ نے تمہارے لئے مہیا کر رکھی ہیں مثلاً شفاعت اور مقام محمود وغیرہ وہ یقیناً دنیا کی چیزوں سے بہتر ہیں ۔ اس لئے تم دنیا کی تنگی سے ملول نہ ہو ۔ یا یہ مطلب ہے کہ اے محمدؐ! تمہاری ابتدائی زندگی سے آخری زندگی بہت بہتر ہوگی ۔ اور تم درجہ بدرجہ ترقی حاصل کرو گے ۔ اور اپنے مقصد میں کامیاب ہو گے ۔ اس لئے ابتدائی زندگی کی مشکلات اور تکالیف کی پروا نہ کیجئے ۔ پھر ارشاد ہوا ہے کہ آگے چل کر تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم خوش ہو جاؤ گے “ اس آیت میں خداوند تعالیٰ نے اپنے حبیب حضورؐ سے یہ وعدہ کیا ہے کہ میں تم کو اتنا دوں گا کہ تم خوش ہو جاؤ گے گویا بے شمار اور حد و حصر سے خارج ۔ اہل بیت نبویؐ کے ایک بزرگ نے فرمایا ہے کہ قرآن مجید میں اس آیت سے زیادہ واضح امید کی آیت

سوزاک کے منہ پر ڈالدی خاک



(رجسٹرڈ)

سوزاکی

ہندوستان بھر کی وہ مایۂ ناز ایجاد ہے جس کا جواب مارکیٹ میں ہے ہی نہیں۔ ہزارہا ناامید اور مایوس مریضوں کو مکمل آرام ہوگیا۔ اور پھر کبھی دوبارہ یہ شکایت نہ ہوئی۔ سوزاکی کے استعمال سے پرانے سے پرانا اور نئے سے نیا سوزاک دعوے کے ساتھ ایک ہفتہ میں قطعی غائب ہوجاتا ہے۔ ہزارہا ڈاکٹر اپنے مطب میں استعمال کرکے نیک نامی حاصل کر رہے ہیں۔

اور نامراد مریض استعمال کرکے اپنا دامن شادمانی سے بھر رہے ہیں۔

قیمت دو روپے محصول گیارہ آنے

دہلی کا نامور کارخانہ

انڈو جینوئن کیمیکل ورکس (رجسٹرڈ) دھلی ٦

(ڈاکخانہ جامع مسجد دہلی) ٹیلیفون نمبر ۲۰۷۹

INDO-GENUINE CHEMICAL WORKS
JAMA MASJID DELHI.

وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا

(اے ہمارے پروردگار!) ہم کو پرہیزگاروں کا پیشوا بنا

پیشوا

دھلی

ایک ماہوار مذہبی اور اصلاحی رسالہ

مدیر مسئول سید عزیز حسن بقائی



قیمت سالانہ صرف ایک روپیہ

فی پرچہ ڈیڑھ آنہ (۱؍)

مقام اشاعت جامع مسجد اردو بازار دھلی



سیدہ فاطمہ کا لال

کربلا کے میدان میں ستم دیدہ خاندان رسالت کی بربادی اور سرزمین نینوا کے جلتے ہوئے ریگستان میں فاطمی شہیدوں کی بے گور و کفن لاشوں کے تڑپنے کا خونچکاں مرقع

مظلوم کربلا [illegible] ایک ایک حرف ترجمان حقیقت ہے [illegible] دنیائے ادب کا متفقہ فیصلہ ہے کہ

دریائے فرات کے کنارے بیکسی و مظلومی کے الم انگیز نظارے [illegible] سے صفحۂ قرطاس پر نہیں کھینچے [illegible] اس کتاب کی شہرت ہے۔

مشترکہ شیعہ سنی پلیٹ فارم [illegible] ایک مشترکہ پلیٹ فارم تیار کیا ہے [illegible] جانبداری کے [illegible] اہل سنت کے لئے ہیں۔

حضور سرور کائنات کی وفات کے بعد [illegible]

حضرت امام مظلوم کی تقریریں میدان جنگ میں

[illegible]

[illegible] **قیمت 8/2 محصول 8/** [illegible] کتاب مظلوم کربلا کی مختصر فہرست مضامین ملاحظہ فرمائیے۔

فوٹو بلاک

فہرست مضامین

پہلی مجلس

دوسری مجلس

تیسری مجلس

چوتھی مجلس

پانچویں مجلس

چھٹی مجلس

ساتویں مجلس

آٹھویں مجلس

نویں مجلس

دسویں مجلس

گیارھویں مجلس

بارھویں مجلس

[illegible]

ملنے کا پتہ: منیجر رسالہ پیشوا دہلی

خوشی کی اطلاع سنئے۔ پھر نہ کہنا ہمیں خبر نہ ہوئی

ایڈیٹر صاحب اخبار وحدت دہلی کیا فرماتے ہیں؟

آج کل اشتہار بازی نے ایک ذریعہ معاش کی صورت اختیار کر لی ہے اور پبلک کو ایسے تلخ تجربے ہوئے ہیں کہ اشتہار خواہ کتنا ہی سچا ہو مگر مشکل سے یقین ہوتا ہے لیکن یہ مسرت کا مقام ہے کہ اس بے اعتمادی کے زمانہ میں مشہور اور کامیاب کارخانہ اینڈ جینوئن میڈیکل ورکس رجسٹرڈ دہلی نے اپنی دیانتدارانہ خدمات بہترین مجرب خاص دوائیں عوام کے سامنے پیش کر کے تمام مقبولیت اور ہر دل عزیزی حاصل کر لی ہے، اور یہ ہی ذاتی معلومات ہیں کہ ان کا تمام کاروبار امتیازی دیانتداری اور نہایت امانت اور قابل ترین کارکنان اور بالکل اشتہار کے مطابق ادویہ پیش کرنے میں بے مثل کارخانہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ روز افزوں ترقی کر کے ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں اور بیرون ہندوستان جنوبی افریقہ، یوگنڈا، عدن، سیلون، ملایا، انگلینڈ تک اس کارخانہ کی دواؤں کے استعمال کرنے والوں کے اثبات کے معترف موجود ہیں جن کی تائید میں ہزاروں مریضوں کے خطوط دیکھے۔ لہٰذا ہمیں ان حضرات کی جو ضرورتمند ہوں رہنمائی کرنا لازم ہے اس کارخانہ کی سریع التاثیر مفید ادویہ استعمال کر کے فائدہ حاصل کریں جو ہر موسم میں قابل استعمال ہیں۔ (ایڈیٹر)

ہمیں امید ہے کہ آپ مذکورہ بالا رائے کو پڑھنے کے بعد ہمارا یہ اشتہار صحیح تصور فرمائیں گے اگر آپ ضرورتمند ہوں تو ضرور دوا طلب فرمائیں انشاء اللہ فائدہ ہوگا۔ اگر فائدہ نہ ہو تو دس روپے انعام اور قیمت واپس۔ ہمارا یہ اعلان ڈنکے کی چوٹ ہے اس میں ذرہ بھر مبالغہ یا دھوکہ نہیں اگر ہم آپ سے دھوکہ کریں۔ تو خدا اور رسول صلعم سے دھوکہ کریں۔

سائنٹیفک جنرل ٹیسٹیکل اس صدی کا انمول جوہر اس موسم کا خاص تحفہ ہے۔ یہ حیرت انگیز جادو اثر اور سو فی صدی کامیاب طلا ہے۔ جس کا استعمال نہایت سہل اور قطعی بے ضرر و خوشگوار ہے۔ اس کی خوبی یہ ہے کہ استعمال سے رگوں پٹھوں میں نئی قوت فوراً جذب ہونے کے بعد پیدا ہو جاتی ہے۔ چونکہ جدید کیمیاوی طریقہ پر تیار کیا گیا ہے۔ اس لئے بندش کی ضرورت نہیں۔ استعمال کے بعد فوراً ہی مریض اپنے جسم خاص میں جوانی کی لہر اور خاص قوت محسوس کرتا ہے پورے کورس کے استعمال سے خفیہ رگوں کی سب خرابیاں دور ہو کر مکمل طاقت پیدا ہو جاتی ہے یا یہ سمجھئے مریض پھر مرد ہو جاتا ہے قیمت ۵؎ ریلاد ہلی مارکیٹ میں اول نمبر پر ہے۔

دافع جریان و احتلام یہ جادو اثر قرص ہر قسم کے شدید جریان اور کثرت احتلام کو بفضلہ تعالیٰ دعوے کیساتھ دور کرتے ہیں اور پیشاب سے پہلے یا بعد سفید رطوبت کا آنا، مادہ کا پتلا پڑ جانا کو دور کر کے قوت مردمی کا ساتھ ہوتا ہے جسم میں تازگی اور فربہی لاتا اور چہرہ کو مثل لعل بدخشاں سرخ کرتا ہے۔ اس کے چند روز استعمال سے جسم میں مادہ کافی مغلظ ہو کر کافی تعداد میں پیدا کرتا ہے۔ قیمت ۸۰ قرص دو روپے علاوہ محصول ڈاک۔ ہماری یہ دوا جواہرات سے تولنے کے قابل ہے جس نے ہزاروں نامرادوں کو بامراد بنا دیا ہے۔ غیر ملکوں تک اس کی دھوم مچی ہے۔ جریان کا قلع قمع کرنے کے لئے ہم ہندوستان کے ہر دواخانہ کو چیلنج کرتے ہیں جس کا جی چاہے آزمالے۔ اس کے استعمال کے بعد بدن میں توانائی۔ طبیعت میں چستی۔ دل میں جوانی کی امنگ آجاتی ہے۔

حبوب عشرت (رجسٹرڈ) یہ گولیاں انتہائی ممسک ہیں۔ خاص وقت کی پشیمانی سے بچا لیتی ہیں۔ سرعت انزال کی شکایت بالکل نہیں ہوگی۔ قیمت دو روپے۔ ہزاروں آدمیوں کی آزمودہ گولیاں ہیں۔ یہ گولیاں مکمل ادویات سے بالکل پاک اور مستقل اثر پیدا کرتی ہیں۔ محصول ڈاک بذمہ خریدار۔

(تینوں دوائیں اکٹھی منگانے پر محصول ڈاک معاف)

اولاد کا نہ ہونا

یہ ایک ایسا غم ہے جسے صرف عورت کا دل "ہی جان سکتا ہے بعض اوقات اچھی خاصی تندرست عورت کے ہاں بھی اولاد نہیں ہوتی۔ خاوند بھی ٹھیک ہوتا ہے اور عورت بھی۔ مگر اولاد نہیں ہوتی۔

اِس کا بہت آسان علاج ہے

مشہور دوا محافظ اولاد سات رات تک عورت کو روزانہ کھلائی جائے۔ اِن سات رات میں ہر قسم کا پرہیز ضروری ہے۔ اِن سات راتوں میں دوا محافظ اولاد عورت کے اندرونی جسم کو ٹھیک ایسی حالت میں لے آتی ہے۔ کہ آٹھویں رات عورت کو "امید" ہو جاتی ہے

دوا محافظِ اولاد کی بدولت آج لاتعداد عورتوں کی گود میں بچے کھیل رہے ہیں۔ ایک شیشی جسمیں پوری سات خوراک دوا ہوتی ہے کی قیمت دو روپے آٹھ آنہ ہے۔ پتہ ذیل پر خط لکھکر بذریعہ وی۔ پی پارسل منگا لینی چاہیئے محصول ڈاک ۹ر

لیڈی ڈاکٹر زنانہ دواخانہ پی۔ سی۔ بکس ۳۴ دہلی

ہر عورت کی فطری خواہش ہوتی ہے کہ ....

دیکھنے والے اُسے خوبصورت سمجھیں

مگر بعض اوقات اُس کے ظاہری جسم میں کچھ ایسی خرابیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ جن کے باعث بناؤ سنگھار کے باوجود اسکی زیبائش میں کمی رہ جاتی ہے۔ اور لوگ اُسے زیادہ عمر کی عورت سمجھتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ نسوانی زیبائش کیلئے عورت کے ظاہری جسم میں وہ تمام خوبیاں ہونی چاہئیں جو ایک نوجوان عورت کے جسم میں ضروری ہیں۔ اکثر شروع جوانی میں ہی بچوں کو بار بار دودھ پلانے کی وجہ سے عورت کے سینہ کی خوبصورتی ختم ہو جاتی ہے پستان بہت نرم اور بدنما ہو جاتے ہیں۔ یقیناً یہ خرابی عورت کی ظاہری زیبائش کے لئے بڑی خیال کی جاتی ہے۔ ایسی حالت میں دوا برسٹین استعمال کرنی چاہیئے۔ یہ لگانے کی دوا ہے اور اس کے استعمال سے سینہ کی اندرونی رگوں میں پھر سختی اور تناؤ پیدا ہو جاتا ہے اور تھوڑے دن میں دوبارہ گولائی اور خوبصورتی آ جاتی ہے۔ ایک شیشی ایک عورت کے لئے کافی ہے۔ جن بہنوں کو دوا برسٹین کی ضرورت ہو۔

لیڈی ڈاکٹر زنانہ دواخانہ پی سی بکس نمبر ۳۴ دہلی

عورت کی

ماہواری خرابیوں کیلئے

بہترین دواکورس ہے۔ یہ ماہواری کے درد کو ٹھیک کرتی ہے۔ ماہواری ایام کو باقاعدہ کردیتی ہے اور مناسب مقدار میں لاتی ہے۔ ایک شیشی دواکورس استعمال کرنیکے بعد عرصہ دراز تک عورت کو ماہواری ایام بغیر کسی درد کے صحیح وقت پر ہر ماہ پابندی کے ساتھ صحیح مقدار میں ہونے لگتے ہیں۔ ہزارہا عورتوں کا ذاتی تجربہ ہے کہ دواکورس ماہواری کی ہر خرابی، تکلیف اور بے قاعدگی کا نہایت ہی کامیاب علاج ہے۔ ایک شیشی دواکورس کی قیمت دو روپے آٹھ آنے ہے۔

لیڈی ڈاکٹرز زنانہ دواخانہ پی سی بکس ۲۴۴ دہلی

کے پتہ پر خط لکھکر یہ دوا بذریعہ وی۔ پی پارسل منگائیے۔ پارسل پر صرف ۹ محصول ڈاک خرچ ہوگا۔

شادی کو صرف ۵ سال ہوئے اور ۔۔۔۔۔

گھر میں چار بچے

اتنی جلدی جلدی بچے پیدا ہونا بھی اچھا نہیں۔ ایسے میں تو عورت کی تندرستی ہی تباہ ہو جاتی ہے اور وہ بہت جلد اپنی جوانی کی تمام خوبیاں کھو بیٹھتی ہے۔ کئی طرح کی اندرونی بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ ایسی صورت میں دوا روہیل سے فائدہ اُٹھایئے۔ اس دوا کا اثر یہ ہے کہ اس کی ایک خوراک عورت کو کھلا دینے سے اُس رات اُسے قیام حمل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ دوا کا اثر عورت کے اندرونی جسم میں سات گھنٹے تک رہتا ہے۔ چنانچہ جبتک دوا روہیل ...... استعمال کرتی رہیگی حمل سے محفوظ رہیگی۔ روہیل کا نمایاں فائدہ یہ ہے کہ اس کے استعمال سے عورت کی صحت پر کوئی خراب اثر نہیں پڑتا۔ ماہواری پر بھی اس دوا کا کوئی اثر نہیں پڑتا۔ ہر ماہ حسب معمول ماہواری بھی آتی رہے گی۔ اور جب ضرورت سمجھیں دوا کا استعمال بند کر دیں۔ پھر قدرتی طور پر جیسے عام عورتوں کے ہاں ہوتی ہے اس کے ہاں بھی اولاد ہوسکے گی۔ برتھ کنٹرول کیلئے نہایت ہی مجرب اور کامیاب دوا ہے۔ ایک شیشی روہیل میں اتنی خوراک دوا ہوتی ہے یعنی اگر ایک ہفتہ میں دو مرتبہ بھی استعمال کی جائے تو ایک شیشی تقریباً ایک سال کیلئے کافی ہو جاتی ہے۔ اسکی قیمت چار روپے آٹھ آنہ ہے۔ پتہ ذیل پر خط لکھکر بذریعہ وی پی پارسل منگائیے۔ پارسل پر محصول ... [illegible]

خلفائے راشدینؓ

خلافت راشدہ کے متعلق فیر سو سالہ عربی، فارسی، انگریزی لٹریچر کا نچوڑ۔ تاریخ اسلام کے ایک سو صفحات پر موشگافانہ و محققانہ ریسرچ۔ حضور سرور کائنات کی پیشین گوئی کے مطابق حکومت سیّدہ قیام۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ خلیفہ اوّل، حضرت عمر فاروقؓ خلیفہ دوم، حضرت عثمان غنیؓ خلیفہ سوم، حضرت علی مرتضیٰؓ خلیفہ چہارم، حضرت امام حسنؓ خلیفہ پنجم کے عہد ہائے خلافت کے مکمل اور مفصل بشرح، درست حالات اگر کسی ایک کتاب میں مل سکتے ہیں تو وہ صرف خلفائے راشدینؓ ہے جو مورخ اسلام حضرت علامہ آغا رفیق صاحب کے پچاس سالہ مطالعہ تاریخ و سیرت کا نچوڑ ہے۔ شروع میں ہر خلیفہ کی مکمل سوانح عمری ہے اس کے بعد آنکے عہد حکومت کی فتوحات، انتظامات، ان کا طرز حکومت، اور انکے زمانہ کی اصلاحات۔ علمی اور تمدنی ترقیات، اخوت و مساوات کے روح پرور نظارے، صحابہ کرام کی پُر جوش خدمات تبلیغ اسلام کے پُر جوش کارنامے۔ غرض ہر خلیفہ کے عہد کی اتنی مکمل اور مشرح اور اتنی مدلل تاریخ ہے کہ اس سے پہلے اردو تو کیا دنیا کی کسی ایک زبان میں بھی شائع نہیں ہوئی۔ ضخامت ۵۰۰ صفحے۔ اچھی لکھائی چھپائی۔ رف کاغذ قیمت تین روپیہ۔ علاوہ محصول ڈاک

اگر حضرت غوث اعظم سرکار بغدادؓ سے عقیدت ہے!

تو آپ کی سب سے بڑی سیرت کو ضرور اپنے مطالعہ میں رکھو۔ گیارہویں، محفل میں پڑھ کر سناؤ۔ ہم یقین رکھتے ہیں کہ سب کو حضرت کے فیضان کا حصہ پہنچے گا۔ سرکار بغداد سے ارادت ہے اور بایں ہمہ آپ کی سیرت مبارک نہیں پڑھی تو سخت تعجب اور افسوس ہے کہ کیسی بڑی قسمت ہے آپ ابھی تک محروم ہیں پس فوراً یہ نسخۂ شفاعت طلب کر لیجئے اور اس کی گوناگوں برکتوں سے مالا مال ہو جائیے۔ دین و دنیا کی کوئی مشکل نہیں ہے جو اس کتاب سے حل نہیں ہو جاتی اور کوئی مصیبت نہیں جو اس سے دور نہیں ہو جاتی۔ اور دنیا و آخرت کی کوئی نعمت نہیں ہے جو اس کی بدولت نصیب نہیں ہوتی۔ اس میں گیارہویں شریف کی ضرورت اور اس کی افادیت پر ایسے دلائل ہیں کہ آج تک ان کو توڑا نہیں جا سکا۔ تصوف پر عالمانہ بحث۔ حضور غوث پاک کی سب سے بڑی اور سب سے جامع۔ سب سے مکمل سوانح عمری ہے اس میں آپ کی کرامات کا تذکرہ ہے۔ آپ کے مواعظ کا خلاصہ ہے آپ کی مشہور کتاب فتوح الغیب کا مکمل نچوڑ ہے۔ آپ کی شاعری اور روحانی تعلیم کا تذکرہ ہے۔ قادریہ سلسلہ کی تعلیم اور اوراد و وظائف لکھے گئے ہیں۔ ٹائٹل پر قبۂ اقدس کا ملٹی کلر بلاک ہے۔ کتاب کا نام غوث اعظم یعنی بڑے پیر کی گیارہویں ہے اچھی لکھائی چھپائی سفید چکنا کاغذ ضخامت تین سو صفحات سے زائد ہے قیمت تین روپے چار آنے علاوہ محصول ڈاک

شوہر کی تسخیر کا مجرب عمل

بد مزاج شوہر کو اپنی بیوی کا پکایا ہوا کھانا پسند ہی نہیں آتا تھا گھر میں آئے دن جنگ رہتی تھی ناک میں دم تھا آخر بیگم نے ہمارے یہاں سے

دہلی کا مکمل باورچی خانہ

خرید لیا اس کتاب میں اسلامی تہذیب کے گہوارہ اور مغل بادشاہوں کی پیاری نگری دہلی کے رنگ برنگ کے لذیذ کھانوں کی ترکیبیں درج کی گئی ہیں بیگم نے اس کتاب کی ہدایات کے موافق کھانا پکانا شروع کیا تو بدمزاج میاں کا یہ حال ہو گیا کہ کھانا کھانے کے بعد گھنٹوں انگلیاں چاٹتے اور ہر وقت بیوی کی تعریف میں زمین و آسمان کے قلابے ملاتے رہتے۔ یہ کتاب حافظ سید عزیز حسن صاحب بقائی ایڈیٹر رسالہ پیشوا کی تالیف ہے جس کا ملک نے بڑے شوق سے خیر مقدم کیا ہے اس کا نیا ایڈیشن کئی سال کے بعد شائع ہوا ہے۔ جس میں دہلی کا دسترخوان کو اضافہ کے ساتھ شامل کر دیا گیا ہے اچھی لکھائی چھپائی سفید چکنا کاغذ مجلد ضخامت ۲۰۰ صفحے قیمت عہ

اسلامی دسترخوان

جو بیبیاں ہماری کتاب اسلامی دسترخوان منگا کر اس کی ہدایتوں پر عمل کریں گی وہ ادنیٰ سے ادنیٰ اور اعلیٰ سے اعلیٰ ہر قسم کے کھانے اور ناشتے اور مٹھائیاں اور بچوں کی زود ہضم غذائیں اور بہت سی چیزیں آسان اور آزمائی ہوئی ترکیبوں سے تیار کر سکیں گی اس کتاب کی تیاری میں مشہور ماہرین فن اور اہل علم بیویوں کے علاوہ ممتاز ڈاکٹروں اور طبیبوں نے مدد دی ہے لکھائی چھپائی اعلیٰ درجہ کی کاغذ عمدہ دبیز قیمت [illegible] علاوہ محصول ڈاک۔

ملنے کا پتہ

مینجر رسالہ پیشوا۔ اردو بازار۔ جامع مسجد دہلی

ستر روپے کا ذخیرہ دو روپے میں

حدیث کی چھ کتابیں

بخاری مسلم ۔ ابو داؤد ۔ ترمذی ۔ نسائی ۔ ابن ماجہ اردو زبان میں

رسول اللہ کی احادیث کی چھ کتابیں بخاری مسلم ۔ ابو داؤد ۔ ترمذی ۔ نسائی ۔ ابن ماجہ سب سے زیادہ مستند ہیں ۔ اگر آپ عربی زبان میں چھ کتابیں خریدیں تو اتنی قیمت کم سے کم ستر روپے دینی پڑیگی لیکن اردو میں ان کتابوں کا بہترین انتخاب

آپ صرف دو روپیہ میں حاصل کر سکتے ہیں

گویا اس کے معنی یہ ہیں کہ نہ صرف آپکی مادری زبان میں مستند احادیث ملجاتی ہیں بلکہ وہ فائدہ ہوا آپ ستر روپے کی احادیث خرید کر حاصل کر سکتے تھے یا صرف بارہ آنے خرچ کر کے حاصل کر سکیں گے ۔ یہ نایاب کتاب

انتخاب صحاح ستہ اردو

ہے ۔ جس میں ساڑھے سات سو مستند احادیث ہیں ۔ جن میں عبادت اور ریاضت کے متعلق احادیث ہیں ۔ دینی و دنیوی معاملات کے بارے میں احادیث ہیں ۔ تمدن و معاشرت کی تعلیم دینے والی احادیث ہیں ۔ اخلاق و عادات کے سلسلہ میں احادیث ہیں ۔ غرضکہ دینی و دنیوی معاملہ میں ایک مسلمان کو جن کی ضرورت روزانہ رہتی ہے وہ اس نایاب کتاب میں مع ضروری شرح کے جمع کر دی گئی ہے ۔ اور اردو زبان میں اپنی نوعیت کی یہ پہلی کتاب ہے ۔ اردو اور عربی زبان میں جن احادیث کی ضرورت رہتی ہے مستند احادیث تقسیم شدہ عنوانات کے ماتحت درج کر دی گئی ہیں اور ہر عنوان کے ماتحت متعدد احادیث ہیں ۔ اچھی لکھائی چھپائی ۔ سائز ۲۰ × ۲۶ ۱/۸ نستعلیق ڈھائی سو صفحے قیمت دو روپے

منیجر رسالہ پیشوا اردو بازار دہلی

دی مغل لائن لمیٹڈ

دوران جنگ میں ہمارے وہ جہاز جو ہندوستان سے مسافروں اور تجارتی سامان کو عدن ۔ جدہ ۔ پورٹ سوڈان مصر اور ماریشش لے جاتے تھے اب انکی آمد و رفت میں ناگزیر طور پر بے قاعدگی ہو گئی ہے لیکن ہم اُس وقت کا انتظار کر رہے ہیں جب فتح اور امن کے بعد ہماری کمپنی کے جہاز باقاعدگی سے روانہ ہو سکیں گے ۔ اور سفر کرنے والے عوام اور جہازوں سے مال روانہ کرنے والوں کو خوش اسلوبی سے خدمات انجام دینے کے قابل ہو سکیں گے ——— دریافت طلب امور کے لئے

ٹرنر ماریسن اینڈ کمپنی لمیٹڈ

منیجنگ ایجنٹس ۔ دی مغل لائن لمیٹڈ ۔ بنک اسٹریٹ بمبئی

اسلامیہ دارالاشاعت دہلی کا
ایک ماہوار
مذہبی۔ اخلاقی۔ اصلاحی
ادبی رسالہ
مقام اشاعت
اردو بازار جامع مسجد دہلی

ٹیلیفون نمبر ۹۶۶

پیشوا دہلی

جو ہر قمری مہینے کی ۱۱ تاریخ کو
۲۰ سال سے تبلیغ و اشاعت
کیلئے دہلی سے شائع ہوتا ہے
قیمت سالانہ ایک روپیہ
ممالک غیر سے ۳ شلنگ

جلد ۲۱ | بابتہ ماہ رجب المرجب ۱۳۶۴ھ مطابق ماہ جون ۱۹۴۵ء | نمبر ۷

شذرات

(عزیز حسن بقائی)

پھر دیر ہوئی

افسوس ہے کہ باوجود کوشش کے رجب کا پیشوا وقت پر شائع نہیں ہو سکا۔ سچ فرمایا تھا حضرت علیؓ نے کہ عرفت ربی بفسخ العزائم۔ میں نے اپنے ارادوں کی شکست سے اپنے رب کو پہچانا۔

جو لوگ پریس کے کام سے واقف نہیں ہیں وہ سمجھ ہی نہیں سکتے کہ آج کل کسی رسالہ یا کتاب کا چھپوانا کس قدر مشکل کام ہے۔

زنک پلیٹ جس پر کاپی جمتی ہے اس کی قیمت دو روپے فی پلیٹ تھی۔ لیکن پچاس روپے فی پلیٹ ہے۔ کاغذ کا جو ریم دو روپے کا تھا وہ اب دس روپے ریم ہے۔ یہی حالت کتابت و طباعت کی گرانی کی ہے۔

گرانی سے زیادہ مصیبت یہ ہے کہ چھاپہ خانوں کے ملازم گراں تو تھے ہی اب نایاب ہیں۔ جس کی وجہ سے چھاپہ خانہ والوں کے لئے کسی کتاب یا رسالہ کو چھاپنا مشکل ہی نہیں ناممکن ہو گیا ہے۔

چھاپہ خانہ والوں کی حالت یہ ہے کہ سیدھے منہ بات نہیں کرتے۔ توہین آمیز رویہ کا جواب صبر و شکر کے علاوہ کیا دیا جا سکتا ہے؟ لیکن صبر و شکر چھپائی کا نعم البدل

پیشوا اسی پریس میں چھپ رہا ہے جس میں ۲۵ء میں چھپا تھا۔ لیکن پریس کی روح نکل گئی ہے۔ اس لئے کچھ قصور پریس کا بھی ہے۔

بہرحال کوشش کی جائے گی کہ آئندہ مہینہ پرچہ وقت پر آ جائے۔ وباللہ التوفیق۔

ہندو مہا سبھا کا واویلا

اردو کی یہ ضرب المثل کتنی معنی خیز ہے کہ "کمہار پر بس نہ چلا گدھی کے کان اینٹھے"۔ اور شاید اس ضرب المثل کا استعمال پونہ کے مہاسبھائی جلسہ پر جیسا صحیح معنوں میں ہوا ہے اس سے پہلے نہ ہوا ہوگا۔

پونہ میں مہاسبھا کا جلسہ زیر صدارت ڈاکٹر شیاما پرشاد مکرجی ہوا۔ ڈاکٹر صاحب نے روایتی انداز کی طرح چومکھی لڑائی چلانی شروع کر دی۔ اور کانگریس۔ لیگ۔ حکومت کے خلاف متحدہ محاذ قائم کرنے کا اعلان کر دیا۔ ڈاکٹر صاحب کی زہر فشاں تقریر کا ماحصل یہ ہے۔

(۱) ویول اسکیم کو عمل میں لائے جانے کی صورت میں ہر ممکن طریقہ سے اس کی زبردست مخالفت

(۲) ہندوؤں کو حکومت برطانیہ۔ کانگریس
ورمسلم لیگ کی اس سازش کے خلاف جہاد
کرنا ہے ۔جس سے ناسب وہ ہندوؤں نے نقا
کو دبانا چاہتے ہیں۔

(۳) برطانیہ نے یہ محسوس کر لیا ہے کہ ہندوستان
میں ایک ایسی پارٹی بھی ہے جو ہندوؤں کے
سیاسی مفاد کے ساتھ کھیلنے کو تیار نہیں۔
وہ کسی ایسے سمجھوتہ میں شامل ہو سکتی ہے جس سے
ہندوستان کی قوم پرستی کو تباہ وبرباد کیا جا سکے

(۴) ۱۹۴۲ء میں برطانیہ جو کچھ دیتی تھی وہ ۱۹۴۶ء میں
نہیں لیکن ۱۹۴۲ء کی آزادی کو کسی حالت میں
۱۹۴۶ء کی غلامی تک نہیں پہنچایا جا سکتا۔

(۵) کانگریس نے مسلمانوں کو خوش کرنے کی
جس پالیسی پر عمل کیا ہے وہ ہندوؤں کی موجودہ
حالت کے لئے ذمہ وار ہے۔

(۶) کانگریس قومی جماعت ہونے کا دعویٰ
کرتی ہے لیکن چونکہ اس نے مسلم لیگ ایسی
فرقہ پرست اور رجعت پسند پارٹی کے ساتھ
سمجھوتہ کی بات چیت شروع کی تو اس کا قومی
کیرکٹر ختم ہو گیا۔

(۷) ہر ایک فرد کو دیول اسکیم پر بحث کرنے
کے لئے بلایا گیا۔

(۸) گاندھی جی نے بتایا ہے کہ وہ ہندوؤں
کی نمائندگی نہیں کرتے۔ میری خواہش ہے کہ
ہندو اس بات کو انتخاب کے موقع پر یاد رکھیں۔

(۹) ہزاروں ہندوؤں نے اس جنگ میں
ملکوں کی آزادی کے لئے اپنی زندگیاں دیں۔
وہ اپنے ملک کے لئے یہی کر سکتے ہیں۔

ڈاکٹر صاحب کے مہاسبھائی نقارخانہ میں اگر حریت کے
طوطی کی آواز پہنچ سکے تو ان کی ہزلیات کا جواب یہ ہے۔

(۱) دیول اسکیم کے نفاذ کو روکنے کے لئے شاید آپ اسی
سیتا سے کام لیں گے جس نے آپ کو معہ ہاتھی کے امرتسر میں
غائب کر دیا تھا۔

ڈاکٹر صاحب مہاسبھا اپنی بہن لیگ سے کچھ زیادہ
سورما نہیں ہے جس طرح وہ زبانی دعویٰ کرتی ہے۔ اسی
طرح آپ بھی بیانوں اور تقریروں کے بادشاہ ہیں۔ چٹان
کو مت یہ کہہ سکتی ہے کہ

یہ بازو مرے آزمائے ہوئے ہیں!

اور پولس کے چلے لاٹھی چارج کے مقابلہ میں ہزاروں
جوتیاں۔ ٹوپیاں اور پگڑیاں چھوڑ کر بھاگی ہو اس کے
بھڑکنے پر دیول اسکیم کو چیلنج کرنا کیا بیکی دانشمندی ہے؟

(۲) طرب؟ گویا مہاسبھا اتنی طاقتور جماعت تھی جس کے
خلاف جس کے خلاف کسی سازش کی ضرورت تھی۔

اللہ اللہ، غلط فہمی اور وہ بھی اس حد تک؟

جس جماعت کا سر پاؤں اور مرکز میں وجود ہی نہ ہو اس کو
دعوت کس بنیاد پر دی جاتی۔ اس کا اگر ڈاکٹر صاحب اپنی
تقریر دلپذیر میں اعلان کر دیتے تو ممکن تھا کہ ان کے مطالبہ
میں کچھ جان پڑ جاتی۔

(۳) اپنے منہ میاں مٹھو کی نادر مثال اس سے پہلے
شاید ہی ملی ہو۔

جس ہندو مہاسبھا کے مٹھو کی کیفیت یہ ہو کہ انہوں
نے کانگریس کی عدم موجودگی میں لیگ جیسی فرقہ پرست
جماعت کے ساتھ وزارتیں بنائی ہوں اور جس جماعت
کی کیفیت یہ ہو کہ ستیارتھ پرکاش کے نام پسندوں
اپنے نمائندوں کو مستعفی ہونے کا حکم دے اور وہ ستیارتھ
پرکاش پر پابندی لگانے والی وزارت سے چمٹے رہیں ایسی
یہ اعلان قوم پرستی کس قدر مضحکہ خیز ہو سکتا ہے۔ کیا ہندوؤں
کی قوم پرستی کے لئے اس جماعت نے آج تک کسی موقع پر بھی
ایثار و قربانی کی راہ اختیار کی ہے؟ کبھی ان غداروں اور
وطن فروشوں نے کانگریس کے شانہ بشانہ کھڑے ہو کر آزادی
وطن کے لئے ایثار و قربانی کی راہ اختیار کی ہے اگر نہیں تو
کس برتے پر تتا پانی؟

(۴) آزادی کا دعویٰ اور مہاسبھا کو قربان ہونے کو؟
چاہتا ہے۔

کبھی اس دعوے کی قیمت بھی ادا کی ہے؟
بڑی خوشی ہوگی اگر مہاسبھا [illegible] میں غلامی
کو روکنے کے لئے میدان میں آجائے [illegible]

(۵) ڈاکٹر صاحب کراچی [illegible] لیکن
[illegible]

کی ضرب المثل لوگوں نے سنی ہو [illegible] کی
پوزیشن کتنی دلچسپ ہے [illegible] کسی دشمن
اسلام ہے۔ اس نے مسلمانوں کو [illegible] ان کے
بھائی سیاما پرشاد مکرجی یہ فرمائیں کہ [illegible] مسلمانوں کو
خوش کرکے ہندوؤں کے ساتھ ناانصافی [illegible]

کیا اب گنج عاجبدار ہندوستان [illegible] قابل احترام
رہنماؤں سے یہ دریافت [illegible] زیادہ
[illegible]

اگر یہ سچ ہے کہ کانگریس ہندوؤں کی موجودہ حالت کی ذمہ دار ہے تو کیا ڈاکٹر صاحب یہ بتا سکتے ہیں کہ ہندوؤں کی حالت کیوں خراب ہے؟

(۶) کانگریس اگر لیگ سے مفاہمانہ بات چیت کر کے آزادی ہند کے مخالف روڑے کو راہ سے ہٹا لی ہے تو کیا یہ اس کا ناقابل تلافی جرم ہے؟ اور اس سے اس کا قومی کیرکٹر کیوں کر ختم ہو گیا؟

ڈاکٹر صاحب غالباً اس سے خوش ہوتے کہ کانگریس مسلمانوں کو من حیث القوم فنا کر دیتی۔ اور اپنی عنان حکومت مہاسبھا کے ہاتھ میں دے کر ڈاکٹر صاحب کو اکثیر تسلیم کر لی۔

(۷) ہندوؤں کی نمائندگی کانگریس کے ہندو کارکن جب کر لیتے ہیں تو اس کے بعد مہاسبھا کو نہ بلانے کے معنی یہ کیوں کر ہو گئے کہ ہندوؤں کا کوئی نمائندہ نہیں ہے۔

پونا آخر خاصا سرد مقام ہے۔ ڈاکٹر شیاما پرشاد مکرجی جیسے تعلیم یافتہ ہندو کو ایسی باتیں زیب نہیں دیتیں۔ اگر وہ سکھ ہوتے اور ملتان میں یہ تقریر کرتے تو قابل درگذر تھے۔

(۸) آپ کی خواہش کی تکمیل اگر ہندو قوم کرلی تو آج ہندوستان چیتنے سے زیادہ سختیاں ہو رہی ہوتیں۔ ہندو جو الیکشن پر گاندھی جی کو یاد رکھتے ہیں۔ اگر بحث ہے تو گاندھی جی کے نام پر کسی ہندو سے الیکشن لڑ کر حقیقت کھل جائے گی۔ کہ ہندو قوم کس کے ساتھ ہے۔ اور اگر تمہارا اضمیر بالکل ہی مردہ ہو گیا ہو گا تو تم نے آنکھوں میں جیل کی سلاخوں سے جھانک کر دیکھ لیا ہو گا کہ گاندھی جی کا خیر مقدم ہندو قوم نے تمہاری اس زہریلی تقریر کے بعد کس طرح کیا ہے؟

(۹) جن ہندوؤں نے اس جنگ میں حصہ لیا ہے تو انھوں نے آپ کی اپیل پر حصہ نہیں لیا۔ بلکہ ان کی ضروریات نے مجبور کیا کہ وہ فوج میں بھرتی ہوں۔ اس کا کریڈٹ آپ کیوں لے سکتے ہیں؟

پتہ معلوم ہو سکا۔ اگر آپ کو اپنے متعلق غلط فہمی ہے تو آپ بھرتی کے خلاف دیا تقریر دے کر دیکھ لیجئے۔ آپ کو اپنی طاقت کا اندازہ ہو جائے گا۔

یا اللہ گلشن کو آ رہی کیا ہے!

کانگریس کا اثر دلوں پر کم کرنے میں لیگ، مہاسبھا سامراج سب ہی نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔ لیکن خدمت خلق اور ایثار و قربانی کی لازوال اسپرٹ نے کانگریس کو غیر فانی بنا دیا ہے جس سے ڈاکٹر صاحب کی نوزائیدہ مہاسبھا جیسی جلدی جلدی ... ہے۔

وزیر ہند کی صفائی

بنگال میں قحط لایا گیا یا آ گیا یا آیا؟ قطع نظر اس کے کہ سیاسی مصالح سے اس کا لانا ضروری تھا یا غیر ذمہ دارانہ طور سے اس کو لانے کی کوشش کی گئی تھی۔ اس قحط کی بدولت پچاس لاکھ انسانوں کا مرنا غیر سرکاری تخمینہ ہے۔ اور سرکاری رپورٹ کے مطابق ۱۵ لاکھ بھوکے بنگالیوں نے ایڑیاں رگڑ رگڑ کر گلیوں، سڑکوں اور مکانوں میں بند ہو کر جانیں دے دیں۔ افلاس کے اس المناک حملہ کا نتیجہ یہ ہوا کہ کئی لاکھ ستونتیوں اور کلونتیوں نے اپنے جسم کو بیچ کر اپنی خاندانی شرافت کا نیلام کر کے اپنے پیٹ کے جہنم کو بھرا۔ جو ملک اور حکومت دونوں کے لئے شرمناک ہے۔

جس وقت یہ تباہ کن قحط بنگال پر مسلط ہوا ہے اس وقت بنگال میں برطانوی حکومت تھی۔ جو مسٹر ایمرے وزیر ہند کے زیر ہدایت مرنے والوں کو سڑکوں سے اٹھانے کا کام بحسن و خوبی انجام دے رہی تھی۔ اور ریلیں اناج کی بجائے گھوڑ دوڑ کے گھوڑے بھیج رہی تھی۔ بنگال میں اس وقت مسلم لیگ کی چاہیتی منسٹری زیر کمان مسٹر جینا قائم تھی۔

مسٹر جینا نے حاتم کی گور پر لات رسید کرتے ہوئے ایک ہزار روپیہ چندہ دیا۔ اور مسلمانوں کا جمع شدہ روپیہ سرکار کے ذریعہ تقسیم کرایا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دیہات اس امداد سے محروم رہے۔ جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہے۔ کیونکہ امداد وہاں پہنچی ہی نہیں، جہاں ضرورت تھی۔

جس وقت بنگال میں لاکھوں انسان فاقہ کشی سے ایڑیاں رگڑ رگڑ کر جان دے رہے تھے۔ اس وقت کراچی میں مسٹر جینا اپنا شاہانہ جلوس نکلوا رہے تھے جس میں دس ہزار روپیہ صرف پھولوں پر خرچ کیا گیا تھا۔

اس لیگی وزارت کو مسلم لیگ ہائی کمانڈ نے "محسن الملک" کا خطاب دیا تھا۔ جس کے ایک ممبر نے ۸ کروڑ روپیہ ایک گھنٹہ میں بنگال کی لیگی منسٹری کی بدولت کمایا تھا۔ گویا یہ کوئی بڑا قابل فخر کارنامہ تھا۔ کہ لاکھوں مسلمانوں کو مار کر ایک مسلمان کو فائدہ پہنچایا گیا۔

یہ تو تھا اس صوبائی حکومت کا انتظام۔ جس کو ۱۹۳۵ء ایکٹ کے ماتحت سوراج حاصل تھا۔

لیکن مسٹر ایمرے نے یہ بتانے کی زحمت گوارا نہیں فرمائی کہ جس وقت بنگال میں یہ تباہی پھیل رہی تھی اس وقت بنگال کا غلہ بنگال سے باہر کس کے حکم سے جا رہا تھا؟ اور بنگال میں غلہ لانے کے لئے ریلوں کی کمی کا ذمہ دار کون تھا؟ اور بنگال کے ذخیرہ بازوں کا معاون کون تھا؟

نیز مسٹر ایمرے کو یہ بھی بتانا چاہئے تھا کہ انھوں نے تو بنگال میں غذا کی کمی کا کبھی اقرار ہی نہیں کیا تھا۔ پھر یہ قحط کیونکر آگیا تھا؟ حالانکہ اس قحط سے پارلیمنٹ میں انھوں نے ہمیشہ انکار ہی کیا۔

بہرحال پارلیمنٹ کا انتخاب ہوا تو مسٹر ایمرے کی اکڑی ہوئی گردن میں استخارہ پیدا ہوا۔ اور انھوں نے اپنے رائے دہندگان کو ایک خط کے ذریعے مطمئن کرنا چاہا جو ان کو ہمارا ہند کی کونسل کے ایک ممبر (مسٹر سری واستوا) نے بھیجا ہے جس کا ماحصل یہ ہے:

الف۔ کانگریس ہائی کمانڈ کی گرفتاری کا حکم وائسرائے کی کونسل کے ہندوستانی ممبروں نے دیا تھا۔

(ب) مسٹر ایمرے قحط بنگال کے ذمہ دار نہیں۔

گو کہ اس "معتبر گواہ" کی پوزیشن یہ ہے کہ یہ شخص فوڈ ممبر ہے اور اس حیثیت سے بنگال میں بھوک سے مرنے والوں کی ذمہ داری سے اس کو کبھی بری الذمہ قرار دیا جا سکتا ہے۔ جب کہ اس شخص میں اتنی اخلاقی جرأت نہ تھی کہ یہ ملک کے مفاد میں غلہ کو بیرون ہند جانے سے روکنے کا مشورہ دیتا۔ اور اگر یہ مشورہ نہ مانا جاتا تو لاکھوں بندگان خدا کو بھوک سے مرنے سے بچانے کے لئے کونسل سے مستعفی ہوتا۔

جس شخص کا اعمالنامہ اس درجہ سیاہ ہو اس کو اپنی صفائی میں پیش کرنے کی جرأت مسٹر ایمرے ہی جیسے سیاہ قلب وزیر ہند کو ہو سکتی ہے۔

حکومت ہند کا قانون ہے کہ مسلمانوں کو مرکزی حکومت میں ۲۵ فیصدی ملازمتیں دی جائیں گی۔ لیکن اس مہاسبھائی ممبر نے حکومت کے قانون کو کس دلیری اور جرأت کے ساتھ پیروں کے نیچے کچلا ہے۔ کہ فوڈ ڈیپارٹمنٹ میں گھس کر لگانے کو مسلمان نظر نہیں آتا۔ یہ اس شخص کا اعمال ہے جس کو مسٹر ایمرے شہادت میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ ایسے ہی موقع پر دلی والے یہ ضرب المثل کہا کرتے ہیں۔

چور کے بھائی گرہ کٹ!

کانگریس ہائی کمانڈ کی گرفتاری کا جواز مسٹر سری واستوا کی شہادت سے کیونکر ہو سکتا ہے۔ جب کہ وہ خود بھی ایک ملزم ہیں۔

لیکن مسٹر سری واستو نے اس چٹھی میں یہ کیوں نہ لکھا کہ مسٹر ایمرے اور لارڈ لنلتھگو نے کانگریس ہائی کمانڈ کی گرفتاری کے لئے کتنا زور دیا تھا۔ اور جن وجوہ کی بنا پر کانگریس ہائی کمانڈ کو گرفتار کیا گیا تھا۔ وہ کتنے جھوٹے تھے۔ اگر ان پر کسی عدالت میں مقدمہ قائم کیا جاتا تو حکومت ہند کے یہ ہندوستانی وزیر عدالت کی شکل پر ثبوت پیش کرنے کی ہمت نہ رکھتے تھے۔

مسٹر ایمرے کو یہ بھی بتانا تھا کہ یہ ہندوستانی وہ ہیں جو حکومت کے خواجہ تاش تھے۔ جن کی پشت پر ہندوستان کی کوئی جماعت نہ تھی۔ ان کے انتخاب میں رائے عامہ کو مطلق دخل نہ تھا۔ یہ رائے عامہ کے سامنے جواب دہ نہ تھے ان پر ملامت کی درجنوں تجاویز پیش ہوئیں۔ اور سالانہ بجٹ ایک دفعہ بھی وائسرائے کی طاقت کا استعمال کئے بغیر کامیاب نہ کرا سکے۔

گویا یہ اس عہد کے بدترین ہندوستانی تھے۔ جن پر رائے عامہ کو مطلق اعتماد نہ تھا۔ اس لئے ان کا ہندوستانی ہونا ویسا ہی شرمناک تھا جیسا کہ کسی انگریز کا ان کی گرفتاری کے وارنٹ پر دستخط کرنا ہو سکتا ہے۔ اب خدا کا شکر ہے کہ یہ ہمارے نام نہاد ہندوستانی اصلی اور حقیقی محب وطن ہندوستانیوں کے لئے جگہ چھوڑنے والے ہیں۔

یہ ہے مسٹر ایمرے کے ہندوستانی گواہ صفائی کی پوزیشن۔ ظاہر ہے کہ ایسے گواہ صفائی کو کوئی عدالت قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہو سکتی۔ قحط بنگال اور ہندوستان میں سخت گیری کے دور کا اگر وزیر ہند ذمہ دار نہیں ہے۔ تو سری واستو صاحب کیا یہ ذمہ داری اپنی دیش بھگتی کا تاج رکھتے ہوئے خود قبول کریں گے!

نان مسلم لیگرز کی نمایندگی

مسلم لیگ نے اپنی حیات ثانیہ میں صوبائی اسمبلیوں کا الیکشن قوم پرور مسلمانوں کی امداد سے لڑا۔ سوائے یو۔پی کے کہیں کامیابی نہ ہوئی۔ سرحد میں کانگریسی حکومت قائم ہوئی۔ پنجاب میں یونینسٹوں نے قریب نہیں پھٹکنے دیا۔ بنگال میں پرجا پارٹی نے وزارت قائم کی۔ سندھ میں ملی جلی وزارت قائم ہوئی۔ آسام میں کانگریسی۔

لے دے کر یہی مسلمانوں کی اکثریت کے صوبے تھے جن میں لیگ کی نمائندگی صفر تھی۔ لیکن لیگ دس کروڑ مسلمانوں کی واحد نمائندگی کی کانگریسی وزارتوں کے خلاف مدعی ہے۔

مسٹر جناح نے جھوٹے الزام لگائے۔ اور ایک بالکل غلط رپورٹ پیرپور کمیٹی کے نام سے شائع کی۔ جس کو صدر کانگریس حضرت علامہ آزاد نے چیلنج کیا تو مسلم لیگ کے ڈکٹیٹر کو قبول کرنے کی ہمت نہ ہوئی۔ لیکن اس جھوٹ کی پوٹ کی تردید کانگریسی حکومتوں کے گورنروں نے کر کے مسٹر جناح کو لاجواب کر دیا۔

جنگ شروع ہوتے ہی کانگریسی وزرا نے مقاطعہ جنگ

کی کشمکش سامراج سے جاری جو حکومت نہ کر سکی۔ اور اسی بنیاد پر تمام کانگریسی وزارتوں نے استعفے دیدئے۔ جس پر مسٹر جناح نے "یوم نجات" منا کر اپنی پست ذہنیت کا ثبوت دیا۔ گویا یہ وزارتیں ان کی کوشش سے علیحدہ ہوئی ہیں۔ جذباتی مسلمانوں کو یہی سمجھایا گیا۔

اپریل ۱۹۴۲ء میں سر کرپس ہندوستان میں ایک اسکیم لائے۔ جس کو کانگریس نے نامنظور کیا۔ اور ہندوستان بھر کی کسی نے بھی منظور نہ کیا۔

اگست ۱۹۴۲ء میں کانگریس نے ہندوستان کی آزادی کامل کا مطالبہ کیا اور مہاتما گاندھی کو تمام اختیارات دے گئے۔ گاندھی جی نے والسرائے کو ملاقات کے لئے چٹھی لکھنی شروع کی۔ اور اسی حالت میں نہ صرف یہ کہ وہ بلکہ تمام نمایاں کانگریسی گرفتار کر لئے گئے۔ جن میں مسلمان کافی تعداد میں تھے۔

عوام میں حکومت کے اس غلط قدم سے جوش پیدا ہوا۔ اور اس جوش میں حکومت اور عوام دونوں ہی نے غلطیاں کیں۔ حماقتیں کیں۔ اور ان میں بھی کانگریسی مسلمانوں نے حصہ لیا۔ حکومت کی سخت گیری کی تائید مسلم لیگ کے اکثر مسٹر جناح نے کر کے "اسلام کی لاج" رکھ لی۔ ایک طرف اسلام کا یہ دعویٰ کہ وہ آزادی کا حامی ہے۔ مظلوم کا حامی ہے۔ دوسری طرف اسلام کے نام پر ظلم و غلامی کی حمایت اسمبلی میں سرکار کے ہاتھ مضبوط کرنا جناح صاحب جیسے اسلام اور تعلیم اسلام سے قطعاً ناآشنا مطلوب بالغضب ہی کا کام ہو سکتا ہے۔

اس عرصہ میں انقلابات ہوتے رہے۔ لیگ منسٹریاں بنیں اور ٹوٹیں۔ اور اب پوزیشن یہ ہے کہ

(۱) پنجاب۔ یونینسٹ وزارت
(۲) آسام۔ ملی جلی وزارت۔
(۳) بنگال۔ گورنر راج
(۴) سرحد۔ کانگریس منسٹری۔
(۵) سندھ۔ نام نہاد لیگی وزارت۔

یہی صوبے اسلامی اکثریت کے صوبے کہے جاتے ہیں ان ہی صوبوں کے لئے پاکستان کا مطالبہ لیگ کی جانب سے ہے۔ جہاں قانونی حیثیت سے لیگ صفر ہے۔

فرمائیے کس آئین کی رو سے لیگ کو واحد نمائندگی کا حق مل سکتا ہے؟

اب رہ جاتی ہے لیگ کی ممبر شپ۔ جس کی بنیاد پر کوئی جماعت اپنی نمائندگی کا دعویٰ کر سکتی ہے۔ لیگ کی آفیشل [redacted] کے اجلاس میں پیش ہوئی جس میں ایک لاکھ ممبران کی تعداد زیادہ سے زیادہ وصول ہونی بیان کی جاتی ہے۔ ظاہر ہے کہ جب تک تازہ اعلان لیگ کے آفیشل حلقوں سے نہ کیا جائے گا۔ اس وقت تک غیر لیگی حلقے صرف اس کے اعداد و شمار پر بحث کریں گے۔ حالانکہ یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ لیگ کے عروج کا زمانہ ختم ہو چکا۔ مسلمان لیگ کے فریب سے آگاہ ہو گئے ہیں۔ جس کا تازہ ثبوت یہ ہے کہ دہلی میں مسلمانوں کی آبادی آٹھ لاکھ ہے جس میں سال گذشتہ ۱۷ ہزار ممبر ثابت ہوئے تھے۔ اس سال ۷ ہزار ہیں جس سے یہ رائے قائم کرنے میں سہولت ہوتی ہے۔ کہ لیگ کا دور عروج ختم ہو گیا۔ اب دور زوال ہے جس کا ثبوت یہ ہے کہ اس کی ممبر شپ بھی قبول کرنے کے لئے مسلمانوں میں پہلا سا جوش نہیں رہا۔

ظاہر ہے کہ ان حالات میں لیگ کی واحد نمائندگی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ جب کہ مسلمانوں کی درجنوں آل انڈیا جماعتیں موجود ہیں۔ اور وہ مسلم لیگ کی لیڈر شپ پر کوئی اعتماد نہیں رکھتیں۔ ان کا اپنا پروگرام ہے۔ ان کا ایک نصب العین ہے۔ وہ اپنے مجوزہ پروگرام کے پیش نظر ہر صوبہ میں مصروف کار ہیں۔ اور ان کے ممبروں کی تعداد بھی کسی صورت میں مسلم لیگ کے ابتدائی ممبروں سے کم نہیں۔ ملک و ملت کا کوئی اہم مسئلہ ایسا نہیں جس کیلئے انہوں نے کام کر کے اپنی زندگی کا ثبوت نہ دیا ہو۔

ایسی صورت میں مسلم لیگ کی واحد نمائندگی کے دعوے ایک مجذوب کی بڑ سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتے۔

لیکن ایک بہت بڑی تعداد ان مسلمانوں کی ہے جو کانگریس میں شامل ہیں۔ اور اس کے جھنڈے کے نیچے شاندار قربانیاں دے چکے ہیں۔ ظاہر ہے کہ ان کی نمائندگی کا دعویٰ لیگ کو زیب نہیں دیتا۔

اور یوں بھی اصولاً لیگ کو کسی ایسی جماعت کی نمائندگی کا حق نہیں ہو سکتا جو اس کے ممبر نہیں ہیں۔ نیز ایسی صورت میں کہ لیگ کی ایک قلیل جماعت کی نمائندہ ہے۔ اس کو ان کروڑوں مسلمانوں کی نمائندگی کا حق کیوں کر دیا جا سکتا ہے۔ جن کو لیگ کی لیڈر شپ پر کوئی اعتماد نہیں۔

پھر لیگ کا یہ انوکھا انصاف دیکھئے کہ وہ ان پانچ نمائندوں کو جو مسلمان قوم کے نام پر اس کو نامزد کرتے ہیں۔ ان پانچوں میں سے ایک بھی غیر لیگی نمائندہ بھیجنے کے لئے تیار نہیں۔ حالانکہ اس کا دعویٰ تمام مسلمانوں کی نمائندگی کا ہے لیکن ریوڑیوں کی تقسیم کے وقت وہ اس روایتی اندھے کی طرح عمل کرتی ہے۔ جو صرف اپنوں ہی کو ریوڑیاں دینا جانتا ہے۔

دھوکہ دے کر پوری مسلمان قوم کے نام پر تقسیم کے وقت صرف اپنے حواریوں کو سامنے رکھو۔ دنیا میں کہیں یہ اندھیر دیکھا ہے؟

ہمیں خوشی ہے کہ دہلی میں جمعیۃ علمائے ہند کی دعوت پر مجلس احرار، مومن انصار، مسلم مجلس وغیرہ آل انڈیا جماعتوں کی ورکنگ کمیٹیوں کا ایک جلسہ ۲۷۔ جون کو ہو رہا ہے۔ توقع کی جاتی ہے کہ لیگ کے اس سامری طلسم کو توڑ کر شملہ کانفرنس میں نان لیگروں کی نمائندگی پر زور دیا جائے گا۔

ہمیں افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ مذکورہ جلسہ جس کو اب سے بہت پہلے ہونا چاہیئے تھا۔ اور اگر یہ وقت گزر چکا ہے، لیکن شملہ کانفرنس پر قوم پرور مسلمانوں کے اس اجتماع کا اثر یقینی طور سے پڑے گا۔

ہماری رائے میں یہ جلسہ مسلم مجلس کو طلب کرنا چاہیئے تھا۔ لیکن مسلم مجلس کے کام کی رفتار توقع سے بھی زیادہ سست ہے۔ اس لئے جمعیۃ علماء ہند کو یہ قدم اٹھانا پڑا۔

بہر حال ہمیں اس جلسہ سے کچھ زیادہ توقعات نہیں ہیں۔ کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ لیگ کے عروج میں جمعیۃ علماء کا ہاتھ ہے۔ لیگ کے دعوائے واحد نمائندگی کو مذکورہ جماعتوں نے چیلنج نہ کر کے اور لیگ کا مقابلہ نہ کر کے انتہائی بزدلی کا ثبوت دیا جس کا نتیجہ یہ ہے کہ قوم پرور مسلمانوں کا عدم وجود برابر ہے۔

اگر یہ جماعتیں لیگ کی تردید اتنی ہی کرتیں جتنی ضرورت لے کی تھی تو آج مسلمانوں کی لیڈرشپ لیگ کے رجعت پسند لیڈروں کے ہاتھ میں نہ ہوتی جس کے ذمہ دار خود قوم پرور مسلمان ہیں۔

مسٹر سمپورنانند کا عذر گناہ

مسٹر سمپورنانند جو اسکولوں کی ماسٹری کرتے کرتے کانگریس کے طفیل ایک دم وزیر تعلیم بن گئے لیکن اپنی فرقہ وارانہ سرگرمیوں اور اردو کش پالیسی کی وجہ سے کانگریس کے لئے سب سے بڑی لعنت بن گئے ہیں اپنے ایک تازہ بیان میں عذر گناہ کرتے ہیں۔

میں یہ تسلیم نہیں کرتا کہ اردو اس مفہوم میں ایک منفرد اور غیر محتاج زبان ہے جس مفہوم میں مرہٹی، تامل اور پشتو دیا جس ہیں تاہم اس کا مطلب یہ نہیں کہ میں اردو زبان کی ہستی کو تسلیم نہیں کرتا۔ میرے نقطۂ نگاہ سے اردو ہندوستانی [illegible]

ایک اسلوب ہے۔

میں ہندوستانی کے اس مفہوم کا مخالف ہوں جس مفہوم میں اس لفظ کو کانگریس کی قرارداد میں استعمال کیا گیا ہے۔ اور جس کی طرف ان حضرات کی جانب سے بار بار حوالے دیے جاتے ہیں جنھوں نے غالباً اسے پڑھنے کی زحمت گوارا نہیں کی۔ میں ہر وقت انگریزی زبان پر ہندوستانی زبان کو ترجیح دوں گا کانگریس کی قرارداد میں ہندی اور اردو دونوں کو مشترکہ طور پر ہندوستانی کہہ کر الفاظ کے استعمال میں کفایت کی کوشش کی گئی ہے نیز ہمارا تمام تر مقصود یہ ہے کہ ہندوستان کی قومی زبان کو اپنے شعور کے اعتبار سے ہندوستانی ہونا چاہیئے۔

میں ان کے اس بیان کو دفع الوقتی اور مہاتما گاندھی کی تجاویز، قوم پرور مسلمانوں کی کرتا [illegible] کا نتیجہ سمجھتا ہوں۔ اور ممکن ہے کہ وہ اپنے نااہلی اور ہٹ دھرمی ہونے کا ثبوت دیتے ہوئے اردو کے حامیوں کو فریب دینا چاہتے ہوں جو ان کو کانگریس سے نکالے بغیر دم نہیں لیں گے۔

اس لئے کسی اردو کے حامی کو سمپورنانند کے اس گمراہ کن بیان سے دھوکہ میں نہیں آنا چاہیئے۔ یہ شخص انتہا درجہ کا عیار ہے۔ اس کی سرگرمیوں سے زیادہ سے زیادہ باخبر رہنا چاہیئے۔ اور اس کو کانگریس سے نکالے بغیر دم نہیں لینا چاہیئے۔

جن

خریدار صاحبان کی میعاد خریداری اس مہینہ میں ختم ہو رہی ہے ان

ایک آپ بھی ہیں۔ اور آپ کا نمبر خریداری .... ہے

اگر آپ سال آئندہ کے لئے خریدار رہنا چاہیں تو کم سے کم دو نئے خریدار فراہم کیجئے۔ اور سب کی قیمت آج ہی دفتر رسالہ جن دہلی کو روانہ کر دیجئے۔ اور اگر خدانخواستہ کسی وجہ سے آپ سال آئندہ کے لئے خریدار رہنا پسند نہ کریں تو براہ کرم ایک پوسٹ کارڈ منیجر رسالہ جن کے نام لکھ دیجئے کہ سال آئندہ کے لئے خریداری منظور نہیں۔ آپ کے اس کارڈ کے وصول ہو جانے پر آپ کا نام رجسٹر خریداران سے بصد افسوس خارج کر دیا جائے گا۔ اور اگر آپ نے منی آرڈر بھیجا یا عدم خریداری کا خط لکھا تو [illegible]

احکام القرآن

(قرانی احکام پر ایک لاجواب کتاب جو حضرت [illegible] کے لئے لکھی گئی)

از حضرت علامہ آغا رفیق صاحب بلند شہری

(گذشتہ سے پیوستہ)

۱۵۰

جنگ کی تیاریوں کا مسئلہ

ولا یحسبن الذین کفروا سبقوا انھم لا یعجزون واعدوا لھم ما استطعتم من قوۃ ومن رباط الخیل ترھبون بہ عدو اللہ وعدوکم وآخرین من دونھم لا تعلمونھم اللہ یعلمھم وما تنفقوا من شیء فی سبیل اللہ یوف الیکم وانتم لا تظلمون وان جنحوا للسلم فاجنح لھا وتوکل علی اللہ انہ ھو السمیع العلیم

کفار یہ نہ سمجھیں کہ وہ نکل گئے۔ ہرگز ہم کو ہرا نہیں سکتے۔ مسلمانو! جہاں تک ممکن ہو جیسی قوت سے اور گھوڑوں کے باندھنے سے کافروں سے مقابلہ کے لئے ساز و سامان مہیا رکھو۔ اس طرح تم اللہ کے دشمن۔ اپنے دشمن اور ان کے علاوہ دوسروں پر اپنی دھاک بٹھائے رکھو گے۔ [illegible] جنہیں اللہ ان کو جانتا ہے۔ اللہ کی راہ میں [illegible] تم خرچ کروگے [illegible] تم کو پورا دیا جائے گا تمہاری حق تلفی نہ ہوگی [illegible] اگر [illegible] صلح کی طرف جھکیں تو تم بھی جھک جاؤ اور اللہ پر بھروسہ رکھو وہ سب کچھ سنتا اور جانتا ہے۔

تفسیر یہ تین آیات مختلف مسائل کی جامع ہیں پہلے جملہ میں خداوند تعالیٰ نے ان مشرکین کا حال بتایا ہے جو مسلمانوں کے ہاتھوں سے جنگ کے موقع پر بھاگ کر اپنی جان بچا لیگئے تھے ان کی نسبت خداوند تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو لوگ بھاگ کر نکل گئے ہیں وہ یہ نہ سمجھیں کہ اب خداوند تعالیٰ کی گرفت سے وہ نجات پا گئے ہیں یا مسلمان ان کو دوبارہ قتل یا گرفتار کرنے سے عاجز ہیں ایک نہ ایک روز ان پر مسلمان قابو پالیں گے۔

آیات بالا سے اس موقع پر مقصود اعظم مسلمانوں کو ہر وقت کفار کے مقابلہ میں تیار رہنے کا حکم ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے کہ مسلمانو! جن لوگوں نے نقض عہد کیا ہے۔ یا جو کافر تمہارے ہاتھوں سے نکل کر بھاگ گئے ہیں یا آئندہ کافروں سے مقابلہ کے لئے تم ہر وقت تیار رہو جسقدر تیاری تم سے ممکن ہو یعنی جسقدر تم اپنی جسمانی طاقت کو بڑھا سکتے بڑھاؤ اور جسقدر ساز و سامان جنگ یعنی گھوڑوں اور ہتھیاروں کو فراہم کرسکتے ہو فراہم کرو تاکہ تمہاری تیاریوں سے دشمنوں پر تمہاری دھاک قائم رہے اور منافقوں پر بھی جن سے تم واقف نہیں ہو تمہارا رعب قائم رہے۔ [illegible] کو حکم دیا ہے ایک تو پرہیزگاری کے لئے [illegible] ساز و سامان جنگ تیاری کیلئے [illegible] سے یہ معلوم ہوا کہ [illegible] مسلمانوں کو ہمیشہ [illegible] رہنے کی ضرورت ہے۔ [illegible] وان جنحوا للسلم [illegible] یہ ہے کہ اگر کفار صلح کرنی چاہیں تو [illegible] تم بھی ان سے صلح پر آمادہ ہو جاؤ اور خدا پر بھروسہ رکھو یعنی صلح میں اس امر کا اندیشہ [illegible] میں پیدا نہ ہونے دو کہ کفار دغا فریب کریں گے اس لئے کہ خداوند تعالیٰ [illegible] کے مکر سے محفوظ رکھنے والا ہے اور سب کچھ سنتا اور جانتا ہے [illegible] جملہ سے یہ معلوم ہوا کہ اگر [illegible] کفار سے مصالحت کو مسلمانوں کے حق میں مفید خیال کرے تو خدا کے ارشاد کے مطابق صلح کر سکتا ہے۔

۱۵۱

کفار کی تعداد زیادہ ہو تب بھی مسلمانوں کو لڑنا چاہیئے

یا ایھا النبی حرض المؤمنین علی القتال ان یکن منکم عشرون صابرون یغلبوا مائتین وان یکن منکم مائۃ یغلبوا الفا من الذین کفروا بانھم قوم لا یفقھون الئن خفف اللہ عنکم وعلم ان فیکم ضعفا فان یکن منکم مائۃ صابرۃ یغلبوا مائتین وان یکن منکم الف یغلبوا الفین باذن اللہ واللہ مع الصابرین

[illegible] تو مومنین کو لڑائی پر آمادہ [illegible] اگر [illegible] قدم رہیں گے تو وہ دو سو کافروں پر غالب [illegible] گے [illegible] تم مسلمانوں میں سے اگر [illegible] تو ایک ہزار [illegible] غالب آئیں گے [illegible] اس لئے کہ یہ کفار [illegible] تیرت نہیں رکھتے۔ مسلمانو! اب اللہ نے تخفیف کر دی اس نے [illegible] کہ تم میں کمزوری ہے۔ اب اگر تم میں سے ایک سو ثابت قدم رہیں گے تو وہ دو سو پر غالب آئیں گے اور اگر تم میں ایک ہزار ہوں گے تو اللہ کے حکم سے دو ہزار پر غالب آئیں گے اللہ صابروں کے ساتھ ہے

تفسیر [illegible] مفسرین کا بیان ہے کہ ان تینوں آیتوں میں سے پہلی دو آیتوں کا حکم تیسری آیت سے منسوخ ہو گیا ہے آیت کے پہلے جملہ میں مومنین کو قتال پر ابھارنے کا حکم دیا گیا ہے اور فقہاء کے نزدیک قتال [illegible] کا ذکر بھی تحریض میں شامل ہے۔ اس کے بعد یہ بتایا گیا ہے کہ اگر بیس مسلمانوں کے مقابلہ پر دس گنا کافر بھی ہوں گے تو مسلمان ان پر غالب آئیں گے اصل وجہ یہ بتائی ہے کہ کافر ایک جاہل قوم ہے [illegible]

پیش نظر ہوتا ہے اور صرف دین کی مدد کا خیال ہوتا ہے، ایسے ہیں کہ وہ اپنے سے دس گنا زیادہ کے ساتھ لڑتے ہیں یہی اجر و ثواب کے مستحق ہیں اور اگر یہ دکھ بھی امید وار رہتے ہیں کہ اللہ ان کو فتح دے تو ابھی کا فیصلہ ان پر آسان ہو جاتا ہے۔

تیسری آیت میں یہ بتایا گیا ہے کہ جب خدا نے یہ دیکھا کہ مسلمانوں میں کمزوری پیدا ہو گئی ہے تو دس سے مقابلہ کی تعداد میں تخفیف کر دی اور صرف مسلمانوں کو کفار کی دگنی تعداد سے مقابلہ کرنا چاہئے۔

علماء اور فقہاء کہتے ہیں کہ ابتدائے اسلام میں مسلمانوں کا اپنی طاقت سے دس گنا زیادہ کافروں کی طاقت سے مقابلہ واجب تھا اور ان کے مقابلہ سے بھاگنا ممنوع و حرام تھا۔ لیکن پھر خدا نے مسلمانوں کی کمزوری محسوس کرکے یہ حکم دیا کہ وہ کافروں کی دگنی طاقت سے مقابلہ کر سکتے ہیں یعنی اگر دشمن کی تعداد دگنی ہو تو مسلمانوں کا ان کے مقابلہ سے بھاگنا حرام و ممنوع ہے۔

آیت کے معنی اگر یہ کہے جائیں کہ ابتدائے اسلام میں چونکہ مسلمانوں کی تعداد تھوڑی تھی اور استقلال و ثابت قدمی انتہا درجہ کی تھی خدا نے مسلمانوں کو یہ حکم دیا تھا کہ وہ اپنے سے دس گنی طاقت سے مقابلہ کریں اور جب مسلمانوں کی تعداد زیادہ ہو گئی تو خدا نے اپنے فضل و کرم سے اور پھر مسلمانوں کی جسمانی و روحانی طاقتوں میں کچھ ضعف پیدا ہو جانے کے سبب سے تعداد میں تخفیف کر دی اور دگنے کافروں تک سے مقابلہ کا حکم دیا یعنی اگر کافر دگنے ہوں تو مسلمانوں کو ان کے مقابلہ سے بھاگنا حرام و ممنوع ہے۔

۱۵۲

اسیران جنگ کے قتل اور فدیہ کا بیان

ما کان لنبی ان یکون له اسریٰ حتیٰ یثخن فی الارض تریدون عرض الدنیا واللّٰہ یرید الآخرۃ واللّٰہ عزیز حکیم۔ لولا کتاب من اللّٰہ سبق لمسکم فیما اخذتم عذاب عظیم فکلوا مما غنمتم حلالاً طیباً واتقوا اللّٰہ ان اللّٰہ غفور رحیم	نبی کے پاس اس وقت تک قیدیوں کا رہنا مناسب نہیں جب تک وہ ملک میں اچھی طرح خونریزی نہ کر لے تم دنیا کا مال چاہتے ہو اور اللہ آخرت کا ثواب چاہتا ہے اور اللہ زبردست حکیم ہے اور اگر اللہ کا حکم تحریر شدہ نہ ہوتا جو تم نے فدیہ میں لیا اس کے بدلے میں تم پر عذاب عظیم ہوتا۔ مال غنیمت جو تم نے لیا ہے حلال پاک سمجھ کر کھاؤ اور اللہ سے ڈرتے رہو وہ بخشنے والا مہربان ہے۔

تفسیر ان تین آیات میں سے پہلی آیات ان ستر کفار قریش کی بابت نازل ہوئیں جو جنگ بدر میں گرفتار ہوئے تھے حضورؐ نے ان قیدیوں کی بابت صحابہؓ سے مشورہ فرمایا۔ حضرت ابو بکرؓ نے عرض کیا "یا رسول اللہ یہ لوگ آپ کی قوم اور آپ کے خاندان کے ہیں ان سے فدیہ لے کر چھوڑ دیجئے ممکن ہے آئندہ یہ اسلام قبول کر لیں" حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ان سب کو قتل کر دیجئے کیونکہ یہ کافروں کے سرغنہ ہیں۔ حضورؐ نے یہ مشورہ سن کر فرمایا کہ خداوند تعالیٰ بعض آدمیوں کے قلوب کو اتنا نرم کر دیتا ہے کہ وہ دودھ سے زیادہ نرم ہو جاتے ہیں اور بعض قلوب کو اتنا سخت کر دیتا ہے کہ وہ پتھر کی مانند ہو جاتے ہیں۔ ابو بکرؓ تم ابراہیم (پیغمبر) کی طرح ہو جنہوں نے یہ فرمایا تھا کہ جو شخص میری اطاعت کرے گا وہ میرا ہے اور جو نافرمانی کرے گا تو خداوند تعالیٰ غفور رحیم ہے اور عمرؓ تم نوح کی مثل ہو جنہوں نے خدا سے یہ عرض کیا تھا کہ اے میرے پروردگار زمین پر ان کافروں میں سے کسی کو زندہ چلتا پھرتا نہ چھوڑ۔ اس کے بعد حضورؐ نے فرمایا تم کو اختیار ہے چاہو ان کو قتل کر ڈالو اور چاہو ان کا فدیہ لے لو۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم فدیہ لیں گے۔ چنانچہ ان تمام قیدیوں سے فدیہ لیا اور رہا کر دیا گیا اس پر یہ آیات نازل ہوئیں اور خدا نے بتایا کہ نبی کی یہ شان نہیں ہے کہ وہ زر فدیہ لیکر قیدیوں کو چھوڑ دے جب تک کہ کفار کو خوب قتل نہ کر دیا جائے تم لوگ (یعنی حضورؐ کو فدیہ لینے کا مشورہ دینے والے) دنیا کا مال چاہتے ہو اور اللہ تمہارے لئے آخرت کا ثواب چاہتا ہے یعنی منکرین توحید کے قتل کا ثواب۔ اور فدیہ کا فیصلہ تم نے جو کیا ہے وہ تمہاری اجتہادی غلطی ہے اور اجتہادی غلطی کو پہلے معاف کر چکا ہے اللہ تمہارا رب اس جرم کو معاف کرتا ہے اگر تمہاری یہ غلطی اجتہادی نہ ہوتی تو جو زر فدیہ تم نے لیا ہے اس پر تم کو سخت عذاب ہوتا۔

بعض مفسرین نے لولا کتاب من اللہ سبق کے معنی یہ کئے ہیں کہ اگر خداوند تعالیٰ قرآن میں جنگ بدر کے جنتی ہونے کا فیصلہ پہلے سے نہ کر چکا ہوتا تو بیشک تم کو اس زر فدیہ پر عذاب دیا۔ آیت کے اس جملہ سے اجتہاد کا جواز نکلتا ہے اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ مجتہد کی اجتہادی غلطی قابل مواخذہ نہیں ہے۔

احادیث میں آیا ہے کہ جب یہ آیات نازل ہوئیں تو حضرت عمرؓ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے دیکھا تو حضرت ابو بکرؓ اور حضورؐ دونوں رو رہے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ گریہ کا کیا سبب ہے؟ حضورؐ نے فرمایا کہ میں اپنے دوستوں کے مشورہ پر رو رہا ہوں کہ انہوں نے زر فدیہ قبول کرکے عذاب کا استحقاق پیدا کر لیا تھا۔

تیسری آیت مال غنیمت کے حلال و پاک ہونے کے بیان میں ہے یہاں مال غنیمت سے مراد وہی زر فدیہ ہے جو اسیران جنگ سے لیا گیا تھا۔

جمہور علماء کی رائے یہ ہے کہ آیت میں وجوب قتل کا حکم ابتدائے اسلام کا حکم ہے اس کے بعد خداوند تعالیٰ نے اسیران جنگ کو قتل کرنے یا زر فدیہ لینے کا اختیار امام کو سپرد کر دیا تھا سورہ محمدؐ میں اس کا ذکر کیا جائے گا۔

۱۵۳

ہجرت میں وراثت کے حق کی تبدیلی کی

ان الذین آمنوا وھاجروا وجاھدوا باموالھم وانفسھم	ایمان لانے والے، ہجرت کرنے والے اپنے مالوں اور جانوں سے اللہ کی

فی سبیل اللہ والذین آووا و نصروا اولئک بعضھم اولیاء بعض ۔ والذین آمنوا ولم یھاجروا ما لکم من ولایتھم من شئ حتی یھاجروا وان استنصروکم فی الدین فعلیکم النصر الا علی قوم بینکم وبینھم میثاق واللہ بما تعملون بصیر

راہ میں جہاد کرنے والے [illegible] کو جگہ دینے والے اور ان کی مدد کرنے والے یہی لوگ ایک دوسرے کے وارث ہوں گے جو مومن [illegible] نے ہجرت نہیں کی ہے تم سے ان کی وراثت سے جبتک کہ وہ ہجرت نہ کریں کوئی تعلق نہیں ہے ہاں اگر دین میں وہ تم سے طالب امداد ہوں تو تم کو ان کی مدد کرنا لازم ہے مگر اس قوم کے مقابلہ میں نہیں جس سے تمہارا عہد صلح ہو۔ اللہ تمہارے اعمال دیکھتا ہے

تفسیر آیت کا مطلب یہ ہے کہ مہاجرین و انصار ایک دوسرے کے وارث ہیں اور جو مسلمان ہجرت کر کے [illegible] ان کے وارث وہ مسلمان نہیں ہو سکتے جو ہجرت کر گئے [illegible] یہ حکم ابتدائے اسلام کے [illegible] ہیں اس کے بعد ذوی الارحام کی وراثت کے احکام نازل ہوئے اور ہجرت میراث کا سبب نہ رہا جیسا کہ سورہ [illegible] میں بیان کیا جائے گا۔

اگر آیت کے معنی یہ کئے جائیں کہ بعضھم اولیاء بعض سے مراد ولایت نصرت ہے تو اس کو منسوخ کہنے کی ضرورت پیش نہ آئے گی۔

مختصر یہ کہ [illegible] وراثت کا سبب [illegible] ہے ہجرت اور نصرت نہیں

سورۂ براۃ کے مسائل واحکام

۱۵۴

مشرکوں کو قتل کرو جبتک وہ توبہ نہ کریں

فاذا انسلخ الاشھر الحرام فاقتلوا المشرکین حیث وجدتموھم وخذوھم واحصروھم واقعدوا لھم کل مرصد فان تابوا واقاموا الصلوٰۃ وآتوا الزکوٰۃ فخلوا سبیلھم ان اللہ غفور رحیم ○

جب ماہ ہائے حرام (ذیقعد۔ ذی الحجہ محرم) ختم ہو جائیں تو جہاں پاؤ مشرکوں کو قتل کرو۔ ان کو پکڑ لو۔ اسیر کرو اور ان کی تاک میں کمین گاہوں میں بیٹھو۔ پھر اگر وہ لوگ توبہ کریں نماز پڑھیں زکوٰۃ دیں تو ان سے تعرض نہ کرو بے شک اللہ غفور و رحیم ہے

تفسیر مفسرین کا بیان ہے کہ یہ آیت ان مشرکوں عرب کا فرد ایک بابتہ ہے جن سے حضور نے کوئی معاہدہ نہیں کیا تھا۔ اس آیت میں جو ماہ شوال میں نازل ہوئی تھی خداوند تعالیٰ نے کفار کو صرف چار ماہ کی مہلت دی اور یہ حکم دیا کہ جب حرمت کے مہینے گزر جائیں تو اے محمد یا اے مسلمانو تم مشرکوں کو جہاں پاؤ قتل کر ڈالو۔ یا ان پر غلبہ حاصل کر کے ان کو اپنا محکوم بنا لو یا ان کا اقتدار بالکل ختم کر دو۔

بعض مفسرین نے اس آیت کو منسوخ مانا ہے لیکن اس کا ناسخ [illegible]

یہ صحیح نہیں کہ سورہ براۃ سب سے آخر میں نازل ہوئی ہے [illegible] پر غور کرنے سے واضح ہوتا ہے کہ اس کو منسوخ ماننے کی ضرورت [illegible] ہے اس آیت [illegible] ان لوگوں کو جن سے معاہدہ ہو چکا تھا یا جنھوں نے مسلمانوں کی پناہ مدۃ معین تک کیلئے حاصل کر رکھی تھی ان کو مدت معاہدہ تک [illegible] دیا گیا ہے اور مسلمانوں کو بتایا گیا ہے کہ اس مدۃ میں معاہدہ قوانین کے خلاف [illegible] اور جب اشہر حرم یعنی مدت معاہدہ گذر جائے تو [illegible] مشرکوں [illegible] ممکن ہو اپنے ماتحت لے آؤ۔

[illegible] بعض مفسرین نے یہ مسئلہ نکالا ہے کہ تارک صلوٰۃ و مانع زکوٰۃ [illegible] کی طرح سمجھا جانا چاہئے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کا مسلک اس مسئلہ میں معلوم نہیں ہو البتہ کتب فقہ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اگر شہر کے تمام مسلمان نماز کو ترک کر دیں اور زکوٰۃ ادا کرنے سے انکار کریں تو امام وقت کو ان سے جنگ کرنی [illegible] لیکن اکثر علماء کی رائے یہ ہے کہ سزا خداوند تعالیٰ سے بروز قیامت کے متعلق [illegible]

الا الذین یصلون الی قوم بینکم وبینھم میثاق او جاؤکم حصرت صدورھم ان یقاتلوکم او یقاتلوا قومھم ولو شاء اللہ لسلطھم علیکم فلقاتلوکم فان اعتزلوکم فلم یقاتلوکم والقوا الیکم السلم فما جعل اللہ لکم علیھم سبیلا ○

[illegible] جن سے تمہارا معاہدہ ہے [illegible] یا تمہارے پاس [illegible] آئیں کہ ان کے [illegible] تم سے یا اپنی قوم سے لڑنا نہ چاہتے [illegible] اور اگر اللہ چاہتا تو ان کو تم پر مسلط کر دیتا اور وہ تم سے ضرور لڑتے اگر [illegible] تم سے کنارہ کشی کریں اور تم سے نہ لڑیں اور تمہارے ساتھ صلح [illegible] تو اللہ نے ان [illegible] کوئی راہ نہیں نکالی ہے۔

[illegible] سے قتال ناجائز ہے مختصر یہ کہ [illegible] آیت [illegible] ہوا کہ اس کے نزول کے بعد مشرکین عرب سے صرف ایک ہی معاہدہ تھا یعنی قبول اسلام اس کے سوا کچھ اور نہیں۔

ادبِ نبوی صلعم

(حضور سرورِ کائنات کی سیاسی، اخلاقی، معاشرتی تعلیم پر ایک اجمالی نظر)

(از حضرت علامہ آغا رفیق صاحب)

(گذشتہ سے پیوستہ)

حضورؐ نے اون کے سامنے چند کلمات پیش کئے اور فرمایا کہ اگر صبح و شام تم ان کو پڑھ لیا کرو تو تمہارا رنج و غم دور ہو جائے گا اور قرض بھی ادا ہو جائے گا جس نے تم کو فکر مند بنا رکھا ہے تمہاری راحت اور سکون کو ختم کر دیا ہے اور تمہارے عیش کو مکدر کر دیا ہے۔ ابو امامہ نے یہ سنکر عرض کیا کہ یا رسول اللہ! مجھ کو یہ کلمات سکھا دیجئے۔ حضورؐ نے ان کو وہ دعا سکھا دی جس میں آٹھ باتوں سے پناہ طلب کی گئی ہے اور وہ یہ ہیں۔

پہلی ... دوسری چیز جس سے پناہ طلب کی گئی ہے ہم (فکر) اور حزن (غم) ہے۔ فکر اور قلق ان امور پر ہوا کرتا ہے جو پیش آنے والے ہوتے ہیں اور انسان اون کی بھلائی کا متوقع ہوتا ہے یا ان کے خطرات سے خائف ہوتا ہے مثلاً مدرسہ کا ... امتحان کا وقت قریب آجانے سے ... پر سوار ہو جاتا ہے اور ... فکر کا پہرہ لگ جاتا ہے یعنی وہ امتحان میں کامیابی یا ناکامی کے تردد میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ امتحان کی مشکلات اور مصائب اس کے پیش نظر رہتے ہیں۔

جو لوگ گذشتہ سال کے امتحان میں کامیاب ... ناکام ہو چکے ہیں ان کی قلبی حالت خیال میں پھرتی رہتی ہے۔ اپنی ناکامی کا خیال اور اس کے نتائج اسکو پریشان کئے رہتے ہیں ... کرنے کے مسائل و ذرائع کی تلاش ... سرگرداں رہتا ہے۔ مختصر یہ کہ اس قسم کے افکار و تردد میں وہ اپنے وقت کو ضائع کرتا ہے اور روز بروز اس کے افکار و تردد میں اضافہ ہوتا رہتا ہے حالانکہ اس کا فرض یہ ہونا چاہئے کہ وہ اپنے وقت کا ... حصہ مطالعہ کتب میں صرف کرے۔ خواندگی پر پوری توجہ ... اور آنے والے امتحان کے لئے ... استقلال سے پوری تیاریاں کرے ... نیت کے ساتھ امتحان دے اور نتیجہ کو خدا پر چھوڑ دے اس لئے کہ وہ اس امر کا اعتقاد رکھتا ہے کہ خدا کسی محنت یا عمل کو ضائع نہیں کرتا۔ مثلاً وہ شخص جس کا مقدمہ کسی عدالت میں پیش ہو کر وہ مقدمہ کے نامناسب نتائج سے اکثر رنج و غم اور فکر و تردد میں مبتلا رہتا ہے اور کبھی اس کے دل میں یہ خطرہ بھی پیدا ہوتا ہے کہ کہیں حاکم دوسرے فریق کے حق میں فیصلہ نہ کر دے۔ اور یہ خطرہ اس کے افکار و تردد کو بہت بڑھا دیتا ہے اور بعض اوقات اس خطرے سے وہ اسقدر مضطرب و پریشان ہو جاتا ہے کہ اس کے اضطراب و قلق کا دوسروں کو علم ہو جاتا ہے۔ صرف یہی نہیں بلکہ اس خطرے سے اس کی ہمت ٹوٹ جاتی ہے اور وہ مقدمہ کو کامیاب و سرسبز بنانے کی تدبیروں سے دست کش ہو جاتا ہے۔ حالانکہ اس کا فرض یہ ہونا چاہئے کہ وہ فکر و تردد کو پاس نہ آنے دے غیر متوقع نتائج کا خیال اپنے دل و دماغ میں پیدا نہ ہونے دے اور پوری طمانیت کے ساتھ مقدمہ کو کامیاب اور سرسبز بنانے کی تدبیر میں مشغول رہے یعنی مقدمہ کی پیروی کے لئے بہترین وکیل انتخاب کرے جو قابلیت کے ساتھ دلائل و براہین سے اس کے حق کو ثابت کر سکے۔ یا اسکی طرف سے مدافعت کر سکے ایسے دلائل و براہین کو بہم پہنچائے کہ عدالت اس کے حق کو ... تسلیم کرے یہ نہیں ہونا چاہئے کہ فکر و تردد میں مبتلا رہے۔ دل و دماغ اور ہاتھ پاؤں سے کام نہ لے اور فریق مخالف کو مطلق العنان چھوڑ دے کہ وہ موقع سے فائدہ اٹھائے اور اپنی تدبیروں اور مکر و فریب سے اس کو مصیبت میں مبتلا کرے۔

یہی کیفیت ان تمام لوگوں کی ہے جو کاروبار اور محنت میں امیدیں باندھے بیٹھے رہتے ہیں اور زبانی جمع خرچ جاری رہتا ہے لیکن عمل اور تدبیر سے کام نہیں لیتے۔ نہ خطرات اور نقصانات کی پروا ان کو ہوتی ہے اور نہ مصائب و مشکلات کی۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان کی امیدیں پوری نہیں ہوتی اور کاروبار میں اتنی کامیابی نہیں ہوتی جس کے وہ متوقع ہوتے ہیں۔

فکر و تردد اور رنج و غم چونکہ وقت کو ضائع کرتا ہے اور انسان کی ہمتوں کو اتنا پست کر دیتا ہے کہ وہ مفید تدبیروں کو بھی اختیار نہیں کرتا اس لئے حضورؐ نے فکر و تردد اور رنج و غم کو ایک بلا سے تعبیر کیا ہے اور اس سے پناہ مانگی ہے اور خداوند تعالیٰ نے بھی ہم کو ان الفاظ سے اس سے منع فرمایا ہے۔

لا تہنوا ولا تحزنوا — تم سست اور غمگین نہ ہو

اور اپنے رسولؐ کے ایک واقعہ میں یہ جملہ نقل کیا ہے۔

لا تحزن ان اللہ معنا — غمگین نہ ہو اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

رنج و غم اگر فوت یا ضائع شدہ چیز کو واپس لایا کرتا یا مصیبت و بلا کو دفع کر دیا کرتا تو البتہ رنج و غم مناسب و موزوں تھا لیکن یہاں نہیں ہوتا۔ بلکہ رنج و غم اور فکر و تردد وقت کو ضائع کرتا ہے ... کے حکم پر اظہار غیظ و غضب ہوتا ہے۔ ایک بیکار شغل کا مظاہرہ ہوتا ہے اور سب سے بڑی بات یہ کہ غفلت و سستی یا فکر و تردد انسان کو اسقدر پست ہمت و درماندہ بنا دیتا ہے کہ انسان مصیبت و بلا کو دفع کرنے کی تدبیریں نہیں کرتا اور بت کی طرح ساکن بیٹھا رہتا ہے یہی وجہ ہے حضورؐ نے سستی و غفلت فکر و تردد اور رنج و غم سے پناہ مانگی ہے۔

مومن کی شان یہ ہے کہ وہ مشکلات و مصائب کا صبر و استقامت سے مقابلہ کرے اپنے اور دوسروں کے حوادث کو پیش نظر رکھے۔ مشکلات سے دفع مصائب اور تلافی نقصانات کی کوشش کرے اور ہر وقت اور

مصیبت کے اوقات میں ثبات کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹے تاکہ مشکلات و مصائب میں ہمت نہ ہارے۔ حضرت نے خوب فرمایا ہے کہ لا یلدغ المؤمن من جحر واحد مرتین مومن کو ایک سوراخ سے دو مرتبہ نہیں کاٹا جا سکتا۔

خداوند تعالیٰ کی عادت ہے کہ وہ انسانوں کو مصائب و مشکلات سے آزماتا ہے تاکہ اس آزمائش میں وہ خبیث و شریر کو صالح اور متقی سے تمیز کرسکے اور یہ معلوم کرسکے کہ کون قوی ہمت، راسخ الاعتقاد، اور صابر و مستقیم ہے اور کون پست ہمت، متزلزل العقیدہ اور بے صبر ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے

ولنبلونکم بشیء من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات وبشر الصابرین	ہم تمہیں تھوڑے سے خوف اور بھوک اور مال و جان اور میوہ جات کے نقصان سے آزمائیں گے اے پیغمبر تم صابروں کو بشارت دیدو۔

دوسری جگہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے۔

احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا آمنا وهم لا یفتنون ولقد فتنا الذین من قبلهم فلیعلمن الله الذین صدقوا ولیعلمن الکاذبین	کیا لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ یہ کہکر کہ ہم مومن ہیں چھوٹ جائیں گے اور ان کی آزمائش نہ ہوگی ان سے پہلے جو گذرے ہیں انہیں بھی ہم نے آزمایا تھا اللہ ضرور جان لے گا کہ کون سچے ہیں اور ضرور جان لیگا کہ کون جھوٹے ہیں۔

تیسری اور چوتھی بات جن سے حضور نے پناہ مانگی ہے عجز اور کسل ہے عجز کے معنے ہیں عاجز ہونا یعنی کسی چیز پر قادر نہ ہونا اور کسل کے معنی ہیں قدرت رکھنے کے باوجود کام نہ کرنا یعنی سستی و غفلت اختیار کرنا۔

یہ بات ظاہر اور واضح ہے کہ عمل اور جد و جہد ہی سے انسان دنیوی زندگی میں عظمت و عزت حاصل کرتا ہے اور آخرت بھی عمل اور جد و جہد ہی سے حاصل ہوتی ہے اور عجز و کسل [illegible] بدترین اشیاء بلکہ انسان کے لئے خطرناک امراض ہیں اور جو شخص ان میں مبتلا ہو جاتا ہے وہ خداوند تعالیٰ کے اس ارشاد کا مصداق ہوتا ہے۔

خسر الدنیا والآخرة ذالک هو الخسران المبین	دنیا بھی کھوئی اور آخرت بھی کھوئی یہی صریح نقصان کہا جاتا ہے۔

عجز اور درماندگی سے بچنے کا [illegible] یہ ہے مثلاً انسان کسی کام میں اتنی محنت و مشقت نہ کرے کہ اس کی توجہ اور عمل کا جوش فنا ہو جائے۔ یا ایسے اوقات میں اپنے آپ کو نہ تھکائے کہ اس کے اعضاء جسم کو نقصان پہونچ جائے۔ یا ان کاموں میں اپنے آپ کو شریک نہ کرے جو اس کی طاقت کو ختم کرکے اس کو بیکار کردیں کہ وہ پھر کوئی کام نہ کرسکے یا جس کام کو کرنا چاہے اس کو کرنے کا جوش اس میں پیدا نہ ہو یا ہمت جواب دیدے۔

جو شخص اپنی طاقت سے زیادہ کام کرتا ہے یا اتنا زیادہ کرتا ہے کہ اس کی طاقت ختم ہو جاتی ہے یا مسلسل سخت کاموں میں مشغول رہتا ہے اور کاموں کے بعد راحت و آرام حاصل نہیں کرتا یا جتنی قوت خرچ ہوئی ہے اس کو واپس دینے کے لئے مناسب طاقتور غذا استعمال نہیں کرتا وہ بیکار

سالکان طریقت

(مقالات صوفیہ کرام پر ایک اہم اور مستقل کتاب جو صرف پیشوا کے لئے لکھی گئی)

(سید عزیز حسن بقائی)

گذشتہ سے پیوستہ

۲۴۱

خدا مضطر و مجبور کی دعا کو سنتا ہے

بیان کیا جاتا ہے کہ کوفہ میں ایک شخص تھا جو بار برداری یا کرایہ پر سامان وغیرہ لیجانے اور لانے کا کام کیا کرتا تھا وہ کافی دیانتدار تھا جس پر لوگ پورا بھروسہ رکھتے تھے ایک دن وہ تنہا کہیں جا رہا تھا کہ راستے میں اسکی ملاقات ایک شخص سے ہوئی اس نے پوچھا کہ تم کہاں جا رہے ہو" باربردار نے کہا "میں فلاں شہر کی طرف جا رہا ہوں" مسافر نے کہا "اگر میں چل سکتا تو ضرور تمہارے اس شہر تک چلتا لیکن میری قوت رفتار ختم ہو چکی ہے اور مجبور ہوں۔ البتہ یہ ممکن ہے کہ تم مجھسے کرایہ لیلو اور مجھکو سواری پر بٹھا لو۔ میں تم کو ایک دینار کرایہ دوں گا" باربردار اس پر راضی ہو گیا اور ایک دینار لیکر اس کو سواری پر بٹھا لیا۔ آگے چلکر دو راستے نظر آئے مسافر نے باربردار سے کہا "کون سا راستہ ہم کو اختیار کرنا چاہئے" باربردار نے کہا "سیدھا راستہ بہتر ہوگا" مسافر نے کہا "کہ یہ دوسرا راستہ مختصر اور تمہاری سواری کے لئے سرسبز اور شاداب نہیں ہے وہ" باربردار نے کہا "میں نے یہ راستہ کبھی دیکھا نہیں ہے" بہتر ہے اسی سے چلو۔ ایک گھنٹہ کی مسافت کے بعد راستہ تنگ ہونا شروع ہوا اور پھر ایک ایسی وادی میں پہونچا جہاں بہت سی لاشیں پڑی تھیں اور دماغ پاش بد بو پھیلی ہوئی تھی باربردار نے پوچھا "شاید ہم راستہ بھول گئے اور کسی دوسری جانب نکل آئے" مسافر یہ سنکر فوراً سواری سے کود پڑا اور چھرا نکال کر باربردار پر جھپٹا تاکہ اس کو قتل کر ڈالے باربردار نے اس سے کہا "تم مجھکو قتل نہ کرو تمام سواریاں اور ان کا سامان لیلو اور مجھکو چھوڑ دو" مسافر نے کہا "نہیں خدا کی قسم ایسا نہیں ہو سکتا میں اسوقت تک تمہارے چوپایوں پر قبضہ نہیں کر سکتا جب تک تم کو قتل نہ کر لوں" باربردار نے کہا "ایسا نہ کرو میں تم کو خدا کی قسم دیکر درخواست کرتا ہوں کہ مجھکو چھوڑ دو" مسافر نے کہا "تمہارا قتل ضروری ہے یہ دوسری صورت ہے کہ تمہارے قتل سے پہلے ملک الموت میرا خاتمہ کر دے" باربردار نے کہا "اگر میرا قتل ضروری ہے تو اتنا احسان میرے ساتھ ضرور کرو کہ وضو کر کے دو رکعت نماز مجھکو پڑھ لینے دو" مسافر اس بات پر خوب ہنسا اور پھر کہا "بہتر ہے تم نماز پڑھ لو تمہاری طرح بہت کو دمیوں نے اسی طرح نماز پڑھی ہے لیکن میرے ہاتھوں سے نماز ان کو بچا کی

[illegible]

دیکھ رہے ہو ان میں سے اکثر نے تمہاری طرح نماز کی خواہش کی تھی مگر میں نے ان الفاظ کی پرواہ نہ کی۔ وضو کیا اور نماز کو کھڑا ہو گیا اور دیر تک نماز و دعا میں مشغول رہا۔ آخر یہ ڈاکو نے ڈانٹ کر کہا "تمہاری ماں مر جائے جلدی کرو" مگر باربردار کے دل میں دعا کے یہ الفاظ القا ہوئے امن یجیب المضطر اذا دعاہ ویکشف السوء اس کے بعد آسمان کی طرف دیکھا اور رو رو کر دل سے دعا کی وہ دعا میں مشغول تھا کہ ایک سوار دوڑتا ہوا آیا جس کے ہاتھ میں نیزہ تھا اور ڈاکو کے سر پر پہنچکر نیزہ سے اس پر حملہ کر دیا اور چشم زدن میں اس کو مار ڈالا۔ باربردار اس غیبی امداد کو دیکھکر سجدہ میں گر گیا اور دیر تک خدا کی پاکی بیان کرتا رہا۔ پھر اٹھکر سوار کے پاس گیا اور سوار سے پوچھا "میں اس خدا کا واسطہ دیکر جس نے میری امداد کیلئے تجھکو اس جگہ بھیجا ہے تجھ سے دریافت کرتا ہوں کہ تو کون ہے" سوار نے کہا "میں امن یجیب المضطر اذا دعاہ کا خادم و غلام ہوں۔ اب تم جہاں جانا چاہتے ہو جاؤ کوئی خوف و اندیشہ نہیں ہے"

۲۴۴

خدا کے مخلص بندوں پر شیطانی اثر نہیں ہوتا

بیان کیا جاتا ہے کہ بنو اسرائیل میں ایک ایسا خوبصورت جوان تھا جس کا جواب و مثال نہیں رکھتا تھا وہ پھیری میں ٹوکریاں بیچا کرتا تھا ایک مرتبہ وہ ایک راستہ سے گذر رہا تھا کہ بنو اسرائیل کے بادشاہ کے محل سے ایک لونڈی نکلی اور جوان یہودی پر نظر پڑتے ہی حیران کھڑی کی کھڑی رہ گئی پھر محل میں جا کر اس نے بادشاہ کی بیٹی سے کہا "میں نے ایک ایسا خوبصورت جوان دروازے کے سامنے دیکھا ہے کہ آج تک اس جیسا حسین نظر سے نہیں گزرا" بادشاہ کی بیٹی نے کہا "فوراً جاؤ اور اس کو بلا لاؤ" لونڈی باہر گئی اور یہودی جوان سے کہا "اندر محل میں چلو تم سے ٹوکریاں خریدی جائیں گے" جوان محل میں داخل ہو گیا اور محل کا پھاٹک بند کر دیا گیا وہ جیسے دروازے میں داخل ہوا وہ بھی بند کر دیا گیا اسی طرح یکے بعد دیگرے تین دروازے بند کئے گئے بادشاہ کی بیٹی کے خاص مکان میں جوان پہنچا تو شہزادی اس کے حسن و جمال کے سحر سے مسحور ہو کر رہ گئی اور اشتیاق سے اس کی طرف دیکھنے لگی۔ یہودی جوان نے کہا "عالیجاہ! جو کچھ ہو دیکھ کر خرید لیجئے" بادشاہ کی بیٹی نے کہا "میں نے تم کو خریدنے کیلئے تم کو نہیں بلایا ہے بلکہ اس لئے کہ تمہاری صحبت سے لطف و مسرت [illegible]

جوان نے کہا " خدا سے خوف کیجئے اور جیسی بدی پیدا ہونے دیجئے " بادشاہ کی بیٹی نے کہا " اگر تم ہماری خواہش کو پوری نہ کروگے تو ہم بادشاہ کو یہ خبر پہنچا دیں گے کہ تم محل میں بری نیت سے آئے ہو اور مجھ سے اپنی خواہش کو پوری کرنا چاہتے ہو " جوان نے بادشاہ کی بیٹی کو بہت سمجھایا اور خدا کے احکام سے آگاہ کیا لیکن وہ نہ مانی آخر مجبور ہو کر جوان نے کہا " اچھا وضو کرنے کیلئے مجھکو پانی دو " بادشاہ کی بیٹی نے لونڈی کو حکم دیا کہ محل کے برج پر اس کو لے جاؤ اور وضو کے لئے پانی دیدو لونڈی برج پر لے گئی جو محل کے گوشہ میں تھا اور زمین سے چالیس گز اونچا تھا منشاء یہ تھا کہ جوان محل سے نکل کر جا نہ سکے برج کے اندر وضو کرکے جوان نے خدا سے یہ دعا کی " اے اللہ! مجھ کو گناہ پر مجبور کیا جا رہا ہے ۔ میں نے ارادہ کیا ہے کہ گناہ سے بچنے کیلئے میں اپنے کو اس برج سے زمین پر گرا دوں " یہ کہکر وہ کھڑا ہو گیا اور باسم اللہ کہتا ہوا برج سے کود پڑا ایک فرشتے نے اس کی مدد کی اور اس کو زمین پر سے جاکر کھڑا کر دیا ۔ زمین پر پہونچکر جوان نے کہا اے اللہ! جس طریقے سے تو نے میرے رزق کا انتظام کیا ہے اوس میں میرے لئے برکت دے اور اگر آخرت کا اجر اس سے بہتر ہو تو مجھے دنیوی اجر کی ضرورت نہیں ۔ غیب سے آواز آئی تو نے نفسانی خواہشات پر قابو رکھکر جو صبر کیا ہے اس کے اجر میں ہم نے پچیس گنا رزق اضافہ کیا جوان نے جواب میں کہا " مجھکو دنیا میں اجر کی ضرورت نہیں اس اجر کو آخرت کیلئے ذخیرہ رکھدو [illegible] لہٰذا شیطان تجھ پر خدا کی لعنت تو نے مجھ کو [illegible] میں مبتلا کرنا چاہا [illegible]

ملفوظاتِ باقیؒ

ایک اہم محققانہ کتاب جو قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین حضرت خواجہ باقی باللہ کے ملفوظات پر تصوف کی نادر قلمی کتابوں سے ماخوذ ہے)

(از عزیز حسن بقائی)

(گذشتہ سے پیوستہ)

۳۱۹

سماعِ نغمہ

سماعِ نغمہ کا ذکر اوپر کیا جا چکا ہے حضرت خواجہ رح اس سلسلہ میں فتوحات مکیہ کا یہ بیان درج کرتے ہیں کہ شیخ (غالباً شیخ بہاء الدین رح) کے نزدیک نغمہ کا سماع ہرگز روحانی نہیں ہے یعنی اس سماع سے جو رقت اور نرم دلی پیدا ہوتی ہے اس کو روح کی نہیں طبیعت کی رقت سمجھنا چاہیے اور اس (رقت) کی حرکت کو حرکت طبیعیہ (کہا جاتا ہے) ان کے (دیکھنے میں طبیعت پیدا ہونے کے) نزدیک اس اونٹ کے درمیان جو نغمہ سے حرکت (وجد) میں آجاتا ہے اور اس سالک کے درمیان جو سماع نغمہ سے حرکت (وجد) کرنے لگتا ہے کوئی فرق نہیں ہے۔"

۳۲۰

سماعِ نغمہ بایزید بسطامی کے نزدیک

حضرت خواجہ نے سماعِ نغمہ کی نسبت بایزید بسطامی رح کا خیال یہ ظاہر کیا ہے کہ "حضرت بایزید بسطامی رح سماعِ نغمہ کو مکروہ جانتے تھے" پھر حضرت خواجہ صاحب رح نے کہا ہے کہ فتوحات مکیہ کے مصنف نے یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضؓ جو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے سردار اور قطب ہیں، سماعِ نغمہ کے قائل نہیں ہیں اور نغمہ کے ساتھ مقید سماع کو دین خاص نہیں جانتے۔

۳۲۱

طریق نفی کی دوسری قسم

حضرت خواجہ رح نے اوپر بتایا تھا کہ فنائے حقیقی کے حصول کے دو طریقے ہیں ایک طریق نفی اور دوسرا طریق اثبات پھر طریق نفی کی دو قسمیں بتائی تھیں ایک طریق کا ذکر اوپر کیا جا چکا ہے دوسرے طریق کی نسبت حضرت خواجہ رح تحریر فرماتے ہیں کہ نفی کا دوسرا طریق تمام عالم کی صورتوں سے بے شعوری (یعنی بے حسی) کا طریق ہے اس طریق کا عامل تمام جہاں کو محض خالی تصور کرتا ہے اور وحدت کا غلبہ اس کی بصیرت کو کثرت کی جانب سے اپنی طرف کھینچ لیتا ہے (اس طریق کو رفتار گذشتہ سے پہلے) چونکہ سالک کی طبیعت کی ظلمت اور اس کی آنکھوں میں [illegible] رہ چکا تھا اس لیے جب بے شعوری کی کشش قوی ہو جاتی ہے وہ اپنی صورت سے بھی بے گانہ ہو جاتا ہے۔ تو منزل مقصود سامنے نظر آنے لگتی ہے یعنی مقصد دل کا نور اس کی آنکھوں میں پیدا ہو جاتا ہے اور وہ ہر جگہ خداوند تعالیٰ ہی کو دیکھتا ہے۔ یہاں تک کہ دنیا کے خوبصورت شکلوں رنگوں اور تصویروں کو وہ کثرت سے خالی پاتا اور صرف ایک ہی جلوہ سب میں جلوہ گر پاتا ہے۔ اس کے بعد یہ کشش جس قدر قوی ہوتی جاتی ہے ہستی اور کثرت و تعلقات کے پردے اور ظلمات کم ہوتے چلے جاتے ہیں اور جس قدر فنائے حقیقی کی اس قسم یعنی اجسام عالم سے بے شعوری کا نور زیادہ لطیف ہوتا جاتا ہے اس قدر سالک کی آنکھ روشن ہوتی چلی جاتی ہے یعنی اس کی نظر اجسام و اشیاء عالم سے بے گانہ ہوتی چلی جاتی ہے۔

۳۲۲

فنائے حقیقی کی منزل مقصود

حضرت خواجہ رح تحریر فرماتے ہیں کہ فنائے جسمانی کے مقام میں جو کمال لطافت کے بعد ظہور میں آتی ہے روح اس معیت کے باعث جو روح اور بدن کے درمیان پائی جاتی ہے، سالک صرف خداوند تعالیٰ ہی کو دیکھتا ہے اور ابھی ایک حجاب روحانی وجود کا درمیان میں باقی ہے پھر جب سالک وجود روحانی کے طریق میں عروج کرتا ہے تو تمام حجابات اور نورانیت بلکہ دیدار خداوندی بھی کم ہو جاتا ہے اور وہ محو حیرت ہوتا ہے یعنی نہ تو اسے عالم نظر آتا ہے۔ نہ خلا، وہمی، نہ نور اور نہ حضور اور جب یہ حیرت کمال کر لیتی ہے تو وجود روحانی کے مراتب میں بھی فنا حاصل ہو جاتی ہے یہی حقیقی فنا ہے۔

شرح دیوان حافظؒ

از معاون ایڈیٹر

بحریست بحر عشق کہ ہیچش کنارہ نیست
آنجا جز آنکہ جان بسپارند چارہ نیست

ترجمہ :- عشق کا سمندر ایک ایسا سمندر ہے جس کا کنارہ نہیں ہے وہاں پر اس کے سوا کہ جان کو حوالہ کر دیں اور کوئی چارہ نہیں ہے۔

تشریح عشق مجازی ہو یا حقیقی ناپیدا کنار سمندر ہے اس میں جان ہی حوالے کرنے سے کام بنتا ہے اس لئے جو شخص عشق کو اختیار کرے وہ اپنی جان کو عشق ہی کے حوالے کر دے۔

آندم کہ دل بعشق دہی خوش دمے بود
در کار خیر حاجت ہیچ استخارہ نیست

ترجمہ : جس وقت تو اپنا دل عشق کے حوالہ کرتا ہے وہ بہت اچھا وقت ہوتا ہے (اس) نیک کام میں استخارہ کی ضرورت نہیں ہے۔

تشریح استخارہ کے لغوی معنی ہیں خداوند تعالیٰ سے خوبی و بہتری کی خواہش کرنا اور اصطلاح میں استخارہ غیب سے انجام کار کی بھلائی طلب کرنا ہیں۔ مطلب یہ ہوا کہ عشق ایسا نیک کام ہے جس میں استخارہ کی ضرورت نہیں۔ اگر تو عشق الٰہی اختیار کرنا چاہتا ہے تو بے تکلف اختیار کرے۔

مارا بہ منع عقل مترساں و مے بیار
کاں شحنہ در ولایت ما ہیچ کارہ نیست

ترجمہ ہم کو عقل کی مخالفت سے خوف نہ دلا اور شراب لے آ اس لئے کہ ہمارے ملک میں یہ شحنہ (کوتوال عقل) بیکار چیز ہے۔

تشریح اسلامی حکومتوں میں ممنوع و ناروا افعال کا ارتکاب روکنے کے لئے قاضی، افسر مقرر ہوتے ہیں جو آبادیوں میں گشت لگاتے اور ممنوعات کے ارتکاب کی دیکھ بھال کرتے ہیں۔ سالک کہتا ہے ہماری ولایت یعنی سلوک و طریقت میں عقل کا شحنہ بے کار چیز ہے۔ وہ اگر شراب سے لوگوں کو روکتا ہے تو روکے۔ دو ہم کو اس سے ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے ہمارا مسلک، ہمارا طریقہ عوام سے جدا گانہ ہے۔ معرفت الٰہی کی شراب لا۔ ہم کو دیدے تاکہ بے خوف ہو کر اس کے شغل میں مصروف رہیں۔

روئے تو مگر آئینہ لطف الٰہیست
حقا کہ چنین است و درین روئے و ریا نیست

ترجمہ اس کے چہرہ کو پاک آنکھ سے ہلال کی مانند دیکھ سکتے ہیں ہر ایک کی آنکھ اس ماہ پارہ کا جلوہ نہیں دیکھ سکتی۔

تشریح جس طرح ہر آنکھ پہلی تاریخ کے باریک چاند کو نہیں دیکھ سکتی اور صرف وہی آنکھ دیکھ سکتی ہے۔ جو بالکل روشن ہو اسی طرح محبوب کی زیارت بھی وہی لوگ کر سکتے ہیں جن کے دل روشن ہیں مطلب یہ ہے کہ جمال و کمال الٰہی کا دیدار ہر سالک طریقت نہیں کر سکتا صرف وہی لوگ اس سعادت کو حاصل کر سکتے ہیں جن کے دل معرفت الٰہی

سے روشن ہیں۔

فرصت شمر طریقۂ رندی کہ ایں نشاں
چوں راہ گنج بر ہمہ کس آشکارا نیست

ترجمہ رندی کے طریقہ کو غنیمت جان کہ یہ طریقہ خزانہ کے راستہ کی طرح ہر شخص پر واضح نہیں ہے۔

تشریح طریقہ رندی سے مراد سلوک و طریقت ہے مطلب یہ ہے کہ اگر تجھ کو دنیا سے بے پروائی اور بے اعتنائی یا تعلق سے بیگانگی حاصل ہو جائے تو اس کو غنیمت شمار کرنا چاہئے اس لئے کہ اس طریقہ کا حصول بھی ایسا ہی مشکل ہے جیسا کہ کسی خزانہ کا پتہ پانا۔

ز گریہ مردم چشمم نشستہ در خوں است
ببیں کہ در طلبت حال مردماں چوں است

ترجمہ رونے سے میری آنکھ کی پتلی خون میں غوطہ کھا رہی ہے دیکھ تیری طلب میں لوگوں کا کیا حال ہو رہا ہے۔

تشریح تیری یاد میں روتے روتے میری جو کیفیت ہوئی ہے اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ آنکھ کی پتلی گویا خون میں غوطہ کھا رہی ہے۔ اور اسی سے اے محبوب تو بخوبی یہ اندازہ کر سکتا ہے کہ تیری محبت میں تیرے طالبوں کا حال کیا ہوگا۔

حکایت لب شیریں کلام فرہاد است
شکنج طرۂ لیلیٰ مقام مجنوں است

ترجمہ لب شیریں کی حکایت فرہاد کا کلام ہے اور لیلیٰ کی زلف کا بل مجنوں کا مقام ہے

تشریح محب محبوب کی تعریف میں رطب اللسان رہتا ہے جیسا کہ فرہاد شیریں کے شیریں لبوں کی تعریف کرتا رہتا تھا اور مجنوں لیلیٰ کی زلف کے بل میں الجھا رہتا تھا۔ مطلب یہ ہے کہ محبوب کی یاد محب کی غذا ہے اور صبر و سکون کا ذریعہ نہ ہو تو پھر جدائی اور فراق کی گھڑیاں کاٹے نہ کٹیں اور محبت کا ذوق حاصل نہ ہو۔

دلم بجو کہ قدت ہمچو سرو دلجوی ست
سخن بگو کہ کلامت لطیف و موزون ست

ترجمہ دلجوئی کر کہ تیرا سرو کی مانند قد دلچسپ ہے بات کہہ کر تیرا کلام لطیف اور موزوں ہے۔

تشریح شاعر راز و نیاز کی باتوں کا ذکر کرتا اور محب و محبوب کی لطیف سرگوشیوں کی حلاوت بیان کرتا ہے۔ کہتا ہے کہ اے محبوب تیرا قد سرو کی مانند اور دلجوئی پسندیدہ ہے پھر تو کیوں ہماری دلجوئی نہیں کرتا ہم سمجھا کر کہ تیری باتیں لطیف و موزوں اور پسندیدہ ہیں۔ محبوب سے مراد مرشد کامل ہے۔

شرح مثنوی مولانا روم رح

(از معاون ایڈیٹر)

تیغ در زرّاد خانہ اولیا است
دیدن ایشان شما را کیمیا است

ترجمہ: بہترین تلوار اولیاء اللہ کے گھر میں ملیگی ان کا دیکھنا تمہارے لیے کیمیا کا حکم رکھتا ہے۔

تشریح: اوپر ایک شعر میں بتایا گیا تھا کہ اہل باطن کی ہم نشینی اختیار کر لی جائے تاکہ عطائے الٰہی کے مستحق ہو جاؤ اور جواں مردی بن جاؤ۔ اس مضمون کی تائید اس شعر میں ہے مطلب یہ ہے کہ جو ہر دار تلوار جس سے جنگ میں کامیابی حاصل کی جا سکتی ہے یا مقاصد عالیہ کو ہاتھ میں لایا جا سکتا ہے وہ تو صرف اولیاء اللہ کے سلاح خانہ ہی میں ملے گی۔ ہاں اور ان اولیاء اللہ کے ہاں جن کا صرف دیکھنا ہی سالک کے لئے کیمیا اور اکسیر کا حکم رکھتا ہے مطلب یہ ہوا کہ دنیوی تعلقات کو اپنی جگہ پر چھوڑ کر اولیاء اللہ کی صحبت اختیار کرو اور خصائل رذیلہ سے پاک ہو کر انسان کامل بن جاؤ۔

جملہ دانایان ہمیں گفتہ ہمیں
ہست دانا رحمۃ للعالمین !

ترجمہ: تمام عقلمندوں کا قول یہ ہے کہ عقلمند انسان دنیا والوں کیلئے رحمت ہوتا ہے۔

گر انارے می خری خنداں بخر
تا دہد خندہ ز دانہ او خبر

ترجمہ: اگر تو انار خریدنا چاہے تو کھلا ہوا انار خرید کر تاکہ ہنسی سے دانوں کی حالت معلوم ہو جائے۔

اے مبارک خندہ اش کو از دہاں
می نماید دل چو دُر از دُرجِ جاں

ترجمہ: انار کا خنداں (کھلا ہونا) کس قدر اچھا ہے کہ وہ اپنے منہ سے اپنا دل (دانہ) موتی کی مانند دکھلا دیتا ہے۔ اور ایسا نظر آتا ہے جیسے جان کے صندوقچہ سے نظر آ رہا ہو۔

نا مبارک خندۂ آں لالہ بود
کز دہاں آں سواد دل نمود

ترجمہ: لالہ (پھول) کا خندہ نا مبارک ہوتا ہے کہ اس کے منہ ہی سے اس کے دل کی سیاہی نظر آتی ہے۔

تشریح: ان اشعار میں یہ بتایا گیا ہے کہ اولیاء اللہ کی صحبت ضرور اختیار کرو لیکن سب سے پہلے یہ معلوم کر لو کہ اولیاء اللہ کون ہیں اور کون اس رنگ میں دنیا کو دھوکہ دے کر اپنی اغراض حاصل کر رہے ہیں۔ اولیاء اللہ کی شناخت کا ایک طریقہ تو یہ ہے کہ جس طرح کھلا ہوا انار اپنے باطن کو آشکارا کر دیتا ہے اور دانوں کی خوبی و خرابی نظر آ جاتی ہے۔ اسی طرح مرشد کی باطنی اور ظاہری حالت پر نظر ڈال کر دیکھو اگر اس میں باطنی انوار و برکات اور انوار الٰہی کی تجلیات نظر آئیں اور ظاہر میں اس کے اخلاق و عادات نیک و پسندیدہ اور حسنہ خالی ہوں تو سمجھ لو کہ وہ ولی ہے اور اس کی صحبت سے تم کو فیض پہنچ سکتا ہے اور اگر ظاہر و باطن ایسا نہ ہو جیسا کہ لالہ کا ظاہر و باطن ہے کہ ظاہر میں نہایت اچھا اور باطن میں سیاہ ہے تو اس کی صحبت اختیار کرو۔ درمیانی شعر میں مولانا نے یہ بھی بتایا ہے کہ ظاہر و باطن کی وہ خوشی بہترین چیز ہے جس سے لوگوں کو فائدہ پہنچے اور وہ آسانی سے اپنے مقصد کو حاصل کر لیں۔

نار خنداں باغ را خنداں کند
صحبت مرداں از مرداں کند

ترجمہ: جس طرح خنداں (یعنی کھلا ہوا انار) باغ کو خنداں یعنی بارونق و پربہار کر دیتا ہے اسی طرح مردانِ الٰہی کی صحبت تجھکو مرد بنا دیتی ہے

تشریح: یہاں سے یہ بتایا گیا ہے کہ اولیاء اللہ کی صحبت سے کیا نفع حاصل ہوتا ہے اور مردانِ خدا کی صحبت کس قدر بابرکت ہے۔ فرماتے ہیں کہ جس طرح کھلے ہوئے انار کی شادابی اور اسکے موتیوں جیسے خوشنما دانے باغ کی رونق اور بہار کو دوبالا کر دیتے ہیں اسی طرح مردانِ خدا یعنی اولیاء اللہ کی صحبت انسان کو مرد خدا بنا دیتی ہے اور اس کا باطنی درجہ بہت بلند ہو جاتا ہے۔

یک زمانے صحبت با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

ترجمہ: اولیاء اللہ کی صحبت میں تھوڑی دیر رہنا بے ریا سو سال کی عبادت سے بہتر ہے۔

تشریح: طاعت بے ریا سے مراد وہ طاعت ہے جس میں حضور قلب نہ ہو اس صورت میں مطلب یہ ہوا کہ پیر و مرشد کی صحبت میں تھوڑا سا دیر رہنا بھی اس قدر با عظمت ہے کہ سو سال کی عبادت جس میں حضور و خلوص ہو اس کے مقابلہ میں کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ ممکن ہے صحبت کی اس فضیلت سے وہ وقت مراد ہو جبکہ پیر و مرشد کی توجہ طالب کو انسان کامل بنا دے اور اسے اس درجہ پر پہنچا دے جو سو سال کے مجاہدہ اور طاعت سے بھی حاصل نہ ہو۔

مذہبی معلومات

مسئلہ قومیت قرآن و حدیث کی روشنی میں کیا مسٹر جناح اور ان کے پیروؤں کا نظریہ اسلامی ہے

(از جناب مولانا عبد اللہ صاحب مصری ایلیاں)

(گذشتہ سے پیوستہ)

اہل ہندیورپ کے فیصلے کو اپنے ملک میں دہرانے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ یورپ والے مسٹر جناح اینڈ کمپنی کے رہبر آقا ہو سکتے ہیں ہمارے لئے ان کی پیشوائی کوئی حجت نہیں۔

یورپ والے اگر آپس میں مل جل کر رہنے کی اہلیت نہیں رکھتے تو اس سے یہ کہاں لازم آتا ہے کہ ہندوستان کے لوگ جو ایک ہزار سال سے برابر رہتے سہتے چلے آتے ہیں آج جناح کی وجہ سے وہ اپنی اہلیت کھو بیٹھیں۔ ہندوستان کے لوگ یعنی ہندو و مسلمان، سکھ، پارسی جب صدیوں سے امن کی زندگی مل جل کر گذارتے چلے آتے رہے ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ وہ آئندہ بھی اسی طرح مل جل کر زندگی نہ گذاریں۔ جناح کون ہوتے ہیں جو وہ ہندوستانیوں کو اس حق سے محروم رکھنا چاہتے ہیں۔

مسٹر جناح اس کے جواب میں جنگ، جدل اور لڑائیوں کا ذکر کرتے ہیں پھر برادران ملک کی تنگ نظری، تعصب اور مذہبی جنون کا رونا روتے ہیں۔ ہم انہیں یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ جنگ و جدل سے دنیا کی تاریخ بھری پڑی ہے کوئی ملک اس سے خالی نہیں۔ ہندوستان میں انفرادی یا اجتماعی طور پر جتنی بھی لڑائیاں ہوئی ہیں وہ یورپ یا دنیا کے دوسرے حصوں کے مقابلہ میں عشر عشیر بھی نہیں ہیں۔

تنگ نظری و تعصب مذہبی جنون ہر قوم میں موجود ہے کسی میں کم نہیں ہے۔

مسٹر جناح کہتے ہیں کہ ہندوؤں میں زیادہ ہے ڈاکٹر مونجے اور ساورکر کہتا ہے کہ مسلمانوں میں زیادہ ہے۔ کسی میں کم اور کسی میں زیادہ ہے۔

کیا مسٹر جناح ایک پرانے وکیل کی حیثیت سے یہ بتا سکتے ہیں کہ کیا کسی عدالت نے اس قسم کا کوئی فیصلہ کیا ہے اگر نہیں

[illegible]

اور ساہوکر۔

مسٹر جناح اپنے ایک دعوے کے ثبوت میں ایک دوسرا اور تیسرا دعوے پیش کرتے ہیں۔ اور ان دعووں کے ثبوت میں بجائے کسی استدلال کے نت نئے دعوے کرتے چلے جاتے ہیں۔

مثلاً وہ کہتے ہیں کہ ہندو مسلمانوں سے زیادہ طرار ہیں ہندو حکومت کے اکثر محکموں پر قابض ہیں۔ ہندو تجارت میں مسلمانوں سے آگے ہیں۔ ہندو تعلیم میں مسلمانوں سے بڑھے ہوئے ہیں۔ الغرض ہندو تمام شعبہ ہائے زندگی میں مسلمانوں سے بازی لے گئے ہیں وغیرہ وغیرہ۔

مسٹر جناح کے یہ تمام دعوے جن کی بنا پر وہ دو قوموں کی تھیوری کے قائل ہیں۔ یہی نہیں کہ دو قوموں کی تھیوری کے اثبات کے لئے بے معنی ہیں بلکہ نہایت ہی مغالطہ آمیز بھی ہیں۔

بلاشبہ ہندوؤں میں سرمایہ داروں اور تجارتوں کی تعداد مسلم سرمایہ داروں اور دولت مندوں سے زیادہ ہے۔ ہندوؤں کا اوسط طبقہ مسلمانوں کے اوسط طبقہ سے حکومت کی مشنریوں پر زیادہ دسترس رکھتا ہے۔ تجارت۔ تعلیم اور زندگی کے دوسرے شعبوں پر بھی اس کا پایہ مجموعی طور پر سرمایہ داروں اور اوسط طبقہ سے ایک گونہ اونچا ہے لیکن جہاں تک عوام کا تعلق ہے نوے فیصدی ہندو اور مسلمان یکساں غریب ہیں۔ یکساں مزدور اور کسان ہیں مفلوک الحال اور پریشان حال ہیں۔ یکساں کپڑے لتے اور دانے دانے کو محتاج ہیں اور یکساں ان پڑھ اور جاہل ہیں۔

مسٹر جناح اگر صرف مسلم سرمایہ داروں اور سرمایہ پرست نوکری ملازم پیشہ مسلمانوں کی نمائندگی کا دم بھرتے ہیں تو ان کے مذکورہ بالا عادی ایک حد تک مبنی بر صحت سمجھے جا سکتے ہیں۔ اگرچہ اعداد و شمار کی روشنی میں ہندوؤں کی کثرت تعداد اور مسلمانوں کی قلت تعداد کے تناسب سے دیکھا جائے تو مسٹر جناح کے یہ دعوے بھی ہبا منثورا ہو کر اڑ جاتے ہیں اور جو فرق رہتا ہے۔ وہ ہندو سرمایہ داروں کی زیادتیوں سے زیادہ مسلم سرمایہ داروں اور مسلم پیشہ ور سرکاری ملازموں کی غفلتوں فضول خرچیوں اور عیش پسندیوں کا نتیجہ ثابت ہوتا ہے اگر تھوڑی دیر کے لئے یہ مان بھی لیا جائے کہ ہندو سرمایہ دار مسلمان کا اور ہندو حکام پرست مسلم حکام پرستوں کا گلا گھونٹ رہے ہیں تو گھونٹا کرے جہاں تک ہندو مسلم عوام کا تعلق ہے ان کے حق۔

[illegible]

کے نزدیک اتنا سنگدل اور ظالم واقع نہیں ہوا جتنا مسلم سرمایہ دار ہندوستان کے [illegible] آنکھوں سے دیکھا ہے کہ مسلم سرمایہ دار جب کہ بنگال میں قحط پڑ رہا تھا چاول کے احتکار سے لاکھوں ہندو اور مسلمانوں کا گلا گھونٹ رہا تھا اور اس وقت ہندو سرمایہ دار لاکھوں انسانوں کی جان بچانے میں مصروف تھا۔ کیا مسٹر [illegible] اس حقیقت سے انکار کر سکتے ہیں؟ اور کیا مسٹر جناح اپنے ان دریوزہ مسلم سرمایہ داروں سے ناواقف ہیں جنہوں نے لیگ کے نام سے ٹھیکے حاصل کئے اور غلہ کا احتکار کیا اور اس کو بلیک مارکیٹ میں بیچا۔

کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ پانچ، ساڑھے پانچ روپے من کی خرید کا چاول ایک سو اسی اور دو سو روپے من فروخت ہوا۔ ہندوستان کے پڑھے لکھے حضرات اتنے ناواقف نہیں ہیں کہ لیگ کے ان مسلم سرمایہ داروں کو نہیں جانتے اور نہ مسٹر جناح اتنے نادان ہیں کہ ان سے ناواقف ہوں۔

بلاشبہ مسٹر جناح کی قومیت کا تعلق اس ہی طبقہ سے ہے مگر وہ دیدہ دانستہ مسلم عوام کو یہ کہکر دھوکہ دے رہے ہیں کہ ہندو ایک علیحدہ قوم ہے اور مسلم ایک علیحدہ قوم ہے اس قوم سے مراد ان کی حقیقت میں مسلم سرمایہ داروں کی قوم ہے جن کے مفاد یقینی ہندو سرمایہ داروں سے مختلف ہیں اور جس نے غیر ہندیوں کی میٹھی نیند کے مدت کے بعد ایک کروٹ لی ہے اس نے آنکھ کھول کر دیکھا کہ اس کی بزم عشرت کچھ سونی سی ہو رہی ہے ہر کے شراب ناب کے وہ دور جو شب و روز اس کی رنگینیوں کا باعث بنتے تھے کچھ گھٹ گئے ہیں اس نے اس روائتی عشرت کدے کی گلکاریوں اور نازک فرشتوں پر بڑی حد تک ہندو سرمایہ دار قابض ہوگئے ہیں۔

مسلم سرمایہ داروں کے واحد ٹھیکیدار مسٹر جناح بھلا اس ظلم کو کس طرح سہہ سکتے ہیں وہ ایک مدت سے تاک لگائے بیٹھے تھے کانگریس راج میں بھی وہ اس ہی حصہ کی دھن لیا کرتے تحریک چلا سکتے۔ مگر وہاں جب گاندھی جی نے سرمایہ داری کی جڑ پر ترک موالات کا تاریخی وار کیا تو مسٹر جناح اپنے سرمایہ دار ساتھیوں کے ساتھ بھاگ کھڑے ہوئے ہیں۔

اس حقیقت کی روشنی میں مسٹر جناح کی دو قوموں کی تھیوری کا سمجھنا اگرچہ کچھ مشکل نہیں۔ تاہم ان مخلص مسلمانوں کی تشفی کے لئے ضروری ہے کہ مسٹر جناح کے حوالے اور لیگ کی اختراعی [illegible] ان نقطہائے نظر پر بھی ایک ہلکی سی روشنی ڈالی جائے جن کی بنا پر لیگی حلقوں میں دو قوموں کی تھیوری کا ایمان بالغیب ایک مستقل عقیدہ کی صورت اختیار کر رہا ہے۔

ایمان بالغیب کی تھیوری یہ ہے کہ مسلمان ایک مستقل قوم ہیں اور ہندو ایک دوسری مستقل قوم۔

ظاہر ہے کہ ایک مستقل قوم کی ایک دوسری مستقل قوم سے [illegible] باتیں مستقل ہوں گی یا کچھ مستقل اور کچھ غیر مستقل۔

اس کی توضیح کرنا مسٹر جناح پسند نہیں کرتے وہ صرف اتنی بات کہتے ہیں دو مستقل قومیں دو مستقل حکومتیں چاہیں گی پھر اگر یہ چاہیں گی تو ایک دوسرے سے معاہدہ بھی کریں گی نہ چاہیں گی نہ کریں گی۔ دونوں میں مابہ الاشتراک کچھ ہے یا نہیں اور کیا ہیں مسٹر جناح اس بارے میں خاموش ہیں تو صرف یا زیادہ دو اسباب کہتے ہیں کہ مسلمان ہندوؤں کے مقابلہ میں کچھ خصوصیات کے مالک ہیں مسلمان ان خصوصیات کے اعتبار سے ایک مستقل قوم ہیں اور دنیا کی اقوام میں جتنی باتیں ایک علیحدہ قوم کے لئے ضروری خیال کی جاتی ہیں وہ سب مسلمانوں میں غیر مسلموں کے مقابلہ میں پائی جاتی ہیں اس لئے مسلمان ایک قوم ٹھہری تو ہندوؤں کے مقابلہ میں جو مسلمانوں سے بالکل ایک جداگانہ مستقل قوم ہیں انہیں ہر اعتبار سے ایک جداگانہ مستقل حیثیت میں ہی رہنا چاہئے۔ اس اجمال کی تفصیل ذرا ملاحظہ فرمائیے۔

(۱) ہندو اور مسلمان دونوں اگر دو مستقل قومیں ہیں اور ان میں اشتراک کی بظاہر کوئی شکل نہیں ہے تو ہندوستان کے کسی حصہ میں بھی ایسی کوئی مستقل حکومت قائم نہیں ہو سکتی جو دونوں میں مشترک ہو بلکہ ہندوستان کے ہر حصہ میں جہاں کہیں ہندو اور مسلمان آباد ہیں ہندوؤں کی الگ حکومت قائم ہوگی اور مسلمانوں کی بالکل الگ۔

(۲) جب مسلمان ہندوستان کی محض جزوی اکثریت کی بنا پر الگ ایک مستقل حکومت چاہتے ہیں تو وہ ہندو جو مسلم اکثریت والے صوبوں میں آباد ہیں اس ہی بنا پر مسلمانوں سے الگ رہ کر اپنی حکومت کا مطالبہ کریں گے اور وہ مسلمان بھی جو ہندو اکثریت میں بستے ہیں اس مطالبہ کے مستحق ہوں گے۔

(۳) لیگی حضرات کے اس مطالبہ کی روشنی میں ہندوستان کے ہر صوبہ، ہر ضلع، ہر تحصیل، ہر گاؤں اور ہر دیہات کی تقسیم لازم آئے گی کیونکہ دو مستقل قومیں جن میں کوئی بھی امر مشترک نہیں کسی بھی دوسری قوم کی ماتحتی میں رہنا گوارا نہیں کریں گی بلکہ ہر ایک اپنی چھوٹی سے چھوٹی حیثیت اور رقبہ میں رہ کر اپنی مستقل حیثیت یعنی کامل علیحدگی کا مطالبہ کرے گی اور یہ مطالبہ اس اصول کی بنا پر جائز ہوگا۔

(۴) مسلمانوں میں جہاں زندگی کی وہ تمام خصوصیتیں پائی جاتی ہیں جو انہیں ان کے ہمسایہ غیر مسلموں سے ممتاز کرتی ہیں وہاں وہ ساری ہم آہنگیاں بھی موجود ہیں جو غیر ہندوستانیوں کے مقابلہ میں انھیں ایک متحدہ ہندوستانی قوم سے ممتاز کرتی ہیں اور یہی وہ خصوصیتیں ہیں جن سے ہندوستان کا ہر باشندہ ہندوستانی کہلاتا ہے۔

(۵) مسٹر جناح کا رنگ ڈھنگ [illegible] اور ایک [illegible]

بنا پر قدرت کروٹ کروٹ کر بھر دی گئی ہو انہیں دنیا کا ہر انسان ایک ہندو یا ہندوستانی ہی کہے گا ۔ البتہ جب عقیدہ کا سوال پیدا ہوگا جیسے کوئی مسٹر جناح کو محمد علی کو پکارے یا نام نہاد سیاسی ملاں تو تمام اس میں ہندوستانی پہلے آئے گا ۔ کمیونسٹ ، دہریہ ، ملحد ، کافر ، مشرک ، جنید ، اور مسلمان بعد میں اور قوم ان سب کے مجموعہ کا نام ہے جو قدرت کی جانب سے ایک ملک کے دائرے میں مختلف مشترک خصوصیات کی بنا پر ایک دوسرے کے ساتھ زندگی گذارنے پر مجبور ہیں ۔

(۶) مسٹر جناح کا یہ کہنا کہ مسلمان ایک مستقل قوم کا نام ہے اور ہندو ایک دوسری مستقل قوم کا عقل اور نقل دونوں کے منافی ہے نہ اسلام کی رو سے اس کی کوئی سند ملتی ہے نہ اقوام عالم کی روایات تاریخ یا منطقی استدلال کی رو سے ۔

(۷) اسلامی نقطۂ نظر سے مسٹر جناح کے اس نظریہ کے متعلق یہی نہیں کہ اس کی کوئی تصدیق نہیں ہوتی بلکہ اس کی مکمل تردید ہوتی ہے ۔ قرآن شریف سے ، احادیث صحیحہ سے ، سیر و تاریخ اسلام سے مسٹر جناح کا دعویٰ تطیعت کے ساتھ باطل ہو جاتا ہے ۔

(۸) تیرہ سو چوہتر سال کے اس پورے اسلامی دور میں کوئی ایک مثال بھی ایسی نہیں پائی جاتی جس سے مسٹر جناح کی قومیت کے نظریہ کی کسی اعتبار سے بھی تائید نکلتی ہو ۔

(۹) حضور سرور کائنات ، خلفائے راشدین ، بنو امیہ ، بنو عباس ، سلاجقہ ، فاطمی ، خلفائے اندلس ، آل عثمان ، شاہان ہند ، اور ایران کی پوری سیاسی تاریخ ڈھونڈ ڈالئے ۔ مسٹر جناح کی اولوگی قومی تھیوری کا کہیں پتہ نہیں ۔

(۱۰) مسلمان ہندوستان کے علاوہ بھی دنیا کے بہت سے ملکوں میں آباد ہیں ۔ مصر ، عربستان ، مغرب اقصیٰ ، ٹیونس ، الجزائر ، طرابلس افریقہ کے دوسرے حصے ، روس ، روسی ترکستان ، ترک ، جاوا ، سماترا ملایا ، برما ، چین ، سیام ، بالفرض افریقہ ، یورپ اور ایشیا کے ہر گوشے میں مسلمان موجود ہیں ۔ کہیں اقلیت میں تو کہیں اکثریت میں ۔ لیکن مسٹر جناح کے سوا کہیں کے مسلمانوں نے کہیں بھی اپنے کو اپنے ہمسایہ اقوام سے (محض مذہبی ، معاشی یا نسلی ، لسانی یا اقتصادی رقابت یا اختلافات کی بنا پر) جدا قوم نہیں کہا ۔

(۱۱) مسٹر جناح یا ان کے حواریین کا یہ کہنا کہ مسلمانوں کے اقتصادیات سے جھگڑا ہیں ، غلط ہے ۔ ہندو اور مسلمانوں میں جہاں تک اقتصادیات کا تعلق ہے ۔ سرے کوئی جھگڑا ہے ہی نہیں ۔ کیونکہ ۹۰ فیصدی ہندو اور ۹۲ فیصدی مسلمان غریب کسان اور مزدور ہیں دونوں یکساں بیکس اور مظلوم ہیں ۔

(۱۲) اقتصادی جھگڑا صرف ۲ فیصدی ہندو ، ایک فیصدی مسلمان سرمایہ دار کا ہے جو غریب ہندو اور غریب مسلمان دونوں کا خون [illegible]

اور مسلمان سرمایہ دار بھی مگر لیکن خون کا جسکہ دونوں کو ہے ۔

(۱۳) سرمایہ داروں کے بعد حکومت کے ملازم پیشہ اور پڑھے لکھے ہندو مسلم سرمایہ داروں کا بھی ایک طرح کا اقتصادی جھگڑا ہو سکتا ہے لیکن اس جھگڑے سے ہندو مسلم عوام کا کوئی واسطہ نہیں ۔ ہندو مسلم عوام میں غربت اور افلاس مشترک قومی بنیاد ہے اور غلامی اس اشتراک کو اور مضبوط کر دیتی ہے ۔

(۱۴) مسٹر جناح اور ان کے حواریوں کو ایک ہندو کارخانہ دار مہاجن ، کلرک اور عہدے ۔ اور کسی ایک مسلم کارخانہ دار تاجر ، کلرک اور ایسی عہدے دار کی کشمکش تو سوجھائی دیتی ہے لیکن ایک غریب ہندو اور ایک مسلمان کی مشترک مصیبتیں ، ہم آہنگی ، یکجہتی اور یک رنگی نظر نہیں آتی ۔

(۱۵) مسٹر جناح اور ان کے حواریوں کے نام نہاد قومی جھگڑے کی بنیاد جنگ زرگری ، زرکشی اور ذاتی منفعت تک محدود ہے جس کا تمام تعلق ان کی اقتدار پسندی اور ذاتی منفعت سے ہے ۔ ایک لیگی ایک مہاسبھائی سے اس وقت تک برسرپیکار رہتا ہے جس وقت تک کہ اسے کسی ٹھیکے یا عہدے کا طلب ہوتی ہے ۔ لیکن جس وقت اس کی یہ خواہش پوری ہو جاتی ہے اسی گھڑی وہ کٹر سے کٹر دشمن دین اور دشمن وطن ہندو کا دوست بن جاتا ہے اس کے ساتھ ہر طرح کا تعاون کرتا ہے اس کے ساتھ ہر طرح کا معاشی اور اقتصادی رشتہ جوڑ لیتا ہے اور باہم کر نفع خوری میں شیر و شکر ہو جاتا ہے ۔

(۱۶) ذاتی مفاد کے لئے لیگیوں کی مہاسبھائی ہندوؤں سے ملی بھگت کا رشتہ کوئی راز نہیں ہے کھلا ہوا مشاہدہ ہے اس مشاہدہ کا کھلا تماشہ تمام لیگی وزارتوں میں دیکھا جا سکتا ہے تمام میونسپلٹیوں اور عدالتوں اور سرکاری محکموں میں پایا جاتا ہے لیگی لیڈروں اور گماشتوں کا کٹر سے کٹر مہاسبھائی ہندوؤں کے ساتھ لین دین ربط و ضبط ، میل جول اور ہر طرح کا تعاون ہندوستان کے طول و عرض میں عیاں ہے ۔ ہمارے پاس ایک نہیں ہزاروں اس کے شواہد موجود ہیں کہ ایک لیگی سرمایہ دار یا گماشتہ مسلمانوں کے بجائے ہندوؤں سے کاروبار کرنے ، ہندوؤں سے لین دین رکھنے اور ہندوؤں کو کام دینے اور کام لینے میں اپنی زیادہ بھلائی دیکھتا ہے ۔ لیگی ایک دیندار مسلمان سے زیادہ ایک بے دین ہندو پر اعتماد رکھتا ہے ۔

(۱۷) اقتصادی ہم آہنگی ہندو مسلمانوں کے تمام شعبہائے زندگی میں موجود ہے ۔ کورٹ ، کچہریاں ، عدالتیں ، کسٹم ، چنگی ، انکم ٹیکس ، درآمد و برآمد ، رسل و رسائل ، تار ڈاک خانے ، ریلیں ، سڑکیں ، شہر ، قصبے ، گاؤں ، دیہات ، محلے ، ٹولے ، گلیاں ، کوچے اور بازار کونسی ایسی جگہ ہے کہ جہاں ہندو مسلمان اقتصادیات ، یا معاشیات کے میدانوں میں ایک دوسرے سے بالکل الگ تھلگ ہیں [illegible]

[illegible]

ماس کماری سے لیکر لیٹ ورا اور بلوچستان سے لیکر آسام تک ہندوستان کے ہر گوشے میں ہندو اور مسلمانوں کی اقتصادی، کلچرل اور معاشی یک رنگی، لیگانگت اور ہم آہنگی کا مشاہدہ کر سکتے ہیں۔ یہی مشاہدہ اس بات کا زندہ ثبوت ہے کہ یہاں کے تمام باشندے قومیت کے لحاظ سے دو نہیں ایک ہیں۔

(۱۸) ہندو اور مسلمان، رنگ روپ، حسب و نسب کے اعتبار سے بھی ایک دوسرے کے آئینہ ہیں۔ ہندوستان کے مسلمانوں کی دس کروڑ آبادی آخر آئی کہاں سے؟ پورے عربستان، ترکستان، ایران اور افغانستان (جہاں سے کہ تھوڑے سے مسلمان چلے گئے) کی پوری آبادی بھی اس وقت دس کروڑ کی نہیں۔

ظاہر ہے کہ یہاں کے بیشتر مسلمان اس ہی ملک کے باشندے ہیں اور اسی رنگ و نسل سے ہیں۔ پھر انکی قومیت کس طرح بدل گئی۔ کیا مسٹر جناح کے نزدیک ہندوستان کے رہنے والے مسلمان ہونے کے بعد ہندوستانیت سے خارج ہو گئے، تو کیا انگریز بن گئے۔ اقتصادی، معاشی، دینی یا دنیوی تمام جھگڑوں کی بے بنیاد باتوں کو بھی تھوڑی دیر کے لئے مان لیا جائے۔ تب بھی اپنی جگہ پر اٹل رہتی ہے۔ جب تک کہ ہندو مسلمانوں میں سے کوئی ایک ہندوستان سے ہمیشہ کے لئے کسی دوسرے ملک میں کوچ نہ کر جائے۔ اور جب تک کہ دوسرے ملک میں رہ کر اپنے کو اس ملک کا باشندہ نہ قرار دے دے۔ ہمارے سامنے جنوبی افریقہ کے ہندوستانیوں کا معاملہ موجود ہے۔ یہاں کتنی مدت سے ہندو اور مسلمان دونوں آباد ہیں مگر وہاں کے سفید فام باشندے جنوبی افریقہ کے ان ہندوؤں اور مسلمانوں کو اپنی ہمسایہ قوم نہیں سمجھتے۔ انھیں ہندوستانی ہی سمجھتے ہیں۔ اور اس لئے ان کے ساتھ انسانیت کا سلوک نہیں کرتے۔ انھیں ذلیل اور پست جانتے ہیں۔

قطع نظر اس کے اختلافات اور جھگڑوں کی بنیاد پر اگر قومیتیں بنتی ہوں تو خود مسلمانوں کے مابین وہ سارے جھگڑے پائے جاتے ہیں۔ جن کی بنیادوں پر دو قوم کی تھیوری پیش کی جا رہی ہے۔ اگر ہم اس تھیوری کو اس طرح تسلیم کر لیں تو ہمیں خود مسلمانوں میں بے شمار قومیتوں کو تسلیم کرنا پڑے گا۔ اور ان میں سے ہر ایک کے لئے الگ الگ پاکستان یا ناپاکستان بنانا ہوگا۔

(۱۹) مسلمانوں میں وہابیوں اور حنفیوں میں کتنے اختلافات موجود ہیں۔ ایک حنفی کی مسجد وہابی کے داخلہ سے نجس ہوتی رہی۔ ایک وہابی غیر وہابی کو بدعتی اور مشرک سمجھتا ہے۔ اس کو قبر پرست اور اینٹ پوجا کہتا ہے۔ ایک سنی ایک وہابی کو دین کا دشمن جانتا ہے۔ شیعہ سنیوں کو مرتد بتاتے ہیں۔ شیعوں کے نزدیک حضور سرور کائنات کے وصال کے وقت صرف پانچ مومن بچے تھے۔ باقی سب مرتد اور کافر ہو گئے تھے۔ تبرا اور نوحہ شیعوں کے مذہب کی بنیاد ہے۔ حضرت علیؓ شیعوں کے عقیدے میں نفس خدا ہیں۔

قادیانی اپنے ایک مستقل نبی اور ایک مستقل الہامی کتاب کے قائل ہیں وہ تمام غیر قادیانیوں کو کافر سمجھتے ہیں۔ خوجے (جن کے سچ مچ مسٹر جناح قائد ہیں) ایک جیتے جاگتے کھاتے پیتے۔ ہنستے کھیلتے خدا کے قائل ہیں۔ وہ اپنی آنکھوں سے اپنے خدا کو دیکھ رہے ہیں۔ یہ دوسری بات ہے کہ اُن کا خدا اس وقت سوئیزرلینڈ کی پُر فضا وادیوں میں رہنا اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ لیکن اُن کی (خواجوں کے خدا کی) رحمتیں نہ صرف مسٹر جینا کی قوم خوجوں پر سچ مچ نازل ہو رہی ہیں بلکہ اُس ہی خداوند کی رحمتوں اور ان گنت برکتوں کی بدولت ہی انگلینڈ کو ساری دنیا پر عروج حاصل ہے۔ اگر سوئیزرلینڈ کے خداوند (جو مسٹر جناح کے بھی خداوند ہیں) ایک لمحے کے لئے بھی انگریزوں سے منہ موڑ لیں تو انگریز کہیں کے بھی نہ رہیں۔ خود مسٹر جینا پر بھی خداوند موصوف کی برکتیں اور نعمتیں بے حد و حساب ہیں۔ یہ ہے خوجوں کا عقیدہ جس کے مسٹر جینا بھی پیرو ہیں۔

اس ہی طرح مسلمانوں میں سوشلسٹوں اور کمیونسٹوں کا بھی ایک مخصوص فرقہ بن گیا ہے۔ یہ لوگ سرے سے نہ کسی مذہب کے قائل ہیں نہ خدا کے۔ نہ اس کے رسولوں کے۔ تو کیا ان کی بھی ایک الگ قوم بنے گی؟ اور ان کے لئے کسی ملحدستان کا الگ مطالبہ ہوگا؟

پھر خود مسلمانوں میں سیاسی، اقتصادی، لسانی، معاشی اور تمدنی اختلافات سے بھی کچھ کم نہیں ہیں۔ اختلافات بھی کچھ کم نہیں ہیں۔ اختلافات بھی ہیں۔ یہی رقابتیں اور کشمکش بنی۔ جھگڑے اور فساد بھی۔ تو کیا ان امتیازی خصوصیات کی بنا پر یہ سب مسلمان (جنہیں جناح بھی مسلمان ہی کہتے ہیں) ایک دوسرے سے بالکل الگ قومیت میں بٹ جائیں گی۔

اگر جواب نفی میں ہے تو کیا وجہ ہے کہ اپنی امتیازی خصوصیات کی بنا پر ایک وہابی، حنفی، شیعہ، سنی، قادیانی، خوجہ، سوشلسٹ، کمیونسٹ اور کٹر سے کٹر دہریہ ملحد تو ایک ہی قومیت میں شمار ہوں اور ہندو دوسری قومیت میں۔ یہی نہیں اگر اقتصادی، سیاسی، معاشی، لسانی اور تمدنی اختلافات وغیرہ ہندوؤں کو مسلمانوں سے ایک جدا گانہ

...ریت کی مسند وہ بیٹھے ہیں تو وہ کون سے وجوہ ہیں۔ جن کی بنا پر یہی مذکورہ بالا اختلافات مسلمانوں کو مختلف اقوام میں تقسیم کرنے سے مانع ہیں۔ اور پھر ایسے مسلمان جو علانیہ مذہب سے بغاوت کر رہے ہیں۔ دہریت والحاد کو اپنا نصب العین بنا چکے ہوں۔ آخر اس میں کیا راز ہے کیا ہمارے لیگی بھائی اس کو سوچنے کی زحمت صرف اس لئے گوارا نہ کریں گے کہ اس کا کہنے والا ایک غیر لیگی ہے۔ ہم انہیں پھر چیلنج کرتے ہیں کہ وہ مذکورہ بالا امور میں سے کسی امر بھی شریعت حقہ کی روشنی میں یا دنیا کے مروجہ آئین واصول کی روشنی میں جس طرح سے چاہیں بذریعہ تحریر یا تقریر افہام وتفہیم کر لیں۔ اگر وہ ہمیں کسی بھی نقطۂ نظر سے اپنے کسی نظریئے کو سمجھا دیں تو ہم کھلے بندوں اپنی شکست کا اعتراف کر لیں گے۔ اور اگر ایسا نہیں ہے تو خدا را مسلمانوں کو محض ذاتی منافرت۔ ذاتی منفعت۔ ذاتی جھگڑے اور عناد کی بنا پر گمراہ کرنے کی سعی لاحاصل سے باز آجائیں۔

شہزادی کی نانی حضرت زینب کبریٰؓ

حضرت زینب کبریٰ رضی اللہ عنہا کے مفصل ، مکمل اور جامع حالات جناب سید عزیز حسن صاحب ایڈیٹر پیشوا دہلی کی کئی سال کی تحقیق و تلاش اور محنت و جانفشانی کا نتیجہ ہے ۔ یہ حالات زندگی حضور انور کی اس لاڈلی نواسی کے ہیں جس نے استحکام اسلام کے لئے اپنے پیارے بھائیوں اور جگر کے ٹکڑے قربان کرنے کے بعد ایسی تکلیفیں اٹھائیں کہ ان واقعات کے خیال سے قلب انسانی کانپ اٹھتا ہے ۔ یہ کتاب ہے اس کتاب کے مطالعے سے معلوم ہو گا کہ پیغمبر اسلام کا خون تربیت ، ماحول اور صحبت کا ، سیدہ زینب کا بیت ... بتلاتی ہے شہزادی کی بیٹی بتلاتی ہے کہ اسلام کسے کہتے ہیں ۔ انسانیت کیا چیز ہے ۔ دنیاوی تعلقات کا مطلب کیا ہے شوہر کی رضامندی ، بچوں کی تربیت ، ماں باپ کی خدمت اور بہن بھائیوں کی محبت کیا معنی رکھتی ہے ۔ اس کتاب سے یہ بھی معلوم ہو گا کہ واقعہ کربلا کے حقیقی معنی اور اسباب کیا تھے ۔ اور کربلا کے بعد کیا ہوا ۔ یہ ممکن ہی نہیں کہ سنگدل سے سنگدل انسان بغیر آنسو بہائے یہ حالات پڑھ یا سن سکے ۔ کوفہ اور دمشق میں حضرت زینب کبریٰؓ کی تقریریں اور خطبے ، سفر شام اور مدینہ کی واپسی سے وفات تک کے حالات ۔ کتاب اس پیرایہ میں لکھی گئی ہے کہ شیعہ سنی دونوں فرقوں میں پسندیدہ نظروں سے دیکھی جا رہی ہے اور غیر مسلموں کے سامنے بھی فخر کے ساتھ پیش کی جا سکتی ہے ۔ ساری کتاب میں ایک واقعہ بھی خلاف عقل نہیں ہے اور شروع سے آخر تک درد و اثر میں ڈوبی ہوئی ہے ضخامت دو سو صفحات سے زائد ۔ دلکش رنگین کا ٹائٹل ۔ قیمت دو روپے علاوہ محصول ڈاک ۔

قرآن ایک معجزنما کتاب ہے

حقائق و معرفت ۔ فصاحت و بلاغت ، قرآن پر اردو میں پہلی اور آخری چیز ہے جو حضرت علامہ ابوالبصیر آزاد دمشقی کے چالیس سالہ مطالعہ قرآن شریف اور تمام صحائف آسمانی کا نچوڑ ہے ۔ قرآن کے متعلق غیر مسلم رہنماؤں کے تبصرے ۔ سرداران کفار قریش کا اور منکرین کلام الٰہی کا اس کو سنکر مسلمان ہونا ۔ قرآن کے منزل من اللہ اور معجز نما ہونے پر معرکتہ الآرا دلائل ، اشاعت قرآن کی پوری تاریخ ہے یہ کتاب تبلیغ اسلام کے لئے بہترین چیز ہے سفید چکنا کاغذ قیمت آٹھ آنے علاوہ محصول ۔

معلم عربی

ہر مسلمان کی قدرتی خواہش ہے کہ وہ اتنی عربی زبان ضرور جان جائے کہ جس سے وہ قرآن کو سمجھ کر پڑھے اگر معانی نہ بھی معلوم ہوں تب بھی الفاظ کے معانی ضرور معلوم ہو جائیں عربی پڑھنے کا قدیم طریقہ بہت دقت طلب تھا اس کے ابتدائی صرف و نحو کے ذریعہ سلسلے سے چھوڑ کر عربی پڑھنے کا آسان طریقہ بتایا گیا ہے ۔ بلکہ ہر شخص تھوڑے تامل سے ایک سبق روز ازپڑھے تو تین ماہ میں وہ خاصا قرآن کا مفہوم سمجھ قیمت ۱۲ ؎

مرادوں کا سب سے بڑا سہارا

خدا لئے پاک ہے ۔ جب مایوسیوں کے تیروں سے کلیجہ چھلنی ہو جائے اور دنیا میں کوئی مددگار نظر نہ آتا ہو تو خداوند کریم کی ایک کتاب سے رجوع کیجئے جس میں ہم نے نہایت کوشش اور صرف کثیر سے قرآن کی وہ تمام دعائیں یکجا جمع کر دی ہیں ۔ جو مختلف مقاصد کے لئے تیر بہدف ہیں ۔ دنیا میں آپ کا کوئی کام ایسا نہیں جو ان پاک ... مدد سے سرانجام نہ ہو سکے ۔ جلد طلب فرمایئے اس کتاب کا نام قرآنی دعائیں ہے ضخامت ۸۰ صفحات ۔ کاغذ بہت ... اعلیٰ قیمت صرف بارہ آنے ۔ علاوہ محصول ۔

ترمذی شریف مکمل مع شرح ہر جلد

پانچ سال کی محنت اور زر کثیر صرف کرنے کے بعد صحاح ستہ کی تیسری کتاب ترمذی (مع شمائل ترمذی) کا بامحاورہ مستند اردو ترجمہ شائع ہو گیا اور حضرت علامہ مفتی نذیر الحق صاحب مفتی اعلیٰ نے ضروری احادیث کی ایسی جامع شرح لکھی ہے ... جلد میں حکم رسول پاک کی حکمت بڑی آسانی سے سمجھ میں آ سکتی ہے اور یہ معلوم ہوتا ہے متبحر عالم ہے ، جو مدینہ والے آقا کے علم کی تشریح ... انشاء اللہ کثیر تعداد کی موجودگی میں آپ کو کسی مولوی کا وعظ سننے کے لئے گھر سے باہر جانے کی ضرورت نہیں ... ، واعظوں کے لئے یہ مددگار ہے پیشوا کے صفحے کے تقریبا برابر صفحہ ہے اچھی لکھائی چھپائی بہت زیادہ چکنا سفید کاغذ ہے ضخامت ... شروع میں ۲۶ صفحے کی فہرست ہے پھر حدیث شریف کی اہمیت اور اقسام حدیث کا بیان ہے اس کے بعد امام ترمذی کے ... حالات و مشکلات پیش آئیں ، جو کہ انہوں نے صحیح حدیثیں جمع کی ہیں ۔ ان کا تذکرہ ہے ۔ قیمت ہر جلد نو روپے جلد ... روپے

قُلُوْبِ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ○ فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلَا

دلوں پر یوں ہی مہر کردیا کرتا ہے سو آپ صبر کیجئے بیشک اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے اور یہ

يَسْتَخِفَّنَّكَ الَّذِيْنَ لَا يُوْقِنُوْنَ ○

بدیقین لوگ آپ کو بے برداشت نہ کرنے پاویں

تفسیر ولقد ضربنا سے لا یوقنون تک ۔ اور ہم نے لوگوں (کی ہدایت) کے واسطے اس قرآن (کے مجموعہ) یا اس کے اس خاص جزو (یعنی سورت) میں ہر طرح کے عمدہ (اور عجیب) مضامین (ضروریہ) بیان کئے ہیں (جو اپنی بلاغت و کمال کی وجہ سے مقتضی اس کو ہیں کہ ان کا فہم ہو اور ہدایت ہو جاتی۔ مگر ان لوگوں نے غایت عناد سے اس کو قبول نہ کیا۔ اور اس سے منتفع نہ ہوئے) اور (قرآن کی کیا تخصیص ہے ان لوگوں کا عناد اس درجہ بڑھ گیا ہے کہ) اگر (قرآن کے علاوہ اُن خوارق سے جن کی یہ خود فرمائش کیا کرتے ہیں) آپ ان کے پاس کوئی نشان لے آویں تب بھی یہ لوگ جو کہ کافر ہیں یہی کہیں گے کہ تم سب (یعنی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنین جو آیات تشریعیہ و تکوینیہ کے مصداق ہیں) نرے اہل باطل ہو (پیغمبر کو سحر کی تہمت لگا کر صاحب باطل کہیں اور مسلمانوں کو سحر کی تصدیق کرنے سے اہل باطل کہیں اور ان لوگوں کے اس عناد کے بارے میں اصل بات یہ ہے کہ) جو لوگ (باوجود تکثر آیات و دلائل کے حق کا) یقین نہیں کرتے (اور نہ اُس کے حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں) اللہ تعالیٰ اُن کے دلوں پر یوں ہی مہر کردیا کرتا ہے (جیسا ان کے دلوں پر ہو رہی ہے یعنی روزانہ استعداد قبول حق کی مضمحل و ضعیف ہوتی جاتی ہے۔ اس لئے انقیاد میں ضعف اور عناد میں قوت بڑھتی جاتی ہے) سو (جب یہ ایسے معاند ہیں تو ان کی مخالفت اور ایذا رسانی اور بدکلامی وغیرہ پر) آپ صبر کیجئے بیشک اللہ تعالیٰ کا وعدہ (کہ آخر میں یہ ناکام اور اہل حق کامیاب ہوں گے) سچا ہے (وہ وعدہ ضرور واقع ہوگا بس صبر و تحمل تھوڑے ہی دن کرنا پڑتا ہے) اور یہ بدیقین لوگ آپ کو بے برداشت نہ کرنے پاویں (یعنی ان کی طرف سے خواہ کیسی ہی بات پیش آوے۔ مگر ایسا نہ ہو کہ آپ برداشت نہ کریں) **ف** مطلب یہ کہ نفسانی انتقام گو فی نفسہ جائز ہے۔ مگر صاحب تبلیغ کے لئے اور خصوص مخاطب کے وقت کہ اسلام کی ابتدائی حالت تھی خلاف مصلحت ہے اور جہاد نفسانی انتقام نہیں ہے۔ اس لئے دونوں میں تعارض نہیں کہ ناسخ و منسوخ کا قائل ہونا پڑے۔

سُوْرَةُ لُقْمٰنَ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اَرْبَعٌ وَّثَلٰثُوْنَ اٰيَةً وَّاَرْبَعُ رُكُوْعَاتٍ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

سورۃ لقمٰن مکیۃ قیل الا ثلثا من قولہ ولو ان ما فی الارض من شجرۃ اقلام واٰیہا۔ اربع وثلثون وقیل ثلث وثلثون **ربط** ۔ اس سورۃ میں یہ مضامین ہیں شروع میں مدح قرآن کی جو سورت سابقہ کے ختم پر بھی مذکور ہے اور مدح قرآن کے ساتھ مثل فاتحہ سورۂ بقرہ کے اُس کے مصدقین کی مدح اور مکذبین و معرضین کی مذمت پھر مکذبین کی سزا اولٰئک لھم عذاب الیم فبشرہ میں پھر مصدقین کی جزا ان الذین اٰمنوا میں پھر خلق السمٰوٰت سے خبیر کفور تک توحید اور درمیان میں تتمیم قصہ لقمان کے لئے یعنی اقم الصلوٰۃ سے بعض احکام فرعیہ اور واذا قیل لھم اتبعوا سے تعنت متمسک مشرکین اور قوت متمسک موحدین اور من کفر سے بیان وعید مشرکین کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلیہ اور یا ایھا الناس سے وعظ کے پیرایہ میں وعید مذکور مدلول آیت نمتعھم قلیلا الخ اور اُس کے وقت وقوع قیامت کے تقریر اور ختم پر بیان اختصاص علم غیب بحق تعالیٰ۔

الٓمّٓ ○ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ○ هُدًى وَّرَحْمَةً لِّلْمُحْسِنِيْنَ ○

الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝

جو نماز کی پابندی کرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور وہ لوگ آخرت کا پورا یقین رکھتے ہیں

اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ وَمِنَ النَّاسِ

یہ لوگ اپنے رب کے سیدھے رستے پر ہیں اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں اور بعضا آدمی

مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۖ وَّ

ایسا ہے جو ان باتوں کا خریدار بنتا ہے جو غافل کرنے والی ہیں تاکہ اللہ کی راہ سے بے سمجھے بوجھے گمراہ کرے اور

يَتَّخِذَهَا هُزُوًا ۭ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ

اس کی ہنسی اڑاوے ایسے لوگوں کے لئے ذلت کا عذاب ہے اور جب اس کے سامنے ہماری

اٰيٰتُنَا وَلّٰى مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا كَاَنَّ فِيْٓ اُذُنَيْهِ وَقْرًا ۚ فَبَشِّرْهُ

آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو وہ شخص تکبر کرتا ہوا منہ موڑ لیتا ہے جیسے اس نے سنا ہی نہیں جیسے اس کے کانوں میں ثقل ہے سو

بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتُ

اس کو ایک دردناک عذاب کی خبر سنا دیجئے البتہ جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کئے ان کے لئے عیش کی

النَّعِيْمِ ۝ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝

جنتیں ہیں جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے یہ اللہ نے سچا وعدہ فرمایا ہے اور وہ زبردست حکمت والا ہے

تفسیر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الٓمّٓ سے الحکیم تک: الٓمّٓ (اس کے معنی اللہ ہی کو معلوم ہیں) یہ (جو اس سورۃ یا قرآن میں مذکور ہیں) آیتیں ہیں ایک پُرحکمت کتاب (یعنی قرآن) کی جو کہ ہدایت اور رحمت (کا سبب) ہے نیک کاروں کے لئے جو نماز کی پابندی کرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور وہ لوگ آخرت کا پورا یقین رکھتے ہیں (سو) یہ لوگ (اس قرآن کے اعتقاد اور عمل کی بدولت) اپنے رب کے سیدھے رستہ پر ہیں اور یہی لوگ (آگے اس ہدایت کی بدولت) فلاح پانے والے ہیں (پس قرآن اس طرح ان کے لئے ہدایت اور رحمت کا جس کا اثر فلاح ہے سبب ہو گیا پس بعضے آدمی تو ایسے ہیں جیسا بیان کیا گیا) اور (برخلاف ان کے) بعضا آدمی ایسا (بھی) ہے جو (قرآن سے اعراض کر کے) ان باتوں کا خریدار بنتا ہے (یعنی ایسی باتیں اختیار کرتا ہے) جو (اللہ سے) غافل کرنے والی ہیں سو اول تو لہو کا اختیار کرنا جب کہ مقرون بالاعراض عن آیات اللہ ہو خود ہی کفر اور ضلال ہے پھر خاص کر جب کہ اس کو اس غرض سے اختیار کیا جاوے کہ) تاکہ (اس کے ذریعہ سے دوسروں کو بھی) اللہ کی راہ (یعنی دین حق) سے بے سمجھے بوجھے (حقیقت امر کے) گمراہ کرے اور (اسی گمراہ کرنے کے ساتھ) اس (راہِ حق) کی ہنسی اڑاوے (تاکہ دوسروں کے دل سے بالکل اس کی وقعت اور تاثیر نکل جاوے تب تو کفر بر کفر اور ضلال کے ساتھ اضلال ہوا اور) ایسے لوگوں کے لئے (آخرۃ میں) ذلت کا عذاب (ہونے والا) ہے (جیسا کہ ان کے اضداد کیلئے فلاح کا ہونا معلوم ہوا) اور (اس شخص مذکور کے اعراض کی یہ حالت ہے کہ) جب اس کے سامنے ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو وہ شخص تکبر کرتا ہوا (ایسی بے التفاتی سے) منہ موڑ لیتا ہے جیسے اس نے سنا ہی نہیں جیسے اس کے کانوں میں ثقل ہو (یعنی جیسے بہرا ہے) سو اس (شخص) کو ایک دردناک عذاب کی خبر سنا دیجئے۔ (یہ تو معرض کی سزا کا بیان ہوا آگے اہل ہدیٰ کی جزا جو کہ فلاح موعود کی تفصیل ہے مذکور ہے یعنی) البتہ جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کئے ان کے لئے عیش کی جنتیں ہیں جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے یہ اللہ نے سچا وعدہ فرمایا ہے اور وہ زبردست حکمت والا ہے (پس کمال قدرت سے وعدہ اور وعید کو واقع کر سکتا ہے اور حکمت سے اس کو حسب وعدہ واقع کرے گا) **ف** گو شان نزول آیت ومن الناس الخ کا خاص ہے کہ نضر بن حارث ایک [illegible] اور قاریہ کو مول لاتا اور ان کی باتیں سے لوگوں [illegible]

محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم کو عاد و ثمود کے قصے سناتے ہیں میں رستم و اسفندیار اور اکاسرہ کے قصے سناتا ہوں لوگ قصوں کو لذیذ سمجھتے اور قرآن کو نہ سنتے۔ و نیز اس نے ایک گانے والی لونڈی خرید کی تھی جب کسی کو اسلام کی طرف مائل دیکھتا اس کو اپنی اس لونڈی کے پاس لیجاتا اور اس سے کہتا کہ اس کو کھلا پلا اور گانا سنا اور اس شخص سے کہتا کہ یہ اس سے بہتر ہے جس کی طرف محمد صلے اللہ علیہ وسلم بلاتے ہیں کہ نماز پڑھو روزہ رکھو اور اپنی جان دو۔ مگر عموم الفاظ کی وجہ سے حکم عام ہے۔ چنانچہ ترمذی وغیرہ میں حدیث مرفوع ہے کہ گانے والی لونڈیوں کی تجارت مت کرو اور اس کے بعد یہ فرمایا و فی مثل ھذا انزلت ھذہ الایۃ ومن الناس من یشتری الخ اور بخاری نے ادب مفرد میں ابن عباس کا قول بیان کیا ہے ھو الحدیث ھو الغناء و اشباھہ پس لفظ مثل اور اشباہ سے عموم ظاہر ہے۔ پس اس بنا پر جو شغل دین اسلام سے ضلال یا اضلال کا موجب بن جاوے وہ حرام بلکہ کفر ہے۔ اور آیت میں یہی مقصود ہے۔ اور دوسرے دلائل شرعیہ سے استقلالاً ثابت ہے کہ جو لہو اعمال شرعیہ سے باز رکھے یا کسی معصیت کا سبب ہو جاوے وہ صرف معصیت ہے۔ اور جو لہو کسی امر واجب کا مفوت نہ ہو اور اس میں کوئی شرعی غرض و مصلحت بھی نہ ہو وہ مباح لیکن لایعنی ہونے کی وجہ سے خلاف اولیٰ ہے۔ اور مسابقت فرس و مسابقت سہم و ملاعبت اہل میں چونکہ منفعت غرض بھی اس لئے حدیث میں اس کو لہو باطل سے مستثنیٰ فرمایا اور مسئلہ غنا اور سماع کا اس آیت کا مدلول ہونا ضرور نہیں اس کا حکم مفصل مستقلاً مثل دیگر اقسام لہو کے دوسرے دلائل حدیثیہ و فقہیہ سے اپنے محل پر ثابت ہے۔ اور اس تفصیل سے تمام مشاغل اور تفریحات کا حکم بھی جن میں اخبار اور ناول وغیرہ بھی آگئے معلوم ہو گیا۔ اور زکوٰۃ کی فرضیت گو مدنی ہو مگر مشروعیت مکی ہو سکتی ہے۔ اس لئے مکی سورتوں میں جیسے یہ سورت یا سورۂ مؤمنین یا سورۂ روم میں اس کا سمجھنا محل اشکال نہیں جس کو احقر نے ان دو مذکورہ سورتوں کی تفسیر میں صدقہ سے تعبیر کیا ہے۔ ربط اوپر قرآن اور اس کے مصدقین کی مدح اور معرضین کی مذمت تھی آگے دور تک توحید کا مضمون ہے جو قرآن کی اہم تعلیم ہے۔

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا وَاَلْقٰى فِى الْاَرْضِ رَوَاسِىَ

اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کو بلا ستونوں کے بنایا تم اُن کو دیکھ رہے ہو اور زمین میں پہاڑ ڈال رکھے ہیں کہ وہ تم کو لے کر

اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ ۭ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً

ڈانواں ڈول نہ ہونے لگے اور اس میں ہر قسم کے جانور پھیلا رکھے ہیں اور ہم نے آسمان سے پانی برسایا

فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ ۝ هٰذَا خَلْقُ اللّٰهِ فَاَرُوْنِىْ مَا

پھر اس زمین میں ہر طرح کے عمدہ اقسام اُگائے یہ تو اللہ کی بنائی ہوئی چیزیں ہیں اب تم

ذَا خَلَقَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ ۭ بَلِ الظّٰلِمُوْنَ فِىْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝

لوگ مجھکو دکھاؤ کہ اس کے سوا جو ہیں انھوں نے کیا کیا چیزیں پیدا کی ہیں بلکہ یہ ظالم لوگ صریح گمراہی میں ہیں

تفسیر خلق السمٰوٰت سے مبین تک ا۔ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کو بلا ستون بنایا (چنانچہ) تم اُن کو دیکھ رہے ہو اور زمین میں (بھاری بھاری) پہاڑ ڈال رکھے ہیں کہ وہ تم کو لے کر ڈانواں ڈول نہ ہونے لگے اور اس (زمین) میں ہر قسم کے جانور پھیلا رکھے ہیں۔ اور ہم نے آسمان سے پانی برسایا۔ پھر اس زمین میں ہر طرح کے عمدہ اقسام (نباتات کے) اُگائے (اور اُن لوگوں سے جو کہ شرک کرتے ہیں پوچھئے کہ) یہ تو اللہ کی بنائی ہوئی چیزیں ہیں (سو اگر تم دوسروں کو شریک الوہیت قرار دیتے ہو تو) اب تم لوگ مجھکو دکھاؤ کہ اس کے سوا جو (معبود بنا رکھے) ہیں انھوں نے کیا کیا چیزیں پیدا کی ہیں (تاکہ اُن کا استحقاق الوہیت ثابت ہو اور اس دلیل کا مقتضا یہ تھا کہ وہ لوگ ہدایت پر آجاتے مگر انھوں نے ہدایت کو قبول نہیں کیا) بلکہ یہ ظالم لوگ (بدستور) صریح گمراہی میں (مبتلا) ہیں۔ ف اس استدلال سے یہ نہ سمجھا جاوے کہ استحقاق الوہیت کے لئے ایجاد ممکنات لازم ہے کیونکہ استحقاق الوہیت تو قدیم ہے اگر ایجاد اس کا لوازم سے ہوگا تو وہ بھی قدیم ہو جاوے گا تو اس سے عالم کا قدیم ہونا لازم آوے گا وھو باطل بلکہ مطلب یہ ہے کہ ممکنات

مقصود وجود پر یعنی جب وہ موجود ہوں تو لازم ہے کہ ان کا موجد وہی ہو جو حق الوہیت ہو۔ اب خدشہ مذکور دفع ہو گیا خوب سمجھ لو۔ ربط آگے بھی اوپر کی طرح توحید کا مضمون ہے۔ اور اس کی تقریر کے لئے قصۂ لقمان علیہ السلام کا مذکور ہے جن کی وصیت میں تعلیم توحید بھی ہے جو تکمیل اعتقادی کی فرد اعظم ہے۔ پھر تکمیل عملی کی تعلیم ہے جس کا ذکر علم و عمل کے تناسب سے کر دیا گیا اور مقصود اعظم ذکر توحید معلوم ہوتا ہے۔ اور تاکید توحید کے لئے قصہ کے درمیان بطور تتمیم کے آیت ووصینا الانسان آگئی ہے۔

وَلَقَدْ آتَيْنَا لُقْمَانَ الْحِكْمَةَ أَنِ اشْكُرْ لِلَّهِ ۚ وَمَن يَشْكُرْ فَإِنَّمَا يَشْكُرُ

اور ہم نے لقمان کو دانشمندی عطا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ کا شکر کرتے رہو اور جو شخص شکر کرے گا وہ اپنے ذاتی

لِنَفْسِهِ ۖ وَمَن كَفَرَ فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ حَمِيدٌ ۝ وَإِذْ قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهِ وَ

نفع کے لئے شکر کرتا ہے اور جو ناشکری کرے گا تو اللہ تعالیٰ بے نیاز خوبیوں والا ہے اور جب لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے

هُوَ يَعِظُهُ يَا بُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللَّهِ ۖ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ ۝ وَوَصَّيْنَا

کہا کہ بیٹا خدا کے ساتھ کسی کو شریک مت ٹھہرانا بیشک شرک کرنا بڑا بھاری ظلم ہے اور ہم نے انسان کو

الْإِنسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْنًا عَلَىٰ وَهْنٍ وَفِصَالُهُ فِي عَامَيْنِ

اس کے ماں باپ کے متعلق تاکید کی ہے اس کی ماں نے ضعف پر ضعف اٹھا کر اس کو پیٹ میں رکھا اور دو برس میں اس کا

أَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ إِلَيَّ الْمَصِيرُ ۝ وَإِن جَاهَدَاكَ عَلَىٰ أَن تُشْرِكَ

دودھ چھوٹتا ہے کہ تو میری اور اپنے ماں باپ کی شکر گزاری کیا کر میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے اور اگر تجھ پر وہ دونوں اس بات

بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا ۖ وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا

کا زور ڈالیں کہ تو میرے ساتھ ایسی چیز کو شریک ٹھہرائے جس کی تیرے پاس کوئی دلیل نہ ہو تو ان کا کہنا نہ ماننا اور دنیا میں

وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ ۚ ثُمَّ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ

ان کے ساتھ خوبی کے ساتھ بسر کرنا اور اس شخص کی راہ پر چلنا جو میری طرف رجوع ہو پھر تم سب کو میرے پاس آنا ہے پھر

تَعْمَلُونَ ۝ يَا بُنَيَّ إِنَّهَا إِن تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُن فِي

میں تم کو جتلا دوں گا جو کچھ تم کرتے تھے بیٹا اگر کوئی عمل رائی کے دانہ کے برابر ہو پھر وہ کسی پتھر کے اندر ہو یا وہ آسمانوں

صَخْرَةٍ أَوْ فِي السَّمَاوَاتِ أَوْ فِي الْأَرْضِ يَأْتِ بِهَا اللَّهُ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَطِيفٌ

کے اندر ہو یا وہ زمین کے اندر ہو تب بھی اس کو اللہ تعالیٰ حاضر کر دے گا بیشک اللہ تعالیٰ بڑا باریک

خَبِيرٌ ۝ يَا بُنَيَّ أَقِمِ الصَّلَاةَ وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنكَرِ وَ

بین باخبر ہے بیٹا نماز پڑھا کر اور اچھے کاموں کی نصیحت کیا کر اور برے کاموں سے منع کیا کر اور

اصْبِرْ عَلَىٰ مَا أَصَابَكَ ۖ إِنَّ ذَٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ ۝ وَلَا تُصَعِّرْ

تجھ پر جو مصیبت واقع ہو اس پر صبر کیا کر [illegible] ہمت کے کاموں [illegible]

خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا ۖ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ
اپنا رخ مت پھیر اور زمین پر اترا کر مت چل بے شک اللہ تعالیٰ کسی تکبر کرنے والے
مُخْتَالٍ فَخُورٍ ۝ وَاقْصِدْ فِي مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ۚ إِنَّ
فخر کرنے والے کو پسند نہیں کرتے اور اپنی رفتار میں اعتدال اختیار کر اور اپنی آواز کو پست کر بیشک
ع ۸ / ۱۱ أَنْكَرَ الْأَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيرِ ۝
آوازوں میں سب سے بری آواز گدھوں کی آواز ہے

تفسیر ولقد اٰتینا سے لصوت الحمیر تک :- اور ہم نے لقمان کو دانشمندی (جس کی حقیقت علم مع العمل ہے) عطا فرمائی (اور ساتھ ہی یہ حکم دیا) کہ (سب نعمتوں پر عموماً اور اس نعمت حکمت پر کہ افضل النعم ہے خصوصاً) اللہ تعالیٰ کا شکر کرتے رہو۔ اور جو شخص شکر کرے گا وہ اپنے ذاتی نفع کے لئے شکر کرتا ہے (یعنی اسی کا نفع ہے کہ اس سے نعمت میں ترقی ہوتی ہے کما قال لئن شکرتم لازیدنکم۔ دنیوی نعمت میں تو باعتبار نفس نعمت کے بھی اور باعتبار ثواب کے بھی اور اپنی نعمت میں مثل علم وغیرہ کے دونوں طرح پر یعنی علم بھی بڑھتا ہے اور ثواب بھی ملتا ہے) اور جو ناشکری کریگا تو (اپنا ہی نقصان کرے گا۔ کیونکہ) اللہ تعالیٰ (تو) بے نیاز (اور سب) خوبیوں والا ہے (یعنی چونکہ وہ اپنی ذات میں کامل ہے جو مدلول ہے حمید کا اس لئے وہ غنی ہے اس کو کسی کے شکر وثنا کی احتیاج نہیں کہ اس میں استکمال بالغیر لازم آتا ہے اور چونکہ لقمان موصوف ہیں حکمت یعنی علم وعمل کے ساتھ اس سے مفہوم ہوا کہ انھوں نے تعلیم شکر پر بھی عمل کیا ہوگا۔ پس وہ شاکر بھی تھے اور شاکر ہونے سے ان کی حکمت میں ترقی بھی ہوئی ہوگی پس وہ اعلیٰ درجہ کے حکیم ہوئے) اور (ایسے حکیم کی تعلیم ضرور قابل عمل ہونا چاہئے۔ سو ان کی تعلیمات ان لوگوں کے سامنے ذکر کیجئے) جب لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا کہ بیٹا خدا کے ساتھ کسی کو شریک مت ٹھہرانا بیشک شرک کرنا بڑا بھاری ظلم ہے (جس کی حقیقت ہے وضع الشیٔ فی غیر محلہ اور ظاہر ہے کہ یہ وضع الشیٔ فی غیر المحل شرک میں ہر رتبہ اشد ہے) اور (درمیان قصہ کے تاکید امر توحید کے لئے حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ) ہم نے انسان کو اس کے ماں باپ کے متعلق تاکید کی ہے (کہ ان کی اطاعت اور خدمت کرے کیونکہ انھوں نے اس کے لئے بڑی مشقتیں جھیلی ہیں بالخصوص ماں نے چنانچہ) اس کی ماں نے ضعف پر ضعف اٹھا کر اس کو پیٹ میں رکھا کیونکہ جوں جوں حمل بڑھتا جاتا ہے حاملہ کا ضعف بڑھتا جاتا ہے) اور دو برس میں اس کا دودھ چھوٹتا ہے (ان دنوں میں بھی وہ ہر طرح کی خدمت کرتی ہے اسی طرح اپنی حالت کے موافق باپ بھی مشقت اٹھاتا ہے۔ اس لئے ہم نے اپنے حقوق کے ساتھ ماں باپ کے بھی حقوق ادا کرنے کا حکم فرمایا چنانچہ یہ ارشاد کیا) کہ تو میری اور اپنے ماں باپ کی شکرگذاری کیا کر (حق تعالیٰ کی شکرگذاری تو عبادت واطاعت حقیقیہ کے ساتھ اور ماں باپ کی خدمت وادائے حقوق شرعیہ کے ساتھ کیونکہ) میرے ہی طرف (سب کو) لوٹ کر آنا ہے (اس وقت میں اعمال کی جزا وسزا دوں گا اس لئے احکام کی بجاآوری ضروری ہے) اور (باوجودیکہ ماں باپ کا اتنا بڑا حق ہے جیسا ابھی معلوم ہوا لیکن امر توحید ایسا عظیم الشان ہے کہ) اگر تجھ پر وہ دونوں (بھی) اس بات کا زور ڈالیں کہ تو میرے ساتھ ایسی چیز کو شریک ٹھہرائے جس (کے شریک الوہیت ہونے) کی تیرے پاس کوئی دلیل (اور سند) نہ ہو (اور ظاہر ہے کہ کوئی چیز بھی ایسی نہیں کہ جس کے استحقاق شرکت پر کوئی دلیل قائم ہو بلکہ عدم استحقاق پر دلیلیں قائم ہیں پس مراد یہ ہوئی کہ اگر وہ کسی چیز کو بھی شریک الوہیت ٹھہرانے کا تجھ پر زور دیں) تو تو ان کا کہنا نہ ماننا اور (ہاں یہ ضرور ہے کہ) دنیا (کے حوائج ومعاملات) میں (جیسے انفاق وخدمت وغیرہ) ان کے ساتھ خوبی کے ساتھ بسر کرنا اور (دین کے بارے میں صرف) اس (ہی) شخص کی راہ پر چلنا جو میری طرف رجوع ہو (یعنی میرے احکام کا معتقد اور عامل ہو) پھر تم سب کو میرے پاس آنا ہے پھر (آنے کے وقت) میں تم کو جتلا دونگا جو کچھ تم کرتے تھے (اس لئے کسی امر میں میرے حکم کے خلاف مت کرو آگے پھر تکمیل ہے قصہ وصایائے لقمانیہ کی کہ انھوں نے اپنے بیٹے کو اور نصیحتیں بھی کیں چنانچہ توحید وعقائد کے بارے میں یہ بھی نصیحت کی کہ) بیٹا (حق تعالیٰ کا علم وقدرت [illegible]

مقتدا ہیں) ہو (اور) پھر (فرض کرو کہ) وہ کسی پتھر کے اندر (چھپا رکھا) ہو (جو کہ ایسا حجاب ہے کہ اس کا رفع ہونا دخلاف اور بدون رفع کسی کو اس کے اندر کا علم نہیں ہوتا) یا وہ آسمانوں کے اندر ہو (جو کہ عام خلائق سے مکاناً بہت بعید ہے) یا وہ زمین کے اندر ہو (جہاں خوب ظلمت رہتی ہے اور یہی اسباب ہیں خفاء شئ کے علم خلق سے کیونکہ کبھی فائت علم سے ایک شے مخفی ہو جاتی ہے کبھی حجاب کے شدید ہونے سے کبھی مکان کے بعید ہونے سے کبھی ظلمت سے لیکن حق تعالیٰ کی ایسی شان ہے کہ اگر اتنے اسباب بھی اختفاء کے مجتمع ہوں) تب بھی (قیامت کے روز حساب کے وقت) اس کو اللہ تعالیٰ حاضر کر دے گا (جس سے علم اور قدرت دونوں ثابت ہوئے) بیشک اللہ تعالیٰ بڑا باریک بین (اور) باخبر ہے (اور اعمال کے باب میں یہ نصیحت کی کہ) بیٹا نماز پڑھا کرو (کہ بعد تصحیح عقائد کے اعلیٰ درجہ کا عمل ہے) اور (جیسا تصحیح عقائد و اعمال سے اپنی تکمیل کی ہے اسی طرح دوسروں کی تکمیل کی بھی کوشش کرنا چاہئے۔ پس لوگوں کو) اچھے کاموں کی نصیحت کیا کرو اور برے کاموں سے منع کیا کرو اور (اس امر بالمعروف و نہی عن المنکر میں بالخصوص اور ہر حالت میں بالعموم) تجھ پر جو مصیبت واقع ہو اس پر صبر کیا کر یہ (صبر کرنا) ہمت کے کاموں میں سے ہے اور (اخلاق و عادات کے باب میں یہ نصیحت کی کہ بیٹا) لوگوں سے اپنا رخ مت پھیر اور زمین پر اترا کر مت چل بیشک اللہ تعالیٰ کسی تکبر کرنے والے فخر کرنے والے کو پسند نہیں کرتے اور اپنی رفتار میں اعتدال اختیار کر (نہ بہت دوڑ کر چل کہ وقار کے خلاف ہے۔ نیز گر جانے کا بھی احتمال ہے اور نہ بہت گن گن کر قدم رکھ کہ وضع متکبرین کی ہے بلکہ بے تکلف اور متوسط رفتار تواضع و سادگی کے ساتھ اختیار کر جس کو دوسری آیت میں اس عنوان سے ذکر کیا ہے یمشون علی الارض ھونا) اور (بولنے میں) اپنی آواز کو پست کر (یعنی بہت غل مت مچا اور یہ مطلب نہیں کہ اتنی پست کر کہ دوسرا سنے بھی نہیں آگے غل مچانے سے نفرت دلاتے ہیں کہ) بیشک آوازوں میں سب سے بری آواز گدھوں کی آواز (ہوتی) ہے۔ (تو آدمی ہو کر گدھوں کی طرح چیخنا چلانا کیا مناسب ہے نیز چیخ چلا دے سے بعض اوقات دوسروں کو وحشت و اذیت بھی ہوتی ہے) **ف** حضرت لقمان کو عکرمہ اور لیث نے نبی کہا ہے۔ لیکن حکیم ترمذی نے نوادر میں حدیث مرفوع نقل کی ہے کہ ان کو قبل داؤدؑ کے خلافت دی جاتی تھی انھوں نے عرض کیا کہ اگر حکم ہے تو سر آنکھوں پر اور اگر میری مرضی پر ہے تو میں معافی چاہتا ہوں پھر بعد میں داؤد علیہ السلام کو خلافت دی گئی۔ اس سے معلوم ہوا کہ لقمان علیہ السلام نبی نہ تھے۔ نیز ابن عباسؓ وغیرہم سے بھی ان کے نبی نہ ہونے کی روایتیں درمنثور میں ہیں اور حکیم ترمذی کی روایت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ان کا زمانہ قریب داؤد علیہ السلام کے تھا۔ پس ان کے نبی نہ ہونے کی بنا پر ان کو یہ حکم ہونا ان اشکر للّٰہ یا بطور الہام کے ہوگا یا اس زمانہ کے کسی نبی کی تعلیم کے ذریعہ سے اور جس فرزند کو انھوں نے نصیحت کی ہے صحیح اور صریح طور پر کہیں نہیں دیکھا کہ ان کے فرزند کا کیا طریقہ تھا آیا پہلے سے موحد تھے یا اس نصیحت کے بعد موحد ہوئے یا کیا ہوا اور ظاہراً ان الشرک لظلم عظیم یہ بھی حضرت لقمان کا قول معلوم ہوتا ہے اور صحیحین کی روایت سے اس کی تائید ہوتی ہے کہ آیت والذین آمنوا ولم یلبسوا ایمانھم بظلم کے نزول کے وقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں تک تمام قول حضرت لقمان کی طرف منسوب فرمایا اور اس آیت میں جو دو سال میں دودھ چھڑانے کا ذکر ہے جو علماء مدت رضاع اڑھائی سال کہتے ہیں وہ اس کو عادۃ غالبہ پر محمول کریں گے ربط اوپر سے مضمون توحید کا چلا آتا تھا اور اسی کی مناسبت سے وصایائے لقمانیہ کا ذکر آ گیا تھا آگے پھر مضمون توحید ہے۔

أَلَمْ تَرَوْا أَنَّ اللَّهَ سَخَّرَ لَكُم مَّا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَأَسْبَغَ

کیا تم لوگوں کو یہ بات معلوم نہیں ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے تمام چیزوں کو تمہارے کام میں لگا رکھا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہیں اور جو کچھ زمین میں ہیں اور

عَلَيْكُمْ نِعَمَهُ ظَاهِرَةً وَبَاطِنَةً ۗ وَمِنَ النَّاسِ مَن يُجَادِلُ فِي اللَّهِ

اس نے تم پر اپنی نعمتیں ظاہری اور باطنی پوری کر رکھی ہیں اور بعضے آدمی ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے بارہ میں بدون

بِغَيْرِ عِلْمٍ وَلَا هُدًى وَلَا كِتَابٍ مُّنِيرٍ ۝ وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا مَا أَنزَلَ

. . . . کسی روشن کتاب کے جھگڑا کرتے ہیں، اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اس چیز کا اتباع کرو جو

اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَلَوْ كَانَ الشَّيْطٰنُ يَدْعُوْهُمْ

اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے تو کہتے ہیں کہ نہیں ہم اسی کا اتباع کریں گے جس پر ہم نے اپنے بڑوں کو پایا ہے کیا اگر شیطان ان

اِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ ۝ وَمَنْ يُّسْلِمْ وَجْهَهٗۤ اِلَى اللّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَقَدِ

کے بڑوں کو عذاب دوزخ کی طرف بلاتا رہا ہو تب بھی اور جو شخص اپنا رخ اللہ کی طرف جھکا دے اور وہ مخلص بھی ہو تو اس نے بڑا

اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ؕ وَاِلَى اللّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ۝ وَمَنْ كَفَرَ

مضبوط حلقہ تھام لیا اور اخیر سب کاموں کا اللہ ہی کی طرف پہونچے گا اور جو شخص کفر کرے

فَلَا يَحْزُنْكَ كُفْرُهٗ ؕ اِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ فَنُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ

سو آپ کے لئے اس کا کفر باعث غم نہ ہونا چاہئے ان سب کو ہمارے ہی پاس لوٹنا ہے سو ہم ان کو جتلا دیں گے جو جو کچھ وہ کیا

بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝ نُمَتِّعُهُمْ قَلِيْلًا ثُمَّ نَضْطَرُّهُمْ اِلٰى عَذَابٍ غَلِيْظٍ

کرتے تھے اللہ تعالیٰ کو دلوں کی باتیں خوب معلوم ہیں ہم ان کو چند روزہ عیش دئے ہوئے ہیں پھر انکو کشاں کشاں ایک سخت عذاب کی

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ؕ قُلِ الْحَمْدُ

طرف لے آویں گے اور اگر آپ ان سے پوچھیں کہ آسمان و زمین کو کس نے پیدا کیا ہے تو ضرور یہی جواب دیں گے کہ اللہ نے

لِلّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ لِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اِنَّ

آپ کہئے کہ الحمد للہ بلکہ ان میں سے اکثر نہیں جانتے جو کچھ آسمان و زمین میں موجود ہے سب اللہ ہی کا ہے اور بیشک

اللّٰهَ هُوَ الْغَنِىُّ الْحَمِيْدُ ۝ وَلَوْ اَنَّ مَا فِى الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ

اللہ تعالیٰ بے نیاز سب خوبیوں والا ہے اور جتنے درخت زمین بھر میں ہیں اگر وہ سب قلم بن جاویں اور

وَّالْبَحْرُ يَمُدُّهٗ مِنْ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

یہ جو سمندر ہے اس کے علاوہ سات سمندر اور ہو جاویں تو اللہ کی باتیں ختم نہ ہوں بیشک خدا تعالیٰ

عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ مَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ اِلَّا كَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

زبردست حکمت والا ہے تم سب کا پیدا کرنا اور زندہ کرنا بس ایسا ہی ہے جیسا ایک شخص کا بیشک اللہ تعالیٰ

سَمِيْعٌ بَصِيْرٌ ۝ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِى النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِى

سب کچھ سنتا سب کچھ دیکھتا ہے اے مخاطب کیا تجھ کو یہ معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ رات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل

الَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؗ كُلٌّ يَّجْرِىْۤ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّاَنَّ اللّٰهَ 1

کر دیتا ہے اور اس نے سورج اور چاند کو کام میں لگا رکھا ہے کہ ہر ایک مقررہ وقت تک چلتا رہے گا اور یہ کہ اللہ تعالیٰ

بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ

تمہارے سب عملوں کی پوری خبر رکھتا ہے یہ اس سبب سے ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی ہستی میں کامل ہے اور جن چیزوں کی اللہ کے سوا

دُوْنِہِ الْبَاطِلُ وَاَنَّ اللّٰہَ ھُوَ الْعَلِیُّ الْکَبِیْرُ ۝ اَلَمْ تَرَ اَنَّ الْفُلْکَ تَجْرِیْ

جن کی عبادت کر رہے ہیں باطل ہی ہیں اور اللہ ہی عالی شان اور بڑا ہے اے مخاطب کیا تجھ کو یہ معلوم نہیں کہ

فِی الْبَحْرِ بِنِعْمَتِ اللّٰہِ لِیُرِیَکُمْ مِّنْ اٰیٰتِہٖ ۭ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّکُلِّ صَبَّارٍ

اللہ ہی کے فضل سے کشتی دریا میں چلتی ہے تاکہ تم کو اپنی نشانیاں دکھلا دے اس میں نشانیاں ہیں ہر

شَکُوْرٍ ۝ وَاِذَا غَشِیَھُمْ مَّوْجٌ کَالظُّلَلِ دَعَوُا اللّٰہَ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ ۚ

ایسے شخص کے لئے جو صابر و شاکر ہو اور جب ان کو موجیں سائبانوں کی طرح گھیر لیتی ہیں تو وہ خالص اعتقاد کر کے اللہ ہی کو پکارنے لگتے ہیں

فَلَمَّا نَجّٰىھُمْ اِلَی الْبَرِّ فَمِنْھُمْ مُّقْتَصِدٌ ۭ وَمَا یَجْحَدُ بِاٰیٰتِنَآ اِلَّا کُلُّ خَتَّارٍ کَفُوْرٍ ۝

پھر جب ان کو نجات دیکر خشکی کی طرف لے آتا ہے سو بعضے تو ان میں اعتدال پر رہتے ہیں اور ہماری آیتوں کے بس وہی لوگ منکر ہوتے ہیں جو بد عہد ناسپاس ہیں

تفسیر الم تروا سے ختار کفور تک ۔ کیا تم لوگوں کو (مشاہدہ و دلائل سے) یہ بات معلوم نہیں ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے تمام چیزوں کو (بواسطہ یا بلا واسطہ) تمہارے کام میں لگا رکھا ہے جو کچھ آسمانوں میں (موجود) ہیں اور جو کچھ زمین میں (موجود) ہیں اور اس نے تم پر اپنی نعمتیں ظاہری اور باطنی پوری کر رکھی ہیں (ظاہری وہ کہ حواس سے مدرک ہوں اور باطنی وہ جو عقل سے مدرک ہوں اور مراد نعمتوں سے وہ نعمتیں ہیں جو تسخیر سموات و ارض پر مرتب ہوتی ہیں پس اس سے سب مخاطبین کا مشرف باسلام ہونا لازم نہیں آتا) اور (باوجودیکہ اس دلیل سے توحید ثابت ہوتی ہے مگر) بعضے آدمی ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں (یعنی اس کی توحید میں) بدون واقفیت (یعنی علم ضروری) اور بدون دلیل (یعنی علم استدلالی عقلی) اور بدون کسی روشن کتاب (یعنی علم استدلالی نقلی) کے جھگڑا کرتے ہیں اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اس چیز کا اتباع کرو جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی ہے (یعنی دلیل مثبت للحق میں تدبر کر کے اس کا اتباع کرو) تو (جواب میں) کہتے ہیں کہ (ہم اس کا اتباع) نہیں (کرتے) ہم (تو) اسی کا اتباع کریں گے جس پر ہم نے اپنے بڑوں کو پایا ہے (آگے اُن پر رد ہے کہ) کیا اگر شیطان ان کے بڑوں کو عذاب دوزخ کی طرف (یعنی گمراہی کی طرف جو کہ سبب ہے عذاب دوزخ کا) بلاتا رہا ہو تب بھی (انہیں کا اتباع کریں گے مطلب یہ کہ ایسے معاند ہیں کہ باوجودیکہ ان کو دلیل کی طرف بلایا جاتا ہے مگر پھر بھی بلا دلیل بلکہ خلاف دلیل محض آباء ضالین کی راہ پر چلتے ہیں یہ حالت تو اہل ضلالت کی ہوئی) اور جو شخص (حق کا اتباع کرے) اپنا رخ اللہ کی طرف جھکا دے (یعنی فرمانبرداری اختیار کرے عقائد میں بھی اعمال میں بھی مراد اسلام و توحید ہے) اور (اس کے ساتھ) وہ مخلص بھی ہو (یعنی محض ظاہری اسلام نہ ہو) تو اس نے بڑا مضبوط حلقہ تھام لیا (یعنی وہ اس شخص کے مشابہ ہو گیا جو کسی مضبوط رسی کا حلقہ ہاتھ میں تھام کر گرنے سے مامون رہتا ہے اسی طرح یہ شخص ہلاکت و خسران سے محفوظ ہو گیا) اور آخر سب کاموں کا اللہ ہی کی طرف پہونچے گا (پس یہ اعمال یعنی اتباع باطل و اتباع حق بھی اسی کے حضور میں پیش ہوں گے پس وہ ہر ایک کو مناسب جزا و سزا دے گا) اور جو شخص (باوجود ان دلائل مثبتہ حق کے قائم ہونے کے) کفر کرے سو آپ کے لئے اس کا کفر باعث غم نہ ہونا چاہئے (یعنی آپ غم نہ کریں) ان سب کو ہمارے ہی پاس لوٹنا ہے سو ہم اُن سب کو جتلا دیں گے جو جو کچھ وہ (دنیا میں) کیا کرتے تھے (کیونکہ) اللہ تعالیٰ کو (تو) دلوں کی باتیں (تک) خوب معلوم ہیں (تا بظاہر چہ رسد پس ہم سے کوئی امر مخفی نہیں سب جتلا دیں گے اور مناسب سزا دیں گے اس لئے آپ کچھ غم نہ کریں اور یہ لوگ اگر محض چند روزہ عیش پر پھول رہے ہیں تو ان کی بڑی غلطی ہے کیونکہ یہ دائمی نہیں بلکہ) ہم ان کو چند روزہ عیش دیئے ہوئے ہیں پھر ان کو کشاں کشاں ایک سخت عذاب کی طرف لے آویں گے (پس اس پر ناز کرنا جہل محض ہے) اور (ہم جس توحید کی طرف ان کو بلا رہے ہیں اس کے مقدمات کو خود یہ لوگ بھی تسلیم کرتے ہیں مگر اس سے انتاج کا کام نہیں لیتے چنانچہ) اگر آپ ان سے پوچھیں کہ آسمان و زمین کو کس نے پیدا کیا ہے تو ضرور یہی جواب دیں گے کہ اللہ نے (اس پر) آپ کہئے کہ الحمد للہ (ایک مقدمہ جو مہتم بالشان تھا وہ تو تمہارے اعتراف سے ثابت ہوا اور دوسرا مقدمہ نہایت ہی ظاہر ہے کہ جو خود مخلوق و مصنوع ہو وہ مستحق الوہیت نہیں پس مطلوب ثابت ہو گیا مگر یہ لوگ مطلوب کو نہیں مانتے) بلکہ ان میں اکثر (تو مجموعہ مقدمتین



غیبی نوشتے

[illegible]

پہلا حصہ

علم نجوم
بروج و کواکب کی ماہیت
بروج آسمانی
نچھتر
بارہ بروج کے نام
(۱) حمل (۲) ثور (۳) جوزا (۴) سرطان (۵) اسد (۶) سنبلہ (۷) میزان (۸) عقرب (۹) قوس (۱۰) جدی (۱۱) دلو (۱۲) حوت
(۱) آفتاب (۲) قمر (۳) مریخ (۴) عطارد (۵) مشتری (۶) زہرہ (۷) زحل (۸) راس و ذنب
احکام آفتاب — آفتاب بخانہ اول، بخانہ دوم، بخانہ سوم، بخانہ چہارم …

دوسرا حصہ

[illegible]

تیسرا حصہ

[illegible]

چوتھا حصہ

[illegible]

پانچواں حصہ

[illegible]

ملنے کا پتہ: منیجر رسالہ پیشوا دہلی

BASHIR

Only Title Printed at The [illegible]

واجعلنا للمتقین اماما

(اے ہمارے پروردگار! ہم کو پرہیزگاروں کا پیشوا بنا)

پیشوا

ایک ماہوار مذہبی اور اصلاحی رسالہ

مدیر مسئول سید عزیز حسن لقائی

فی پرچہ ڈیڑھ آنہ (۱۰)



HUR...A

Which is Published Regularly ev

All Particulars may kindly

Advertising Man

THE HURRIYAT

JAMA MASJID, D

Only Title Printed at The Rajni P

خوشی کی اطلاع سنئے ۔ پھر نہ کہنا ہمیں خبر نہ ہوئی

ایڈیٹر صاحب اخبار وحدت دہلی کیا فرماتے ہیں؟

آجکل اشتہار بازی نے ایک ذریعہ معاش کی صورت اختیار کر لی ہے اور پبلک کو ایسے تلخ تجربے ہوئے ہیں کہ اشتہار خواہ کتنا ہی سچا ہو مگر مشکل سے یقین ہوتا ہے لیکن مجھے مسرت ہے کہ اس بے اعتباری کے زمانہ میں مشہور کارخانہ انڈ جینیزن کیمیکل ورکس رجسٹرڈ دہلی نے اپنی دیانتدارانہ صفات بہترین نتیجہ خالص ادویات عوام کے سامنے پیش کر کے عام مقبولیت اور ہر دلعزیزی حاصل کر لی ہے اور میری ذاتی معلومات ہیں کہ انکا تمام کاروبار راستبازی دیانتداری اور نہایت محنت اور قابل ترین کارکنان اور باعث اشتہار کے مطابق اور پیش کر نیوالا کارخانہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ روز افزوں ترقی کر رہا ہے اور ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں اور بیرون ہند و سماٹرا افریقہ لوگنڈا عدن سیلون ملایا انگلینڈ تک اس کارخانہ کی دواؤں کے استعمال کرنیوالے اور ان کے اثرات کے معترف موجود ہیں جس کی تائید میں ہزاروں مریضوں کے خطوط دیکھے۔ لہٰذا میں ان حضرات کی جو مرد و لجنہ ہوں ہدایت کروں گا کہ وہ اس کارخانہ کی سہل اور انتہائی مفید ادویہ استعمال کر کے فائدہ حاصل کریں جو ہر موسم میں قابل استعمال کریں۔ (ایڈیٹر)

ہمیں امید ہے کہ آپ مذکورہ بالا رائے کو پڑھنے کے بعد ہمارے اشتہار کو صحیح تصور فرمائینگے اگر آپ بیمار و نحیف ہوں تو ضرور دوا طلب فرمائیں انشاء اللہ فائدہ ہوگا۔ اگر فائدہ نہ ہو تو دس روپے انعام اور قیمت واپس۔ ہمارا یہ اعلان ڈنکے کی چوٹ ہے۔ اس میں ذرہ بھر مبالغہ یا دھوکہ نہیں۔ اگر ہم آپ سے دھوکہ کریں تو خدا اور رسول صلعم سے دھوکہ کریں۔

سائنٹیفک آئل جنرل } اس صدی کا انمول جوہر اس موسم کا خاص تحفہ ہے۔ یہ حیرت انگیز جادو اثر اور سو فیصدی کامیاب ثابت ہو چکا ہے جس کا استعمال نہایت سہل اور قطعی بے ضرر و خوش کن ہے۔ اسکی خوبی یہ ہے کہ استعمال سے رگوں پٹھوں میں نئی قوت فوراً جذب ہونے کے بعد پیدا ہو جاتی ہے۔ چونکہ جدید کیمیاوی طریقہ پر تیار کیا گیا ہے۔ اس لئے بندش کی ضرورت نہیں۔ استعمال کے بعد فوراً ہی مریض اپنے جسم خاص میں جوانی کی لہر اور خاص قوت محسوس کرتا ہے۔ پورے کورس کے استعمال سے خفیہ رگوں کی سب خرابیاں دور ہو کر مکمل طاقت پیدا ہو جاتی ہے یا یوں سمجھئے مریض پھر مرد ہو جاتا ہے قیمت عہ دو روپے۔ یہ طلا دہلی مارکیٹ میں اول نمبر پر ہے۔

دافع جریان و احتلام } یہ جادو اثر قرص ہر قسم کے شدید جریان اور کثرت احتلام کو بفضلہ تعالیٰ دعوے کیساتھ دور کرتے ہیں اور پیشاب سے پہلے یا بعد سفید رطوبت کا آنا، مادہ کا پتلا پڑ جانا کو دور کر کے قوت مردمی کا معاون ہوتا ہے جسم میں تازگی اور رفرہی لاتا اور چہرہ کو مثل لعل بدخشاں سرخ کرتا ہے۔ اس کے چند روز استعمال سے جسم میں مادہ کافی مغلظ ہو کر کافی تعداد میں پیدا کرتا ہے قیمت ۸۰ قرص دو روپے علاوہ محصول ڈاک۔ ہماری یہ دوا جواہرات سے تولنے کے قابل ہے جس نے ہزاروں نامرادوں کو بامراد بنا دیا ہے۔ غیر ملکوں تک اسکی دھوم مچی ہے جریان کا قلع قمع کرنے کے لئے ہم ہندوستان کے ہر دواخانہ کو چیلنج کرتے ہیں جس کا جی چاہے آزما لے۔ اس کے استعمال کے بعد بدن میں توانائی طبیعت میں چستی۔ دل میں جوانی کی امنگ آجاتی ہے۔

حبوب خاص } یہ گولیاں انتہائی ممسک ہیں۔ خاص وقت کی پشیمانی سے بچا لیتی ہیں۔ سرعت انزال کی شکایت باقی نہیں ہوگی۔ قیمت دو روپے ہزاروں آدمیوں کی آزمودہ گولیاں ہیں۔ یہ گولیاں نشہ آور ادویات سے بالکل پاک اور مستقل اثر پیدا کرتی ہیں۔ محصول ڈاک بذمہ خریدار۔ (تینوں دوائیں یکجا منگانے پر محصول ڈاک معاف)

دہلی کا مایہ ناز | انڈ جینزن کیمیکل ورکس رجسٹرڈ | جامع مسجد دہلی | ٹیلیفون نمبر ۶۹۲۰

شیر خدا کی بیٹی

حضرت زینب کبریٰؓ

حضرت زینب کبریٰؓ کے مفصل مکمل اور جامع حالات سید عزیز حسن صاحب ایڈیٹر پیشوا و عورت کی کئی سال کی تحقیق و تلاش اور محنت شاقہ کا نتیجہ ہے۔ یہ حالات زندگی حضور انورؐ کی اس لاڈلی نواسی کے ہیں جس نے استحکام اسلام کے سلسلہ میں جیسے پیارے بھائی پر جگر کے ٹکڑے قربان کرنے کے بعد ایسی تکلیفیں اٹھائیں کہ ان واقعات کے خیال سے قلب انسانی تھرا جاتا ہے اور کلیجہ منہ کو آ جاتا ہے۔ اس کتاب کے مطالعہ سے معلوم ہو گا کہ پیغمبر اسلام کا طرز تربیت ماحول اور صحبت کا سیدہ زینبؓ کی طبیعت پر کس قدر گہرا اثر پڑا ہے۔ شیر خدا کی بیٹی بتائے گی کہ اسلام کسے کہتے ہیں۔ انسانیت کیا چیز ہے۔ دنیاوی تعلقات کا مطلب کیا ہے۔ شوہر کی رضامندی۔ بچوں کی تربیت۔ ماں باپ کی خدمت اور بہن بھائیوں کی محبت کیا معنی رکھتی ہے۔ اس کتاب سے یہ بھی معلوم ہو گا کہ واقعہ کربلا کے حقیقی اسباب کیا تھے، اور کربلا کے بعد کیا ہوا۔ یہ ممکن ہی نہیں کہ سنگدل سے سنگدل انسان بغیر آنسو بہائے یہ واقعات پڑھ یا سن سکے۔ کوفہ اور دمشق میں حضرت زینب کبریٰؓ کی تقریریں اور لکچر۔ سفر شام اور مدینہ کی واپسی سے وفات تک کے حالات۔ کتاب اس پیرایہ میں لکھی گئی ہے کہ شیعہ سنی دونوں فرقوں میں پسندیدہ نظروں سے دیکھی جا رہی ہے۔ اور غیر مسلموں کے سامنے بھی فخر کے ساتھ پیش کی جا سکتی ہے۔ ساری کتاب میں ایک واقعہ بھی خلاف عقل یا غیر مستند نہیں۔ شروع سے آخر تک درد و اثر میں ڈوبی ہوئی ہے۔ ضخامت دو سو صفحات سے زائد۔ ڈسکور دو رنگ کا ٹائیٹل۔ قیمت دو روپے (عام) علاوہ محصول۔

خلفائے راشدینؓ

خلافت راشدہ کے متعلق تیرہ سو سالہ عربی، فارسی، انگریزی لٹریچر کا نچوڑ۔ تاریخ اسلام کے ایک لاکھ صفحات پر مورخانہ و محققانہ ریسرچ۔ حضور سرور کائنات کی پیشین گوئی کے مطابق حکومت الٰہیہ کا قیام۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ خلیفہ اول۔ حضرت عمر فاروقؓ خلیفہ دوم۔ حضرت عثمان غنیؓ خلیفہ سوم۔ حضرت علی مرتضیٰؓ خلیفہ چہارم۔ حضرت امام حسنؓ خلیفہ پنجم کے عہد ہائے خلافت کے مکمل اور مفصل، مشرح اور مدلل حالات اگر کسی ایک کتاب میں مل سکتے ہیں تو وہ صرف خلفائے راشدینؓ ہے۔ جو مورخ اسلام حضرت علامہ آغا رفیق صاحب کے پچاس سالہ مطالعہ تاریخ و سیرت کا نچوڑ ہے۔ شروع میں ہر خلیفہ کی مکمل سوانح عمری ہے۔ اس کے بعد ان کے عہد حکومت کی فتوحات۔ انتظامات۔ ان کا طریق حکومت اور ان کے زمانہ کی اصلاحات۔ علمی اور تمدنی ترقیات۔ اخوت و مساوات کے بہترین نظارے۔ صحابہ کرامؓ کی پرجوش خدمات۔ تبلیغ اسلام کے مجاہدانہ کارنامے۔ غرضیکہ ہر خلیفہ کے عہد کی اتنی مکمل اور مشرح اور اتنی مدلل تاریخ ہے کہ اس سے پہلے اردو تو کیا دنیا کی کسی ایک زبان میں بھی شائع نہیں ہوئی۔ ضخامت ۵۰۰ صفحے۔ اچھی لکھائی چھپائی۔ رف کاغذ۔ قیمت تین روپے۔ علاوہ محصول۔

اگر حضرت غوث اعظمؓ
سرکار بغدادؓ سے عقیدت ہے

تو آپ کی سب سے بڑی سیرت کو روزانہ اپنے مطالعہ میں رکھو۔ گیارہویں کی محفل میں پڑھ کر سناؤ۔ ہمیں یقین ہے کہ سب کو حضرتؓ کے فیضان کا حصہ پہونچے گا۔ سرکار بغدادؓ سے ارادت ہے اور یہ نہ ہم آپ کی سیرت مبارک نہیں پڑھی یا نہیں سنی تب اور افسوس ہے کہ کیسی بڑی نعمت سے آپ ابھی تک محروم ہیں۔ پس فوراً ایک نسخہ طلب کر لیجئے۔ اور اس کی گوناگوں برکتوں سے مالا مال ہو جائیے۔ دین و دنیا کی کوئی مشکل نہیں ہے جو اس کتاب سے حل نہیں ہو جاتی اور کوئی مصیبت نہیں ہے جو اس سے دور نہیں ہوتی اور دنیا و آخرت کی کوئی نعمت نہیں ہے جو اس کی بدولت نصیب نہیں ہوتی۔ اس میں گیارہویں شریف کی ضرورت اور اس کی افادیت پر ایسے دلائل ہیں کہ آج تک ان کو توڑا نہیں جا سکا۔ تصوف پر عالمانہ بحث۔ یہ حضور غوث پاکؓ کی سب سے بڑی اور سب سے جامع۔ سب سے مکمل سوانح عمری ہے۔ اس میں آپ کی کرامات کا تذکرہ ہے۔ آپ کے مواعظ کا خلاصہ ہے۔ آپ کی مشہور کتاب فتوح الغیب کا مکمل ترجمہ ہے۔ آپ کی شادی اور روحانی تعلیم کا تذکرہ ہے۔ قادریہ سلسلہ کی تعلیم اور اوراد و وظائف لکھے گئے ہیں۔ ٹائیٹل پر بیت المقدس کا ڈسکور بلاک ہے۔ کتاب کا نام غوث اعظم یعنی بڑے پیر کی گیارہویں ہے۔ اچھی لکھائی چھپائی، سفید چکنا کاغذ۔ ضخامت تین سو صفحات سے زائد ہے۔ قیمت تین روپے چار آنے۔ علاوہ محصول ڈاک۔

مینیجر رسالہ پیشوا۔ اردو بازار۔ جامع مسجد۔ دہلی

اپنی اور اپنے بچوں کی تندرستی کا بیمہ کرائیے



QUICK SARSAPARILLA

خون صاف ہو کر جسم کندن بن جاتا ہے۔ اعصاب میں قوت

اور دل میں جوانی کی اُمنگ پیدا ہو جاتی ہے

خوش ذائقہ کوئیک سارسپریلیہ

QUICKEST WAY TO GET YOUR BLOOD *Purified*

عرف کندن بدن صفائی خون کے لئے یہ سارسپریلیہ ہندستان کے سارسپریلوں میں سب سے اچھا ہے جس کو بچے اور بوڑھے یکساں طور پر خوشی سے استعمال کر سکتے ہیں۔ پھوڑا پھنسی اور گرمی دانے اور تمام جلدی امراض کا خاتمہ ہو کر جسم کندن بن جاتا ہے۔ ہزارہا ڈاکٹر اپنے مریضوں کو استعمال کرا رہے ہیں۔ دہلی اسمبلی کے ممبران نے بھی اس کے زود اثر اور اکسیر منفعت ہونے کے سارٹیفکٹ دئیے ہیں۔ یہ سارسپریلیہ ٹانک بھی ہے جسم میں قوت اور چستی پیدا کرتا ہے۔ قیمت دو روپے (عـ۲) علاوہ محصول ڈاک

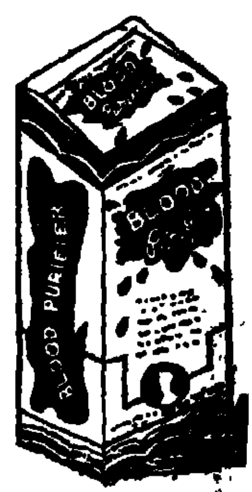
(تین شیشیاں منگانے والے کو محصول معاف)

اپنے شہر کے کیمسٹ سے خریدئیے اگر نہ ملے تو براہِ راست ہم سے منگائیے

ہندوستان اور برٹش ایسٹ افریقہ کیلئے واحد تقسیم کنندگان

روکی فریک اینڈ کمپنی پوسٹ بکس نمبر ۵۴ دہلی

SOLE DISTRIBUTORS
ROCKE FRAK & CO. P BOX 54 DELHI



ہر شہر اور قصبہ میں دیانت دار ایجنٹوں کی ضرورت ہے۔

اسلامیہ دارالاشاعت دہلی کا
ایک ماہوار
مذہبی۔ اخلاقی اصلاحی
ادبی رسالہ
مقامِ اشاعت
اردو بازار جامع مسجد دہلی

ٹیلیفون نمبر ۶۹۶۶

پیشوا دہلی

جو ہر قمری مہینے کی ۱۱ تاریخ کو
۲۰ سال سے تبلیغ و اشاعت
کیلئے دہلی سے شائع ہوتا ہے
قیمت سالانہ ایک روپیہ
ممالک غیر سے ۳ شلنگ

جلد ۲۱ | بابتہ ماہ شوال ۱۳۶۴ھ مطابق ماہ ستمبر ۱۹۴۵ء | نمبر ۱۰

شذرات

(عزیز حسن بقائی)

لیگی خریدار غور سے پڑھیں

پیشوا کے خریداروں میں ایک جماعت لیگ کے حامیوں کی بھی ہے، جس کو لیگ پر نکتہ چینی اور حق و صداقت کا اعلان ناگوار گذرتا ہے، اس طبقہ میں سے بعض تو اپنے پاجی پن کا ثبوت دیتے [illegible] گالیاں اور [illegible] کی دھمکیاں دیتے ہیں، اور بعض نصیحتیں کرتے ہیں۔

میں نے پیشوا کی پالیسی آج تبدیل نہیں کی ہے، جو مسلک ۱۹۲۲ء میں تھا وہی آج ہے میں اگر لیگ پر کڑی نکتہ چینی کرتا ہوں تو محض کانگریس کی وجہ سے نہیں، بلکہ ہندوستان کی آزادی کے لئے میں کانگریس کو کمزوریوں کے باوجود ایک ایثار پیشہ اور خادم ملک جماعت سمجھتا ہوں اس لئے میں کانگریس کی تائید کرتا ہوں، چونکہ میرے خیالات میں کانگریس میں شرکت مسلمانوں کے سیاسی مستقبل اور عالم اسلام کے لئے مفید اور برطانوی سامراج کے لئے مصیبت ہے، اس لئے میں کانگریس کی حمایت کرتا ہوں۔

جو مسلمان اپنے بدنسلے ہونے کا ثبوت دیتے ہوئے گالیوں کے خطوط و دلائل کے جواب میں لکھتے ہیں، ہم ان کی بکواس کو ان کے [illegible] کے پیش لفظ پہلی نظر پڑتے ہی ردی کی ٹوکری میں ڈال دیتے ہیں، جو [illegible] سالہ بوڑھے کو نصیحتیں کیا کرتے ہیں، اور پیشوا نہ خریدنے کی دھمکیاں دیتے ہیں، ان کا شکریہ ادا کرکے بار بار ان کو بتلاتا ہوں اور آج پھر اعلان کرتا ہوں

"پیشوا کانگریس کی حمایت میرے آخری سانس تک کرے گا۔ جو مسلمان کانگریس کی حمایت پسند نہیں کرتے وہ پیشوا کو خریدنے کی زحمت نہ فرمائیں کہ پیشوا

نکالا ہی کانگریسی مسلمانوں کے لئے ہے؟

یہ سچ ہے کہ حق کڑوا ہوتا ہے، یہ سچ ہے کہ کڑوی گولی میں اگر [illegible] ہو تو وہ آسانی سے حلق سے نیچے نہیں اترتی۔ یہ سچ ہے کہ حق و صداقت کا اعلان کرنے والوں کو ہمیشہ مشکلات پیش آتی ہیں، جن سے پیشوا کا ایڈیٹر محفوظ نہیں۔

لیکن خریداران پیشوا کے تینوں گروہ کان کھول کر سن لیں کہ جب پیشوا کی اشاعت حکومت اور لیگ کی سازش سے ۱۲ ہزار سے گھٹ کر صرف ڈیڑھ ہزار رہ گئی جب حکومت کے حکم اور لیگ کی شکایت پر فوج میں پیشوا کا داخلہ بند ہوا تو دس ہزار خریدار ایکدم کم ہوگئے، اور ادارہ پیشوا تقریباً دس ہزار روپے سالانہ کی کتابیں فروخت کرنے سے محروم کر دیا گیا۔ جن دنوں پیشوا آفس میں ڈیڑھ سو دو سو روپے روز کی ڈاک تھی، اس میں پورے مہینہ میں سو روپے نہ آتے اور خدا بندہ دس نے اپنے فضل و بندہ نوازی سے میرے قدم اس وقت نہیں ڈگمگاتے، تو اب جبکہ پھر پیشوا کی اشاعت بڑھ رہی ہے، اور یہ پرچہ آٹھ ہزار چھپ رہا ہے، تو کیا انہیں دھمکیوں، نصیحت و ملامت سے [illegible] حقیقت [illegible] ہیں [illegible]۔

مجھے اگر ہر دل عزیزی اور روپیہ عزیز ہوتا تو پوری زندگی کا اندوختہ [illegible] جس کی قیمت ۵ ہزار روپیہ تھی، کانگریس کی حمایت کرکے تباہ نہ کرتا، اور اب جنگ کے زمانہ میں کمانے کی بجائے آخری پونجی بھی نہ گنواتا۔

جس لیگ کی حمایت کرکے اور اپنے بعض ساتھیوں کی طرح گرگٹ

کی مانند رنگ بدل کر اپنی منزل عزیزی اور سرمایہ کو قائم ہی نہ رکھتا
بلکہ اس میں بہت بڑا اضافہ کر سکتا تھا۔ لیکن سود و زیاں اور عوام
کی خوشنودی اور ناراضی سے بے پروا ہو کر میں نے جو راہ اختیار کی
ہے اس سے لیگ اور حکومت کا سنگھاسن [illegible] مجھے
علیحدہ نہیں کر سکتا کہ میں آزادی اور حق کا سفیر [illegible] اور اس بات
سے دنیا کی کوئی طاقت، لیگ کی ہیئتے بندی کی طاقت مجھے ایک انچ نہیں ہٹا سکتا۔

لہذا جو لیگی بھائی پیشوا کے اب خریدار ہیں وہ اور آئندہ
جو خریدار ہوں ان کو اچھی طرح سن لینا چاہیے کہ میرا مسلک کیا ہے
میرا مسلک آزادی وطن کی حمایت ہے جس کے لئے میں نے جیسی
قربانی کی ہے اس کی مثال لیگی مہم کی صف اوّل میں بھی مفقود ہے۔
اور اگر اس سے زیادہ کی بھی ضرورت پڑی تو میں اپنی استطاعت کے
مطابق اس سے گریز نہ کروں گا۔

لہذا جو گالی نامے و نصیحت نامے تم بھیجتے ہو، وہ مت کرنا:
پیشوا کی خریداری بند کر دو کہ میں زندگی کے آخری سانس تک مذہب
کی تائید کروں گا۔ تم میں سے اگر چہ لوگ اس کو پسند نہیں کرتے تو مجھے
اس کی مطلق پروا نہیں۔ لیکن لیگی پروپیگنڈے سے مرا مراد ہے ان کو پڑھ کر
تم سے کس احمق نے کہا ہے کہ پیشوا کے خریدار بنو۔ جو لوگ ایک
روپیہ جیسی حقیر رقم میں جس کی قیمت سالہا سال سے ۲ روپے زیادہ نہیں
ہے، پیشوا پڑھ کر یہ توقع رکھتے ہیں کہ وہ مجھ سے ضمیر کے خلاف لکھوا سکتے
ہیں، وہ جنت الحمقاء میں رہتے ہیں، اور اس کو بھول جاتے ہیں کہ یہ
چار آنے بھی ڈاک خانہ کے محصول میں خرچ ہو جاتے ہیں۔ پھر اگر سال
بھر میں ۱۰ خطوں کا جواب دفتر نے دیا تو کتنا خرچ آفس کا پڑ گیا
اور اگر سال میں دو پرچے بھی دوبارہ طلب کر لئے تو پیشوا کے خریدار
پر پیشوا آفس کا کیا زائد خرچ آ گیا۔ کبھی خریداروں نے اس پر بھی غور کیا ہے؟
بہرحال اس نوٹ کا مقصد یہ ہے کہ جو لوگ میری کڑوی
کسیلی باتیں برداشت نہیں کر سکتے، وہ پیشوا کو نہ خریدیں، کیونکہ پیشوا
ان کا مسلک کسی صورت میں بھی اختیار نہیں کر سکتا۔
امید ہے کہ قارئین پیشوا کسی غلط فہمی میں نہ رہیں گے اور
آئندہ اس قسم کے خطوط لکھ کر اپنا وقت اور پیسہ ضائع نہ کریں گے۔

پیشوا بک ڈپو کی چند نئی کتابیں

(۱) سیف اللہ رض :- حضرت خالد بن ولید سپہ سالار
عام افواج اسلامیہ فاتح روم و ایران کی مکمل سوانح عمری۔ سفید
چکنا کاغذ اچھی لکھائی چھپائی ضخامت ڈیڑھ سو صفحے۔ [illegible]
کا ڈسکور ٹائیٹل۔ قیمت [illegible]

(۲) صد پارہ دل :- [illegible] کے [illegible] مضامین
کا انتخاب۔ اچھی لکھائی چھپائی۔ ضخامت ۲۸۰ صفحے، سفید چکنا
کاغذ اچھی لکھائی چھپائی۔ قیمت [illegible]

(۳) اسرار مصر :- سرزمین مصر کا ایک تاریخی رومان۔ عربی
کے ایک بہترین ناول کا عام فہم سلیس اردو زبان میں ترجمہ [illegible]
رفیق صاحب نے کیا ہے۔ اچھی لکھائی چھپائی [illegible]

یہ کتابیں تیار ہو گئی ہیں جن دوستوں کو ضرورت ہو وہ منیجر صاحب
پیشوا دہلی سے جلد طلب فرمائیں۔

زیر طباعت کتابیں

(۱) ایوبی رض :- ملک الاعظم حضرت سلطان صلاح الدین رض
ایوبی کی زندگی کے مفصل حالات، جن کی شمشیر خارا شگاف کے جوہر اب
بھی صلیبی دنیا کو لرزہ براندام بنا رہے ہیں۔
(۲) غزنوی رض :- کفرستان ہند میں اسلام کا جھنڈا گاڑنے والے
حضرت سلطان محمود رض غزنوی کی زندگی کے مفصل حالات۔
(۳) طارق رض :- کفرزار اسپین میں اسلام کا جھنڈا سربلند
کرنے والے حضرت طارق اعظم رض کی زندگی کے مفصل حالات۔
(۴) غوری رض :- ہندوستان میں اسلامی سلطنت کے بانی حضرت
سلطان شہاب الدین رض غوری کے حالات زندگی۔
(۵) ابدالی رض :- اسلام کی آخری تلوار کی چمک دکھانے والے
حضرت سلطان محمد ابدالی کے حالات زندگی۔
(۶) سیرت باقی رض :- سالار سلسلہ حضرت خواجہ محمد باقی باللہ
بخاری کی مکمل سوانح عمری۔
(۷) کاکی رض :- حضرت خواجہ محمد قطب الدین رض دہلوی کاکی کے
حالات زندگی۔
(۸) غریب نواز رض :- حضرت خواجہ معین الدین اجمیری کے
حالات زندگی۔
(۹) محبوب الٰہی رض :- حضرت خواجہ نظام الدین اولیا محبوب
الٰہی کے حالات زندگی۔
(۱۰) اندرا :- بنگال کے مشہور انقلابی ناول نگار مسٹر بنکم چندر
چیٹرجی کے بہترین ناول کا سلیس اور عام فہم اردو میں ترجمہ۔
(۱۱) شادی :- بنگال کے نامور اصلاحی ناول نگار شرت
چندر چٹرجی کے مقبول عام ناول "[illegible]" کا سلیس اردو میں ترجمہ

اگرچہ جاپان کی جنگ ختم ہو گئی ہے، لیکن ہندوستان میں
جنگ کے اثرات ابھی ختم نہیں ہوئے ہیں۔ اس لئے مذکورہ کتابوں
کی طباعت میں بس اتنی ہی دیر ہے جتنی پریس والے چھاپنے میں لگائیں۔
میں ۱۹۱۲ء سے چھاپہ خانہ کے کام سے واقف ہوں، میرا اپنا
پریس بھی رہ چکا ہے، لیکن جو گرانی، غیر ذمہ داری، فرض ناشناسی، بد دیانتی
بدتمیزی، بدکلامی، وعدہ خلافی گزشتہ دو سال سے چھاپہ خانوں
میں دیکھنے میں آ رہی ہے، اس سے یہی جی چاہتا ہے کہ پریس سے متعلق
کوئی کام ہی نہ کیا جائے، چاہے فاقہ کشی کی نوبت آ جائے۔

بالیاں اور جنگ کے ساتھ کاغذ کی ہوش ربا گرانی، سامان طباعت کی نایابی کی وجہ سے اب بھی خانہ والوں کے گھرسے ہاتھ کھو جائیں گے اور اب آخری جنگ تو ختم ہی نہ شروع ہوئی گو وہ چند مہینہ میں حالات نارمل ہو جائیں گے۔ اس لئے تو قع رکھنی چاہئے کہ مذکورہ کتابیں جلد از جلد قارئین کرام کی خدمت میں پیش کی جاسکیں گی۔

پیشوا کی ترقی کا پروگرام

جنگ کے خاتمہ کے ساتھ پیشوا کی ترقی کے لئے ایک خاص پروگرام مرتب کر لیا گیا ہے، جس میں ضخامت میں اضافہ کے ساتھ مضامین کی ترتیب بھی بدل دی جائے گی۔

لیکن یہ سب کچھ اسی صورت میں ممکن ہے کہ کاغذ اور سامان طباعت اپنے اصلی نرخوں پر آئیں، اور جنگ نے جو عام تباہی اور موت کی گرم بازاری کر رکھی ہے، وہ ختم ہو جائے، جب تک حالات درست نہ ہوں، ہم کوشش بھی کریں تو پیشوا کی ترقی کے پروگرام پر عمل نہیں ہو سکتا۔

مولوی ہاپوڑی کی دیانتداری

پادشیں بخیر! مولوی عبدالحق ہاپوڑی جو مشہور پمفلٹ باز ضیاء الحق ہاپوڑی کے حقیقی بھائی ہیں، جن کے بلیک میلنگ کے افسانے اور پمفلٹ تاریخ سے مٹائے نہیں مٹ سکتے۔

یہ ہاپوڑی صاحب اردو کی ترقی و ترویج کے واحد اجارہ دار ہیں، یہی وجہ ہے کہ چینا صاحب کی طرح زندگی بھر کے لئے وہ ترقی اردو کے ڈکٹیٹر ہیں۔

ہاپوڑی مولوی صاحب جب سے اپنی زریں مصلحتوں کے پیش نظر دہلی آئے ہیں، ان کی ترقی اردو کی مساعی کا یہ نتیجہ ہوا ہے کہ درجنوں ہندو ریاستوں سے نئی دہلی میں عالی شان محل بنانے کے لئے روپیہ حاصل کرنے کی ضرورت رہتی ہے، اس کا عشر عشیر بھی وہ ان اضلاع کی تبلیغ کے لئے کوشش نہیں کرتے۔ کیونکہ ان کو روپیہ مل جاتا ہے، جو ان کا اصل مقصد ہے، اس لئے ریاستوں میں اردو رہے یا جلا وطن ہو، ان کو روپیہ اور شہرت چاہئے، اس کی احمقوں کی دنیا میں کمی نہیں۔

علمی دنیا کا بچہ بچہ جانتا ہے کہ حضرت علامہ احتشام الدین صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اردو کی جامع لغت کی ترتیب میں مصروف تھے، لیکن کتنے حیرت اور تعجب کی بات ہے کہ حضرت کے انتقال کے بعد ان کی زندگی کے بیش قیمت سرمایہ (لغت) کو ہاپوڑی مولوی معاہدہ کے خلاف اپنے نام سے شائع کرنا چاہتے ہیں، کیونکہ ان کا خیال ہے کہ چند سفید ٹکلیاں جو بہر تہینہ حضرت علامہ مرحوم کو نامدار دکن کے فیاضانہ عطیہ سے ملتی تھیں۔ اس کی وجہ سے یہ لغت ان کے بجائے ہاپوڑی صاحب اپنے نام سے چھاپنے میں حق بجانب ہیں۔

لسانی دنیا میں اس خبر سے تہلکہ مچ گیا ہے خیالات کا سرقہ اور توارد تو سنا ہی تھا، لیکن پوری کتاب اور علمی کتاب کو اس دیدہ دلیری سے اپنے نام سے شائع کرنے پر کون ہے جو ہاپوڑی صاحب کو مبارکباد دے گا۔؟

اس الم ناک خبر پر سب سے پہلے دہلی کے مشہور علم دوست اور نامور ادیب جناب مولانا شاہد احمد صاحب بی۔ اے مدیر ساقی نے اور پھر دہلی کے دوسرے نامور ادیب جناب حکیم حبیب اشعر صاحب نے ہاپوڑی صاحب سے جواب طلب کیا لیکن مثل مشہور ہے کہ چور کے پیر کہاں؟

اگر ہاپوڑی مولوی صاحب کا ضمیر بالکل مردہ نہیں ہو گیا ہے تو ان کو دوسروں کی تمام عمر کی محنت کو اپنے نام سے شائع کرتے ہوئے شرم آنی چاہئے، اور اعلان کرنا چاہئے کہ حضرت علامہ مرحوم کی مرتب کردہ لغت انہیں کے نام سے شائع ہوگی کہ اس سے ان کی عزت اور کتاب کی اہمیت علمی دنیا میں بڑھے گی، ورنہ ہر شخص یہ سمجھے گا کہ دیہات کے رہنے والے کا مرتب کردہ لغت کوئی مستند لغت نہ ہوگا۔

بلوچستانی کونسر لنگ کی بکواس

بلوچستان میں ایک گمنام قاضی جی رہتے تھے جن کو مسٹر جینا کی بستہ برداری سے پہلے بلوچستان میں کوئی جانتا بھی نہ تھا، لیکن جونہی انہوں نے مسلم لیگ کے ڈکٹیٹر کا حلقۂ اطاعت اپنے گلے میں ڈالا کوئی دن مشکل سے ایسا گذرتا ہے کہ ان کا زہریلا اشتعال انگیز جعبہ ثا، توہین آمیز بیان نہ شائع ہوتا ہو۔

ہم نے ان لیگی قاضی جی کے وہ بیان بھی پڑھے ہیں جن میں انہوں نے مسٹر اورنگ کی وزارت کی قصیدہ خوانی کی تھی اور سرحد کی لیگی وزارت کو چٹان کی طرح مضبوط بیان کیا تھا، لیکن ابھی ان کے بیان کی سیاہی ختم بھی نہیں ہوئی تھی کہ ڈاکٹر خان صاحب کی ایک ٹھوکر سے وہ چٹان مع قاضی جی کے غائب ہو گئی۔

اسی طرح کے ان کے دو چیزوں بے سروپا بیانات شائع ہوتے رہتے ہیں، جن کا اگر تجزیہ کیا جائے تو نتیجہ صفر ہی ہوگا۔

آج ہم ان کے اس بیان پر نظر ڈالتے ہیں، جو انہوں نے پشاور سے دیا اور اس کے بعد دہلی میں سر سری رام صاحب کے دولت خانہ پر آکر مقیم ہو گئے۔ اور روزہ اپنے مرشد کی طرح غائب۔

(۱) کانگریس موجودہ زمانہ کا سب سے بڑا فریب ہے۔

(۲) مہاتما گاندھی برلا اور ٹاٹا کے ایجنٹ ہیں۔

(۳) پنڈت جواہر لال نہرو جذبات فروش، مکار، ڈرامہ باز اور ایلہ فریب ہیں۔

(۴) پیشوائے اعظم حضرت علامہ آزاد مسلمانان ہند کو فریب میں مبتلا کر کے شو بوائے کے طور پر استعمال کیا جا رہا ہے، جنہیں مسلمان نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

(۵) اگر ہم آزاد ہوتے تو آزاد کو قوم کی عدالت کے سامنے پیش کرتے جو اس کو تہہ تیغ کا فیصلہ کرتی۔

پیشوا کے پڑھنے والے مجھے معاف فرمائیں کہ میں نے قاضی عیسیٰ جیسے لیگی لیڈر کے بیان کا جو جستہ جستہ حصہ دیا ہے اس کے جواب کے لئے پیشوا کے کالم سیاہ کرنے پڑے۔ لیکن حضرت پیشوائے اعظم اور گاندھی جی کی شان میں گستاخیاں کر کے جو غلط بیانیاں کی گئی ہیں، ان کا تقاضا یہ تھا کہ اس بلوچستانی کو سنر لنگ کو آئینہ دکھایا جائے۔ قاضی جی کو ہزاروں روپے لیگ فنڈ سے سفر خرچ وصول کرنے سے فرصت ہو تو ان کے بیان کا پوسٹ مارٹم یہ ہے:۔

(۱) کانگریس کی بجائے مسلم لیگ کو اگر عہد حاضرہ کا سب سے بڑا فراڈ کہا جائے تو مناسب ہوگا جس کے قائد اعظم کو اسلام سے دور کی نسبت نہیں اور جس نے آج تک غریب مسلمانوں کی بھلائی کے لئے کوئی کام نہیں کیا۔

(۲) لیکن یہ واقعہ نہیں ہے کہ مسٹر جناح ڈالمیا، اصفہانی، نامی کے سب سے بڑے ایجنٹ ہیں۔

(۳) کیا اس سے انکار کیا جا سکتا ہے کہ مسٹر جناح پوری مسلمان قوم کے مفاد کو سامراج کے ہاتھ فروخت کر رہے ہیں۔

(۴) پیشوائے اعظم حضرت علامہ آزاد پر مسلمانوں کو اتنا غلو ہے کہ اگر وہ حکم دیں تو مسلمان سر اور دھڑ کی بازی لگا دیں، لو رتم کو اپنی حقیقت معلوم ہو جائے۔

(۵) اس وقت سے پناہ مانگو جب ہندوستان آزاد ہوگا اور تمہارے جیسے سامراج کے ایجنٹ اسی طرح عدالت کے سامنے پیش ہوں گے، جس طرح آج فرانس کے کو سنر لنگ پیش ہیں۔

یہ عجیب اتفاق ہے کہ اس بلوچستانی کو سنر لنگ کا یہ بیان جس وقت ہم نے پڑھا، اس وقت ہندوؤں کے بدنام بنیاد دشمن دہلی کے ایک سرمایہ دار ہندو کے دسترخوان پر رمضان میں روزہ چیخنے میں مصروف تھے۔

کیسی دلچسپ ہے لیگ کی ہندو دشمنی کہ اگر کانگریسی مسلمان ہندو سے سوشل تعلقات رکھے تو وہ ہندو کا غلام۔ کافر لیکن ہندو دشمنی کا راگ الاپنے والے ہندو کے دسترخوان پر رمضان میں ٹکڑے کھا کر بھی پکے مسلمان رہتے ہیں

انقلابات ہیں زمانے کے

مسٹر جناح کا اعلان جنگ

۱۲ اگست کو مسٹر جناح نے لیگ کے جلسہ میں ایک تقریر کی جس میں انہوں نے سفید کاغذ (زر روپیہ) انتخابات لڑنے کے لئے طلب کیا، اور ان کو تین لاکھ ۱۱ ہزار روپیہ دیا گیا۔ مسٹر جناح کی یہ تقریر کانگریس کے خلاف اعلان جنگ تھا جس میں کانگریس پر حسب دستور بازاری انداز میں جھوٹے الزام لگائے گئے تھے۔ جن کا نہ کوئی سر ہے نہ پیر اور نہ وجود۔

الف:۔ مہاتما گاندھی کا تعمیری پروگرام مسلمانوں کے لئے تخریبی پروگرام ہے۔

ب:۔ پنڈت نہرو قوم پرور مسلمانوں سے لیگ کے خلاف مشورے کر رہے ہیں۔

د:۔ مجھے چاندی کی گولیاں دو اور انتخابات کا نتیجہ دیکھو۔

اسی قسم کی بے سروپا باتیں تقریر میں تھیں، جن سے اندازہ ہوتا ہے کہ بغیر سوڈا ملائے پی گئے تھے، ورنہ ایسی بہکی بہکی باتیں نہ کرتے، جو سیاست کے طفل مکتب بھی نہیں کرتے۔ جناح صاحب کے الزامات کا جواب یہ ہے:۔

الف:۔ مہاتما گاندھی کے تعمیری پروگرام کا ایک جزو بھی مسلمانوں کے خلاف نہیں ہے، ایسا سفید جھوٹ بولتے ہوئے جناح صاحب کو شرم آنی چاہیے تھی، میں ان کو چیلنج کرتا ہوں کہ ان میں اگر جرأت و سچائی ہے کہ وہ اس الزام کو ثابت کریں گاندھی جی کا پروگرام شائع ہو چکا ہے، اس کے کسی جزو سے وہ اپنے دعوے کی تصدیق کریں، ورنہ جھوٹے الزام لگا کر مسلمانوں کو بدنام کرنا چھوڑ دیں۔

ب:۔ قوم پرور مسلمانوں سے پنڈت جی کا مشورہ کرنا دنیا کی کون سی تعزیرات کے تحت جرم ہے؟ پنڈت جی کیا آپ سے پوچھ کر ملک کی بہبودی کے لئے مشورہ بھی نہیں کر سکتے۔ اس سے زیادہ آزادی تو نادر شاہی میں بھی تھی، کیا پاکستان میں ایسی ہی سول لبرٹی ہوگی

د:۔ چاندی کے کارتوس آپ کو ملیں گے، لیکن یہ چاندی کے سکے کون لوگ آپ کو دے رہے ہیں؟ جو بلیک میں انگریز حکام کو ڈنر دینے اور شراب پارٹیاں دینے میں لاکھوں روپیہ صرف کرتے تھے اور اب بھی یہ اسی لئے روپیہ دے رہے ہیں کہ آپ ان کو [illegible] ٹکٹ دے دیں۔

یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ مسٹر جناح نے جب دس لاکھ کی پبلسٹی کی اپیل کی تو پانچ لاکھ روپیہ ہندوستان سے وصول ہوا۔ بنگال کے فاقہ کشوں کے لئے اپیل کی تو ایک لاکھ بھی نہیں ملا جس سے ظاہر ہے کہ عوام پر جناح صاحب کا اثر کیا ہے، اور لیگ کا سرمایہ دار عام مسلمانوں کے لئے کتنا درد اپنے دل میں رکھتا ہے لیکن عوام کی رائے سے کونسلوں کی ممبریاں حاصل کرنے کا وقت آیا تو ان بہبود کے عوض سرمایہ داروں نے تھیلیوں کے منہ کھول دیئے

مسلم لیگ کے ٹکٹ سے اسمبلی میں جا سکیں! وزارت حاصل کریں۔
اگر مسٹر جناح کو لیگ کے اس بیان سے اختلاف ہے تو ان کا فرض ہے کہ وہ یہ اعلان کریں کہ
"کسی چندہ دہندہ کو لیگ کا ٹکٹ نہیں دیا جائیگا"
اس سے بہت سی غلط فہمی دور ہو جائے گی، اور اس فنڈ کا حشر بھی اس کے دونوں سابقہ فنڈوں سے کچھ بدتر ہوگا، اگر چہ کوئی کوڑی بھی لیگ کے کارکنوں و لیڈروں کو پدمنی سنز کے لئے تیار ہوں۔
روپیہ سے کسی الیکشن کو جیتنا نہ رائے عامہ کا اظہار ہے نہ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ عام مسلمانوں کا، سنجیدہ مسٹر جناح کو حاصل ہے، کیونکہ روپے سے بجائے کے ٹٹو تو مل سکتے ہیں، مخلص وفادار نہیں مل سکتے۔

تاریخ اسلام میں روپیہ کی طاقت سے بڑے بڑے ابن الوقت جیسے بہت سے ملعونوں نے بھی رائے عامہ کو اپنے حق کو ہی کر لیا تھا۔ لیکن کیا تاریخ کا فیصلہ ان کے خلاف نہیں؟ اور کیا تاریخ اس سیاہ باب پر ماتم نہیں کرتی۔؟

کانگریس مسٹر جناح کے اس اعلان جنگ کا خیر مقدم کرے گی لیکن کیا بہادری اسی کا نام ہے کہ کانگریس کے ہزاروں کارکن جیل میں چکیاں پیس رہے ہوں، اور لیگ کا ڈکٹیٹر مجبور قیدیوں کی فوج کو اعلان جنگ دے۔

کانگریس الیکشن کو ویل کم کہے گی۔ اگر اس کے سپاہی آزاد ہوں، اور اس کو لیگ کی پھیلائی ہوئی غلط فہمیوں کے ازالہ کا وقت مل جائے، اور اگر یہ نہ ہوا تو مسٹر جناح پر برطانوی سامراجی ایجنٹ ہونے کا جو الزام ہے وہ اور بھی پختہ ہو جائے گا، کیونکہ سات برس میں جو جھوٹا پروپیگنڈا لیگی ڈکٹیٹر نے کیا ہے، اور کانگریس کی عدم موجودگی سے جو ناجائز فائدہ لیگیوں نے اٹھایا ہے، اس کی تردید کے لئے کچھ تو وقت درکار ہوگا۔؟

شاہی اعلان

۱۵ اگست کو نئی پارلیمنٹ کا افتتاح کرتے ہوئے ملک معظم نے جو تقریر فرمائی، اس میں ہندوستان کے متعلق یہ الفاظ تھے:
"ان وعدوں کے مطابق جو میری ہندوستانی رعایا سے کئے گئے ہیں، رائے عامہ کے تعاون سے ہندوستان میں مکمل حکومت خود اختیاری جلد قائم ہوگی"
توقع تھی کہ ہندوستان کی آزادی کا اعلان ہوگا، ہندوستان کے جمود کے حل کے لئے نیا قدم اٹھایا جائے گا۔ درجہ نو آبادیات کی تاریخ مقرر ہوگی، محبان وطن رہا ہوں گے۔ لیکن
اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

ہمارے پیش رو ہوں نہ ہوں گے کہ ہم نے نئے انتخاب پر یہ رائے ظاہر کی تھی کہ
"ہندوستان کے متعلق ٹوری اور لیبر کا نقطہ نظر ایک ہے"
چنانچہ لیبر وزارت قائم ہوئے ہفتہ ہو چکا، لیبر وزارت کا پروگرام شائع ہو گیا۔ مگر ہندوستان جہاں چرچل کی وزارت میں تھا وہاں سے ایک انچ لیبر وزارت میں آگے نہیں بڑھا، اور نہ سردست اس جمود کے حل ہونے کا کوئی امکان ہے، چونکہ جنگ ختم ہو چکی، اور جو جنگ اول کے خاتمہ پر ہوا تھا، اس سے کچھ زیادہ جنگ عظیم کے خاتمہ پر بھی نہ ہوگا۔

شوال کا پرچہ

ویسے تو یہ پرچہ شوال کا ہے، جو اگرچہ با خیر سے شائع ہوا ہے، لیکن اس میں دادوں نے عبارت نہ کی تو توقع ہے کہ ذیقعدہ کا پرچہ ٹھیک وقت پر آ جائے گا۔
ذی قعدہ کے پرچہ کی کتابت شروع ہو گئی ہے، اگر اس میں دیر ہوئی تو اس کی تمام تر ذمہ داری پریس پر ہوگی، جس کا علاج میرے امکان سے سردست باہر ہے۔

جن

خریدار صاحبان کی میعاد خریداری اس مہینہ میں ختم ہو رہی ہے ان میں

> ایک آپ بھی ہیں، اور آپ کا
> نمبر خریداری .... ہے

اگر آپ سال آئندہ کے لئے خریدار رہنا چاہیں، تو کم سے کم دو نئے خریدار فراہم کیجئے، اور سب کی قیمت آج ہی دفتر رسالہ پیشوا دہلی کو روانہ کر دیجئے۔ اور اگر خدا نخواستہ کسی وجہ سے آپ خود سال آئندہ کے لئے خریدار رہنا پسند نہ کریں تو ازراہ کرم اسی وقت ایک پوسٹ کارڈ منیجر رسالہ پیشوا کے نام لکھ دیجئے کہ سال آئندہ کے لئے خریداری منظور نہیں، آپ کے اس کارڈ کے وصول ہوتے ہی آپ کا نام رجسٹر خریداران سے بصد افسوس خارج کر دیا جائے گا، اور اگر آپ نے منی آرڈر نہ بھیجا یا عدم خریداری کا خط نہ لکھا تو حسب دستور آپ کو کوئی وی پی نہ بھیجا جائے گا، کیونکہ وی پی بھیجنے کا قاعدہ بند کر دیا گیا ہے وی پی کا انتظار نہ کیجئے آج ہی منی آرڈر کے ذریعہ قیمت ارسال فرما دیجئے۔

(منیجر)

حریت کا سالنامہ

اردو نمبر ۱۹۴۵ء

آرٹ، ادب، نظم و نثر کا لاجواب مرقع

دہلی کے مشہور اخبار حریت کا دلنواز، روح پرور شاہکار، جس میں ۴۶ فوٹو بلاک مشاہیر قلم و ادب کے ہیں۔ ۵۴ نامور شعراء کی غزلیں اور نظمیں ہیں۔ ۳۳ سبق آموز اور نتیجہ خیز افسانے ہیں، پانچ نامور شعراء کے کلام پر تبصرہ ہے، زبان و ادب پر ۲۲ معرکۃ الآرا مضامین ہیں، جن میں اردو کی اہمیت، افادیت، بین الاقوامی پوزیشن ثابت کی گئی ہے۔ مخالفین کے جوابات ہیں۔ ۶ مختصر ڈرامے اور ایک مکمل ناول ہے۔

اچھی لکھائی چھپائی، خوشنما سرورق، ضخامت ڈھائی سو صفحے۔

قیمت پانچ روپے (صر) علاوہ محصول

ہر شہر کے دیانت دار ایجنٹ سے خریدیئے

احکام القرآن

(قرآنی احکام پر ایک لاجواب کتاب جو صرف قارئین پیشوا کے لئے لکھی گئی)

(از حضرت علامہ آغا رفیق صاحب بلند شہری)

(گذشتہ سے پیوستہ)

(۱۶۳)

مصارف زکوٰۃ کا بیان

انما الصدقات للفقراء والمساکین والعاملین علیہا والمؤلفۃ قلوبہم وفی الرقاب والغارمین وفی سبیل اللہ وابن السبیل فریضۃ من اللہ و اللہ علیم حکیم

صدقات کا مال تو صرف فقراء، مساکین، عاملین، صدقہ اور مولفۃ القلوب (یعنی نو مسلموں کے تالیف قلوب) کے لئے ہے۔ اور زیر گردن آزاد کرنے، کسی کا قرض ادا کرنے، اللہ کی راہ میں خرچ کرنے اور مسافروں کے دینے کے لئے ہے، یہ اللہ کے ٹھہرائے ہوئے حقوق ہیں۔ اللہ دانا اور علیم ہے۔

تفسیر۔ اس آیت میں صدقات سے مراد صدقات مفروضہ یعنی زکوٰۃ ہے اور آگے ان لوگوں کا بیان ہے جو زکوٰۃ کے مستحق ہیں، خداوند تعالےٰ نے آٹھ آدمیوں کو زکوٰۃ کا حقدار بتایا ہے۔ ان میں سے حضور کی وفات کے بعد حضرت ابوبکرؓ کی خلافت میں اجماع صحابہ سے مولفۃ القلوب کو خارج کر دیا گیا ہے، اور صرف سات اشخاص کو زکوٰۃ کا حقدار رکھا، مولفۃ القلوب سے مراد وہ نو مسلم ہیں جن کی نیتیں ضعیف تھیں یا جن کے قلوب پر اسلام نے پورا پورا قبضہ نہیں کیا تھا۔ حضورؐ ان لوگوں کا دل رکھنے اور ان لوگوں کو اسلام پر قائم رکھنے کے لئے مال غنیمت سے ان کی مدد فرمایا کرتے تھے یا مولفۃ القلوب سے مراد قوم کے وہ اشراف و اعیان تھے جن کی مالی امداد اس امید پر کی جاتی تھی کہ وہ اسلام سے مانوس ہو جائیں اور پھر اسلام کو قبول کر لیں چنانچہ حضورؐ وقتاً فوقتاً ان کو مالی مدد فرمایا کرتے تھے، اور اسلام سے ان کو آشنا کیا کرتے تھے، عام مفسرین کا بیان یہ ہے کہ حضورؐ ان لوگوں کی امداد مال غنیمت کے پانچویں حصہ سے فرمایا کرتے تھے۔ بعض علماء کی رائے ہے کہ مولفۃ القلوب میں وہ لوگ بھی شامل تھے جن کو قتال پر آمادہ کرنے یا مانعین زکوٰۃ سے جنگ کرنے کے لئے مال غنیمت میں سے حصہ دیا جاتا تھا، اور فتح کے بعد ان کو غنیمت میں سے حصہ دیا جاتا تھا۔ بہرحال مستحقین زکوٰۃ کی یہ قسم حضرت ابوبکرؓ کے عہد خلافت میں صحابہ کے اجماع سے ساقط کر دی گئی اس لئے کہ خدا نے اسلام کو

عزت مرحمت فرما دی تھی اور تالیف قلوب کی ضرورت باقی نہ رہی تھی۔ مستحقین زکوٰۃ میں سے اب صرف سات آدمی رہ گئے ہیں، جن کی تشریح یہ ہے کہ

۱۔ **فقیر**۔ اس سے مراد وہ شخص ہے جس کے پاس ایک وقت کے کھانے کا سامان بھی نہ ہو، یہ شخص زکوٰۃ کا مستحق ہے، اگر اس کے پاس اس قدر سامان ہوگا کہ وہ ایک وقت اس سے گذر کر سکے تو اس کے لئے سوال ممنوع ہوگا۔

۲۔ **مسکین**۔ یہ شخص ہے جس کے پاس کچھ بھی نہ ہو، یہ شخص فقیر سے بھی زیادہ ضعیف ہوتا ہے۔ چنانچہ خداوند تعالےٰ کا ارشاد ہے او مسکیناً ذا متربۃ یعنی خاک نشین محتاج۔

۳۔ **عاملین زکوٰۃ**۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کو امام وقت زکوٰۃ وصول کرنے پر مامور کرے۔ امام ان کو ان کی محنت و کوشش کے بقدر مال زکوٰۃ میں سے دے سکتا ہے۔ ان کے لئے زکوٰۃ کا یہ مال ہر حال میں حلال ہے، خواہ وہ مالدار ہوں خواہ محتاج۔ لیکن ان کے لئے مال کی کوئی تعداد معین نہیں ہے۔ امام وقت ان کے اہل و عیال کے مصارف کا اندازہ کر کے بمناسب حال مال دے سکتا ہے۔ بعض علماء نے کہا ہے کہ ہاشمی خاندان کے شخص کو یہ مال بھی نا جائز ہے۔

۴۔ **غلام آزاد کرانا**۔ اس سے مراد وہ غلام ہیں جنہوں نے مال معین پر اپنی آزادی کا معاہدہ اپنے مالکوں سے کر لیا ہو، جن کو اصطلاح شرع میں مکاتب کہا جاتا ہے۔ زکوٰۃ میں سے ان کو مالی مدد دے کر آزاد کرایا جا سکتا ہے۔ امام ابو حنیفہ، امام شافعیؒ اسی مسلک پر ہیں۔ امام مالکؒ اور امام احمدؒ کہتے ہیں مال زکوٰۃ سے غلاموں کو خرید کر بھی آزاد کیا جا سکتا ہے۔ اور بعض کا قول ہے کہ قیدی کی آزادی کا فدیہ بھی زکوٰۃ سے دیا جا سکتا ہے۔

۵۔ **کسی کا قرض ادا کرنا**۔ مقروض سے مراد وہ مقروض ہے جس پر بلا گناہ کوئی قرض ہو گیا ہو، اور آمدنی اتنی نہ ہو کہ قرض ادا کر سکے، مال زکوٰۃ سے اس کی امداد کر کے قرضہ ادا کیا جا سکتا ہے، امام شافعیؒ کہتے ہیں، اس قرضہ کو مال زکوٰۃ سے ادا کیا جائے گا، جو خاندان یا محلہ کے دو فریق کے درمیان مصالحت کے سلسلہ میں یا قوم کے فتنہ و فساد کو روکنے کی بنا پر کسی شخص پر ہو گیا ہو [illegible]

قرض ہے، لیکن شرط یہ ہے کہ کسی گناہ کے ارتکاب کا قرض نہ ہو۔

۶۔ **خدا کی راہ میں خرچ کرنا** اس سے مراد ان مجاہدین اسلام کی امداد ہے، جو بے مایہ ہونے کے سبب جہاد پر نہ جاسکتے ہوں۔ امام محمدؒ کہتے ہیں وہ حجاج مراد ہیں جن کے پاس زادراہ نہ ہو یا کسی وجہ سے ختم ہوگیا ہو۔ ایک حدیث میں ہے کہ ایک شخص نے اپنا اونٹ خدا کی راہ میں دینا چاہا تو حضورؐ نے اس کو حکم دیا کہ کسی حاجی کو اس پر سوار کروا دیجئے۔ ائمہ احناف کے نزدیک خوش حال و مالدار مجاہد کو زکوٰۃ کے مال سے مدد نہیں دی جائے گی۔ جہاد کے ساز و سامان یعنی خریداری اسلحہ و سامان خوراک وغیرہ پر بھی زکوٰۃ کا مال خرچ کیا جاسکتا ہے بعض علماء کا قول ہے بیان سرائے کی تعمیر بھی اس سے کی جاسکتی ہے

۷۔ مسافر۔ مسافر سے مراد وہ مسافر ہے جس کے پاس کچھ نہ رہا ہو۔

امام ابوحنیفہؒ کا مسلک تو یہ ہے کہ زکوٰۃ ادا کرنے والے کو اس کا اختیار ہے کہ مال زکوٰۃ کو ان سب پر خرچ کرے، یا ان میں سے کسی ایک پر اور امام شافعیؒ کہتے ہیں کہ سب پر خرچ کرنا چاہئے۔

(۱۶۴)

شریعت کا استہزا کفر ہے

ولئن سئلتھم لیقولن انما کنا نخوض ونلعب۔ قل اباللہ و اٰیاتہ ورسولہ کنتم تستھزؤن۔ لا تعتذروا قد کفرتم بعد ایمانکم ان نعف عن طائفۃ منکم نعذب طائفۃ بانھم کانوا مجرمین۔

اے محمدؐ! اگر تو ان منافقوں سے پوچھے گا، تو یہ کہیں گے ہم تو صرف باتیں کرتے تھے، جی بہلاتے تھے۔ اے محمدؐ تو ان سے پوچھ کیا تم اللہ اور اللہ کی آیتوں اور اللہ کے رسول سے تمسخر کرتے ہو۔ تمہیں عذر کا موقع نہیں ہے، ایمان کے بعد تم کفر کرچکے اگر تم میں سے بعضوں کو ہم معاف بھی کردیں گے تو دوسروں کو سزا دیں گے اس لئے کہ وہ مجرم ہیں۔

تفسیر غزوہ تبوک میں منافقوں کی بھی ایک جماعت شامل تھی، راستہ میں انہوں نے آپس میں استہزا کے طور پر کہا: "اس شخص (یعنی حضورؐ) کو دیکھو کہ شام کے قصور و محلات کو فتح کرنا چاہتا ہے"۔ خداوند تعالےٰ نے ان کے اس استہزا سے اپنے نبیؐ کو آگاہ کردیا۔ حضورؐ نے ان لوگوں کو طلب فرماکر پوچھا "کیا تم نے ایسا ایسا کہا ہے"؟ انہوں نے کہا نہیں۔ خدا کی قسم، ہم کو آپ کے اور آپ کے صحابہ کے معاملات سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ہم تو راستہ طے کرنے کے لئے آپس میں ہنسی مذاق کرتے چلے آرہے ہیں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی، جس میں خداوند تعالےٰ نے منافقین کو یہ بتایا کہ خدا پر، اس کی آیات پر اور اس کے رسول پر ایمان لانے کے بعد بھی تم استہزا کرتے ہو۔ تم جھوٹ بول کر عذر نہ کرو۔ تم نے ایمان لانے کے بعد (استہزا کے ذریعہ) کفر کا ارتکاب کیا ہے، اب خدا کو اختیار ہے تم میں سے ان لوگوں کے جرم کو جنہوں نے توبہ کرلی ہے اور بعد میں مخلص ثابت ہوتے ہیں، معاف فرمادے اور ان لوگوں کو جو بدستور نفاق و استہزا پر قائم رہے ہیں، ان کے جرم کی سزا دے۔

آیت سے یہ ثابت ہوا کہ شریعت کا استہزا کفر ہے۔ اس لئے کہ خداوند تعالےٰ نے کفر کو استہزا پر مرتب کیا ہے۔

(۱۶۵)

کافر کے جنازہ پر نماز جائز نہیں

ولا تصل علی احد منھم مات ابداً ولا تقم علی قبرہ۔ انھم کفروا باللہ ورسولہ وماتوا وھم فاسقون۔

اے محمدؐ! ان منافقوں میں سے کوئی مرجائے تو کبھی اس کے جنازے کی نماز نہ پڑھنا۔ اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہونا۔ ان لوگوں نے اللہ اور اللہ کے رسول کے ساتھ کفر کیا اور یہ فسق میں مرگئے۔

تفسیر اس آیت سے یہ ثابت ہوا کہ کافر کے جنازے پر کسی حالت میں بھی نماز جائز نہیں ہے۔ آیت کا شان نزول یہ ہے کہ جب عبداللہ بن ابی سردار منافقین کا انتقال ہوا تو اس کے بیٹے نے جو مسلمان ہوچکے تھے، حضورؐ سے یہ عرض کیا کہ حضورؐ اپنی قمیص کفن کے لئے مرحمت فرمادیں، اور جنازہ پر نماز پڑھ دیں: حضورؐ نے اپنی قمیص کفن کے لئے عطا فرمادی اور جنازہ کی نماز بھی پڑھادی۔ حضرت عمرؓ نے اس پر اعتراض کیا تو حضورؐ نے فرمایا: "میرا فعل اس کو کوئی نفع نہ پہنچائے گا، لیکن مجھ کو امید ہے اس سے اس کی قوم کے ہزاروں آدمی اسلام میں داخل ہوجائیں گے"، اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور قبیلہ خزرج کے ایک ہزار آدمی حلقہ اسلام میں داخل ہوگئے۔

ایک روایت یہ ہے کہ عبداللہ بن ابی نے مرض موت میں حضورؐ کو بلایا، اور خط بھیجے، کفن اور نماز جنازہ کی استدعا کی حضورؐ نے اس کے مرنے پر اپنی قمیص کفن کے لئے بھیج دی، اور نماز جنازہ پڑھنے کے لئے تشریف لے گئے۔ معلوم نہیں نماز پڑھنے سے پہلے یا نماز پڑھنے کے بعد یہ آیت نازل ہوئی۔

آیت میں خدا نے حضورؐ کو کفن سے منع نہیں فرمایا۔ اس لئے کہ یہ آپ کے اخلاق کے مخالف ہوتا، بلکہ صرف نماز سے منع فرمایا نماز سے مراد آیت میں میت کے لئے دعا و استغفار ہے، جو کافر کے لئے ہر حال میں ممنوع ہے۔

ایک روایت میں یہ ہے کہ عبداللہ بن ابی کے بیٹے نے

اس کے مرض الموت میں حضورؐ سے استغفار کی درخواست کی تھی حضورؐ نے اس کے لئے مغفرت کی دعا کرنی چاہی، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

استغفر لہم او لا تستغفر لہم ان تستغفر لہم سبعین مرۃ فلن یغفر اللہ لہم۔	اے محمدؐ! تو ان کے لئے بخشش مانگے یا نہ مانگے، دونوں برابر ہیں اگر ان کے لئے تو ستر مرتبہ بھی بخشش مانگے گا تو اللہ ان کو ہرگز نہ بخشے گا۔

اس آیت سے حضورؐ نے یہ سمجھا کہ ستر مرتبہ استغفار کی ممانعت ہے، اور فرمایا کہ میں ستر مرتبہ سے زیادہ بخشش طلب کروں گا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

سواء علیہم استغفرت لہم ام لم تستغفر لہم لن یغفر اللہ لہم۔	اے محمدؐ! تو ان کے لئے بخشش مانگے یا نہ مانگے دونوں حالتیں برابر ہیں، اللہ ان کو ہرگز نہ بخشے گا۔

اور حضورؐ نے سمجھ لیا کہ ستر مرتبہ سے مراد ستر کی تعداد نہیں، بلکہ کثرت مراد ہے اور اس کے بعد استغفار سے توبہ کی اور ندامت کا اظہار فرمایا۔

بعض مفسر کہتے ہیں کہ حضورؐ نے اپنے چچا ابوطالب یا اپنی والدہ حضرت آمنہ کے لئے بخشش طلب کرنی چاہی تھی، اس پر یہ حکم نازل ہوا تھا۔

آیت میں حضورؐ کو کافر کی نماز جنازہ پڑھنے سے بھی منع کیا گیا ہے اور کافر کے دفن میں شریک ہونے اور زیارت سے بھی منع کیا گیا ہے اور وہم فاسقون سے مراد یہ ہے کہ وہ کافر ہیں، اس لئے فاسق کے جنازہ پر نماز پڑھنا اجماع صحابہ و تابعین سے جائز ہے۔

قرآن میں صرف ایک یہی آیت نماز جنازہ کے متعلق ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کفار کے جنازہ پر نماز ممنوع ہے اس سے ثابت ہوا کہ مسلمانوں کے جنازہ پر نماز درست ہے۔ لیکن نماز جنازہ کا فرض ہونا اور پھر فرض کفایہ ہونا احادیث سے ثابت ہے۔

(۱۶۶)

بیماروں وغیرہ پر جہاد فرض نہیں

لیس علی الضعفاء ولا علی المرضی ولا علی الذین لا یجدون ما ینفقون حرج اذا نصحوا للہ ورسولہ ما علی المحسنین من سبیل واللہ غفور رحیم۔	ناتوانوں اور بیماروں اور تنگ دستوں پر کچھ گناہ نہیں ہے، اگر وہ اللہ اور اس کے رسول کی خیرخواہی کرتے رہیں نیکوکاروں پر کوئی الزام نہیں ہے اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

تفسیر مفسروں نے لکھا ہے کہ آیت انفروا خفافا وثقالا کو جس کا ذکر اوپر کیا جا چکا ہے، تین آیتوں نے منسوخ کر دیا ہے۔ ان تین آیات ناسخ میں سے ایک آیت یہ ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ کمزوروں، بیماروں اور تنگ دستوں پر کوئی جرم یعنی گناہ نہیں ہے، اگر وہ جہاد پر نہ جا سکیں، بشرطیکہ وہ اللہ اور رسول کے خیرخواہ ہوں۔ خیرخواہی سے بعض مفسرین نے یہ مراد لی ہے کہ وہ امام وقت سے عذر کرکے معافی طلب کر لیں تاکہ ہر شخص کو بیٹھ رہنے کا موقع نہ ملے۔

کمزوروں سے مراد آیت میں یا تو شیخ فانی (بہت بوڑھا آدمی) ہے، یا بچے کے مثل، اور بیماروں میں اندھا، لنگڑا اور مریض سب شامل ہیں، اور ما علی المحسنین من سبیل سے مراد وہ لوگ ہیں کہ جو بجا عذر پیش کرنے والے ہوں یعنی غیر معقول عذر پیش نہ کرتے ہوں۔

ادب نبوی صلعم

(حضور سرور کائنات صلعم کی سیاسی، اخلاقی، معاشرتی تعلیم پر ایک لاجواب تصنیف)

(از حضرت علامہ آغا رفیق صاحب)

(گذشتہ سے پیوستہ)

یا یہ کہ دولت کی فراوانی اس کو کسی مصیبت میں مبتلا نہ کر دے یا یہ کہ وہ کہیں دولت کو ایسے مواقع پر صرف نہ کر دے جن کا کچھ اجر و ثواب ان کو نہ ملے۔ اس نتیجہ پر پہنچ کر انہوں نے حضورؐ سے جو ان کی عیادت کے لئے تشریف لائے تھے، یہ دریافت کیا کہ کیا وہ اپنی دولت کے تین حصہ کر کے دو حصوں کو خیرات کر دیں، اور ایک حصہ بیٹی کے لئے چھوڑ دیں، اس سوال سے ان کا منشا یہ تھا کہ ایک حصہ بیٹی کے لئے کافی ہو گا، اگر حضورؐ اجازت دے دیں تو دو حصوں کو خیرات کر دیا جائے۔ حضورؐ نے حضرت سعد رضؓ کی خواہش سنکر مال کے دو حصوں کو خیرات کر دینے کی اجازت مرحمت نہ فرمائی حضورؐ کا جواب سنکر حضرت سعد رضؓ نے آدھے مال کو خیرات کرنے کی اجازت طلب کی حضورؐ نے اس کی بھی اجازت نہ دی تو تہائی مال کی اجازت طلب کی، حضورؐ نے تہائی مال خیرات کرنے کی اجازت دیدی، اور ساتھ ہی اس کی تیسری حکمت و مصلحت یہ ظاہر کی کہ ان کو صرف اسی صدقہ و خیرات کا ثواب نہیں ملتا، جو وہ اپنی زندگی میں کرتا ہے، بلکہ اس امر کا ثواب بھی اس کو ملے گا کہ وہ اپنی اولاد کو خوش حال اور مطمئن حالت میں چھوڑ کر مرے کہ اس کے بعد وہ لوگوں کے آگے ہاتھ پھیلا کر بھیک نہ مانگے یا دنیا کے مصائب و مشکلات سے وہ دو چار نہ ہو، یا فقر و فاقہ میں مبتلا ہو کر ذلیل کاموں کو اختیار نہ کرے اور صرف یہی ایک بات ایسی نہیں ہے جس پر مومن کو اجر و ثواب ملے گا، بلکہ مومن کو تو ہر اس بات کا ثواب ملتا ہے، جو وہ خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے کرتا ہے۔ یہاں تک کہ مومن خدا کی خوشنودی کے ارادہ سے اپنی بیوی کے منہ میں لقمہ بھی دے گا تو اس کا بھی ثواب ملے گا۔

اے مسلمان! خدا کے رحم و کرم اور فضل و احسان پر غور کر کہ وہ مومن کے حقیر صدقہ پر بھی بڑا ثواب دیتا ہے، بشرطیکہ وہ خلوص سے دیا گیا ہو اور اس میں نفاق یا ریا کی آمیزش نہ ہو۔

حضورؐ نے حضرت سعد رضؓ کو تہائی مال خیرات کرنے کی اجازت دیتے ہوئے یہ بتایا ہے کہ وارثوں کا خوش حال چھوڑنا بہتر ہے۔ حضرت سعدؓ نے اگرچہ صرف بیٹی کا ذکر کیا تھا لیکن حضورؐ نے ورثہ فرما کر جواب کو شریعت کے مطابق کر دیا یعنی حضرت سعدؓ کو یہ بتا دیا کہ تمہارے مرنے کے بعد تمہارے وارث خواہ بیٹی ہو خواہ اور وارث سب کے سب خوش حال رہیں۔ اس جواب سے حضورؐ کا منشا تمام وارثوں کو مال کا مستحق قرار دینا تھا۔

اس حدیث سے ذیل کی باتیں معلوم ہوتی ہیں۔

(۱) وصیت تہائی مال سے زیادہ کی ناجائز ہے۔ اگر وصیت کرنے والے شخص کے وارث موجود ہوں، اگر وارث موجود نہ ہوں تو جمہور علماء کی رائے میں اس وقت بھی تہائی مال سے زیادہ کی وصیت ناجائز ہے اور علمائے احناف کہتے ہیں کہ اس حالت میں تہائی مال سے زیادہ کی وصیت جائز ہے۔ احناف کی دلیل یہ ہے کہ وصیت کی آیت من بعد وصیۃ یوصی بھا او دین چونکہ مطلق ہے یعنی وصیت کی تعداد کا ذکر اس میں نہیں ہے، اس لئے حدیث سے تہائی مال کی وصیت کو جبکہ وارث موجود ہوں قید کر لیا گیا۔ اور جب کے وارث موجود نہ ہوں اس کو مطلق چھوڑ دیا گیا، یعنی وہ وارث نہ ہونے کی صورت میں سارے مال کی وصیت بھی کر سکتا ہے۔

(۲) حدیث قرآن کے مطلق حکم کو مقید کر سکتی ہے۔

(۳) شرع کا حکم اگر کسی ایک شخص کے لئے ہو تو وہ اس قسم کے تمام آدمیوں کے لئے ہے۔ یعنی جن لوگوں میں وہ صفات پائی جائیں گی جو اس شخص میں تھیں، جس کو حکم دیا گیا ہے، ان پر بھی یہ حکم عائد ہو گا چنانچہ علماءؒ کا اس پر اتفاق ہے کہ حدیث کا حکم حضرت سعدؓ کے لئے مخصوص نہیں سارے مسلمانوں کے لئے ہے۔

۴۔ مشروع و جائز طریقوں سے مال حاصل کر کے جمع کرنا جائز ہے۔

(۹۴)

عبادت میں کوشش اور پاک چیزوں سے فائدہ اٹھانے کی ترغیب

عن انس بن مالک رضؓ	انس بن مالکؓ کہتے ہیں، تین
قال جاء ثلاثۃ رھط الی	آدمی حضورؐ کی بیویوں کی خدمت
بیوت ازواج النبی صلعم	میں اس لئے حاضر ہوتے کہ ان
یسألون عن عبادۃ النبیؐ	سے حضورؐ کی عبادت کا حال
فلما اخبروا کانھم تقالوھا	دریافت کریں، جب ان کو حضورؐ
فقالوا واین نحن من النبیؐ	کی عبادت کا حال بتایا گیا تو
قد غفر اللہ لہ ما تقدم	انہوں نے حضورؐ کی عبادت کو
من ذنبہ وما تأخر فقال	کم خیال کر کے کہا ہم میں کہا ہوا

احدھم: اما انا فانا اقوم اللیل ابداً وقال آخر انا اصوم الدھر ولا افطر وقال آخر انا اعتزل النساء فلا تزوج ابداً - فبلغ النبی صلعم ذلک فحمد اللہ واثنی علیہ وقال ما بال اقوام قالوا کذا وکذا اما واللہ انی لاخشاکم للہ واتقاکم لہ لکنی اصوم وافطر واصلی وارقد واتزوج النساء فمن رغب عن سنتی فلیس منی رواہ البخاری

کے مقابلہ میں ہم کیا چیز ہیں۔ خدا نے تو آپ کے اگلے پچھلے سارے گناہ معاف کر دیئے ہیں (یہ کہہ کر ان میں سے) ایک نے کہا میں تو اب ساری رات نماز پڑھا کروں گا۔ دوسرے نے کہا اور میں دن کو ہمیشہ روزہ رکھا کروں گا۔ اور دن کو کبھی افطار نہ کروں گا تیسرے نے کہا میں عورتوں سے الگ رہوں گا اور کبھی نکاح نہ کروں گا۔ حضورؐ کو یہ خبر پہنچی تو آپ نے صحابہ کو جمع کر کے اول، خدا کی حمد و ثنا کی اور پھر فرمایا لوگوں کا کیا حال ہے کہ وہ ایسا ایسا کہتے ہیں تم کو معلوم ہونا چاہیئے کہ میں تم سے زیادہ خدا سے ڈرتا ہوں، اور تم سے زیادہ تقویٰ کرتا ہوں، بایں ہمہ روزہ بھی رکھتا ہوں، اور نہیں بھی رکھتا (رات کو) نماز بھی پڑھتا ہوں، اور سوتا بھی ہوں، اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں (یہی میرا طریقہ ہے) پس جو شخص میرے طریقہ سے اعراض کرے گا وہ مجھ میں سے نہیں ہے (یعنی میری جماعت سے خارج ہے)

تشریح الفاظ الرہط لوگوں کی جماعت جس میں کم از کم تین اور زیادہ سے زیادہ دس آدمی ہوں اور یہ لفظ اسی معنی میں نفر بولا جاتا ہے جس میں کم از کم تین اور زیادہ سے زیادہ نو آدمی ہوں جن تین آدمیوں کا اس حدیث میں ذکر ہے وہ حضرات علی بن ابی طالبؓ عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ اور عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہم تھے۔ تقالوھا قلیل سمجھا یعنی ان تینوں آدمیوں میں سے ہر ایک نے حضورؐ کی عبادت کو قلیل خیال کیا۔ اخشاکم للہ و اتقاکم یعنی تم سے زیادہ میں خدا سے ڈرتا ہوں اور تم سے زیادہ پرہیزگار ہوں۔ ما بال اقوام لوگوں کی حالت کیا ہو گئی ہے۔ الرغبۃ عن الشیٔ کسی چیز سے اعراض و کراہیت اس کے مقابل الرغبۃ فیہ ہے جس کے معنی ہیں کسی چیز کی محبت اور اس کی جانب رغبت السنۃ طریقہ۔

تشریح معانی صحابہ کی ایک جماعت حضورؐ کی عبادت اور اس کی مقدار کی تحقیقات اس لئے کر رہی تھی کہ وہ بھی حضورؐ کے برابر عبادت کی کوشش کرے تاکہ اس کو بھی حضورؐ کے مثل یا قریب قریب خدا کے ہاں تقرب اور درجہ حاصل ہو جائے۔

(باقی آئندہ)

سالکان طریقت

(مقالات صوفیانہ [illegible] پر ایک اہم اور مستقل کتاب جو صرف پیشوا کے لئے لکھی گئی)

(سید عزیز حسن بقائی)

(گذشتہ سے پیوستہ)

یا شرک جلی یہ توتوحید کا دشمن ہے، کہا جاتا ہے کہ شرک میں غیر اللہ کی محبت بھی شامل ہے۔ مثلاً خواہشات نفس کا اتباع۔ اہل یا ما [illegible] نا پسند ہوگی۔ ایک بزرگ کا قول ہے کہ "جو شخص خدا کی عبادت اس غرض یا طمع سے کرتا ہو کہ اس کو جنت ملے گی یا دوزخ سے اس کو دور رکھا جائے گا تو اس نے گویا شرک کیا، بلکہ مالک کو یہ سمجھ کر عبادت کرنی چاہیئے کہ خداوند تعالیٰ عبادت کا مستحق اور اہل ہے۔ اسی طرح جاہ و مرتبہ کی محبت کو شرک کہا گیا ہے اور مخلوق سے خوف و خطر اور اس سے نفع و ضرر کا اعتقاد رکھنا بھی شرک سمجھا گیا ہے، اگرچہ بظاہر شرع میں یہ مباح ہے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ عارف باللہ بزرگوں نے جب کبھی کوئی چیز نیت صالح کے بغیر اختیار کی ہے اس پر خدا کا عتاب ہوا ہے چنانچہ شیخ ابو الغیث رحمۃ سے منقول ہے کہ انہوں نے ایک بزرگ کو خواب میں پہاڑ کی چوٹی پر بیٹھا ہوا پایا، پھر دوسری مرتبہ خواب میں دیکھا کہ وہ بزرگ پہاڑ کے نیچے وادی میں بیٹھے ہیں، میں نے فرق مراتب کو محسوس کرکے پوچھا "حضرت یہ کیا واقعہ ہے؟" انہوں نے کہا "صبر سے کام لو اور تیسرے خواب کا انتظار کرو۔ خواب دیکھ کر میرے پاس آنا حقیقت سے تم کو آگاہ کروں گا؟" ایک سال تک میں انتظار کرتا رہا پھر خواب میں دیکھا کہ شیخ مذکور پہاڑ کی چوٹی پر خاص شان سے جلوہ فرما ہیں۔ شیخ نے مجھ سے فرمایا "واقعہ یہ ہے کہ خداوند تعالیٰ کے نزدیک میرا بڑا مرتبہ تھا، انہیں ایام میں ایک روز میں اپنی بیوی کے پاس گیا اور خواہش نفس سے اس کا بوسہ لے لیا اور اس خواہش میں نیت صالح یعنی خدا کی رضا مندی کی نیت نہیں کی، اس پر عتاب نازل ہوا اور مجھ کو میرے مرتبہ سے گرا دیا گیا، جیسا کہ تم دوسرے خواب میں دیکھ چکے ہو، اس کے بعد میں نے سال بھر تک جد و جہد کی، اور میری معذرت قبول ہوئی، اور خداوند تعالیٰ نے پھر مجھ کو اسی مرتبہ پر فائز کر دیا۔

اور حضور صلعم نے جو یہ فرمایا ہے کہ جو شخص خدا پر ایمان لاتا ہے، تمام امور سے مامون رہتا ہے، اس سے مراد یہ ہے کہ ایمان کامل رکھے، اس لئے کہ جو خدا پر کامل ایمان رکھتا ہے، اس کو توکل کامل معلوم ہو جاتا ہے، اور اس کے قلب پر خدا کا خوف، ہیبت جلال، عظمت، قدرت، اور قہر و سطوت کا غلبہ رہتا ہے، اور اس حالت میں وہ دنیا میں نہ توکسی شخص کو عطا کرنے والا مانتا ہے، اور نہ منع کرنے "اور روکنے والا۔ نہ کسی کو ضرر رساں خیال کرتا ہے اور نہ نافع مختصر یہ کہ صرف خدائے واحد کا معترف رہتا ہے اور وحدانیت کامل کا معتقد، اور اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ خدا کے سوا کسی سے نہیں ڈرتا اور ہر چیز کا مالک و مختار اور فاعل حقیقی خدا ہی کو جانتا اور حضور صلعم نے جو یہ فرمایا ہے کہ "جو شخص خدا کے لئے اسلام لایا، وہ خدا کی نافرمانی نہیں کرتا اور نافرمانی کا مرتکب ہو جاتا ہے تو معذرت خواہ ہوتا ہے، اور خدا اس کے عذر کو قبول کرتا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ جو شخص صحیح عقیدہ کے ساتھ اسلام قبول کرتا ہے، وہ اپنے آپ کو خدا کے سپرد کر دیتا ہے، اس کا مطیع و منقاد ہو جاتا ہے اور اس صورت میں اس سے نافرمانی کا ارتکاب ممکن نہیں اس لئے کہ اطاعت و نافرمانی دو متضاد چیزیں ہیں، جو ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتیں، اور اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ شیطان نافرمانی کے لئے اس کے قدم کو ڈگمگا نہیں سکتا، البتہ جو نافرمانی مقدر ہوتی ہے، شیطان اس کو ضرور اس سے صادر کرا دیتا ہے اور جب وہ ارتکاب پر پشیمان ہوتا اور خدا کی طرف رجوع ہو کر توبہ و استغفار کرتا ہے، تو خداوند تعالیٰ اس کے عذر کو قبول کر لیتا ہے اور معاف کر دیتا ہے۔

شرح دیوان حافظؒ

از معاون ایڈیٹر

یارب سببے ساز کہ یارم بسلامت　　باز آید و برہانَدم از چنگ ملامت

ترجمہ :- اے اللہ ایسا سبب پیدا کر کہ میرا دوست سلامتی کے ساتھ واپس آجائے اور مجھ کو ملامت کے چنگل (پنجہ) سے نجات مل جائے۔

تشریح :- بندی سالک کہتا ہے کہ میرے پیر و مرشد کو جو سکر و محو کی حالت میں مبتلا ہیں یا حصول بقا کے لئے فنا کے طریقوں سے محویت کے ساتھ گذر رہے ہیں، اصلی حالت پر لے آ کہ میں زبانِ خلق کے طعنوں سے نجات پا جاؤں اور طریق سلوک سے جو بدگمانیاں لوگوں کے دلوں میں پیدا ہو رہی ہیں، ان سے چھٹکارا نصیب ہو جائے۔

خاک رہ آں یار سفر کردہ بیارید　　تا چشم جہاں بین کنمش جائے اقامت

ترجمہ :- طریقت کے راستوں کو طے کرتے ہوئے یار کی راہ کی خاک لاؤ تاکہ میں اس کی جگہ جہاں بین آنکھوں میں بناؤں۔

تشریح :- یار سے مراد پیر و مرشد ہے، سالک جو مرشد سے دور ہے اپنے دوستوں یا ہم سفروں سے درخواست کرتا ہے کہ مرشد کے قدموں کی خاک لاؤ، تاکہ میں اس کو اپنی جہاں بین (سارا دنیا کی دیکھنے والی) آنکھوں میں رکھ لوں، اس لئے کہ وہ ایک ایسے شخص کے قدموں کی خاک ہوگی جس نے معرفت خداوندی کے راستوں کو اپنے قدموں سے طے کیا ہوگا، اور اس خاک میں خاص عرفانی چمک اور روحانیت مخفی ہوگی۔

امروز کہ در دستِ توام مرحمتی کن
فردا کہ شوم خاک چہ سود اشکِ ندامت

ترجمہ :- آج کہ میں تیرے قبضہ اور اختیار میں ہوں، مجھ پر مہربانی اور عنایت مہیا کر دے۔ جب میں کسی روز خاک ہو جاؤں گا تو ندامت کے آنسو بیکار ہوں گے۔

تشریح :- سالک مرشد طریقت سے درخواست کرتا ہے کہ آج جبکہ میں تمہارے قدموں میں پڑا ہوں اور طریقت کی منزلوں کو آپ کی ہدایت کے مطابق طے کرنا چاہتا ہوں، آپ مجھ پر رحم و کرم کی نظر ڈال کر مجھ کو منزل مقصود تک پہنچا سکتے ہیں، اگر آپ نے بے رحمی کی یا معرفت کی خوش گوار منازل کے سفر نے آپ کو میری طرف سے غافل کر دیا، اور میں مر گیا، یعنی طریقت کے راستے سے ہٹ گیا تو آپ کے لئے ندامت کے آنسو بے کار ثابت ہوں گے، اور ایک ایسے شخص کو ہدایت سے محروم رکھنے کا گناہ آپ پر ہوگا، جو آپ کی ہدایات پر عمل کرنے کے لئے مستعد ہے، اور جس نے اپنے آپ کو پوری طرح آپ کے اختیار میں دے دیا ہے۔

اے آنکہ بتقریر و بیاں دم زنی از عشق
ما با تو نداریم سخن خیر و سلامت

ترجمہ :- اے وہ شخص جو زور بیان و تقریر سے عشق کا دم بھرتا ہے ہم لوگ تجھ سے بھلائی اور سلامتی کی کوئی توقع نہیں رکھتے۔

تشریح :- جو شخص زور بیان اور لطافت کلام سے عشق و محبت کا دعوےٰ کرتا ہے غلط ہے۔ عشق بیان و تقریر سے مستغنی ہے، اور اس کا ذوق و کیف وجدانی ظاہر ہے کہ جو شخص صرف زبان سے عشق کا اظہار کرتا ہو، اور دل عشق کی کیفیت سے خالی ہو اس کو عشق نہیں کہا جا سکتا۔ عشق قالی چیز نہیں حالی کیفیت کا نام ہے۔ ایسے شخص کو سلوک میں نہ تو جگہ مل سکتی ہے اور نہ اہل سلوک اس کی خیر و سلامتی اس عشق میں سمجھتے ہیں۔

درویش مکن نالہ ز شمشیر احبا
کایں طائفہ از کشتہ ستانند غرامت

ترجمہ :- درویش! دوستوں کی تیغ زنی کا نالہ اور شکوہ نہ کرو، کیونکہ یہ وہ جماعت ہے جو مقتول سے تاوان لیتی ہے۔

تشریح :- مرشدانِ طریقت کے جور و جفا یا سختیوں کا شکوہ نہ کرو، اس لئے کہ یہ وہ لوگ ہیں جو مریدوں کو ذبح کر دینے کے بعد بھی ان سے تاوان وصول کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں، مطلب یہ ہے کہ راہ سلوک میں جتنی کڑیاں جھیلنی پڑتی ہیں، کسی مرشد کو ان میں نرمی یا وقفہ کا خیال تک نہیں ہوتا۔ اس کے بجائے وہ مزید سختیوں پر آمادہ رہتے ہیں، تاکہ ریاضت کے تمام درجات طے ہو جائیں اور رحم و مہربانی ان سے عبور کرانے میں مانع و حارج نہ ہو۔

شرح مثنوی مولانا روم رح

(از: معاون ایڈیٹر)

بود در انجیل نام مصطفےٰ آں سر پیغمبران بحر صفا

ترجمہ:۔ انجیل میں ہمارے پیغمبر حضور صلعم کا نام لکھا ہوا تھا جو پیغمبروں کے سردار اور صفائی کے دریا ہیں

بود ذکر حلیہا و شکل او بود ذکر غزو و صوم واکل او

ترجمہ:۔ حضور صلعم کے حلیہ اور شکل کا ذکر بھی انجیل میں تھا اور آپ کے غزوات، روزے اور کھانے پینے کا بھی۔

طائفہ نصرانیاں بہر ثواب چوں رسیدندے بداں نام و خطاب

ترجمہ:۔ عیسائیوں کی ایک جماعت کا یہ طریقہ تھا کہ انجیل پڑھتے پڑھتے جب حضور صلعم کے نام اور ذکر خیر پر پہنچتے تو ثواب اور برکت حاصل کرنے کی غرض سے

بوسہ دادندے براں نام شریف رو نہادندے براں وصف لطیف

ترجمہ:۔ حضور صلعم کے نام مبارک پر بوسہ دیتے اور آپ کی صفات عالیہ پر رخسار رکھ دیتے۔

اندریں فتنہ کہ گفتم آں گروہ ایمن از فتنہ بدند و از شکوہ

ترجمہ:۔ ہم نے اوپر یہودی وزیر کے جس فتنہ کا ذکر کیا ہے اس فتنہ میں وہ لوگ اس فتنہ سے بے خوف اور مامون رہے جنہوں نے یہ عمل کیا تھا۔

ایمن از شر امیران و وزیر در پناہ نام احمد مستجیر

ترجمہ:۔ وہ لوگ امیروں اور وزیروں کے شر سے محفوظ رہے اس لیے کہ انہوں نے احمدؐ کے نام کی پناہ حاصل کی تھی۔

نسل ایشاں نیز ہم بسیار شد نام احمد ناصر آمد یار شد

ترجمہ:۔ ان لوگوں کی نسل بھی بہت بڑھی اور احمدؐ کا نام ان کا مددگار اور دوست ہوگیا

تشریح:۔ یہودی وزیر کے فتنہ کا تمام بیان کرنے کے بعد مولانا بتاتے ہیں کہ اس فتنہ کے زمانہ میں جبکہ بارہ امیر وزیر اپنے معتقدوں کے ساتھ نبرد آزما تھے، خونریزی جاری تھی، اور لاکھوں آدمی مارے جارہے تھے، کچھ لوگ ایسے بھی تھے جو انجیل پڑھا کرتے تھے، اور جہاں جہاں انجیل میں ہمارے پیغمبرؐ کی تشریف آوری کی بشارت - آپ کا اسم مبارک اور آپ کی صفات عالیہ وغیرہ کا ذکر آتا تھا، وہاں وہ آپ کے نام پر بوسہ دیتے، اور پیغمبروں کے سردار کے ذکر اور صفات عالیہ کے الفاظ پر رخسار رکھ کر عقیدہ و محبت سے ملتے تھے۔ خداوند تعالےٰ نے ان کے اس فعل سے ان کو اس فتنہ کی جانی و روحانی ہلاکتوں سے محفوظ و مامون رکھا، یعنی نہ تو یہ باہم نبرد آزمائی میں شریک ہوکر ہلاک ہوئے، اور نہ امیروں کی باتوں میں آکر اپنے عقائد کو خراب کرکے روحانی ہلاکت میں گرفتار ہوئے، بلکہ خداوند تعالیٰ نے ان کو بچایا اور ان کی نسل کو ترقی دی، اتنی ترقی کہ وہ بڑھتے بڑھتے دنیا پر چھا گئی، اور یہ سب اس لئے ہوا کہ ان مسیحیوں نے حضور صلعم کے اسم مبارک کی پناہ حاصل کی تھی، اور حضورؐ کا اسم مبارک ان کا معاون و مددگار ہوگیا۔

اس بیان سے مولانا کا مقصود یہ ہے کہ جب خدا کے مقبول بندوں کے نام میں اتنی برکت ہے تو ان بندوں کی اطاعت و فرمانبرداری اور ان سے عقیدت و محبت رکھنے والوں کو کتنا نفع پہنچ ہوگا یا پہنچ سکتا ہے۔

واں گروہ دیگر از نصرانیاں نام احمد داشتندے مستہاں

ترجمہ:۔ اور یہودی وزیر کے فتنہ میں مبتلا جماعتوں کے اندر ایک اور جماعت ایسی تھی جو حضورؐ کے نام کی بے قدری اور بے عزتی کرتی تھی۔

مستہاں و خوار گشتند آں فریق گشتہ محروم از خود و شرط طریق

ترجمہ:۔ یہ جماعت (اپنی) اس ناشائستہ حرکت کے سبب ذلیل و خوار ہوگئی اور اپنی ہستی سے (قتل و خونریزی میں شریک ہوکر) محروم ہوگئی یعنی قتل ہوگئی اور اپنے طریق (دین) سے بھی۔

ہم مخبط دین شاں و حکم شاں از پئے طومار ہائے کژ بیاں

ترجمہ:۔ ان کا مذہب اور مذہبی احکام بھی مخبط ہوگئے۔ یعنی ان کی نسل میں بھی دین صحیح باقی نہ رہا۔

نام احمد چوں چنیں یاری کند تا کہ نورش چوں مددگاری کند

ترجمہ:۔ جب حضور صلعم کا اسم مبارک اتنی مدد اور رفاقت کرتا ہے۔ تو آپ کا مبارک نور (یعنی ذات مبارک) کس قسم کی کرتی ہوگی۔

نام احمد چوں حصارے شد حصیں تا چہ باشد ذات آں روح الامیں

ترجمہ:۔ جب حضور صلعم کا اسم مبارک ایسا مضبوط قلعہ ہے کہ [illegible] کو قریب نہیں آنے دیتا تو آپ کی ذات مبارک کیسی کچھ ہوگی۔ ان اشعار میں اول مولانا نے مسیحیوں کی ایک اور جماعت کا حال بتایا ہے جو انجیل [illegible] کے اسم مبارک اور صفات عالیہ کو پڑھ کر بھی عزت و عظمت کا اظہار نہ کرتی تھی اور بے ادبی سے نام لیتی تھی بلکہ معنوی طور پر انجیل [illegible] تک ایک تحریف [illegible] پیغمبر صلعم کا نام [illegible] اس [illegible] بے اعتنائی اور بے پروائی کا نتیجہ یہ ہوا کہ خدا نے یہودی وزیر کے فتنہ میں اس کو فنا کردیا اور جو لوگ ان کی نسل میں باقی بچے ان [illegible]

خوبصورتی کا راز معلوم ہوگیا



ہزاروں سیاہ عورتیں خوش رنگ بن گئیں

خورشید لقا اُبٹن استعمال کر کے خوبصورت بنئے

کیسا ہی گورا چٹا رنگ ہو۔ خدوخال بھی چہرے کے نہایت خوبصورت اور دلآویز ہوں، مگر چیچک کے داغ، برص، چھائیاں، کلف کے دھبے اور دہانسے چہرے پر پھیل جائیں تو حُسن کی آب تمام نیست و نابود ہو جاتی ہے۔ کیسا ہی پری رُو مرد و عورت ہو اُس کے دیکھنے کیلئے دل نہیں چاہتا۔ ہمارا اُبٹن ہر قسم کے چہرے کے دھبّے دُور کرنے میں اکسیر صفت ہے رنگ کو اس قدر نکھارتا ہے کہ جس کی تعریف نہیں کی جا سکتی۔ کیسا ہی سیاہ فام مرد اور عورت کیوں نہ ہو، ہر ایک کیلئے بہترین ثابت ہو رہا ہے۔ قیمت تین روپے آٹھ آنے

محصول ڈاک بذمہ خریدار

دہلی کا نامور اور سرٹیفائیڈ دواخانہ

انڈ جنرل میڈیکل ہاؤس ۱۰۹ اگوبنٹ روڈ عقب جامع مسجد دہلی ۶

بواسیر کی گولیوں کے متعلق ایڈیٹر اخبار دین بھاؤنگر

کی رائے گرامی

حضرت پیر پیمی شاہ صاحب نظامی گجرات کے زبردست معتقد ملیڈیر

کی تحریر کا اردو ترجمہ

کچھ عرصہ قبل میرے ایک عزیز کو مرض بواسیر کی شدید تکلیف پیدا ہو گئی تھی۔ بہت کچھ دوائیں استعمال کیں۔ لیکن کسی طرح ان کو چین اور سکون نہیں پڑتا تھا۔ بالآخر میں نے انڈو جنوبی کیمیکل ورکس کو مریض کی شکایات تحریر کیں۔ انھوں نے مجھے گولیاں استعمال کرنے کے لئے بھیجیں۔ میں نے مریض کو استعمال کرائیں جس سے دو دن ہی میں مریض کی تکالیف میں بہت کمی ہو گئی اور ایک ہفتہ استعمال کے بعد تمام مرض جاتا رہا۔

نظام الدین قریشی پیری

بواسیر

کی

دنیا میں سب سے کامیاب دوا

خونی ہو یا بادی

کتنی ہی پرانی کیوں نہ ہو قطعی غائب

ہزرہا بواسیر کے بیمار اور ڈاکٹر اس حیرت انگیز دوا کی تعریف و توصیف میں رطب اللسان ہیں۔ یہ جادو اثر گولیاں ہیں جن کا استعمال صرف دو ہفتہ تک کیا جاتا ہے۔ دو ہفتہ ہی میں خدا کی قدرت کا کرشمہ نظر آنے لگتا ہے اور مریض کو صحت ہو جاتی ہے۔ تمام ہندوستان میں یہ گولیاں اپنا جواب نہیں رکھتیں حقیقتاً یہ گولیاں ایک بےنظیر ایجاد ہیں۔

قیمت فی شیشی دو روپے بارہ آنے علاوہ محصول

انڈو جنوبی کیمیکل ورکس نزد ڈاک خانہ جامع مسجد دہلی

ٹیلیفون نمبر ۲۹۲۰

کہ ظاہری عمر رہتے وقت کہاں لگتے ہیں کہ کبھی بار آگ کا شرارہ نکلا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر بار میں ارشاد فرمایا کہ مجھ کو اس میں
قصور روم و شام کے محل اس کی روشنی میں نظر آئے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کی فتح کا وعدہ فرمایا ہے جب احزاب کے اجتماع کے
وقت پریشانی ہوئی تو یہ لوگ کہنے لگے کہ یہ تو حالت ہے اور اس پر فتح روم و فارس کی بشارتیں ہیں یہ محض دھوکہ ہے اور گو
وہ اس کو اللہ کا وعدہ نہ سمجھتے تھے نہ آپ کو رسول جانتے تھے پھر یہ کہنا ما وعدنا اللہ ورسولہ یا تو نقل عنہ میں
[illegible] صرف حکایت میں تھے اور یا بطور طعن و استہزاء کے ہے) اور (وہ واقعہ اس وقت تھا) جب کہ ان منافقین
میں سے بعض لوگوں نے (مدینہ سے حاضرین معرکہ سے) کہا کہ اے یثرب (یعنی مدینہ) کے لوگو (یہاں ٹھہرنے کا موقع نہیں
کیونکہ یہاں رہنا موت کے منہ میں جانا ہے) سو (اپنے گھروں کو) لوٹ چلو (یہ قول اوس بن قیظی نے کہا تھا اور بعض
اور بعض شریک تھے) اور بعضے لوگ ان (منافقین) میں سے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) سے (گھر جانے کی) اجازت مانگتے
تھے کہتے تھے کہ ہمارے گھر غیر محفوظ ہیں (صرف عورتیں بچے رہ گئے ہیں، دیواریں قابل اطمینان نہیں کبھی چور نہ آگھسیں یہ
قول ابو عرابہ اور دوسرے بعض بنی حارثہ کا تھا) حالانکہ وہ (ان کے خیال میں) غیر محفوظ نہیں ہیں (یعنی ان کو اندیشہ
چوری وغیرہ کا ہرگز نہیں اور نہ جانے سے یہ نیت ہے کہ ان کا انتظام قابل اطمینان کر کے چلے آویں گے) یہ محض بھاگنا
ہی چاہتے ہیں اور (ان کی یہ حالت ہے کہ) اگر مدینہ میں اس کے (سب) اطراف سے ان پر (جب یہ اپنے گھروں میں
ہوں) کوئی (لشکر کفار کا) آگھسے پھر ان سے فساد (یعنی مسلمانوں سے لڑنے) کی درخواست کی جاوے تو یہ (فوراً)
اس (فساد) کو منظور کر لیں اور ان گھروں میں بہت ہی کم ٹھہریں (یعنی اتنا توقف ہو کہ کوئی ان سے درخواست کرے
اور یہ منظور کریں اور اس کے بعد فوراً ہی تیار ہو جائیں اور مسلمانوں کے مقابلہ میں جا پہنچیں اور کچھ بھی گھروں کا خیال
نہ کریں کہ ہم تو دوسروں کو لوٹ مار کرنے جاتے ہیں پیچھے کوئی ہمارے گھر کو لوٹ لے تو اگر گھروں کی بڑی حفاظت ہے تو
اب کیوں نہیں رہے اس سے صاف معلوم ہوا کہ اصل میں ان کو مسلمانوں سے عداوت اور کفار سے محبت ہے اس
لئے کفار سے بھی مسلمانوں کی نصرت پسند نہیں کرتے یا گھروں کا تو بہانہ ہے) حالانکہ یہی لوگ (اس سے پہلے
خدا سے عہد کر چکے تھے کہ (دشمن کے مقابلہ میں) پشت نہ پھیریں گے (یہ عہد اس وقت کیا تھا جبکہ بدر میں بعض شرکت
سے رہ گئے تھے تو بعض منافقین بھی صفت کرم و اشتیاق کے طور پر کہنے لگے کہ افسوس ہم شریک ہوتے ایسا کرتے ویسا کرتے
جب وقت آیا ساری قلعی کھل گئی) اور اللہ سے جو عہد کیا جاتا ہے اس کی باز پرس ہوگی آپ (ان سے) فرما دیجئے کہ
(جو تم بھاگے بھاگے پھرتے ہو تو) تم کو بھاگنا کچھ نافع نہیں ہو سکتا اگر تم موت سے یا قتل سے بھاگتے ہو اور اس (بھاگنے
کی) حالت میں بجز تھوڑے دنوں کے (کہ وہ بقیہ عمر مقدر ہے) بہت زیادہ (حیات سے) متمتع نہیں ہو سکتے (یعنی بھاگ کر
عمر نہیں بڑھ سکتی کیونکہ اس کا وقت مقدر ہے اور جب مقدر ہے تو اگر نہ بھاگتے تو بھی وقت سے پہلے مر نہیں سکتے۔ اور اسی
مسئلہ قدر کی تحقیق کے لئے ان سے) یہ بھی فرما دیجئے کہ وہ کون ہے جو تم کو خدا سے بچا سکے اگر وہ تمہارے ساتھ برائی
کرنا چاہے (مثلاً تم کو ہلاک کرنا چاہے تو کیا تم کو کوئی بچا سکتا ہے جیسا تم فرار کو نافع خیال کرتے ہو) یا وہ کون ہے جو
خدا کے فضل کو تم سے روک سکے اگر وہ تم پر فضل کرنا چاہے (مثلاً وہ زندہ رکھنا چاہے جو کہ رحمت وغیرہ ہے تو کوئی اس
کا مانع ہو سکتا ہے جیسا تمہارا خیال ہے کہ ثبات فی المعرکہ کو قاطع حیات سمجھتے ہو) اور (وہ لوگ سن رکھیں کہ) خدا کے سوا
نہ کوئی اپنا حامی پاویں گے (جو نفع پہنچا دے) اور نہ کوئی مددگار (جو ضرر سے بچا دے۔ اب مسئلہ قدر کے بعد پھر تشنیع
منافقین کی طرف ہے یعنی) اللہ تعالیٰ تم میں سے ان لوگوں کو (خوب) جانتا ہے جو (دوسروں کو لڑائی میں جانے سے)
مانع ہوتے ہیں اور جو اپنے (نسبی یا وطنی) بھائیوں سے یوں کہتے ہیں کہ ہمارے پاس آجاؤ (وہاں اپنی جان کیوں
دیتے ہو یہ بات ایک شخص نے اپنے حقیقی بھائی سے کہی تھی اور اس وقت یہ کہنے والا گوشت بریاں اور روٹی کھا رہا
تھا مسلمان بھائی نے کہا افسوس تو اس چین میں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایسی تکلیف میں وہ بولا میاں تم بھی یہاں ہی چلے
آؤ) اور (ان کی بزدلی اور حرص و بخل کی یہ کیفیت ہے کہ) لڑائی میں بہت ہی کم آتے ہیں (جس میں الزام ہو جاوے
نہ تو ان کی بزدلی ہے اور آتے بھی ہیں تو) تمہارے حق میں بخیلی لئے ہوئے (یعنی آنے میں بڑی نیت یہ ہوتی ہے کہ
بہ حیثیت مسلمانوں کے دل جاوے برائے نام شریک ہونے سے استحقاق غنیمت کا دعویٰ تو کسی درجہ میں کر سکیں گے
سو (جب ان کا بخل اور بزدلی دونوں امر ثابت ہو گئے تو اس مجموعہ کا اثر یہ ہے کہ) جب (کوئی) خوف (کا موقع) پیش
آتا ہے تو ان کو دیکھتے ہو کہ وہ آپ کی طرف اس طرح دیکھنے لگتے ہیں کہ ان کی آنکھیں چکرائی جاتی ہیں جیسے کسی پر موت
کی غشی طاری ہو (یہ تو بزدلی کا اثر تھا) پھر جب وہ خوف دور ہو جاتا ہے تو تم کو تیز تیز زبانوں سے طعنے دیتے ہیں

مال (غنیمت) پر حرص لئے ہوئے (یعنی مال غنیمت لینے کیلئے دلخراش باتیں کرتے ہیں کہ کیوں ہم شریک نہ تھے ہماری ہی بدولت
تم کو یہ فتح میسر ہوئی ہے یہ اثر بخل و حرص کا ہے یہ تو معاملہ ان کا تم سے ہے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ ان کا معاملہ
یہ ہے کہ) یہ لوگ (پہلے ہی سے) ایمان نہیں لائے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے تمام اعمال (نیک پہلے ہی سے) بیکار کر رکھے
ہیں (آخرت میں کچھ ثواب نہ ملے گا) اور یہ بات اللہ کے نزدیک بالکل آسان ہے (کیونکہ اس سے مزاحمت نہیں ہو سکتی
کہ ہم ان اعمال کا صلہ لیں گے اور یہ حالت تو ان کی اجتماع احزاب کے وقت کی تھی مگر ان کا جبن یہاں تک بڑھا ہوا ہے
کہ احزاب کے چلے جانے کے بعد بھی) ان لوگوں کا یہ خیال ہے کہ (ابھی تک) یہ لشکر گئے نہیں اور (غایت جبن سے
ان کی یہ حالت ہے کہ) اگر (بالفرض) یہ (لوٹے ہوئے) لشکر (پھر لوٹ کر) آجاویں تو (پھر تو) یہ لوگ (اپنے لئے)
یہی پسند کریں کہ کاش ہم (کہیں) دیہاتیوں میں باہر جا رہیں کہ (وہاں ہی بیٹھے بیٹھے آنے جانے والوں سے) تمہاری خبریں
پوچھتے رہیں (اور وہ جگہ دور معرکہ اپنی آنکھ سے نہ دیکھیں) اور اگر (اتفاق سے کل یا بعض دیہات میں نہ جا سکیں بلکہ)
تم ہی میں رہیں تب بھی (اس وقت کی لے دے سکر کبھی کبھو غیرت نہ آوے اور محض نام کرنے کو) کچھ یوں ہی سا لڑیں
(آگے ثبات فی الحرب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقتدا اور اتباع کا مقتضائے ایمان ہونا بیان فرماتے ہیں
تاکہ منافقین کی تعبیر ہو کہ باوجود دعوے ایمان اس کے مقتضا سے تخلف کیا اور مخلصین کی تبشیر ہو کہ یہ لوگ البتہ مصداق
کان یرجو اللہ الخ کے ہیں پس ارشاد فرماتے ہیں کہ) تم لوگوں کے لئے یعنی ایسے شخص کے لئے جو اللہ سے اور روز
آخرت سے ڈرتا ہو اور کثرت سے ذکر الٰہی کرتا ہو (یعنی مومن کامل ہو غرض ایسے شخص کے لئے) رسول اللہ (صلی اللہ
علیہ وسلم) کا ایک عمدہ نمونہ موجود تھا (کہ جب آپ ہی شریک رہے تو آپ سے زیادہ کون پیارا ہے کہ وہ اقتدا نہ کر
اور اپنی جان بچانے پھرے) اور (آگے منافقین کے مقابلہ میں مومنین مخلصین کا ذکر ہے کہ) جب ایماندار وں نے
ان لشکروں کو دیکھا تو کہنے لگے کہ یہ وہی (موقع) ہے جس کی ہم کو اللہ اور رسول نے خبر دی تھی اور اللہ رسول نے سچ فرمایا
تھا اور اس (احزاب کے دیکھنے) سے (جو کہ مصداق پیشین گوئی ہے) ان کے ایمان اور اطاعت میں ترقی ہو گئی۔
یہ وصف تو سب مومنین میں مشترک ہے اور بعض اوصاف بعض مومنین میں خاص بھی ہیں جس کا بیان یہ ہے کہ) ان مومنین
میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں کہ انھوں نے جس بات کا اللہ سے عہد کیا تھا اس میں سچے اترے (اس تقسیم کا یہ مطلب نہیں
ہے کہ بعض مسلمانوں نے عہد کیا اور سچے نہیں اترے بلکہ یہ تقسیم اس بنا پر ہے کہ بعض نے عہد ہی نہیں کیا تھا اور جنہوں نے عہد
کیا ثابت قدم رہے ان معاہدین کے ذکر کی تصریح بمقابلہ آیت بالا کے ہے جو منافقین کے حق میں ہے ولقد کانوا
عاھدوا اللہ الخ اور مراد ان معاہدین سے حضرت انس بن النضر اور ان کے رفقاء ہیں یہ حضرات اتفاق سے غزوۂ
بدر میں شریک نہیں ہونے پائے تھے تو ان کو افسوس ہوا اور عہد کیا کہ اگر اب کے کوئی جہاد ہوا تو اس میں ہماری جان توڑ
کوشش دیکھ لی جاوے گی مطلب یہ تھا کہ منہ نہ موڑیں گے گو مارے جاویں) پھر ان (معاہدین) میں (دو قسمیں ہو گئیں)
بعضے تو ان میں وہ ہیں جو اپنی نذر پوری کر چکے (مراد وہ عہد ہے جو مثل نذر کے واجب الایفاء ہے مطلب یہ کہ
شہید ہو چکے اور اخیر دم تک منہ نہیں موڑا چنانچہ حضرت انس مدد وح احد میں شہید ہو گئے تھے اسی طرح حضرت مصعب
اور بعضے ان میں (اس کے دیدار کے آخری اثر یعنی شہادت کے) مشتاق ہیں (ابھی شہید نہیں ہوئے) اور (ابتک)
انھوں نے (اس میں) ذرا تغیر و تبدل نہیں کیا (یعنی اپنے عزم پر قائم ہیں پس مجموعۂ قوم دو قسم ہیں منافق جن کا اوپر بیان
ہوا اور مومنین پھر مومنین دو قسم معاہد اور غیر معاہد اور ثبات دونوں میں مشترک ہے لقولہ تعالیٰ لما رای المومنون
پھر معاہد دو قسم شہید اور منتظر شہادت کل چار قسمیں ان آیات میں مذکور ہیں آگے اس غزوہ کی ایک حکمت بیان فرماتے
ہیں کہ) یہ واقعہ اس لئے ہوا تاکہ اللہ تعالیٰ سچے مسلمانوں کو ان کے سچ کا صلہ دے اور منافقوں کو چاہے سزا دے
یا چاہے ان کو (نفاق سے) توبہ کی توفیق دے (کیونکہ ایسے مصائب اور حوادث میں مخلص اور منافق متمیز ہو جاتا ہے اور
احیاناً ملامت سے بعض منافقین بھی متاثر ہو کر مخلص ہو جاتے ہیں اور بعضے بحالہ بھی رہتے ہیں) بیشک اللہ غفور رحیم ہے
(اس لئے توبہ کا قبول ہو جانا مستبعد نہیں اس میں ترغیب ہے توبہ کی) اور (یہاں تک اس جنگ میں اسلام کے اقسام مختلفہ کے
حالات تھے آگے کفار مخالفین کی حالت کا ذکر ہے کہ) اللہ تعالیٰ نے کافروں کو (یعنی مشرکین کو) ان کے غصہ میں بھرا ہوا
(مدینہ سے) ہٹا دیا کہ ان کی کچھ بھی مراد پوری نہ ہوئی (اور اسی کا غصہ بھرا ہوا تھا) اور جنگ میں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے
لئے آپ ہی کافی ہو گیا (یعنی کفار کو قتال متعارف کی نوبت بھی نہ آئی کہ پہلے ہی رفع ہو گئے اور خفیف لڑائی متفرق
طور پر شئی نہیں ہے) اور (اس طرح کا . . . کا ہٹا دینا کچھ عجیب نہ سمجھو کیونکہ) اللہ تعالیٰ بڑی قوت والا زبردست ہے

(ان کو کچھ دشوار نہیں یہ تو مشرکین کا حال ہوا) اور (دوسرا گروہ مخالفین میں یہود بنی قریظہ کا تھا آگے ان کا ذکر
ہے کہ) جن اہل کتاب نے ان (احزاب) کی مدد کی تھی ان کو (اللہ تعالیٰ نے) ان کے قلعوں سے (جن میں وہ محصور
تھے) نیچے اتار دیا اور ان کے دلوں میں تمہارا رعب بٹھلا دیا (جس سے وہ اتر آئے اور) بعض کو تم قتل کرنے لگے
اور بعض کو قید کر لیا اور ان کی زمین اور ان کے گھروں اور ان کے مالوں کا تم کو مالک بنا دیا اور ایسی زمین کا بھی (تم
کو علم الٰہی میں مالک بنا رکھا ہے) جس پر تم نے (ابھی) قدم (تک) نہیں رکھا (اس میں بشارت ہے فتوحات مستقبلہ
کی عموماً اور فتح خیبر کی خصوصاً جو اس سے کچھ بعد ہوا) اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے (اس لئے یہ امور کچھ
بعید نہیں ہیں) (ربط) ایذاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منہی عنہ ہونے کا مقاصد سورت میں سے ہونا تمہید سورت
میں گذر چکا .... اور بعض انواع ایذاء کی صراحت جدا جدا بھی آیات میں گذر چکی ہے ان کی
ایک نوع اگرچہ وہ اس لئے اخف الانواع ہے کہ وہ قصد ایذاء سے خالی تھی اور حب قلبی کے ساتھ مقرون تھی
وہ ایذا بھی جو ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے کچھ زائد سامان دنیوی نفقہ کے ساتھ مانگنے سے جس کو وہ غلطی سے
داخل ایذا نہ سمجھتی تھیں آپ کے قلب مبارک کو پہنچی تھی کہ آپ ناخوش ہو کر ایک مہینے کے لئے سب سے الگ ہو گئے
اگلی آیتیں اس کے متعلق حضرات امہات المؤمنین کی فہمائش کے لئے ارشاد ہوئیں۔ حدیثوں میں یہ قصہ خوب مفصل
آیا ہے اور غالباً اس مانگنے کی وجہ یہ ہوئی ہو کہ فتح خیبر وغیرہ سے کسی قدر مالی وسعت حاصل ہو گئی تھی تو اپنے خیال میں
وہ اس کو موجب تکلیف نہیں سمجھیں اور یہ قصہ بعد فتح خیبر کے واقع ہوا۔ چنانچہ اس وقت حضرت صفیہ بھی آپ کے نکاح
میں تھیں جو خیبر سے حاصل ہوئی ہیں اور اس سے بعد ذکر فتح خیبر کے جو کہ ارضاً لم تطؤھا کا مصداق کہا گیا ہے اس
مضمون کا آنا خاص ربط حسن رکھتا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا

اے نبی آپ اپنی بیبیوں سے فرما دیجئے کہ تم اگر دنیوی زندگی

وَزِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ۝ وَاِنْ

اور اس کی بہار چاہتی ہو تو آؤ میں تم کو کچھ متاع دے دوں اور تم کو خوبی کے ساتھ رخصت کر دوں اور اگر

كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ

تم اللہ کو چاہتی ہو اور اس کے رسول کو اور عالم آخرت کو تو تم میں سے نیک کرداروں

لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ مَنْ يَّاْتِ مِنْكُنَّ

کے لئے اللہ تعالیٰ نے اجر عظیم مہیا کر رکھا ہے اے نبی کی بیبیو جو کوئی تم میں کھلی ہوئی

بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ يُّضٰعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ ؕ وَكَانَ

بیہودگی کرے گی اس کو دوہری سزا دی جاوے گی اور یہ بات

ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ۝

اللہ کو آسان ہے

وَمَنْ يَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتَعْمَلْ صَالِحًا نُّؤْتِهَآ

اور جو کوئی تم میں اللہ کی اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے گی اور نیک کام کرے گی تو ہم اس کو اس کا

أَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ ۙ وَأَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيمًا ۝ يَٰنِسَآءَ ٱلنَّبِىِّ لَسْتُنَّ

ثواب دوہرا دیں گے اور ہم نے اس کے لئے ایک عمدہ روزی تیار کر رکھی ہے اے نبی کی بیبیو تم معمولی

كَأَحَدٍ مِّنَ ٱلنِّسَآءِ ۚ إِنِ ٱتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِٱلْقَوْلِ فَيَطْمَعَ ٱلَّذِى

عورتوں کی طرح نہیں ہو اگر تم تقویٰ اختیار کرو تو تم بولنے میں نزاکت مت کرو کہ ایسے شخص کو خیال ہونے لگتا

فِى قَلْبِهِۦ مَرَضٌ وَقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوفًا ۝ وَقَرْنَ فِى بُيُوتِكُنَّ وَلَا

ہے جس کے قلب میں خرابی ہے اور قاعدہ کے موافق بات کہو اور تم اپنے گھروں میں قرار سے رہو اور

تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ ٱلْجَٰهِلِيَّةِ ٱلْأُولَىٰ ۖ وَأَقِمْنَ ٱلصَّلَوٰةَ وَءَاتِينَ ٱلزَّكَوٰةَ

قدیم زمانۂ جاہلیت کے دستور کے موافق مت پھرو اور تم نمازوں کی پابندی رکھو اور زکوٰۃ دیا کرو

وَأَطِعْنَ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥٓ ۚ إِنَّمَا يُرِيدُ ٱللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ ٱلرِّجْسَ

اور اللہ کا اور اس کے رسول کا کہنا مانو اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہے کہ اے گھر والو تم سے آلودگی کو دور رکھے

أَهْلَ ٱلْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا ۝ وَٱذْكُرْنَ مَا يُتْلَىٰ فِى بُيُوتِكُنَّ

اور تم کو پاک صاف رکھے اور تم ان آیات الٰہیہ کو اور اس علم کو یاد رکھو جس کا

ع ۴ ۱۰ مِنْ ءَايَٰتِ ٱللَّهِ وَٱلْحِكْمَةِ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ كَانَ لَطِيفًا خَبِيرًا ۝

تمہارے گھروں میں چرچا رہتا ہے بیشک اللہ تعالیٰ راز داں ہے پورا خبردار ہے

تفسیر یاایہا النبی سے لطیفا خبیرا تک (۱) اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ اپنی بیبیوں سے فرما دیجئے کہ (تم سے دو باتیں کہی جاتی ہیں تاکہ ہر ایک کے لئے قصداً ایک طرف ہو وہ بات یہ ہے کہ) تم اگر دنیوی زندگی (کا عیش) اور اس کی بہار چاہتی ہو تو آؤ (یعنی لینے کے لئے متوجہ ہو) میں تم کو کچھ (مال و) متاع (دنیوی) دیدوں (یا مراد اس سے وہ جوڑا ہے جو مطلقہ مدخولہ کو وقت طلاق کے دینا مستحب ہے یا ادائی و لفظ عدت کا ہے دیا دونوں کو شامل ہے) اور (متاع دیکر) تم کو خوبی کے ساتھ رخصت کردوں (یعنی موافق سنت کے طلاق دیدوں تاکہ جہاں چاہو جا کر دنیا حاصل کرو) اور اگر تم اللہ کو چاہتی ہو اور (مطلب اللہ کو چاہنے کا اس جگہ یہ ہے کہ) اس کے رسول کو (چاہتی ہو یعنی بحالت کمال اتباع و اطاعت علی الکفاف کے رسول کے نکاح میں رہنا چاہتی ہو) اور عالم آخرت (کے درجات عالیہ) کو (چاہتی ہو جو کہ زوجیت رسول پر مرتب ہونے والے ہیں) تو (یہ تمہاری نیک کرداری ہے اور) تم میں سے نیک کرداروں کے لئے اللہ تعالیٰ نے (آخرت میں) اجر عظیم مہیا کر رکھا ہے (یعنی وہ اجر جو مخصوص ہے ازواج نبی کے لئے کہ اور نیک بیبیوں کے اجر سے وہ عظیم ہے اور جس سے زوجیت نبی کو اختیار کرنے کی صورت میں حرمان ہوگا گو عموم دلائل سے مطلق ایمان و اعمال صالحہ کے ثمرات اس صورت میں بھی حاصل ہوں گے یہاں تک تو مضمون تخییر کا ہے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ازواج کو خطاب ہوگا آگے حق تعالیٰ ان کو خود خطاب کرکے وہ احکام فرماتے ہیں جو بصورت اختیار زوجیت واجب الاہتمام ہوں گے پس ارشاد ہے کہ) اے نبی کی بیبیو جو کوئی تم میں کھلی ہوئی بیہودگی کرے گی (مراد اس سے وہ معاملہ ہے جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تنگ اور پریشان ہوں تو) اس کو (اس پر آخرت میں) دوہری سزا دی جاوے گی (یعنی دوسرے شخص کو اس فعل پر جتنی سزا ملتی اس سے دوہری سزا ہوگی) اور یہ بات اللہ کو (بالکل) آسان ہے (یہ نہیں کہ حکام دنیوی کی طرح ایسا سزا بڑھانے سے کسی کی عظمت اس کو مانع ہو جاوے اور اس سزا کے

ثواب دونے کی علت ایسی تضعیف اجر کی تقریر میں آتی ہے) اور جو کوئی تم میں اللہ کی اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے گی (یعنی جن امور کو اللہ تعالیٰ نے واجب فرمایا ہے اُن کو ادا کرے گی اور حضور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے زوج ہونے سے جو حقوق اطاعت وغیرہ واجب ہیں وہ ادا کرے گی۔ کیونکہ حیثیت رسالت کے حقوق تحت اللہ میں داخل ہو گئے) اور (امور غیر واجبہ میں سے جو) نیک کام (ہیں ان کو) کرے گی تو ہم اس کو اس کا ثواب بھی دوہرا دیں گے۔ اور ہم نے اس کے لئے (علاوہ اجر مضاعف کے عوض کے) ایک (خاص) عمدہ روزی (جو جنت میں ازواج نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مخصوص ہے اور جو صلہ میں سے آئندہ ہے) تیار کر رکھی ہے (علت اس تضعیف اجر اور اسی طرح تضعیف وزر کی جو اس کے قبل ارشاد ہے شرف زوجیت ہی ہے جس پر یٰنسآء النبی دال ہے کیونکہ اہل خصوصیت کا عصیان بھی اوروں کے عصیان سے اشد ہوتا ہے اسی طرح اُن کی طاعت بھی اوروں کی طاعت سے زیادہ مقبول ہوتی ہے پس وعدہ و وعید دونوں میں وہ دوسروں سے ممتاز ہوتے ہیں اور خصوصاً مقام کلام میں یہ کہنا ممکن ہے کہ حضرات امہات المومنین سے خدمت و اطاعت کا صدور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب کو راحت افزا زیادہ ہوگا اور اسی طرح ان کے خلاف کا صدور آپ کے لئے کلفت افزا زیادہ ہوگا پس آپ کی راحت رسانی موجب اجر بھی زیادہ و باحت رسانی موجب زیادتی اجر ہوگی علیٰ ہٰذا اس کی ضد میں سمجھنا چاہئے۔ یہاں تک ازواج سے آپ کے حقوق کے متعلق خطاب تھا آگے عام احکام کے متعلق زیادہ اہتمام کے لئے خطاب ہے کہ) اے نبی کی بیبیو (محض اس بات پر مت بھول جانا کہ ہم نبی کی بیبیاں ہیں اور اس لئے عام عورتوں سے ممتاز ہیں یہ نسبت اور شرف ہمارے لئے بس ہے۔ سو یہ درست ہے کہ یہ بات صحیح ہے کہ) تم معمولی عورتوں کی طرح نہیں ہو (بیشک اُن سے ممتاز ہو گا مطلقاً نہیں بلکہ اس کے ساتھ ایک شرط بھی ہے وہ یہ کہ) اگر تم تقویٰ اختیار کرو (تب تو واقعی اس نسبت کے سبب تم کو اوروں سے شرف ہے حتیٰ کہ ثواب مضاعف ملے گا اور اگر یہ شرط متحقق نہیں تو یہی نسبت بالعکس تضاعف وزر کا سبب بن جاوے گی۔ جب یہ بات ہے کہ نری نسبت بلا تقویٰ ہیچ ہے) تو (تم کو احکام شرعیہ کی پوری پابندی کرنا چاہئے عموماً اور ان احکام مذکورہ آیت آئندہ کی خصوصاً اور وہ احکام یہ ہیں کہ) تم (نامحرم مرد سے) بولنے میں (جب کہ بضرورت بولنا پڑے) نزاکت مت کرو (اس کا یہ مطلب نہیں کہ قصداً نزاکت مت کرو کیونکہ اس کا بُرا ہونا تو بدیہی ہے دوسرے مخاطب یعنی ازواج مطہرات میں اس کا احتمال نہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ جیسے عورتوں کے کلام کا فطری انداز ہوتا ہے کہ کلام میں نرمی ہوتی ہے سادہ مزاجی سے اُس انداز کو مت برتو) کہ (اس سے) ایسے شخص کو (طبعاً) خیال (فاسد پیدا) ہونے لگتا ہے جس کے قلب میں خرابی (اور بدی) ہے (بلکہ ایسے موقع پر تکلف۔ بہ اہتمام سے اُس فطری انداز کو بدل کر گفتگو کرو) اور قاعدہ (عفت) کے موافق بات کہو (یعنی ایسے انداز سے جس میں خشکی اور روکھا پن ہو کہ یہ حافظ عفت ہے اور یہ بداخلاقی نہیں ہے بداخلاقی وہ ہے جس سے کسی کے قلب کو تالم و تاذی ہو تو سد باب طمع فاسد سے ایلام لازم نہیں آتا اس میں تو بولنے کے متعلق حکم فرمایا) اور (آگے پردہ کے متعلق ارشاد ہے اور امر مشترک دونوں میں حفظ عفت ہے یعنی) تم اپنے گھروں میں قرار سے رہو (مراد اس سے یہ ہے کہ محض کپڑا اوڑھ لپیٹ کر پردہ کر لینے پر کفایت مت کرو بلکہ پردہ اس طریقے سے کرو کہ بدن مع لباس نظر نہ آوے جیسا آج کل شرفا میں پردہ کا طریقہ متعارف ہے کہ عورتیں گھروں ہی سے نہیں نکلتیں۔ البتہ مواقع ضرورت دوسری دلیل سے مستثنیٰ ہیں) اور (آگے اسی حکم کی تاکید کے لئے ارشاد ہے کہ) قدیم زمانہ جاہلیت کے دستور کے موافق مت پھرو (جس میں بے پردگی رائج تھی گو بلا فحش ہی کیوں نہ ہو اور قدیم جاہلیت سے مراد وہ جاہلیت ہے جو اسلام سے پہلے تھی اور اس کے مقابلہ میں ایک مابعد کی جاہلیت ہے کہ بعد تعلیم و تبلیغ احکام اسلام کے اُن پر عمل نہ کیا جاوے پس جو تبرج بعد اسلام ہوگا وہ جاہلیت اُخریٰ ہے۔ مطلب یہ کہ جاہلیت اخریٰ حادث کر کے جاہلیت اولیٰ کا اقتدار نہ کرو جس کے مٹانے کو اسلام آیا ہے۔ یہاں تک احکام متعلقہ عفت کے تھے) اور (آگے دوسرے شرائع کا ارشاد ہے کہ) تم نمازوں کی پابندی رکھو اور زکوٰۃ (اگر نصاب کی مالک ہو) دیا کرو (کہ دونوں اعظم شعائر سے ہیں اس لئے ان کی تخصیص کی گئی) اور (بقیے احکام میں) اور تم کو معلوم ہیں سب میں) اللہ کا اور اس کے رسول کا کہنا مانو (اور ہم نے جو تم کو ان احکام کے اس التزام و اہتمام کا مکلف فرمایا تو تمہارا ہی نفع ہے کیونکہ) اللہ تعالیٰ کو (ان احکام کے بتانے سے) یہ منظور ہے کہ ...

عقیدۃً وعملاً وخلقاً باطل) پاک صاف رکھے (کیونکہ علم بالاحکام کی مخالفت سے جو کہ موجب رجس اور مانع تطہیر ہے بچنا ممکن ہے) اور (چونکہ ان احکام پر عمل واجب ہے اور عمل موقوف ہے احکام کے جاننے اور اُن کے یاد رکھنے پر اس لئے) تم ان آیات الٰہیہ (یعنی قرآن) کو اور اس علم (احکام) کو یاد رکھو جس کا تمہارے گھروں میں چرچا رہتا ہے (اور یہ بھی پیش نظر رکھو کہ) بیشک اللہ تعالیٰ راز داں ہے (کہ اعمال قلوب کو بھی جانتا ہے اور) پورا خبردار ہے (کہ پوشیدہ اعمال کو بھی جانتا ہے ...... اس لئے ظاہراً و باطناً سراً و علانیۃً امتثال اوامر و اجتناب نواہی کا اہتمام واجب ہے)۔ ربط اوپر اوامر و نواہی میں اصل روئے سخن حضرات ازواج مطہرات کی طرف تھا اور اُن کے لئے اعمال صالحہ پر بشارت اجر و ثواب و تطہیر و اذہاب رجس کی تھی آگے تعمیم رحمت و شریعت کے اظہار کے لئے عام مومنین و مومنات کو اعمال صالحہ پر اسی فضل کی بشارت دیتے ہیں چنانچہ مغفرت اور اذہاب رجس متقارب المعنیٰ ہیں اور اجر عظیم اور اجر مرتین متناسب الالفاظ بھی ہیں چنانچہ بعض اسباب نزول اس تقریر ربط کے مؤید بھی ہیں جیسا درمنثور میں قتادہؓ سے ہے کہ بعض بیبیاں ازواج مطہرات کے پاس جا کر کہنے لگیں کہ تمہارا تو قرآن میں ذکر آیا ہمارا نہیں آیا یعنی اس موقع پر نہیں، یا اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور بعض روایت میں جو ہے کہ حضرت ام سلمہؓ نے تمنا کی تھی کہ ہمارا بھی ذکر قرآن میں آتا، اور اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ کذا فی الدر ایضاً۔ تو اس میں شبہ نہ کیا جاوے کہ اوپر کی آیات میں تو ان کا ذکر آچکا تھا شاید مقصد اس کی ہوگی کہ تشریع عام کے طور پر عورتوں کا بھی ذکر کر دے اور مردوں کا ذکر ملا دینے میں اشارہ ہے جواب کی طرف کہ استقلالاً ذکر آنے کی اس لئے ضرورت نہیں کہ شرائع مردوں اور عورتوں میں مشترک ہیں پھر مرد متبوع ہوتے ہیں ان کا خطاب کافی ہے۔

اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتٰتِ

بیشک اسلام کے کام کرنے والے مرد اور اسلام کے کام کرنے والی عورتیں اور ایمان لانے والے مرد اور ایمان لانے والی عورتیں اور

وَالصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِيْنَ

فرمانبرداری کرنے والے مرد اور فرمانبرداری کرنے والی عورتیں اور راستباز مرد اور راستباز عورتیں اور صبر کرنے والے مرد اور

وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِيْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ

صبر کرنے والی عورتیں اور خشوع کرنے والے مرد اور خشوع کرنے والی عورتیں اور خیرات کرنے والے مرد اور خیرات کرنے والی عورتیں اور روزہ

وَالْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ

رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں اور اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والی عورتیں اور بکثرت خدا کو

اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ۝

یاد کرنے والے مرد اور یاد کرنے والی عورتیں ان سب کیلئے اللہ تعالیٰ نے مغفرت اور اجر عظیم تیار کر رکھا ہے۔

تفسیر ان المسلمین سے اجراً عظیماً تک: بیشک اسلام کے کام کرنے والے مرد اور اسلام کے کام کرنے والی عورتیں اور ایمان لانے والے مرد اور ایمان لانے والی عورتیں (پس اس تفسیر پر اسلام سے مراد اعمال نماز روزہ زکوٰۃ و حج وغیرہا ہوئے اور ایمان سے مراد عقائد ہوئے جیسا صحیحین میں حضرت جبرئیل علیہ السلام کے پوچھنے پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی جواب دینا مروی ہے) اور فرمانبرداری کرنے والے مرد اور فرمانبرداری کرنے والی عورتیں (اس میں اشارہ ہے کہ اعمال و عقائد ان کے محض براہ انقیاد ہیں ..... اُن میں کچھ نفسانی غرض یا کراہت نہیں ہے) اور راستباز مرد اور راستباز عورتیں (اس میں صدق فی القول و فی العمل و فی النیت سب آگیا [illegible]

اور صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں (اس میں سب اقسام صبر کے آگئے صبر طاعات پر اور صبر معاصی سے اور صبر مصائب پر) اور خشوع (خضوع) کرنے والے مرد اور خشوع (خضوع) کرنے والی عورتیں (اس میں تواضع جو ضد تکبر کی ہے وہ بھی داخل ہے اور نماز اور عبادات میں توجہ قلب و جوارح سے بھی داخل ہے) اور خیرات کرنے والے مرد اور خیرات کرنے والی عورتیں (اس میں زکوٰۃ اور صدقات نافلہ سب داخل ہیں) اور روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں (اس میں روزہ فرض اور نفل سب آگیا) اور اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والی عورتیں اور بکثرت خدا کی یاد کرنے والے مرد اور یاد کرنے والی عورتیں (یعنی جو اذکار مفروضہ کے علاوہ اذکار نافلہ کو بھی ادا کرتے ہیں) ان سب کے لئے اللہ تعالیٰ نے مغفرت اور اجر عظیم تیار کر رکھا ہے۔

ربط، اوپر چند جا بیان ہوا ہے کہ اعظم مقاصد سورت آپ کی تعظیم و اجلال و اطاعت کا اہتمام اور آپ کو ایذا دینے کی تحریم ہے اور دو نوں کے بعض بعض انواع اوپر آچکے ہیں جن میں نوع دوم ایذا کی تمہید میں حضرت زینبؓ کا قصہ بلکہ گیا ہے آگے اسی قصہ کے متعلق دو مضمون ہیں ایک نوع سوم آپ کی تعظیم حق کی اور ایک تفصیل نوع دوم ایذا کی جو اوپر اجمالاً آئی تھی سبب نزول مضمون اول کا یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان حضرت زیدؓ کا نکاح اپنی پھوپی زاد بہن حضرت زینبؓ سے کرنا چاہا چونکہ حضرت زیدؓ عام میں غلام مشہور ہو چکے تھے۔ حضرت زینبؓ نے اور ان کے بھائی حضرت عبد اللہ بن جحشؓ نے اس نکاح کی منظوری سے عذر کیا۔ اس پر مضمون اول کی آیت نازل ہوئی وما کان لمومن ولا مومنۃ الخ کذا فی اللباب اور مضمون ثانی کا سبب نزول یہ ہے کہ جب آیت اولیٰ کے نزول پر نکاح منظور کر لیا گیا اتفاق سے باہم مزاجوں میں توافق نہ ہوا حضرت زیدؓ نے طلاق دینا چاہا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مشورہ کیا آپ نے فہمائش کی کہ طلاق مت دو۔ مگر جب کسی طرح موافقت نہ ہوئی آخر پھر طلاق کا عزم ظاہر کیا اس وقت آپ کو وحی سے معلوم ہوا کہ زید ضرور طلاق دیں گے اور زینبؓ کا آپ سے نکاح ہوگا اور وہ فی الروح بروایۃ الحکیم الترمذی وغیرہ عن الامام زین العابدین علی بن الحسین اور اس وقت مصلحت بھی یہی تھا کیونکہ اول تو یہ نکاح خلاف مرضی ہونے سے موجب رنج تھی ہوا تھا پھر اس پر طلاق دینا اور زیادہ موجب کلفت و دل شکنی تھا اس دل شکنی کا تدارک جس سے حضرت زینبؓ کی الحک شوئی ہو سکتی تھی اس سے بہتر اور کوئی نہ تھا کہ حضور ان سے نکاح کر کے ان کی دلجوئی اور قدر افزائی فرمادیں مگر سابقہ یہی خیال تھا طعن عوام کا مگر حکم الٰہی سے نکاح ہوا جس میں علاوہ مصلحت مذکورہ خاصہ کے مصلحت شرعیہ عامہ یہ تھی کہ متبنّیٰ کی زوجہ سے نکاح کی حلت فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی ثابت ہو جاوے کما قال تعالیٰ الکیلا یکون الخ کہ تشریع قولی کے ساتھ تشریع فعلی کا انضمام زیادہ مؤکد و مقوی حکم و دافع وساوس و شکوک ہے پس پچھلی آیتیں اس کے متعلق نازل ہوئیں۔

وما کان لمؤمن ولا مؤمنۃ اذا قضى اللہ ورسولہ امرا

اور کسی ایماندار مرد اور کسی ایماندار عورت کو گنجائش نہیں جبکہ اللہ اور اس کا رسول کسی کام کا حکم دے دیں کہ

ان یکون لھم الخیرۃ من امرھم ومن یعص اللہ ورسولہ

ان کو ان کے اس کام میں کوئی اختیار رہے اور جو شخص اللہ کا اور اس کے رسول کا کہنا نہ مانیگا

فقد ضل ضللا مبینا ۝ واذ تقول للذی انعم اللہ علیہ وانعمت

وہ صریح گمراہی میں پڑا اور جب آپ اس شخص سے فرما رہے تھے جس پر اللہ نے بھی انعام کیا اور

علیہ امسک علیک زوجک واتق اللہ وتخفی فی نفسک ما اللہ مبدیہ

آپ نے بھی انعام کیا کہ اپنی بی بی کو اپنی زوجیت میں رہنے دے اور خدا سے ڈر اور آپ اپنے دل میں وہ بات

وتخشی الناس واللہ احق ان تخشہ فلما قضى زید منھا وطرا

چھپائے ہوئے تھے جس کو اللہ

Telephone No. 6966 — THE — Telegrams: "ART"

"ART"

PREMIER MONTHLY MAGAZINE
DEVOTED TO ART

Editor & Proprietor **SYED ANIS HASAN BAQ...**

PLEASE GET YOUR COPY
FROM
THE LOCAL AGENT.

Please Address :—
CONTRIBUTIONS TO THE EDITOR,
ORDERS ETC TO THE MANAGER

THE ART
JAMA MASJID, DELHI.

ADVERTISE
IN

The Weekly Nationalist
"HURRIYAT"

Which is Published Regularly every Week on Sunday
All Particulars may kindly be addressed to : --

Advertising Manager

THE HURRIYAT WEEKLY
JAMA MASJID, DELHI.

Only Title Printed at The Rajai Press, Chawri Bazar, Delhi

وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا

اے ہمارے پروردگار! ہم کو پرہیزگاروں کا پیشوا بنا

پیشوا

دہلی

ایک ماہوار مذہبی اور اصلاحی رسالہ

مدیر مسئول سید عزیز حسن بقائی



قیمت سالانہ صرف ایک روپیہ

فی پرچہ ڈیڑھ آنہ (۱/۱)

مقام اشاعت جامع مسجد اردو بازار دہلی



مظلوم کربلا

[illegible]

دریائے فرات کے کنارے بیکسی و مظلومی کے الم انگیز نظارے

[illegible]

مشترکہ شیعہ سنی پلیٹ فارم

[illegible]

حضور سرور کائنات کی وفات کے بعد

[illegible]

حضرت امام مظلوم کی تقریریں میدان جنگ میں

[illegible]

قیمت ۸/۲ محصول ۱۰/ کتاب مظلوم کربلا کی مختصر فہرست مضامین ملاحظہ فرمائیے

فہرست مضامین

[illegible]

ملنے کا پتہ: منیجر رسالہ پیشوا دہلی

خوشی کی اطلاع سنئے پھر کہنا ہمیں خبر نہ ہوئی

ایڈیٹر صاحب اخبار وحدت دہلی کیا فرماتے ہیں؟

آج کل اشتہار بازی نے ایک ذریعہ معاش کی صورت اختیار کر لی ہے، اور پبلک کو ایسے تلخ تجربے ہو چکے ہیں کہ اشتہار خواہ کتنا ہی سچا ہو مگر مشکل سے یقین ہوتا ہے۔ لیکن مجھے مسرت ہے کہ اس بے اعتباری کے زمانہ میں مشہور نامور کارخانہ انڈو جینوئن کیمیکل ورکس نزد ڈاکخانہ دہلی نے اپنی دیانتدارانہ خدمات، بہترین صحیح خالص ادویات خلق کے سامنے پیش کر کے عام مقبولیت اور ہر دلعزیزی حاصل کر لی ہے اور میری ذاتی معلومات ہیں کہ ان کا تمام کاروبار راستبازی، دیانتداری اور نہایت محنت اور قابل ترین کارکنان اور بالکل اشتہار کے مطابق ادویہ پیش کرنے میں بے مثل کارخانہ ہے یہی وجہ ہے کہ روز افزوں ترقی کر رہا ہے اور ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں اور بیرون ہند ساؤتھ افریقہ، یوگنڈا، عدن، سیلون، ملایا، انگلینڈ تک اس کارخانہ کی دواؤں کے استعمال کرنے والے اور ان کے اثرات کے معترف موجود ہیں جن کی تائید میں ہزاروں مریضوں کے خطوط دیکھے، لہٰذا میں ان حضرات کی جو ضرورتمند ہوں رہنمائی کروں گا کہ وہ اس کارخانہ کی سریع التاثیر مفید ادویہ استعمال کر کے فائدہ حاصل کریں جو ہر موسم میں قابل استعمال ہیں۔ ایڈیٹر۔

ہمیں امید ہے کہ آپ مذکورہ بالا رائے کو پڑھنے کے بعد ہمارا یہ اشتہار صحیح تصور فرمائیں گے، اگر آپ ضرورتمند ہوں تو بذریعہ دوا طلب فرمائیں۔ ان شاء اللہ فائدہ ہوگا، اگر فائدہ نہ ہو تو دس روپے انعام اور قیمت واپس، ہمارا یہ اعلان ڈنکے کی چوٹ ہے، اس میں ذرہ بھر مبالغہ یا دھوکہ نہیں، اگر ہم آپ سے دھوکہ کریں تو خدا اور رسول صلعم سے دھوکہ کریں۔

سائنٹیفک ٹیڈرا آئل

اس صدی کا انمول جوہر اس موسم کا خاص تحفہ ہے، یہ حیرت انگیز، جادو اثر اور سو فیصدی کامیاب طلا ہے جس کا استعمال نہایت سہل اور قطعی بے ضرر اور خوش کن ہے۔ اس کی خوبی یہ ہے کہ اس کے استعمال سے رگوں، پٹھوں میں نئی قوت فوراً جذب ہونے کے بعد پیدا ہو جاتی ہے چونکہ جدید کیمیاوی طریقہ پر تیار کیا گیا ہے اس لئے بعد میں کی ضرورت نہیں۔ یہ استعمال کے بعد فوراً ہی مریض اپنے جسم خاص میں جوانی کی لہر اور خاص قوت محسوس کرتا ہے، پورے کورس کے استعمال سے خفیہ رگوں کی سب خرابیاں دور ہو کر مکمل طاقت پیدا ہو جاتی ہے، یا یہ سمجھئے مریض پھر مرد ہو جاتا ہے۔ قیمت دو روپے یہ طلا دہلی مارکٹ میں اول نمبر پر ہے۔

دافع جریان و احتلام

یہ جادو اثر قرص ہر قسم کے شدید جریان اور کثرت احتلام کو بفضلہ تعالیٰ دعوے کے ساتھ دور کرتے ہیں، اور پیشاب سے پہلے یا بعد سفید لزوجت کا آنا، مادہ کا پتلا پن سچا کر دور کر کے قوت مردمی کا معاون ہوتا ہے، جسم میں تازگی اور خون پیدا کرتا اور چہرہ کو مثل لال بدخشاں سرخ کرتا ہے، اس کے چند روز کے استعمال سے جسم میں مادہ کافی مقدار میں پیدا کرتا ہے۔ قیمت ۲۰ قرص دو روپے علاوہ محصول ڈاک۔ ہماری یہ دوا بہ لحاظ اثرات کے تولنے کے قابل ہے جس نے ہزاروں نامرادوں کو بامراد بنا دیا ہے، بغیر طلبوں تک اس کی شہرت پہنچی ہے، جریان کا قلع قمع کرنے کے لئے ہم ہندوستان کے ہر دواخانہ کو چیلنج کرتے ہیں، جس کا جی چاہے آزمالے۔ اس کے استعمال کے بعد بدن میں توانائی طبیعت میں چستی دل میں جوانی کی امنگ آ جاتی ہے۔

حبوب خاص

یہ گولیاں انتہائی ممسک ہیں، خاص وقت کی پشیمانی سے بچا لیتی ہیں، سرعت انزال کی شکایت بالکل نہیں رہتی، قیمت دو روپے، ہزاروں آدمیوں کی آزمودہ گولیاں ہیں، یہ گولیاں منشی ادویات سے بالکل پاک اور مستقل اثر پیدا کرتی ہیں۔
محصول ڈاک بذمہ خریدار۔ (تینوں دوائیں یک جا منگانے پر محصول ڈاک معاف)

دہلی کا نامور اور مشہور جنرل دواخانہ	انڈو جینوئن کیمیکل ورکس نزد ڈاکخانہ دہلی	ٹیلیفون نمبر ۹۹۲ قائم شدہ ۱۹۱۴ء

تسخیر القلوب

کیا آپ دل چاہتے ہیں کہ آپ کا دل جیت لیا جائے
خواہ وہ کوئی دل ہو، مرد کا ہو، خاوند کا ہو، بیوی کا ہو، حاکم کا ہو، دوست کا ہو، آشنا کا ہو، چھوٹے کا ہو، بڑے کا ہو، ہر دم ہر وقت کہہ سکتے ہیں کہ آپ اس پر قابو حاصل کر سکتے۔ اگر آپ ہم سے تسخیر القلوب منگا کر جو کچھ اس میں لکھا ہے اس پر عامل ہو جائیں۔ اعمال کا نسخہ کرتا، زن و مرد کا مسخر کرنا، آقا اور افسر پر قابو پانا، مقدمات کا فیصلہ وغیرہ
قیمت ۸ر

صد پارۂ دل

سید عزیز حسن بقائی کے ۳۳ سالہ وجدانی، ادبی، روحانی
مضامین کا انتخاب
اچھی لکھائی چھپائی اعلیٰ درجہ کا چکنا کاغذ
ضخامت ۲۰۰ صفحے قیمت دو روپے آٹھ آنہ
دو شلنگ

معلم عربی

ہر مسلمان کی فطرتی خواہش ہوتی ہے کہ وہ اتنی عربی ضرور سیکھ جائے کہ جس سے وہ قرآن حکیم کو پڑھ لے۔ اگر معانی نہ بھی سمجھ سکیں تب بھی الفاظ کے معنی ضرور معلوم ہو جائیں۔ عربی پڑھنے کا قدیم بہت وقت طلب اس کے ابتدائی صرف و نحو کے طویل سلسلہ سے چھوڑ کر ایک نیا آسان طریقہ بتایا گیا ہے بلکہ ہر شخص تھوڑے دنوں میں ایک سبق روزانہ پڑھنے سے تھوڑے دنوں میں خاصا قرآن کا مفہوم سمجھ سکتا ہے
قیمت صرف ۱۲ر

قرآن ایک معجزنما کتاب ہے

قیمت ۸ر
حقائق و معرفت، فصاحت و بلاغت
قرآن پر اردو میں پہلی اور آخری چیز ہے جو حضرت علامہ ابوالبصیر آغا محمد عتیقی کے چالیس سالہ مطالعہ قرآن شریف اور تمام صحائف سماوی کا نچوڑ ہے۔ قرآن حکیم کے متعلق غیر مسلم رہنماؤں کے تبصرے، سرداران کفار قریش کا اور منکرین کلام الٰہی کا اس کو تسلیم کرنا، مسلمان ہونا، قرآن کے منزل من اللہ ہونے اور معجز نما ہونے پر معرکۃ الآراء دلائل، اشاعت قرآن کی مستند تاریخ ہے۔ یہ کتاب تبلیغ اسلام کے لئے بہترین چیز ہے۔ سفید چکنا کاغذ
قیمت آٹھ آنے
علاوہ محصول ڈاک

اگر سرکار بغداد
حضرت غوث اعظم رض سے عقیدت ہے

تو آپ کو سب سے بڑی سیرت کو روزانہ اپنے مطالعہ میں رکھو۔ گیارہویں کی محفل میں پڑھ کر سناؤ۔ ہمیں یقین ہے کہ آپ کو حضرت کے فیضان کا حصہ پہنچے گا۔ سرکار بغداد سے عقیدت ہے اور یہ بھی آپ کی سیرت مبارک نہیں پڑھی یا نہیں سنی، تعجب اور افسوس ہے کہ کیسی بڑی نعمت سے آپ ابھی تک محروم ہیں۔ پس فوراً ایک نسخہ طلب کر لیجئے اور اس کی گوناگوں برکتوں سے مالا مال ہو جائیے دین و دنیا کی کوئی مشکل نہیں ہے جو اس کتاب سے حل نہیں ہو جاتی اور دنیا و آخرت کی کوئی نعمت نہیں ہے جو اس کی بدولت نصیب نہیں ہوتی۔ اس میں گیارہویں شریف کی ضرورت اور اس کی افادیت پر ایسے دلائل ہیں کہ آج تک ان کو توڑا نہیں جا سکا۔ تصوف پر عالمانہ بحث۔ حضور غوث کی سب سے بڑی اور سب سے جامع سب سے مکمل سوانح عمری ہے۔ اس میں آپ کی کرامات کا تذکرہ ہے۔ آپ کے مواعظ کا خلاصہ ہے۔ آپ کی مشہور کتاب فتوح الغیب کا مکمل نمونہ ہے۔ آپ کی شاعری اور روحانی تعلیم کا تذکرہ ہے۔ قادریہ سلسلہ کی تعلیم اور اوراد و وظائف لکھے گئے ہیں۔ ٹائٹیل پر قبہ اقدس کا ڈسکور بلاک ہے۔ کتاب کا نام غوث اعظم یا بڑے پیر کی گیارہویں ہے
اچھی لکھائی چھپائی سفید چکنا کاغذ ضخامت ... صفحے قیمت صرف ۱۲ر علاوہ محصول

نماز معلومات

نئی تشریحات کے ساتھ بالکل نئے انداز میں نماز کو بہترین عبادت ثابت کیا ہے اور بتایا ہے کہ اگر صحیح طور سے نماز پڑھی جائے تو وہ انسان کو بہترین انسان بنا دیتی ہے۔
چند عنوانات یہ ہیں کہ مذہب اسلام، عبادت کی حکمت، احکام عبادت کے منافع، ثمرات، عبادت ثمرات آخرت۔ تارک نماز۔ طبی فوائد نماز۔ تاکید نماز۔ نفلی عبادت نماز کے دنیوی فوائد کا قرآن سے ثبوت۔ بے نمازوں کی کہانیاں اس کے بعد تمام نمازوں کا بیان۔ ۱۶۰ صفحے کی ضخامت
قیمت صرف ۱۲ر
علاوہ محصول ڈاک

نامرادوں کا سب سے بڑا سہارا

خدا تعالیٰ ہے جب یاس و ناامیدیوں نے تیر دل سے کلیجہ چھلنی ہو رہا ہو اور دنیا میں کوئی مددگار نظر نہ آتا ہو تو خداوند کریم کی ایک کتاب سے رجوع کیجئے جس میں ہم نے نہایت کوشش سے ایسی حرف بحرف قرآن مجید کی وہ تمام دعائیں یکجا جمع کر دی ہیں جو مختلف مقاصد کے لئے بہترین ہیں۔ دنیا میں آپ کا کوئی کام ایسا نہیں جو ان پاک دعاؤں کی مدد سے سرانجام نہ ہو سکے۔ جلد طلب فرمائیے۔ اس کتاب کا نام قرآنی دعائیں ہے۔ ضخامت ... صفحات، کاغذ بہت عمدہ۔ لکھائی چھپائی اعلیٰ۔ قیمت صرف بارہ آنے
علاوہ محصول ڈاک

دنیا تمہاری مٹھی میں

آ جائے گی، اگر تم پریشانی اور مصیبت کے وقت استقلال کو ہاتھ سے نہ دو۔ اگر تم اس چارہ ساز کی غیبی قوتوں سے ناامید نہیں ہو، تو ہمت ہارو۔ میدان عمل میں آگے بڑھو، کامیابی تمہارے قدم چومے گی، پریشانی راحت سے بدل جائے گی، بے اطمینانی سکون میں مبدل ہو گی بشرطیکہ تم آیۃ الکرسی کا عمل پڑھنا جانتے ہو۔ آیۃ الکرسی اسم اعظم ہے اور اس کا زبردست عامل آسمان کی پوشیدہ قوتوں کی تسخیر کر سکتا ہے۔ آیۃ الکرسی کے عمل کی بدولت ہزاروں علیل تندرست ہو گئے۔ اگر تم بھی آیۃ الکرسی کے عامل بننا چاہتے ہو تو اس کے پڑھنے کے نہایت آسان طریقے مع فوائد قدسی فی اعمال آیۃ الکرسی میں نہایت خوبی سے درج کئے گئے ہیں۔ لکھائی چھپائی اعلیٰ درجہ کی ضخامت ... صفحے قیمت ۱۲ر

ملنے کا پتہ :۔ منیجر رسالہ ... جامع مسجد، اردو بازار دہلی

اب کے محرم میں کیا ہوگا؟

آلِ رسولؐ کے لئے خونی دسترخوان

اموی اور عباسی سامراج نے آلِ رسول کے لئے خونی دسترخوان پر ظلم و سفاکی، وحشت و بربریت کے کیسے کیسے کھانے چنے ہیں اور جگر گوشگانِ بتولؑ نے ان کو کس رغبت سے تناول فرمایا؟ حق و آزادی کے نشے میں اولادِ علیؑ نے سرفروشی کے میدان میں کیا کیا قربانیاں کیں؟ اگر آپ

کے اگر ان واقعات و حالات معلوم کرنے ہیں اور محرم کی مجالسِ عزا میں تفصیلی حالات پڑھنے ہیں تو علماء از جلد حسبِ ذیل کتابیں منگوا لیجئے ورنہ سمجھئے بعض کتابیں بہت کم تعداد میں باقی رہ گئی ہیں، یہ تسلسل کی وجہ سے آپ کا آرڈر اس وقت پہنچے کہ کتاب ختم ہو جائے

حسینؑ

کربلا کے ریگستان میں آلِ رسولؐ کے خون کا مرقع اگر آپ دیکھنا چاہتے ہیں تو پڑھئے

سیدہ کا لال

شیرِ خدا کی بیٹی

کربلا کے بعد

مسلمانوں کی ایک ہزار سالہ خونی تاریخ حضور صلعم کے عہد مبارک اور خلفاء راشدین کے زمانے کے مفصل حالات، وفاتِ ... بنو امیہ و بنو عباس کے مظالم آلِ رسولؐ پر کربلا میں اور کربلا کے بعد کیا ہوئے۔ قاتلانِ حسینؑ کا عبرتناک انجام، بنو امیہ اور بنو عباس کی سفاکانہ حکومت، ان کی فتوحات اور ان کے بے پناہ مظالم، سادات بنی فاطمہؑ، سادات کا جہاد آزادی، مصر میں بنی فاطمہؑ کی خلافت کے مفصل حالات۔ اعلیٰ درجہ کی لکھائی چھپائی ضخامت ... صفحے، سفید چکنا کاغذ، بڑا سائز، دو رنگ کا ٹائیٹل قیمت ... علاوہ محصول

خلفائے راشدینؓ

کتابیں منگانے کا پتہ:- منیجر رسالہ پیشوا جامع مسجد اردو بازار دہلی

اسلامیہ دارالاشاعت دہلی
کا
ایک ماہوار
مذہبی، اخلاقی، اصلاحی
ادبی رسالہ
مقام اشاعت
اردو بازار جامع مسجد دہلی

ٹیلیفون نمبر ۶۹۶۶

پیشوا دہلی

ضروری اطلاع
ہر قسم کی خط و کتابت میں اپنا نمبر خریداری ضرور لکھئے، ورنہ شکایت کی تعمیل نہ ہوگی۔

منیجر پیشوا

قیمت سالانہ ایک روپیہ
ممالک غیر سے ۳ شلنگ

جلد ۲۱	بابت ماہ ذی الحجہ ۱۳۶۴ھ مطابق نومبر ۱۹۴۵ء	نمبر ۱۲

شذرات

(عزیز حسن بقائی)

جوابات کا انتظار

پیشوا کے درج رجسٹر خریدار چھ ہزار ہیں، دو ہزار ایجنسیوں میں جاتا ہے۔

میں نے گذشتہ اشاعت میں خریدار صاحبان سے مشورہ کیا تھا کہ

"کیا وہ ایک روپیہ کے اضافہ کو پسند کرتے ہیں؟"

پیشوا کے شائع ہوتے ہی خطوط کا ایک انبار روزانہ ڈاک میں آتا ہے، جس میں صرف ایک خریدار نے لکھا ہے کہ

"پیشوا بند کر دیا جائے"

لیکن ۱۲۰۰ خریداروں نے لکھا ہے کہ

"اضافہ بخوشی منظور ہے"

مگر دس خریداروں نے لکھا ہے کہ

"جو اضافہ آپ فرمائیں گے، وہ منظور ہے"

چھ ہزار خریداروں میں صرف ۱۲ سو خطوں کا آنا اور باقی کا خاموش رہنا بے معنی نہیں ہے۔ اس لئے مجھے اس مہینہ ان خریداروں کے جوابات کا اور انتظار کرنا ہے، جنہوں نے ابھی تک جواب نہیں دیئے تاکہ میں ان جوابات کی روشنی میں فیصلہ کرسکوں۔

سب سے پہلے تو مجھے ان خریدار صاحب کی "عقل مندی" کا تذکرہ کرنا ہے جنہوں نے یہ مشورہ دیا ہے کہ پیشوا بند کردیا جائے، ان میں اگر اتنی سمجھ نہیں تھی تو کسی پڑھے لکھے آدمی سے گذشتہ اشاعت کے نوٹ کو پڑھوا لیتے، اور اس سے مشورہ کر لیتے کہ کیا جواب دینا چاہیئے۔

میں نے یہ مشورہ کب طلب کیا تھا کہ پیشوا بند کیا جائے، یا جاری رکھا جائے؟ آپ کو اگر حق و صداقت کی آواز ناپسند ہے، آپ اگر مذہبی معلومات حاصل کرنا نہیں چاہتے، آپ اگر اسلامی علوم مذہبی مسائل سے واقف نہیں ہونا چاہتے تو آپ کی مرضی ہے۔ آپ سے کس احمق نے کہا ہے کہ پیشوا پڑھیئے۔ میعاد خریداری ختم ہوتے ہی اطلاع دیجئے کہ

"میں آئندہ خریدار نہیں ہونا چاہتا"

آپ کا نام رجسٹر خریداری سے خارج کر دیا جائے گا۔ آپ کو پیشوا کے مطالعہ کی اور مجھے آپ پر بار ہونے کی زحمت سے نجات مل جائے گی۔ الله الله خیر سلا۔

جن دوستوں نے ایک روپیہ کے اضافہ کو منظور کیا ہے، ان کے مشورہ کے لئے مشکور ہوں۔ لیکن جن بھائیوں نے لکھا ہے کہ

"ہم کو جو اضافہ آپ فرمائیں منظور ہے، اور ہم آپ کی استقامت، جرأت کی داد دیتے ہیں"

اپنی تعریف سے سب ہی خوش ہوتے ہیں، اس نے نفس امارہ نے اتنے خطوط پڑھ کر خوشی ظاہر کی، لیکن میں نے حمد کا سجدۂ شکر ادا کیا، اس مولائے بے نیاز کا جس نے میری کڑوی کسیلی باتوں کو سننے کے لئے اپنے بندوں کے دلوں کے پھاٹک کھول دیئے، اور ایک ایسا وسیع حلقہ مجھے مرحمت فرمایا، جو میری حقیر خدمات کا معترف ہے، الحمد للہ علی احسانہ۔

میں اگر چاہتا تو خواجہ حسن نظامی صاحب کی طرح تعریفی خطوط چھاپ کر دنیا کے سامنے اپنی بزرگی اور تقدس کی نمائش کر سکتا تھا، لیکن میرا ضمیر اتنا مردہ نہیں ہوا ہے۔ میں نے پچھلی ۲۰ سالہ زندگی میں پیشوا کو اپنی ذات کے پراپیگنڈا کے لئے کبھی استعمال نہیں کیا۔ اور میں ایمانداری سے

یہ سمجھتا ہوں کہ علم و عمل سے بے بہرہ انتہائی سیاہ کار انسان ہوں، مجھے یہ زیب نہیں دیتا کہ عوام کو دھوکہ دیتے اور اپنی ذمہ داری جانے کے لئے اپنی شان میں اپنے ہی پرچہ میں اپنے ہی قلم سے اپنی تعریف کرتا۔ اس لئے جو خطوط میری خدمات کے اعتراف میں آئے ہیں، ان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے یہ ظاہر کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ جس طرح میں اپنی مذمت کے ان خطوط سے متاثر نہیں ہوتا جن میں مجھے محض گالیاں، شمر اور یزید کی اولاد دی گئی ہے، اسی طرح ایک وقتی اور عارضی خوشی کے علاوہ میرے قلب پر ان تعریفی خطوط کا کوئی اثر نہیں ہوتا اور میرا نفس کبھی مجھے دھوکہ نہیں دیتا۔ میں جس طرح بازاری لیگیوں کی گالیوں کو تبسم کے ساتھ ٹال دیا کرتا ہوں، اسی طرح مخلصین و محبین کے خلوص و اعتماد کی قدر کرنے کے باوجود دل کے کسی گوشہ میں بھی یہ خیال نہیں آنے دیتا کہ میں حقیقتاً اس تعریف کا مستحق ہوں۔ میں تعریف کے نعروں سے یقیناً بے نیاز ہوں کہ میرے سامنے ایک پروگرام ابتدا سے ہے اور وہ یہ تمنا رہی ہے کہ مرنے سے پہلے ہندوستان کو آزاد دیکھ لوں، اور ان کو برباد دیکھ لوں جنہوں نے مسلمان قوم کو برباد کیا، جنہوں نے مسلمان قوم کو ہندوستان ہی میں نہیں، بلکہ ہندوستان پر قبضہ رکھنے کے لئے دنیا بھر کے مسلمانوں کو غلام بنایا، عظیم الشان اسلامی ممالک کی وحدت کو پارہ پارہ کر کے آج اس قابل نہ رکھا کہ مسلمان اپنے قبلہ اول اور قبلہ حقیقی اور یہ لکھتے ہوئے دل لرزتا ہے کہ اس گنبد خضرا کی حفاظت نہیں کر سکتے، جو ان کو اپنے جان و مال، ناموس اور اولاد سے زیادہ عزیز ہے۔ اس کی تمام ذمہ داری ہماری بزدلی اور برطانیہ کی ہوس حکمرانی اور شاطرانہ چالوں پر ہے۔

پس اب جبکہ میں لب گور ہوں، اور ہر قدم جو اٹھتا ہے وہ قبر کی جانب ہوتا ہے، خداوند قدوس سے میری یہی التجا ہے کہ مولا! میں نے تیری قدرت سے بہت کچھ دیکھا، عبرت حاصل کی، اور یہ بھی دیکھا کہ آج برطانیہ ایک تیسرے درجہ کی طاقت رہ گیا ہے بس اتنا اور دکھا دے کہ ہندوستان برطانوی غلامی سے آزاد ہو اور اسلامی ممالک برطانوی طاقت کے حلقۂ اطاعت سے آزاد ہو کر پھلیں پھولیں اور ہم اس قابل ہو سکیں کہ اپنے مقامات مقدسہ فلسطین و حجاز کی حفاظت رحم کی بھیک مانگ کر نہیں بلکہ طاقت کے ذریعہ کر سکیں اور یہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ ہندوستان برطانوی راج سے آزاد ہو اور ہندوستان کے لاتعداد وسائل سے ہندوستانی ہی مستفید ہوں۔

اگرچہ میری دلی تمنا تو یہ تھی کہ یہ انقلاب صرف مسلمان قوم کی سرفروشانہ جانبازی سے آتا، اور آزادی کا جھنڈا تنہا مسلمانوں کے ہاتھ میں ہوتا کہ ان کے پاس اسلام تھا، اور اسلام کا اولین مشن غلاموں کی آزادی ہے۔ اسلام کا دوسرا نام آزادی ہے۔ قرآن حکیم اور احادیث نبوی کے ایک چھوٹے سے چھوٹے ٹکڑے سے بھی غلامی کی تائید نہیں ہوتی لیکن ہماری بداعمالی سے اب ہماری حیثیت صرف تائید کرنے والوں کی سی رہ گئی ہے، جس میں لیگ کے عناصر رجعت پرست اور برطانوی ایجنٹ روڑے اٹکا رہے ہیں، اور مسلمانوں کی بے پناہ قربانیوں کو ضائع کرنے کے لئے یہ منحوس اعلان کر رہے ہیں کہ کانگریس میں مسلمان نہیں ہیں۔

تاہم کانگریس سر اور دھڑ کی بازی لگا چکی ہے، اور ہندوستان کے فرزند پہلے سے بڑی قربانیاں دے چکے ہیں، اور کفن بردوش اب بھی زیادہ سے زیادہ قربانی کے لئے تیار ہیں، اس لئے برطانیہ نے لیگ [illegible] کے یہ جو بند آزادی کے سیلاب کو روکنے کے لئے باندھ رکھی ہے، وہ اب نہیں رک سکتی، ہندوستان آزاد ہوگا۔ اس ملک میں افلاس اور غریبی کا خاتمہ کانگریس کی قوت بازو سے ہوگا اور ایک روز ہندوستان پورے ہندوستان پر بھی ہندوستان کی حکومت میں مسلمان برابر کا شریک ہوگا، جس کو دیکھنے کے لئے میں زندگی میں کوئی لطف نہ ہونے کے باوجود بھی جینا چاہتا ہوں۔

مجھے یقین ہے کہ وہ مبارک دن جبکہ آزادی کا سورج اپنی آزاد کرنیں، آزاد ہندوستان کی آزاد سرزمین پر ڈالے گا، بہت جلد طلوع ہوگا۔ انشاء اللہ۔

بہرحال جن دوستوں نے ابھی تک خطوط نہیں لکھے ہیں، وہ فوراً لکھ دیں، تاکہ میں نئے سال یعنی محرم سے جو فیصلہ کرنا ہے، اس پر عمل بھی کر سکوں، اس لئے عید الضحیٰ سے پہلے ہی میرے پاس خطوط مشورہ کے آجانے چاہئیں، ورنہ ممکن ہے کہ اس انتظار میں ایک مہینہ بھی ضائع ہو جائے۔ اس لئے جلد ہی خطوط لکھنے چاہئیں کہ مہلت قلیل اور کام زیادہ ہے۔

پیشوا کی نئی مطبوعات

اس مہینہ پیشوا کی مطبوعات میں یہ اضافہ ہوا کہ

(۱) صد پارہ دل چھپ کر آ گئی۔

(۲) سپیدہ کا لال کا چوتھا ایڈیشن چھپ گیا

(۳) مجاہد اعظم حضرت سلطان صلاح الدین ایوبی کی مکمل سوانح عمری کی کتابت ختم ہو کر پریس میں چھپنے کے لئے چلی گئی

(۴) بنگال کے نامور ناول نگار مسٹر بھٹا چاریہ کے مشہور بنگالی ناول شادی شاد کی کتابت ختم ہو کر پریس میں پہنچ گئی۔

توقع کی جاتی ہے کہ دونوں کتابیں بہت جلد پریس سے آ جائیں گی اور مطبوعات پیشوا میں اچھا اضافہ ہوگا۔ چند اور علمی کتابیں جن میں سلطان محمود غزنوی کی سوانح عمری [illegible] باقی پہلے شائع ہوں گی۔

اگرچہ طباعت کی پریشانیاں بدستور ہیں، اور جب تک یورپ و امریکہ سے نئی مشینیں اور نیا سامان طباعت نہ آئے، پریس کی گرانی اور مشکلات کا خاتمہ نہیں ہو سکتا، لیکن توقع کی جاتی ہے کہ مشکلات کے بادل جلد چھٹ جائیں گے، اور ہم اس قابل ہو سکیں گے کہ جدید

وغیرہ مطبوعات جلد از جلد شائع کر سکیں۔

پیشوا وقت پر

خدا کا شکر ہے کہ مجوب المطابع نے جب سے اچانک کام چھاپنے سے انکار کر کے ۲۰ سالہ تجارتی تعلقات لالچ یا سازش کے تحت ختم کئے تھے، انتہائی پریشانی کی حالت میں شب و روز کام کر کے اور صرف کثیر برداشت کر کے پیشوا کو وقت پر لایا گیا ہے۔ اگر موجودہ انتظام میں کوئی آفت ارضی و سماوی نازل نہ ہوئی تو توقع کی جاتی ہے کہ انشاء اللہ آئندہ بھی پیشوا وقت پر شائع ہوگا۔

ڈاک خانہ کے چور ملازم

مجھے نہایت افسوس ہے کہ اکثر حضرات کو پیشوا نہ پہنچنے کی شکایت ہے، جس کا ازالہ کرنے کی کوشش میں ۲۰ سال گذرنے کے بعد بھی کامیابی نہ ہوئی بلکہ آئندہ کے لئے بھی کامیابی کے ذرائع مفقود ہیں۔

چونکہ ڈاک خانہ کے چور، بد دیانت، کاہل ملازم پیشوا کے اکثر خریداروں کے پرچے چرا لیتے ہیں، اس لئے خریدار صاحبان کو جائز طور سے شکایت پیدا ہوتی ہے۔

میں پیشوا کو اپنی نگرانی میں ڈاک خانہ بھجواتا ہوں، خدا اور قانون کی نظر میں میری ذمہ داری ختم ہو جاتی ہے، اس کے بعد آر، ایم، ایس اور صوبائی حکومتوں کے پوسٹ مینوں کے رحم پر ہوتا ہے کہ وہ پرچہ کو خریدار صاحب کے پاس پہنچا دیں۔ یا چوری کر لیں۔

اس چوری کی بیماری کا علاج پوسٹل ڈیپارٹمنٹ کرنے سے عاجز ہے، اور میری مجبوری واضح ہے، اس لئے مجھے شکایت لکھنے سے پہلے پوسٹ ماسٹر جنرل ڈاک خانہ جات ہند نئی دہلی کو شکایت لکھئے۔ پیشوا آفس میں پرچہ اگر موجود ہوگا۔ اور آپ شکایتی خط میں اپنا نمبر خریداری جو آپ کے پتہ کی چٹ پر چھپا ہوا ہوتا ہے، لکھ دیں گے تو اسی وقت بشرط موجودگی پرچہ بلا قیمت روانہ کر دیا جائے گا لیکن اکثر حضرات قیمت ختم ہو جانے کے باوجود پرچہ طلب کرتے ہیں اور نمبر خریداری اس خوف سے نہیں لکھتے کہ چوری پکڑا جائے گا اور اکثر خریدار صاحبان سکونت تبدیل کرنے کی اطلاع نہیں دیتے، یا اگر دیتے ہیں تو نمبر خریداری نہیں دیتے، جس کا نتیجہ ظاہر ہے کہ نہ پرچہ ان کو مل سکتا ہے اور نہ پتہ تبدیل ہو سکتا ہے۔ لہذا ایسے حضرات کا کئی کئی مہینے پرچہ نہ پہنچنے کی شکایت لکھتے ہیں، اور دفتر میں پرچے ختم ہو جانے کی وجہ سے شکایت کی تعمیل نہیں ہو سکتی۔

لہذا دیر سویر کا خیال کر کے قمری مہینہ کی ۱۵ تاریخ کو پرچہ نہ پہنچنے کی شکایت نمبر خریداری کے ساتھ بھیجئے۔ فوراً مفت پرچہ ارسال ہوگا۔ نمبر نہ ہونے کی صورت میں تعمیل نہ ہوگی۔

مسٹر جناح کی "اسلام نوازیاں"

آج جبکہ لیگی رہنما مسٹر جناح کو ذات مرتضوی کی حیثیت دے دی گئی ہے اور کفار قریش بھی ان کا اتنا احترام نہ کرتے تھے۔

آج جبکہ لیگی کیمپ میں مسٹر جناح کا درجہ پیغمبر اسلام سے بھی بڑھ گیا ہے، کیونکہ تاجدار دو عالم کے فرمان کو ٹھکرانے والے مسلمان مسٹر جناح کے اعلان کو قرآن و حدیث پر ترجیح دے رہے ہیں۔

آج جبکہ اسلام کے باغی اپنی کرتوت پر پردہ ڈالنے کو عین اسلام سمجھ کر ہندوستان کی غلامی پر مہر تصدیق اسلام کے نام پر لگا کر مسلمانان ہندوستان کو تمام دنیا میں ذلیل کر رہے ہیں، کیا مناسب نہ ہوگا کہ مسٹر جناح کی اسلام نوازی کا سروے کیا جائے؟

جب

(۱) مسٹر جناح کی پیدائش ایک ایسے خاندان (خوجہ) میں ہوئی جس کو تعلیمات اسلام سے کوئی نسبت نہیں (کیونکہ خوجے قرآن اور حدیث کے اسلام سے کوئی واسطہ نہیں رکھتے۔ ان کے حاضر امام سر آغا خان ہیں اور ان کی امارت میں جو لغویات ہیں ان سے مسلمانوں کا بچہ بچہ واقف ہے)۔ بچپن، جوانی اس غیر اسلامی ماحول میں گذار کر شعور کے بعد بیرسٹری کی تعلیم کے لئے لندن چلے گئے، جہاں انہوں نے کھانے اور پینے میں شرعی حدود کو توڑا۔

(۲) کانگریس میں شریک ہو کر ماڈریٹ گروپ میں شامل رہے، اور جب کانگریس نے سول نافرمانی کی تجویز پاس کی تو اپنے میں طاقت برداشت نہ پا کر کانگریس سے راہ فرار اختیار کی۔

(۳) لارڈ ولنگڈن گورنر بمبئی سے ایک معمولی ٹکراؤ پر نہایت بزدلی کے ساتھ ہندوستان کی رہائش ترک کر کے لندن میں اس وقت تک مقیم رہے، جب تک وہ ہندوستان سے تبدیل نہ ہو گئے۔

(۴) پنجاب اور سرحد میں مارشل لا کے تحت انتہائی سفاکانہ مظالم ہوئے لیکن مسٹر جناح مالابار ہل کی چوٹیوں سے نیچے نہ اترے۔

(۵) خلافت کی تحریک میں نہ صرف یہ کہ مسٹر جناح شریک نہیں ہوئے بلکہ انہوں نے مخالفت کی لیکن علی برادران، حکیم اجمل خاں اور ڈاکٹر انصاری نے ان کا سر کچل دیا۔

(۶) عالم اسلامی پر دول یورپ نے انتہائی وحشیانہ مظالم کئے خلافت کا تختہ الٹا لیکن ہندوستان کے یہ خود کاشتہ امیر المومنین و خود ساختہ امیر المسلمین مالابار ہل پر داد عیش دیتے رہے۔

(۷) بمبئی کونسل میں انہوں نے وقف ایکٹ سے بوہروں کے طبقے کو مستثنیٰ کرا کے عام مسلمانوں کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا۔

(۸) مرکزی اسمبلی میں شریعت ایکٹ کی مخالفت کر کے اپنی اسلام دوستی کی لاج رکھ لی۔

(۴) مرکزی اسمبلی ۔۔۔ کی مدت ایک اخبار اسلام دشمن کی ملک رکھتی۔

(۵) مرکزی ۔۔۔ اسلام نے قربانی قوانین کی خلاف ورزی کی

(۱۱) مرکزی اسمبلی میں ۔۔۔ کی مخالفت کرکے اس میں ایسی دفعات کا اضافہ کرایا کہ اس کی روح ختم ہوگئی اور غیر مسلم جج کو فسخ نکاح کا حق ملنے سے تمام طلاقیں غیر شرعی ہو رہی ہیں۔

(۱۲) شراب خوری، سود خواری، بدکاری عام ہے۔

(۱۳) محبان وطن کے خلاف زہریلی تقریریں اسمبلی میں کرکے حکومت کی سخت گیر پالیسی کی تائید کرکے مسلمانوں کی گردنیں ندامت سے جھکا دیں۔

(۱۴) پنجاب میں سیکڑوں خاکساروں پر فائرنگ، سندھ میں حروں کی باری، مسجد شہید گنج کی پالیسی کا جھوٹا وعدہ۔

اب

(۱) غیر اسلامی خرید و معاندت سے آج تک توبہ نہیں کی۔

(۲) لیگ میں قادیانیوں کو مسلمانوں کا ایک فرقہ بنا کر شامل کیا۔

(۳) بمبئی ۔۔۔ بیان پارسی دوشیزہ سے شادی کے وقت دیا کہ "وہ مسلمان نہیں ہیں"۔

(۴) قرآن ایک بوسیدہ کتاب ہے، جس پر اس روشنی کے زمانہ میں عمل نہیں ہو سکتا۔

(۵) اپنی بیٹی کی تربیت ایسے غیر اسلامی ماحول میں کی کہ اس نے ایک عیسائی کے ساتھ شادی کی۔

(۶) کوئی مسودہ صوبہ اور مرکزی اسمبلی میں مسلمانوں کے مفاد کے لئے آج تک پیش نہیں کیا۔

(۷) علماء حق کے شرور سوخ کو تباہ کرنے پر فخر کا اظہار کیا، اور اس طرح ابلیس لعین کو خوش کیا۔

(۸) پاکستان کے غیر اسلامی عقیدہ کو اسلام کا جز ثابت کرکے مسلمانوں کے اتفاق کو توڑا، اور مسلمانوں میں عام فتنہ و خانہ جنگی پیدا کی جس کے نتیجہ میں قتل اور بلوے ہو رہے ہیں۔

(۹) ارکان اسلام نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، کلمہ طیب جو اسلام کی بنیاد ہیں، ان میں سے ایک کی ادائیگی کی توفیق نہیں ہوتی۔

(۱۰) شراب پینے سے اب تک توبہ نہیں کی۔

(۱۱) مسلمانوں کی زبانوں (عربی، فارسی، اردو) میں سے ایک سے بھی واقفیت نہیں۔

(۱۲) اپنی غیر اسلامی، غیر شرعی ڈکٹیٹری منوانے کے لئے حسن بن صباح کے طریقے اختیار کئے، اور ہندوستان کی آزادی کی راہ میں سامراج کے اشارہ سے روڑے اٹکائے۔

(۱۳) بنگال کی لیگی وزارت نے ایک کروڑ بنگالیوں کو بیماری اور قحط کے عذاب میں مبتلا کیا، جس میں پچاس لاکھ انسان محض فاقہ سے ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مرے۔ لاکھوں خواتین نے معصوم بچوں کے گلے گھونٹ کر

ان کو موت کی آغوش میں سلادیا اور خود ۔۔۔ کی زندگی اختیار کرنے کے لئے چند پیسوں میں اپنی ۔۔۔ اور قوم کی عصمت کو ۔۔۔ کے سپرد کرکے اپنی جلالی ۔۔۔ کے امراض لیکر ۔۔۔ کی یادگار ۔۔۔ یا موت کے اندھیرے غار میں گر گئیں۔ ان مرنے والوں اور مرنے والیوں کی اکثریت مسلمان ہے۔ جو پاکستانی حکومت کا شاہکار ہے اور اس بربادی کی ذمہ داری سے کوئی عدالت مسٹر جناح کو بری نہیں کر سکتی۔

لیکن

اس کے باوجود صدیق اکبرؓ اور فاروق اعظمؓ سے اختلاف کرنے والی قوم میں ہٹلر کے اتباع میں یہ غیر اسلامی اسپرٹ اسلام کے جھوٹے نام پر پیدا کی جا رہی ہے کہ مذہب، اخلاق، انسانیت، شرافت، اصول کی تمام بنیادوں کو کھود کر پھینک دو اور جو ان کی غیر اسلامی ڈکٹیٹری تسلیم نہ کرے اس کو گالیاں دو، حملے کرو، لاٹھیاں چلاؤ، پتھر پھینکو، جس پر چاہو کفر کا فتویٰ لگا دو، اسلام کا دشمن قرار دو، مرتد ثابت کرو۔ ہندوؤں کا زر خرید غلام ظاہر کرکے اس کی کشتِ حیات تک کردو۔ مسٹر جناح کی ان "اسلام نوازیوں" کے بعد جتنے مسلمان ہیں جو اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑنے، کتاب اللہ کا احترام کرنے، اقوال رسول اللہ کا احترام کرانے، مسلمانوں کے حقوق کے تحفظ کے لئے سر اور دھڑ کی بازی غیر مسلموں کے مقابلہ میں لگانے اور ہندوستان کی غلامی کی زنجیروں کو توڑنے کے لئے

اسلام کے باغیوں کو ووٹ نہ دینے کا عہد

کریں کہ جو اسلام کا وفادار نہیں، جن کی زندگی کو اسلام سے کوئی نسبت نہیں، وہ مسلمانوں کے لئے کسی حالت میں بھی اسمبلی میں مفید نہیں ہو سکتے۔

جن

خریدار صاحبان کی میعاد خریداری اس مہینہ میں ختم ہو رہی ہے، ان میں

> **ایک آپ بھی ہیں، اور آپ کا نمبر خریداری ۔۔۔۔۔۔۔۔ ہے**

اگر آپ سال آئندہ کے لئے خریدار رہنا چاہیں تو کم سے کم دو نئے خریدار فراہم کر لیجئے، اور سب کی قیمت ایک ہی دفتر رسالہ پیشوا دہلی کو روانہ کر دیجئے اور اگر خدانخواستہ کسی وجہ سے آپ خود سال آئندہ کے لئے خریدار رہنا پسند نہ کریں تو براہ کرم اسی وقت ایک پوسٹ کارڈ منیجر رسالہ پیشوا کے نام لکھ دیجئے کہ سال آئندہ کے لئے خریداری منظور نہیں۔ آپ کے اس کارڈ کے وصول ہوتے ہی آپ کا نام رجسٹر خریداران سے بصد افسوس خارج کر دیا جائے گا اور اگر آپ نے منی آرڈر نہ بھیجا یا عدم خریداری کا خط نہ لکھا تو حسب دستور آپ کو کوئی دو ماہ پرچہ بھیجا جائے گا ۔۔۔ وی۔ پی بھیجنے کا قاعدہ بند کر دیا گیا ہے۔ وی۔ پی کے انتظار نہ کیجئے، آج ہی منی آرڈر کے ذریعہ قیمت ارسال فرما دیجئے۔ (منیجر رسالہ پیشوا۔ دہلی)

احکام القرآن

(قرآنی احکام پر ایک لاجواب کتاب جو صرف ناظرین پیشوا کے لئے لکھی گئی)

(از حضرت علامہ آغا رفیق صاحب بلند شہری)

(گذشتہ سے پیوستہ)

(۱۷۰)

جہاد فرض کفایہ ہے

وماکان المومنون لینفروا کافۃ فلولا نفر من کل فرقۃ منہم طائفۃ لیتفقھوا فی الدین ولینذروا قومہم اذا رجعوا الیہم لعلہم یحذرون۔

یہ مناسب نہیں ہے کہ ایک ساتھ تمام دین چل کھڑے ہوں ہر گروہ سے ایک جماعت کیوں نہیں مدینہ میں آتی کہ دین سیکھے اور پھر واپس جاکر اپنی قوم کو ڈرائے شاید وہ اس طرح برے کاموں سے بچیں۔

تفسیر۔ اس آیت کے ایک معنی تو یہ ہیں کہ مومنین کے لئے مناسب نہیں ہے کہ وہ تمام جہاد پر نہ جائیں اور علم دین حاصل کرنے کے لئے مدینہ میں آجائیں، بلکہ مناسب یہ ہے کہ کچھ لوگ جہاد پر جائیں اور کچھ حضورؐ کی خدمت میں رہیں، تاکہ حضورؐ کی صحبت میں علم دین کو حاصل کریں اور اپنی قوم یا ان مجاہدین کو جو جنگ پر گئے ہیں علم دین سے آگاہ کریں اور حضورؐ کی صحبت میں رہ کر جو کچھ انہوں نے حاصل کیا ہے اس سے ان کو مطلع کریں، یہ معنی اس صورت میں ہوں گے جبکہ حضور خود جہاد پر تشریف نہ لے جائیں مدینے میں رہیں اور اس صورت میں جبکہ حضورؐ جہاد پر جائیں یہ معنی ہوں گے کہ مسلمانوں کو یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ سب کے سب حضورؐ کے ساتھ جہاد پر چلے جائیں، بلکہ مناسب یہ ہے کہ ہر قبیلہ اور قوم میں سے ایک جماعت جہاد پر جائے اور باقی لوگ دوسری ضروریات میں مشغول رہیں، جو جماعت حضورؐ کے ساتھ جہاد پر جائے وہ حضورؐ کی صحبت میں دینی احکام سیکھے اور سفر کے تجربات حاصل کرے اور پھر واپس آکر اپنی قوم یا ان لوگوں کو جو حضورؐ کے ساتھ نہیں گئے تھے اپنے علم و تجربہ سے آگاہ کرے

آیت کے ان معنی سے یہ ثابت ہوا کہ علم دین یا فقہ کا حاصل کرنا فرض کفایہ ہے اور یہ کہ خبر واحد (یعنی صرف ایک یا دو راوی کی حدیث) عمل کے لئے حجت و دلیل ہو سکتی ہے، اس لئے کہ آیت میں یہ بتایا گیا ہے کہ جو جماعت علم دین حاصل کرکے اپنی قوم میں جائے گی وہ اپنا انذار کا فرض ادا کرے گی۔ اور ڈرانے میں علم اور عمل دونوں داخل ہیں، اور جماعت ایک دو آدمیوں کو کہتے ہیں۔

آیت کے دوسرے معنی یہ ہیں کہ جب غزوہ تبوک میں شریک نہ ہونے والوں کے لئے خدا کی طرف سے وعید نازل ہوئی تو مسلمان اس سے بہت متاثر ہوئے اور کثرت سے جہاد پر جانے لگے۔ یہاں تک کہ قبائل کے تمام لوگ جہاد کی شرکت اپنا فرض سمجھنے لگے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور خدا نے یہ حکم دیا کہ نہ تو سب کا جہاد پر جانا مناسب ہے اور نہ سب کا حضورؐ کی خدمت میں رہنا ضروری ہے، ایک جماعت جہاد پر جائے یعنی ہر قبیلہ اور قوم میں سے کچھ لوگ جہاد پر جائیں اور کچھ حضورؐ کی خدمت میں رہ کر علم دین سیکھیں تاکہ دونوں کام جاری رہیں تفقہ کا سلسلہ بھی جاری رہے اور جہاد کا بھی۔

جمہور علماء کی رائے یہ ہے کہ حدیث طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم ومسلمۃ کے موافق علم دین کے مسائل کا سیکھنا تو فرض عین ہے اور دین میں تفقہ کا حصول فرض کفایہ ہے۔

سورۂ یونس کے مسائل و احکام

(۱۷۱)

گھروں میں مسجد بنانے کا بیان

واوحینا الی موسیٰ واخیہ ان تبوّا لقومکما بمصر بیوتا واجعلوا بیوتکم قبلۃ واقیموا الصلوٰۃ وبشر المومنین

ہم نے موسیٰ اور اس کے بھائی کی طرف وحی بھیجی کہ تم اپنی قوم کے لئے مصر میں گھر بناؤ اور اپنے گھروں کو مسجدیں قرار دو اور نمازیں پڑھو اور مومنین کو بشارت دو۔

تفسیر۔ جس طرح ابتدائے اسلام میں مسلمانوں کو کفار سے خوف رہتا تھا اور وہ خفیہ طور پر گھروں میں نماز پڑھتے تھے، اسی طرح ابتدا میں موسیٰؑ اور ان کے پیروؤں کو یہ حکم دیا گیا تھا کہ وہ گھروں میں نماز پڑھیں تاکہ کفار ان کو کوئی ضرر نہ پہنچائیں یا پیروان دین موسیٰ کو گمراہ نہ کریں۔

اس آیت میں اسی حکم کا بیان ہے۔ آیت کے پہلے جملہ میں موسیٰ اور ان کے بھائی کو خطاب کیا گیا ہے، (۲) اس سے یہ معلوم ہوا کہ مقامات عبادت کا انتخاب انبیاء کا حق ہے، اس کے بعد خطاب عام ہے اس سے یہ ظاہر ہوا کہ مسجدیں بنانا اور نماز پڑھنا سب پر واجب ہے پھر آخر میں خاص موسیٰ کو مخاطب کرکے مومنین کو بشارت دینے کا

حکم ہے۔ اس سے یہ ظاہر ہوا کہ یہ کیسی ایک با عظمت انسان اور پیغمبر تھے۔

آیت میں اگرچہ صرف خوف کی حالت میں گھروں کے اندر نماز پڑھنے کا حکم ہے لیکن فقہا کی رائے یہ ہے کہ ہر حالت میں گھر کے اندر نماز پڑھنے کی جگہ بنائی جا سکتی ہے۔

مسجد کی دو قسمیں ہیں، ایک مسجد بیت اور ایک مسجد جماعت اور دونوں کا حکم مختلف ہے۔ مسجد جماعت کی چھت پر جنابت، پاخانہ اور وطی وغیرہ ممنوع ہے۔ مسجد بیت میں یہ باتیں ممنوع نہیں۔ مسجد کے معنے اصل میں نماز پڑھنے کی جگہ کے ہیں۔ گھر میں نماز پڑھنے کی جگہ بنانا مستحب ہے۔ خداوند تعالےٰ نے فرمایا ہے: واجعلوا بیوتکم قبلۃ یعنی گھروں کے اندر نماز پڑھنے کی جگہ بناؤ، نوافل کیونکہ گھر میں نوافل و سنن پڑھنا مستحب ہے۔ حضورؐ بھی گھر میں سنن و نوافل ادا فرمایا کرتے تھے۔

سورۂ ہود کے مسائل و احکام

(۱۷۲)

نماز کے اوقات کا بیان

واقم الصلوٰۃ طرفی النہار وزلفا من اللیل ان الحسنات یذھبن السیئات، ذلک ذکری للذاکرین واصبر فان اللہ لا یضیع اجر المحسنین۔	اے محمدؐ! دن کے دونوں حصوں (یعنی صبح و شام) اور رات کے ابتدائی حصے میں نماز پڑھو۔ نیکیاں بے شک برائیوں کو دور کر دیتی ہیں، ذکر یعنی یاد کرنے والوں کے لئے یہ یاد دہانی ہے۔ اے محمدؐ صبر کر، نیکی کرنے والوں کا اجر اللہ ضائع نہیں فرماتا۔

تفسیر:- قرآن مجید میں چار آیات ہیں، جن سے نماز کے اوقات معلوم ہوتے ہیں۔ یہ پہلی آیت ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ اے محمدؐ! تم صبح و شام نماز پڑھا کرو۔ صبح کی نماز سے مراد نماز فجر ہے۔ اور شام کی نماز سے مراد ظہر اور عصر کی نمازیں ہیں اور "زلفا من اللیل" یعنی اول شب کی نماز سے مراد مغرب و عشا کی نمازیں ہیں۔ پنجگانہ نماز کا حکم دے کر خداوند تعالےٰ فرماتا ہے کہ بے شک نیکیاں یعنی پنجگانہ نماز یا طاعت یا اوراد گناہوں کو دور کر دیتی ہیں۔

مفسرین نے ان آیات کے نزول کا یہ واقعہ لکھا ہے عمر بن عرفجہ نامی ایک شخص کھجوریں بیچا کرتا تھا۔ ایک روز ایک عورت کھجوریں لینے آئی، اس نے اس سے کہا مکان کے اندر عمدہ قسم کی کھجوریں ہیں ان کو بھی دیکھ لو جونہی وہ عورت اندر داخل ہوئی عمر بن عرفجہ نے اس کو پکڑ کر اس کا بوسہ لے لیا۔ پھر اپنی حرکت پر نادم ہو کر حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور واقعہ عرض کیا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور حضورؐ نے اس سے پوچھا "کیا تو نے ہمارے ساتھ عصر کی نماز بھی؟" اس نے عرض کیا "ہاں" حضورؐ نے فرمایا: "یہ نماز تیرے گناہ کا کفارہ ہے۔"

سورۂ یوسف کے احکام و مسائل

(۱۷۳)

آزاد انسان کی بیع باطل ہے

وشروہ بثمن بخس دراھم معدودۃ، وکانوا فیہ من الزاھدین	اور قافلے نے یوسف کو کم داموں چند درہموں پر خریدا کیونکہ بیچنے والے جو یوسف کے بھائی تھے وہ تو یوسف سے بیزار ہی تھے۔

تفسیر:- اس آیت میں مالک قافلہ کا یوسفؑ کا یوسفؑ کے بھائیوں سے خریدنے یا عزیز مصر کا یوسف کو قافلہ والوں سے خریدنے کا واقعہ بیان کیا گیا ہے۔ پورا قصہ یہ ہے کہ جب یوسفؑ کے بھائیوں نے یوسفؑ کو کنوئیں میں ڈال دیا تو وہاں ایک قافلہ آ کر اترا، اور کنوئیں سے یوسفؑ کو نکال لیا۔ بھائیوں کو اس کا پتہ چلا تو وہ قافلہ میں آئے اور کہا کہ یہ ہمارا غلام ہے۔ آخر قافلہ والوں نے زر نقد دے کر یوسفؑ کو ان سے خرید لیا۔ پھر قافلہ والوں نے یوسفؑ کو عزیز مصر کے ہاتھ بیچ ڈالا، اسی واقعہ کو خدا نے اس آیت میں بیان کیا ہے۔ مفسرین نے بیان کیا ہے کہ قافلہ والوں کے ہاتھ یوسفؑ کو چالیس درہم سے کم میں فروخت کیا گیا تھا، اور ایک مفسر کی رائے ہے کہ تھوڑی قیمت پر بیچا گیا تھا۔

اس آیت سے آزاد انسان کی بیع کو باطل قرار دیا گیا ہے، اور بخس کے معنے حرام کئے گئے ہیں، یعنی یوسفؑ کو مالک قافلہ نے چند درہموں پر خریدا جو بیچنے والوں کے لئے حرام تھے۔

بعض مفسرین کہتے ہیں کہ حضرت یوسفؑ کو اٹھارہ درہم پر بیچا تھا، اور نو بھائیوں نے دو دو درہم بانٹ لئے تھے۔ اگر مراد عزیز مصر کے ہاتھ بیچنا ہے تو مطلب یہ ہوگا کہ قافلہ والوں نے معمولی قیمت پر بیچ ڈالا اس اندیشہ سے کہ کہیں کوئی اور دعویٰ دار کھڑا ہو جائے یا یہ غلام کہیں بھاگ نہ جائے جیسا کہ بھائیوں نے ان سے کہا تھا۔

(۱۷۴)

کفالت میں شرط جائز ہے

قالوا نفقد صواع الملک ولمن جاء بہ حمل بعیر وانا بہ زعیم	بادشاہی پیمانہ کھو گیا ہے اسے جو ڈھونڈ لائے گا ایک اونٹ کا بار (بوجھ) انعام پائے گا ہم اس کے ضامن ہوتے ہیں۔

تفسیر:- پورا واقعہ یہ ہے کہ جب یوسفؑ کے بھائی مصر

سے واپس جانے لگے تو یوسف ؑ کے خادموں نے ابن یامین (یوسف کے ماں جائے بھائی) کے سامان میں غلہ ناپنے کا شاہی پیمانہ چھپا دیا۔ جب وہ مصر سے باہر نکل گئے تو شاہی خدام نے انہیں پکارا اور کہا: "شاہی پیمانہ گم ہو گیا ہے، ہمارا خیال ہے کہ تم نے اس کو چرایا ہے، جو شخص تم میں سے اس پیمانہ کو لا کر میرے حوالے کرے گا میں اس کو غلہ بھرا ہوا ایک اونٹ دلواؤں گا اور میں اس کا ضامن ہوں۔"

اس آیت سے یہ ثابت ہوا کہ شرط کے ساتھ کفالت جائز ہے لیکن کفالت کا مال ہر حال میں واجب ہوگا۔

(۱۵۷)

زر نقد یا سامان کے بدلے غلہ کو ناپ سے ناپ کر دینا جائز ہے

فلما دخلوا علیہ قالوا یایھا العزیز مسنا واھلنا الضر وجئنا ببضاعۃ مزجٰۃ فاوف لنا الکیل وتصدق علینا ان اللہ یجزی المتصدقین۔

جب وہ یوسف کے پاس آئے تو کہنے لگے اے عزیز ہم کو اور ہمارے گھر والوں کو تکلیف پہنچ رہی ہے اور تھوڑی سی پونجی لے کر ہم آئے ہیں، آپ ہمیں پورا غلہ دلوا دیجئے بلکہ صدقہ دے دیجئے۔ اللہ صدقہ دینے والوں کو اچھا عوض دیتا ہے۔

تفسیر: یوسف ؑ کے بھائی جب دوبارہ مصر میں غلہ لینے آئے تو حضرت یوسف ؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر (وہ عزیز مصر ہو چکے تھے) عرض کیا اے عزیز مصر! ہم کو اور ہمارے اہل و عیال کو سخت تکلیف پہنچ رہی ہے یعنی قحط کی شدت سے ہم بھوکوں مر رہے ہیں ہم معمولی رقم یا کھوٹا سکہ یا معمولی سامان لے کر آئے ہیں اس کے بدلے ہم کو پورا پورا غلہ دے دیجئے۔

مفسرین نے کہا ہے کہ بضاعۃ مزجٰۃ سے مراد یا تو کھوٹا سکہ ہے یا تھوڑی رقم یا سامان اون وغیرہ یا اسی قسم کی اور معمولی چیزیں۔ اور تصدق علینا کا مطلب یہ بتایا ہے کہ یہ تھوڑی سی مالیت لے کر ہمارے حوالے کر دیجئے یا یہ مراد ہے کہ قیمت سے زیادہ غلہ ہم کو مرحمت فرما دیجئے۔ صدقہ کے سلسلہ میں مفسرین نے لکھا ہے کہ صدقہ انبیاء کے لئے جائز ہے پھر یوسف ؑ کے بھائیوں نے صدقہ کی خواہش کیوں کی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ نزول وحی سے پہلے انبیاء پر صدقہ جائز تھا، یہ صدقہ سے مراد رعایت اور سلوک ہے۔ ابن عیینہ کی رائے ہے ...

آیت سے یہ معلوم ہوا کہ زر نقد یا سامان کے بدلے غلہ کو پیمانہ سے ناپ کر بیچنا جائز ہے اور کم قیمت پر یا قیمت سے کم رقم پر بیچنا جائز ہے۔ اب رہی وہ ممانعت جو اوفوا الکیل والمیزان بالقسط۔ ولا تنقصوا المکیال والمیزان۔ ویل للمطففین الذین اذا اکتالوا علی الناس یستوفون الخ وغیرہ آیات میں ہے اس سے مراد وزن و پیمانہ کی کمی بیشی ہے یعنی

ادبِ نبوی صلعم

(حضور سرورِ کائنات کی سیاسی، اخلاقی، معاشرتی تعلیم پر ایک لاجواب تصنیف)

(از حضرت [illegible] عارف صاحب بلند شہری)

(گذشتہ سے پیوستہ)

مغرور و متکبر انسان نہ تو سچائی کو دوست رکھتا ہے نہ ضبط و تحمل کو اور نصیحت تو قبول ہی نہیں کرتا، دوسروں کے عیب کا متلاشی رہتا ہے اور حق و صدق کی اطاعت سے گریز کرتا ہے اور اس کا سبب یہ ہے کہ اپنے مقابلہ میں وہ سب کو حقیر و ذلیل خیال کرتا ہے اسی وجہ سے حضور نے تکبر کی نسبت یہ فرمایا ہے کہ

الکبر بطر الحق وغمص الخلق — تکبر حق کو رد کرنا اور مخلوق کو ذلیل سمجھنا ہے

غرور و تکبر کے بہت سے اسباب ہیں جنکا ذکر اس موقع پر کیا جاتا ہے۔

۱۔ علم واقعہ یہ ہے کہ علماء میں تکبر جلد سے جلد پیدا ہوتا ہے ان میں سے جس شخص کو اپنی علمی قابلیت اور کمالات پر ناز ہوتا ہے وہ سب سے زیادہ تکبر کا شکار رہتا ہے۔ اور اس کی صورت یہ پیش آتی ہے کہ جب عوام میں کسی کی قابلیت کا چرچا پھیل جاتا ہے یا خواص میں کسی کی علمیت تسلیم کر لی جاتی ہے یا ہمعصروں میں کوئی شخص ممتاز ہو جاتا ہے تو وہ اپنے آپ کو بڑا آدمی سمجھنے لگتا ہے اور دوسروں کو جاہل و حقیر لیکن کیا علم کی شان یہی ہے اور عالم کو ایسا ہی ہونا چاہیئے نہیں ہرگز نہیں جو علم انسان کو غرور و تکبر کی طرف لے جائے وہ حقیقی علم نہیں ہے حقیقی علم وہ ہے جس سے انسان اپنے پروردگار کو پہچانے اپنے نفس کی حقیقت کو سمجھے اور نفس کے واجبات پر نظر رکھے ایسا علم انسان میں خشیت پیدا کرتا ہے اور تواضع جیسا کہ خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے:-

انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء — اللہ سے تو اس کے وہی بندے ڈرتے ہیں جو علم رکھتے ہیں۔

علماء میں غرور و تکبر پیدا ہونے کا ایک اور سبب یہ ہے کہ بعض اوقات ان کو اچھی صحبت میسر نہیں آتی یا وہ فطرۃً کج خلق ہوتے ہیں یا ان کا باطن خبیث اور تاریک ہوتا ہے، اور یہ باتیں ان کو مغرور و متکبر بنا دیتی ہیں۔

۲۔ حسب اور نسب جو شخص حسب اور نسب میں اچھا ہوتا ہے یا کسی بڑے خاندان سے تعلق رکھتا ہے لوگ چونکہ اس کی عزت کرتے ہیں اس لئے وہ اپنے آپ کو عالی نسب اور شریف خیال کرتا ہے اور دوسروں کو ذلیل و حقیر اور بعض وقت ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایسے اشخاص دوسروں سے ملنا عار خیال کرتے ہیں اور کسی صحبت و مجلس میں شریک نہیں ہوتے، اور جب کبھی کوئی شخص ان سے ملتا ہے تو وہ اس کے سامنے اپنے نسبی فخر کا اظہار کرتے ہیں، اور اس پر خوش ہوتے ہیں۔

حضرت ابوذرؓ حضورؐ کے مشہور صحابی بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضورؐ کی صحبت میں ایک شخص سے میرا کچھ جھگڑا ہو گیا یا گفتگو میں میں نے اس کو یا ابن السوداء (اے کالے آدمی کے بیٹے) کہہ کر مخاطب کیا اس پر حضورؐ غضبناک ہو گئے اور فرمایا "ابوذرؓ! سفید آدمی کے بیٹے کو کالے آدمی کے بیٹے پر کوئی فوقیت حاصل نہیں ہے"

۳۔ مال۔ قوت۔ خاندان میں آدمیوں کی کثرت۔ انسان مالی قوت، جسمانی قوت اور خاندان میں آدمیوں کی کثرت پر بھی مغرور و متکبر ہو جاتا ہے۔

اس حدیث میں حضورؐ نے غرور و تکبر کے اسباب میں سے ایک اور سبب ہم کو بتایا ہے اور وہ کپڑوں کا لٹکانا۔ اور لمبے کپڑے استعمال کرنا ہے۔ مثلاً اس قدر نیچا پائجامہ پہننا یا اتنا نیچا تہبند رکھنا کہ وہ ٹخنوں کی حد سے نکل جائے یا کرتے کی چوڑی چوڑی آستینیں رکھنا، یا جبہ اس قدر لمبا بنانا کہ وہ زمین پر گھسٹتا ہوا جائے۔

ضرورت سے زیادہ لمبا چوڑا کپڑا پہننا دنیا میں بھی مضر ہے اس لئے کہ لوگ اس کو دیکھ کر رشک و حسد کریں گے اور یہ کہ ضرورت سے زیادہ کپڑا خرچ ہوگا جو بالکل ضائع جائے گا اور آخرت میں بھی مضر ہے اس لئے کہ اس سے گناہ کا ارتکاب ہوگا اور گناہ کی سزا ملے گی۔

اگر کوئی شخص خدا کی نعمت کے اظہار میں اچھا کپڑا استعمال کرے اور مقصود شکر گذاری کے سوا اور کچھ نہ ہو اور شرعی ممانعت کا خیال رکھا جائے تو یہ گناہ نہیں ہے جیسا کہ حضورؐ نے فرمایا ہے:-

کلوا واشربوا والبسوا وتصدقوا فی غیر اسراف ولا مخیلۃ — کھاؤ، پیو، پہنو اور صدقہ کرو لیکن اسراف اور تکبر سے بچو۔

حضرت عبداللہ بن عباس کہتے ہیں۔

کل ما شئت والبس ما شئت ما اخطاتک اثنتان سرف ومخیلۃ — جو جی چاہے کھا اور جو جی چاہے پہن۔ جب تک کہ تجھ کو اسراف اور تکبر غلطی میں مبتلا نہ کریں۔

کپڑے کی درازی کے حکم میں بلاشبہ آستینوں کا چوڑا رکھنا بھی داخل ہے جیسا کہ بعض علماء اور مشائخ اس پر عامل ہیں۔ بعض علماء نے یہ بتایا ہے کہ ٹخنوں سے نیچا کپڑا رکھنا مذموم ہے لیکن اس وقت جائز ہے جبکہ کسی عیب کا چھپانا مقصود ہو یا کسی تکلیف سے معذور ہو اور بعض علماء کہتے ہیں کہ درازی مکروہ ہے جیسا کہ حضورؐ کے

اس ارشاد سے ظاہر ہوتا ہے۔

ان رسول اللہ ﷺ ابصر رجلا قد اسبل ازارہ فقال ارفع ازارک فقال انی احنف فقال ارفع ازارک فکل خلق اللہ حسن

حضورؐ نے ایک شخص کو دیکھا، جس کا تہبند نیچے لٹکا ہوا تھا، فرمایا تہبند اوپر اٹھالو۔ اس شخص نے عرض کیا اندر سے میرا پاؤں ٹیڑھا ہے، حضورؐ نے فرمایا تہبند اوپر اٹھالو خدا کی پیدا کی ہوئی ہر چیز اچھی ہے۔

مومن! تواضع کو اختیار کر تاکہ تجھ کو عظمت حاصل ہو۔ آداب دین کے موافق عمل کر تاکہ تجھ کو خدا کی قربت و محبت نصیب ہو۔ اور اپنی پیدائش کے مادہ کو یاد رکھ جو ایک ناپاک و ذلیل قطرہ ہے، اپنی انتہا کو نہ بھول کہ ایک مردار و ناپاک جسم ہے، اگر تو ان باتوں کو پیش نظر رکھے گا تو کبھی غیر مناسب و ناحق عزت و عظمت کا خواہاں نہ ہوگا، اور اپنے مومن بھائیوں پر برتری کا جذبہ تجھ میں پیدا نہ ہوگا اسی کے ساتھ اگر ذکر الٰہی میں تو مشغول رہے گا تو خداوند تعالیٰ تجھ پر فضل و رحمت کی بارش فرمائے گا اور تجھ کو اپنی نعمتوں سے نوازے گا۔

مومن! اپنی ابتدا اور انتہا کو یاد رکھ، غرور و تکبر کے قریب نہ جا کہ اس سے خداوندی رحمت و برکت رک جاتی ہے۔ نعمتیں زائل ہو جاتی ہیں، اور غرور و تکبر حسنات کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑیوں کو کھا جاتی ہے۔

(۹۶)
کسی کی بیع پر بیع اور منگنی پر منگنی کی ممانعت

عن ابن عمرؓ قال نھی النبی صلعم ان یبیع الرجل علی بیع اخیہ وان یخطب الرجل علی خطبۃ اخیہ حتی یترک الخاطب قبلہ او یاذن لہ الخاطب رواہ البخاری

ابن عمرؓ کہتے ہیں حضورؐ نے اس سے منع فرمایا ہے کہ کوئی شخص اپنے بھائی کی بیع پر بیع کرے یا کوئی شخص اپنے بھائی کی منگنی پر منگنی کرے جب تک کہ پہلا منگنی کرنے والا ترک نہ کردے یا منگنی کی اس کو اجازت نہ دیدے۔

تشریح الفاظ۔ الخطبہ۔ مرد کا عورت کو نکاح کا پیام دینا۔

تشریح معانی۔ اس حدیث میں دو باتوں سے منع کیا گیا ہے ایک تو مومن بھائی کی بیع پر بیع کرنے سے اور دوسرے مومن بھائی کی منگنی پر منگنی سے، جب تک کہ پہلا پیام نکاح دینے والا اپنے ارادہ سے دست کش نہ ہو جائے، یا دوسرے کو اجازت نہ دیدے۔

پہلی بات یعنی بیع کی صورت یہ ہے کہ ایک شخص نے دوسرے سے کوئی چیز خریدنے کی اور خریدار کو یہ اختیار دیا کہ چیز کو دیکھ

بھال کر یا کسی سے مشورہ کرکے بیع کو مکمل کر لیا جائے کہ ایک تیسرا شخص خریدار کے پاس پہنچا اور کہا کہ تو بیع کو فسخ کر دے، میں ایسی ہی چیز تجھ کو کم داموں پر دے دوں گا۔

حضورؐ نے اس قسم کی بیع سے اس لئے منع فرمایا ہے کہ اس سے دونوں فروخت کرنے والوں میں بغض و عداوت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور بعض اوقات یہ عداوت اس قدر ضرر پہنچاتی ہے جس کا صحیح اندازہ نہیں کیا جا سکتا، واقعات اس کے شاہد ہیں اور اس قسم کے معاملات کبھی کبھی پیش آتے رہتے ہیں جن کے نتائج سے ہر شخص واقف ہے۔

انسان کو چاہیئے کہ تھوڑے سے دنیوی نفع کے لئے خطرات کو مول نہ لے اور اپنے مسلمان بھائی کو نقصان نہ پہنچائے کہ ایسا کرنا خدا و رسول کے غیض و غضب کا موجب ہوتا ہے، اور دلوں میں عداوت و کینہ پیدا کرتا ہے۔

اصول فقہ کا ایک کلیہ ہے کہ کسی چیز کی ممانعت اس کے فساد کی مقتضی ہے، اس بنا پر کسی کی بیع پر بیع کرنا بیع فاسد ہوگی علماء مالکیہ اور حنابلہ کا عقیدہ یہی ہے۔ جمہور فقہا کہتے ہیں کہ بیع تو جائز ہو جائیگی لیکن دوسرا بائع گنہگار ہوگا۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ ممانعت نفس بیع کی نہیں ہے بلکہ خارجی امر یعنی عداوت و بغض کے سبب سے ہے۔

دوسری چیز یعنی منگنی کی صورت یہ ہے کہ کوئی شخص عورت یا اس کے ولی کو اپنے نکاح کا پیام دے، اور عورت یا اس کا ولی پیام کو قبول کرلے کہ ایک اور شخص آئے اور اپنے نکاح کا پیام عورت یا اس کے ولی کی خدمت میں پیش کرے، اس حال میں کہ اس کو پہلے شخص کے پیام کا علم ہو یہ صورت حرام ہے یعنی دوسرے شخص کا اپنا پیام دینا حرام و ممنوع ہے۔ اور اس پر تمام علماء کا اجماع اور اتفاق ہے، لیکن شرط یہ ہے کہ عورت اور اس کے ولی نے پہلے پیام کو منظور کر لیا ہو اور اس کے بعد پیام دیا گیا ہو، اگر پہلے پیام کو رد کر دیا گیا ہو تو دوسرے کا پیام دینا ممنوع و حرام نہیں ہے۔

اب اگر عورت یا اس کے ولی نے پہلے پیام کی پروا نہ کرکے دوسرے پیام کو قبول کر لیا اور دوسرے شخص سے عورت کا نکاح ہو گیا تو اس صورت میں نکاح درست ہوگا یا نہیں اور نکاح کو فسخ کیا جا سکے گا یا نہیں۔ علماء ظواہر تو یہ کہتے ہیں کہ نکاح کو فسخ کر دیا جائے گا مجامعت سے پہلے بھی اور بعد میں بھی اور جمہور علماء یہ کہتے ہیں کہ نکاح کو فسخ نہیں کیا جائے گا، اس لئے کہ حدیث میں پیام نکاح دینے کی ممانعت ہے نکاح کی نہیں۔ اور دوسری بات یہ کہ صحت نکاح کے لئے یہ شرط بھی نہیں ہے کہ عورت کا پیام کسی دوسرے شخص نے نہ دیا ہو۔

پیام نکاح پر پیام نہ دینے کا حکم عام ہے خواہ پہلا پیام دینے والا فاسق ہو یا کافر یہ تو عام علماء کی رائے ہے، اور بعض کہتے ہیں کہ فاسق اور کافر کے پیام نکاح پر پیام دینا درست ہے اس لئے کہ حدیث میں بھائی کے پیام پر پیام دینے کی ممانعت ہے اور مسلم و کافر میں اخوت نہیں ہو سکتی۔ جیسا کہ حضورؐ نے فرمایا ہے کہ المومن اخو المومن یعنی مومن ہی مومن کا بھائی

سالکان طریقت

(مقالات صوفیائے کرام پر ایک اہم اور مستقل کتاب جو حضرت پیشوا کیلئے لکھی گئی)

سید عزیز الحسن بقائی

(گذشتہ سے پیوستہ)

ا.. کا بیان ہے میں واپس آیا تو اپنے بیٹے کو باب الشام پر کھڑا پایا۔ ایک بزرگ کا بیان ہے کہ معروف کرخی مستجاب الدعوات تھے، اور آپ کی قبر پر کھڑے ہوکر دعا کرنا بھی موجب اجابت ہے، باشندگان بغداد آپ کی قبر پر دعا کو تریاق مجرب کہتے ہیں۔

(۲۵۴)

نصرانیوں کی قید سے نجات کا ایک واقعہ

ایک بزرگ کا بیان ہے کہ ایک عورت ایک صاحب دل کے پاس آئی اور عرض کیا کہ میرے لڑکے کو رومی عیسائی گرفتار کرکے لے گئے ہیں، اور میرے پاس اس قدر نقد نہیں ہے کہ فدیہ دے کر چھڑا سکوں، آپ کسی سے تحریک کر دیجئے کہ وہ زر فدیہ دے کر میرے لڑکے کو چھڑا دے میں رات دن اس کے لئے تڑپتی ہوں، ایک لمحہ مجھ کو قرار نہیں ہے بزرگ نے کہا اس وقت تم جاؤ، میں اس معاملہ پر غور کروں گا، عورت کے چلے جانے کے بعد بزرگ نے گردن جھکالی، ہونٹوں کو حرکت دی (یعنی کچھ پڑھا) تھوڑے دنوں بعد وہ عورت اپنے لڑکے کو ساتھ لے کر آئی اور شیخ کو دعائیں دینے لگی، پھر کہا "میرا لڑکا صحیح وسالم واپس آگیا ہے، وہ ایک عجیب وغریب واقعہ آپ کے سامنے بیان کرنا چاہتا ہے" لڑکے نے عرض کیا "میں قیدیوں کے ساتھ شاہ روم کے سامنے لے جایا گیا۔ بادشاہ نے ہم کو ایک شخص کے سپرد کر دیا اور حکم دیا کہ ان لوگوں سے خدمت لو، چنانچہ ہم کو روزانہ جنگل لے جایا جاتا اور ہم زنجیروں میں بندھے ہوئے کام کرتے رہتے، ایک روز شام کے وقت ہم واپس آتے اور اقامت گاہ پر پہنچے کہ یکایک وہ زنجیر جس میں میں بندھا ہوا تھا کھل کر گر پڑی، یہ واقعہ فلاں وقت اور فلاں روز ہوا تھا اور یہ وہی وقت تھا جبکہ شیخ نے استغراق کی حالت میں دعا کی تھی) میں فوراً اپنے محافظ کے پاس پہنچا، اس نے مجھ کو آزاد چلتے پھرتے دیکھ کر کہا "کمبخت تو نے زنجیر توڑ ڈالی" میں نے کہا "نہیں زنجیر خود بخود زمین پر گر پڑی، وہ حیران رہ گیا، اور بادشاہ سے جاکر واقعہ بیان کیا مختصر یہ کہ لوہار کو بلایا گیا اور دوبارہ مجھ کو بیڑیاں پہنا دی گئیں۔ میں چند ہی قدم چلا تھا کہ بیڑیاں کھل کر پھر زمین پر گر پڑیں۔ لوگ اس واقعہ سے حیران رہ گئے، اور ایک پادری کو بلایا گیا، اس نے پوچھا "کیا تیری ماں زندہ ہے؟" میں نے کہا "ہاں" پادری نے کہا "اس کی دعا خدا نے قبول کرلی اور خدا نے تجھ کو آزاد کر دیا، اب ہم تجھ کو باندھ کر نہیں رکھ سکتے" یہ کہہ کر مجھ کو رہا کر دیا گیا، اور اس علاقہ میں پہنچا دیا گیا جہاں مسلمانوں کی آبادی تھی۔

(۲۵۵)

ایک فاجر وظالم بادشاہ کی ہلاکت کا واقعہ

طبرستان کا حاکم انتہا درجہ کا ظالم اور عیاش تھا، شہر میں جو لڑکی بالغ ہوتی، اس کی دوشیزگی اسی کے ہاتھوں لوٹی جاتی، ایک روز انہیں ایام میں ایک سن رسیدہ عورت شیخ ابوسعید قصاب کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا "شیخ میری مدد کیجئے، میری ایک خوب صورت باکرہ لڑکی ہے، حاکم نے اطلاع دی ہے کہ وہ اس کو اس کی شب باشی کے لئے تیار رکھے، میں آپ کی خدمت میں اس لئے حاضر ہوئی ہوں کہ آپ اس کی عصمت کی حفاظت کی دعا کر دیجئے۔ شاید خداوند تعالے آپ کی دعا سے اس کی عصمت کو محفوظ رکھے۔ شیخ نے تھوڑی دیر سر جھکا کر غور کیا اور پھر سر اٹھا کر کہا "زندہ لوگوں میں اس وقت کوئی ایسا شخص نہیں ہے جس کی دعا کو خداوند تعالے قبول فرمالے، تم مسلمانوں کے قبرستان میں جاؤ، وہاں ایک شخص تم کو ملے گا، وہ تمہاری خواہش پوری کر دیگا" عورت قبرستان گئی، جہاں اس کو ایک خوب صورت شخص ملا، جو بہترین لباس پہنے اور خوشبو لگائے ہوئے تھا، عورت نے اس کو سلام کیا سلام کا جواب دے کر اس شخص نے پوچھا "تمہارا کیا حال ہے" عورت نے تمام واقعہ بیان کیا، اس شخص نے کہا "تم شیخ ابوسعید سے جاکر کہو، وہ تمہارے لئے دعا کر دیں گے، اور ان کی دعا خداوند تعالے قبول فرمائے گا" عورت نے کہا "زندہ لوگوں نے میری رہنمائی مُردوں کی طرف کی، اور مُردے میری رہنمائی زندوں کی طرف کرتے ہیں، اور کوئی میری مدد نہیں کرتا، آخر میں کہاں جاؤں اور کس سے فریاد کروں" اس شخص نے کہا "تم شیخ ابوسعید ہی کے پاس جاؤ، وہ یقیناً تمہارا کام کر دیں گے، اور ان کی دعا سے تمہارا کام پورا ہو جائے گا" عورت شیخ ابوسعید کے پاس آئی اور واقعہ بیان کیا، شیخ ابوسعید نے گردن جھکالی، اور دیر تک آنکھیں بند کئے بیٹھے رہے، یہاں تک کہ ان کو پسینہ آگیا، پھر یکایک زور سے ایک چیخ ماری اور بیہوش ہوکر زمین پر گر پڑے، آپ کی چیخ کی آواز شہر میں گونج گئی، اور معاً شہر میں یہ خبر مشہور ہوگئی کہ حاکم طبرستان بڑھیا کے گھر گھوڑے پر سوار جا رہا تھا کہ اس کی لڑکی کے پاس شب باش ہو کہ یکایک گھوڑے سے ٹھوکر کھائی، اور حاکم زمین پر اس طرح گرا کہ اس کی گردن ٹوٹ گئی اور وہ مر گیا۔

شرح مثنوی مولانا روم

(از مسعود وحید)

نیکواں را ہست میراث از خوشاب
آنچہ میراث است اورثنا الکتاب

ترجمہ :۔ نیک آدمیوں کو اچھے پانی سے (یعنی میٹھے پانی یا نیک طریقے) میراث ملتی ہے، اور یہ میراث وہ ہے جس کا ذکر قرآن مجید کے اس فقرہ میں ہے واورثنا الکتاب۔

تشریح :۔ یعنی اچھے اور نیک آدمیوں کو اچھی جو میراث ملتی ہے اور یہ میراث وہ ہے جس کا ذکر اس آیت میں ہے ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا یعنی وہ میراث خدا کی کتاب قرآن مجید ہے جو سراسر ہدایت پر مشتمل ہے۔

شد نیاز طالبان ار بنگری
شعلہا از گوہر پیغمبری

ترجمہ :۔ طالبان حق کے اندر جو عاجزی پائی جاتی ہے، اگر تو غور سے دیکھے تو وہ گوہر رسالت کے انوار ہیں۔

تشریح :۔ اچھے آدمیوں کو چونکہ بھلائی کی توفیق خدا کی طرف سے ملتی ہے، اور اچھے آدمی بہترین میراث پاتے ہیں، اس لئے بھلے آدمیوں میں جو بھلائیاں نظر آتی ہیں، وہ حقیقت میں خدا کا وہ عطیہ ہے جو اس نے اپنے رسول کی معرفت طالبان حق کو دیا ہے، گویا طالبان حق میں جو خوبیاں اور عجز و نیاز پایا جاتا ہے وہ رسالت کے انوار اور شعلے ہیں، یعنی یہ خوبیاں رسالت کا فیض ہیں۔

شعلہا در روزن گردد ہمی
زانکہ خور برجے بہ برجے میرود

ترجمہ :۔ گھر کے روشندان یا کھڑکی سے جو روشنی آتی ہے وہ گھومتی رہتی ہے، اس لئے کہ آفتاب ایک برج سے دوسرے برج میں پھرتا رہتا ہے۔

تشریح :۔ گھر کی کھڑکی یا روشندان سے آفتاب کی جو روشنی یا دھوپ آتی اور گھر کے اندر ادھر سے ادھر اور ادھر سے ادھر گھومتی رہتی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ آفتاب بھی ایک برج سے دوسرے برج میں جاتا آتا رہتا ہے، اور اس کے ساتھ اس کی روشنی بھی گھومتی رہتی ہے۔

شعلہا با گوہراں گرداں بود
شعلہ آں جانب رود ہم کاں بود

ترجمہ :۔ شعلے یا روشنیاں گوہر کے ساتھ گھومتے رہتے ہیں، روشنی اسی طرف جائے گی جس طرف گوہر جائے گا۔

تشریح :۔ مطلب یہ کہ نور گوہر کے تابع ہوتا ہے، گوہر جس طرف رخ کرے گا، روشنی بھی اسی طرف جائے گی، یہی حال انبیا اور اولیائے سعدین کا ہوتا ہے۔ پیغمبر انوار کے منبع ہیں، جو پیغمبر و مرشد سے جیسی نسبت رکھتے ہوں گے، ان پر اس کا اثر پڑے گا۔ یعنی متبعین کے تعلق و نسبت کے موافق ان پر اثر ہوگا۔ اگر وہ مخلص ہیں اور اعتقاد بھی صحیح رکھتے ہیں، تو ان کو بہت بڑا نصیب ہوگی، خلاص اور اعتقاد کامل نہیں ہے تو فیضان بھی ناقص ہوگا۔

ہر کسے با اخترے پیوستگی است
مردرا با اختر خود ہمتگی است

ترجمہ :۔ جس شخص کو جس ستارہ سے تعلق ہوتا ہے، وہ اسی ستارہ کے اثر سے دوڑتا چلا جاتا ہے

طالعش گر زہرہ باشد در طرب
میل کلی دارد و عشق و طلب

ترجمہ :۔ اگر اس کا طالع زہرہ ہو جو طرب کی خاصیت رکھتا ہے تو وہ حسین چیز کا طالب ہوگا پورے طور پر اس کی طرف مائل ہوگا، اور عشق و جنون کے خصائل اس میں ہوں گے۔

ور بود مریخی خونریز خو
جنگ و بہتان و خصومت جوید او

ترجمہ :۔ اور جس کا طالع مریخ ہو یہ خونریز ہے وہ لڑائی، بہتان اور دشمنی کے خصائل کا مالک ہوگا۔

تشریح :۔ ان اشعار میں مولانا نے مثال دے کر سمجھایا ہے کہ انسان میں جس قسم کی نسبت ہوگی وہ اس نسبت کے موافق کام کرے گا یعنی نیک آدمیوں سے عقیدہ و خلوص رکھتا ہے، تو اس سے نیک افعال صادر ہوں گے، اور جو برے انسانوں سے تعلق رکھے گا، وہ ہمیشہ برائیوں میں مبتلا رہے گا، اور برائیاں ہی اس کے دل و دماغ میں پیدا ہوں گی۔ مثال میں بتایا گیا ہے کہ عام شہرت کے موافق ستاروں میں نیک و بد اثرات ہوتے ہیں اور انسان جس ستارہ سے منسوب ہوتا ہے یعنی جس کے طالع میں وہ ستارہ ہوتا ہے وہ اس کے اثرات قبول کرتا ہے مثلاً کسی کی قسمت کا تعلق زہرہ سے ہوگا تو وہ ہمیشہ طرب و نشاط میں رہے گا جس طرف متوجہ ہوگا کامل توجہ سے کام لے گا خصوصاً عشق کا میلان اس میں کامل ہوگا اور جس کی قسمت مریخ سے وابستہ ہوگی وہ جنگ و جدل کو پسند کرے گا، اس لئے کہ مریخ خونریز ستارہ ہے۔ اس مثال سے اگرچہ واضح ہوتا ہے کہ مولانا ستاروں کے اثرات کے قائل ہیں لیکن حقیقت اس کے خلاف ہے، اسلام میں اس قسم کی لغویات نہیں پائی جاتیں، اسلام خدا کو فاعل مانتا ہے، اور دوسرے تمام بلا واسطہ اثرات سے اجتناب کرتا ہے، مولانا نے مشہور روایات کی بنا پر یہ مثال پیش کی ہے اور یہ ضروری نہیں ہے کہ مثال واقعی اور صحیح بھی ہو، اس لئے اس مثال کو عام خیال کی بنا پر پیش کیا گیا ہے

شرح دیوان حافظؒ

(از معاون ایڈیٹر)

یارب بگیرش ارچہ دل چوں کبوترم   افگند و کشت و حرمت صید حرم نداشت

ترجمہ :- اے اللہ اس کو نہ پکڑ اگرچہ اس نے میرے کبوتر جیسے دل کو شکار کیا اور ذبح کر ڈالا اور حرم کے شکار کی حرمت کی پروا نہ کی۔

تشریح :- سالک شکوہ بھی کرتا ہے اور معذرت بھی یعنی محبوب کی شکایت کرتا ہے کہ اس نے میرے دل کو جس میں اے اللہ تیری محبت بھری ہوئی تھی، کبوتر کی طرح شکار کیا اور مار ڈالا اور اس کی پروا نہ کی کہ جو دل میں تیری محبت ہوتی ہے وہ حرم کی سی عظمت رکھتا ہے۔ یعنی جس طرح خانہ کعبہ کی عظمت کے خیال سے حرم کعبہ میں شکار کرنا حرام ہے اسی طرح تیری محبت کی جگہ بھی حرم کی سی حرمت رکھتی تھی، غرض کہ اس نے میرے دل کی عظمت کو خاک میں ملا دیا اور مجھے مار ڈالا لیکن اے اللہ تو اس سے اس کی باز پرس نہ کرنا اس لئے کہ اس کا یہ فعل اگرچہ بظاہر ناروا ہے لیکن میں اس کے مواخذہ کو پسند نہیں کرتا۔

کہا جا سکتا ہے کہ اس شعر میں محبوب یا شکاری سے مراد پیر و مرشد ہو جس نے مرید میں فنا کے جذبہ کو قوی پایا ہو اور واصل بحق کر دیا ہو۔ یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ قتل سے مراد محبت الٰہی کے جذبات غالب ہوں جن کو مرشد نے مرید کی قوت و اہلیت سے خارج سمجھا ہو اور ان کو دبا دیا ہو۔

بر من جفا ز بخت من آمد وگرنہ یار   حاشا کہ رسم جور و طریق ستم نداشت

ترجمہ :- مجھ پر جو کچھ سختیاں اور بلائیں آئیں، وہ میری بدنصیبی کے سبب سے آئیں، ورنہ میرا محبوب تو ظلم و ستم کا عادی نہیں ہے۔

تشریح :- میرا محبوب ظلم و ستم کو روا نہیں رکھتا، مجھ پر جس قدر مصائب نازل ہوتے ہیں وہ محبوب کی طرف سے نہیں ہیں، صرف میری بدنصیبی کا نتیجہ ہے۔ محبوب سے مراد یا تو پیر و مرشد ہے یا ذات الٰہی، دونوں حالتوں میں یہ مطلب ہوگا کہ عشق الٰہی میں جن مصائب کا سامنا مجھ کو کرنا پڑا ہے وہ نہ تو خدا کی طرف سے ہیں اور نہ پیر و مرشد کی جانب سے بلکہ نوشتہ تقدیر ہیں، محبت الٰہی اس کا سبب نہیں ہے۔

افعال خیر و شر کا خالق اگرچہ خدا ہی ہے لیکن سالک ادب و احترام کے پیش نظر مصائب و آفات کے نزول کو خدا کی طرف اور اس کی محبت کی جانب منسوب نہیں کرتا بلکہ اپنی بدبختی بتاتا ہے، اور اصولاً یہ درست بھی ہے اس لئے کہ کسی ناگوار و تلخ چیز کی نسبت محبوب کی جانب کسی طرح مناسب نہیں ہے۔

دل ایں ہمہ جفا کہ بجاری کشید و زو   ہر جا کہ رفت ہیچکش محترم نداشت

ترجمہ :- دل نے [illegible] کے ہر قسم کے ظلم و ستم سہے اور ذلت برداشت کی لیکن پھر بھی وہ جہاں کہیں گیا اس کی عزت نہیں ہوئی۔

تشریح :- قاعدہ تو یہ ہے کہ مظلوموں سے ہمدردی کی جاتی ہے اور ستم رسیدہ سے ہر شخص کو دلی لگاؤ ہوتا ہے، اور اس کی عزت کی جاتی ہے لیکن طریق سلوک میں ایسا نہیں ہوتا، میرے دل نے پیر و مرشد کی ہدایات اور تعلیمات میں ہر قسم کی سختیاں برداشت کیں۔ منازل طریقت کو طے کرنے میں ہر قسم کی ذلتیں سہیں لیکن پھر بھی میری قدر نہ ہوئی۔ نہ تو سالکوں میں غالباً اس وجہ سے کہ منازل سلوک میں خامی تھی اور نہ عوام میں، اس لئے کہ عوام بصیرت نہیں رکھتے اور ذاکرین و شاغلین کی ظاہری حالت قدر و عزت کی مستحق نہیں ہوتی۔

ساقی بیار بادہ و با مدعی بگو   انکار ما مکن کہ چنیں جام جم نداشت

ترجمہ :- ساقی شراب لا۔ اور مدعی سے کہہ دے کہ ہماری شراب خوری پر اعتراض نہ کر اس لئے کہ ایسا جام، جم کے پاس بھی نہ تھا۔

تشریح :- ساقی سے مراد پیر و مرشد ہے۔ مرید کہتا ہے کہ اے مرشد طریقت مجھ کو محبت الٰہی کی شراب پلا دے اور معترض سے کہہ دے کہ تو ہمارے فعل یعنی محبت الٰہی کی شراب پینے پر اعتراض نہ کر اس لئے کہ محبت الٰہی کی شراب کا پیالہ جم جیسے بادشاہ کو بھی نصیب نہ ہوا تھا۔

جم ایک بادشاہ تھا، جس کے پاس ایک ایسا پیالہ تھا جو واقعات سے آگاہ کرتا رہتا تھا، یعنی اس میں گردوپیش کے واقعات نظر آیا کرتے تھے۔ سالک کہتا ہے کہ محبت الٰہی کا پیالہ ایک ایسا پیالہ ہے جس کے مقابلہ میں جم کا پیالہ کوئی حقیقت نہیں رکھتا، اور اس میں تمام عالموں کی حقیقت نظر آتی ہے، جم کے پیالہ کی اس کے مقابلہ میں ذرہ کے برابر بھی وقعت نہیں۔

ہر راہرو کہ رہ بحریم درش نبرد   مسکیں برید وادی و رہ در حرم نداشت

ترجمہ :- جو راستہ چلنے والا اس کے راستے سے نہ گذرا، وہ قابل رحم ہے کہ اس نے جنگلوں کی راہ طے کی اور حرم میں داخل نہ ہوا۔

تشریح :- جو سالک کہ خدا کی درگاہ تک نہ پہنچا، اس نے اپنی راہ کھوئی یا عمر ضائع کی، حریم سے مراد وہ جگہ یا مقام ہے جہاں سالک سلوک کی منازل طے کرکے واصل بحق ہوتا ہے۔ اگر یہ جگہ یا مقام سالک کو حاصل نہ ہوا تو اس کی تمام محنت رائیگاں گئی اور منازل عشق و محبت طے کرنے کا کوئی فائدہ نہ ہوا۔ یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ جس شخص نے حق حقیقی کے حصول کے لئے عشق مجازی اختیار کیا اور عشق کی منازل طے کرنے کے بعد اس کو عشق حقیقی کے درجہ تک پہنچنا نصیب نہ ہوا تو اس کی تمام کوششیں ضائع ہوگئیں

مذہبی معلومات

قوالی کے جواز کا انوکھا استدلال

(از سید عزیز حسن)

قوالی کے جواز پر جناب خواجہ حسن نظامی صاحب نے یہ انوکھا استدلال کیا ہے کہ قرآن شریف میں کوئی صاف و صریح آیت قوالی کی حرمت یا عدم جواز کی موجود نہیں ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ جس چیز کا ذکر قرآن مجید میں نہ ہو، اس کی حلت و حرمت کا حکم غلط ہے۔ اس سے خواجہ صاحب نے اپنی تجدد پسندی کا ثبوت دیتے ہوئے جاہلوں کو خوش کرنے کے لئے اعلان کیا ہے کہ اگر کوئی قرآن کی آیت قوالی کے خلاف پیش کی جائے تو وہ ایک لاکھ روپے انعام دیں گے۔

دنیا میں اس وقت بہت سی ایسی چیزیں ہیں جن کا ذکر واضح الفاظ میں قرآن مجید میں نہیں ہے، اور آئندہ بھی ایسی بہت سی چیزیں وجود میں آئیں گی جن کا ذکر قرآن مجید میں نہ ہوگا۔

کیا اس کا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ جس چیز کی حلت و حرمت قرآن مجید سے ثابت نہ ہو اس کی نسبت یہ حکم نہیں لگایا جا سکتا کہ وہ حلال ہے یا حرام اور ان چیزوں کا استعمال یا افعال پر اختیار مشتبہ حالت میں ہو خواہ کریں یا نہ کریں، یہ ایک ایسی کمی یا کمزوری ہے جو دین الٰہی یا صراط مستقیم کو دا غدار بنا دیتی ہے۔

جن پڑھے لکھے لوگوں کا اعتقاد یا خیال یہ ہو ان پر جتنا افسوس کیا جائے کم ہے، ان کی نادانی اور جہالت کا جتنا ماتم کیا جائے تھوڑا ہے، واقعہ یہ ہے کہ باوجود ادعائے علمیت و بزرگی وہ دین الٰہی کے اصول سے قطعاً ناواقف ہیں۔ یا واقف ہیں تو عوام کو مشتبہ حالت میں رکھ کر ذاتی اغراض حاصل کرنا چاہتے ہیں، اور غیر مسلموں کو اسلام سے متنفر کرنا چاہتے ہیں۔

دین اسلام مکمل ہے اور دنیا کی کوئی چیز اور کوئی بات ایسی نہیں ہے جس کے متعلق اسلام نے ہدایت نہ کی ہو، لیکن عقل و خرد کی کمی ہے یا اغراض ذاتی کے تاریک پردے آنکھوں پر پڑے ہوئے ہیں کہ ان ہدایات سے متمتع نہیں ہوتے اور گمراہی میں پڑے رہتے ہیں۔

قرآن مجید میں تمام اصولی احکام بیان کر دیے گئے ہیں بعض اہم فروعات کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔ اور پھر مزید وضاحت دقتی اور خاص احکام کے لئے یہ اصول مقرر کر دیا گیا ہے کہ

۱۔ من یطع الرسول فقد اطاع اللہ، ومن تولی فما ارسلناک علیہم حفیظا۔
جس نے رسول کا حکم مانا اس نے اللہ کا حکم مانا، اور جس نے اس سے روگردانی کی، اس کی باز پرس تجھ سے نہ ہوگی۔

اس آیت کا کھلا ہوا مطلب یہ ہے کہ احکام رسالت کا اتباع بھی خدا ہی کا اتباع ہے یعنی رسولؐ جو حکم دیں اور جس بات سے منع فرمائیں وہ گویا خدا کا ہی حکم ہے، اور خدا ہی کی ممانعت ہے۔

۲۔ قل اطیعوا اللہ والرسول فان تولوا فان اللہ لا یحب الکفرین۔
اے محمدؐ! تم لوگوں سے کہہ دو کہ "اللہ اور رسول کی اطاعت کرو۔ پھر اگر یہ نہ مانیں تو سمجھ لیں کہ اللہ منکروں کو دوست نہیں رکھتا۔

اس آیت سے یہ معلوم ہوا کہ خدا اور رسول کی اطاعت مسلمان کا فرض ہے۔ اور نافرمانی کفر ہے۔ اس لئے مسلمان کو چاہئے کہ وہ خدا اور رسول کے احکام کی پوری پوری اطاعت کرے اور نافرمانی کر کے کافروں میں شامل نہ ہو۔

۳۔ یا ایہا الذین آمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول
ایمان والو! اللہ کا حکم مانو، اور رسول کا حکم مانو۔

اس آیت میں بصیغہ امر (وجوب) اطاعت رسول اور اطاعت احکام رسول کا حکم دیا گیا ہے، اور یہ حکم مومنوں پر واجب ہے یعنی احکام رسولؐ کی اطاعت ہر مومن کا فرض ہے۔

۴۔ واطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واحذروا فان تولیتم فاعلموا انما علیٰ رسولنا البلٰغ المبین
اللہ اور رسول کی اطاعت کرو اور ڈرو۔ اگر تم نہ مانو گے تو جان لو کہ تمہارے رسول کے ذمہ تو صرف صاف طور پر احکام کا پہنچا دینا ہے۔

۵۔ واطیعوا اللہ ورسولہٗ ان کنتم مومنین
اگر تم مومن ہو تو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔

اس آیت میں ایمان کی شرط اطاعت خدا و رسول بتائی گئی ہے جس کا واضح مطلب یہ ہے کہ جو شخص خدا اور رسول کے احکام کی اطاعت نہ کرے گا وہ مومن نہ ہوگا، یعنی اس کو مسلمان نہ کہا جائے گا۔

۶۔ قل اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول فان تولوا فانما علیہ ما حمل وعلیکم ما حملتم وان تطیعوہ تہتدوا وما علی الرسول
اے محمدؐ! تم لوگوں سے کہہ دو کہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے رہو۔ پھر اگر روگردانی کرو گے تو جو بار رسول کا ہے رسول پر ہے گا اور جو تمہارا ہے تم پر

الا البلاغ المبین
رہے گا، اگر رسول کی اطاعت کروگے تو راہ پاؤگے، رسول کو صرف صاف صاف تبلیغ احکام کرنا ہے

اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ رسول کی اطاعت گویا خدا کی اطاعت ہے۔ اگر اے مسلمانو تم رسول کی اطاعت نہ کروگے تو اس کا بار تم پر رہے گا اور اطاعت کروگے تو ہدایت یاب ہوگے، اور رسول کا کام تو صرف احکام کا پہنچا دینا ہے۔

۷۔ یا ایھا الذین امنوا اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول ولا تبطلوا اعمالکم
مومنو! اللہ اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال باطل نہ کرو۔

یعنی جو لوگ اللہ اور رسول کی اطاعت نہ کریں گے، وہ گویا اپنے اعمال کو ضائع کر دیں گے۔

قرآن مجید میں جگہ جگہ اطاعت رسول کا حکم ہے، کیوں؟ اس لئے کہ نبوت آپ کی ذات پر ختم ہو رہی تھی، آپ ساری دنیا کے قیامت تک کے لئے پیغمبر تھے، آپ نے نبوت کے زمانہ میں دنیاکی فلاح و بہبود کے لئے جو احکام مناسب سمجھے جاری کئے، اور ایسے مکمل قانون اسلام کی بنیا درکھی جو ہر زمانہ میں ہر قوم کے لئے ایک مکمل دستور العمل زندگی کی صورت رکھتا تھا۔

مختصر یہ کہ آخری نبی حضور صلعم نے وحی متلو اور غیر متلو کے ذریعہ جو احکام جاری کئے وہ مسلمانوں کے لئے واجب العمل دستور زندگی ہے۔

حضور صلعم نے اپنی امت کے لئے جو احکام جاری کئے ہیں ان میں ایک حکم یہی ہے

اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم
میرے اصحاب ستاروں کی مانند ہیں، تم ان میں سے جس کی اقتدا کروگے ہدایت پاؤگے یا ہدایت پر رہوگے۔

ایک اور موقع پر حضور صلعم نے فرمایا ہے

علیکم بسنتی و سنۃ خلفاء الراشدین المھدیین
تم میرے طریقہ کو اور ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کے طریقہ کو مضبوط پکڑلو۔

ایک روایت میں ہے کہ صحابہ نے حضور صلعم سے دریافت کیا کہ جو تہتر فرقے پیدا ہوں گے ان میں نجات یافتہ کون سا فرقہ ہوگا آپ نے فرمایا

ھم ما انا علیہ واصحابی
وہ لوگ جو اس طریقہ کے عامل ہوں گے جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں۔

ان ارشادات سے واضح ہوا کہ نبوت کے اتباع کا سلسلہ آئندہ جاری رہے گا اور نبی کے بعد ان کے صحابی قابل اتباع ہوں گے۔

حضور صلعم کے مشہور صحابی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں

من کان مستنا فلیستن بمن قد مات فان الحی لاتؤمن علیہ الفتنۃ اولئک اصحاب محمد ﷺ کانوا افضل ھذہ الامۃ، ابرھا قلوبا واعمقھا علما واقلھا تکلفا، اختارھم اللہ بصحبۃ نبیہ ولاقامۃ دینہ فاعرفوا لھم فضلھم واتبعوا ھم علی اثرھم وتمسکوا بما استطعتم من اخلاقھم وسیرتھم فانھم علی الھدی المستقیم

جو شخص کسی کے طریقہ کی پیروی کرنا چاہے وہ ان لوگوں کا طریقہ اختیار کرے جو دنیا سے گذر گئے ہیں، اس لئے کہ زندہ آدمی فتنہ سے مامون و محفوظ نہیں ہے اور وہ لوگ حضور صلعم کے اصحاب ہیں جو اس امت کے بہترین آدمی تھے۔ بہترین امت باعتبار دل کے، کامل علم میں۔ کم اور بہت کم تکلفات رکھنے والے۔ پسند اور اختیار کیا تھا ان کو خدا نے اپنی نبی کی صحبت کے لئے۔ اور اپنے دین کو قائم و مضبوط رکھنے کے لئے۔ پس تم لوگ ان (اصحاب) کی بندگی اور قدر کو پہچانو، ان کے نقوش قدم کی پیروی کرو، اور جب تک ممکن ہو اور جس قدر ممکن ہو ان کے اخلاق و عادات کو اختیار کرو کیونکہ وہ راہ راست پر تھے۔

محدثین کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے یہ الفاظ تابعین[1] کی جماعت کو خطاب کرکے فرماتے تھے۔ مطلب یہ تھا کہ اے جماعت تابعین تم صحابہ کی اقتدا کرو کہ ان کو خدا نے حضور صلعم کی صحبت کے لئے پسند کیا تھا اور وہ علم و عمل میں کمال کا درجہ رکھتے تھے۔

اور خدا نے صحابہ کے متعلق یوں فرمایا ہے

اولئک الذین امتحن اللہ قلوبھم للتقوی
یہ وہ لوگ ہیں کہ خدا نے ان کے قلوب کا امتحان کیا تقوے کے بارے میں۔

---

[1] تابعین وہ لوگ جنہوں نے بلوغ اور اسلام کی حالت میں صحابہ کو دیکھا اور ان کی تعلیم و ہدایت سے فیض پایا ہو، اور تبع تابعین وہ لوگ ہیں جنہوں نے تابعین کی صحبت سے فیض اٹھایا ہو۔ انہیں تین زمانوں کے واسطے حضور نے یہ فرمایا ہے کہ خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم یعنی بہترین زمانہ میرا ہے، پھر ان لوگوں کا زمانہ جو میرے زمانے سے ملحق ہیں، پھر ان کا زمانہ جو [illegible] یعنی عہد صحابہ، پھر عہد تابعین پھر عہد [illegible]

اوپر کے مختصر بیان سے یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ خدا کے احکام، رسول کے اوامر و نواہی (دین کے متعلق) اور صحابہ، تابعین تبع تابعین سب کی ہدایات دینی امور میں واجب الاتباع ہیں کیونکہ یہی لوگ دین الہٰی کے شارح اور نمونہ تھے اس لئے دینی امور کی جزئیات کے متعلق ان کے احکام کا اتباع ہر حال میں ضروری ہے۔

ان کے بعد ائمہ حدیث اور فقہا کا درجہ ہے کہ وہ بھی رسول کی نیابت کا درجہ رکھتے ہیں۔ خصوصاً اہل حدیث جماعت کے نزدیک حدیث و ائمہ حدیث اور اہل فقہ کے نزدیک ائمہ اربعہ کہ ان کی اقتدا ہر حال میں ضروری ہے۔

اس تمہید کے بعد ہم جناب خواجہ صاحب سے یہ دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ دینی احکام و مسائل میں ایک دو نہیں، دس پانچ نہیں، سینکڑوں چیزیں ایسی ہیں جن کا صاف و صریح حکم قرآن مجید میں نہیں ہے، کیا ان احکام و مسائل کو دین سے خارج سمجھا جائے گا، یا دین سمجھ کر ان پر عمل کیا جائے گا۔

سماع اور قوالی کا مسئلہ بھی ایسا ہی ہے، جس کی حلت و حرمت یا جواز و عدم جواز کی کوئی صاف و صریح آیت قرآن مجید میں نہیں ہے لیکن حضور، صحابہ، تابعین، تبع تابعین اور مجتہدین نے بالاتفاق نغمہ کو ممنوع اور خلاف شریعت قرار دیا ہے۔ اگر آپ مسلمان ہیں، قرآن و حدیث کو مانتے ہیں، صحابہ کرام کے ارشادات کو قابل عمل سمجھتے ہیں تابعین، تبع تابعین اور مجتہدین کے استخراج مسائل کو حق خیال کرتے ہیں، تو آپ کو ماننا پڑے گا کہ خلاف شریعت صورت سماع کا عدم جواز اسی طرح برحق ہے، جیسا کہ قرآن کے احکام برحق ہیں۔

چند مثالیں ملاحظہ ہوں:-

۱۔ نماز کی موجودہ ہیئت، افعال، ارکان، قرات اور تسبیحات و ادعیہ قرآن مجید سے ثابت نہیں۔ لیکن آپ اور تمام مسلمان ان کو حق خیال کرتے ہیں، اس لئے کہ حضور صلعم نے ان کا حکم دیا ہے ساری عمر اس پر آپ کا عمل رہا ہے۔ صحابہ کرام، تابعین اور تبع تابعین محدثین اور مجتہدین اس پر عامل رہے ہیں۔

۲۔ زکوٰۃ کے اصولی و فروعی مسائل صرف حدیث اور فقہ ہی سے ثابت ہوتے ہیں۔ قرآن مجید میں ان کا صاف و صریح الفاظ میں ذکر نہیں ہے۔

۳۔ غرض تقسیم وراثت کی بہت سی جزئیات قرآن مجید میں نہیں [illegible] حضور کے ارشادات اور صحابہ کرام وغیرہ کے اجتہادات سے ان کو وضع کیا گیا ہے۔

۴۔ نکاح کا طریقہ، عروسی، اور ازواج کی معاشرت کے بہت سے مسائل قرآن مجید میں نہیں ہیں۔

اس لئے ہم کو جناب خواجہ حسن نظامی صاحب پر بے اختیار ہنسی آتی ہے کہ وہ مذہب کے اصول سے بھی واقف نہیں ہیں، اور مسلمانوں کی روحانی اور مذہبی رہنمائی کے مدعی ہیں۔ قرآن شریف سے قوالی کی حرمت یا عدم جواز کا استفسار بالکل ایسا ہی ہے جیسا کہ کوئی جاہل یوں کہے کہ

۱۔ عورت یا نوعمر لڑکے سے لواطت یا جلق کا عدم جواز قرآن مجید سے ثابت نہیں، اس لئے کیا ہر دو سے لواطت یا جلق ثابت ہو جائے گا۔؟

۲۔ ریل اور ہوائی جہاز میں سفر کرنا قرآن مجید سے ثابت نہیں اس لئے کیا گدھے اور اونٹ ہی کی سواری کو موجودہ وقت میں جائز سمجھا جائے گا۔؟

۳۔ مریضوں کو زمانہ حال کے طریق علاج میں انجکشن دینا قرآن سے ثابت نہیں۔

۴۔ ٹھیکہ داری، غیر مسلم حکومت کی ملازمت، حکام سے میل جول، حکام کو پارٹیاں دینا، اور دشمنان اسلام کو بھی دین یا دنیوی طریقہ سے فائدہ پہنچانے کا جواز یا عدم جواز قرآن سے ثابت نہیں۔ اس لئے کیا خواجہ صاحب نے ان امور کے متعلق قرآن کی تلاش کی زحمت گوارا فرمائی۔؟

یہ چند معمولی باتیں ہیں، ایسی ہی اور ہزاروں باتیں نکل سکتی ہیں جن کے متعلق قرآن مجید میں صاف و صریح کوئی حکم نہیں ہے البتہ خدا کے آخری نبی اور آپ کے صحابہ نے ایسے مسائل کو مدون کیا اور مسلمانوں کی ضروریات پوری کر کے ان کی رہنمائی کی ہے جس سے کوئی ایک سچا مسلمان انحراف نہیں کر سکتا۔

اب ہم اس اصولی بحث کے بعد اصل موضوع (قوالی) پر ذرا تفصیل سے بحث کرتے ہیں۔ امید ہے کہ آپ غور سے پڑھیں گے۔

قوالی کا مفہوم

عام طور پر قوالی اس کلام کو کہا جاتا ہے جس کو خوش الحانی، اصول موسیقی اور زیر و بم سے ساز کے ساتھ یا بغیر ساز کے ادا کیا جائے اور سننے والے پر اس کا اثر اس کے اقتضائے طبع کے موافق ہو یعنی جو لوگ محض خوش الحانی کے شائق اور ذوق سماع چاہتے ہیں وہ اس سے اپنے دل و دماغ کو شگفتہ کریں اور تکدر کے عارض کو دور کر کے غم غلط کریں، اور جو لوگ غیر اللہ سے محبت رکھتے ہوں وہ اپنے عشق کے کیف و سرور سے لذت یاب ہوں، اور جو اشخاص روحانی مسرت کو بڑھانا اور عشق الہٰی کی کیفیتوں سے متمتع ہونا چاہتے ہیں، وہ اس انسانی کلام سے محبت الہٰی کا کیف و وجد حاصل کریں۔

مذکورہ بالا تمام صورتوں میں قوالی جذبات کو ہیجان میں لاتی ہے اور جذبات خواہ روحانی، خیالی ہوں یا شہوانی یقیناً قوالی سے ان میں افتاد طبع یا طبیعت کی نوعیت و شوق کے مطابق ہیجان پیدا ہوتا ہے یہ ہیجان بہت کم تصوف کے اس منشار کو پورا کرتا ہے جو عشق الہٰی میں خاص وجد و کیف سے حاصل ہوتا ہے، اور بہت زیادہ ذوق

سماع۔ کافی عشق انسانی اور خیالی محبت کے کیف و سرور میں ضم ہو جاتا ہے
عام طور پر ہندوستان میں قوال یعنی یہ لوگ جو اصول موسیقی سے کم و بیش ضرور واقف ہوتے ہیں اور عموماً آلات موسیقی سے کام لیتے ہیں، قوالی گاتے ہیں، منظوم و عشقیہ کلام ان کا زیر مشق ہوتا ہے، اور وہ آلات موسیقی کی مدد سے آواز اور کلام کی دلکشی کو بڑھاتے اور زیر و بم بالخاص الفاظ کی تکرار سے روحانی، خیالی اور شہوانی جذبات کو ابھارتے ہیں، اور اس طرح مجلس کو گرم کر دیتے ہیں۔

ممکن ہے قوالی سے کسی گروہ کا مقصد بھی پہنچتا ہو، جس کا دعویٰ کیا جاتا ہے، ورنہ عام طور پر وہ مجالس جن میں ہر قسم کے لوگ شریک ہوتے یا وہ محافل جو مخصوص ہوتی ہیں، ذوق سماع اور حظ نفس کی حد تک محدود رہتی ہیں، ان شواہد اور مناظر کے بعد ایک ایسی چیز کے جواز کو قرآن مجید میں تلاش کرنا جس کے خارج لہو و لعب سے زیادہ کچھ نظر آتا نہیں، سادہ لوحی نہیں تو کیا ہے اور پھر اپنا ذوق سماع اور لطف نظر پورا کرنے کے لئے جاہل مسلمانوں کو بے وقوف بنانا نہیں تو اور کیا ہے۔

مختصر یہ کہ قوالی مروجہ جن صورتوں میں سنی جاتی ہے، جن حالات میں ہوتی ہے، جس فضا میں اس سے لطف اٹھایا جاتا ہے وہ نہ تو اس دعوے کے موافق ہے جو قوالی کی منفعت اور افادی حیثیت کے متعلق کیا جاتا ہے، اور نہ جواز کی کوئی صورت رکھتی ہے۔

اس موقع پر جملہ معترضہ کی حیثیت سے یہ اور بتا دینا چاہیے کہ قرآن مجید میں جن لغو، ضرر رساں اور غیر منفعت بخش مشاغل کو لہو الحدیث سے تعبیر کیا گیا ہے، قوالی موجودہ ساز و سامان اور ماحول کے اعتبار سے بھی لہو الحدیث میں یقیناً داخل ہے۔ لیکن وہ شخص جو لہو الحدیث کا ترجمہ باوجود ادعائے عربی دانی (بیکار باتیں) کرتا ہے، یقیناً یہ چاہتا ہے کہ لہو الحدیث کی اہمیت کو گھٹانے کے لئے اس کا ترجمہ بیکار باتیں کر کے لوگوں کو گمراہ کرے۔

لغت میں لہو کے معنے عورت یا بچے سے کھیلنا، تفریح کرنا، دل بہلانا اور غم غلط کرنا ہیں۔ اور رجل لہو اس شخص کو کہا جاتا ہے جو کھلاڑی یا انتہا درجہ کا غافل اور اہم امور سے پہلو بچانے والا ہو۔ لغوی معنی کے اعتبار سے لہو الحدیث کا ترجمہ غفلت میں ڈالنے والی بات یا کلام صرف تفریح کی چیز اور غم غلط کرنے کا شغل ہے، اور یہ تمام چیزیں روحانی وجد و کیف سے بہت جدا اور دور ہیں۔

(باقی آئندہ)

ابنی اور اپنے بچوں کی تندرستی کا بیمہ کرائیے



پھوڑے پھنسی گرمی دانے

قطعی غائب

QUICK SARSAPARILLA

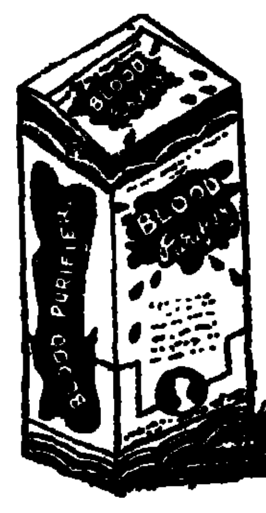
خون صاف ہو کر جسم کندن بن جاتا ہے، اعصاب
میں قوت اور دل میں جوانی کی امنگ پیدا ہو جاتی ہے

خوش ذائقہ کوئیک سارسپریلہ

QUICKEST WAY TO GET YOUR BLOOD *Purified*

عرف کندن بدن۔ صفائی خون کے لئے یہ سارسپریلہ
ہندوستان کے سارسپریلوں میں سب سے اچھا ہے جس کو بچے اور بوڑھے
یکساں طور پر خوشی سے استعمال کر سکتے ہیں، پھوڑا، پھنسی، گرمی دانے اور
تمام جلدی امراض کا خاتمہ ہو کر جسم کندن بن جاتا ہے۔ ہزارہا ڈاکٹر اپنے مریضوں
کو استعمال کراتے ہیں۔ بمبئی اسمبلی کے ممبران نے بھی اس کے زود اثر اور
اکسیر صفت ہونے کے سرٹیفکٹ دیتے ہیں، یہ سارسپریلہ ٹانک بھی ہے جسم
میں قوت اور چستی پیدا کرتا ہے۔ قیمت دو روپے علاوہ محصول ڈاک۔
(تین شیشیاں منگانے والے کو محصول معاف)

اپنے شہر کے کیمسٹ سے خریدیے، اگر نہ ملے تو براہ راست ہم سے منگائیے



ہندوستان اور برٹش ایسٹ افریقہ کے لئے واحد تقسیم کنندگان

روکی فریک اینڈ کمپنی پوسٹ بکس نمبر ۵۴ دہلی

SOLE DISTRIBUTORS
ROCKE FRAK & CO. P BOX 54 DELHI

ہر شہر اور قصبہ میں دیانت دار ایجنٹوں کی ضرورت ہے

ظاہر ہو گیا کہ مبالغہ کے لئے ہے یعنی ویسے تو حجاب کیوں ضروری ہوگا، ایسی حاجت شدیدہ کے وقت بھی حجاب ضروری ہے، اور یہ آیت حجاب کی آیت وقرن فی بیوتکن سے مقدم ہے کیونکہ اس کا نزول حضرت زینب کی اول شادی پر ہوا ہے، اور آیت تخییر کا وقت جس سے آیت وقرن الخ متعلق ہے حضرت زینب کے نکاح کے بہت بعد ہوا ہے چنانچہ تخییرات زیادہ تر تھیں جس سے پہلے طلب نفقات ہو چکا تھا جس کا شادی کے زمانہ کے بہت بعد اتفاق ہوا کرتا ہے، پس اس آیت سے حجاب فرض ہوا وقرن نے اس کی تاکید ہوئی اور مسائل حجاب وقرار فی البیوت کو آیت وقرن کی تفسیر میں مذکور ہو چکے ہیں اور ازواج مطہرات سے نکاح کا حرام ہونا مجملاً تو منصوص اور اجماعی ہے البتہ بعض تفاصیل میں اختلاف ہے امام احمدؒ نے رافعیؒ نے تحریم کو مدخول بہا کے ساتھ خاص کیا ہے اور رازیؒ وغزالیؒ نے اس زوجہ کو حلال کہا ہے جو تخییر کے بعد دنیا کو اختیار کرے اور بعض علماء نے مطلقات میں سے صرف اس کو حرام کیا ہے جو وقت وفات تک آپ کے نکاح میں ہو اور آیت لاجناح علیہن میں جو مستثنیات ہیں ان میں انحصار مقصود نہیں بلکہ جمیع محارم نسبیہ ورضاعیہ اور جو آیت نور میں مذکور ہیں سب مراد ہیں اور اس آیت کے بعض اجزاء کی تفسیر آیت نور میں گذر چکی ہے ملاحظہ فرما لیا جاوے ربط اوپر سرکار نبوی صلے اللہ علیہ وسلم کی جلالت شان کا بحرم ازواج مطہرات سے اظہار فرمایا تھا، اس سے قبل بھی کئی آیتوں میں مختلف پیرایوں سے اس کا بیان کیا گیا تھا آگے صلوۃ وسلام کے اظہار اور انشاء سے اس پر دلالت پاتے ہیں

إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ۭ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝

بیشک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں ان پیغمبر پر۔ اے ایمان والو تم بھی آپ پر رحمت بھیجا کرو اور خوب سلام بھیجا کرو۔

تفسیر:- بیشک اللہ تعالےٰ اور اس کے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں ان پیغمبر (صلے اللہ علیہ وسلم) پر اے ایمان والو تم بھی آپ پر رحمت بھیجا کرو اور خوب سلام بھیجا کرو (تاکہ آپ کا حق عظمت جو تمہارے ذمہ ہے ادا ہو) ف اللہ تعالیٰ کا رحمت بھیجنا تو رحمت فرمانا ہے اور مراد اس سے رحمت مشترکہ نہیں ہے کہ اس سے اختصاص مقصود ثابت نہیں ہوتا بلکہ رحمت خاصہ ہے جو آپ کی شان عالی کے مناسب ہے اور فرشتوں کا رحمت بھیجنا اور اسی طرح جس رحمت بھیجنے کا ہم کو حکم ہے اس سے مراد اس رحمت خاصہ کی دعا کرنا ہے اور اسی کو ہمارے محاورے میں درود بھیجتے ہیں اور اس دعا کرنے سے حضور کے مراتب عالیہ میں بھی ترقی ہو سکتی ہے کیونکہ ترقی کی کوئی حد نہیں چنانچہ خود حضور پرنور صلے اللہ علیہ وسلم نے دعا بعد الاذان میں دعائے وسیلہ کی عام امتیوں کو تعلیم فرمائی ہے، اور حضرت عمرؓ کو حکم فرمایا تھا اشرکنا فی الدعاء اور خود دعا کرنے والے کو بھی اس وجہ سے کہ امتثال امر الٰہی کیا اور آپ کا حق تعظیم ادا کیا نفع ہوتا ہے، چنانچہ حدیث میں ہے کہ ایک بار درود بھیجنے سے اس شخص پر اللہ تعالےٰ کی دس رحمتیں نازل ہوتی ہیں اور آپ پر سلام بھیجنے کے معنے مجموعہ دو امر کا ہے ایک دعا ہے سلامت عن الآفات کی دوسرے ثنا ہے جو اس دعا کے لئے لازم ہے کیونکہ عرفاً یہ صیغہ مخصوص مستحق ثنا ہی کے لئے ہے پس حالت حیات میں تو دونوں کا تحقق ہو سکتا ہے اور بعد وفات مجرد معنے ثنائی رہ جاتے ہیں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مقصود اس تسلیم سے دعا ہے سلام من اللہ کی اور اس سلام سے مقصود بشارت سلامتی ہو پس حاصل یہ ہوگا کہ اللّٰھم بشر النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالسلامۃ الابدیۃ الموعودۃ لہ اور یہ معنے بعد وفات بھی بلا تکلف صحیح ہو سکتے ہیں اور یہ صلوۃ وسلام دو طرح کے صیغوں سے ادا ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ مکلف اپنی طرف اس کی اسناد کرے مثلاً یوں کہے کہ صلی وسلم دوسرے یہ کہ نسبت واسطے اللہ تعالیٰ کی طرف اسناد کرے جیسے اللّٰھم صل یا اللّٰھم سلم یا صلے اللہ علیہ وسلم اور تشہد میں جو وارد ہے السلام علیک اس میں دونوں احتمال ہیں سلامی جیسے اس شعر میں ع بلغ اللہ صلاتی وسلامی ابدا الخ۔ یا سلام اللہ بقرینہ رحمۃ اللہ وبرکاتہ کے اور صیغہ ... صیغوں کو دیکھنے سے دوسرے صیغہ کی افضلیت وارجحیت ثابت ہوتی ہے اور صلاتی وسلامی بھی بعد تاویل اسی طرف راجع ہو سکتا ہے کہ اضافت ادنیٰ ملابست جواد معنی یہ ہوں صلوۃ اللہ مع وسلامہ الخ یعنی ... مطلب ہے اور علمائے محققین نے فرمایا ہے کہ صیغہ امر کا نص قطعی الثبوت وقطعی الدلالت میں فرضیت کے لئے ہے اور مقتضی تکرار کو نہیں پس اس سے عمر بھر میں ایک بار تو فرض ہے جیسا کلمہ توحید کا تلفظ ایک بار فرض ہے اور جس مجلس میں آپ کا ذکر مبارک ہو وہاں نظراً الی الوعید الوارد کالامتثال والی الدلائل النافیۃ للوجوب ایک بار واجب ہے اور اس سے زیادہ نظراً الی الفضائل مستحب ہے اور یہ سب خارج نماز کی تفصیل ہے اور نماز میں مختلف فیہ ہے امام صاحب کے نزدیک سنت ہے یہ سب تفصیل صیغہ صلوۃ میں ہے اور لفظ سلام میں ظاہراً صیغہ امر کو دیکھ کر بعض نے ... ایک بار ... فرض کہا ہے لیکن نظراً الی المعنیٰ صلوۃ اور سلام سے چونکہ مقصود واحد ہے اس لئے صلوۃ کے ساتھ ... سے بالاستقلال اس کی فرضیت کا ثبوت محل کلام میں ہے اور اس ... مقصود کے اعتبار سے ... ہو جاوے گا پس مقصود کہا ہے ان اللہ وملئکتہ یصلون ...

صلوا علیہ وسلموا اس پر منطبق ہونے میں منطبق ہو جاوے۔ ربط اوپر آیات متفرقہ میں انواع مختلفہ ایذاء نبوی کی ممانعت مذکور ہوئی تھی جن میں بعض جو بلا قصد تھیں ان میں تو صرف فہمائش اور نصیحت کر دی گئی تھی جیسے طلب نفقات زائدہ لازواج اور دخول فی البیوت قبل الاعلام یا بعد الطعام اور بعض جو بقصد ایذاء کی گئیں جیسے مخالفین کی جانب سے پیش آتی تھیں، ان میں آگے وعید شدید فرماتے ہیں اور تاکید مقصود کے لئے اول آیت میں ایذاء رسول کو مثل ایذاء الٰہی کے قرار دیتے ہیں اور آیت ثانیہ میں مطلقاً اہل ایمان کی ایذا کو بھی معصیت کبیرہ میں شمار فرماتے ہیں جس سے ایذاء رسول کے موجب وعید ہونے کی اور زیادہ تاکید ہوتی ہے کہ جب مطلق مومنین کی ایذا ایسی ہے تو سید المومنین کی کیسی ہوگی، دوسرے مخالفین اس کے بھی قصداً مرتکب ہوتے تھے ان کی وعید بھی مؤکد ہو گئی کہ دونوں امر سبب عذاب ہیں۔

إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ

بے شک جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو ایذا دیتے ہیں اللہ تعالیٰ ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت کرتا ہے اور ان کے لئے

عَذَابًا مُّهِينًا ۝ وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدِ احْتَمَلُوا

ذلیل کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے اور جو لوگ ایمان والے مردوں کو اور ایمان والی عورتوں کو بدون اس کے کہ انہوں نے کچھ کیا ہو ایذا پہنچاتے ہیں

بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُّبِينًا ۝

تو وہ لوگ بہتان اور صریح گناہ کا بار لیتے ہیں

تفسیر: بے شک جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو (قصداً) ایذا دیتے ہیں اللہ تعالیٰ ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت کرتا ہے اور ان کے لئے ذلیل کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے اور (اسی طرح) جو لوگ ایمان والے مردوں کو اور ایمان والی عورتوں کو بدون اس کے کہ انہوں نے کچھ (ایسا کام) کیا ہو (جس سے وہ مستحق سزا ہو جاویں) ایذا پہنچاتے ہیں تو وہ لوگ بہتان اور صریح گناہ کا (اپنے اوپر) بار لیتے ہیں (یعنی اگر وہ ایذا قولی ہے تو بہتان ہے اور اگر فعلی ہے تو مطلق گناہ ہی ہے) ربط اوپر ایذاء رسول و ایذاء عام مومنین پر وعید فرمائی تھی آگے بعض خاص ایذاؤں کے متعلق کلام ہے جیسا بعض خاص ایذائیں اوپر متفرق آیات میں مذکور ہو چکی ہیں، اور یہ ایذا منافقین کی جانب سے دو طور پر واقع ہوتی تھی، ایک یہ کہ ان میں سے بعضے شریر طینت مسلمانوں کی کنیزوں کو رستہ میں چھیڑتے اور بعضی بی بیوں سے بھی کنیزوں کے شبہ میں تعرض کرتے دوسرے یہ کہ ہمیشہ ایسی جھوٹی خبریں اڑاتے کہ فلاں غنیم چڑھ کر آنا چاہتا ہے ان دونوں امر سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور عام مومنین کو کلفت ہوتی، حق تعالیٰ نے پہلے امر کا انتظام حرائر کے لئے اوڑھنا جلباب سے جس کی تحقیق آگے آتی ہے فرمایا اور غیر حرائر کے لئے وعید اغراء سے فرمایا اور امر دوم کا بھی اسی اغراء سے انسداد فرمایا چنانچہ اس وعید سے ان کی وہ شورہ پشتی اور حیا کی بند ہو گئی اس لئے وہ وعید واقع بھی نہیں کی گئی اور ان دونوں امر کے اعتبار سے منافقین تین قسم کے تھے بعض جو رئیس اور نفاق میں اصل تھے وہ اپنی حفظ وجاہت کے لئے ان امور کا ارتکاب خود نہ کرتے تھے بلکہ رائیں دیتے اور تجویزیں کیا کرتے اور عوام بعضے امر اول کے مرتکب ہوتے بعضے امر دوم کے ان آیتوں میں ان سب کا ذکر ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُل لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِن جَلَا

اے پیغمبر اپنی بیبیوں سے اور اپنی صاحبزادیوں سے اور دوسرے مسلمانوں کی بی بیوں سے بھی کہہ دیجئے کہ نیچی کر لیا کریں اپنے اوپر تھوڑی سی

بِيبِهِنَّ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰ أَن يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ۝ لَّئِن لَّمْ يَنتَهِ

چادریں اس سے جلدی پہچان ہو جایا کرے گی تو آزار نہ دی جایا کریں گی اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے یہ منافقین اور وہ لوگ

الْمُنَافِقُونَ وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ وَالْمُرْجِفُونَ فِي الْمَدِينَةِ لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ

جن کے دلوں میں خرابی ہے اور وہ لوگ جو مدینہ میں افواہیں اڑایا کرتے ہیں اگر باز نہ آئے تو ضرور ہم آپ کو ان پر مسلط کر دیں گے

ثُمَّ لَا يُجَاوِرُونَكَ فِيهَا إِلَّا قَلِيلًا ۝ مَّلْعُونِينَ ۖ أَيْنَمَا ثُقِفُوا أُخِذُوا وَقُتِّلُوا

پھر یہ لوگ آپ کے پاس مدینہ میں بہت ہی کم رہنے پاویں گے وہ بھی پھٹکارے ہوئے جہاں ملیں گے پکڑ دھکڑ اور مار دھاڑ کی

تَقْتِيلًا ۝ سُنَّةَ اللَّهِ فِي الَّذِينَ خَلَوْا مِن قَبْلُ ۖ وَلَن تَجِدَ لِسُنَّةِ اللَّهِ تَبْدِيلًا ۝

جاوے گی اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں میں بھی اپنا یہی دستور رکھا ہے جو پہلے ہو گذرے ہیں اور آپ خدا کے دستور میں ردوبدل نہ پاویں گے۔

تفسیر۔ اے پیغمبر اپنی بیبیوں سے اور اپنی صاحبزادیوں سے اور دوسرے مسلمانوں کی بیبیوں سے بھی کہہ دیجئے کہ (سر سے) نیچی کر لیا کریں اپنی تھوڑی سی اپنی چادریں (جس میں سر اور چہرہ ڈھک جاوے) اس سے جلدی پہچان ہو جایا کرے گی تو آزار نہ دی جایا کریں گی (یعنی جس ضرورت سے باہر نکلنا پڑتا ہے سر اور چہرہ بھی چھپا لیا جاوے جیسا سورہ نور کی ختم کے قریب غیر متبرجات بزینۃ میں اس کی تفسیر گذر چکی ہے چونکہ غیر حرائر کے لئے بعض نفس داخل ستر نہیں اور انکشاف وجہ میں ان کو حرائر سے زیادہ رخصت ہے جس کی وجہ بغرض خدمت ان کو زیادہ ضرورت خروج و انکشاف ہے اس بنا پر اس وضع سے حرائر کو غیر حرائر سے امتیاز ہو جاوے گا اور یہ لوگ حرائر کو بوجہ ان کی وجاہت اور غلبۂ ظن ان کی حمایت کے قصداً نہ چھیڑتے تھے پس حرائر کے لئے اس وضع سے پردہ شرعی کے امر کا امتثال بھی ہو جاوے گا اور بہت سہولت کے ساتھ ان شریروں سے حفاظت ہو جاوے گی رہ گئیں غیر حرائر ان کا انتظام آگے آوے گا) اور (اس سر اور چہرہ کے ڈھکنے میں جو بلا قصد کمی یا بے احتیاطی ہو جاوے تو) اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے (اس کو معاف کر دے گا۔ آگے ان تعرض کرنے والوں کو اس شرارت پر اور ایک دوسری شرارت پر جو کہ کرتے ہیں دھمکی ہے) یہ (خاص خاص) منافقین (جو زیادہ ہیں اندر اپنے غلو و شرارت میں) اور (عام منافقین میں سے) وہ لوگ جن کے دلوں میں (شہوت پرستی کی) خرابی ہے (اور اس لئے کنیزوں سے تعرض کرتے ہیں) اور (ان ہی عام منافقین میں) وہ لوگ جو مدینہ میں (جھوٹی جھوٹی پریشان کرنے والی) افواہیں (اڑایا کرتے ہیں یہ لوگ) اگر (اپنی حرکتوں سے) باز نہ آئے تو ضرور (ایک نہ ایک دن) ہم آپ کو ان پر مسلط کریں گے (یعنی ان کے اخراج کا حکم کر دیں گے) پھر (اس حکم کے بعد) یہ لوگ آپ کے پاس مدینہ میں بہت ہی کم رہنے پاویں گے وہ بھی (ہر طرف سے) پھٹکارے ہوئے (یعنی مدینہ سے نکل جانے کا سامان کرنے کے لئے جو کچھ قدر قلیل مدت ملے گی جاوے گی بس اس قدر تو یہ یہاں رہ لیں گے اور اس مدت میں بھی ہر شخص کی نظر میں ذلیل و خوار ہوں گے پھر نکال دیئے جاویں گے اور نکالنے کے بعد بھی کہیں امن نہ ہوگا بلکہ جہاں ملیں گے پکڑ دھکڑ اور مار دھاڑ کی جاوے گی (اس دھمکی میں تعرض غیر حرائر کا انتظام بھی ہو گیا اور ارجاف کا بھی انسداد ہو گیا یعنی مجاہرانہ و مکابرانہ کارروائی سے باز آ گئے گو منافقانہ شرارتیں رہی ہوں اور فساد و شورش پر سزا کا مشروع کرنا کچھ ان ہی کے ساتھ خاص نہیں بلکہ) اللہ تعالیٰ نے ان (مفسد) لوگوں میں بھی اپنا یہی دستور (جاری) رکھا ہے جو (ان سے) پہلے ہو گذرے ہیں (کہ ان کو آسمانی سزائیں دی ہیں یا انبیاء کے ہاتھ سے مشروعیت جہاد و سیاست سزائیں دلوائی ہیں پس اگر پہلے ایسا ہو چکا تو ان کو اس وعید کے استبعاد کا وسوسہ بعید تھا اور اب تو گنجائش ہی نہیں) اور آپ خدا کے دستور میں (کسی شخص کی طرف سے) ردوبدل نہ پاویں گے (کہ خدا تو کوئی بات جاری کرنا چاہے اور کوئی اس کو روک سکے پس سنۃ اللہ الخ میں احتمال خلاف الوقوع کا اور لن تجد میں احتمال ابطال کا دفعیہ فرما دیا کہ جب وہ واقع کرنے لگے تو کوئی ہٹا نہیں سکتا) ربط اوپر آیت ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ الخ میں اللہ و رسول کی مخالفت پر لعنت فی الدنیا والآخرۃ اور عذاب مہین کی وعید فرمائی تھی چونکہ اس میں اثبات ہے قیامت اور آخرت کا اور بعضے فرقے اللہ و رسول کی مخالفت کرنے والوں میں اس کے منکر تھے وہ اس قسم کی وعیدیں سن کر بطور انکار کے قیامت کا وقت دریافت کیا کرتے تھے اس لئے آگے اس کا جواب مع تہدید اور لعنت مذکورہ و عذاب مذکور کی کسی قدر تفصیل اور کیفیت ارشاد فرماتے ہیں۔

يَسْأَلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ ۖ قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِندَ اللَّهِ ۚ وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ

یہ لوگ آپ سے قیامت کے متعلق سوال کرتے ہیں آپ فرما دیجئے کہ اس کی خبر تو بس اللہ ہی کے پاس ہے اور آپ کو اس کی کیا خبر عجب

السَّاعَةَ تَكُونُ قَرِيبًا ۝ إِنَّ اللَّهَ لَعَنَ الْكَافِرِينَ وَأَعَدَّ لَهُمْ سَعِيرًا

نہیں کہ قیامت قریب ہی [illegible] بیشک اللہ تعالیٰ نے کافروں کو رحمت سے دور کر [illegible]

اَبَدًا ۚ لَا یَجِدُوْنَ وَلِیًّا وَّلَا نَصِیْرًا ۝ یَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْهُهُمْ فِی النَّارِ یَقُوْلُوْنَ یٰلَیْتَنَاۤ

جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے نہ کوئی یار پائیں گے اور نہ کوئی مددگار جس روز ان کے چہرے دوزخ میں الٹ پلٹ کئے جاویں گے یوں کہتے ہوں گے اے کاش ہم نے

اَطَعْنَا اللّٰهَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا ۝ وَقَالُوْا رَبَّنَاۤ اِنَّاۤ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا

اللہ کی اطاعت کی ہوتی اور ہم نے رسول کی اطاعت کی ہوتی اور یوں کہیں گے کہ اے ہمارے رب ہم نے اپنے سرداروں کا اور اپنے بڑوں کا کہنا مانا

السَّبِیْلَا ۝ رَبَّنَاۤ اٰتِهِمْ ضِعْفَیْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِیْرًا ۝

تھا سو انہوں نے ہم کو رستہ سے گمراہ کیا تھا اے ہمارے رب ان کو دہری سزا دیجئے اور ان پر بڑی لعنت کیجئے

تفسیر: یہ (منکر) لوگ آپ سے قیامت کے متعلق (منکرانہ) سوال کرتے ہیں (کہ کب ہوگی) آپ (جواب میں) فرما دیجئے کہ اس (کے وقت) کی خبر تو بس اللہ ہی کے پاس ہے اور آپ کو اس کی کیا خبر (کہ کب ہے البتہ اجمالاً ان لوگوں کو جان رکھنا چاہئے کہ) عجب نہیں کہ قیامت قریب ہی واقع ہو جاوے (کیونکہ جب وقت معین نہیں تو احتمال قرب کا بھی تو ہے تو اس احتمال سے ان کو چاہئے تھا کہ ڈرتے اور اس کے لئے تیاری کرتے نہ کہ منکرانہ استعجال اور استہزا کرتے ہیں اب آگے لعنت اور عقوبت دائم نیا کی کیفیت ارشاد ہوتی ہے کہ) بے شک اللہ تعالیٰ نے کافروں کو رحمت سے دور کر رکھا ہے اور (اس لعنت ہی کا اثر یہ ہے کہ) ان کے لئے آتش سوزاں تیار کر رکھی ہے جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے (اور) نہ کوئی یار پائیں گے اور نہ کوئی مددگار (پائیں گے) جس روز ان کے چہرے دوزخ میں الٹ پلٹ کئے جاویں گے (یعنی چہروں کے بل گھسیٹے جاویں گے کبھی چہرہ کی اس کروٹ کبھی اس کروٹ جیسا اس طرح گھسیٹنے میں مشاہدہ ہوتا ہے کہ اس شخص کا کبھی ایک طرف منہ ہو جاتا ہے کبھی دوسری طرف اور اس وقت غایت حسرت سے) یوں کہتے ہوں گے اے کاش ہم نے (دنیا میں) اللہ کی اطاعت کی ہوتی اور ہم نے رسول کی اطاعت کی ہوتی (تو آج اس مصیبت میں مبتلا نہ ہوتے) اور (حسرت کے ساتھ اپنے گمراہ کرنے والوں پر غیظ و غضب پیدا ہوگا تو یوں کہیں گے کہ) اے ہمارے رب ہم نے اپنے سرداروں کا (یعنی اہل حکومت کا) اور اپنے بڑوں کا (جن میں اور کسی وجہ سے متبوعیت کی شان پائی جاتی تھی) کہنا مانا تھا سو انہوں نے ہم کو (سیدھے) رستہ سے گمراہ کیا تھا اے ہمارے رب (اس لئے) ان کو دوہری سزا دیجئے اور ان پر بڑی لعنت کیجئے (ربط اوپر کی آیتوں میں اللہ و رسول کی مخالفت احکام کا جس کو ایذا سے تعبیر فرمایا گیا تھا مہلک ہونا معلوم ہوا ہے اور اہل وعید کی اس تمنا سے کہ یٰلیتنا اطعنا اللہ واطعنا الرسولا اللہ و رسول کی موافقت احکام کا منجی ہونا مفہوم ہوا ہے آگے بطور تفریع کے مسلمانوں کو کہ وہی منتفع ہوتے ہیں اس مخالفت سے نہی اور اس موافقت کا امر اور اس نہی کے ساتھ اشارۃً مخالفت کا مضر ہونا اور اس امر کے ساتھ صراحۃً موافقت کا نافع ہونا ارشاد فرماتے ہیں۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِیْنَ اٰذَوْا مُوْسٰی فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا ؕ وَكَانَ

اے ایمان والو تم ان لوگوں کی طرح مت ہونا جنہوں نے موسیٰ کو ایذا دی تھی سو ان کو خدا تعالیٰ نے بری ثابت کر دیا اور وہ

عِنْدَ اللّٰهِ وَجِیْهًا ۝ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا ۝ یُّصْلِحْ

اللہ کے نزدیک بڑے معزز تھے اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور راستی کی بات کہو اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال

لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَیَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا ۝

کو قبول کرے گا اور تمہارے گناہ معاف کر دے گا اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا سو وہ بڑی کامیابی کو پہنچے گا

تفسیر: اے ایمان والو تم ان لوگوں کی طرح مت ہونا جنہوں نے (کچھ تہمت تراش کر) موسیٰ (علیہ السلام) کو ایذا دی تھی سو ان کو خدا تعالیٰ نے بری ثابت کر دیا (یعنی ان کا تو کچھ ضرر نہ ہوا تہمت لگانے والے ہی کذاب اور مستحق عقاب ٹھہرے) اور وہ (یعنی موسیٰ علیہ السلام) اللہ کے نزدیک بڑے معزز (پیغمبر) تھے (اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کی براءت ظاہر فرما دی جیسا اور انبیا علیہم السلام کے لئے بھی وجاہت اور تہمتوں سے براءت عام ہے مطلب یہ کہ تم رسول کو ان کی مخالفت کرکے ایذا

مستقل ہو چکا وہ اللہ کی مخالفت بھی ہے ورنہ تم ہی متضرر ہوگے کہ ہر امر میں اللہ و رسول کی اطاعت کرنا جس کا آگے حکم کیا جاتا ہے
کہ) اے ایمان والو اللہ سے ڈرو (یعنی ہر امر میں اس کی اطاعت کرو) اور (بالخصوص کلام کرنے میں اس کی بہت رعایت رکھو کہ
جب بات کرنا ہو) راستی کی بات کہو (جس میں عدل اور اعتدال سے تجاوز نہ ہو) اللہ تعالیٰ (اس کے صلہ میں) تمہارے اعمال کو
قبول کرے گا اور تمہارے گناہ معاف کر دے گا (یعنی ان اعمال کی برکت سے کچھ توبہ کی برکت سے جو تقویٰ اور قول سدید میں داخل
ہے) اور (یہ ثمرات مذکورہ اطاعت پر مبنی اور اطاعت وہ چیز ہے کہ) جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا سو وہ بڑی
کامیابی کو پہنچے گا۔ ف موسیٰ علیہ السلام کے ایذا دینے اور ان کی برأت کا قصہ جس کو خود جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے
اس آیت کی تفسیر کے طور پر فرمایا ہے بخاری وغیرہ میں اس طرح مذکور ہے کہ بنی اسرائیل غایۂ جہل سے علانیہ برہنہ نہایا کرتے تھے
اور موسیٰ علیہ السلام جیسا کہ بدن چھپانے کا حکم شرعی ہے آڑ میں غسل فرماتے بنی اسرائیل نے چرچا کیا کہ ان کے بدن میں کوئی عیب
و مرض ضرور ہے اس لئے یہ سب کے روبرو بدن نہیں کھولتے یہ بات ایذا رسانی کی تھی اللہ تعالیٰ کو آپ کی برأت اس عیب سے
ظاہر کرنا تھی آپ نے ایک بار تنہائی میں کپڑے اتار کر پتھر پر رکھ دیئے اور غسل کرنے لگے خدا کے حکم سے وہ پتھر کپڑوں سمیت وہاں
سے چلا، آپ کپڑے اٹھانے کے لئے اس کے پیچھے ہو لئے آپ کا گمان یہ تھا کہ یہاں خالی میدان میں کوئی آدمی نہ ہوگا اتفاق سے
ایک مجمع بنی اسرائیل کا موجود تھا وہ پتھر وہاں جا کر ٹھہرا اور سب نے سر سے پاؤں تک دیکھ لیا کہ کسی قسم کا کوئی عیب آپ کے
بدن میں نہیں پھر آپ نے کپڑے پہن لئے اور اس وقت سرمد کا یہ قول باحسن وجوہ صادق آگیا ؎ پوشاند لباس ہر کرا عیبے دید
بے عیباں را لباس عریانی داد ربط اوپر آیات میں اللہ و رسول کی اطاعت کا وجوب اور مخالفت کی حرمت مذکور ہے بلکہ تمام تر سورت
اسی مضمون کی شرح ہے کیونکہ اعظم مقاصد سورت جیسا کہ تمہید میں مذکور ہوا ہے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے اجلال و احترام کا وجوب
اور ایذا و ایلام کی تحریم ہے اور یہ بھی وجوب اطاعت اللہ و رسول اور حرمت مخالفت اللہ و رسول کا ایک تعبیری عنوان ہے آگے
اسی وجوب و حرمت کی تاکید و تقویت کے لئے خاتمہ سورت میں انسان کا مکلف باحکام ہونا اور ان کو امانت کے ساتھ تشبیہ دے کر
اس کے ادائے حق کرنے والوں کا مورد عنایت اور اس کی اضاعت کرنے والوں کا مستحق عذاب ہونا بیان فرماتے ہیں۔

إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَالْجِبَالِ فَأَبَيْنَ أَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَأَشْفَقْنَ

ہم نے یہ امانت آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں کے سامنے پیش کی تھی سو انہوں نے اس کی ذمہ داری سے انکار کر دیا اور اس سے ڈر گئے

مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْإِنْسَانُ ۭ إِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا ۙ لِّيُعَذِّبَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ

اور انسان نے اس کو اپنے ذمہ لے لیا وہ ظالم ہے جاہل ہے　انجام یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ منافقین و منافقات

وَالْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ وَيَتُوْبَ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا

اور مشرکین و مشرکات کو سزا دے گا　اور مومنین و مومنات پر توجہ فرمائے گا　اور اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے

تفسیر: ہم نے یہ امانت (یعنی احکام جو بمنزلہ امانت کے ہیں) آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں کے سامنے پیش کی تھی (یعنی ان میں
کچھ شعور پیدا کر کے جو کہ اب بھی ہے ان کے روبرو اپنے احکام اور بصورت ماننے کے اس پر انعام و اکرام اور بصورت نہ ماننے
کے اس پر تعذیب و ایلام پیش کر کے ان کو لینے نہ لینے کا اختیار دیا اور حاصل اس پیش کرنے کا یہ تھا کہ اگر تم ان احکام کو اپنے ذمہ
رکھتے ہو تو ان کے موافق عمل کرنے کی صورت میں تم کو ثواب ملے گا اور خلاف کرنے کی صورت میں عذاب ہوگا اور اگر نہیں لیتے تو
مکلف نہ بنائے جاؤ گے اور ثواب و عذاب کے بھی مستحق نہ ہوگے تم کو دونوں اختیار ہیں کہ اس کو نہ لینے سے نافرمان نہ ہوگے جس قدر
ان میں شعور تھا وہ اجمالاً اس قدر مضمون سمجھ لینے کے لئے کافی تھا چونکہ ان کو اختیار بھی دیا گیا تھا) سو انہوں نے (خوف عذاب کے
سبب سے بھی دست برداری کی اور) اس کی ذمہ داری سے انکار کر دیا اور اس (کی ذمہ داری) سے ڈر گئے (کہ خدا جانے کیا انجام
ہو اور اگر وہ اپنے ذمہ رکھ لیتے تو مثل انسان کے ان کو بھی عقل عطا کی جاتی جو تفصیل احکام و مثوبات و عقوبات سمجھنے کے لئے موقوف
علیہ ہے، چونکہ اس کو نہیں منظور کیا اس لئے عقل کی بھی ضرورت نہ ہوئی، غرض انہوں نے تو عذر کر دیا) اور (جب ان سموات
و ارض و جبال کے بعد انسان کو پیدا کر کے اس سے یہی بات پوچھی گئی تو) انسان نے (بوجہ اس کے کہ علم الٰہی میں اس کا خلیفہ ہونا
مقرر تھا) اس کو اپنے ذمہ لے لیا (غالباً اس وقت تک اس میں بھی اتنا ہی ضرورت کے قدر شعور ہوگا اور غالباً یہ پیش کرنا اقد

میثاق سے مقدم ہے اور وہ میثاق اسی حمل کی فرع ہے اور اس میثاق کے وقت اس میں عقل عطا کی گئی ہوگی تو یہ کسی خاص مکان میں قبل آدم علیہ السلام کے نہیں پوچھا گیا بلکہ قبل اخذ میثاق کے یہ عرض بھی عام ہوگا اور التزام بھی عام تھا پس سموات و ارض و جبال مکلف نہیں ہے اور یہ مکلف بنا دیا گیا آیت میں یاد دلانا غالباً اسی حکمت سے ہے جیسا میثاق یاد دلایا یعنی ان احکام کا کام جتلا از خود التزام کیا ہے پھر نباہنا چاہئے اور چونکہ مکلف جن بھی ہے اس لئے غالباً وہ بھی اس عرض اور حمل میں شریک ہے مگر تخصیص ذکر انسان کی صرف اس لئے ہے کہ اس مقام میں کلام انہی سے ہو رہا ہے پھر اس التزام کے بعد انسان کی حالت باعتبار اکثر افراد کے یہ ہوئی کہ) وہ (انسان عملیات میں) ظالم ہے (اور اعتقادیات میں) جاہل ہے (یعنی دونوں امر میں اعمال میں بھی اور عقائد میں بھی خلاف ورزی کرتا ہے یہ حالت باعتبار اکثر افراد کے ہے باقی مجموعہ کے اعتبار سے اس ذمہ داری کا) انجام یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ منافقین و منافقات اور مشرکین و مشرکات کو (کہ یہ لوگ احکام کے ضائع کرنے والے ہیں) سزا دے گا اور مومنین و مومنات پر توجہ (اور رحمت) فرماوے گا اور (بعد مخالفت بھی اگر کوئی باز آجاوے تو پھر اس کو بھی مومنین و مومنات کے زمرہ میں شامل کر لیا جاوے گا کیونکہ) اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔

سورۃ السبأ مکیۃ وھی اربع وخمسون اٰیۃ وست رکوعات

ربط اس سورت میں یہ مضامین مذکور ہیں شروع سورت میں توحید جو کہ مفہوم کلی امانت کی جزئی اعظم ہونے اور شرک کے مقابل ہونے کی وجہ سے خاتمہ سورت سابقہ سے بھی مرتبط ہے پھر قیامت کا اثبات مع بیان بعض دلائل قدرت کے جو کہ امکان قیامت کو مفید ہے ختم رکوع اول تک اور درمیان میں قرآن کی حقیت جو اخبار عن القیامت پر بھی مشتمل ہے پھر ان فی ذٰلک لاٰیۃ لکل عبد منیب کی مناسبت سے داؤد و سلیمان علیہما السلام کا ذکر جو اعلیٰ درجہ کے منیب تھے ترغیب فی الانابۃ کے لئے پھر ترہیب عن عدم الانابۃ کے لئے بعض غیر منیبین میں ابتلاء و عدم اتباع الملعین کا تفاوت اور اس کے تسلیط کی حکمت رکوع دوم تک پھر عود الی التوحید پھر ما ارسلنٰک سے پھر و یقولون سے عود الی البعث پھر وما ارسلنا فی قریۃ سے کفار کے کفر اور فخر کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تسلیہ اور ان لوگوں کے منشاء تفاخر کا ابطال اور ما انفقتم سے مقابلہ میں بعض حضرات کفار کا مومنین کے لئے نافع ہونا کہ مقابلہ کے ساتھ یبسط الرزق کے مضمون پر متفرع بھی ہے پھر یوم یحشرہم سے عود الی البعث پھر واذا تتلیٰ سے عود الی الرسالۃ پھر تو بیخ سے اصول مذکورہ کے منکرین کی ندامت عاقبت کے بیان پر سورت ختم ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الۡاَرۡضِ وَ لَہُ الۡحَمۡدُ فِی الۡاٰخِرَۃِ ؕ وَ

تمام حمد اسی اللہ کو سزاوار ہے جس کی ملک ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور اسی کو حمد آخرت میں سزاوار ہے اور

ہُوَ الۡحَکِیۡمُ الۡخَبِیۡرُ ﴿۱﴾ یَعۡلَمُ مَا یَلِجُ فِی الۡاَرۡضِ وَ مَا یَخۡرُجُ مِنۡہَا وَ مَا یَنۡزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَ

وہ حکمت والا خبردار ہے وہ سب کچھ جانتا ہے جو چیز زمین کے اندر داخل ہوتی ہے اور جو چیز اس میں سے نکلتی ہے اور جو چیز آسمان

مَا یَعۡرُجُ فِیۡہَا ؕ وَ ہُوَ الرَّحِیۡمُ الۡغَفُوۡرُ ﴿۲﴾ وَ قَالَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا لَا تَاۡتِیۡنَا السَّاعَۃُ ؕ قُلۡ بَلٰی

سے اترتی ہے اور جو چیز اس میں چڑھتی ہے اور وہ رحیم غفور ہے اور یہ کافر کہتے ہیں کہ ہم پر قیامت نہ آوے گی آپ فرما دیجئے کہ کیوں نہیں

وَ رَبِّیۡ لَتَاۡتِیَنَّکُمۡ ۙ عٰلِمِ الۡغَیۡبِ ۚ لَا یَعۡزُبُ عَنۡہُ مِثۡقَالُ ذَرَّۃٍ فِی السَّمٰوٰتِ وَ لَا فِی الۡاَرۡضِ

قسم اپنے پروردگار عالم الغیب کی وہ ضرور تم پر آوے گی اس سے کوئی ذرہ برابر بھی غائب نہیں نہ آسمانوں میں اور نہ زمین میں اور

وَ لَاۤ اَصۡغَرُ مِنۡ ذٰلِکَ وَ لَاۤ اَکۡبَرُ اِلَّا فِیۡ کِتٰبٍ مُّبِیۡنٍ ﴿۳﴾ لِّیَجۡزِیَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ؕ

نہ کوئی چیز اس سے چھوٹی ہے اور نہ کوئی چیز بڑی ہے مگر یہ سب کتاب مبین میں ہے تاکہ ان لوگوں کو صلہ دے جو ایمان لائے تھے اور

أُولَٰئِكَ لَهُم مَّغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ۝ وَالَّذِينَ سَعَوْ فِي آيَاتِنَا مُعَاجِزِينَ أُولَٰئِكَ لَهُمْ

ایسے لوگوں کے لئے مغفرت اور عزت کی روزی ہے اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں سے متعلق کوشش کی تھی ہرانے کے لئے ایسے

عَذَابٌ مِّن رِّجْزٍ أَلِيمٌ ۝ وَيَرَى الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ الَّذِي أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ

لوگوں کے واسطے سختی کا دردناک عذاب ہوگا اور جن لوگوں کو علم دیا گیا ہے وہ اس قرآن کو جو کہ آپ کے رب کی طرف سے آپ کے پاس بھیجا گیا

هُوَ الْحَقَّ وَيَهْدِي إِلَىٰ صِرَاطِ الْعَزِيزِ الْحَمِيدِ ۝ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا هَلْ نَدُلُّكُمْ عَلَىٰ

ہے ایسا سمجھتے ہیں کہ وہ حق ہے اور وہ خدائے غالب محمود کا رستہ بتلاتا ہے اور یہ کافر کہتے ہیں کہ کیا ہم تم کو ایک ایسا آدمی بتائیں جو تم

رَجُلٍ يُنَبِّئُكُمْ إِذَا مُزِّقْتُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ إِنَّكُمْ لَفِي خَلْقٍ جَدِيدٍ ۝ أَفْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ

کو یہ عجیب خبر دیتا ہے کہ جب تم بالکل ریزہ ریزہ ہو جاؤ گے تو تم ضرور ایک نئے جسم میں آؤ گے معلوم نہیں اس شخص نے خدا پر

كَذِبًا أَم بِهِ جِنَّةٌ ۗ بَلِ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ فِي الْعَذَابِ وَالضَّلَالِ الْبَعِيدِ ۝

جھوٹ بہتان باندھا ہے یا اس کو کسی طرح کا جنون ہے بلکہ جو لوگ آخرت پر یقین نہیں رکھتے عذاب اور دور دراز گمراہی میں ہیں۔

أَفَلَمْ يَرَوْا إِلَىٰ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُم مِّنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ ۚ إِن نَّشَأْ نَخْسِفْ

تو کیا انہوں نے آسمان اور زمین کی طرف نظر نہیں کی جو ان کے آگے اور ان کے پیچھے موجود ہیں اگر ہم چاہیں تو ان کو

بِهِمُ الْأَرْضَ أَوْ نُسْقِطْ عَلَيْهِمْ كِسَفًا مِّنَ السَّمَاءِ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِّكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيبٍ ۝

زمین میں دھنسا دیں یا ان پر آسمان کے ٹکڑے گرا دیں اس میں پوری دلیل ہے اس بندہ کے لئے جو متوجہ ہو

تفسیر الحمد للہ الذی سے ھو الرحیم الغفور تک۔ تمام حمد (و ثنا) اسی اللہ کو سزاوار ہے جس کی ملک ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور (جس طرح فی الحال اس کا مستحق حمد ہونا بیان کیا گیا اسی طرح) اسی کو حمد (و ثنا) آخرت میں (بھی) سزاوار ہے (چنانچہ اس کا ظہور بھی اس طرح ہو گا کہ اہل جنت کہیں گے الحمد للہ الذی ھدانا لھذا۔ الحمد للہ الذی اذھب عنا الحزن۔ الحمد للہ الذی صدقنا وعدہ) اور وہ حکمت والا (ہے کہ موجودات ارضیہ و سماویہ کو منافع و مصالح پر مشتمل بنایا ہے اور وہ) خبردار (بھی) ہے (کہ ان مصالح و منافع کو پیدا کرنے کے قبل سے جانتا تھا پھر ان کو پیدا کر کے ارضیات و سماویات میں رکھ دیا اور وہ ایسا خبیر ہے کہ) وہ سب کچھ جانتا ہے جو چیز زمین کے اندر داخل ہوتی ہے (مثلاً بارش) اور جو چیز اس میں سے نکلتی ہے (مثلاً نباتات) اور جو چیز آسمان سے اترتی ہے اور جو چیز اس میں چڑھتی ہے (مثلاً ملائکہ کہ نزول و عروج کرتے ہیں اور مثلاً احکام جن کا نزول ہوتا ہے اور اعمال جن کا صعود ہوتا ہے) اور (چونکہ ان سب چیزوں میں جسمانی یا روحانی منافع ہیں مقتضا ان کا یہ ہے کہ پورا پورا شکر ادا کیا جاوے اور جو کوتاہی کرے وہ مستحق سزا ہو لیکن) وہ (اللہ) رحیم (اور) غفور (بھی) ہے (پس اپنی رحمت سے صغیرہ کوتاہی کو حسنات سے اور کبیرہ کوتاہی کو توبہ سے اور کبھی دونوں کو فضل سے اور جو کوتاہی بحد شرک و کفر تک پہنچی ہو اس کو ایمان لانے سے معاف فرما دیتا ہے پس مبدء رحمت اور منتہی مغفرت ہے) (ربط اوپر توحید کا ذکر تھا آگے قیامت کا ذکر ہے کہ منکرین توحید اس کے بھی منکر تھے و نیز منکرین توحید کے عذاب کا وہ اصلی وقت بھی ہے اور درمیان میں سعوا فی ایاتنا کے تناسب تقابل سے و نیز اس لئے کہ وقوع قیامت بدلیل قرآنی ہے حقیقت قرآن کا ذکر فرما دیا گیا۔

تفسیر وقال الذین سے عبد منیب تک۔ اور یہ کافر کہتے ہیں کہ ہم پر قیامت نہ آوے گی آپ فرما دیجئے کہ کیوں نہیں (آوے گی) قسم اپنے پروردگار عالم الغیب کی وہ ضرور تم پر آوے گی (اور وہ ایسا عالم بالعلم المحیط ہے کہ) اس (کے علم) سے کوئی ذرہ برابر بھی غائب نہیں نہ آسمانوں میں اور نہ زمین میں (بلکہ سب اس کے علم میں حاضر ہیں) اور نہ کوئی چیز اس (مقدار مذکور) سے چھوٹی ہے اور نہ کوئی چیز (اس سے) بڑھی ہے مگر یہ سب (بوجہ احاطہ علم الہی کے) کتاب مبین (یعنی لوح محفوظ) میں (مرقوم) ہے قیامت کے متعلق کفار کے کئی شبہے تھے ایک یہ کہ اگر آنے والی ہے تو اس کا وقت بتلا دیجئے، دوسرا یہ کہ جن اجزاء کو جمع کر کے

ان میں حیات پیدا کر دیا جاتا ہے، ان کا کہیں نشان بھی نہ رہے گا پھر جمع کیسے ہوں گی اس مضمون اثبات علم غیب سے شبہہ اول کا جواب ہو گیا کہ اس کا علم بوجہ حکمت کے مختص ہے باری تعالیٰ کے ساتھ پس عدم علم نبی سے عدم وقوع لازم نہیں آتا اور مضمون اثبات علم محیط سے دوسرے شبہہ کا جواب ہو گیا کہ باوجود اجزا کے اختلاط فی الارض وانتشار فی الہواء کے وہ ہمارے علم سے خارج نہ ہوں گے ہم جب چاہیں گے جمع کر لیں گے۔ تیسرا شبہہ استحالہ کا تھا اس کا جواب آگے آوے گا اب قیامت کی غایت بتلاتے ہیں کہ وہ قیامت اس لئے آوے گی) تاکہ ان لوگوں کو صلہ (نیک) دے جو ایمان لائے تھے اور انہوں نے نیک کام کئے تھے (پس) ایسے لوگوں کے لئے مغفرت اور (بہشت میں) عزت کی روزی ہے اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کے متعلق (ان کے ابطال کی) کوشش کی تھی (نبی کو) ہرانے کے لئے (مگر اس کوشش میں ناکام ہی رہے) ایسے لوگوں کے واسطے سختی کا دردناک عذاب ہوگا اور (آیات قرآنیہ کی تکذیب پر یہ سزا ہونا ہی چاہیئے کیونکہ اول تو قرآن فی نفسہ امر حق منزل من اللہ ہے اور ایسے امر حق کی تکذیب خود حق تعالیٰ کی تکذیب ہے اس پر جتنی سزا ہو بجا ہے دوسرے قرآن براہ راست مرضی عند اللہ کی تعلیم و ہدایت کرتا ہے جو شخص اس کو نہ مانے گا وہ راہ راست سے قصداً دور رہے گا اس کو عقائد حقہ کا پتہ لگے گا نہ اعمال صالحہ کا اور یہی طریقہ نجات کا ہے پس طریق نجات سے قصداً دور رہنے پر سزا ہونا بیجا نہیں ہے اور قرآن کا حق اور ہادی ہونا ایسا واضح ہے کہ علاوہ اس کے کہ اور دلائل سے ثابت ہے ایک سہل طریق اس کے ثبوت کا یہ ہے کہ) جن لوگوں کو (آسمانی کتابوں کا) علم دیا گیا ہے وہ اس قرآن کو جو کہ آپ کے رب کی طرف سے آپ کے پاس بھیجا گیا ہے ایسا سمجھتے ہیں کہ وہ حق ہے اور وہ خدائے غالب محمود (کی رضا) کا رستہ بتلاتا ہے (حاصل یہ ہوا کہ قیامت کے روز اسی قیامت کے تکذیب پر بھی سزا ہوگی) اور (آگے پھر قیامت کا اثبات ہے یعنی) یہ کافر (آپس میں) کہتے ہیں کہ کیا ہم تم کو ایک ایسا آدمی بتائیں جو تم کو یہ (عجیب) خبر دیتا ہے کہ جب تم بالکل ریزہ ریزہ ہو جاؤ گے تو (اس کے بعد قیامت کو) تم ضرور ایک نئے جنم میں (آؤ گے) معلوم نہیں اس شخص نے خدا پر (قصداً) جھوٹ بہتان باندھا ہے یا اس کو کسی طرح کا جنون ہے (کہ بلا قصد جھوٹ کے جھوٹ بول رہا ہے کیونکہ یہ امر تو محال ہے تو اس کے وقوع کی خبر ضرور غلط ہے خواہ قصد سے ہو یا فساد تخیل سے سو حق تعالیٰ ان دونوں شقوں کو رد فرماتے ہیں کہ ہمارے نبی تو مفتری اور مجنون کچھ بھی نہیں) بلکہ جو لوگ آخرت پر یقین نہیں رکھتے (وہی) عذاب اور دور دراز گمراہی میں (مبتلا) ہیں (اس گمراہی کا حالی اثر یہ ہے کہ سچے کو بھی مفتری اور مجنون نظر آتے ہیں اور مآلی اثر یہ ہے کہ عذاب بھگتنا پڑے گا اور یہ جاہل جو اس جمع و اعادہ اجزاء متفرقہ جادیہ کو محال بعید از قدرت سمجھ رہے ہیں) تو کیا انہوں نے (دلائل عظمت قدرت الٰہیہ میں سے) آسمان اور زمین کی طرف نظر نہیں کی جو ان کے آگے (بھی) اور ان کے پیچھے (بھی) موجود ہیں (کہ جدھر دیکھیں وہ نظر آ رہے ہیں پس جو ان اجرام عظیمہ کا ابتداءً پیدا کرنے والا ہے کیا اجسام صغیرہ کے ثانیاً پیدا کرنے پر قادر نہیں ہے اور باوجود وضوح دلائل حق کے پھر بھی انکار و عناد کرنے سے یہ ہیں تو اس قابل کہ ان کو ابھی سزا دے دی جاوے اور سزا بھی ایسی کہ ان ہی دلائل قدرت کو کہ صلاحیت للاستدلال کے اعتبار سے نعمت جلیلہ بھی ہیں ان کے لئے آلہ تعذیب بنا دیا جاوے کہ جس نعمت کا کفران ہو اسی نعمت کو نقمت بنانے سے سخت حسرت ہوتی ہے اور ہم اس سزا پر قادر بھی ہیں چنانچہ) اگر ہم چاہیں تو ان کو زمین میں دھنسا دیں یا (اگر چاہیں تو) ان پر آسمان کے ٹکڑے گرا دیں (لیکن حکمت مقتضی ہے تاخیر کو اس لئے مہلت دے رکھی ہے غرض ان لوگوں کو دفع توہم استحالہ کے لئے آسمان و زمین پر نظر کرنا چاہیئے کیونکہ) اس (دلیل مذکور) میں (قدرت الٰہیہ کی) پوری دلیل ہے (مگر) اس بندہ کے لئے جو (خدا کی طرف) متوجہ (بھی) ہو (اور حق کی طلب ہو یعنی دلیل تو کافی ہے مگر ان کی طرف سے طلب نہیں اس لئے محروم ہیں)

وَلَقَدْ آتَيْنَا دَاوُدَ مِنَّا فَضْلًا ۖ يَا جِبَالُ أَوِّبِي مَعَهُ وَالطَّيْرَ ۖ وَأَلَنَّا لَهُ الْحَدِيدَ ۝ أَنِ اعْمَلْ

اور ہم نے داؤد کو اپنی طرف سے بڑی نعمت دی تھی اے پہاڑو داؤد کے ساتھ بار بار تسبیح کرو اور پرندوں کو بھی حکم دیا اور ہم نے ان کے واسطے

سَابِغَاتٍ وَقَدِّرْ فِي السَّرْدِ ۖ وَاعْمَلُوا صَالِحًا ۖ إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۝ وَلِسُلَيْمَانَ الرِّيحَ غُدُوُّهَا

لوہے کو نرم کر دیا کہ تم پوری زرہیں بناؤ اور جوڑنے میں اندازہ رکھو اور تم سب نیک کام کیا کرو میں تمہارے سب کے اعمال دیکھ رہا ہوں اور سلیمان کے لئے ہوا کو مسخر کر دیا

شَهْرٌ وَرَوَاحُهَا شَهْرٌ ۖ وَأَسَلْنَا لَهُ عَيْنَ الْقِطْرِ ۖ وَمِنَ الْجِنِّ مَنْ يَعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِإِذْنِ رَبِّهِ

کہ اس کی صبح کی منزل ایک مہینے بھر کی ہوتی اور اس کی شام کی منزل ایک مہینہ بھر کی ہوتی اور ہم نے ان کے لئے تانبہ کا چشمہ بہا دیا اور جنات میں بعضے وہ تھے جو ان کے آگے



تقدیری نوشتے

[illegible]

پہلا حصہ

دوسرا حصہ

تیسرا حصہ

چوتھا حصہ

پانچواں حصہ

قیمت صرف ۲/-

محصول ڈاک ...

[illegible] ۱۰۱۴ [illegible]

Telegraphic No. [illegible] Tele. [illegible] "ART"

THE "ART"

PREMIER MONTHLY MAGAZINE DEVOTED TO ART

Editor & Proprietor SYED ANIS HASAN [illegible]

PLEASE GET YOUR COPY FROM THE LOCAL AGENT.

Please Address :—

CONTRIBUTIONS TO THE EDITOR

ORDERS ETC. TO THE MANAGER

THE ART

JAMA MASJID, DELHI

ADVERTISE IN

The Weekly Nationalist

"HURRIYAT"

Which is Published Regularly every Week on Sunday

All Particulars may kindly be addressed to :

Advertising Manager

THE HURRIYAT WEEKLY

JAMA MASJID, DELHI.

Only Title Printed at The Bajai Press, Chawri Bazar, Delhi.

ربنا واجعلنا للمتقین اماما

اے ہمارے پروردگار! ہم کو پرہیزگاروں کا پیشوا بنا

پیشوا

ایک ماہوار مذہبی اور اصلاحی رسالہ

مدیر مسئول سید عزیز حسن بقائی



فی پرچہ ۲ آنے

قیمت سالانہ

مقام اشاعت جامع مسجد اردو بازار دہلی



میدان کا مرد

ہندوستان کے سائنس دانوں نے گذشتہ چند سالوں سے اس بات کا بیڑا اٹھایا تھا کہ جوانی کو دوبارہ انسان کی مردہ رگوں اور مردہ اعصاب میں کس طرح بھرا جاسکتا ہے، سوچتے سوچتے کامیابی کی راہ نکلی۔

اور ایک ایسا علاج معلوم ہوگیا کہ جس سے ہزاروں ڈاکٹروں اور حکیموں نے پھڑک کر یہ کہا کہ ہندوستان کی جڑی بوٹیاں جواہرات سے زیادہ قیمتی ہیں، امرت ہیں، آبحیات ہیں اور یہ انہی جڑی بوٹیوں کا کرشمہ ہے کہ

ری جوین کورس جیسی ایجاد مکمل ہوگئی ہے، اگر آپ واقعی کمزور ہیں اور چاہتے ہیں کہ دوبارہ جوانی حاصل کریں تو سولہ دن تک یہ دوا استعمال کریں، آپ کو معلوم ہوگا کہ دوبارہ جوانی کو جنم دے رہے ہیں۔ کھوئی ہوئی جوانی کو حاصل کرنے کے لئے آپ ہرگز دیر نہ کریں۔ اور ری جوین کورس منگا کر استعمال کریں، جس میں کھانے اور مالش کی دونوں دوائیں ہوتی ہیں۔

قیمت مکمل کورس کی پانچ روپے ہے، محصولڈاک تیرہ آنے (۱۳؍) علاوہ ہے۔

اکسیری دواخانہ کلاں محل بکس نمبر ۱۴۱ (پی۔ڈی) دہلی

اسلامیہ دارالاشاعت دہلی
کا ایک ماہوار
مذہبی، اخلاقی، اصلاحی
ادبی رسالہ
مقام اشاعت
اردو بازار جامع مسجد دہلی

ٹیلیفون نمبر ۶۹۶۶

پیشوا دہلی

ضروری اطلاع
ہر قسم کی خط و کتابت میں اپنا
نمبر خریداری ضرور لکھیے، ورنہ
شکایت کی تعمیل نہ ہوگی۔
منیجر پیشوا

قیمت سالانہ　دو روپے
ممالک غیر سے　۴ شلنگ
قیمت فی پرچہ　۳ ر

جلد ۲۲ ‖ بابت ماہ جمادی الاول ۱۳۶۵ھ مطابق اپریل ۱۹۴۶ عیسوی | نمبر ۵

شذرات

(سید عزیز حسن)

پھر تاخیر!

افسوس ہے کہ رسالہ پیشوا پھر تاخیر سے شائع ہو رہا ہے حالانکہ کوشش یہ کی تھی کہ اس مہینہ پیشوا وقت پر آ جائے گا مگر انسانی ارادوں کی عدم تکمیل ہی اس بلند و برتر قادر مطلق کی ذات کا احساس کراتی ہے۔

میں عذر کرتے کرتے تھک گیا، شرمندگی اور ندامت کے الفاظ کا ذخیرہ ختم ہو گیا، اس لئے اب

کشتی خدا پہ چھوڑ دوں

کے مصداق خاموش ہوتا ہوں، اور اس وقت کا منتظر ہوں جبکہ مولا کریم مجھے اس دلدل سے نکالے۔

کاتبوں کی ضرورت

چند ایسے خوشخط کاپی نویسوں کی ضرورت ہے جو اپنے گھروں پر رہ کر کتابت کا کام کر سکیں۔
کتابت کے نمونے میرے نام جلد آنے چاہیئیں، تاکہ جو کتابیں ختم ہو گئی ہیں، ان کو جلد از جلد دوبارہ شائع کیا جائے۔

فتوے بازی کا نیا دور

الیکشن کا بخار لیگیوں کا کم ہوا، لیکن پاکستان کے سرسام میں کوئی کمی نہیں ہوتی۔

دہلی کی ایک جماعت نے تو یہ تجویز پاس کی ہے کہ "کانگریسی مسلمانوں کو قوم پرور مسلمان نہ کہا جائے، بلکہ غدار کہا جائے"۔

شاید اس جماعت کے کارکنوں کو یہ معلوم نہیں کہ غدار کا لفظ ڈیفیمیٹری ہے، اور کسی شخص کو یہ حق قانون نے نہیں دیا ہے کہ وہ کسی کانگریسی مسلمان کو غدار کہہ سکے۔

اس سلسلہ میں اگر دیوانی اور فوجداری دعوے کانگریسی مسلمانوں کی جانب سے شروع ہو گئے تو پھر دلچسپ تاویلات بھی قانون کی گرفت سے نہ بچا سکیں گی۔

لیکن اس سے زیادہ دلچسپ وہ فتویٰ ہے، جو ۵ اپریل کے اخبار زمیندار میں صفحہ ۳ پر شائع ہوا ہے، جس میں جو نئے عقائد پیشوائے اعظم، امام الہند حضرت علامہ ابوالکلام

احمد عزیز حسن ایڈیٹر و پبلشر نے [illegible] پریس دہلی میں چھپوا کر دفتر اسلامیہ، دہلی سے شائع کیا۔

صاحب مجاہد اعظم، شیخ الحدیث حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی سے منسوب کئے گئے ہیں، اور ان پر علماء سوء سے فتوے کے ذریعہ "آخری فیصلہ" طلب کیا گیا ہے۔

مطلب اس فتوے کا یہ ہے کہ کانگریسی مسلمان
توبہ کر کے سواد اعظم میں شامل ہوں، یا مسلمان
ان کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھ کر ان سے
براءت کا اظہار کریں۔

یعنی آزادیٔ وطن کی تحریک میں جو مسلمان شامل ہیں، دنیائے اسلام کو جو مسلمان انگریز کے پنجۂ ظلم و ستم سے نجات دلانا چاہتے ہیں، وہ اس سے توبہ کریں، ورنہ لیگی مسلمان اس جرم میں ان کو خارج از اسلام سمجھ لیں۔

میں اس فتوے کے مجوزہ سوالات پر بعد میں بحث کروں گا سردست یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ جو فتوے اب تک دیئے گئے، جس طرح پورے قرآن حکیم کو لیگی بنایا گیا۔ اور دین اسلام سے اخراج تو ایک ہلکی چیز ہے قرآن حکیم اور احادیث نبوی سے جھوٹا استدلال کر کے خواجہ حسن نظامی صاحب نے کانگریسی مسلمانوں کو، بلا دریغ قتل کرنے کا جو فتویٰ لاکھوں کی تعداد میں چھپوا کر شائع کیا، کیا یہ نیا فتویٰ اس کا نتیجہ نہیں ہے کہ پچھلے فتوے سب بے اثر ہوئے، اور ۹۰ فیصدی ووٹ کانگریسی مسلمانوں نے ان مجاہدین اسلام (حضرت پیشوائے اعظم، حضرت مجاہد اعظم) کے ارشاد پر بے سر و سامانی کے عالم میں دے کر یہ ثابت نہیں کر دیا کہ مسلمان حق و باطل کو پہچاننے لگے ہیں۔

کیا لیگ کی جو غنڈہ گردی، ہلڑبازی اب تک کانگریسی مسلمانوں نے برداشت کی ہے، اور اس کے بعد زندگی کا ثبوت دیا ہے، اور اس سے زیادہ یہ نیا فتویٰ کارگر ہوگا؟ اور کیا تم کو یہ غلط فہمی ہے کہ تمہارے ان مکارانہ فتووں کا کوئی نیا اثر پڑے گا۔؟ اور تم نے جو نئی کیفیتیں ان مجاہدین اسلام کی مقرر کی ہیں، اس سے وہ جاں نثار مسلمان ان کو چھوڑ دیں گے جو تم کو اور تمہارے سرپرستوں کو سامراج کا مہرہ سمجھتے ہیں۔

بہر حال قوم پرور مسلمان ان دونوں تجویزوں کا خیر مقدم کرتے ہیں۔

خوگر جور پہ تھوڑی سی جفا اور سہی
تم خداوند ہی کہلاؤ خدا اور سہی

لیکن اگر اس نئے فتوے بازی کے باوجود بھی قوم پرور مسلمان زندہ رہے تو کیا کروگے۔؟ خودکشی!!

خدا کی قدرت ہے ان دونوں بیدزادوں کے اجداد کے طفیل جن کے باپ دادا کو اسلام کی توفیق ہوئی، وہ جنم اور کرم کے مسلمانوں کو کافر بنانے کے لئے بے چین ہیں، جو کلام اللہ اور احادیث رسول اللہؐ کے شارح ہیں، جو اسلام اور آزادیٔ وطن کے لئے اپنی زندگی کا بڑا حصہ جیل خانوں میں گذار چکے ہیں، جو ایثار و قربانی کے پیکر عمل ہیں اور کفر کی مشین گن کو ان چلاتے ہیں، جن کے چند بدنصیب خاندان کو امنت باللہ بھی پڑھنی نہیں آتی، اور جو خود بھی کفر کے مسنترے کا شکار ہو کر دوبارہ داخل اسلام نہیں ہوتے ہیں۔

عالم اسلامی پر ایک وقت ایسا بھی گذرا ہے، جبکہ صرف تین مجاہد مسلمان باقی رہ گئے تھے، اور سب مسلمانوں نے خلق قرآن کے گمراہ کن عقیدے کو تسلیم کر لیا تھا جن میں فضلاء عالم شامل تھے۔

گمراہی پر اتنا زبردست اجتماع آج نیا نہیں ہوا ہے جبکہ صرف حضرت امام احمد بن حنبل رضؓ نے اعلان حق کیا اور اپنی جان کو خطرے میں ڈالنے کے لئے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحؒ یحییٰ الکنانی مکہ معظمہ سے سفر کر کے بغداد پہنچے اور مامون الرشید عباسی کو سر دربار مباحثہ کر کے اس کو اور اس کی گمراہ معتزلہ جماعت کو شکست دی۔

جب حق مظلومیت کے باوجود اتنی زبردست اور جابر سلطنت کے آگے سرنگوں نہ ہوا۔ لیگ نے تو ابھی صرف چنگیز اور ہلاکو کی سنت تازہ کرنے کے لئے علماء حق پر قاتلانہ حملے کئے ہیں۔ ان کے مکانات کو نذر آتش کیا ہے۔

حق پرور مسلمان تو اس سے آگے کے لئے تیار ہیں۔ یہ فتوے بازیاں، یہ بائیکاٹ کی دھمکیاں، یہ غنڈہ گردیاں کوئی معنے نہیں رکھتیں۔

تم کو قسم ہے لیگ کے لات و عزیٰ اور قریش کے ابو جہل کی جو ستم اپنے بزرگوں کی روحوں کو خوش کرنے کے لئے کر سکتے ہو، اس سے دریغ نہ کرنا، اس لئے کہ جس طرح سامراج نے تم کو کھلی چھٹی ظالمانہ اور سفاکانہ اعمال کے لئے دے رکھی ہے۔ ایسی کھلی چھٹی اسلام کا حی القیوم خدا نہیں دے گا۔ قرآن حکیم کے حکم کے مطابق خیر و شر کا ذرہ ذرہ حساب ہوگا۔ وہ منتقم حقیقی ظالموں سے غافل نہیں ہے جس کی گرفت بہت ہی سخت ہے۔ ان اللہ غافلاً عما یعمل

انقلمون۔ از نقش رنگ تشدید۔

فرنگی محل کا فتوے

مولوی عبدالرالی صاحب فرنگی محل کا ایک فتوی ۱۲ اپریل کے زمیندار میں صفحہ پر اس عنوان سے شائع ہوا ہے۔

"مشرکین سے مل کر مسلمانوں کا مقابلہ کرنے والوں کا بائیکاٹ کرنا درست ہے"

یہ فتویٰ لدھیانہ کے کسی شخص نے طلب کیا ہے، جس کا مفہوم ہے کہ

"کانگریسی مسلمانوں سے دوسرے مسلمانوں کا کیا طرز عمل ہونا چاہیئے۔ ان کے ساتھ کھانا پینا لین دین، ان کی امامت و اقتدا جائز ہے یا نہیں۔؟

کیونکہ انہوں نے کفار و مشرکین سے مل کر مسلمانوں کا مقابلہ کیا ہے۔

کیا ان کا بائیکاٹ جائز ہے؟

اس فتوے کا جواب مولانا قطب الدین صاحب عرف عبدالوالی جانشین حضرت مولانا عبدالباری صاحبؒ فرنگی محلی نے یہ دیا ہے کہ

"مسلمانوں میں تفریق کرانے والا قابل امامت نہیں ہے۔

مشرکین کی جماعت سے مل کر مسلمانوں کا مقابلہ کرنا حرام ہے، اور ان کا بائیکاٹ کرنا درست ہے"

سب سے پہلے تو مولوی صاحب یہ بتائیں کہ حضرت مولانا عبدالباری صاحبؒ کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟ کیا وہ گمراہ تھے؟ کیا انہوں نے کانگریس کی حمایت کر کے کفار و مشرکین کی تائید نہیں کی تھی، پھر ان کی امامت میں جتنی نمازیں آپ نے پڑھیں، وہ لوٹائیں یا نہیں؟ اور آپ نے ان کی زندگی میں بائیکاٹ کیا یا نہیں؟ اور خود آپ جب تک کانگریس میں شریک رہے، اس زمانہ کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے۔؟

کیا تاریخ اسلام میں اس قسم کا جھوٹا فتوے اس سے پہلے بھی دیا گیا ہے؟ اور کیا کانگریس میں جو مسلمان شامل ہیں وہ مسلمان نہیں ہیں۔؟ کیا مسلمان ہونے کے لئے ضروری ہے کہ فاسق و فاجر، تارک صوم و صلوٰۃ، حج و زکوٰۃ کے ہاتھ پر بیعت کی جائے؟ کیا یہ کانگریس اور لیگ کا سیاسی مسلک حضرت مولا علیؓ اور امیر معاویہ کے سیاسی اختلاف سے بھی زیادہ وزنی ہے، جس کو اتنی اہمیت دی گئی ہے۔؟

جن ہندوؤں کو آپ نے کفار و مشرکین کہا ہے۔ کیا قرآن حکیم میں بھی ان کو کفار و مشرکین سے مخاطب کیا گیا ہے۔

آیئے ٹھنڈے دل سے قرآن حکیم کی اس آیت کی تلاوت کیجئے۔ ارشاد خداوندی ہے کہ

انما المشرکون نجس فلا یقربوا المسجد الحرام بعد عامھم ھذا

(سورہ توبہ رکوع ۴)

ترجمہ:۔ مشرک جو ہیں سو پلید ہیں، سو نزدیک نہ آویں مسجد حرام کے اس برس کے بعد۔

حاشیہ:۔ مسجد الحرام میں مشرک کو جانا منع ہے یعنی سارے حرم میں اور مسجد میں معاف ہے اور پلیدی ان کے دل میں ہے بدن پر نہیں اور نفرت ڈرتے ہو یعنی اندر آنا موقوف ہوگی مشرکوں کی تو معاملات سوداگری کے بند ہوں گے، سو اللہ تعالیٰ نے سارا ملک مسلمانوں کو دیا۔ سب کاروبار جاری ہوا۔

یہ ترجمہ حضرت علامہ شاہ عبدالقادر صاحب دہلویؒ کا ہے اور ان ہی کا حاشیہ بھی لکھا گیا ہے، جس میں اختلاف کی مطلق گنجائش نہیں ہے۔

اب فرنگی محل کے مولانا صاحب بتائیں کہ اس آیت نے جن کفار و مشرکین کی توضیح کی ہے۔ ان میں یہود و نصاریٰ اور مشرکین کی توضیح کی ہے۔ ان میں یہود و نصاریٰ اور مشرکین عرب کے علاوہ ہندو کیونکر شامل کئے جا سکتے ہیں۔ جبکہ ہندو مکہ میں نہیں تھے، اور ان کا داخلہ بھی مکہ معظمہ میں بند نہیں کیا گیا۔ تو پھر اس آیت کا اطلاق ان پر کیونکر ہو سکتا ہے؟

قرآن حکیم کو لیگ کے اغراض کے لئے استعمال کرنا کلام اللہ سے غلط استدلال کرنا کیا اس قسم کا گناہ نہیں ہے، جس کے علمار یہود زبور کے احکام کو مسخ کر کے مرتکب ہوئے تھے۔؟

ہمیں افسوس ہے کہ سامراج کے پٹھو مولویوں نے

قرآن اور احادیث کو بازیچۂ اطفال بنا کر جس فتنہ کی بنیاد رکھی ہے، اس کو ملت کی فلاح و بہبود سے دور کی بھی نسبت نہیں ہے۔ اس کو کسی حالت میں بھی معتصم بحبل اللہ کی تفسیر نہیں کہا جا سکتا نہ خدا کا کلام لیگ کی تائید جیسے ذلیل مقصد کے لئے نازل کیا گیا تھا۔ جو آج اس کو ذاتی اغراض کے لئے فٹ بال بنایا جا رہا ہے۔؟

کیا اس فتوے کا مقصد یہ ہے کہ ہندی مسلمانوں کو ترک اسلام کے لئے مجبور کیا جائے؟ اور اللہ کے دین سے لوگوں کو نفرت دلانے میں ابولہب کی روح کو خوش کیا جائے؟

ہم اس فتوے پر آئندہ تفصیل سے لکھیں گے۔

کانگرس کی سرکاری زبان

پیشوائے اعظم امام الہند حضرت علامہ ابوالکلام صاحب آزاد صدر انڈین نیشنل کانگرس نے حکم دیا ہے کہ

"آئندہ سے کانگرس کی سرکاری زبان اردو ہوگی"

کافر و مشرک، ہندوؤں کے زرخرید، کوسنز لنگ، لارڈ ہاہا، میر جعفر، غدار، امام الہنود، شو بوائے کے خطابات دینے والوں، مسلمانوں کے خود ساختہ اور واحد نمائندوں کے ہاں اردو نہ سرکاری زبان ہے، نہ نیم سرکاری وہاں انگریزی اسلامی زبان کے طور پر استعمال ہوتی ہے، جس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ مسلمانوں کے کلچر کا حقیقی محافظ کون ہے۔؟

یہ اعلان اب سے بہت پہلے ہونا چاہئے تھا۔ یہ اعلان حضرت پیشوائے اعظم کی ان غیر فانی یادگاروں میں سے ایک ہے، جو وہ کانگرس میں اپنے عہد صدارت کی چھوڑ رہے ہیں۔

ہم اس اعلان پر حضرت کی خدمت میں صمیم قلب سے ہدیۂ تشکر و امتنان پیش کرتے ہیں، اور دعا کرتے ہیں کہ خداوند ان مسلم لیگ کو بھی یہ توفیق ہو کہ وہ اپنے ملک کی زبان کی اتنی قدر تو کریں، جتنی ان کے بیان کے مطابق دشمنان اسلام کر رہے ہیں۔

کانگرس کا آئندہ صدر

آل انڈیا کانگرس کمیٹی کا اجلاس بہت جلد ہوگا جس میں نئے صدر کا انتخاب ہوگا۔

کانگرس کے اعلیٰ حلقوں میں اس سال بھی صدارت کے لئے پیشوائے اعظم حضرت علامہ ابوالکلام آزاد ہی کا نام لیا جا رہا ہے۔

اگرچہ قید فرنگ کی تکالیف، بڑھاپے اور بیماری کے باوجود مسلسل اور جوانوں کو تھکا دینے والے کام کی وجہ سے اطبا نے آپ کو مستقل آرام کی رائے دی ہے۔ لیکن ملک جس دور سے گذر رہا ہے حضرت نے جس عدیم النظیر استقلال، عزیمت اور جس بے مثال تدبر سے ملک کی رہنمائی فرمائی ہے، اور جن الجھے ہوئے ملکی مسائل کو سلجھانے کے لئے حضرت کی سیاسی بصیرت و رہنمائی کی ضرورت ہے، اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔

کانسٹی ٹیوٹ اسمبلی، لارنس مشن، مشن کے بعد کے حالات مرکز میں قومی حکومت کا قیام، سوشلسٹوں کے بے پناہ جوش کمیونسٹوں کی شرارتوں، مسلم لیگ کی سازشوں کا سد باب، قحط کی روک تھام، یہ سب ایسے مسائل ہیں، جن میں حضرت پیشوائے اعظم کی رہنمائی کی ملک کو ضرورت ہے۔

اس لئے کانگرس ہائی کمانڈ کی اور گاندھی جی کی متفقہ خواہش ہے کہ سال آئندہ کے لئے کانگرس کی صدارت کا تاج حضرت علامہ آزاد ہی کے سر پر رکھا جائے۔ تاکہ ملک غلط رہنمائی کی بدولت ان نقصانات سے محفوظ رہے۔ جو ایک ذرا سی بے تدبیری اور غفلت سے پیش آ سکتے ہیں۔

اس لئے توقع کی جاتی ہے کہ تمام ہندوستان سے متفقہ طور سے حضرت علامہ آزاد ہی کا نام پیش ہوگا۔ اور حضرت باوجود علالت کے اپنا لاکھوں روپے کا نقصان ملک کے لئے گوارا کر کے اپنی جان کو خطرے میں ڈال کر قبول فرمالیں گے۔

لیگ کی اعصابی جنگ

علی گڈھ کے حادثہ کے سلسلے میں لیگ نے اعصابی جنگ قبل از تحقیقات شروع کر دی ہے، جس طرح چور موقع پر گرفتار ہونے کے باوجود اپنی بے گناہی کا شور مچاتا ہے۔

مسٹر جینا، نواب زادہ، ضیاء الدین وغیرہ کے بیانات شائع ہونا شروع ہوگئے ہیں، جس میں فساد پر افسوس، آئندہ کے تحفظ، بے گناہ، تباہ حالوں سے ہمدردی کی بجائے دھمکیاں ہی دھمکیاں ہیں۔

اگر تحقیقات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ لیگ کے بڑے بڑے لیڈروں کا اس فساد سے اور لارنس مشن اور کانگریسی حکومت کو مرعوب کرنے کا کوئی تعلق نہیں ہے، تو کیا تحقیقات سے پہلے شور مچانے کے یہ معنی نہیں ہیں کہ جن لوگوں نے علیگڈھ سے باہر رہ کر فساد کے تار کھینچے ہیں، وہ اب سزا سے خود بھی بچنا چاہتے ہیں، اور آگ لگانے والے مفسدوں کو بھی حسب وعدہ بچانا چاہتے ہیں۔

کانگریسی حکومت کو یاد رکھنا چاہئے کہ اگر وہ اس شور و غل سے متاثر ہو کر انصاف کا دامن چھوڑنا چاہتی ہے، تو اس کو قلمدان وزارت سنبھالنا ہی نہیں چاہیئے تھا کہ اتنے بڑے صوبہ کا امن لیگ کی دھمکیوں کی نذر نہیں کیا جا سکتا۔

تحقیقات بے لاگ ہونی چاہئے، اور اس کی رپورٹ پر پوری طاقت سے اس نظریے کے تحت عمل ہونا چاہئے کہ کوئی بے گناہ نہ پھنسے، خواہ وہ کتنا ہی کمزور کیوں نہ ہو، اور کوئی گنہگار بچ کر نہ نکلنے پائے، خواہ وہ کتنا ہی طاقت ور کیوں نہ ہو۔

مسلم یونیورسٹی کو بچاؤ

مسلم یونیورسٹی میں سخت بدنظمی، تعلیمی بدحالی، پارٹی بازی نے یونیورسٹی کو تباہ کر دیا ہے، وہ اپنا علمی وقار کھو چکی ہے۔ اس میں تعلیم کے بجائے برہنہ ناچ، بٹیربازی، ہوٹی بازی، گالی بازی کی باقاعدہ مشق ذاتی اغراض کے لئے کرائی جاتی ہے۔

طلباء پر کسی کا ڈسپلن نہیں رہا ہے، قوم پرور طلباء اور اساتذہ کی آبرو اور جان ہر وقت خطرے میں ہے۔

ایسی صورت میں یونیورسٹی کو تباہی سے بچانے کے لئے رحمت اللہ کمیٹی کی رپورٹ کے پیش نظر یونیورسٹی کو بربادی سے بچانے کے واسطے یہ ضروری ہے کہ ڈاکٹر ضیاء الدین صاحب سے یونیورسٹی کو پاک کیا جائے، اور ان کی بجائے خواجہ غلام السیدین صاحب وزیر تعلیم ریاست رامپور سے استدعا کی جائے کہ وہ یونیورسٹی کی باگ ڈور اپنے ہاتھوں میں لے کر یونیورسٹی کو بربادی سے بچالیں، جو بدنامی تعلیم و تہذیب کے سلسلہ میں یونیورسٹی کی ڈاکٹر صاحب کے عہد میں ہو چکی ہے، وہ مسلمان قوم کی رسوائی کے لئے کافی ہے

یہ چاہتے ہیں کہ ڈاکٹر صاحب اپنی حمایت میں لیگ پارٹی کو استعمال کریں گے، جن کے لئے انہوں نے چھ مہینے کے واسطے ڈاکٹری کا بزنس بند کر دیا تھا، لیکن ڈاکٹر صاحب پر جتنے شرمناک جرائم کا الزام ہے، ان کا تعلق نہ کانگریس کی تردید سے ہے، نہ لیگ کی تائید سے۔

اس لئے یونیورسٹی کے ہر بہی خواہ کا فرض ہے کہ وہ یونیورسٹی کو بچانے کے لئے میدان میں آئے، اور ڈاکٹر صاحب کے چنگل سے یونیورسٹی کو نکالے، جن کے علیحدہ ہی ایک ہفتہ میں یونیورسٹی کی ۵۰ فیصدی برائیاں دور ہو کر علمی ماحول پیدا ہو جائے گا۔

گاندھی جی کی سادہ لوحی

مہاتما گاندھی نے ایک بیان میں چودھری خلیق الزماں اور مسلمانوں کی دوستی کا تذکرہ کیا ہے، اور اپنے تعلقات خصوصی کا تذکرہ کیا ہے، جس کو ہم ان کی سادہ لوحی یا نیک نیتی سمجھتے ہیں۔

کاش ان کو معلوم ہوتا کہ
لیگ اور اسلام دو جداگانہ چیزیں ہیں
جو ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتیں۔

یہ سچ ہے کہ گاندھی جی نے مسلمانوں کی شاندار خدمات انجام دی ہیں، وہ اسلام سے بہت قریب ہیں، ان کے دل میں اسلام اور پیغمبر اسلام کے لئے انتہائی احترام و عقیدت ہے۔

لیکن لیگ کے نزدیک یہ خصوصیات کافی نہیں ہیں گاندھی جی لیگ میں مقبول ہو کر عاشق اسلام بن سکتے تھے۔ اگر وہ شراب خوار ہوتے، اگر وہ احکام اسلام کے خلاف تقریریں کرتے، اور قرآن حکیم کو ایک فرسودہ کتاب ظاہر کرتے، اور ان سب خصوصیات کے ساتھ پاکستان زندہ باد کا نعرہ لگا دیتے۔

گمنام خطوط بھیجنے والے

کوئی دن مشکل سے ایسا گذرتا ہوگا جبکہ دو چار خطوط دھمکیوں، قاتلانہ حملوں کے نہ آتے ہوں، اور ٹیلیفون پر لیگی دوست اسلام کا یہ چھٹا رکن ادا نہ کرتے ہوں۔

میری اخبارنویسی کی زندگی تقریباً ۲۵ سال کی ہے

جس میں بارہا ان سنگلاخ وادیوں سے گذرا ہوں کہ عوام کی مخالفت اور موافقت ایک داعی حق و صداقت کے لئے کوئی معنی نہیں رکھتی۔

میرے سامنے آزادی وطن کی راہ راہ ہے، جس میں ظاہر ہے کہ کانٹے بھی ہو سکتے ہیں۔ پھول نہیں، حق کی کڑواہٹ کو برداشت کرنا، عوام کے دھارے کے مقابلہ میں ڈٹ جانا آسان نہیں ہے، مگر اسلام کے حی القیوم خدا نے اپنی غیبی نصرت فرمائیوں سے مجھے ان کٹھن راہوں سے گذار دیا۔

ایک بات میری سمجھ میں باوجود کوشش کے نہ آئی، وہ یہ کہ فحش گالیوں اور قاتلانہ حملوں کے خطوط بھیجنے والے عام طور سے گمنام خطوط لکھتے ہیں۔ اسلام سے ناواقف ہونے کے باوجود حمایت اسلام پر لکھتے ہیں۔ لیگ کے عہدہ دار نہ ہونے کے باوجود لیگ کی تائید میں لکھتے ہیں، اور اپنی بزدلانہ اور احمقانہ تحریروں کے بعد یہ سمجھتے ہیں کہ انہوں نے پاکستان حاصل کر لیا یا اسلام کا چھتنار کون ادا کر دیا۔ حالانکہ ان خطوط بھیجنے والے جاہلوں میں سے نوے فیصدی کی املا۔ انشا غلط ہوتی ہے۔ سیاست کی ابجد سے ناآشنا ہوتے ہیں، سیاسی مدوجزر سے ناواقف ہوتے ہیں، اور اس غلط فہمی میں مبتلا ہوتے ہیں کہ ان دھمکیوں کے خطوط سے یا ٹیلی فون سے میں متاثر ہو کر لیگ پر اعتراضات کرنے بند کر دوں گا۔ ٹھوس اعتراضات کے جواب میں فحش گالیاں اور قاتلانہ حملوں کی دھمکیاں لیگ کے کیس کو کمزور کرتی ہیں، اور میرے دل میں پہلے سے زیادہ استقامت و عزیمت پیدا کرتی ہیں۔

میں نے جاپانی شیخ الہند مولوی عثمانی صاحب اور پاکستانی ڈوپے جینا صاحب کو تحریری و تقریری مقابلہ کے چیلنج دیئے، دونوں نے خاموشی اختیار کی۔ مناظرہ کے میدان سے راہ فرار اختیار کرنے کے بعد ان کے چیلے چانٹوں کا اپنے افلاس دماغی و بے دینی اور سیاسی جہالت کا مظاہرہ کرنا کوئی معنی نہیں رکھتا۔ میں نہ فحش گالیوں سے مرعوب ہوتا ہوں نہ قاتلانہ حملوں کی دھمکیوں کا مجھ پر اثر ہو سکتا ہے۔ اس لئے خطوط بھیجنے والے گرگٹ، جاہل، بزدل اپنے مقصد میں ناکام رہتے ہیں۔ البتہ حریت کے گالی نمبر میں ان کا خط درج کرنے کے لئے رکھ لیا جاتا ہے۔ چھپنے کے بعد اس کی ذمہ داری لینے سے اسی طرح۔ لیگی سورما انکار کریں گے، جس طرح لیگی ایڈیٹروں نے مجھ پر کانگریس سے روپیہ لینے کا جھوٹا الزام لگایا، اور جب اس دعوے کو عدالت میں چیلنج کیا گیا تو کچھ نے معافیاں مانگیں، اور کچھ نے انکار کیا، جس سے لیگی مجاہدین کی سورمائی اور الزامات کی حقیقت ثابت ہوتی ہے۔

بہرحال لیگ کے نام نہاد محافظین اسلام اگر میرے اعتراضات کے جوابات معقولیت، انسانیت، شرافت سے دینے چاہیں، تو مجھے خوشی ہوگی، لیکن اعتراضات کے جواب میں گالیاں اور دھمکیاں مجھے لیگ کی زیادہ مخالفت پر آمادہ کرتی ہیں، جو لیگ سے دشمنی تو ہو سکتی ہے، دوستی نہیں۔ پس جو لوگ مجھے فحش گالیاں اور دھمکیاں دیتے ہیں وہ لیگ کے نادان دوست ہی کہے جا سکتے ہیں، جو لیگ کی مخالفت کو تیز تر کر رہے ہیں، اور اپنے مقصد میں جس طرح آج تک ناکام رہے ہیں، اسی طرح انشاء اللہ آئندہ بھی ناکام رہیں گے۔ گمنام یا فرضی نام سے بزدلانہ طریقہ سے دھمکیاں خر فا اور مسلمانوں کا شیوہ نہیں ہے۔ البتہ شمر کہ یزید لعین کی اولاد اگر اپنے اجداد کی سنت تازہ کرنا چاہتی ہے تو حسینؓ کی اولاد صبر و استقامت کے لئے حاضر ہے۔

جاپانی شیخ الہند کا جھوٹ!

یادش بخیر! ۱۴ اپریل کو مولوی عثمانی نے دہلی میں تقریر کرتے ہوئے کہا:

"میں ۲۵ برس جمعیۃ علماء ہند کا ممبر رہا ہوں"

مگر یہ نہ فرمایا کہ اس ۲۵ برس میں کبھی ۲۵ منٹ کے لئے کلمہ حق نہ کہا اور کبھی ۲۵ سکنڈ کے لئے آزمائش میں نہ پڑے، جو دو حال سے خالی نہیں۔ یا سی، آئی، ڈی کے ملازم تھے، جن کو کھلے بندوں اپنی ڈیوٹی کے ساتھ سرکار پرنکتہ چینی کی اجازت ہوتی ہے، یا اول درجہ کے منافق تھے، کہ معمولی طالب علموں سے لے کر حضرت مدنی نے بلدہا جیل میں چکیاں پیسیں، اور ان کو ...... کی آغوش سے فرصت نہ ملی۔

بہرحال حقیقت کچھ ہی ہو۔ شاید جاپانی شیخ الہند نے یہ مصرعہ ضرور پڑھا ہوگا۔

خر عیسیٰ اگر بمکہ رود
چوں بیاید ہنوز خر باشد

پھر ارشاد ہوا کہ

"پاکستان کوئی سیاسی مطالبہ نہیں ہے۔ وہ

مسلمانوں کا دینی اور مذہبی فریضہ ہے"۔

خوب! اس چودھویں صدی کے دینی مذہبی فریضہ کا الہام لندن میں چودہری رحمت علی کو فرنگی کے روپیہ سے ہوا۔ اس کے بعد کرنل مارٹس نے انگلستان میں اپنی قوم کی ترقی کے لئے ہندوستان کی غلامی کے لئے توسیع دی۔ پھر ہادیٔ دین مجاہد ملت حاجی الحرمین الشریفین مولینا محمد علی صاحب جینا چشتی، قادری، صابری، نقشبندی، سہروردی، ثم دیوبندی پر صیہونی کا جام چڑھاتے ہوئے نازل ہوا۔

گویا قرآن حکیم کی یہ آیت غلط ہے کہ

الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی۔

ترجمہ۔ خدا نے دین کو کامل کیا اور اپنی نعمتیں تمام کر دیں۔

حضور سرورِ کائنات ؐ نے جو دین برحق پیش کیا، وہ ناقص تھا، اس کی تکمیل پاکستان سے ہوئی۔ اس لئے کہ اس دین مبین میں پاکستان ہی کی کمی تھی جو آج پوری ہوئی۔

اللہ اللہ! شیطان بھی کیسا بہروپیا ہے، مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لئے کیسے کیسے روپ بدلتا ہے۔

بہروپئے ہیں سارے   یہ رہنما ہمارے

پھر فرمایا کہ

"جس طرح ایک گاڑی کو انجن کی ضرورت ہے
اسی طرح ایک قوم کو سیاسی رہنما کی ضرورت
ہے، جو مسٹر جینا کے پیکر میں اس کو مل گیا ہے"

حیدرآباد کا وظیفہ جس قوم نے مقرر کرایا ہے، اس کے مفاد کے لئے اپنے تئیں جاپانی شیخ الہند ثابت کرنے کے واسطے اس کے علاوہ عثمانی صاحب کچھ اور کہہ ہی نہیں سکتے کہ آخر حق نمک اور بہروپ کی بھی تو لاج رکھنی تھی۔

اسلام کی تیرہ سو سالہ تاریخ مسٹر جینا کے کیرکٹر اور اسلام سے کوئی تعلق نہ رکھنے والے قائد گمراہ سے خالی ہے۔

قرآن حکیم نے جس جماعت یا فرد کو مسلمانوں کی رہبری کے لئے پسند کیا ہے، اس کے لئے اسلام ہی کو کسوٹی قرار دیا۔ جس سے مسٹر جینا کو کوئی نسبت نہیں ہے، کوئی واقفیت نہیں ہے، اور جن کی نظیر اسلام کے بدترین دور میں بھی تلاش کرنے سے نہیں ملتی۔ یزید و حجاج سفاح وغیرہ ان سے زیادہ مذہب سے واقف تھے۔

مسلمانوں میں سیاسی رہنماؤں کی کوئی کمی نہیں ہے، جو کردار کے لحاظ سے مسلمان ہیں، اور مسٹر جینا کو برسوں سیاست کا سبق پڑھا سکتے ہیں، اور اعداد و شمار سے یہ ثابت کر چکے ہیں کہ بحیثیت ایک وکیل کے انہوں نے جب بھی کسی مقدمہ کی پیروی کی ناکام ہوئے۔ بحیثیت سیاسی لیڈر کے ۱۹۳۷ء کا الیکشن ان کا زندہ کارنامہ ہے۔ جس میں اکثریتی صوبوں کے مسلمانوں کو شکست کھانی پڑی اور نااہلی کا ثبوت دیا گیا، اور اب اقلیتی صوبوں کے مسلمانوں کو قربانی کا بکرا بنایا جا رہا ہے۔

پھر فرمایا کہ

"لیگ کے تمام ذمہ دار افراد یہ اعلان کر چکے
ہیں کہ پاکستان میں اسلامی حکومت ہوگی قرآن
اور اسلام کے احکام کے تحت ہر حکم نافذ کیا
جائے گا"

اس سے زیادہ جھوٹ، اس سے زیادہ فراڈ، اس سے زیادہ بے ایمانی، دھوکہ دہی علماء کے لباس میں شیطان نے بھی نہ کی ہوگی۔ لعنت اللہ علی الکاذبین۔

ایک ہی ہفتہ گذرا کہ مسٹر جینا نے عثمانی سے لیگی کونشن میں اعلان کیا کہ

"پاکستان میں جمہوری حکومت ہوگی"

اس سے پہلے بارہا تمام ذمہ دار لیگی رہنما اعلان کر چکے ہیں کہ

"پاکستان کی جمہوریت میں غیر مسلم برابر کے حصہ
دار ہوں گے"

لیکن عثمانی صاحب جانتے تھے کہ سامراج کے ایجنٹوں کی پول کھل چکی ہے۔ پاکستان کے جادو کا اثر اتر رہا ہے۔ اور مسلمان کو گمراہ مذہب کے نام پر ہی کیا جا سکتا ہے۔ اس لئے جھوٹوں کے گرو گھنٹال نے مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے اعلان کیا کہ "پاکستان میں مذہبی حکومت ہوگی"

حالانکہ اب لیگ میں مولوی کی وہ وقعت نہیں رہی ہے جو انتخاب کے وقت تھی، اور ان سے صفائی سے کہہ دیا گیا کہ تم کچھ مفید ثابت نہیں ہوئے، اور وہ وقت قریب ہے کہ جس طرح حضرت مولانا مدنی سے کام لینے کے بعد دھتکار دیا گیا تھا اور اس پر فخر کا اظہار کیا گیا تھا کہ

"ہم نے مولویت کو ختم کر دیا وہ اب کبھی زندہ
نہیں ہو سکتی"

مگر مولویت کا کابوس لیگ پر مسلط رہا، اور یہ مولویت کی سخت جانی تھی کہ اس نے لیگ کی اس گندہ گردی کے باوجود پاکستان

کے خلاف ۹۰ فیصدی ووٹ حاصل کئے، جس کو عثمانی صاحب اس طرح چھپا رہے ہیں، جس طرح ایرانی المذاق مولوی بچوں کی محبت کو چھپایا کرتے ہیں۔ یا زناکار عورت حرام کے حمل کو چھپانے کی ناکام کوشش کرتی ہے۔

مولوی عثمانی کی یہ تقریر جھوٹ کا پلندہ دھوکہ بازی کا پشتارہ ہے، جس کو اسلام سے کوئی واسطہ نہیں، جس میں تعلیم اسلام کا کوئی شائبہ نہیں۔

جس مکاری، جس دلیری سے اس تقریر میں جھوٹ بول کر مذہبی لباس پہن کر مسلمانوں کو دھوکہ دیا گیا ہے، اس کی نظیر بمشکل ملے گی۔

سچ ہے جس کا کھائیں گے، اس کا گائیں گے۔ سامراج کے یہ چلتے پھرتے پوسٹر یہ نہ کرتے تو اور کیا کرتے۔؟

لیگ کا نعرہ جنگ

مسلم لیگ کے ٹکٹ پر جو ممبر کامیاب ہوئے تھے ان سب کا اجلاس دہلی کے عربک کالج ہال میں ہوا۔ ہندوستان ٹائمز کے نامہ نگار کی "شرارت" دیکھئے کہ اس نے پہلے روز کی کارروائی کے ساتھ یہ بھی لکھدیا کہ نماز کے لئے جلسہ ملتوی نہیں ہوا۔ حالانکہ پنڈال کے سامنے بہت ہی خوب صورت مسجد بنی ہوئی ہے۔

اس "شرارت" پر لیگی حلقوں میں اظہار ناراضی کیا جا رہا ہے۔ حالانکہ اس کو معلوم نہ تھا کہ مولانا ظفر علی خاں صاحب کراچی کے اجلاس کانگریس سے علیحدہ ہوئے تھے۔

کم بخت ہندو ہوکر، ہندو اخبار کا نامہ نگار ہوکر یہ شرارت کرتا ہے کہ لیگ کے جلسہ کو نماز کے لئے ملتوی نہ ہونے کا تذکرہ کرتا ہے۔ جانتا نہ تھا کہ ویزلین سے چمکنے والے چہروں اور کف کالروں اور استری والی پینٹ کا کیا حال ہوتا۔ یہ نماز تو کافر کانگریسی مسلمان پڑھتے ہیں۔ لیگ کے اپٹو ڈیٹ اسلام میں . . . . . . اس دقیانوسیت کی گنجائش کہاں۔؟

لیگ کے مسلمانوں کی کتنی بڑی حماقت ہے کہ وہ مسجد میں اپنے قائد اعظم کو دیکھنا چاہتے ہیں۔ یہ سب مشرک کانگریسی اور غدار معلوم ہوتے ہیں۔ جو کاکٹیل پارٹیوں کلب گھروں میں داد عیش دینے والوں کو مسجدوں میں ہندوؤں کو خوش کرنے کے لئے دیکھنا چاہتے ہیں۔ مسلمانوں کا محبوب قائد اعظم اپنی زندگی میں یہ نہیں ہونے دے گا۔ اس کو شہنشاہ پاکستان کے دلفریب نعروں سے اتنا وقت کہاں بچتا ہے کہ وہ مسجدوں میں جائے۔

بہرحال مسلم لیگ کے ممبروں کا یہ جلسہ ہوا، اور لیگی نقطۂ نظر سے کامیاب جلسہ تھا، جو

نشستند، گفتند، برخواستند

پر حسب دستور ختم ہو گیا۔

البتہ کانگریس کی دھمکیوں میں ایک اور اضافہ ہوگیا۔ پاکستان لے کے رہیں گے پر مہر تصدیق ثبت ہوگئی۔

لیگ کے اس نعرہ جنگ

کی پشت پر عوام کی کتنی طاقت ہے، اور پاکستانی فوج کے یہ سورما کتنی دیر میدان میں ڈٹ کر مقابلہ کر سکتے ہیں۔ اس کا اندازہ حکومت کو رشید ڈے کے گرفتار شدگان میں سے اکثر کی بہادری کا مقدمات میں دلچسپ حرکات سے ہوگیا ہے۔ مسٹر جناح نے اگر کانگریس کی تحریک کی طرح ڈٹ کر سول نافرمانی کی۔ یا بکریوں کی طرح پٹنے سے انکار کرتے ہوئے مسلح فوج سے مسلح مقابلہ کیا، تو ان کو بھی تجربہ ہو جائے گا کہ یہ بڑھ بڑھ کر ڈینگیں مارنے والے کے گھٹنے مدافعت کرتے ہیں۔

حکومت کے سامنے لیگ کی زندگی ہے، لیگ کی قوت عمل ہے اور ۹۰ فیصدی رائے دہندگان ہیں۔ اس کے برعکس ہندوستان کی وہ رائے عامہ ہے، جو اگست ۱۹۴۲ء میں اپنی طاقت کا مظاہرہ کرچکی ہے، اور اگر ہندوستان کی آزادی کو ٹالا گیا تو اس سے زیادہ جوش و قوت تنظیم سے میدان میں آنے کیلئے تیار ہے، جو کانگریس کی آرگنائزیشن کا بارہا امتحان کرچکی ہے ایک غلط فہمی۔

جن

خریدار صاحبان کی میعاد خریداری اس مہینہ میں ختم ہو رہی ہے ان میں

ایک آپ بھی ہیں، اور آپ کا نمبر خریداری . . . . ہے

اگر آپ سال آئندہ کیلئے خریدار رہنا چاہیں، تو کم سے کم دو نئے خریدار فراہم کر دیجئے اور سب کی قیمت آج ہی دفتر رسالہ پیشوا دہلی کو روانہ کر دیجئے اور اگر خدا نخواستہ کسی وجہ سے آپ خود سال آئندہ کیلئے خریدار رہنا پسند نہ کریں تو از راہ کرم اسی وقت ایک پوسٹ کارڈ منیجر رسالہ پیشوا کے نام لکھ دیجئے کہ سال آئندہ کے لئے خریداری منظور نہیں۔ آپ کے اس کارڈ کے وصول ہونے پر آپ کا نام رجسٹر [illegible]

احکام القرآن

(قرآنی احکام پر ایک لاجواب کتاب جو صرف قارئین پیشوا کے لئے لکھی گئی)

(از حضرت علامہ آغا رفیق صاحب بلند شہری)

(گذشتہ سے پیوستہ)

سورۂ کہف کے احکام و مسائل

(۱۹۱)

وکالت مشروع ہے

فابعثوا احدکم بورقکم هذہ الی المدینة فلینظر ایها ازکیٰ طعاما فلیأتکم برزق منه ولیتلطف ولا یشعرن بکم احدا

اب تم میں سے کوئی یہ روپیہ لے کر شہر کی طرف جائے، اور دیکھے کہ کہاں اچھا کھانا ہے اور اسے لے کر چپکے سے چلا آئے، اور کسی کو تمہاری خبر نہ ہونے دے۔

تفسیر:- یہ آیت اصحاب کہف کے قصہ کی ہے، موضوع سے صرف اتنا ہی کم تعلق رکھتا ہے۔ واقعہ یہ ہوا کہ اصحاب کہف جب غار میں پناہ گزیں ہو گئے تو خدا نے ان پر نیند طاری کر دی اور وہ تین سو نو سال تک سوتے رہے، پھر بیدار ہوئے، اور بھوک لگی، آپس میں انہوں نے جن کی تعداد نو تھی کہا کہ اپنے میں سے کسی کو کھانا لانے کے لئے شہر بھیجو، چنانچہ ان میں سے ملیخا نامی ایک شخص روپیہ لے کر کھانا لانے کے لئے گیا۔ یہ واقعہ شہر طرطوس کا ہے۔

یہ لوگ یعنی اصحاب کہف اپنے ساتھ زر نقد لے گئے تھے یہ دلیل ہے اس بات کی کہ مصارف خورد و نوش کا سفر میں لے جانا متوکلین علی اللہ کے نزدیک جائز ہے۔ ایک بزرگ نے جو بیت اللہ کی زیارت کے لئے جا رہے تھے۔ فرمایا اس سفر میں صرف دو چیزوں کی ضرورت ہے۔ ہمیانی (زر نقد) اور خدا پر توکل۔

آیت سے معلوم ہوا کہ اصحاب کہف نے اپنی جماعت میں سے ایک شخص کو سامان خورد و نوش کی خریداری کا وکیل بنایا۔ اور اصول کے قاعدہ پر اس آیت سے وکالت کا مشروع ہونا ثابت ہو جاتا ہے، وکالت کے مفصل احکام کتب فقہ میں دیکھیں۔

(۱۹۲)

یاجوج ماجوج کا خروج علامات قیامت میں سے ہے

قال هذا رحمة من ربی فاذا جاء وعد ربی جعله دکا۔ وکان وعد ربی حقا

یہ میرے رب کی مہربانی سے کام ختم ہوا، لیکن جب میرے رب کا وعدہ قیامت آپہنچے گا تو وہ اسے ریزہ ریزہ کر دے میرے رب کا وعدہ سچا ہے۔

تفسیر:- یہ آیت ذوالقرنین اور یاجوج ماجوج کے واقعہ سے تعلق رکھتی ہے، ذوالقرنین دیوار کو تعمیر کر کے کہا "یہ دیوار میرے پروردگار کی رحمت ہے، جب میرے پروردگار کا وعدۂ قیامت آپہنچے گا، خدا اس دیوار کو ریزہ ریزہ کر دے گا، اور یاجوج ماجوج نکل پڑیں گے، اور میرے پروردگار کا وعدہ سچا ہے ضرور پورا ہو کر رہے گا۔ سورۂ انبیاء میں اس مضمون کے الفاظ یہ ہیں کہ "یاجوج ماجوج کھولے جائیں اور وہ ہر بلندی سے پھسلتے ہوئے چلے آئیں، اور وعدہ قیامت قریب آپہنچے"۔

یاجوج ماجوج یافث بن نوحؑ کی اولاد ہیں۔ ایک عجیب روایت یہ بھی ہے کہ آدمؑ کو احتلام ہوا تھا اور مادۂ منوی خاک میں مل گیا تھا، اس سے یہ قوم پیدا ہوئی تھی، یہ روایت لغو بھی ہے اور باطل بھی، اس لئے کہ انبیاء کو احتلام نہیں ہوتا۔ اس قوم کی شکل و صورت میں اختلاف ہے۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ ان میں سے بعض کے قد ایک بالشت اور بعض کے کچھ زیادہ ہیں۔ ایک حدیث کے الفاظ یہ ہیں کہ ان کے قد ملک شام کے طویل و تناور درختوں کے برابر ہیں، جن کی طوالت ایک سو بیس گز تک کی ہوتی ہے، ان میں سے بعض کا طول و عرض برابر ہے، اور بعض کے کان اتنے بڑے ہیں کہ جب وہ لیٹتے ہیں تو دوسرا ان پر سو رہتا ہے۔ یہ لوگ دو پہاڑوں کے درمیان رہتے تھے اور قریب کے علاقوں کی

مزروعہ زمینوں کی سبزیاں کھا جاتی تھی، اور جب کھیتی پک کر تیار ہو جاتی تھی تو اس کو کاٹ کر لے جاتی تھی، اور جس قدر مواشی ملتے تھے ان کو پکڑ لے جاتی تھی۔ ذوالقرنین جب سیاحت کرتے ہوئے اس علاقہ میں پہنچے تو یہاں کے لوگوں نے یاجوج ماجوج کی ان سے شکایت کی، اور ایک دیوار بنا دینے کی استدعا کی۔ یاجوج ماجوج کو اس علاقہ میں داخل ہونے سے روکنے کے لئے ذوالقرنین نے پہاڑوں کے درمیان ایک مضبوط دیوار بنا دی۔ اسی دیوار کی نسبت ذوالقرنین نے مذکورہ بالا الفاظ کہے ہیں۔ یعنی یہ کہ جب خدا کا وعدہ قیامت آ پہنچے گا، تو خدا اس دیوار کو ریزہ ریزہ کر دے گا، اور یاجوج ماجوج سیلاب کی طرح نکل پڑیں گے، اور پھر زمین میں وہی فساد برپا کریں گے جو پہلے کرتے تھے۔ بعض مفسرین نے یہ بھی لکھا ہے کہ یاجوج و ماجوج دو قسم کے ہیں، ایک بہت دراز قامت اور دوسرے نہایت پستہ قد۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ قیامت کے قریب جب دیوار ریزہ ریزہ ہو جائے گی تو یاجوج و ماجوج نکل پڑیں گے، دریا کے پانی کو پی جائیں گے، اور درختوں اور انسانوں کو کھا جائیں گے، لیکن مکہ، مدینہ اور بیت المقدس میں داخل نہ ہو سکیں گے۔ پھر خداوند تعالےٰ ان کے جسم میں ایک کیڑا پیدا کرے گا جو ان کے کانوں میں داخل ہو جائے گا، اور اسی سے ان کی موت واقع ہوگی۔

سورہ مریم کے احکام و مسائل

(۱۹۳)

صراط حق ہے

وان منکم الا واردھا۔ کان علی ربک حتما مقضیا ثم ننجی الذین اتقوا و نذر الظلمین فیہا جثیاہ

لوگو! تم میں سے ایسا کوئی نہیں ہے، جو جہنم سے ہو کر نہ گذرے یہ ایک وعدہ فیصل شدہ تیرے رب پر لازم ہے، پھر پرہیزگاروں کو ہم بچا لیں گے، اور ظالموں کو ہم اس میں گھٹنوں کے بل چھوڑ دیں گے۔

تفسیر:۔ جب سورہ حجر کی یہ آیت نازل ہوئی وان جہنم لموعدہم اجمعین یعنی ان سب کے لئے جہنم وعدہ گاہ ہے تو حضور، فاطمہؓ، عائشہؓ، ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ اور سلمیٰؓ بہت روتے اور قبرستان بقیع میں جا کر خوب گریہ وزاری کی۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی، جس میں بتایا گیا کہ ہر شخص جہنم پر سے گذرے گا لیکن پرہیزگاروں کو ہم دوزخ سے بچا لیں گے۔

آیت کے متعدد معنے ہیں۔ چند اس موقع پر لکھے جاتے ہیں۔ وان منکم میں اگر کفار مخاطب ہیں تب تو آیت صاف اور واضح ہے یعنی یہ کہ تمام کافر جہنم میں وارد ہوں گے۔ اس صورت میں ثم ننجی المومنین کا مطلب یہ ہوگا کہ پرہیزگاروں کو کفار کے جہنم میں پہنچ جانے کے بعد جنت میں لے جایا جائے گا۔ یہ مطلب نہ ہوگا کہ اول پرہیزگار دوزخ میں جائیں گے، اور پھر ان کو وہاں سے نجات مل جائے گی۔

اور اگر منکم کے خطاب میں کافر اور مومن دونوں شامل ہیں تو مومنین کے جہنم میں ورود کا مطلب صرف دخول ہوگا۔ چنانچہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضؓ صحابی سے اس آیت کا مطلب پوچھا گیا، تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہؐ سے یہ سنا ہے کہ ورود سے مراد صرف دخول ہے یعنی کوئی نیک و بد بندہ ایسا نہ ہوگا جو دوزخ میں داخل نہ ہوگا۔ اور مومن کے لئے دوزخ برد و سلامتی بن جائے گی، جیسے کہ آگ حضرت ابراہیمؑ پر گلزار بن گئی تھی۔ رہا خداوند تعالےٰ کا یہ ارشاد کہ اولئک عنہا یعنی مومن دوزخ سے دور رہیں گے، اس سے مراد عذاب دوزخ ہے دوزخ نہیں۔ یا یہ مطلب ہے کہ مومن کے سامنے دوزخ رکھی جائے گی یعنی دکھائی جائے گی، نہ تو وہ اس میں داخل ہوں گے اور نہ ان کو اس میں گرایا جائے گا۔ جس کا قرینہ آیت کا اگلا جملہ ونذر الظلمین فیہا جثیا ہے۔ یا یہ مراد ہے کہ دنیا میں جہنم کی گرمی کا ذائقہ بخار کی صورت میں مومن کو چکھایا جائے گا۔ جیسا کہ حضورؐ نے فرمایا ہے، بخار مومن کے لئے دوزخ کا ایک حصہ ہے، یا مراد ورود سے اس پل پر سے ورود ہے جو جہنم کے اوپر قائم ہوگا۔

غرض آیت سے اس موقع پر یہ مقصود ہے کہ صراط سے عبور حق و ثابت ہے، یعنی ہر نیک و بد بندہ صراط سے گذرے گا نیک گذر کر جنت میں چلا جائے گا اور کافر دوزخ میں گر جائے گا مفسرین نے دوزخ و جنت اور صراط کی یہ صورت بیان کی ہے کہ دوزخ نیچے کے درجے میں ہے اور جنت اوپر کے درجے میں، اور دونوں کے درمیان صراط ہے جو شخص شرک سے بچے گا وہ صراط سے گذر کر اوپر کے درجہ یعنی جنت میں پہنچ جائے گا اور جو شخص کافر ہوگا وہ صراط سے گذر نہ سکے گا، دوزخ میں

کر بیٹھے گا۔

صراط کی نسبت مختلف روایات پائی جاتی ہیں۔ ان پر بحث چونکہ ہمارے موضوع سے خارج ہے، اس لئے ان کا ذکر نہیں کیا گیا۔

سورۂ طٰہٰ کے مسائل و احکام

(۱۹۴)

قضا نماز کے ادا کرنے کا بیان

وانا اخترتك فاستمع لما یوحیٰ اننی انا الله لا الٰه الا انا فاعبدنی واقم الصلوٰۃ لذکری	ہم نے (اے موسیٰ) تجھے پیغمبری کے لئے پسند کر لیا ہے، اب جو ارشاد ہوتا ہے اسے کان لگا کر سُن۔ میں ہی اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ میری عبادت اور میری یاد میں نماز پڑھا کر۔

تفسیر:۔ وادیٔ مقدس طوٰے میں حضرت موسیٰؑ کے ساتھ جو واقعہ پیش آیا تھا، یہ اس کی ایک آیت ہے۔ پورا قصہ اس آیت سے پہلے اور آیت کے بعد قرآن مجید میں درج ہے۔ آیت کے معنے یہ ہیں کہ اے موسیٰ ہم نے دونوں جہان کے لوگوں میں سے تم کو پیغمبری کے لئے منتخب کیا ہے۔ تم غور سے خدا کے اس حکم کو سنو کہ میں ہی اللہ ہوں۔ میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ تم میری وحدانیت کا اعتراف کرو، اور صرف میری ہی عبادت کرو، اور میری محبت میں نماز کو پڑھا کرو۔

آیت کے آخری جملے لذکری کے بہت سے معانی مفسرین نے بیان کئے ہیں۔ بعض کہتے ہیں لذکری سے مراد نماز کے اذکار ہیں، بعض کہتے ہیں نماز کا ذکر قدیم کتب الٰہیہ میں کیا جا چکا ہے تم اس کو قائم رکھو۔ بعض کہتے ہیں کہ نماز پڑھا کرو تاکہ تم اس کے مستحق ہو جاؤ کہ میں مدح و ثنا کے ساتھ فرشتوں میں تمہارا ذکر کروں۔ بعض کہتے ہیں نماز خاص طور پر میری یاد میں پڑھا کرو کسی غیر کی نہیں۔ بعض کہتے ہیں نماز پڑھا کرو مجھ کو یاد رکھنے کے لئے، تاکہ تم مجھ کو کسی وقت بھولو نہیں۔ بعض کہتے ہیں میرے ذکر کے اوقات میں نماز پڑھا کرو۔ یعنی نماز کے مقررہ اوقات میں، بعض کہتے ہیں نماز بھول جانے کے بعد جس وقت یاد آئے اس

وقت پڑھ لیا کرو، حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص سو جائے اور نماز کا وقت گزر جائے، یا کوئی نماز کو بھول جائے تو بیدار ہونے یا یاد آنے پر نماز پڑھ لے، اس کا یہی وقت ہے۔ اگر ان تمام معانی میں سے آخری معنی کو مراد لیا جائے، تو اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ قضا نماز کو ادا کیا جائے، اور یہ شرعی حکم ہے، فقہا نے اس مسئلہ کو اس آیت سے نہیں حدیث سے ثابت کیا ہے۔ لیکن آیت سے بھی یہ مسئلہ ثابت ہو جاتا ہے سورۂ فرقان میں اس مسئلہ پر تفصیل سے بحث کی جائے گی۔

(۱۹۵)

نماز کے اوقات کا بیان

فاصبر علی ما یقولون و سبح بحمد ربک قبل طلوع الشمس و قبل غروبها و من آناء اللیل فسبح و اطراف النهار لعلک ترضیٰ

اے محمدؐ تو ان کافروں کی باتوں پر صبر کر اور اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کر آفتاب نکلنے کے پہلے اور اس کے غروب ہونے کے پہلے اور اوقات شب میں اور دوپہر دن کے کناروں میں بھی تسبیح کر تاکہ اس کا صلہ پا کر تو خوش ہو جائے۔

تفسیر:- آیت کا مطلب یہ ہے کہ کفار اے محمدؐ! تمہاری نسبت جو کچھ کہتے ہیں تم اس پر صبر کرو اور اپنے پروردگار کی حمد کے ساتھ تسبیح کرو۔ یعنی خدا کی توفیق و اعانت پر نمازیں خدا کی حمد کرو سورج نکلنے سے پہلے یعنی نماز فجر پڑھو اور آفتاب غروب ہونے سے پہلے یعنی ظہر و عصر کی نماز پڑھو، اور رات کے کچھ حصے اور دن کے اطراف میں یعنی عشا اور مغرب و فجر کی نمازیں پڑھو۔ نماز فجر کا بیان خصوصیت کے اعتبار سے مکرر کیا گیا ہے۔ تاکہ ان اوقات میں نماز پڑھنے سے تم کو خدا کی طرف سے ایسا صلہ ملے، جو تم کو خوش کردے۔

امام زاہدؒ کہتے ہیں قبل طلوع شمس سے مراد فجر کی نماز ہے، اور قبل مغرب سے مراد عصر کی، اور رات کی نماز سے عشا کی نماز مراد ہے اور اطراف نہار سے مراد ظہر و مغرب کی اس لئے کہ ظہر دن کے پہلے حصہ کا کفارہ ہے، اور مغرب دن کے آخری حصہ کا کفارہ۔ مختصر یہ کہ اس آیت سے پانچوں نمازوں کے اوقات معلوم ہوتے ہیں۔

ادب نبوی صلعم

(حضور سرورِ کائنات کی سیاسی، اخلاقی، معاشرتی تعلیم پر ایک لاجواب تصنیف)

(از حضرت علامہ آغا رفیق صاحب بلند شہری)

(گذشتہ سے پیوستہ)

غرض اپنے اپنے موقع پر تعریف کرنا یا تعریف سے خاموش رہنا دونوں باتیں بہتر و مستحسن ہیں، اس وقت تک کہ ان سے مقصود فائدہ پہنچانا ہو، لیکن اگر کسی کی تعریف خوشامد اور چاپلوسی کی غرض سے کی جائے، یا کسی کی تعریف ایسے اعمال سے کی جائے، جو اس میں نہیں پائے جاتے، یا کسی کی تعریف اس غرض سے کی جائے کہ اس کو بے وقوف بنا کر فائدہ اٹھایا جائے، تو اس قسم کی تعریف ممنوع و ناجائز ہے، اور ایسی تعریف کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ انسان مغرور و متکبر ہو جاتا ہے طغیان و سرکشی کے جذبات اس میں پیدا ہو جاتے ہیں۔ نفاق و ذلت ایسی تعریف سے سرسبز ہوتے ہیں، اور انتہا یہ کہ خود تعریف کرنے والا حقیر و ذلیل ہو جاتا ہے، جھوٹ پر دلیر نظر آتا ہے، اور لوگوں کے غیض و غضب بلکہ نفرت کی آماجگاہ بن جاتا ہے، اور اس کا سبب یہ ہے کہ جب انسان کسی کی تعریف کرتا ہے تو ضمیر کے خلاف الفاظ استعمال کرتا ہے، اور ایسی باتیں ممدوح کی شان میں کہتا ہے جو اس میں نہیں پائی جاتیں۔ یہاں تک کہ ایک فاسق و فاجر انسان کی تعریف وہ ایک بہترین مسلمان کی مانند کرتا ہے۔ حضرت انس رضؓ فرماتے ہیں اذا مدح الفاسق غضب الرب فاسق کی تعریف کرنا غضب الٰہی کا موجب ہے۔ حضرت حسنؓ فرماتے ہیں من دعا لظالم بطول البقاء فقد احب ان یعصی اللہ فی الارض جو شخص ظالم کے لئے زیادتی عمر کی دعا کرتا ہے، وہ گویا اس بات کو پسند کرتا ہے کہ زمین پر خدا کی نافرمانی کی جائے۔

اگر تعریف کرنے والا صحیح تعریف کرے، اور تعریف مذکورہ بالا تمام آفات سے پاک ہو تو تعریف میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی جب تعریف کی جاتی تھی، تو آپ یہ فرمایا کرتے تھے۔

اللّٰھم اغفرلی ما لا یعلمون	اے اللہ نا واقفیت سے لوگ
ولا تؤاخذنی بما یقولون	میری نسبت جو کچھ کہتے ہیں،
واجعلنی خیرا مما یظنون	اس سے مجھ کو معاف فرمادے
	جو کچھ لوگ کہتے ہیں اس پر مجھے

مواخذہ نہ کر، میری نسبت جو کچھ لوگوں کا خیال ہے، مجھ کو اس سے بہتر بنا دے۔

(۱۰۴۳)

پیشاب کی چھینٹوں سے نہ بچنا اور چغلی کھانا گناہ ہے

عن ابن عباس رضؓ قال	ابن عباس رضؓ کہتے ہیں، حضورؐ
مر النبیؐ بحائط من حیطان	مدینہ یا مکہ کے ایک باغ کے قریب
المدینۃ او مکۃ فسمع صوت	سے گذرے اور دو انسانوں
انسانین یعذبان فی قبور	کی آوازیں سنیں جن پر ان کی قبروں میں
ھما فقال النبیؐ یعذبان	عذاب کیا جا رہا تھا، اور فرمایا
وما یعذبان فی کبیر ثم	ان پر عذاب کیا جا رہا ہے
قال بلٰی کان احدھما لا	اور کسی بڑے گناہ پر نہیں، اس
یستتر وفی روایتہ لا یستبرئ	کے بعد آپ نے فرمایا: ہاں ان
وفی اخری لا یستنزہ من	میں سے ایک تو پیشاب سے نہ
بولہ وکان الاخر یمشی	بچتا تھا یا پیشاب سے پاکی حاصل نہ
بالنمیمۃ رواہ البخاری وغیرہ	کرتا تھا یا پیشاب کی چھینٹوں سے
	اپنے آپ کو نہ بچاتا تھا، اور دوسرا
	چغل خور تھا۔

تشریح الفاظ:۔ الحائط باغ فی کبیر یعنی کسی ایسے کام میں نہیں جس کا کرنا دشوار ہو یا جس سے بچنا یا دور رہنا مشکل ہو بلکہ ہاں وہ کام اگرچہ ظاہر میں بڑا نہیں ہے لیکن انجام کے اعتبار سے نہایت اہم ہے یعنی خطرناک ہے۔ دوسرے الفاظ میں اس کا مطلب یہ بھی ہے کہ اگرچہ لوگ اس کو معمولی بات سمجھتے ہیں، لیکن خدا کے نزدیک وہ بڑی بات ہے یستتر پردہ کرنا یا پردہ ڈالنا یعنی وہ شخص اپنے اور پیشاب کے درمیان کوئی چیز حائل نہ رکھتا تھا یعنی پیشاب کی چھینٹوں یا قطرات سے بچتا نہ تھا۔ یستبرئ پاکی حاصل کرنا یستنزہ پیشاب کی چھینٹوں اور قطرات سے دور نہ رہتا تھا النمیمہ لوگوں کے درمیان ایسا کلام نقل کرنا یا کسی کی ایسی بات بیان کرنا جس سے اس کو

اذیت پہنچے یا ضرر لاحق ہو۔

تشریح معانی۔ اس حدیث میں حضور نے ہم کو یہ بتایا ہے کہ بعض گناہ ایسے ہوتے ہیں جن کو انسان معمولی سمجھ کر ان کی پروا نہیں کرتا یا چھوٹا گناہ خیال کر کے اس کے ارتکاب سے نہیں ڈرتا۔ یا اس کو قابل توجہ خیال نہیں کرتا۔ حالانکہ انجام کے اعتبار سے وہ بڑا گناہ ہوتا ہے اور اس کی سزا اتنی سخت ہوتی ہے کہ اس سے اس کی اہمیت بہت بڑھ جاتی ہے۔

اس قسم کے گناہوں میں سے ایک گناہ پاخانہ پیشاب کرنے وقت پردہ کا نہ کرنا ہے۔ یعنی انسانوں کے سامنے حیوانوں کی طرح برہنہ ہو کر پیشاب یا استنجا نہ کرنا، حیا و شرم کو بالائے طاق رکھ دینا اور جو کرم و شرافت خداوند تعالیٰ نے انسان کو بخشا ہے، اس کو ضائع کر دینا اور حیوانوں کی طرح اپنے آپ کو حقیر و ذلیل ثابت کرنا اور انہیں گناہوں میں سے ایک گناہ پیشاب کے چھینٹوں یا قطرات سے اپنے کپڑوں یا جسم کو نہ بچانا ہے، یعنی انسان کا اس قدر بے احتیاط ہونا کہ پیشاب کی چھینٹوں اور قطرات سے اپنے کپڑوں یا جسم کو نہ بچائے اور پیشاب کرتے وقت چھینٹیں کپڑوں یا جسم پر پڑیں یا پیشاب کے بعد قطرات کو ڈھیلے سے خشک نہ کرے یا پانی سے عضو کو نہ دھوئے، ایسا کرنا گویا اپنے آپ کو ناپاک رکھ کر لوگوں کی نظروں میں حقیر و ذلیل بنانا ہے، اور ساتھ ہی نماز و عبادت کرنا پاک کپڑوں یا جسم سے ادا کر کے ان کو فاسد کرنا۔ اور انہیں گناہوں میں سے ایک گناہ چغلی ہے، یعنی دوستوں اور عزیزوں کے درمیان ایسی باتیں پہنچانا جن سے ان کو ضرر پہنچے اور ان کی محبت و دوستی میں فرق آجائے۔ یا کسی کے ایسے اسرار کو ظاہر کرنا جن کے اظہار کو وہ برا سمجھتا ہے خواہ زبانی خواہ تحریری۔

حضور نے چغل خور کی نسبت فرمایا ہے۔

لا یدخل الجنة نام	چغل خور جنت میں داخل نہ ہوگا۔
احبکم الی اللہ احاسنکم اخلاقا الموطئون اکنافا الذین یالفون ویولفون وان ابغضکم الی اللہ المشاؤن بالنمیمة المفرقون بین الاخوان	تم میں سے خدا کے نزدیک محبوب ترین وہ شخص ہے جس کے اخلاق اچھے ہوں، جو اپنے شانوں کو جھکائے رہیں، جو الفت کریں اور الفت رکھیں اور مبغوض شخص اللہ کے نزدیک وہ ہے جو چغلی کھاتے پھریں، اور جو بھائیوں کے درمیان جدائی ڈالیں۔

حضرت حسن نے فرمایا ہے۔

من نم الیک نم علیک	جو تجھ سے چغلی کھاتے تجھ پر بھی چغلی کھائے گا۔

ان ارشادات سے یہ واضح ہو کہ چغل خور سے بغض و نفرت کرنی چاہیئے، اس کے قول پر اعتماد نہ کرنا چاہیئے، اور اس کی دوستی اور محبت کو دہشت سمجھنا چاہیئے اور اس سے انسان تجھ کو کیونکر نفع پہنچ سکتا ہے۔ جبکہ اس کی عادت غدر و بے وفائی کی بات اور لوگوں کے درمیان فتنہ و فساد ڈالنا ہے۔

چغلی اصل میں زبان کی آفت ہے۔ مسلمان کا فرض ہے کہ وہ اس سے اپنے کو بچائے، زبان سے سچی اور مفید بات کہے۔ حق کو شعار بنائے۔ لوگوں سے محبت کرے۔ لوگوں کی بھلائی کے کام کرے اور جن باتوں سے مسلمانوں کو ضرر پہنچتا ہو ان سے دور رہے۔

---

(۱۰۴)

قرآن کی حفاظت کرو

عن ابی موسی الاشعری قال قال صلی اللہ علیہ وسلم تعاهدوا القرآن فوالذی نفسی بیده لهو اشد تفصیا من الابل فی عقلها رواه البخاری ومسلم	ابو موسیٰ اشعری رضہ کہتے ہیں حضور نے فرمایا ہے "خبرگیری کرو قرآن کی۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ وہ (قرآن) جلد نکل جاتا ہے سینہ سے بہ نسبت نکل جانے اونٹ کے اپنی رسی سے۔

تشریح الفاظ۔ تعاہدوا القرآن۔ قرآن کی حفاظت کرو یعنی اس کی تلاوت کرتے رہو۔ تفصیا نکل جانا۔ چھوٹ جانا مراد اس موقع پر قرآن کا سینہ سے نکل جانا یا یاد نہ رہنا ہے۔ العقل وہ رسی جو اونٹ کے گھٹنے میں باندھی جاتی ہے۔

تشریح الفاظ۔ قرآن مجید ہماری اسلامی شریعت کا قانون، ہماری مرنی زبان کا قاموس۔ اور ہماری زندگی میں ہمارا مقتدیٰ اور امام ہے قرآن ہی سے ہم ہدایت پاتے ہیں۔ قرآن ہی سے تمام دینی و دنیوی امور کے احکام حاصل کرتے ہیں، اور قرآن ہی سے ہم کو اوامر و نواہی کا علم حاصل ہوتا ہے۔ قرآنی حدود کے اندر ہم قیام کرتے ہیں۔ قرآن ہی کے بتائے ہوئے طریقوں پر چلنے اور اتباع کرنے سے ہم کو سعادت نصیب ہوتی ہے، اور قرآن ہی کے طریقوں سے روگردانی ہماری بدبختی کی موجب ہے، اس لئے ہمارا فرض ہے کہ ہم قرآن کی حفاظت کریں یعنی اس کو حفظ کریں، اس کی تلاوت کریں [illegible] اس کو

پڑھا جاتے رہیں۔

حضورؐ نے قرآن کو اونٹ سے تشبیہ دی ہے۔ یعنی اگر اونٹ کو باندھ کر رکھا جائے گا تو وہ بھاگنے سے محفوظ رہے گا، اور یوں ہی چھوڑ دیا جائے گا تو بھاگ جائے گا۔ یہی کیفیت قرآن مجید کی ہے یعنی جب تک مسلمان اس کی تلاوت کرتا رہے گا، خلوت اور جلوت میں اس کی آیات پڑھتا رہے گا، اس وقت تک وہ محفوظ رہے گا۔ اور جب اس کی تلاوت کرنا بھول جائے گا، اور اس کا خیال تک نہ رہے گا، اور جس قدر زیادہ عرصہ تک اس سے غافل رہے گا، اسی قدر نسیان بڑھتا جائے گا، اور پھر اس کا حفظ کرنا بڑی مشقت کا موجب ہوگا۔

یہ حدیث خداوند تعالےٰ کے اس ارشاد کے موافق ہے۔

انا سنلقی علیك قولا ثقیلا	عنقریب اے محمدؐ ہم تجھ پر ایک بڑے بھاری حکم کا بوجھ ڈالنے والے ہیں۔

اے مسلمان! ہر وقت قرآن کو پیش نظر رکھ۔ گفتگو میں کاروبار میں۔ تنہائی میں اور مجمع میں قرآن کو پڑھتا رہ، یعنی کسی وقت قرآن سے غافل نہ ہو۔

(۱۵۰)

گناہ اور قرض سے پناہ مانگنے کا بیان

عن عائشۃؓ ان رسول اللہ صلعم کان یدعوا فی الصلوٰۃ ویقول اللھم انی اعوذ بك من الماثم والمغرم فقال قائل ما اکثر ما تستعیذ یا رسول اللہ من المغرم فقال ان الرجل اذا غرم حدث فکذب ووعد فاخلف رواہ البخاری	عائشہ رضؓ کہتی ہیں حضورؐ نماز میں یہ دعا کیا کرتے تھے "اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں گناہ سے اور قرض سے" ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ قرض سے بہت پناہ مانگا کرتے ہیں حضورؐ نے فرمایا آدمی جب قرض دار ہوتا ہے تو جھوٹی بات کہتا ہے، اور وعدہ خلافی کرتا ہے۔

تشریح الفاظ:- اعوذ۔ تجھ سے التجا کرتا ہوں۔ تیری پناہ چاہتا ہوں۔ الماثم۔ گناہ۔ المغرم قرض۔

تشریح معانی:- معاصی خدا کے محارم یا حدود ہیں جن کے ارتکاب سے خدا نے اپنے مومن بندوں کو منع فرمایا ہے۔ یہاں تک کہ ان

کے قریب تک جانے کی ممانعت کی ہے اور قرض (خدا اس کی ذلتوں سے مسلمانوں کو بچائے) ایک ایسا بوجھ ہے جو انسان کی گردن کو جھکا دیتا ہے، اور سخت اذیت پہنچاتا ہے۔ بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ اکثر اوقات قرض انسان کو فقیر بنا دیتا ہے، اور ذلیل کر دیتا ہے۔ اسی وجہ سے حضور ؐ نے ان دونوں چیزوں سے خدا کی پناہ طلب کی ہے، اور نماز میں اکثر ان سے پناہ طلب کرتے رہے ہیں۔ یہاں تک کہ جب صحابہ کو اس کا علم ہوا، تو ان میں سے ایک نے حضور ؐ سے اس کا سبب دریافت کیا یعنی یوں پوچھا کہ یا رسول اللہ ؐ کیا بات ہے آپ نماز میں اکثر قرض سے پناہ طلب فرمایا کرتے ہیں، اس کے جواب میں حضور ؐ نے فرمایا کہ اس کا سبب یہ ہے کہ جب انسان قرض لے لیتا ہے، تو اپنے افلاس اور تنگی کو لوگوں سے چھپاتا ہے، اس لئے کہ دشمن اس کی تحقیر و تذلیل نہ کریں۔ دوست اس سے کنارہ کش نہ ہو جائیں، اور قرض خواہ اس پر سخت تقاضہ نہ کریں، چنانچہ اس سلسلہ میں قرضدار مکر و فریب کو اپنا شیوہ بنا لیتا ہے، اور اپنی مالی کمزوری کو خوشنما اور دلفریب الفاظ سے چھپانے کی کوشش کرتا ہے۔ اس لئے کہ ان لوگوں کو اس کی حالت کا علم نہ ہو جائے، اور لوگ اس کے فقر و افلاس سے آگاہ نہ ہو جائیں۔ وہ لوگوں کو سنانے اور اپنی ساکھ کو قائم رکھنے کے لئے کہتا پھرتا ہے کہ فلاں مقام پر میری جائداد ہے جس سے اتنا فائدہ ہوتا ہے، فلاں تجارت میں میرا روپیہ لگا ہوا ہے، جس میں فائدہ کے سوا کبھی نقصان نہیں ہوتا۔ اور ہر سال ہزاروں روپیہ اس سے نفع ہوتا ہے۔ اور فلاں فلاں شخص پر میرا اتنا اتنا روپیہ واجب الادا ہے۔ یا فلاں فلاں شخص میرے مقروض ہیں۔ اسی کے ساتھ وہ یہ بھی کہتا رہتا ہے کہ میرے دست کرم و سخا سے فقرا و مساکین متمتع ہوتے رہتے ہیں اور میں نے بہت سے آدمیوں کا اتنا قرض ادا کیا ہے جس کے ادا کرنے سے وہ عاجز تھے۔ مختصر یہ کہ وہ اسی قسم کی باتوں سے لوگوں کو اطمینان دلایا کرتا اور اپنی ساکھ کو قائم رکھنے کی تدبیریں کیا کرتا ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ تمام باتیں جھوٹی اور مکر و فریب ہوتی ہیں۔ آخر ایک روز مکر و فریب اور کذب و افترا کا یہ پردہ چاک ہو جاتا ہے، اور لوگوں کو اس کی حقیقت کا علم ہو جاتا ہے، اور قرض خواہ اس سے سختی کے ساتھ اپنے روپے کا مطالبہ شروع کر دیتے ہیں۔ یہ حالت دیکھ کر قرضدار ادائیگی کا وعدہ کرتا ہے، ادائیگی کا وقت مقرر کرتا ہے، اور قسمیں کھا کھا کر یقین دلاتا ہے اور پھر جب وعدہ کا وقت گذر جاتا ہے، تو مجبور ہو کر قرض خواہ کی خوشامد کرتا اور مزید مہلت کا طالب ہوتا ہے۔ مہلت مل جاتی ہے اور وقت پھر گذر جاتا ہے، اور قرض ادا نہیں ہوتا۔ قرض خواہ سختی کرتا ہے تو پھر ایک اور مہلت طلب کی جاتی ہے، اور یقین دلایا جاتا ہے کہ اب کی مرتبہ وعدہ خلافی نہ ہوگی۔ ایک دفعہ اور آزما لیا جائے لیکن یہ تمام وعدے جھوٹے ہوتے ہیں، اور اس سلسلے میں وہ جتنا اطمینان دلاتا ہے، وہ مکر و فریب ہوتا ہے، اس لئے کہ وہ قرض ادا کرنے کے قابل نہیں ہوتا، وہ خود دانہ دانہ کو محتاج ہوتا ہے، قرض کہاں سے ادا کرے۔

(باقی آئندہ)

سالکان طریقت

(مقالات صوفیائے کرام پر ایک اہم اور مستقل کتاب جو صرف پیشوا کیلئے لکھی گئی)

(سید عزیز حسن دہلوی)

(گذشتہ سے پیوستہ)

(۲۶۶)

خدا ایک کے دس دیتا ہے

ابو جعفر بن خطاب نے جن کو بعض ابدال کہتے ہیں، بیان کیا کہ ایک روز ہمارے گھر کے دروازہ پر ایک شخص نے آکر سوال کیا، میں نے اپنی بیوی سے پوچھا: "تمہارے پاس کوئی چیز ہے" بیوی نے کہا: "چار انڈے ہیں"۔ میں نے کہا: "ان انڈوں کو سائل کو دیدو"۔ بیوی نے انڈے سائل کو دے دیئے۔ تھوڑی ہی دیر گذری تھی کہ ایک شخص آیا اور انڈوں کی ایک ٹوکری ہدیہ کے طور پر پیش کی۔ میں نے وہ ٹوکری بیوی کو جاکر دی اور کہا: "شمار کرو کتنے انڈے ہیں"؟ بیوی نے شمار کرکے بتایا کہ تیس انڈے ہیں۔ میں نے کہا: "تجھ پر افسوس ہے تو نے سائل کو چار انڈے دیئے تھے اور یہ تیس ہیں یہ کیا حساب ہے، (یعنی ایک کے دس کے حساب سے چالیس ہونے چاہیئے تھے"۔ بیوی نے کہا: "انڈے تو چالیس ہی ہیں، لیکن دس ٹوٹے ہوئے ہیں"

راوی واقعہ کا بیان ہے کہ ابو جعفر رحم کی بیوی نے تین انڈے سائل کو دیئے تھے اور ٹوکری میں تیس انڈے تھے۔ ایک اور شخص کا بیان یہ ہے کہ بیوی نے جو چار انڈے دیئے تھے ان میں ایک انڈا ٹوٹا ہوا تھا اس لئے ٹوکری میں تیس سالم انڈے اور دس ٹوٹے ہوئے تھے۔

اسی سلسلہ کا ایک اور واقعہ یہ ہے کہ ایک عورت نے ایک فقیر کو ایک روٹی خیرات دی، اور پھر اپنے شوہر کا کھانا لے کر جو باغبان تھا باغ کو چلی، اس کا بچہ اس کے ساتھ تھا، راستہ میں ایک درندہ آیا اور بچہ کو اٹھاکر منہ میں رکھ لیا، عورت نے درندے کے سر پر لکڑی ماری اور بچہ اس کے منہ سے نکل پڑا، اور عالم غیب سے یہ آواز آئی: تو نے ایک لقمہ خیرات کیا تھا، اس کے بدلے میں اپنے بچہ کو لے لے لقمہ کے برابر لقمہ ہو گیا۔

---

(۲۶۷)

مجاہدین پر خرچ کرنا بہترین اجر رکھتا ہے

حضرت جنید بغدادیؒ فرماتے ہیں، ایک دفعہ میں کسی جنگ میں شریک ہوا اور میرے پاس لشکر کے افسر نے کچھ مال بھیجا۔ میں نے وہ مال لے لیا لیکن بعد میں مجھ کو وہ لینا ناگوار ہوا اور میں نے اس کو مجاہدین کی ضروریات پر خرچ کر دیا۔ اس کے بعد میں ایک روز ظہر کی نماز پڑھ کر بیٹھا ہوا غور و فکر میں تھا کہ یکایک مجھ پر غفلت طاری ہوئی۔ اور میں سو گیا، خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک مقام پر شاندار محل تیار کئے جا رہے ہیں، اور ان کو بہترین چیزوں سے آراستہ کیا جا رہا ہے میں نے لوگوں سے پوچھا: "یہ محل کن کے لئے تعمیر ہو رہے ہیں"؟ انہوں نے کہا: "ان دولت مندوں کے لئے جنہوں نے اپنا مال مجاہدین پر خرچ کیا ہے"۔ میں نے پوچھا: "کیا ان میں سے مجھ کو بھی کوئی محل ملے گا"؟ لوگوں نے کہا: "وہ عالیشان قصر تمہارا ہی ہے"۔ میں نے دیکھا تو یہ قصر تمام محلوں سے بڑا اور خوب آراستہ تھا۔ میں نے پوچھا: "یہ فضیلت مجھ کو کیوں کر حاصل ہوئی کہ اتنا بڑا اور بہترین قصر میرے لئے تیار کیا گیا ہے"؟ لوگوں نے کہا: "یہ سارے محل تو ان لوگوں کے لئے ہیں جنہوں نے اپنی دولت کو ثواب کی توقع سے خرچ کیا ہے اور ان کی توقع کے موافق ہی ان کے محل بنائے گئے ہیں لیکن تم نے اپنا مال اس توقع سے خرچ نہیں کیا ہے، بلکہ خدا کے خوف اور شرمساری کے ساتھ خرچ کیا ہے، اور پھر یہ ندامت بھی اس میں شامل ہے کہ تم نے یہ مال کیوں لیا تھا، اس لئے خداوند تعالےٰ نے تمہارا اجر دوگنا کر دیا اور یہ محل عطا فرمایا"۔

(۲۶۸)

راہِ خدا میں خرچ کرنے کا اجر

بیان کیا جاتا ہے کہ مقام رے میں ایک حاکم بہت مالدار تھا عشرۂ محرم کے دن اس کے پاس ایک فقیر آیا اور کہا: خداوند تعالیٰ -

آپ کو عزت دے۔ میں ایک فقیر ہوں اور عیال رکھتا ہوں، آپ کے پاس اس غرض سے آیا ہوں کہ آپ اس روز کی عظمت کا خیال کرکے مجھ کو دس سیر روٹیاں اور دس پانچ سیر گوشت اور دو درہم مرحمت فرما دیجئے۔" حاکم نے جواب دیا: "تم ظہر کے بعد آنا۔" وہ شخص ظہر کے بعد آیا تو حاکم نے عصر کے بعد کا وقت بتا دیا (یعنی ٹال دیا) عصر کے وقت آیا تو انکار کر دیا۔ فقیر مایوس و نامراد لوٹ کر جا رہا تھا کہ اس نے ایک مسیحی کو دیکھا جو اپنے مکان کے دروازے پر بیٹھا ہوا تھا۔ فقیر نے اس سے کہا: "اس دن کی عظمت کے خیال سے خدا کے لئے میری کچھ مدد کیجئے۔" مسیحی نے پوچھا: "آج کا دن کیسا ہے؟" فقیر نے عشرۂ محرم کے چند فضائل بیان کئے جن کو سن کر مسیحی نے کہا: "مانگو کیا مانگتے ہو، میں اس روز کی عظمت کی قسم کھا کر کہتا ہوں تمہارے سوال کو رد نہ کروں گا۔" فقیر نے روٹیوں، گوشت اور دو درہموں کا ذکر کیا۔ مسیحی نے اس کو دس بوریاں گیہوں کی، ڈھائی من گوشت، دس درہم عطا کئے اور کہا: "جب تک میں زندہ ہوں اس دن کی حرمت کے صدقہ میں ہر مہینہ تجھ کو اتنا دیا کروں گا۔" فقیر یہ سامان لے کر چلا گیا، اسی روز رات کو حاکم نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص پکار کر اس سے کہہ رہا ہے: "اپنا سر اٹھا کر دیکھ۔" حاکم نے سر اٹھا کر دیکھا تو اس کو ایک عالیشان قصر نظر آیا جس کی ایک اینٹ چاندی کی اور ایک سونے کی تھی، ایک اور قصر پر اس کی نظر پڑی جو سرخ یاقوت کا تھا اور جس کے اندر سے باہر کی تمام چیزیں اور باہر سے اندر کی تمام چیزیں نظر آتی تھیں۔ پھر ایک شخص نے پکار کر کہا: "یہ دونوں قصر تیرے لئے تھے، اگر تو اس فقیر کی حاجت کو پورا کر دیتا جب تو نے اس سے انکار کر دیا تو یہ دونوں قصر فلاں مسیحی کو مل گئے۔" صبح کو حاکم حیران و پریشان اٹھا اور اس مسیحی کے پاس پہنچ کر پوچھا: "کل تم نے کون سا نیک کام کیا تھا؟" مسیحی نے کہا: "کیوں کیا بات ہے؟" حاکم نے خواب کا واقعہ بیان کیا اور کہا "تم اپنے اس عمل خیر کو جو تم نے فقیر کے ساتھ کیا میرے ہاتھ ایک ہزار درہم میں بیچ ڈالو۔" مسیحی نے کہا: "میں ساری دنیا کے عوض بھی اپنے اس عمل کو فروخت نہیں کر سکتا۔" اس کے بعد مسیحی نے کہا: "خداوند تعالیٰ کا معاملہ اپنے نیک بندوں کے ساتھ کتنا اچھا ہے۔" یہ کہہ کر اس نے کلمۂ شہادت لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھا اور مسلمان ہو گیا۔

(۲۶۹)

خدمت مخلوق بہترین اجر رکھتی ہے

حبیب عجمیؒ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنی جان کو خداوند تعالیٰ سے چار مرتبہ چالیس ہزار درہم میں خرید کیا ہے۔ میں نے پہلی مرتبہ دس ہزار درہم نکالے اور خدا کی راہ میں خرچ کرکے خداوند تعالیٰ سے عرض کیا: "اے پروردگار میں نے ان دس ہزار درہم کے عوض اپنی جان کو تجھ سے خرید کیا ہے۔" اس کے بعد دس ہزار درہم اور نکالے اور خیرات کرکے خدا سے عرض کیا: "پروردگار اگر تو نے میرے اس صدقہ کو قبول فرما لیا ہے، تو یہ دس ہزار اس کے شکرانہ میں ہیں۔" اس کے بعد دس ہزار درہم اور نکالے اور خدا کی راہ میں خرچ کرکے عرض کیا: "پروردگار! اگر تو نے پہلی اور دوسری خدمت کو قبول نہ کیا ہو تو یہ تیسری خدمت ہے اس کو قبول فرما۔" اس کے بعد دس ہزار درہم اور نکالے اور خیرات کرکے عرض کیا: "پروردگار! اگر پچھلی تمام خدمات کو تو نے قبول کر لیا ہو تو یہ اس کا شکرانہ ہے۔"

بیان کیا جاتا ہے کہ ایک مرتبہ سخت قحط پڑا اور لوگ بھوکوں مرنے لگے، حبیب عجمیؒ نے تاجروں سے کافی غلہ خرید کیا، اور بھوکوں پر تقسیم کر دیا، پھر چند تھیلیاں سی کر تیار کیں، اور ان کو سرہانے رکھ کر خدا سے دعا کی اور لیٹ رہے، تھوڑی دیر بعد تاجران غلہ آئے اور روپیہ طلب کیا، آپ نے سرہانے سے بھری ہوئی تھیلیاں نکال کر تاجروں کو دے دیں، اور انہوں نے شمار کیا تو زر نقد ان کے مطالبہ کے موافق تھا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ حبیب عجمی کی بیوی نے آٹا گوندھ کر رکھا تھا، اور روٹی پکانے کے لئے پڑوس سے آگ لینے کے لئے گئی تھیں کہ ایک سائل حبیب عجمیؒ کے پاس آیا۔ حبیب عجمی نے اشارہ سے کہا: "وہ آٹا رکھا ہے لے جاؤ۔" چنانچہ فقیر گندھا ہوا آٹا لے کر چلا گیا۔ تھوڑی دیر میں ان کی بیوی آئیں اور پوچھا: "آٹا کیا ہوا؟" حبیب عجمیؒ نے کہا: "لوگ پکانے کے لئے لے گئے ہیں۔" جب کئی مرتبہ بیوی نے پوچھا، تو حبیب عجمیؒ نے واقعہ بیان کر دیا۔ بیوی نے کہا: "سبحان اللہ! ہمارے لئے بھی کھانے کو کچھ ہونا چاہیئے۔" تھوڑی دیر بعد ایک شخص بڑا برتن لے کر آیا، جس میں روٹیاں اور گوشت تھا۔ بیوی نے کہا کس قدر جلدی خداوند تعالیٰ نے روٹیاں پکوا کر بھجوا دیں، اور ساتھ ہی گوشت بھی۔

شرح دیوان حافظ رح

(از سجادہ ایڈیٹر)

دیدمش دوش کہ سرمست خراماں میرفت جامِ مے بر کف و در مجلس رنداں میرفت

ترجمہ:۔ کل میں نے اس کو دیکھا کہ مست و مخمور خراماں خراماں چلا جا رہا تھا۔ ہتھیلی پر جام شراب تھا، اور رندوں کی مجلس میں جا رہا تھا۔

تشریح:۔ کل یار کو دیکھا کہ شراب کے نشہ میں مست خراماں خراماں جا رہا تھا۔ ہاتھ میں شراب کا جام تھا، اور رندوں کی مجلس کی طرف رُخ تھا۔ محبوب سے مراد مرشد کامل ہے، اور سرمستی سے مراد شراب محبت کی مدہوشی، جام مے سے مراد شراب معرفت اور مجلس رنداں سے مراد مریدوں کا اجتماع ہے۔ مراد یہ ہے کہ کل میں نے مرشد کامل کو دیکھا، جو محبت الہٰی کی شراب میں مست خراماں خراماں چلا جا رہا تھا، شراب معرفت کا جام اس کے ہاتھ میں تھا اور مریدوں کے اجتماع کی طرف رُخ تھا۔

چوں بگفتمش اے مونس دیرینۂ من سخت میگفت و دل آزردہ و پریشاں میرفت

ترجمہ:۔ میں نے اس سے جب یہ کہا کہ اے میرے قدیم دوست تو سخت و سست کہتا۔ اور رنجیدہ و پریشان جا رہا تھا۔

نقش خوارزم و خیالِ لب جیحوں میبست با ہزاراں گلہ از ملک سلیماں میرفت

ترجمہ:۔ خوارزم اور جیحوں کے کنارہ کا تصور باندھتا تھا، اور ملک سلیمان کی ہزاروں شکایتیں کرتا چلا جا رہا تھا۔

تشریح:۔ دونوں شعر قطعہ بند ہیں۔ یعنی عارف کامل سے میں نے کہا کہ تو سخت و سست کہتا اور رنجیدہ و پریشان کیوں جا رہا ہے۔ لیکن وہ خوارزم (بہشت) اور جیحوں کے کنارے یعنی حوض کوثر کے تصور میں چلا جا رہا تھا اور ملک سلیمان (یعنی دنیا کی) شکایات کرتا تھا۔ مطلب یہ ہے کہ دنیا سے وہ بہت آزردہ تھا، اس کو برا بھلا کہہ رہا تھا اور شکایات کرتا ہوا جنت اور حوض کوثر کے تصور میں محو تھا۔

بر ارادت نظر کرد با سعادت وقت بکنج میکدہ و خانۂ ارادت رفت

ترجمہ:۔ جو مبارک نظر نیک بختی حاصل کرنے کی غرض سے گیا میکدہ کے کونے میں گیا، اور ارادت کے گھر کی جانب بڑھا۔

تشریح:۔ میکدہ (شراب خانہ) سے مراد منزل عشق و محبت ہے مطلب یہ ہے کہ نیک بختی کا حصول صرف معرفت کی منزل سے ہو سکتا ہے اور ارادت و عقیدت کی زندگی سے ممکن ہے، اس لئے نیک بخت وہی ہے جو منزل عشق و معرفت کا سالک اور عقیدت و ارادت کا پروانہ ہے۔

ز رطل درد کشاں کشف کرد سالک رموز غیب کہ در عالم شہادت رفت

ترجمہ:۔ طریقت کے سالک نے دنیا میں جو اسرار غیب اور اسرار نہاں ظاہر کئے ہیں، وہ تلچھٹوں کے پیالہ سے کئے ہیں۔

تشریح:۔ رطل ایک پیمانہ کا نام ہے، اور اس سے مراد پیالہ ہے مطلب یہ ہے کہ جن لوگوں نے معرفت کی شراب کے جام چڑھائے ہیں۔ معرفت کے سالک انہیں پیالوں سے اسرار نہانی ظاہر کرتے ہیں، اور دنیا کو ان سے آگاہ کرتے ہیں۔ گویا شراب معرفت کا پیالہ جام جم کی طرح عالم غیب کے اسرار کا کاشف ہے۔

مگر بمعجزہ کوشد طبیب عیسیٰ دم چو کار ما ز گذشتہ از عیادت رفت

ترجمہ:۔ شاید کہ طبیب عیسیٰ دم کی معجزہ سے کوشش کرے، ورنہ مجھ بیمار کا کام تو عیادت کی حد سے گذر چکا ہے۔

تشریح:۔ طبیب عیسیٰ دم سے مراد وہ مرشد کامل ہے، جو خوارق العادت قوت کا مالک ہو یعنی جس طرح حضرت عیسیٰؑ کے سانس میں یہ اثر تھا کہ وہ مردہ کو زندہ اور بیمار کو اچھا کر دیا کرتے تھے، اسی طرح کی خوارق العادت قوت مرشد کامل میں بھی ہوتی ہے۔ اب میرا حال اس قدر سقیم ہے، یعنی طریق معرفت کی دشواریوں نے مجھ کو نیم جان بلکہ بے جان کر دیا ہے، اس لئے میری حالت میں اب کوئی تبدیلی اگر ہو سکتی ہے تو صرف مرشد کامل کی توجہ سے ممکن ہے۔

شراب خوردہ و خوی کردہ شدی بچمن کہ آب چہرۂ تو آتش در ارغواں انداخت

ترجمہ:۔ تو شراب پی کر اور عرق (پسینہ) لا کر کب چمن میں گیا کہ تیرے چہرہ کی آب (چمک) نے ارغوان (سرخ رنگ کے پھول) میں آگ ڈالدی۔

تشریح:۔ یعنی اے محبوب تو شراب پی کر اور اس کے خمار کے عرق کے ساتھ کب چمن میں گیا تھا کہ باغ کے پھولوں میں تو نے ارغوانی رنگ بھر دیا۔ محبوب سے مراد مرشد کامل ہے مطلب یہ ہے کہ اے شیخ طریقت معرفت کی شراب پی کر کب تو نے توجہ ڈالی اور معرفت کو دلوں میں بھر دیا کہ مریدوں کے حلقہ میں سب پر معرفت کا رنگ چھا گیا اور سب کی حالت بدل گئی۔

شرح مثنوی مولانا روم رح

(از معاون ایڈیٹر)

بود آں زن پاک دین و مومنہ ۔۔۔ سجدۂ بت می نکرد آں موقنہ

ترجمہ :- وہ عورت چونکہ پاک دین اور مومنہ تھی، اس لئے اس یقین کامل رکھنے والی نے سجدہ نہ کیا۔

طفل از و بستید و در آتش فگند ۔۔۔ زن بترسید و دل از ایماں بکند

ترجمہ :- بادشاہ نے بچہ اس سے چھین لیا اور آگ میں ڈال دیا، عورت خوف زدہ ہوئی، اور اس کے دل سے ایمان اکھڑ گیا۔

تشریح :- مولانا روم نے دوسرے یہودی بادشاہ کی جو حکایت شروع کی تھی، ضمنی امور کو بیان کرکے پھر اس کی طرف رجوع کرتے اور فرماتے ہیں کہ اس یہودی بادشاہ نے ایک عورت کو بلایا جس کا چھوٹا سا بچہ تھا، اور اس سے کہا کہ جو بت آتش کدہ کے سامنے رکھا ہوا ہے، تو اس کو سجدہ کرے، اگر تو سجدہ نہ کرے گی، تو تجھ کو اور تیرے بچہ کو آگ میں ڈال دیا جائے گا، اور آگ تم دونوں کو جلا ڈالے گی۔ عورت چونکہ اپنے دین پر کامل بھروسہ رکھتی اور مومنہ تھی، اس لئے اس نے بادشاہ کے حکم کے موافق بت کو سجدہ نہیں کیا، اور انکار کر دیا بادشاہ نے اس کے انکار سے مشتعل ہوکر بچہ کو اس کی گود سے چھین لیا اور آگ میں ڈال دیا، یہ منظر دیکھ کر عورت پر خوف طاری ہوگیا، اور اس کی ایمانی قوت متزلزل ہوگئی، یعنی اس کے دل میں یہ خیال پیدا ہوگیا کہ بت کو سجدہ کرکے اپنی جان بچالے۔ یہ وہی خندق والوں کا قصہ ہے، جس کا ذکر قرآن مجید کی سورۂ والسماء ذات البروج میں منقول ہے۔ اب رہا یہ کہ عورت جب مومنہ تھی تو جان کے خوف سے اس کے دل میں سجدہ کا خیال کیوں پیدا ہوا، یہ انسانی فطرت سے ہے، اور جب تک یہ خیال خیال رہے عمل میں نہ آئے، اسلام میں قابل معافی ہے۔

خواست تا او سجدہ آرد پیش بت ۔۔۔ بانگ زد آں طفل کانی لم امت

ترجمہ :- مومنہ نے بت کو سجدہ کرنے کا خیال دل میں قائم کیا تھا، کہ فوراً آگ کے اندر سے بچے نے پکار کر کہا: "میں زندہ ہوں"۔

تشریح :- یہودی بادشاہ نے "مومنہ عورت" سے بت کو سجدہ نہ کرنے پر اس سے اس کے بچہ کو چھین لیا، اور آگ میں ڈال دیا، یہ حالت دیکھ کر عورت کے دل میں خیال آیا کہ بت کو سجدہ کرکے بچہ کو بچا لینا چاہیئے۔ کہ فوراً بچہ نے آگ کے اندر سے پکار کر کہا: "میں مرا نہیں زندہ ہوں"۔

اندر آ ۔ اے مادر! ایں جا من خوشم ۔۔۔ گرچہ در صورت میان آتشم

ترجمہ :- اے ماں! تو بھی آگ کے اندر آجا، میں یہاں خوش ہوں، اگرچہ بظاہر آگ کے اندر پڑا ہوں۔

چشم بند است آتش از بہر حجیب ۔۔۔ رحمت است ایں سر بر آوردہ ز جیب

ترجمہ :- یہ آگ ایک قسم کی نظر بندی ہے، تاکہ غیب کا راز محفوظ رہے یہ آگ حقیقت میں رحمت ہے جس نے آگ کے گریبان سے ظہور کیا ہے۔

تشریح :- یہ آگ ظاہر میں تو آگ ہے، لیکن حقیقت میں خدا کی رحمت ہے، تاکہ دیکھنے والے اس کو آگ ہی خیال کریں، اور غیب کا راز یعنی آگ کا رحمت الٰہی ہونا محفوظ رہے۔

اندر آ ۔ مادر ۔ بہ بیں برہان حق ۔۔۔ تا ببینی عشرت خاصان حق

ترجمہ :- اماں اندر آجا اور خدا کی دلیل کو دیکھ اور یہ دیکھ کہ خاصان خدا کی عیش و عشرت کیا ہے۔

اندر آ ۔ و آب بیں آتش مثال ۔۔۔ از جہانے کآتش است آبش مثال

ترجمہ :- اماں اندر آ اور دیکھ کہ پانی آگ کی صورت میں ہے اماں تو اس جہان سے چلی آ۔ جو حقیقت میں آگ ہے اور پانی کی صورت نظر آتا ہے۔

تشریح :- آگ بظاہر آگ نظر آتی ہے، جس کا کام جلانا اور گرمی پیدا کرنا ہے۔ لیکن حقیقت میں پانی ہے جس کا کام ٹھنڈک پیدا کرنا ہے آتی اس دنیا سے چلی آ، جو پانی کی صورت میں، دکھائی دیتی ہے، اور حقیقت میں آگ ہے یعنی بظاہر راحت و آسائش اور نعمتوں کی جگہ نظر آتی ہے، لیکن حقیقت میں مہلک ہے۔

اندر آ ۔ اسرار ابراہیمؑ بیں ۔۔۔ کو در آتش یافت ورد و یاسمیں

ترجمہ :- اماں آگ کے اندر آ۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اسرار کو دیکھ، جنہوں نے آگ کو گلاب اور چنبیلی کی مانند پایا۔

تشریح :- جس طرح حضرت ابراہیمؑ کو نمرود نے آگ کے شعلوں میں ڈلوا دیا تھا، اور ان کے لئے آگ کے شعلے گلاب اور چنبیلی کے پھول بن گئے تھے، وہی کیفیت یہاں کی ہے کہ آگ ظاہر میں آگ نظر آرہی ہے، واقع میں پھولوں کا باغ ہے۔

فقرائے اسلام

(از سید عزیز حسن وہابی)

حضرت ابوبکر صدیق رضؓ

(گذشتہ سے پیوستہ)

۹۔ حضورؐ نے جب دیکھا کہ حضرت ابوبکرؓ پر محض اس وجہ سے کہ وہ ہر وقت تبلیغ واشاعت کے کاموں میں میرے ساتھ رہتے ہیں، انتہائی مظالم ہو رہے ہیں، تو آپ نے ان کو ہجرت کی نہ صرف اجازت دی، بلکہ حکم دیا۔ اور حکم محبوب کی تعمیل میں وہ مکہ سے روانہ ہوگئے۔ یمن کے راستے پر ابھی پانچ ہی منزلیں طے کی تھیں کہ قبیلہ قارہ کے سردار ابن الدغنہ نے ان کو روک لیا مکہ لے کر آیا اور قریش سے کہا: تم پر افسوس ہے، ابوبکرؓ جیسے شخص کو تم مکہ سے نکالتے ہو، جو محتاجوں کا مددگار اور مصیبت زدوں کا غمخوار ہے، ابوبکرؓ مکہ سے نکل سکتے ہیں، اور نہ ان کو نکالنا چاہیئے؟ قریش نے کہا: تم ابوبکرؓ سے یہ کہہ دو کہ وہ خدا کی عبادت گھر میں کریں شارع عام پر نہیں ہماری عورتیں اور بچے ان کی عبادت اور تلاوت قرآن سے گمراہ ہوجائیں گے؟ ابوبکرؓ پہلے شخص ہیں جن کی بحیثیت ایک مسلمان ہونے کے ایک شخص نے حمایت کی تھی، کیوں؟ اس لئے کہ ان کی روحانیت سے تمام لوگ متاثر تھے، اور یہی روحانیت ان کی عبادت اور تلاوت قرآن میں پائی جاتی تھی جس سے قریش کے بچے اور عورتیں جو مردوں سے زیادہ سادہ دل ہوتے ہیں، متاثر ہوتے تھے، کسی بزرگ کا قول ہے: خدا رسیدہ وہ ہے جس کی روحانیت کا رعب قلوب پر پڑے اور جن کی زیارت سے خدا یاد آئے: اسی سلسلہ میں حضرت ابوبکرؓ کے یہ الفاظ بھی ذہن میں رکھنے کے ہیں کہ جب ابوبکرؓ سے صبر نہ ہوسکا، تو چند روز بعد پھر گھر کے باہر نماز پڑھنے لگے اور قریش کے بچوں اور عورتوں پر آپ کی تلاوت کا اثر ہونے لگا۔ یہاں تک کہ ادھر آپ نماز میں مشغول ہوتے، اور ادھر آپ کے اطراف میں عورتوں اور بچوں کی بڑی تعداد جمع ہو جاتی۔ قریش نے یہ حالت دیکھ کر ابن الدغنہ سے شکایت کی۔ ابن الدغنہ نے حضرت ابوبکرؓ سے پوچھا، ابوبکرؓ نے فرمایا: ابن الدغنہ تم اپنی پناہ واپس لے لو میں خدا کی پناہ سے خوش ہوں:

۱۰۔ ہجرت کے وقت حضرت ابوبکرؓ حضورؐ کے ساتھ تھے اور اپنا وہ تمام زر نقد جو اسلام اور مسلمانوں کی خدمت سے بچ رہا تھا ساتھ لے لیا تھا کہ مدینہ میں حضورؐ کو کوئی تکلیف نہ ہو۔ غار کا واقعہ اور سفر کے مصائب تاریخوں میں مذکور ہیں، ان سے واضح ہوتا ہے کہ صرف حضرت ابوبکرؓ ہی تھے جنہوں نے حضورؐ کی رفاقت کے فرض کو خوبی سے ادا کیا، اور حضورؐ نے صرف آپ ہی پر اس اہم مہم میں بھروسہ کیا۔ ورنہ اعزہ، اقربا اور دوسرے مسلمانوں کی تعداد کافی تھی مگر حضرت ابوبکرؓ کو ترجیح دی گئی تھی کہ حضرت ابوبکرؓ نے خدا و رسول کے لئے اپنی ہستی کو وقف کر دیا تھا اور ان سے زیادہ خدا اور رسول کو محبوب رکھنے والا غالباً کوئی دوسرا نہ تھا، اس لئے رفاقت کا شرف خدا اور رسولؐ نے حضرت آپ ہی کو عطا فرمایا۔

۱۱۔ مدینہ کے قریب پہنچ کر جب حضورؐ نے قبا میں قیام فرمایا ہے، تو چونکہ مدینہ کے لوگ حضورؐ سے واقف نہ تھے، اس لئے جب حضورؐ اور حضرت ابوبکرؓ مشتاقان مدینہ کے اجتماع میں رونق افروز ہوئے تو سب کی نظریں حضرت ابوبکرؓ ہی کی طرف تھیں اور ابوبکرؓ ہی کو وہ رسول خدا خیال کر رہے تھے، حضرت ابوبکرؓ نے ذاتی بصیرت سے اس کو محسوس کر لیا۔ فوراً کھڑے ہوئے اور چونکہ آفتاب بلند ہوگیا تھا، اور حضورؐ کے چہرہ مبارک پر دھوپ پڑ رہی تھی، اس لئے اپنی چادر سے حضورؐ پر سایہ کر لیا، اس وقت یہ اشتباہ دور ہوا، اور عوام کی نظریں حضورؐ کی طرف متوجہ ہوگئیں۔

۱۲۔ حضورؐ نے مدینہ پہنچ کر ایک مہاجر اور ایک انصاری کے درمیان بھائی چارہ کر دیا تھا اور اس طرح تمام مہاجر انصار پر تقسیم کر دیئے گئے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ چونکہ بہت خوددار تھے اس لئے انہوں نے اس اخوت سے صرف چند ہی روز فائدہ اٹھایا، اور سکون و اطمینان حاصل ہوتے ہی جو روپیہ ساتھ لائے تھے اس سے کپڑے کی تجارت شروع کر دی اور اس تجارت کے نفع سے انہوں نے اسلام اور مسلمانوں کی معقول خدمت کی۔

۱۳۔ جنگ بدر میں جب مسلمانوں اور مشرکین قریش نے نبرد آزما ہونے کے لئے صفوں کو مرتب کیا، تو حضورؐ حضرت ابوبکرؓ

کو ساتھ لے کر اپنی قیام گاہ پر آئے، اور سجدہ میں گر کر خدا سے یوں دعا کی کہ "اے اللہ! اگر تو مسلمانوں کی اس جماعت کو ہلاک کر دے گا، تو پھر زمین میں تیری عبادت نہ کی جائے گی۔ اے اللہ! تو نے مجھ سے جو وعدہ فرمایا ہے، اس کو پورا فرما" جب سجدہ میں حضورؐ کو بہت دیر ہو گئی تو حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا: "خدا کے نبی! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، آپ نے اپنے رب سے جو دعا کی ہے اور خدا نے جو وعدہ آپ سے فرمایا ہے، وہ جلد پورا فرمائے گا" ابوبکرؓ کے یہ الفاظ سنکر حضورؐ نے دعا کو ختم کر دیا، اور فرمایا: "ابوبکرؓ لوگوں کو بشارت دے دو کہ خدا کی مدد آ گئی" اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ خدا اور رسول کے کاموں میں کس قدر دلیری اور جرأت سے کام لیتے تھے، اور خدا پر ان کو کتنا بھروسہ تھا۔

۱۴۔ غزوہ احد میں جب جنگ شروع ہوئی تو حضرت ابوبکرؓ کے بیٹے عبدالرحمن نے قریش کے لشکر سے نکل کر مسلمانوں کو خطاب کیا اور کہا: "کون ہے جو میرے مقابلہ پر آئے" یہ سنکر حضرت ابوبکرؓ نے حضورؐ سے مقابلہ پر جانے کی اجازت طلب کی، حضورؐ نے یہ فرمایا کہ: "ابوبکرؓ اپنی تلوار کو نیام میں ڈال لو اور اپنی ذات سے ہم کو متمتع ہونے دو" اور منع فرما دیا۔ اس واقعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ ذات النبیؐ کی خدمت کے لئے حضرت ابوبکرؓ کی شخصیت حضورؐ کی نظر میں کس قدر دقیع تھی۔

۱۵۔ غزوہ خندق میں حضرت ابوبکرؓ نے جس مقام پر حفاظت خندق کی اہم خدمت انجام دی تھی، حضورؐ نے وہاں ایک مسجد تیار کرا دی تھی، اور اس کا نام مسجد صدیق رکھا تھا، اس سے معلوم ہوا کہ حضورؐ حضرت ابوبکرؓ کی خدمات کی کتنی قدر کرتے تھے۔

۱۶۔ فتح مکہ کے بعد حضرت ابوبکرؓ اپنے والد حضرت ابو قحافہؓ کو لے کر آئے، اور حضورؐ کی خدمت میں بیعت اسلام کے لئے پیش کیا، حضورؐ نے فرمایا: "ابوبکرؓ! تم ان کو یہاں کیوں لے آئے۔ میں خود ہی ان کے پاس چلا جاتا" ابوبکرؓ نے فرمایا: "حضورؐ ان ہی کو آپ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہیئے تھا"۔

۱۷۔ غزوہ تبوک اسلامی غزوات میں خاص اہمیت رکھتا ہے ملک کی حالت خراب تھی، قحط پڑا ہوا تھا، اور فصلوں کی تیاری کا موسم تھا، حضورؐ نے مصارف جنگ میں امداد کی صحابہ سے درخواست کی۔ تمام صحابہ اپنی اپنی حیثیت کے مطابق زر نقد اور سامان لے کر حاضر ہوئے، حضرت عمرؓ کافی مال لے کر آئے تو حضورؐ نے پوچھا "عمرؓ! بیوی بچوں کے لئے کتنا چھوڑا؟" عرض کیا: "حضورؐ جتنا لایا ہوں۔

اکیلا چھوڑ آیا ہوں؟" اس کے بعد حضرت ابوبکرؓ نے اپنا مالی امداد پیش کی۔ حضورؐ نے پوچھا؛ "ابوبکرؓ تم اپنی بیوی بچوں کے لئے کیا چھوڑ آئے ہو؟" ابوبکرؓ نے عرض کیا؛ "حضورؐ گھر والوں کے لئے اللہ اور اس کے رسول کو چھوڑ آیا ہوں؟" اس واقعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ خدا اور رسول سے کس قدر محبت رکھتے تھے، اور اپنے دینی و دنیاوی کاموں میں خدا پر کتنا بھروسہ رکھتے تھے۔

۱۸۔ حجۃ الوداع سے واپس آنے کے بعد حضورؐ پر سورۃ اذا جاء نصر اللہ والفتح نازل ہوئی۔ صحابہؓ نے اس وحی کو سنا اور یہی سمجھا کہ جس طرح اور احکام و ہدایات نازل ہوتی ہیں، یہ بھی ہے لیکن حضرت ابوبکرؓ کی روحانیت اور بصیرت نے اس وحی کے راز کو پالیا، اور سمجھ لیا کہ فتح و نصرت اور ترقی اسلام کا مژدہ تکمیل اسلام کا ثبوت ہے، اور استحکام و تکمیل کے بعد نبوت کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ اس لئے یقیناً حضورؐ کی وفات کا وقت قریب ہے۔ اس خیال نے ابوبکرؓ کو اس قدر مغموم کیا کہ بے اختیار آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے، اور جب صحابہ کو اس حقیقت کا علم ہوا تو سب کی حالت دگرگوں ہو گئی۔ اس کے چند روز بعد حضورؐ بیمار ہوئے، اور علالت کی حالت میں مسجد میں تشریف لا کر صحابہ سے فرمایا کہ "خدا نے اپنے ایک بندے کو دنیا اور قرب الٰہی میں سے کسی ایک کو اختیار کر لینے کا حکم دیا ہے، اور اس بندے نے قرب الٰہی کو پسند کیا ہے" حضرت ابوبکرؓ نے سورۃ اذا جاء کے نزول پر جو خیال قائم کیا تھا، اس کی تصدیق حضورؐ کے ان الفاظ سے ہو گئی، اور آپ نے حضورؐ سے عرض کیا "ہم اپنے آپ کو اور اپنے والدین اور بچوں کو آپ پر قربان کر دیں گے" حضورؐ نے اس کے جواب میں فرمایا؛ "ابوبکر! سنبھلو" اس کے بعد حضورؐ نے صحابہ کو وصیت اور دعائے خیر کی اور یہ فرمایا؛ "مسجد نبوی کے اندر جن لوگوں کے مکانات کے دروازے ہیں، سب بند کر دیئے جائیں، صرف ابوبکرؓ کا دروازہ بند نہ کیا جائے" اس کے بعد آپ نے حضرت ابوبکرؓ کی نسبت فرمایا؛ "میں کسی ایسے شخص کو نہیں پاتا جو میرے نزدیک رفاقت میں احسانات کے اعتبار سے ابوبکرؓ سے بہتر ہو۔ اگر میں کسی کو خلیل (قلبی دوست) بناتا تو ابوبکرؓ کو بناتا، لیکن یہ رفاقت اور اخوت ایمانی ہے۔

(۱۹) جب حضورؐ کی علالت بڑھی اور آپ مسجد میں تشریف لا کر نماز پڑھانے کے قابل نہ رہے، تو آپ نے حکم دیا کہ حضرت ابوبکرؓ

سے کیونکہ وہ نماز پڑھا رہے تھے۔ پس حضور کی زندگی میں حضرت ابوبکرؓ نے سترہ نمازیں پڑھائیں۔ ان نمازوں کے درمیان ایک دفعہ حضورؐ کی حالت اچھی تھی تو آپ مسجد میں تشریف لائے جب کہ حضرت ابوبکرؓ امامت کر رہے تھے۔ نماز شروع ہو چکی تھی۔ حضرت ابوبکرؓ کو جب آپ کی تشریف آوری کا احساس ہوا تو آپ نے امامت کی جگہ چھوڑ کر پیچھے ہٹنا چاہا، تاکہ حضورؐ امامت فرمائیں، لیکن حضورؐ نے ابوبکرؓ کی پشت پر ہاتھ رکھ کر فرمایا "لوگوں کو نماز پڑھاؤ"۔ ابوبکرؓ بدستور اپنی جگہ پر نماز پڑھاتے رہے، اور حضورؐ نے ابوبکرؓ کی داہنی جانب بیٹھ کر ابوبکرؓ کی امامت میں نماز ادا کی۔

یہی وہ حیثیت ہے جس کو خلافت یا نیابت کہا جاتا ہے۔ حضورؐ نے اپنی زندگی ہی میں حضرت ابوبکرؓ کو اپنا جانشین مقرر کیا، اور دینی و دنیاوی دونوں قسم کی خلافت مرحمت فرمائی۔ بنا بریں حضرت ابوبکرؓ ہی حضورؐ کے سچے جانشین تھے، اور جو سلسلہ روحانی ان سے وابستہ ہے، وہی حقیقی سلسلہ ہے، جو حضورؐ کی ذات کے واسطے سے خداوند تعالیٰ تک پہنچتا ہے، بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ طریقت کے سلسلوں میں نیابت و خلافت کا جو طریقہ رائج ہے، وہ اسی واقعہ سے تعلق رکھتا ہے۔

۱۹۔ حضورؐ کی وفات کے بعد صحابہ کرام کی حالت عجیب تھی کوئی ایک شخص بھی صحیح حواس نہ رکھتا تھا۔ یہاں تک کہ حضرت عمرؓ جیسے جلیل القدر صحابی عالم خود فراموشی میں مسجد نبویؐ کے اندر کھڑے ہوئے صحابہ کو مخاطب کر کے فرما رہے تھے: "بعض منافق یہ خیال کرتے ہیں کہ حضورؐ نے وفات پائی۔ حضورؐ نے ہرگز وفات نہیں پائی۔ آپ اپنے پروردگار کے پاس اسی طرح گئے ہیں، جس طرح موسیٰ گئے تھے، اور چالیس روز بعد واپس آ گئے تھے، حضورؐ جب تشریف لائیں گے تو ان منافقوں کے ہاتھ پاؤں کاٹیں گے"۔ حضرت ابوبکرؓ مسجد میں تشریف لائے، کسی سے کچھ نہیں کہا اور مسجد کے ایک گوشے میں کھڑے ہو کر صحابہ کو ان الفاظ سے مخاطب کیا: "سنو! جو شخص محمدؐ کو پوجتا تھا، وہ جان لے کہ محمدؐ نے تو وفات پائی، اور جو شخص خدا کو پوجتا تھا وہ سمجھ لے کہ خدا زندہ ہے، اور کبھی نہ مرے گا۔ سنو! خدا نے (اپنے پاک کلام میں) فرمایا ہے کہ "محمدؐ! ایک رسول تھے، ان سے پہلے بھی رسول گذر چکے ہیں، تو کیا اگر محمد مر جائیں یا قتل کر دیئے جائیں تو تم برگشتہ ہو جاؤ گے، اور جو شخص برگشتہ ہو جائے گا، وہ خدا کو کچھ نقصان نہ پہنچا سکے گا"۔ حضرت ابوبکرؓ کی یہ تقریر سن کر صحابہ چونک پڑے

مذہبی معلومات

دربارِ مدینہ اور حبِ وطن

(از جناب مولانا محمد میاں صاحب)

عرب کا مقولہ تھی

ارض الرجل ضیرہ ودارکا وحدکا	انسان کا ملک اس کی سرزمین دودھ پلانے والی ماں ہے اس کا گھر ہے (اور مرنے کے بعد) اس کا گہوارہ ہے۔

حضرت حق جل مجدہ نے ارشاد فرمایا۔

ولقد مکنٰکم فی الارض وجعلنا لکم فیہا معایش (ع ۲ سورۃ اعراف)	ہم نے تم کو ٹھیرایا زمین میں اور تمہارے لئے زندگی و معیشت کے اسباب و ذرائع زمین میں پیدا کئے۔
منہا خلقنٰکم وفیہا نعیدکم ومنہا نخرجکم تارۃ اخرٰی (ع ۱۰-۲ پ۱۶ سورہ طہٰ)	اسی زمین سے تم کو پیدا کیا ہے اسی میں تم کو دوبارہ لوٹائیں گے اور اسی میں دوسری بار تم کو نکالیں گے۔

ارباب ملت میں مشہور ہے، حب الوطن من الایمان حب وطن جزو ایمان ہے۔

سیدنا حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے وطنِ آقا کو اپنا وطن بنالیا تھا، جب ہجرت کرکے مدینہ پہنچے، تو کچھ دنوں بعد بیمار ہوگئے، اس علالت کے دوران میں شوقِ وطن میں بار بار یہ اشعار پڑھا کرتے تھے۔

الا لیت شعری ھل ابیتن لیلۃ بواد وحولی اذخر وجلیل وھل اردن یوما میاہ مجنۃ وھل یبدون لی شامۃ وطفیل (بخاری شریف)	اے کاش معلوم ہو جائے کہ میں کوئی رات اس طرح گذار سکوں گا کہ میں وادی میں ہوں اور میرے گرداگرد (گیاہ) اذخر و جلیل ہو، اور کیا کسی دن مجنہ کے چشموں پر پہنچ سکوں گا۔ اور کیا کبھی میرے سامنے کوہ شامہ اور کوہ طفیل نمودار ہوگا۔

حضرت صدیقہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے یہ اشعار سید سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس کو پیش کیا۔ فخر موجودات صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کے جواب میں یہ دعا فرمائی، اس سے خود حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے جذبۂ وطن کا پتہ چلتا ہے۔ ارشاد ہوا:-

اللہم حبب الینا المدینۃ کما حببتنا مکۃ او اشد	اے اللہ! ہمارے اندر مدینہ کی اتنی ہی محبت پیدا کردے جتنی تو نے مکہ کی محبت دی ہے۔
وصححہا وبارک لنا فی صاعنا ومدنا وانقل حماھا فاجعلہا بالجحفۃ (بخاری شریف صفحہ ۵۵۵ ج ۱)	بلکہ اس سے بھی زیادہ، مدینہ کی آب وہوا درست فرمادے اور ہمارے لئے مدینہ کے صاع اور مد میں برکت عطا فرما، اور مدینہ کے بخار کو مقام جحفہ کی طرف منتقل فرما

ملاحظہ فرمایئے اس دعا مبارک سے وطن قدیم اور وطن جدید کی محبت، پھر اس کی اقتصادی ترقی، آب وہوا کی اصلاح کے جذبات کس طرح مترشح ہورہے ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ حفظانِ صحت نیز ترقی اور برکت کے لئے روحانی طرز اختیار کیا گیا ہے جو شانِ نبوت کے عین مناسب ہے، مگر اس کے یہ معنی نہ تھے کہ مادی طرز اختیار کرنا ممنوع ہے، چنانچہ خلفاء راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین نے مادی طریقے اختیار کرکے نہ صرف مدینہ طیبہ یا حجاز مقدس کو بلکہ سارے قلمرو کو رشکِ فردوس بنادیا۔ نہریں نکلوائیں، راستوں کی اصلاح کی، اور اس زمانہ کے بموجب تمدن کی تمام صورتیں اختیار کی گئیں (جیسا کہ کتب تاریخ میں بہ تفصیل بیان کیا گیا ہے)

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا آبائی وطن مکہ معظمہ تھا، کلمہ کی سربلندی، اور دینِ حنیف کی فلاح وبہبود کے لئے جب ترکِ وطن کی ضرورت پڑی تو آپ نے اس قربانی کو انگیز کیا، مگر قلبی اس کا اندازہ حضرت ابن عباس رض اور عبد اللہ بن عدی رض کی اس روایت سے ہوتا ہے کہ آپ فرمایا کرتے تھے۔

اے مکہ! تو خدا کا مقدس شہر ہے، تو کس قدر محبوب ہے

اے کاش تیرے باشندے مجھے نکلنے پر مجبور نہ کرتے۔ تو میں تجھ کو نہ چھوڑتا۔ (جمع الفوائد صفحہ ۱۹۵)

تاہم جب مدینہ طیبہ کو وطن بنالیا گیا تو یہ سرزمین الطاف نبوت کا مورد بنی، چنانچہ تاجدار مدینہ صلے اللہ علیہ وسلم کی دعا ہوا کرتی تھی۔

اللھم بارك لنا وانا ادعوك وثمارنا وبارك للمدينة بمثل ما دعاك لمكة بذلك لنا في صاعنا ومثل معه وسمد نا

(ترمذی شریف صفحہ ۲۲۸/۱۵)

اللھم ان ابراھیم عبدك وخلیلك ونبیك وانه دعاك لمكة.

آج تک اس سرزمین کا نام یثرب تھا مگر اب سرکار مدینہ کو یہ نام ناپسند ہے۔ کیونکہ لفظ یثرب لغوی اعتبار سے قباحت اور بربادی کا مفہوم ادا کرتا ہے۔ اب اس کا نام "طابہ" تجویز ہوتا ہے، یعنی طیبہ، پاکیزہ اور صاف ستھرا۔

ان اللہ سمی المدینة طابہ — اللہ تعالےٰ نے مدینہ کا نام طابہ رکھا ہے۔

(مسلم جمع الفوائد صفحہ ۲۱/۱۵)

من سمی المدینة یثرب — جو شخص مدینہ کو یثرب کہہ دے فلیستغفر اللہ هی طابہ هی طابہ — اس کو استغفار کرنا چاہیئے۔ یہ طابہ ہے، یہ طابہ ہے۔

(جمع الفوائد صفحہ ۲۱/۱۵)

وہی ارض وبا و تپ ملیریا والی زمین اب ارض شفا ہو چلی ہے۔ غزوہ تبوک سے کوکبہ نبوی واپس ہو رہا ہے۔ مدینہ کے باقیماندہ مرد اور بچے اس فاتح اور مبارک لشکر کے استقبال کے لئے جوق جوق آرہے ہیں۔ پیادہ پا نوجوان دوڑ رہے ہیں۔ کمزور اور گھوڑوں پر سوار ہیں، گرد و غبار سے آسمان کے نیچے ایک دوسرا آسمان بنا دیا ہے، فاتحین تبوک کے چہرے گرد و غبار سے اٹے جاتے ہیں۔ لہذا انہوں نے چہروں پر عماموں کے شملے پیٹنے شروع کر دیتے ہیں مگر سید الثقلین اپنے شملہ کو چہرۂ انور سے ہٹا دیتے ہیں، روئے مبارک کو غبار کے سامنے کرتے ہیں، اور فرماتے ہیں

والذی نفسی بیدہ ان فی غبارها شفاء من کل داء

(جمع الفوائد صفحہ ۲۰/۱)

اس کے بعد ضروری معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا حضرت خاتم المحدثین مولانا انور شاہ صاحب کشمیری کے ارشادات پر اس مضمون کو ختم کریں، کسی قدر مضمون میں تکرار ہوگا، مگر شوق تبرک ہماری نظر میں

اس تکرار کو مستحسن گردان رہا ہے۔

حضرت موصوف نے جمعیۃ العلماء ہند کے اجلاس پشاور کے خطبۂ صدارت میں فرمایا تھا:-

مجھے یہاں پر یہ بھی واضح کر دینا ضروری ہے کہ ہندوستان جس طرح ہندوؤں کا وطن ہے، اسی طرح مسلمانوں کا بھی وطن ہے ان کے بزرگوں کو ہندوستان آئے ہوئے اور رہتے ہوئے صدیاں گذر گئیں، انہوں نے اس ملک پر صدیوں حکومت کی۔ آج بھی ہندوستان کے چپے چپے پر مسلمانوں کی شوکت و رفعت کے آثار موجود ہیں جو زبان حال سے ان کی علم و ہنر پسندی، حب وطن کی شہادت دیتے ہیں، موجودہ نسل کا خمیر ہندوستان کی آب و گل سے ہے ہندوستان میں ان کی مذہبی و تمدنی عظیم الشان یادگاریں ہیں، کروڑوں روپے کی جائدادیں ہیں، عالیشان تعمیروں اور وسیع قطعات زمین کے مالک ہیں، ان کو ہندوستان سے ایسی ہی محبت ہے جیسی ایک سچے محب وطن کو ہونی چاہیئے، اور کیوں نہ ہو جبکہ ان کے سامنے اپنے سید و مولا، اپنے محبوب آقا صلے اللہ علیہ وسلم کا حب وطن میں حسنہ موجود ہے، وہ یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کفار کے جور وستم سے مجبور ہو کر حکم خداوندی کے ماتحت اپنے پیارے وطن کو معظمہ سے ہجرت کرنے کے بعد اپنے وطن مکہ معظمہ کو خطاب کر کے فرمایا، خدا کی قسم ہے کہ خدا کی تمام زمین میں سے تو مجھے سب سے زیادہ پیارا شہر ہے۔ اور اگر میری قوم تیرے اندر سے مجھے نہ نکالتی تو میں کبھی تجھے نہ چھوڑتا۔ اس کے بعد حکم الہٰی سے آپ نے مدینہ طیبہ میں سکونت فرمائی، اور ہجرت کے بعد دار الہجرت سے منتقل ہونا محبوب و مستحسن نہ تھا، اس لئے گویا مدینہ طیبہ آپ کا وطن ہو گیا، اور اس میں بحیثیت وطن رہتا تھا اس کے لئے دعا فرمائی۔

اللھم حبب الینا المدینۃ کحبنا او اشد اللھم بارك لنا فی صاعنا وفی مدنا وفی تمرنا وضعف ما جعلت بمکۃ من البرکۃ۔ بار خدایا! مدینہ کو ہمارے قلوب میں ایسا محبوب بنا دے جیسا ہم مکہ سے محبت کرتے ہیں، یا اس سے بھی زیادہ محبت دے دے۔ یا اللہ ہمارے صاع اور ہمارے مد اور ہماری کھجوروں میں برکت عطا فرما، اور یہ برکت اس برکت سے دو چند ہو جو تو نے مکہ میں عطا فرمائی ہے)

اللھم ان ابراھیم عبدك	یا اللہ بیشک تیرے بندے
وخلیلك ودعاك لاھل	اور خلیل ابراہیم نے اہل مکہ کے
مکۃ بالبرکۃ وانا محمد عبدك	لئے تجھ سے برکت کی دعا کی
ورسولك ادعوك لاھل	تھی اور میں تیرا بندہ اور رسول
المدینۃ ان تبارك	محمد ہوں اور اہل مدینہ کے
لھم فی مدھم وصاعھم	لئے تیری بارگاہ میں دعا کرتا
مثل ما بارکت لاھل	ہوں کہ ان کے مدوں اور صاع
مکۃ مع البرکۃ برکتین	میں اس برکت سے جو اہل مکہ
	کو عطا فرمائی ہے دو چند برکت

دے ایک برکت کے ساتھ دو برکتیں نازل فرما۔

سید الکونین صلے اللہ علیہ وسلم کے جذبات حب وطن یہ ہیں اور ان کے ہوتے ہوئے ناممکن ہے کہ مسلمان سچا مسلمان ہو کر اس جذبۂ حب وطن سے خالی ہو۔ پس یقین رکھئے کہ مسلمانوں کے قلوب میں وجوہ مذکورہ بالا کی بنا پر ہندوستان کے ساتھ پوری محبت ہے، اور چونکہ ہندوستان میں مسلمانوں کے ساتھ ساتھ دوسری قومیں بھی آباد ہیں، اور ہندوستان ان کا بھی وطن ہے ان کو بھی طبعی طور پر ہندوستان کے ساتھ محبت ہونی چاہیئے اس لئے تمام ہندوستانیوں کے قلوب میں ہندوستان کی آزادی کی خواہش ایک ہی مرتبہ اور ایک ہی درجہ پر ہونی لازم ہے۔

"موالات بالمشرکین" کتاب و سنّت کی روشنی میں

(از مولانا حکیم محمد صاحب آزاد انصاری مثا برجی)

آں راز کہ در سینہ نہاں است نہ وعظ است
بر دار تواں گفت، بہ منبر نتواں گفت

نوائے وقت ۱۳ جنوری ۱۹۴۶ء کے حوالہ سے مقامی لیگی اخبار ۱۲ جنوری ۱۹۴۶ء نے مسلم لیگ سیالکوٹ کے الیکشنی جلسہ کی کارروائی نہایت ہی آب و تاب سے شائع کی ہے۔ جسے پڑھ کر بے ساختہ ہنسی آئی اور یہ لطیفہ یاد آگیا کہ کسی بے نمازی نے نماز نہ پڑھنے کی دلیل یہ بیان کی تھی کہ قرآن شریف میں صاف طور پر لاتقربوا الصلوٰۃ "(نماز کے قریب نہ جاؤ) کا حکم موجود ہے۔ اسی مجلس میں ایسے بھی کوئی صاحب تھے جنہوں نے اس گمراہ سے جل کر کہا کہ "میاں اس کے بعد وانتم سکاریٰ (اگر تم حالت نشہ میں ہو) بھی تو ہے"۔ تو حضا اس بے نمازی نے کہہ دیا۔ کیا سب پر میں ہی عمل کروں! بالکل یہی حال مولانا محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی کا بھی اس انتخابی رسلنجر میں نظر آرہا ہے۔ کاش مولانا "یؤمنون ببعض الکتاب و یکفرون ببعض" کی جیتی جاگتی اور چلتی پھرتی تفسیر نہ بن جاتے، اور سادہ لوح اور مذہب سے ناآشنا حضرات کے روبرو کتمان حق کا یہ شاہکار نہ پیش فرماتے کہ یہود کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو معاہدہ کیا تھا اور جس میں رسول نے "ویٹو پاور" اسلام کے لئے محفوظ رکھا تھا، اس کی مثال دے کر ان کو ہندوستان کے مشرکین کے ساتھ معاہدہ کرنا سراسر کم فہمی کی دلیل ہے۔

اچھا حضرت! یہ نصاریٰ (انگریز) کی بول چال اور سیاست کا "ویٹو پاور" اس معاہدہ میں تو اسلام کے لئے محفوظ تھا۔ مگر حلف الفضول اور "صلح حدیبیہ" میں "ویٹو پاور" کہیں بھی نظر نہیں آتا۔ میں اس سلسلہ میں سیرۃ النبی مؤلفہ علامہ شبلی نعمانی مرحوم سے حوالہ پیش کروں گا۔ تاکہ وہ لوگ جو اردو خواں ہیں، براہ راست اسلام اور حضرت رحمۃ للعالمین کی ہمدردی و رواداری اور اصول بین الاقوامیت کو ملاحظہ کر کے فیصلہ کریں۔

حلف الفضول

"لڑائیوں کے متواتر سلسلہ نے سیکڑوں گھرانے برباد کر دیئے تھے۔ اور قتل و سفاکی موروثی اخلاق بن گئے تھے۔ یہ دیکھ کر بعض طبیعتوں میں اصلاح کی تحریک پیدا ہوئی جنگ فجار سے لوگ واپس پھرے تو زبیر بن عبد المطلب نے جو رسول صلعم کے چچا اور خاندان کے سرگروہ تھے، یہ تجویز پیش کی، چنانچہ خاندان ہاشم زہرہ اور تیم عبد اللہ بن جدعان کے گھر میں جمع ہوئے اور معاہدہ ہوا کہ ہم میں سے

ہر شخص مظلوم کی حمایت کرے گا، اور کوئی ظالم مکہ میں نہ رہنے پائے گا۔
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اس معاہدہ میں شریک تھے، اور عہد نبوت میں فرمایا کرتے تھے کہ "معاہدہ کے مقابلہ میں اگر مجھ کو سرخ رنگ کے اونٹ بھی دیئے جاتے تو میں نہ بدلتا، اور آج بھی ایسے معاہدہ کے لئے کوئی بلائے تو میں حاضر ہوں"۔

(سیرۃ النبی جلد اول صفحہ ۱۲۰)

اللہ اللہ! کیا ہمدردی اور موالات بالمشرکین پر رضامندی کا اظہار ہے! مگر آج ہم اسی برگزیدہ خلائق کے امتی ہیں، اور ظالم و جابر انگریز کو ہندوستان سے نکال دینے کے لئے ادہر ادہر کے حیلے بہانے تراشتے پھر رہے ہیں ؎

بسوخت عقل زحیرت کہ ایں چہ بوالعجبی است

صلح حدیبیہ

اسی طرح "صلح حدیبیہ" سے بھی مولانا سیالکوٹی یا ان کے ہمنوا دیگر علمار اسلام "دی ٹو پاور" اسلام کے حق میں ثابت نہیں کرسکتے۔ اس صلح نامہ میں تو یہاں تک ہوا تھا کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم کی جگہ وہی زمانۂ جاہلیت کا "باسمک اللہم" "محمد رسول اللہ" کے بجائے محمد بن عبد اللہ لکھوایا گیا تھا۔ مگر حضرت رحمت عالم نے بایں ہمہ جن شرائط پر صلح فرمائی تھی، وہ علامہ شبلی نعمانی ہی کی زبانی سنیئے۔

صلح کی شرطیں

۱۔ مسلمان اس سال واپس چلے جائیں۔
۲۔ اگلے سال آئیں اور صرف تین دن قیام کرکے چلے جائیں۔
۳۔ ہتھیار لگا کر نہ آئیں، صرف تلوار ساتھ لائیں، وہ بھی نیام میں اور نیام بھی جلبان (تھیلا) وغیرہ میں۔
۴۔ مکہ میں جو مسلمان پہلے سے مقیم ہیں، ان میں سے کسی کو اپنے ساتھ نہ لے جائیں، اور مسلمانوں میں سے کوئی مکہ میں رہ جانا چاہے تو اس کو نہ روکیں۔
۵۔ کافروں یا مسلمانوں میں سے کوئی شخص مدینہ جائے، تو واپس کر دیا جائے۔ لیکن اگر کوئی مسلمان مکہ میں جائے، تو وہ واپس نہیں کیا جائے گا۔
۶۔ قبائل عرب کو اختیار ہوگا کہ فریقین میں سے جس کے ساتھ چاہیں معاہدہ میں شریک ہو جائیں۔

(سیرۃ النبی جلد اول صفحہ ۴۱۸-۴۱۹)

ناظرین کرام ملاحظہ کریں یہاں مولانا سیالکوٹی کا وہ "دی ٹو پاور" کن لوگوں کے قبضہ میں تھا؟ آہ "مسلم لیگ" کی اندھا دھند حمایت میں کس طرح حقیقتوں کو پوشیدہ رکھنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ کیا اس کے بعد مسلمانوں نے موالات بالمشرکین نہیں کیا۔ خود علامہ شبلی مرحوم رقمطراز ہیں کہ

"اب تک مسلمان اور کفار ملتے جلتے نہ تھے۔ اب صلح کی وجہ سے آمد و رفت شروع ہوئی، خاندانی اور تجارتی تعلقات کی وجہ سے کفار مدینہ میں آتے، مہینوں قیام کرتے اور مسلمانوں سے ملتے جلتے باتوں باتوں میں اسلامی مسائل کا تذکرہ آتا رہتا تھا، اس کے ساتھ ہر مسلمان اخلاص، حسن عمل، نیکوکاری، پاکیزہ اخلاق کی ایک زندہ تصویر

تھا، جو مسلمان کہ جب تھے اس نے مسلمانوں پر کوئی سختی نہیں کی
اس سے فوراً خود ڈرا گئے۔ ۔۔۔ حرف گیٹ آتے تھے مورخین
کا بیان ہے کہ اس معاہدہ صلح سے فتح مکہ تک اس قدر کثرت
سے لوگ اسلام لائے کہ پچھلے تمام زمانے میں نہیں لائے تھے۔ حضرت خالد فاتح
شام اور عمرو بن عاص فاتح مصر کا اسلام بھی اسی زمانہ کی یادگار ہے۔
(سیرۃ النبی جلد اول صفحہ ۴۴۲)

مولانا سیالکوٹی کا عجیب دعویٰ

سنبھل کر رکھ قدم تو دشت خار میں مجنوں
کہ اس نواح میں سودا برہنہ پا بھی ہے

اب تک تو حضرت سرور کائنات کے اسوہ حسنہ کا ذکر تھا، اب
مولانا سیالکوٹی کے اس دعوے باطل پر ضرب کاری کی نوبت آتی ہے
اور چند قرآنی آیات پیش کرتا ہوں جن میں "موالات بالمشرکین" کی صاف
و صریح الفاظ میں اجازت دی گئی ہے۔

وان جنحوا للسلم فاجنح لها وتوکل علی اللہ فانہ هو السمیع العلیم وان یریدوا ان یخدعوک فان حسبک اللہ۔

اور اگر کفار تم سے صلح پر مائل ہوں تو تم بھی مائل ہو جاؤ، اور اللہ پر اعتماد کرو وہی سننے والا اور جاننے والا ہے، اور اگر یہ لوگ دھوکہ دینے کا ارادہ رکھتے ہیں تو اللہ تمہارے لئے کافی ہے۔

لا ینھاکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین ولم یخرجوکم من دیارکم ان تبروھم وتقسطوا الیہم ان اللہ یحب المقسطین

اللہ تعالےٰ تم کو ان کافروں سے بھلائی اور انصاف کرنے سے منع نہیں کرتا جنہوں نے تم سے دین کے بارہ میں جنگ نہ کی ہو اور تم کو تمہارے گھر سے باہر نہ نکالا ہو، اللہ تعالےٰ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

الا الذین عاھدتم من المشرکین ثم لم ینقصوکم شیئا ولم یظاھروا علیکم احدا فاتموا الیہم عھدھم الی مدتھم۔

مشرکین سے برات کا اعلان کر دو، مگر وہ مشرک جن سے تم نے عہد و پیمان کیا ہو، اور انہوں نے عہدوں میں کمی نہ کی ہو اور نہ تمہارے دشمنوں کی مدد کی ہو تو تم ان سے ان کے عہد کو مدت تک کے لئے پورا

پنج ہزاری انعام کا اعلان

رہ گیا مولانا سیالکوٹی کا امام الہند حضرت مولانا ابو الکلام آزاد مدظلہ اور شیخ الہند حضرت مولانا مدنی مدظلہ کے لئے پنج ہزاری منصب کا اعلان ۔۔۔؟ یہ مسخرہ پن نہیں تو اور کیا ہے، دنیا جانتی ہے، مسلمانان ہند کے یہ وہ امام اور شیخ ہیں جن کو حکومت کی فرعونی اور نمرودی طاقتیں نہ ڈرا سکیں، نہ اس کے قارونی و شدادی خزانے پائے ثبوت کو ڈگمگا سکے۔ یہ پانچ ہزار روپے آپ ہی کو مبارک۔ میں ان حضرات کا ایک ادنیٰ نام لیوا ہوں اور اعلان کرتا ہوں کہ چاندی کی ان گولیوں کی مجھ سے زیادہ آپ ہی کو حاجت ہے ان "ابیض نوری" کے عوض ایمان فروشی میرا کام نہیں۔ ہاں اعلان حق ہر حال میں مجھ پر فرض ہے اور بس سے

یہ مال و دولت دنیا یہ رشتہ و پیوند
بتان وہم و گماں لا الہ الا اللہ

إِنَّهُمْ كَانُوٓا إِذَا قِيلَ لَهُمْ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا ٱللَّهُ يَسْتَكْبِرُونَ ۝ وَيَقُولُونَ أَئِنَّا لَتَارِكُوٓا

وہ لوگ ایسے تھے کہ جب ان سے کہا جاتا تھا کہ خدا کے سوا کوئی معبود برحق نہیں تو تکبر کیا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ کیا ہم اپنے معبودوں کو ایک شاعر دیوانہ

ءَالِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُونٍۭ ۝ بَلْ جَآءَ بِٱلْحَقِّ وَصَدَّقَ ٱلْمُرْسَلِينَ ۝ إِنَّكُمْ لَذَآئِقُوا

کی وجہ سے چھوڑ دیں گے بلکہ ایک سچا دین لے کر آئے ہیں اور دوسرے پیغمبروں کی تصدیق کرتے ہیں تم سب کو عذاب

ٱلْعَذَابِ ٱلْأَلِيمِ ۝ وَمَا تُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۝ إِلَّا عِبَادَ ٱللَّهِ ٱلْمُخْلَصِينَ ۝

چکھنا پڑے گا اور تم کو اسی کا بدلہ ملے گا جو کچھ تم کیا کرتے تھے ہاں مگر جو اللہ کے خاص کئے ہوئے بندے ہیں

أُو۟لَٰٓئِكَ لَهُمْ رِزْقٌ مَّعْلُومٌ ۝ فَوَٰكِهُ ۖ وَهُم مُّكْرَمُونَ ۝ فِى جَنَّٰتِ ٱلنَّعِيمِ ۝ عَلَىٰ سُرُرٍ مُّتَقَٰبِلِينَ ۝

ان کے واسطے ایسی غذائیں ہیں جن کا حال معلوم ہے یعنی میوے اور وہ لوگ بڑی عزت سے آرام کے باغوں میں تختوں پر آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے

يُطَافُ عَلَيْهِم بِكَأْسٍ مِّن مَّعِينٍۭ ۝ بَيْضَآءَ لَذَّةٍ لِّلشَّٰرِبِينَ ۝ لَا فِيهَا غَوْلٌ وَلَا هُمْ

ان کے پاس ایسا جام شراب لایا جاوے گا جو بہتی ہوئی شراب سے بھرا جاوے گا سفید ہوگی پینے والوں کو لذیذ معلوم ہوگی نہ اس میں درد سر ہوگا اور نہ اس

عَنْهَا يُنزَفُونَ ۝ وَعِندَهُمْ قَٰصِرَٰتُ ٱلطَّرْفِ عِينٌ ۝ كَأَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَّكْنُونٌ ۝

سے عقل میں فتور آوے گا اور ان کے پاس نیچی نگاہ والی بڑی بڑی آنکھوں والی حوریں ہوں گی گویا وہ بیضے ہیں جو چھپے ہوئے رکھے ہیں

فَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ يَتَسَآءَلُونَ ۝ قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ إِنِّى كَانَ لِى قَرِينٌ ۝ يَقُولُ

پھر ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر بات چیت کریں گے ان میں سے ایک کہنے والا کہے گا کہ میرا ایک ملاقاتی تھا وہ کہا کرتا تھا

أَءِنَّكَ لَمِنَ ٱلْمُصَدِّقِينَ ۝ أَءِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَعِظَٰمًا أَءِنَّا لَمَدِينُونَ ۝

کہ کیا تو بعث کے معتقدین میں سے ہے کیا جب ہم مر جاویں گے اور مٹی اور ہڈیاں ہو جاویں گے تو کیا ہم جزا و سزا دیے جاویں گے

قَالَ هَلْ أَنتُم مُّطَّلِعُونَ ۝ فَٱطَّلَعَ فَرَءَاهُ فِى سَوَآءِ ٱلْجَحِيمِ ۝ قَالَ تَٱللَّهِ إِن كِدتَّ

ارشاد ہوگا کہ کیا تم جھانک کر دیکھنا چاہتے ہو سو وہ شخص جھانکے گا تو اس کو وسط جہنم میں دیکھے گا کہے گا کہ خدا کی قسم تو تو مجھ کو تباہ ہی کرنے

لَتُرْدِينِ ۝ وَلَوْلَا نِعْمَةُ رَبِّى لَكُنتُ مِنَ ٱلْمُحْضَرِينَ ۝ أَفَمَا نَحْنُ بِمَيِّتِينَ ۝ إِلَّا مَوْتَتَنَا

کو تھا اور اگر میرے رب کا فضل نہ ہوتا تو میں بھی ماخوذ لوگوں میں ہوتا کیا ہم بجز پہلی بار کے مر چکنے کے اب نہیں مریں گے

ٱلْأُولَىٰ وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِينَ ۝ إِنَّ هَٰذَا لَهُوَ ٱلْفَوْزُ ٱلْعَظِيمُ ۝ لِمِثْلِ هَٰذَا فَلْيَعْمَلِ

اور نہ ہم کو عذاب ہوگا یہ بے شک بڑی کامیابی ہے ایسی ہی کامیابی کے لئے عمل کرنے

ٱلْعَٰمِلُونَ ۝ أَذَٰلِكَ خَيْرٌ نُّزُلًا أَمْ شَجَرَةُ ٱلزَّقُّومِ ۝ إِنَّا جَعَلْنَٰهَا فِتْنَةً لِّلظَّٰلِمِينَ

والوں کو عمل [illegible] بھلا یہ دعوت بہتر ہے یا زقوم کا درخت ہم نے اس [illegible]

إِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِيٓ أَصْلِ الْجَحِيمِ ۝ طَلْعُهَا كَأَنَّهُ رُءُوسُ الشَّيٰطِينِ ۝

وہ ایک درخت ہے جو قعر دوزخ میں سے نکلتا ہے اس کے پھل ایسے ہیں جیسے سانپ کے پھن

فَإِنَّهُمْ لَآكِلُونَ مِنْهَا فَمَالِـُٔونَ مِنْهَا الْبُطُونَ ۝ ثُمَّ إِنَّ لَهُمْ عَلَيْهَا لَشَوْبًا

تو وہ لوگ اس سے کھاویں گے اور اسی سے پیٹ بھریں گے پھر ان کو کھولتا ہوا پانی ملا کر دیا جاوے گا اور پھر اخیر ٹھکانا

مِّنْ حَمِيمٍ ۝ ثُمَّ إِنَّ مَرْجِعَهُمْ لَإِلَى الْجَحِيمِ ۝ إِنَّهُمْ أَلْفَوْا آبَآءَهُمْ ضَآلِّينَ ۝

ان کا دوزخ ہی کی طرف ہوگا انہوں نے اپنے بڑوں کو گمراہی کی حالت میں پایا تھا پھر یہ بھی ان ہی کے قدم بقدم تیزی کے ساتھ

فَهُمْ عَلٰىٓ آثٰرِهِمْ يُهْرَعُونَ ۝ وَلَقَدْ ضَلَّ قَبْلَهُمْ أَكْثَرُ الْأَوَّلِينَ ۝ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا

چلتے تھے اور ان سے پہلے بھی اگلے لوگوں میں اکثر گمراہ ہو چکے ہیں اور ہم نے ان میں بھی ڈرانے

فِيهِم مُّنذِرِينَ ۝ فَانظُرْ كَيْفَ كَانَ عٰقِبَةُ الْمُنذَرِينَ ۝ إِلَّا عِبَادَ اللَّهِ الْمُخْلَصِينَ ۝

والے بھیجے تھے سو دیکھ لیجئے ان لوگوں کا کیسا انجام ہوا جن کو ڈرایا گیا تھا ہاں مگر جو اللہ کے خاص کئے ہوئے بندے تھے

تفسیر: (اور جب دلائل توحید میں حق تعالیٰ کا مخلوقات میں تصرفات مذکورہ پر قادر ہونا اور ان مخلوقات کا مقدور ہونا معلوم ہوگیا) تو آپ ان (منکرین بعث) سے (بطور تبکیت سوال) پوچھئے کہ یہ لوگ بناوٹ میں زیادہ سخت ہیں یا ہماری پیدا کی ہوئی یہ چیزیں (جن کا ابھی ذکر ہوا سو واقع میں یہ چیزیں زیادہ سخت ہیں کیونکہ) ہم نے ان لوگوں کو (تو ابتداء خلق آدم میں اسی معمولی) چپکتی مٹی سے پیدا کیا ہے (جس میں نہ کچھ قوت ہے نہ صلابت اور انسان جو اس سے بنا ہے وہ بھی زیادہ قوی اور صلب نہیں ہے پس جب مخلوقات قویہ صلبہ کے ابتداء خلق پر ہم قادر ہیں تو مخلوق ضعیف اور رخو کے اعادہ پر قدرت کیوں نہ ہوگی مگر باوجود ایسی دلیل واضح کے بھی یہ لوگ امکان بعث کے قائل نہیں ہوتے) بلکہ (اس سے بڑھ کر بات یہ ہے کہ) آپ تو (ان کے انکار قدرت الٰہیہ سے جو کہ نفی امکان سے لازم آتا ہے) تعجب کرتے ہیں اور یہ لوگ (انکار سے بڑھ کر آپ کے دعوے بعث سے) تمسخر کرتے ہیں اور (ظاہر ہے کہ اس دعوے کے دو جز ہیں امکان بعث اور وقوع بعث جزو اول کا اثبات دلائل عقلیہ کے یاد دلانے سے ہوسکتا ہے جن میں ایک ابھی مذکور ہوئی اَهُمْ اَشَدُّ خَلْقًا الخ اور جزو دوم کا اثبات ثبوت نبوت سے ہوسکتا ہے مگر ان کی کیفیت یہ ہے کہ) جب ان کو (دلائل عقلیہ سے امکان) سمجھایا جاتا ہے تو یہ سمجھتے نہیں اور جب یہ کوئی معجزہ دیکھتے ہیں (جو بوجہ مثبت نبوت ان کو دکھلایا جاتا ہے جس سے وقوع بعث ثابت کیا جاوے) تو (خود) اس کا ہنسی اڑاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ تو صریح جادو ہے (کیونکہ اگر معجزہ ہو تو اس سے نبوت کا ثبوت اور اس سے مدعی بعث کا صدق لازم آتا ہے اور لازم محال ہے کیونکہ) بھلا جب ہم مر گئے اور مٹی اور ہڈیاں ہوگئے تو کیا ہم (پھر) زندہ کئے جاویں گے اور کیا ہمارے اگلے باپ دادا بھی (زندہ ہوں گے) آپ کہہ دیجئے کہ ہاں (ضرور زندہ ہوگے) اور تم ذلیل بھی ہوگے (جو شخص دلیل کے بعد بھی عناداً انکار کرے اس کے لئے ایسا ہی جواب زیبا ہے آگے ثبوت مقدمات بعث پر تفریع فرماتے ہیں کہ) پس قیامت تو بس ایک للکار ہوگی (یعنی نفخۂ ثانیہ) سو (اس سے) سب یکایک (زندہ ہوکر) دیکھنے بھالنے لگیں گے اور (تحسراً) کہیں گے کہ ہائے ہماری کمبختی یہ تو وہی روز جزا (معلوم ہوتا) ہے (ارشاد ہوگا کہ ہاں) یہ وہی فیصلہ کا دن ہے جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے (آگے تفصیل ہے بعض واقعات کی کہ ملائکہ کو حکم ہوگا کہ) جمع کرلو ظالموں کو (یعنی جو بانی اور معتقدات کفر و شرک تھے) اور ان کے ہم مشربوں کو (یعنی جو ان کے ساتھ تابع تھے) اور ان معبودوں کو جن کی وہ لوگ خدا کو چھوڑ کر عبادت کیا کرتے تھے (یعنی شیاطین و اصنام) پھر ان سب کو دوزخ کا رستہ بتلاؤ (یعنی ادھر لے چلو اور پھر یہ حکم ہوگا کہ اچھا) ان کو (ذرا) ٹھہراؤ ان سے کچھ پوچھا جاوے گا

(چنانچہ ان سے یہ سوال ہوگا) کہ اب تم کو کیا ہوا کہ (عذاب کا حکم سنکر) ایک دوسرے کی مدد نہیں کرتے (یعنی متبوعین انسان ہوں یا شیاطین اپنے تابعین کی مدد نہیں کرتے جیسا دنیا میں اضلال و اغواء کے وقت تابعین کو جرأت دیتے تھے کہ اس طریق خیر کو اختیار کرو کچھ ضرر نہ ہوگا مگر اس سوال کے بعد بھی کچھ ناصر نہ ہوگا) بلکہ وہ سب کے سب اس روز سر افگندہ (کھڑے) ہوں گے اور (بجائے تناصر کے ان میں باہم تنافر اور تنازع ہوگا کہ) وہ ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر سوال جواب (یعنی اختلاف) کرنے لگیں گے (چنانچہ) تابعین (متبوعین سے) کہیں گے کہ (ہم کو تو تم نے گمراہ کیا کیونکہ) تم ہم پر (تسلط و) بڑے زور سے آیا کرتے تھے (یعنی تم ہم پر خوب زور ڈال کر ہمارے اضلال کا اہتمام اور اس میں سعی کیا کرتے تھے) متبوعین کہیں گے کہ نہیں بلکہ تم خود ہی ایمان نہیں لاتے تھے اور (ہم پر ناحق کا الزام ہے کیونکہ) ہمارا تم پر کوئی زور تو تھا ہی نہیں بلکہ تم خود ہی سرکشی کیا کرتے تھے سو (جب مرتکب کفر کے تم بھی تھے اور ہم بھی تو اس سے معلوم ہوا کہ) ہم سب ہی پر ہمارے رب کی یہ (ازلی) بات محقق ہو چکی تھی کہ ہم سب کو (عذاب کا) مزہ چکھنا ہے تو (اس کا سلسلہ یہ ہو گیا کہ) ہم نے تم کو بہکایا (جس سے تم بلا جبر ہمارے گمراہ کے با اختیار خود گمراہ ہوئے اور یہ بہر) ہم خود بھی (اپنے اختیار سے) گمراہ تھے (پس دونوں کی گمراہی کے اسباب مجتمع ہوئے جس میں تمہارا اختیار مستقل یا باب غوایت کا ایک جزو ہے پھر اپنے کو بری کرنا کیسے چاہتے ہو آگے حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جب دونوں فریق کا شرکت فی الکفر ثابت ہے) تو وہ سب کے سب اس روز عذاب میں (بھی) شریک رہیں گے (اور) ہم ایسے مجرموں کے ساتھ ایسا ہی کیا کرتے ہیں (آگے ان کے کفر و جرم کا بیان ہے کہ) وہ لوگ ایسے تھے کہ (توحید کے بھی منکر تھے اور رسالت کے بھی چنانچہ) جب ان سے (بواسطہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے) کہا جاتا تھا کہ خدا کے سوا کوئی معبود برحق نہیں تو (اس کے ماننے سے) تکبر کیا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ کیا ہم اپنے معبودوں کو ایک شاعر دیوانہ (کے کہنے) کی وجہ سے چھوڑ دیں گے (پس اس میں توحید اور رسالت دونوں کا انکار ہو گیا حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ پیغمبر نہ شاعر ہیں نہ مجنون) بلکہ (یہ پیغمبر ہیں کہ) ایک سچا دین لے کر آئے ہیں اور (اصول توحید وغیرہ میں) دوسرے پیغمبروں کی تصدیق (اور موافقت) کرتے ہیں (یعنی ایسے اصول بتلاتے ہیں جس میں سب مرسلین متفق ہیں پس وہ اصول بشہادت اجماع و براہین کاشفہ حق ہیں خیال بندی نہیں اور حق بات کا کہنا جنون نہیں اسی طرح اور امم نے اپنے انبیاء کے ساتھ اسی کے قریب قریب برتاؤ کیا یہاں بعض آیات میں صراحۃً اس امت کے کفار کا ذکر باعتبار خصوصیت مخاطبین وقت نزول قرآن کے ہو گیا آگے بیان ہے ان کو شافہۃً اس عذاب مشترک کے سنانے کا کہ) تم سب (تابع و متبوع) کو عذاب چکھنا پڑے گا اور (اس حکم میں ہم پر کوئی ظلم نہیں ہوا کیونکہ) تم کو اس ہی کا بدلہ ملے گا جو کچھ تم (کفر وغیرہ) کیا کرتے تھے ہاں مگر جو اللہ کے خاص کئے ہوئے بندے ہیں (مراد اس سے اہل ایمان ہیں کہ انہوں نے حق کا اتباع کیا اللہ تعالیٰ نے ان کو مقبول اور مخصوص فرما لیا سو) ان کے واسطے ایسی غذائیں ہیں جن کا حال (دوسری سورتوں میں) معلوم (ہو چکا) ہے یعنی میوے (جن کا ذکر سورۂ یٰس آیت لهم فيها فاكهة میں اور جن کا وصف سورۂ واقعہ آیت وفاكهة كثيرة لا مقطوعة ولا ممنوعة میں اس کے قبل نازل ہو چکا ہے کیونکہ سورۂ یٰس و واقعہ سورۂ صفّت سے نزول میں مقدم ہیں) اور وہ لوگ بڑی عزت سے آرام کے باغوں میں تختوں پر آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے (اور) ان کے پاس ایسا جام شراب لایا جاوے گا (یعنی غلمان لاویں گے کما فی الواقعة يطوف عليهم ولدان الخ) جو بہتی ہوئی شراب سے بھرا جاوے گا (کما قال تعالیٰ وانهار من خمر جس سے اس کی کثرت اور لطافت معلوم ہوتی اور دیکھنے میں) سفید ہوگی (اور پینے میں) پینے والوں کو لذیذ معلوم ہوگی (اور) نہ اس میں دردسر ہوگا (جیسا دنیا کی شراب میں ہوتا ہے جس کو خمار کہتے ہیں) اور نہ اس سے عقل میں فتور آوے گا اور ان کے پاس نیچی نگاہ والی بڑی بڑی آنکھوں والی (حوریں) ہوں گی (کما قال تعالیٰ وحور عين جن کی رنگت ایسی صاف ہوگی کہ) گویا بیضے ہیں جو پروں کے نیچے چھپے ہوئے رکھے ہیں (کہ گرد و غبار اور داغ سے بالکل محفوظ ہوتے ہیں تشبیہ محض صفائی میں ہے بوجہ عادت عرب کے کہ عورتوں کے لئے اس تشبیہ کا استعمال کیا کرتے ہیں کذا فی الروح اور خصوصیت رنگت میں تشبیہ نہیں چنانچہ سورۂ رحمٰن میں یاقوت اور مرجان سے تشبیہ دی ہے تو مختلف رنگتیں کب جمع ہو سکتی ہیں یا یوں کہا جاوے کہ سب الوان کچھ کچھ دکھتے ہوں گے) پھر (جب سب ایک جلسہ میں جمع ہوں گے تو) ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر بات چیت کریں گے (اس بات چیت کے اثناء میں) ان (اہل جنت) میں سے ایک کہنے والا (اہل مجلس سے) کہے گا کہ (دنیا میں) میرا ایک ملاقاتی تھا وہ (مجھ سے بطور تعجب)

کہا کرتا تھا کہ کیا تو جنت کے معتقدین میں سے ہے کیا جب ہم مر جاویں گے اور مٹی اور ہڈیاں ہو جاویں گے تو کیا ہم دوبارہ زندہ کئے جاویں گے اور زندہ کیے کو جزا و سزا دی جاوے گی (یعنی وہ منکر بعث تھا پس معزز وہ دوزخ میں گیا ہوگا حق تعالیٰ کا ارشاد ہوگا کہ اے اہل جنت کیا تم اس کو جھانک کر اس کو دیکھنا چاہتے ہو (اگر چاہو تو تم کو اجازت ہے) سو وہ شخص (جس نے قصہ بیان کیا تھا) جھانکے گا (خواہ اور لوگ بھی جھانکیں یا نہ جھانکیں شق اول پر اس کی تخصیص اس لئے ہے کہ باعث اذن اطلاع کا یہی ہوا اور اسی کو اشتیاق بھی زیادہ تھا اور دوسری شق پر تخصیص ظاہر ہے غرض جب جھانکے گا) تو اس کو وسط جہنم میں (پڑا ہوا) دیکھے گا (وسط کے ساتھ تخصیص ہونا ضروری نہیں اس کو یہاں دیکھ کر اس سے) کہے گا کہ خدا کی قسم تو تو مجھ کو تباہ ہی کرنے کو تھا (یعنی مجھ کو بھی منکر بعث بنانے کی کوشش کیا کرتا تھا) اور اگر میرے رب کا (مجھ پر) فضل نہ ہوتا (کہ مجھ کو خدا نے اعتقاد صحیح پر قائم رکھا) تو میں بھی (تیری طرح) ماخوذ لوگوں میں ہوتا (اس کے بعد اپنے یاران جلسہ اہل جنت سے کہے گا کہ) کیا ہم بجز پہلی بار مر چکنے کے (کہ دنیا میں مر چکے ہیں) اب نہیں مریں گے اور نہ ہم کو عذاب ہوگا (یہ بات اہل جنت سے اور اسی طرح یہی بات اس کافر ملاقاتی کے متعلق اور اس کو جھانکنا دیکھنا اس سے باتیں کرنا یہ سب جوش خوشی میں ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے سب آفات اور کلفتوں سے بچایا اور ہمیشہ کے لئے سب کچھ دیا آگے حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اے سامعین جو کچھ جنت کی نعم جسمانی و روحانی سے مذکور ہوا) یہ بے شک بڑی کامیابی ہے ایسی ہی کامیابی (حاصل کرنے) کے لئے عمل کرنے والوں کو عمل کرنا چاہئے (آگے دونوں عذاب و ثواب کا موازنہ کر کے اہل ایمان کو ترغیب اور کفار کو ترہیب فرماتے ہیں کہ اے سامعین بتلاؤ) بھلا یہ دعوت (نعیم جنت کی کہ فواکہ وغیرہا ہیں) بہتر ہے (جو اہل ایمان کے لئے ہے) یا زقوم کا درخت (جو کفار کے لئے ہے) ہم نے اس درخت کو (علاوہ عقوبت فی الآخرۃ بنانے کے دنیا میں بھی ان) ظالموں کے لئے موجب امتحان بنایا ہے (کہ اس کو سن کر تصدیق کرتے ہیں یا تکذیب و استہزاء کرتے چنانچہ کفار تکذیب و استہزاء سے پیش آئے کہنے لگے کہ زقوم تو مسکہ اور خرما کو کہتے ہیں، وہ تو خوب لذیذ چیز ہے اور کہنے لگے کہ زقوم اگر درخت ہے تو دوزخ میں کہ آگ ہے درخت کیسے ہو سکتا ہے اس کا جواب آگے فرماتے ہیں کہ) وہ ایک درخت ہے جو قعر دوزخ میں سے نکلتا ہے (یعنی مسکہ و خرما نہیں ہے اور چونکہ خود آگ ہی میں پیدا ہوتا ہے اس لئے وہاں رہنا بعید نہیں جیسا سمندر جانور کہ آگ میں پیدا ہوتا ہے اور آگ میں رہتا ہے اس سے دونوں باتوں کا جواب ہو گیا آگے اس کی ایک کیفیت مذکور ہے کہ) اس کے پھل ایسے (کریہ المنظر) ہیں جیسے سانپ کے پھن (پس ایسے درختوں سے ظالموں کی ضیافت ہوگی) تو وہ لوگ (بھوک کی شدت میں جب اور کچھ نہ ملے گا تو) اس سے کھاویں گے اور (چونکہ بھوک سے مضطر ہوں گے) اسی سے پیٹ بھریں گے پھر (جب پیاس سے بے قرار ہو کر پانی مانگیں گے تو) ان کو کھولتا ہوا پانی (غساق یعنی پیپ میں) ملا کر دیا جاوے گا اور (یہ نہیں کہ اس مصیبت کا خاتمہ ہو جاوے بلکہ اس کے بعد) پھر اخیر ٹھکانا ان کا دوزخ ہی کی طرف ہوگا (یعنی اس کے بعد بھی ہمیشہ وہاں ہی ہمیشہ کے لئے رہنا ہوگا، اور وجہ ان کی اس سزا کی یہ ہوئی کہ) انہوں نے (ہدایت الٰہیہ کا اتباع نہیں کیا تھا بلکہ) اپنے بڑوں کو گمراہی کی حالت میں پایا تھا پھر یہ بھی ان ہی کے قدم بقدم تیزی کے ساتھ چلتے تھے (یعنی شوق اور رغبت سے ان کی راہ پر چلتے تھے) اور ان (کفار موجودین) سے پہلے بھی اگلے لوگوں میں اکثر گمراہ ہو چکے ہیں اور ہم نے ان میں بھی ڈرانے والے (پیغمبر) بھیجے تھے سو دیکھ لیجئے ان لوگوں کا کیسا (برا) انجام ہوا جن کو ڈرایا گیا تھا (اور انہوں نے نہ مانا تھا کہ ان پر دنیا ہی میں کیا کیا عذاب نازل ہوا) ہاں مگر جو اللہ کے خاص کئے ہوئے (یعنی ایمان والے) بندے تھے (وہ اس عذاب دنیوی سے بھی محفوظ رہے) ف: فواکہ اور زقوم اور کاس اور حمیم باہم مقابل ہیں اور دونوں میں تناسب لون بعض مقابل ہیں اور عباد مخلصین کا استثناء ایک جگہ عذاب اخروی سے ہے ایک جگہ عذاب دنیوی سے اور انہم الفوا آباءھم کا حکم باعتبار اکثر کفار کے ہے اور ارسلنا فیہم کی تکذیب کی علت خود ان کا ضلال میں اصل ہونا اور مثل ہذا سے مراد خود ہذا ہی ہے محاورات میں اس طرح بولا کرتے ہیں اور مصاحب جنتی کا جو یہاں قصہ مذکور ہے اس کی تعیین کسی روایت صحیحہ قویہ سے ثابت نہیں اور یہ بھی ضرور نہیں کہ ساری جنت میں ایسا شخص ایک ہی ہو اور فاطلع سے ظاہراً معلوم ہوتا ہے کہ جنت اعلیٰ میں اور دوزخ اسفل میں ہے اور اس وقت باہم ایسی نسبت ہوگی کہ جھانکنے سے نظر آجاوے گا اور قال هل انتم مطلعون کا فاعل احقر نے اللہ تعالیٰ کو قرار دیا [illegible] بعض مفسرین

کے اس جنتی کو تردد نہیں ہوا کیونکہ ظاہراً بلا اذن حق تعالیٰ کے اہل جنت کا خود اپنی رائے سے متعدد معلوم ہوتا ہے اور زقوم کو بیضاوی نے لکھا ہے کہ ایک درخت کا نام ہے جس کے چھوٹے چھوٹے پتے ہوتے ہیں اور بدبودار اور تلخ ہوتا ہے تہامہ میں بکثرت پیدا ہوتا ہے اور ہندوستان میں اس کے قریب قریب تھوہر اور سینڈھ کا درخت ہوتا ہے اور تشبیہ رؤس حیات کے ساتھ بدشکلی میں ہے جیسے ہندوستان میں ایک درخت خاردار کو مشابہت شکل سے ناگ پھن کہتے ہیں اور سانپوں کو شیاطین بوجہ خبیث وایذا رسانی کے کہتے ہیں اور کفار کے استہزاء کی وجہ یہ ہے کہ زقوم لغت عربی میں اس معنے میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ لیکن شجرہ کی قید جب اس کے ساتھ مصرح ہے اصلا اس احتمال کی گنجائش نہ تھی اور یہ روایت استہزاء وتکذیب کی اور اس پر آیت انھا شجرۃ تخرج الخ کے نزول کی در منثور میں منقول ہے اور اسی مضمون کا ذکر ہے سورۂ بنی اسرائیل میں الا فتنۃ للناس والشجرۃ الملعونۃ اور چونکہ آیت انھا شجرۃ تخرج اس شبہ کے بعد نازل ہوئی ہے جیسا روایت مذکورہ میں تصریح ہے پس اس شجر کا نار میں ہونا کسی اور دلیل سے معلوم ہوا ہوگا یا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور تفسیر کے فرمایا ہوگا یا اس مضمون کو سنکر کہ شجر زقوم دوزخیوں کا طعام ہے لزوم عادی کے طور پر اس شجر کا نار میں ہونا سمجھے ہوں گے مثلاً سورۂ واقعہ کی آیت ثم انکم ایھا الضالون المکذبون لاکلون من شجر من زقوم سے جو کہ نزول میں بنی اسرائیل اور صافات سے مقدم ہے یہ جواب ہوا اور شبہ کیا ہو جس کو بنی اسرائیل میں کہ واقعہ سے متاخر ہے اجمالاً نقل کیا پھر صافات میں کہ بنی اسرائیل سے متاخر ہے اس کا جواب بھی ارشاد فرمایا اور یہ ترتیب نزول کی اتقان میں مذکور ہے واللہ اعلم اور آیت ان مرجعھم الخ کے متعلق ایک نحوی تحقیق سورۂ مومن آیت ثم فی النار یسجرون کے ذیل میں آوے گی ربط اوپر مبدا و معاد یعنی توحید و یوم الوحید کا مضمون تھا اور ختم پر لقد ارسلنا الخ میں اجمالاً مسئلہ رسالت کا اثبات تھا آگے اس اجمال کی تفصیل قصص انبیاء علیہم السلام سے فرمائی جاتی ہے اور چونکہ سب انبیاء داعی الی التوحید تھے توحید کی بھی تائید ہوگئی اور مکذبین کے ہلاک سے کفر پر استحقاق وعید بھی ثابت ہوگیا جس سے کیف کان عاقبۃ المنذرین کی تفسیر اور مسئلہ معاد کی تنظیر بھی ہوگئی۔

وَلَقَدْ نَادٰىنَا نُوْحٌ فَلَنِعْمَ الْمُجِيْبُوْنَ ۝ وَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ۝

اور ہم کو نوح نے پکارا سو ہم خوب فریاد سننے والے ہیں اور ہم نے ان کو اور ان کے تابعین کو بڑے بھاری غم سے نجات دی

وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهٗ هُمُ الْبٰقِيْنَ ۝ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ۝ سَلٰمٌ عَلٰى نُوْحٍ

اور ہم نے باقی ان ہی کی اولاد کو رہنے دیا اور ہم نے ان کے لئے پیچھے آنے والے لوگوں میں یہ بات رہنے دی کہ نوح پر سلام ہو

فِي الْعٰلَمِيْنَ ۝ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ ثُمَّ

عالم والوں میں ہم مخلصین کو ایسا ہی صلہ دیا کرتے ہیں بے شک وہ ہمارے ایماندار بندوں میں سے تھے پھر ہم نے

اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِيْنَ ۝

دوسرے لوگوں کو غرق کر دیا

قصۂ دوم حضرت نوح علیہ السلام

تفسیرات اور ہم کو نوح (علیہ السلام) نے (نصرت کے لئے) پکارا (یعنی دعا کی) سو (ہم نے ان کی فریادرسی کی اور) ہم خوب فریاد سننے والے ہیں اور ہم نے ان کو اور ان کے تابعین کو بڑے بھاری غم سے (جو کہ تکذیب وایذا رکفار سے پیش آیا) نجات دی (کہ طوفان سے کفار کو غرق کر دیا اور ان کو اور ان کے تابعین کو بچا لیا) اور ہم نے باقی ان ہی کی اولاد کو رہنے دیا (اور کسی کی نسل نہیں چلی) اور ہم نے ان کے لئے پیچھے آنے والے لوگوں میں یہ بات (مدت دراز کے لئے) رہنے دی کہ نوح پر سلام ہو عالم والوں میں (یعنی خدا کرے اللہ پر تمام اہل عالم جن وانس وملائکہ سلام بھیجا کریں بایں معنے کہ ان کی ثنا کریں یا بایں معنے

کہ اللہ تعالےٰ سے دعا کریں کہ وہ نوح علیہ السلام کو بشارت سلامت مطلقہ کاملہ کی دے جو کہ تاجین مقربین کے لئے موعود ہے چنانچہ علیہ السلام کہنا اس اعتبار سے کہ سلام بوجہ اطلاق کے تمام افراد سلام کائنہ من الثقلین والملٰئکہ کو شامل ہے یا اس اعتبار سے کہ الف لام استغراق کا ہے حکم میں اسی عبارت کے ہے سلام علیہ فی العلمین) ہم مخلصین کو ایسا ہی صلہ دیا کرتے ہیں بے شک وہ ہمارے ایماندار بندوں میں تھے پھر ہم نے دوسرے (طریق کے) لوگوں کو (یعنی کافروں کو) غرق کر دیا **ف** جعلنا ذریتہ ھم الباقین کا ظاہر مطلب یہ ہے کہ ان ہی کی اولاد کی نسل چلی کفار تو غرق ہو گئے اور بقیہ اہل کشتی کی نسل بھی نہیں چلی پس اب جس قدر آدمی دنیا میں ہیں سب کا نسب نوح علیہ السلام تک منتہی ہوتا ہے جیسا ترمذی نے اس آیت میں مرفوعًا دو حدیثیں نقل کی ہیں اول قال حام وسام ویافث ثانی سام ابو العرب وحام ابو الحبش ویافث ابو الروم اور ظاہراً قرآن مجید سے جیسے وجعلنا ذریتہ ہم الباقین اور لاتذر علی الارض من الکفرین دیارا وقلنا احمل فیہا من کل زوجین اثنین وغیرہا من الآیات طوفان کا تمام روئے زمین کے لئے عام ہونا معلوم ہوتا ہے اور ترمذی کی مذکورہ روایتوں سے بھی ظاہراً اسی کی تائید ہوتی ہے اور جمہور نے اسی کو اختیار کیا ہے اور قدرے قلیل کا یہ قول ہے کہ یہ طوفان صرف ارض عرب میں تھا جہاں نوح علیہ السلام تشریف رکھتے تھے اور وجعلنا ذریتہ ھم الباقین میں حصر باعتبار خاص مقرنین ارض عرب کے کہتے ہیں گو دوسرے ممالک کے لوگوں کی نسل باقی ہو اور لاتذر علی الارض میں بھی ارض سے مراد خاص ارض لیتے ہیں اور شق اول پر جو عموم بعثت نوح علیہ السلام کا شبہ ہوتا ہے اس کا جواب سورہ آل عمران آیت فلما احس عیسیٰ منہم الکفر کی تفسیر میں گذر چکا ہے اور ممکن ہے اس وقت آبادی دنیا کی خاص اسی مقام تک محدود ہو جہاں نوح علیہ السلام تشریف رکھتے تھے اور عموم بعثت کے معنے یہ ہوں کہ جب اقوام متعددہ کثیرہ عامرہ للارض موجود ہوں ان سب کی طرف بعثت ہو ورنہ آدم علیہ السلام کا بھی عموم بعثت لازم آوے گا اور انا کذلک نجزی سے یہ لازم نہیں آتا کہ تمام امور میں تشبیہ ہو بلکہ معنے یہ ہیں کہ محسنین کو جزائے حسن دیا کرتے ہیں اب جس مرتبہ کا احسان اسی مرتبہ کی جزا پس انبیا اور غیر انبیا کی تساوی لازم نہیں آتی اور ثم اغرقنا میں ثم تراخی ذکری کے لئے ہے کیونکہ اغراق زمانًا انجاء ذریت سے متاخر نہیں۔

وَاِنَّ مِنْ شِيْعَتِهٖ لَاِبْرٰهِيْمَ ۝ اِذْ جَآءَ رَبَّهٗ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ۝ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ

اور نوح کے طریقہ والوں میں سے ابراہیم بھی تھے جب کہ وہ اپنے رب کی طرف صاف دل سے متوجہ ہوئے جبکہ انہوں نے اپنے باپ

وَقَوْمِهٖ مَاذَا تَعْبُدُوْنَ ۝ اَئِفْكًا اٰلِهَةً دُوْنَ اللّٰهِ تُرِيْدُوْنَ ۝ فَمَا ظَنُّكُمْ بِرَبِّ

سے اور اپنی قوم سے فرمایا کہ تم کس چیز کی عبادت کیا کرتے ہو کیا جھوٹ موٹ کے معبودوں کو اللہ کے سوا چاہتے ہو تو تمہارا رب العلمین

الْعٰلَمِيْنَ ۝ فَنَظَرَ نَظْرَةً فِي النُّجُوْمِ ۝ فَقَالَ اِنِّيْ سَقِيْمٌ ۝ فَتَوَلَّوْا عَنْهُ مُدْبِرِيْنَ ۝ فَرَاغَ

کے ساتھ کیا خیال ہے سو ابراہیم نے ستاروں کو ایک نگاہ بھر کر دیکھا کہ میں بیمار ہونے کو ہوں غرض وہ لوگ ان کو چھوڑ کر چلے گئے تو یہ

اِلٰٓى اٰلِهَتِهِمْ فَقَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ ۝ مَا لَكُمْ لَا تَنْطِقُوْنَ ۝ فَرَاغَ عَلَيْهِمْ ضَرْبًا بِالْيَمِيْنِ ۝

ان کے بتوں میں جا گھسے اور کہنے لگے کیا تم کھاتے نہیں ہو تم کو کیا ہوا تم بولتے بھی نہیں ہو پھر ان پر قوت کے ساتھ جا پڑے اور مارنے لگے

فَاَقْبَلُوْٓا اِلَيْهِ يَزِفُّوْنَ ۝ قَالَ اَتَعْبُدُوْنَ مَا تَنْحِتُوْنَ ۝ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا

سو وہ لوگ ان کے پاس دوڑتے ہوئے آئے ابراہیم نے فرمایا کیا تم ان چیزوں کو پوجتے ہو جن کو خود تراشتے ہو [illegible] ان

تَعْمَلُوْنَ ۝ قَالُوا ابْنُوْا لَهٗ بُنْيَانًا فَاَلْقُوْهُ فِي الْجَحِيْمِ ۝ فَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ

بناتے ہو حالانکہ تم کو اور تمہاری بنائی ہوئی چیزوں کو اللہ ہی نے پیدا کیا ہے وہ لوگ کہنے لگے کہ ابراہیم کے لئے ایک آتش خانہ تعمیر کرو اور ان کو اس دہکتی آگ میں ڈال دو غرض ان لوگوں

الْاَسْفَلِيْنَ ۝ وَقَالَ اِنِّيْ ذَاهِبٌ اِلٰى رَبِّيْ سَيَهْدِيْنِ ۝ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝

نے ابراہیم کے ساتھ برائی کرنا چاہا تھا سو ہم نے انہیں کو نیچا دکھایا اور ابراہیم کہنے لگے کہ میں تو اپنے رب کی طرف چلا جاتا ہوں وہ مجھ کو پہنچا ہی دیگا اے

فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ ۝ فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يٰبُنَيَّ اِنِّيْ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْ

میرے رب مجھ کو ایک نیک فرزند دے سو ہم نے ان کو ایک حلیم المزاج فرزند کی بشارت دی سو جب وہ لڑکا ایسی عمر کو پہنچا کہ ابراہیم کے ساتھ چلنے پھرنے لگا

اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى ؕ قَالَ يٰاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ ؗ سَتَجِدُنِيْ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ

ابراہیم نے فرمایا کہ برخوردار میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں تم کو ذبح کر رہا ہوں سو تم بھی سوچ لو تمہاری کیا رائے ہے وہ بولے کہ ابا جان آپ کو جو حکم ہوا

مِنَ الصّٰبِرِيْنَ ۝ فَلَمَّا اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ ۝ وَنَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰاِبْرٰهِيْمُ ۝ قَدْ

ہے آپ کیجئے انشاء اللہ تعالیٰ آپ مجھ کو سہار کرنے والوں میں سے دیکھیں گے غرض جب دونوں نے تسلیم کر لیا اور باپ نے بیٹے کو کروٹ پر لٹایا اور ہم نے ان کو

صَدَّقْتَ الرُّءْيَا ۚ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِيْنُ ۝

آواز دی کہ ابراہیم تم نے خواب کو خوب سچ کر دکھایا وہ وقت بھی عجیب تھا ہم مخلصین کو ایسا ہی صلہ دیا کرتے ہیں حقیقت میں یہ تھا بھی بڑا امتحان اور ہم نے ایک بڑا

وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ ۝ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ۝ سَلٰمٌ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ۝

ذبیحہ اس کے عوض میں دیا اور ہم نے پیچھے آنے والوں میں یہ بات ان کے لئے رہنے دی کہ ابراہیم پر سلام ہو۔

كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَبَشَّرْنٰهُ بِاِسْحٰقَ

ہم مخلصین کو ایسا ہی صلہ دیا کرتے ہیں بے شک وہ ہمارے ایماندار بندوں میں سے تھے۔ اور ہم نے ان کو اسحٰق کی بشارت دی کہ

نَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ وَبٰرَكْنَا عَلَيْهِ وَعَلٰٓى اِسْحٰقَ ؕ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِمَا مُحْسِنٌ وَّظَالِمٌ

نبی اور نیک بختوں میں سے ہوں گے اور ہم نے ابراہیمؑ پر اور اسحٰقؑ پر برکتیں نازل کیں اور ان دونوں کی نسل میں بعضے اچھے بھی ہیں اور

لِّنَفْسِهٖ مُبِيْنٌ ۝ ع

بعضے ایسے بھی ہیں جو صریح اپنا نقصان کر رہے ہیں

تفسیر :- اور نوح (علیہ السلام) کے طریقہ والوں میں سے (یعنی متفقین فی الاصول میں سے) ابراہیم بھی تھے (ان کا قصہ اس وقت کے قابل یاد کرنے کے ہے) جب کہ وہ اپنے رب کی طرف صاف دل سے متوجہ ہوئے (صاف دل کا مطلب یہ کہ سو شائبہ وہ یار وغیرہ سے پاک تھا جس کا حاصل توحید خالص و اخلاص کامل ہے یا اور) جب کہ انہوں نے اپنے باپ سے اور اپنی قوم سے (کہ بت پرست تھے) فرمایا کہ تم کس (واہیات) چیز کی عبادت کیا کرتے ہو کیا جھوٹ موٹ کے معبودوں کو اللہ کے سوا (معبود بنانا) چاہتے ہو تو تمہارا رب العالمین کے ساتھ کیا خیال ہے (یعنی تم نے جو اس کی عبادت ترک کر رکھی ہے تو کیا

معلوم ہو جاتا کہ یہ ذبح نہ ہوں گے تو اس صورت میں یہ امتحان عظیم نہ ہوگا۔ دوسرے لوگ جواب دیتے ہیں کہ اس مقام کی
یں میں اول مبشر بہ ولادت اسحٰق ہے اور ثانی مبشر بہ نبوۃ اسحٰق ہے اور بٰاسحٰق میں وضع مظہر موضع مضمر ہے اور من
اسحٰق یعقوب تھا یہ کیا ضرور ہے کہ دونوں کی بشارت ایک وقت میں ہوئی ہو اور بعض تعلیل کا قول ہے کہ دونوں
لئے یہ قصہ واقع ہوا شام میں اور منیٰ میں مگر یہ نہایت بعید معلوم ہوتا ہے اور ذبح عظیم کی تعیین میں بھی کلام ہے بعض
کہا ہے کہ جنت سے بھیجا گیا تھا اور عظیم بمعنے عظیم القدر ہے لکونہ من الجنۃ اور جب حجر اسود وغیرہ کا جنت سے آنا
ت ہے تو ایک حیوان کا آنا کیا بعید ہے اور یہاں اگر یہاں کی خاصیت پیدا ہو گئی اس لئے ذبح کے بعد زہوق روح
ہلوتی اشکال نہیں کہ اشیاء جنت فانی کیسے ہو گئیں۔

لَقَدْ مَنَنَّا عَلٰى مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ۝ وَنَجَّيْنٰهُمَا وَقَوْمَهُمَا مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ۝

ہم نے موسیٰؑ اور ہارونؑ پر بھی احسان کیا اور ہم نے ان دونوں کو اور ان کی قوم کو بڑے غم سے نجات دی

صَرْنٰهُمْ فَكَانُوْا هُمُ الْغٰلِبِيْنَ ۝ وَاٰتَيْنٰهُمَا الْكِتٰبَ الْمُسْتَبِيْنَ ۝ وَهَدَيْنٰهُمَا الصِّرَاطَ

ہم نے ان سب کی مدد کی سو یہی لوگ غالب آئے اور ہم نے ان دونوں کو واضح کتاب دی اور ہم نے ان دونوں کو سیدھے

مُسْتَقِيْمَ ۝ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِمَا فِي الْاٰخِرِيْنَ ۝ سَلٰمٌ عَلٰى مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ۝ اِنَّا كَذٰلِكَ

تے پر قائم رکھا اور ہم نے ان دونوں کے لئے پیچھے آنے والے لوگوں میں یہ بات رہنے دی کہ موسیٰ اور ہارون پر سلام ہم مخلصین کو

نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝ اِنَّهُمَا مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

ایسا ہی صلہ دیا کرتے ہیں بیشک وہ دونوں ہمارے ایماندار بندوں میں سے تھے

تفسیر:۔ اور ہم نے موسیٰ اور ہارون (علیہما السلام) پر بھی احسان کیا (کہ ان کو نبوت اور دیگر کمالات سے مشرف فرمایا)
(رتبیر) ہم نے ان دونوں کو اور ان کی قوم (یعنی بنی اسرائیل) کو بڑے غم سے (کہ وہ ان کو تکلیف پہنچاتا تھا فرعون کی جانب
) نجات دی اور ہم نے ان سب کی (فرعون کے مقابلہ میں) مدد کی سو (آخر میں) یہی لوگ غالب آئے (کہ فرعون غرق کر دیا
اور یہ صاحب غلبہ ہو گئے) اور ہم نے (بعد غرق فرعون کے) ان دونوں (صاحبوں) کو (یعنی موسیٰ علیہ السلام کو اصالۃً
ہارون علیہ السلام کو تبعاً) واضح کتاب دی (مراد توراۃ ہے کہ اس میں احکام واضح طور پر مذکور تھے) اور ہم نے ان کو سیدھے
تے پر قائم رکھا (جس کا اعلیٰ درجہ عصمت ہے جو نبوت کے لوازم میں سے ہے) اور ہم نے ان دونوں کے لئے پیچھے آنے
لوگوں میں (مدتہائے دراز تک کے لئے) یہ بات رہنے دی کہ موسیٰؑ اور ہارونؑ پر سلام (چنانچہ دونوں حضرات
لئے علیہ السلام کہا جاتا ہے) ہم مخلصین کو ایسا ہی صلہ دیا کرتے ہیں (کہ ان کو مستحق ثنا و دعا کا بناتے ہیں) بے شک
دونوں ہمارے (کامل) ایماندار بندوں میں سے تھے (اس لئے صلہ بھی کامل عطا ہوا)

وَاِنَّ اِلْيَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا وَّ

بیشک الیاسؑ بھی پیغمبروں میں سے تھے جبکہ انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا کہ کیا تم خدا سے نہیں ڈرتے کیا تم بعل کو پوجتے ہو اور اس کو

تَذَرُوْنَ اَحْسَنَ الْخَالِقِيْنَ ۝ اللّٰهَ رَبَّكُمْ وَرَبَّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ فَكَذَّبُوْهُ

چھوڑ بیٹھے ہو جو سب سے بہتر بنانے والا ہے معبود برحق ہے تمہارا بھی رب ہے اور تمہارے اگلے باپ دادوں کا بھی [illegible]

فَاِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ ۝ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ۝ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ۝

سو ان کو جھٹلایا سو وہ لوگ پکڑے جاویں گے مگر جو اللہ کے خاص بندے تھے اور ہم نے الیاس کے لئے پیچھے آنے والے لوگوں میں یہ بات

سَلٰمٌ عَلٰٓى اِلْ يَاسِيْنَ ۝ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

رہنے دی کہ الیاسین پر سلام ہو ہم مخلصین کو ایسا ہی صلہ دیا کرتے ہیں بے شک وہ ہمارے ایماندار بندوں میں سے تھے۔

تفسیر: اور الیاس (علیہ السلام) بھی (بنی اسرائیل کے) پیغمبروں میں سے تھے (ان کا قصہ اس وقت کا ذکر کرو) جب کہ انھوں نے اپنی قوم (یعنی بنی اسرائیل) سے (کہ وہ بت پرستی کرتے تھے) فرمایا کہ کیا تم خدا سے نہیں ڈرتے کیا تم بعل کو (جو ایک بت کا نام تھا) پوجتے ہو اور اس (کی عبادت) کو چھوڑ بیٹھے ہو جو سب سے بڑھ کر بنانے والا ہے (کیونکہ اور تو صرف بعض اشیاء کی تحلیل و ترکیب پر قدرت رکھتے ہیں، وہ بھی عارضی اور وہ تمام اشیاء کے ابداع و ایجاد ذاتی رکھتا ہے پھر دوسرا کوئی جان نہیں ڈال سکتا اور وہ جان ڈالتا ہے اور وہ) معبود برحق ہے، اور) تمہارا بھی رب اور تمہارے اگلے باپ دادوں کا بھی رب ہے سو ان لوگوں نے (اس دعوے توحید میں) ان کو جھٹلایا سو (اس جھٹلانے کی شامت میں) وہ لوگ (عذاب آخرت میں) پکڑے جاویں گے مگر جو اللہ کے خاص بندے (یعنی ایمان والے) تھے (وہ ثواب واجر میں ہوں گے) اور ہم نے الیاس کے لئے پیچھے آنے والے لوگوں میں (مدت ہائے دراز کے لئے) یہ بات رہنے دی کہ الیاسین پر (کہ یہ بھی الیاس علیہ السلام کا نام ہے) سلام ہو ہم مخلصین کو ایسا ہی صلہ دیا کرتے ہیں (کہ مورد ثناء و دعا کا بنا دیتے ہیں) بے شک وہ ہمارے (کامل) ایماندار بندوں میں سے تھے ف روح میں طبری سے ان کا اسرائیلی سبط ہارون میں سے ہونا نقل کیا ہے اور بعض مفسرین نے کہا ہے کہ بعلبک جو شام میں ایک مشہور شہر ہے اسی بعل بت کے نام سے ہے اور روح میں الیاسین کو الیاس میں ایک لغت لکھا ہے اور کشاف سے نقل کیا ہے کہ لغت سریانیہ میں اس یا اور نون کے کچھ معنے ہوں گے جیسا سینا دین سینین اور یہاں اس لغت کے اختیار کرنے میں فواصل کی بھی رعایت ہے اور ایک قراۃ میں آل یاسین آیا ہے اس میں بھی یاسین کو ایک لغت الیاس میں کہا گیا ہے اور آل تفخیم کے لئے مقحم ہے واللہ اعلم۔

وَاِنَّ لُوْطًا لَّمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ اِذْ نَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗٓ اَجْمَعِيْنَ ۝ اِلَّا عَجُوْزًا فِي الْغٰبِرِيْنَ ۝

اور بے شک لوط بھی پیغمبروں میں سے تھے جبکہ ہم نے ان کو اور ان کے متعلقین کو سب کو نجات دی بجز اس بڑھیا کے کہ وہ رہ جانے والوں میں

ثُمَّ دَمَّرْنَا الْاٰخَرِيْنَ ۝ وَاِنَّكُمْ لَتَمُرُّوْنَ عَلَيْهِمْ مُّصْبِحِيْنَ ۝ وَبِالَّيْلِ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝

رہ گئی پھر ہم نے اور سب کو ہلاک کر دیا اور تم تو ان پر صبح ہوتے اور رات میں گذرا کرتے ہو تو کیا پھر بھی نہیں سمجھتے ہو

تفسیر: اور بے شک لوط (علیہ السلام) بھی پیغمبروں میں سے تھے (ان کا اس وقت کا قصہ قابل ذکر ہے) جبکہ ہم نے ان کو اور ان کے متعلقین کو سب کو نجات دی بجز اس بڑھیا (یعنی ان کی زوجہ) کے کہ وہ (عذاب کے) رہ جانے والوں میں رہ گئی پھر ہم نے اور سب کو (جو لوط اور ان کے اہل کے سوا تھے) ہلاک کر دیا (جن کا قصہ کئی جگہ آچکا ہے) اور (اے اہل مکہ) تم تو ان کے (دیار و مساکن) پر (سفر شام میں جاتے ہوئے کبھی) صبح ہوتے اور (کبھی) رات میں گذرا کرتے ہو (اور آثار بربادی دیکھتے ہو) تو کیا (اس کو دیکھ کر) پھر بھی نہیں سمجھتے ہو (کہ کفر کا کیا انجام ہوا جو کفر کرے گا اس کو بھی اندیشہ ہے) ف صبح اور رات کا ذکر اس لئے کیا کہ عرب میں اکثر عادت رات کو صبح تک چلنے کی ہے اگر اس مساکن قوم لوط کے قریب سے منزل شروع ہوتی تو رات کے وقت وہاں گذر ہوگا اور اگر ختم ہوتی تو صبح کو وہاں گذر ہوگا

وَاِنَّ يُوْنُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ○ اِذْ اَبَقَ اِلَى الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ○ فَسَاهَمَ فَكَانَ

اور بے شک یونس بھی پیغمبروں میں سے تھے جبکہ بھاگ کر بھری ہوئی کشتی کے پاس پہنچے سو یونس بھی شریک قرعہ ہوئے تو

مِنَ الْمُدْحَضِيْنَ ○ فَالْتَقَمَهُ الْحُوْتُ وَهُوَ مُلِيْمٌ ○ فَلَوْلَآ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَ

یہی ملزم ٹھہرے پھر ان کو مچھلی نے نگل لیا اور یہ اپنے کو ملامت کر رہے تھے سو اگر وہ تسبیح کرنے والوں میں سے نہ ہوتے

لَلَبِثَ فِيْ بَطْنِهٖٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ○ فَنَبَذْنٰهُ بِالْعَرَآءِ وَهُوَ سَقِيْمٌ ○ وَاَنْۢبَتْنَا عَلَيْهِ

تو قیامت تک اسی کے پیٹ میں رہتے سو ہم نے ان کو ایک میدان میں ڈال دیا اور وہ اس وقت مضمحل تھے اور ہم نے ان پر

شَجَرَةً مِّنْ يَّقْطِيْنٍ ○ وَاَرْسَلْنٰهُ اِلٰى مِائَةِ اَلْفٍ اَوْ يَزِيْدُوْنَ ○ فَاٰمَنُوْا فَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ ○

ایک بیل دار درخت بھی اگا دیا تھا اور ہم نے ان کو ایک لاکھ یا اس سے بھی زیادہ آدمیوں کی طرف پیغمبر بنا کر بھیجا تھا پھر وہ لوگ ایمان لے آئے تھے تو ہم نے ان کو

تفسیر: اور بے شک یونس (علیہ السلام) بھی پیغمبروں میں سے تھے (ان کا اس وقت کا قصہ یاد کیجئے) جبکہ (انہوں نے اپنی قوم سے ایمان نہ لانے پر بحکم الٰہی عذاب کے آنے کا وعدہ کیا اور خود وہاں سے چلے گئے اور یوم موعود پر جب عذاب کے آثار نمودار ہونے لگے تو قوم کو بقصد ایمان لانے کے یونس علیہ السلام کی تلاش ہوئی جب وہ نہ ملے تو سب نے متفق ہو کر حق تعالیٰ کے سامنے گریہ وزاری کی اور ایمان اجمالی لے آئے اور وہ عذاب ٹل گیا یونس علیہ السلام نے کسی ذریعہ سے یہ خبر معلوم کر کے بخیال طبعی شرمندگی کے اپنے اجتہاد سے بلا اذن صریح حق تعالیٰ کے کہیں دور چلے جانے کے قصد سے اپنی جگہ سے) بھاگ کر (چلے راہ میں دریا تھا اس میں مسافروں سے بھری ہوئی کشتی تھی اس) بھری ہوئی کشتی کے پاس پہنچے (کشتی چلی تو طوفان آیا کشتی والے کہنے لگے ہم میں کوئی بھاگا ہوا ہے اس کو کشتی سے علیحدہ کرنا چاہئے تعیین کے لئے قرعہ پر اتفاق ہوا) سو یونس (علیہ السلام) بھی شریک قرعہ ہوئے تو (قرعہ میں) یہی ملزم ٹھہرے (یعنی ان ہی کا نام نکلا پس انہوں نے اپنے کو دریا میں ڈال دیا شاید کنارہ قریب ہوگا شناوری کر کے کنارہ پر جا پہنچنے کا ارادہ ہوگا پس شبہ خودکشی کا لازم نہیں آتا) پھر (جب دریا میں گرے تو ہمارے حکم سے) ان کو مچھلی نے (ثابت) نگل لیا اور یہ (اس وقت) اپنے کو (اس اجتہادی غلطی پر) ملامت کر رہے تھے (یعنی دل سے توبہ ہوئی اور زبان سے بھی توحید و تسبیح کے ساتھ استغفار کر رہے تھے جیسا دوسری آیت میں ہے لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ) سو اگر وہ (اس وقت) تسبیح (و استغفار) کرنے والوں میں سے نہ ہوتے تو قیامت تک اسی کے پیٹ میں رہتے (مطلب یہ کہ پیٹ سے نکلنا میسر نہ ہوتا بلکہ اس کی غذا بنا دیئے جاتے پس اس مطلب پر اس کا اور اس کے بطن کا قیامت تک باقی رہنا لازم نہیں آتا یعنی اس اجتہادی غلطی پر بقاعدہ۔ نزدیکاں رابیش بود حیرانی۔ یہ جسمانی کلفت کی پاداش دی جاتی کیونکہ انبیاء حقیقی گناہ اور حقیقی عقوبت سے تو پاک ہی ہوتے ہیں) سو (چونکہ انہوں نے تسبیح اور توبہ کی اس لئے) ہم نے (ان کو اس سے محفوظ رکھا اور مچھلی کے پیٹ سے نکال کر) ان کو ایک میدان میں ڈال دیا (یعنی مچھلی کو حکم دیا کہ کنارے پر اگل دے) اور وہ اس وقت مضمحل تھے (کیونکہ مچھلی کے پیٹ میں کافی ہوا اور غذا نہ پہنچی تھی) اور ہم نے (دھوپ سے بچانے کے لئے) ان پر ایک بیل دار درخت بھی اگا دیا تھا (اور کوئی بکری بحکم الٰہی ان کو دودھ پلا جایا کرتی) اور (ہم نے جو اوپر کہا ہے اِنَّ يُوْنُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ تو ان کے مرسل علیہم بڑی کثرت سے تھے چنانچہ) ہم نے ایک لاکھ یا اس سے بھی زیادہ آدمیوں کی طرف (شہر نینوے قریب موصل میں) پیغمبر بنا کر بھیجا تھا پھر وہ لوگ ایمان لے آئے تھے (معائنہ آثار عذاب کے وقت اجمالاً اور جب قصہ حوت کے بعد یونس علیہ السلام وہاں دوبارہ تشریف لے گئے ہیں اس وقت تفصیلاً) تو (ایمان کی برکت سے) ہم نے ان کو ایک زمانہ تک (یعنی مدت عمر تک خیر و خوبی سے) عیش دیا۔

ف: یہ قرعہ کسی حق کے اثبات کے لئے نہ تھا جس میں ائمہ کا اختلاف ہے بلکہ مالکان کشتی ویسے بھی کسی عذر سے کسی

ناکپ کو کشتی سے اتار دینا کسے مجاز تھے اور خود یونس علیہ السلام بھی اپنی قوم سے کشتی سے نینوی ہو گئے تھے مگر عذاب
کے مل جانے سے خلف وعدہ لازم نہیں آتا کیونکہ الفاظ موعود معلق تھا عدم [illegible]
ہوگا جس کے پتے سایہ دار ہوں گے اس پر ایک بیلدار درخت جس کے پتے بڑے بڑے ہوں بھیج گیا ہوگا [illegible]
بعض روایات ہے کہ کدو کی بیل تھی [illegible]
اس کے منافی نہیں کیونکہ بڑے میدان میں ایک آدھ درخت ہوتا ہے [illegible]
بعض سے کہا ہے کہ خرق عادت کے طور پر وہ تناور ہو گیا تھا اور [illegible]
کہ اگر کسی کا اعتبار نہ کرو تو ایک لاکھ کہو اور اگر کسی کا اعتبار کرو تو زیادہ کہو [illegible] مرفوعا
آیا ہے کہ بیس ہزار زائد تھے [illegible] سورۃ یونس اور سورۃ انبیاء میں [illegible]
مضامین لکھے گئے [illegible]
اور قصص سے ان سب انبیاء علیہم السلام کا [illegible] اور اہل توحید
والایمان ہونا ثابت ہوتا ہے اس کے قبل شروع سورت میں [illegible] توحید کے مذکور ہو چکے ہیں آگے ان دلائل نقلیہ
وعقلیہ پر بطور تفریع کے ابطال شرک وکفر کا فرماتے ہیں [illegible] دلیل عقلی پر [illegible] اور دلیل نقلی پر [illegible]
نبوت کے لئے صدق لازم پس توحید کا حق ہونا ضروری اور ابطال شرک کا اس کے لوازم [illegible]

فَاسْتَفْتِهِمْ أَلِرَبِّكَ الْبَنَاتُ وَلَهُمُ الْبَنُونَ ۝ أَمْ خَلَقْنَا الْمَلٰٓئِكَةَ إِنَاثًا وَهُمْ

سو ان لوگوں سے پوچھیے کہ کیا خدا کے لئے تو بیٹیاں اور تمہارے لئے بیٹے ہاں کیا ہم نے فرشتوں کو عورت بنایا ہے اور وہ

شٰهِدُوْنَ ۝ أَلَآ إِنَّهُمْ مِّنْ إِفْكِهِمْ لَيَقُوْلُوْنَ ۝ وَلَدَ اللّٰهُ وَإِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝

دیکھ رہے تھے خوب سن لو کہ وہ لوگ اپنی سخن تراشی سے کہتے ہیں کہ اللہ صاحب اولاد ہے اور وہ یقیناً جھوٹے ہیں

أَصْطَفَى الْبَنَاتِ عَلَى الْبَنِيْنَ ۝ مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ۝ أَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝ أَمْ لَكُمْ

کیا اللہ تعالیٰ نے بیٹوں کے مقابلہ میں بیٹیاں زیادہ پسند کیں تم کو کیا ہوگیا تم کیسا حکم لگاتے ہو پھر کیا تم سوچ سے کام نہیں لیتے

سُلْطٰنٌ مُّبِيْنٌ ۝ فَأْتُوْا بِكِتٰبِكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ وَجَعَلُوْا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجِنَّةِ

ہاں کیا تمہارے پاس کوئی واضح دلیل موجود ہے سو تم اگر سچے ہو تو اپنی وہ کتاب پیش کرو ان لوگوں نے اللہ میں اور جنات میں رشتہ داری

نَسَبًا وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ إِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ ۝ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ إِلَّا

قرار دی ہے اور جنات کا یہ عقیدہ ہے کہ وہ گرفتار ہوں گے اللہ ان باتوں سے پاک ہے جو یہ بیان کرتے ہیں مگر جو اللہ

عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ۝ فَإِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ ۝ مَآ أَنْتُمْ عَلَيْهِ بِفٰتِنِيْنَ ۝ إِلَّا مَنْ

کے خاص بندے ہیں سو تم اور تمہارے سارے معبود خدا سے کسی کو نہیں پھیر سکتے مگر اسی کو جو جہنم رسید ہونے والا ہے اور ہم میں

هُوَ صَالِ الْجَحِيْمِ ۝ وَمَا مِنَّآ إِلَّا لَهُ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ ۝ وَإِنَّا لَنَحْنُ الصَّآفُّوْنَ ۝ وَإِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُوْنَ

سے ہر ایک کا ایک معین درجہ ہے اور ہم صف بستہ کھڑے ہوتے ہیں اور ہم پاکی بیان کرنے میں بھی لگے رہتے ہیں

تفسیر: (توحید کے دلائل تو اوپر بیان ہو چکے) سو (اب اس کے بعد) ان لوگوں سے (جو ملائکہ اور جنات کو خدا کا شریک
ٹھیراتے ہیں اس طرح پر کہ ملائکہ کو نعوذ باللہ خدا کی بیٹیاں اور سرداران جن کی بیٹیوں کو ان فرشتوں کی مائیں قرار دیتے
جس سے نعوذ باللہ فرشتوں سے علاقہ نسب اور جنات سے علاقہ زوجیت و مصاہرت لازم آتا ہے سوال ان سے
بطور تبکیت کے) پوچھئے کہ کیا خدا کے لئے تو بیٹیاں (ہوں) اور تمہارے لئے بیٹے (ہوں یعنی جب اپنے لئے بیٹے پسند
کرتے ہو تو عقیدہ مذکورہ میں خدا کے لئے بیٹیاں کیسے تجویز کرتے ہو پس ایک قبح تو اس عقیدہ میں یہ ہے اور) ہاں (دوسری
بات سنو کہ) کیا ہم نے فرشتوں کو عورت بنایا ہے اور وہ (ان کے بننے کے وقت) دیکھ رہے تھے (یعنی ایک دوسرا
یہ ہے کہ بلا دلیل فرشتوں پر انوثت کی تہمت رکھتے ہیں کیونکہ دلیل علاوہ مشاہدہ کے یا دلیل عقلی ہو یا دلیل نقلی دونوں منتفی
ہیں تو مشاہدہ ہونا چاہئے) خوب سن لو کہ وہ لوگ (دلیل کچھ نہیں رکھتے بلکہ محض) اپنی سخن تراشی سے کہتے ہیں کہ (نعوذ باللہ)
اللہ صاحب اولاد ہے اور وہ یقیناً (بالکل) جھوٹے ہیں (پس ایک تیسرا قبح اس عقیدہ میں یہ ہوا کہ اولاد کی نسبت حق
تعالیٰ کی طرف لازم آتی ہے اور ان تینوں قبحوں میں قبح اول کا قبح عرف سے بھی اور قبح ثانی کا قبح نقل سے اور قبح ثالث
کا قبح عقل سے ثابت ہے اور جہلا پر قبح عرفی کا لزوم زیادہ حجت ہوتا ہے اس لئے قبح اول کو دوسرے عنوان سے پھر کہ
فرماتے ہیں اور زیادہ تبکیت کے لئے التفات مستعمل ہوا کہ ہاں) کیا اللہ تعالیٰ نے بیٹوں کے مقابلہ میں بیٹیاں زیادہ پسند
کیں تم کو کیا ہو گیا تم کیسا (بیہودہ) حکم لگاتے ہو (جس کو تم عرفاً بھی مذموم سمجھتے ہو) پھر (علاوہ عرف کے) کیا تم (عقل او
سوچ سے کام نہیں لیتے ہو کہ خود عقل کے بھی خلاف ہے کئی وجہ سے اول حق تعالیٰ کا ذی ولد ہونا دوسرے سو جب ذات
وصفات میں امر ناقص کا اس کی طرف منسوب ہونا کیونکہ اولاد ہونے کا اثر ذات و صفات تک پہنچے گا جیسا آخر پارہ الم آیت
وقالوا اتخذ اللہ الخ میں جو تقریر ہے اس سے یہ ظاہر ہے پس دلیل عقلی بھی اس کی مبطل ہے آگے دلیل نقلی کا انتفاء فرماتے
ہیں کہ) ہاں (اگر دلیل عقلی نہیں تو) کیا تمہارے پاس (اس پر) کوئی واضح دلیل موجود ہے (مراد اس سے دلیل نقلی ہے کیونکہ
اثبات مدعا میں وہ واضح تر ہوتی ہے گو خود اس کا دلیل ہونا موقوف کسی دوسری حجت عقلیہ پر ہو اور آگے بکتاب سے
اس کو تعبیر کرنا بھی اس مراد کی دلیل ہے پس مطلب یہ ہوا کہ کیا تمہارے پاس کوئی دلیل نقلی موجود ہے) سو تم اگر (اس میں)
سچے ہو تو اپنی وہ کتاب پیش کرو (حاصل مقام کا یہ ہوا کہ جس کے تم مدعی ہو اس میں تین قبح ہیں عرفی بھی نقلی بھی عقلی بھی اور
دلیل ایک بھی نہیں نہ مشاہدہ جس کی نفی کی قبح ثانی میں تصریح ہے اور دوسروں میں بھی انتفاء ظاہر ہے اور نہ عقل جس کا عدم
بلکہ دلالت علی النقیض افلا تذکرون میں مذکور ہے اور نہ نقل جس کا انتفاء ام لکم سلطان الخ میں مذکور ہے نرم
عقیدہ مذکورہ میں علاوہ ملائکہ کو اولاد قرار دینے کے) ان لوگوں نے اللہ میں اور جنات میں (بھی) رشتہ داری قرار دی ہے
(جس کا بطلان ادنیٰ بھی ظاہر ہے کیونکہ یہ بی جس کام کی ہوتی ہے اس سے حق تعالیٰ منزہ ہے اور جب زوجیت محال
ہے تو مصاہرت جو اس کی فرع ہے نیز محال ہے اور جس جن کو یہ لوگ خدا کا شریک ٹھیرا رہے ہیں ان کی تو یہ کیفیت ہے کہ
میں جو) جنات (ہیں خود) ان کا یہ عقیدہ ہے کہ (ان میں جو کافر ہیں) وہ (عذاب میں) گرفتار ہوں گے (اور عذاب میں
کیوں نہ گرفتار ہوں کہ حق تعالیٰ کی نسبت بری بری باتیں بیان کرتے ہیں حالانکہ) اللہ ان باتوں سے پاک ہے جو جو یہ بیان
کرتے ہیں (پس ان بیانات کفریہ سے وہ گرفتار عذاب ہوں گے) مگر جو اللہ کے خاص (یعنی ایمان والے) بندے ہیں (وہ
اس عذاب سے بچیں گے اور مومنین جن کا اس اعتقاد کے ساتھ موصوف ہونا تو ظاہر ہے اور کفار عرب کے معبودین میں
سے بعضے جن اسلام بھی لے آتے تھے جیسا کہ سورۂ بنی اسرائیل آیت قل ادعوا الذین زعمتم کی تفسیر میں گذرا ہے
اور کفار جن میں سے بھی بعضے شاید اور مسلکاً اضطراراً اس کے معتقد ہوں پس یہ حکم باعتبار معتقدین ہی کے ہو گا۔ اور غیر
معتقدین کی نفی الوہیت دوسرے دلائل سے باطل ہو جاوے گی، خلاصہ یہ کہ جنات بیچارے تو خود ہی اپنی نسبت لوازم عبدیت
کے معتقد و معترف ہیں پھر ان کو شریک قرار دینا بڑی حماقت ہے اور ملائکہ کا ذکر آگے آوے گا اور درمیان میں بمناسبت
انتشار مخلصین کے ایک مضمون بطور تفریع کے فرماتے ہیں جس سے شاید مقصود یہ ہو کہ کفار قریش اپنے ضلال کے ساتھ
دوسروں کے اضلال کی فکر میں لگے رہا کرتے تھے۔ پس ان کی ناکامی ظاہر کرنے کے لئے فرماتے ہیں کہ جب اہل اخلاص حضرت

ب سے مستثنیٰ ہیں اور ظاہر ہے کہ اس استثنار کے ساتھ علم خداوندی کا تعلق واقع ہے اور خلاف علم خداوندی
ہو (اس سے لازم آگیا۔) تم اور تمہارے سارے معبود (سب مل کر بھی) خدا سے کسی کو نہیں پھیر سکتے (جیسی تم کوشش
ہو) مگر اسی کو جو کہ (علم الٰہی ہی میں) جہنم رسیدہ ہونے والا ہے اور (آگے ملئکہ کا ذکر فرماتے ہیں کہ ان میں جو ملئکہ
کا یہ مقولہ ہے کہ ہم تو بندۂ محض ہیں، چنانچہ جو خدمت ہم کو سپرد ہے اس میں ہم میں سے ہر ایک کا ایک معین درجہ
اسی کی بجا آوری میں لگا رہتے ہیں اپنی رائے سے کچھ نہیں کر سکتے) اور ہم (خدا کے حضور میں حکم سننے کے وقت یا
کے وقت ادب سے) صف بستہ کھڑے ہوتے ہیں اور ہم (خدا کی) پاکی بیان کرنے میں بھی لگے رہتے ہیں (غرض
محکوم اور عبد ہیں سو جب فرشتے خود اعتراف عبدیت کر رہے ہیں پھر ان پر شبہ معبودیت کا کرنا سفاہت محض
ن بأحسن وجوہ اعتقاد الوہیت کا جنات اور ملئکہ کے حق میں باطل ہو گیا) ربط اوپر کفار مشرکین کے کفریات اور
کے ابطال بالدلیل کا مضمون تھا آگے ان پر ایک دوسرے طریق پر کہ وہ نقض وعدہ ہے تشنیع ہے اور اس پر وعید
ی ہے اور اسی کے ضمن میں تسلیہ نبی شفیع ہے صلے اللہ علیہ وسلم۔

نْ كَانُوْا لَيَقُوْلُوْنَ ۝ لَوْ اَنَّ عِنْدَنَا ذِكْرًا مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ۝ لَكُنَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ۝

ل کہا کرتے تھے کہ اگر ہمارے پاس کوئی نصیحت پہلے لوگوں کے طور پر آتی تو ہم اللہ کے خاص بندے ہوتے

وْا بِهٖ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ۝ وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِيْنَ ۝ اِنَّهُمْ

لوگ اس کا انکار کرنے لگے سو اب ان کو معلوم ہوا جاتا ہے اور ہمارے خاص بندوں یعنی پیغمبروں کیلئے ہمارا یہ قول پہلے ہی سے مقرر ہو چکا ہے

لَهُمُ الْمَنْصُوْرُوْنَ ۝ وَاِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ ۝ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتّٰى حِيْنٍ ۝

ک وہی غالب کئے جاویں گے اور ہمارا ہی لشکر غالب رہتا ہے تو آپ تھوڑے زمانہ تک ان کا خیال نہ کیجئے

بْصِرْهُمْ فَسَوْفَ يُبْصِرُوْنَ ۝ اَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُوْنَ ۝ فَاِذَا نَزَلَ بِسَاحَتِهِمْ

ور دیکھتے رہئے سو عنقریب یہ بھی دیکھ لیں گے کیا ہمارے عذاب کا تقاضا کر رہے ہیں سو وہ جب ان کے روبرو آ نازل

فَسَآءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ ۝ وَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتّٰى حِيْنٍ ۝ وَّاَبْصِرْ فَسَوْفَ يُبْصِرُوْنَ ۝

وہ دن ان لوگوں کا جن کو ڈرایا جا چکا تھا بہت ہی برا ہوگا اور آپ تھوڑے زمانہ تک ان کا خیال نہ کیجئے اور دیکھتے رہئے سو عنقریب یہ بھی دیکھ لیں گے

یراۃ اور یہ لوگ (یعنی کفار عرب قبل بعثت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے) کہا کرتے تھے کہ اگر ہمارے پاس کوئی نصیحت
ب) پہلے لوگوں (کی کتابوں) کے طور پر آتی (یعنی جیسے یہود و نصاریٰ کے پاس رسول اور کتابیں آئیں اگر ہمارے لئے ایسا
تو ہم اللہ کے خاص بندے ہوتے (یعنی تصدیق اور عمل کرتے ان کی طرح تکذیب و مخالفت نہ کرتے وہذا کقولہ تعالیٰ
جاءهم نذیر لیکونن اهدی من احدی الامم) پھر جب یہ نصیحت کی کتاب رسول کے ذریعہ سے ان کو پہنچی
لوگ اس کا انکار کرنے لگے (اور اپنا وہ عہد توڑ دیا) سو (خیر) اب ان کو (اس کا انجام) معلوم ہوا جاتا ہے (چنانچہ
کے ساتھ ہی انجام کفر کا منکشف ہو گیا اور بعض عقوبتیں قبل موت بھی نازل ہوئیں) اور (آگے مضمون تسلیہ کا ہے
س وقت ان مخالفین کو کسی قدر شوکت ہے لیکن یہ چند روزہ ہے کیونکہ ہمارے خاص بندوں یعنی پیغمبروں کے
ہمارا یہ قول پہلے ہی سے (یعنی لوح محفوظ ہی میں) مقرر ہو چکا ہے کہ بے شک وہی غالب کئے جاویں گے (کما قال
کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی) اور (ہمارا تو قاعدہ عامہ ہے کہ) ہمارا ہی لشکر غالب رہتا ہے (خواہ کہ اتباع رسل

بھی سامان بہت نزدیک ہے اسی لئے تو اس کا تحقق مدنیہ اولیٰ واقع ہوگا سو جب یہ بات ہے کہ آپ غالب آنے والے ہیں تو آپ تھوڑے زمانہ تک (صبر کیجئے اور) ان (کی مخالفت اور ایذا رسانی) کا خیال نہ کیجئے اور ذرا ان کو دیکھتے رہیے (یعنی ان کی حالت کا قدرے انتظار کیجئے کذا قال ابن کثیر ای انظرھم وارتقب ماذا یحل بھم) سو عنقریب یہ بھی دیکھ لیں گے (اس کا بھی وہی مطلب ہے جو فسوف یعلمون کا تھا اور اس وعید پر جو کہتے تھے کہ وہ وعید کب واقع ہوگی اور اکثر یہ بات کیا بھی کرتے تھے کما قال تعالیٰ ویقولون متی ھذا الوعد وغیرہا اس لئے آگے اس کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں کہ) کیا ہمارے عذاب کا تقاضا کر رہے ہیں سو وہ (عذاب) جب ان کے روبرو آ نازل ہوگا سو وہ دن ان لوگوں کا جن کو (پہلے سے) ڈرایا جاچکا تھا بہت ہی برا ہوگا (کہ وہ عذاب ٹل نہ سکے گا) اور (جب یہ بات ہے کہ ان لوگوں پر عذاب واقع ہونے والا ہے تو) آپ (تسلی رکھئے اور) تھوڑے زمانہ تک (صبر کیجئے اور ان کی مخالفت اور ایذا رسانی) کا خیال نہ کیجئے اور (ذرا ان کو یعنی ان کی حالت کو) دیکھتے رہیے (یعنی منتظر رہیے) سو عنقریب یہ بھی دیکھ لیں گے (اس کا مطلب کذا الصبح کے بعد یبصرون کا آنا اس پر دال ہے۔ دونوں جگہ یہ ہے کہ آپ کو تو ہمارے کہنے سے یقین ہی ہے اور یہی یقین مبنی انتظار کا ہے بعد معائنہ ان کو بھی یقین ہو جاوے گا اور چونکہ پہلا مضمون مرتب ہے تغلب اہل حق پر اور یہاں مرتب ہے تعذیب اہل باطل پر اس لئے معناً اس میں تکرار نہیں) ف مطلب اہل حق کے غالب ہونے کا یہ ہے کہ دین کا مقتضاء آئی یہی ہے پس عارضی مغلوبیت حکمت ابتلاء سے اس کے مناقض نہیں اور تفصیل اس مضمون کی پارہ لایحب اللہ کے تین چار آیت ومن یتول اللہ ورسولہ والذین اٰمنوا فان حزب اللہ ھم الغالبون کی تفسیر کے تحت میں قابل ملاحظہ ہے ربط سورت میں تین مضمون اصل مقصود تھے توحید و رسالت و بعث جیسا تمہید سورت میں مذکور ہوا ہے پھر اعتقاد بعث بوجہ توقف بعث کے نقل پر واقع میں فرع ہے اعتقاد رسالت کی اور اہل عقل میں سے جو دلیل عقلی سے قائل معاد روحانی کے ہوئے ہیں وہ ان دلائل کے مقدمات سراسر مجروح و مقدوح ہیں پس اس فرعیت کے اعتبار سے اصل مقصود بالاثبات توحید و رسالت کے مضمون رہ گئے سورت کا اکمال ان ہی کے اجمال پر کیا جاتا ہے اور چونکہ توحید اتم و اعظم ہے اور رسالت کا قائم ہونا اسی پر موقوف ہے گو اعتقاد توحید اس کو مستلزم نہیں اس لئے کلام کا آغاز و انجام توحید سے کیا اور مرسلین کا ذکر درمیان میں لائے اور تحمید میں چونکہ نفی نقائص اثبات کمالات سے اہم ہے لان النقص عیب فی نفسہ بخلاف الکمال فان انتفاءہ لم یکن عیباً فی نفسہ وان استلزم العیب بالنظر الی ذات الواجب جل مجدہ اس لئے تنزیہ کو تحمید پر مقدم فرمایا واللہ اعلم

سُبۡحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الۡعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوۡنَ ۝ وَسَلٰمٌ عَلَى الۡمُرۡسَلِيۡنَ ۝ وَالۡحَمۡدُ

آپ کا رب جو بڑی عظمت والا ہے ان باتوں سے پاک ہے جو یہ بیان کرتے ہیں اور سلام ہو پیغمبروں پر اور تمام تر خوبیاں

لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ۝

اللہ ہی کے لئے ہیں جو تمام عالم کا پروردگار ہے

تفسیر :- آپ کا رب جو بڑی عظمت والا ہے ان باتوں سے پاک ہے جو یہ (کافر) بیان کرتے ہیں (پس خدا کو منزہ سمجھو) اور (پیغمبروں کو واجب الاتباع سمجھو کیونکہ ان کی ایسی شان ہے کہ ہم ان کی شان میں یہ کہتے ہیں کہ) سلام ہو پیغمبروں پر اور (خدا کو منزہ سمجھنے کے ساتھ سوصوف بکمالات بھی سمجھو کیونکہ) تمام تر خوبیاں اللہ ہی کے لئے ہیں جو تمام عالم کا پروردگار (اور مالک) ہے ف سبحان اللہ کیا اچھا خاتمہ ہے کہ اجمالاً تمام اصل و فرع کو حاوی ہے کیونکہ کوئی فرع اعتقاد رسالت پر مرتب ہونے سے خالی نہیں اور اس خاتمہ کی اسی جامعیت کی وجہ سے روایات میں نماز کے بعد اور مجلس سے اٹھنے کے وقت اس کا پڑھنا منقول ہے۔

رب العالمین ... شان مرسلین



غیبی نوشتے

[illegible]

پہلا حصہ
علم نجوم
بروج و کواکب کی ماہیت
بروج آسمانی
نچھتر
نچھتروں کے چرن
[illegible]
(۱) آفتاب
(۲) قمر
(۳) مریخ
(۴) عطارد
(۵) مشتری
(۶) زہرہ
(۷) زحل
(۸) راس و ذنب
[illegible]

بروج کے ذریعہ حالات زندگی
(۱) حمل (۲) ثور (۳) جوزا (۴) سرطان (۵) اسد (۶) سنبلہ (۷) میزان (۸) عقرب (۹) قوس (۱۰) جدی (۱۱) دلو (۱۲) حوت

(الف) احکام آفتاب
آفتاب بخانہ اول
- بخانہ دوم
- بخانہ سوم
- بخانہ چہارم
- بخانہ پنجم
- بخانہ ششم
- بخانہ ہفتم
- بخانہ ہشتم
- بخانہ نہم
- بخانہ دہم
- بخانہ یازدہم
- بخانہ دوازدہم

(ب) احکام قمر
قمر بخانہ اول
- بخانہ دوم
- بخانہ سوم
- بخانہ چہارم
- بخانہ پنجم
- بخانہ ششم
- بخانہ ہفتم
- بخانہ ہشتم
- بخانہ نہم
- بخانہ دہم
- بخانہ یازدہم
- بخانہ دوازدہم

(ج) احکام مریخ
مریخ بخانہ اول
- بخانہ دوم
- بخانہ سوم

(د) احکام عطارد
عطارد بخانہ اول
- بخانہ دوم
- بخانہ سوم
- بخانہ چہارم
- بخانہ پنجم
- بخانہ ششم
- بخانہ ہفتم
- بخانہ ہشتم
- بخانہ نہم
- بخانہ دہم
- بخانہ یازدہم
- بخانہ دوازدہم

(ہ) احکام مشتری
مشتری بخانہ اول
- بخانہ دوم
- بخانہ سوم
- بخانہ چہارم
- بخانہ پنجم
- بخانہ ششم
- بخانہ ہفتم
- بخانہ ہشتم
- بخانہ نہم
- بخانہ دہم
- بخانہ یازدہم
- بخانہ دوازدہم

(و) احکام زہرہ
زہرہ بخانہ اول
- بخانہ دوم

(ز) احکام زحل
زحل بخانہ اول
- بخانہ دوم
- بخانہ سوم
- بخانہ چہارم
- بخانہ پنجم
- بخانہ ششم
- بخانہ ہفتم
- بخانہ ہشتم
- بخانہ نہم
- بخانہ دہم
- بخانہ یازدہم
- بخانہ دوازدہم

(ح) احکام راس
- بخانہ اول
- بخانہ دوم
- بخانہ سوم
- بخانہ چہارم
- بخانہ پنجم
- بخانہ ششم
- بخانہ ہفتم
- بخانہ ہشتم
- بخانہ نہم
- بخانہ دہم
- بخانہ یازدہم
- بخانہ دوازدہم

(ط) احکام عقرب
- بخانہ اول

خانہ اول
- خانہ دوم
- خانہ سوم
- خانہ چہارم
- خانہ پنجم
- خانہ ششم
- خانہ ہفتم
- خانہ ہشتم
- خانہ نہم
- خانہ دہم
- خانہ یازدہم
- خانہ دوازدہم

دوسرا حصہ
[illegible]

تیسرا حصہ
[illegible]

چوتھا حصہ
[illegible]

پانچواں حصہ
[illegible]

چھٹا حصہ
[illegible]

ملنے کا پتہ: منیجر رسالہ پیشوا دہلی


معمولی سی خارش تکلیف دہ اکزیما میں تبدیل ہو سکتی ہے، مگر آپ ایسا کیوں
ہونے دیں، جب کہ ہمدرد مرہم کے بر وقت استعمال سے آپ اسے دور کر سکتے ہیں
ہمدرد مرہم
درد کو تسکین دینے والا، زخم کو بھرنے والا، جراثیم کو مارنے والا، جلد کی تمام
بیماریوں کے لئے
ہر جگہ ملتا ہے
تیار کردہ
ہمدرد دواخانہ لیبوریٹری

وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا

(اے ہمارے پروردگار!) ہم کو پرہیزگاروں کا پیشوا بنا

پیشوا

دہلی

ایک ماہوار مذہبی اور اصلاحی رسالہ

مدیر مسئول سید عزیز حسن بقائی



قیمت سالانہ
۲ روپے

فی پرچہ
۳ آنے

مقام اشاعت جامع مسجد اردو بازار دہلی

رشتہ شادی کیلئے ضروری پیغام

شریف مسلمانوں کی مشکلات کیلئے

ادارہ رہنمائے رشتہ شرفاء اسلام میدان عمل میں

شریف اور معزز مسلمانوں کو اپنی اولاد کے لئے رشتۂ شادی تلاش کرنے میں جن دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے ان کے اظہار کی ضرورت نہیں، خاص کر بیٹی والوں کی حالت تو اور بھی صبر آزما ہوتی ہے۔ نظام معاشرت ان کے لبوں پر مہر سکوت لگا دیتا ہے، وہ اپنی زبان سے کچھ کہہ نہیں سکتے۔ لڑکی کی عمر زیادہ ہو جاتی ہے اور اس کے لئے مناسب رشتہ نہیں ملتا۔ خدا کا فضل ہے کہ اب یہ مشکل آسان ہوتی نظر آ رہی ہے۔ شرفاء اسلام کی ان ہی دشواریوں کے پیش نظر محض بے لوث خدمت کے یہ ادارہ قائم کیا ہے جسے دہلی اور بیرون دہلی کے عمائد تجارت پیشہ حضرات اور بڑے بڑے عہدیداران اور معزز حضرات کا اعتماد حاصل ہے۔

اگر آپ بھی ضرورت مند ہوں تو ہزارہا ممبران کی طرح آپ بھی ایک ممبر بن جایئے

اپنی خاندانی حالت، لڑکے یا لڑکی کی عمر، تعلیم، آمدنی، کس عہدہ اور کس شہر میں رشتہ مطلوب ہے، برادری یا ذات کی قید ہے یا نہیں، رشتہ کے لئے کن خیالات کا لڑکا یا لڑکی پسند فرماتے ہیں، یہ تمام تفصیلات پوری دیانت اور ایمان داری کے ساتھ تحریر فرمایئے۔ ہم مکمل راز داری کی شرط پر آپ کی لڑکی یا لڑکے یا خود کے لئے بہترین رشتہ تجویز کر کے بعد تحقیقات ضروری آپ کے نام روانہ کر دیں گے جن سے آپ براہ راست ہمارے ادارہ کا حوالہ دیتے ہوئے یا ہماری ہی معرفت خط و کتابت سے معاملہ طے کر سکتے ہیں۔ ایک لڑکا یا لڑکی کے نام کے درج رجسٹر کرانے کا فیس داخلہ صرف تین روپے ہے باقی خط و کتابت کرتے وقت ہمیشہ اور کا جوابی لفافہ ارسال کیا جاوے۔ خط و کتابت ہمیشہ راز میں رہے گی۔

مہتمم صاحب ادارہ رہنمائے رشتہ شرفاء اسلام اہلسنت والجماعت دہلی

اسلامیہ دارالاشاعت
دہلی کا ایک ماہوار
مذہبی، اخلاقی، اصلاحی
ادبی رسالہ
مقام اشاعت
اردو بازار جامع مسجد دہلی

ٹیلیفون نمبر ۶۹۶۶

پیشوا دہلی

ضروری اطلاع
ہر قسم کی خط و کتابت میں اپنا
نمبر خریداری ضرور لکھیے ورنہ
شکایت کی تعمیل نہ ہوگی
(مینجر پیشوا)
قیمت سالانہ دو روپے
ممالک غیر سے ۴ شلنگ
قیمت فی پرچہ ۳ر

جلد ۲۲ | بابت ماہ شوال ۱۳۶۵ھ مطابق ستمبر ۱۹۴۶ء | نمبر ۱۰

شذرات

(سید عزیز حسن دہلوی)

اعتراف تاخیر

افسوس ہے کہ انتہائی کوشش کے باوجود پیشوا کئی مہینہ تاخیر سے شائع ہو رہا ہے۔ اور تمام کوششیں جو پیشوا کو وقت پر لانے کے لئے کی جاسکتی ہیں، وہ کی گئیں، لیکن گذشتہ اشاعت کا پیشوا بھی دیر ہی میں شائع ہوا۔ اور غالباً یہ بھی وقت پر شائع نہ ہوگا۔

تاہم میں نے ابھی تک ہمت نہیں ہاری ہے۔ ہاتھ پیر مار رہا ہوں۔ توقع ہے کہ شاید آئندہ مہینہ پیشوا وقت پر آجائے میرا کام کوشش کرنا ہے، وہ کر رہا ہوں۔ آپ بھی دعا کیجیے کہ خداوند قدوس اس مصیبت کے زمانہ کا جلد خاتمہ کرے جو جنگ کے بعد جنگ سے زیادہ سخت ہے۔

پیغمبری دعائیں چھپ گئیں

حضور تاجدار دوعالم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی زبان مبارک سے ارشاد فرمائی ہوئی تیرہ بہت دعائیں اردو عربی میں عرصہ کے انتظار کے بعد چھپ گئی ہیں۔ یہ اس کا چوتھا ایڈیشن ہے، جن دوستوں کو اس کا انتظار تھا، ان کو مینجر صاحب

پیشوا دہلی سے طلب کرنی چاہئیں۔

کاپی نویسوں کی اور ضرورت

اگرچہ پیشوا کی مطبوعات کے لئے دو تین کاتبوں کا بندوبست ہوگیا ہے۔ لیکن مجھے دفتر میں بیٹھ کر کام کرنے والوں اور اپنے مکان پر کام کرنے والے چند خوش خط کاپی نویسوں کی ضرورت ہے اس لئے جو خوش نویس حضرات اپنے گھر پر بیٹھ کر کام کرنا چاہیں، وہ مطبوعہ اور غیر مطبوعہ کتابت کے نمونے بھیج دیں اور جو دہلی میں رہ کر کام کرنا چاہیں۔ وہ نمونہ لے کر خود تشریف لائیں، کتابیں بڑی بھی ہیں اور چھوٹی بھی، مطبوعہ بھی ہیں، غیر مطبوعہ بھی۔ کام بہت ہے، اور زیادہ عرصہ تک کسی دوسری جگہ کام تلاش کرنے کی ضرورت نہ ہوگی

صرف وہی حضرات زحمت گوارا فرمائیں، جن کا خط اچھا ہو، کتابت کا تجربہ ہو، کام کا شوق ہو۔

پریس میں کون سی کتابیں ہیں؟

حسب ذیل کتابیں پریس میں طباعت کے لئے گئی ہوئی

میں۔

عطاتِ قدسی } تفسیر اسمائے آیت الکرسی۔ یہ اس کتاب کا پانچواں ایڈیشن ہے۔ عملیات کی کتاب میں بہت مقبول ہے۔

ایوبی اعظم } ملک الاعظم حضرت سلطان صلاح الدین ایوبی کی مکمل سوانحعمری۔ اس جانباز اسلام کے مکمل حالات۔ جس کی شمشیرِ راشگاف اور اپنی بازوؤں نے صلیب پرست عیسائیوں کے چھکے چھڑا دیئے، ان کے تمام منصوبے خاک میں ملادیئے جو کبھی دشمنانِ اسلام کی اکثریت کو خاطر میں نہ لایا، اور ہمیشہ کفرستان میں اسلام کا جھنڈا بلند کرنے کے لئے آگے ہی بڑھتا رہا۔

طارق اعظم رض } اس نامور فاتح کی جامع اور مکمل سوانحعمری جس نے جبرالٹر پر جہازوں کے بیڑے کو اس لئے آگ لگادی کہ وہ کفرستان اسپین کو پاکستان بنانا چاہتا تھا، کیونکہ وہ

ہر ملک ملک ماست

پر عامل تھا یعنی حضرت طارق اعظم فاتح اسپین جن کے مجاہدانہ عزائم نے یورپ میں تہلکہ ڈال دیا تھا، اور جن کو آج بھی جبرالٹر یاد کرتا ہے۔

وصیت نامہ } بنگال کے جادو نگار، آتش بیاں ناول نگار، بنکم چندر چٹرجی کے ایک بہترین اخلاقی اصلاحی ناول کا سلیس اردو میں ترجمہ۔

سیرتِ باقی } سلسلہ نقشبندیہ کے سالار سیرے جد امجد حضرت خواجہ باقی باللہ رض کے مکمل حالات زندگی، ان کے عملیات، ان کے ملفوظات، ان کے مکتوبات نقشبندیہ سلسلہ کی تعلیم۔

یہ کتاب چوتھی بار بالکل نئے اسلوب سے چھپ رہی ہے مضامین کے اضافہ کے ساتھ ترتیب بالکل بدل دی گئی ہے ضخامت اور احادیث میں اضافہ کردیا گیا ہے۔

تجرید بخاری } اس میں بخاری شریف کی تمام حدیثیں موجود ہیں۔ مگر مکررات کو نہیں لیا گیا ہے۔ یعنے جس حدیث کو کئی راویوں نے بیان کیا ہے، اس کو طوالت سے بچنے کے لئے [illegible] ایک مستند راوی سے نقل کرنا کافی سمجھا گیا ہے۔

یہ اس کا دوسرا ایڈیشن ہے۔ جس میں ان راویوں کے مختصر حالات بھی درج کر دیئے گئے ہیں، جنہوں نے بخاری شریف کی حدیثیں روایت کیں۔ سائز بڑا کر دیا گیا ہے۔

سر دست تو یہی کتابیں پریس میں ہیں۔ اگر خوشنویس کاتب زیادہ تعداد میں مل جائیں، تو احادیث و سیرت کا بیش بہا ذخیرہ پریس میں چھپنے کے لئے دیدیا جائے۔

پیشوا پریس کا قیام

پیشوا کی سب کاپیوں کی طباعت تقریباً ایک لاکھ داب ہے۔ اور اس کے بعد پیشوا کی مطبوعات کے لئے پریس والوں کے نخرے زیادہ سے زیادہ دام دے کر برداشت کر لئے، کام کو وقت پر نہ کرنے کا نتیجہ یہ ہو رہا ہے کہ پیشوا وقت پر شائع نہیں ہو سکتا، پیشوا کی مطبوعات جلدی شائع نہیں ہو سکتیں، جو اس کی زندگی کے لئے ریڑھ کی ہڈی ہیں۔

ان تمام مشکلات کا واحد حل یہ ہے کہ پیشوا کا اپنا ذاتی پریس ہو، جس کے لئے تیس ہزار روپے کی ضرورت ہے۔

میری حالت یہ ہے کہ

جیل کے گھونسلے میں ماس کہاں؟

مگر اس کے لئے دو صورتیں ہیں۔

الف:۔ مشترکہ سرمایہ سے پریس قائم کیا جائے، اور اس کو لمیٹڈ کرا لیا جائے۔ کوئی حصہ سو روپے سے زیادہ کا نہ ہو۔

ب:۔ چند دوست شریک ہو کر اس کو شروع کریں، اور لمیٹڈ کرالیں، اور خود سرمایہ فراہم کرلیں۔

سرمایہ ہر حالت میں محفوظ ہے۔ کام بے حد نفع بخش ہے۔ میں خود [illegible] کا شریک رہوں گا، اپنا سرمایہ بھی لگاؤں گا مشورہ بھی دوں گا، [illegible] وقت بھی دوں گا۔

جو دوست اس سلسلہ میں اپنا روپیہ لگانا چاہیں، وہ اطلاع دیں، اور جو لوگ اول صورت کو مفید سمجھیں، وہ مکمل جامع اسکیم پیش کریں۔

بہر حال یہ طے ہے کہ پیشوا کا اپنا پریس ہوگا۔ چاہے وہ حصوں کی صورت میں ہو، یا ذاتی ملکیت ہو، خواہ اس میں چند سرمایہ دار شریک ہوں، یا مجھے خود ہی اس بوجھ کو برداشت کرنا پڑے۔ کہ اس کے بغیر اب چارۂ کار ہی نہیں ہے۔

ناموں کی ضرورت

ایسے معاونوں کی ضرورت ہے، جو پیشوا کے لئے نئے خریدار فراہم کریں۔ یا ایسے حضرات کے پتے لکھ دیں، جو پیشوا پڑھ کر خریدار ہو سکیں۔ کیونکہ ضروریات زندگی پانچسو گنی بڑھ چکی ہیں۔ پیشوا کی قیمت میں صرف ایک روپے کا اضافہ ہوا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ اپنے مصارف اس قیمت میں بھی پورے نہیں کر سکتا جب تک پیشوا کی مطبوعات کے لئے نئے خریدار نہ پیدا ہوں۔ اور یہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ ہر خریدار اپنی جگہ سمجھ لے کہ اس کو پیشوا کو زندہ رکھنے کے لئے اس کے مصارف میں حصہ لینا چاہیئے۔

پس اگر آپ پیشوا کو پسند کرتے ہیں، تو نئے خریدار بھی فراہم کیجئے، اور ایسے لوگوں کے پتے بھی لکھیئے، جو پیشوا کا نمونہ پڑھ کر اس کے خریدار ہو سکیں۔

چند پرچے گذشتہ مہینوں کے بچے ہوئے دفتر میں موجود ہیں، وہ نمونے میں مفت بھیج دیئے جائیں گے۔ جب یہ پرچے ختم ہو جائیں گے، تو نمونہ مفت نہیں دیا جائے گا۔

عید کا ماتم

دنیا کے ہر حصے میں جہاں مسلمان بستے ہیں، عید منائی جا رہی ہے۔ مگر ہندوستان کے سب سے بڑے آباد شہر اور مسلم آبادی کی اکثریت کے صوبے بنگال کے گھر گھر میں صفِ ماتم بچھی ہوئی ہے۔

دریائے ہگلی میں مچھلیوں سے زیادہ بے گناہ انسانوں کی (جس میں زیادہ تر مسلمان ہیں) لاشیں تیر رہی ہیں۔ کلکتہ کی پُر رونق سڑکیں اور گنجان گلیاں مظلوموں کی لاشوں سے پٹی پڑی ہیں، جن کو کوئی اٹھانے والا بھی نظر نہیں آتا۔

بنگال مسلمانوں کی اکثریت کا صوبہ ہے۔ مگر اس اکثریت کے صوبہ میں لیگ کی دیوالیہ اور فرض ناشناس حکومت کے طفیل دو مرتبہ اس پر ایسی تباہی لائی گئی ہے کہ بنگال کی تاریخ میں ہندوستان کے عہد غلامی میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔ اور اس ہلاکت و بربادی کا سب سے زیادہ شکار مسلمان ہی ہوئے جس کی تمام تر ذمہ داری لیگ کے غیر ذمہ دار لیڈر اور حکومت کے فرض ناشناس کارکنوں پر ہے۔ جنہوں نے مسلمانوں کی جانوں سے کھیلنے کے لئے غنڈوں کو قانون سے اور خون کی ہولی کھیلنے کے لئے شتر بے مہار کی طرح چھوڑ دیا۔

لیگی لیڈر اور اخبارات گذشتہ دس سال سے جو فرقہ وارانہ آگ اگل رہے تھے، اور جو مفسدانہ انگارے اچھال رہے تھے، سول وار کی جو دھمکیاں دی جا رہی تھیں۔ چنگیز و ہلاکو کے مظالم سے زیادہ وحشیانہ اور بربادانہ سفاکی کا جو اعلان کیا جا رہا تھا۔ اس کا انسداد سامراج نے کیوں نہیں کیا؟ حکومت نے قانون اور امن کو دھمکیاں دینے والوں کے خلاف کارروائی کیوں نہیں کی۔ اس کو ہر شخص آسانی سے سمجھ سکتا ہے کہ حکومت لیگ کو شہ دے رہی تھی، اور اس طرح "لا اینڈ آرڈر" کے محافظ بھی لیگ سے کم مجرم نہیں ہیں۔

پس کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی کہ اینگلو لیگ سازش کو بے نقاب کرنے کے لئے ہائی کورٹ کے تین ہندوستانی ججوں کا ایک آزاد تحقیقاتی کمیشن مقرر نہ کیا جائے، جو سر تیک چند، سر دین محمد اور سر مارس گوائر پر مشتمل ہو۔ اور اس کا یہ کام ہو کہ وہ فرقہ وارانہ سرگرمیوں میں انگریز حکام کی سازش اور سامراج کی لیگ پرستی کی کھلی تحقیقات کر کے اپنی رپورٹ جلد از جلد نئی مرکزی حکومت کے سامنے پیش کرے تاکہ مرکزی حکومت آئندہ فرقہ وارانہ فسادات کو روکنے کے لئے کوئی موثر پروگرام پیش کر سکے۔

اگر مرکزی حکومت اپنے عہد کو روشن اور ہندوستان کے مستقبل کو فرقہ وارانہ سرگرمیوں سے پاک رکھنا چاہتی ہے تو اس کا فرض ہے کہ فرقہ پرستی کو قانوناً جرم قرار دے، اور تمام فرقہ وارانہ جماعتوں کو خلاف قانون قرار دے کر فرقہ وارانہ جدوجہد کرنے والوں کے لئے نیم مارشل لا جاری کرے۔ تاکہ ہندوستان جو نصف صدی کی بے مثال قربانیوں کے بعد آزادی کے قریب پہنچا ہے، وہ آزادی سے دور نہ جا پڑے۔ اور سامراج فرقہ پرستی کی آڑ میں انسانی جانوں سے کھیلنے کی جو آزادی دے رکھی ہے، اور اس کی آڑ میں خود مختار ہندوستان پر مسلط رہنے کا جو ناپاک ارادہ ہے اس کو تہس نہس کر دیا جائے۔

مرکزی حکومت کا فرض ہے کہ جو صوبائی حکومتیں امن قائم رکھنے، شہری آزادی برقرار رکھنے میں ناکام ہوئی ہیں۔ ان پر سخت گرفت کی جائے اور گورنروں کو مجبور کیا جائے کہ وہ ان وزارتوں کو فوراً توڑ دیں کہ لیگ کے اقتدار سے زیادہ لیگ کی نازبرداری سے زیادہ انسانی جان و مال کی حفاظت ہے۔ اس لئے ضرورت ہی نہیں، بلکہ اشد ضرورت ہے کہ

اگر لیگ اپنے نفرت آمیز فرقہ وارانہ پراپیگنڈا کو بند کرے تو اس کو ہند مسلمانوں کی جانوں سے کھیلنے اور ہندو مسلمانوں کو مشتعل کرنے کی اجازت نہ دی جائے اور اس کی تمام فرقہ وارانہ سرگرمیوں کا زیادہ سے زیادہ سختی سے قلع قمع کر دیا جائے اور جو احمقانہ طریقہ کانگریس نے لیگ کو منانے اور جناح صاحب کی خوشامد کرنے کے لئے اب تک اختیار کر رکھا ہے، اس کو ختم کر دیا جائے۔ اور اس کی جگہ قوم پرور مسلمانوں کے ذریعہ زیادہ سے زیادہ مسلمانوں کی شکایات کا ازالہ کیا جائے۔ اور ان کے حقوق کا تحفظ ہی نہ کیا جائے، بلکہ ان کے ساتھ رعایت کی جائے، رواداری برتی جائے۔ مگر لیگی لیڈروں کو سانپ کی طرح دودھ پلا کر آستینوں میں پالنے کی پالیسی قطعاً ختم کر دی جائے، اور کانگریسی مسلمانوں کے ذریعہ مسلمانوں کی تمام مشکلات کو حل کیا جائے۔ اس طرح لیگ کے ان تمام الزامات کی تردید بھی ہو جائے گی، جو وہ مسلمانوں کے خلاف دس سال سے کر رہی ہے، اور مسلمان عوام یہ سمجھیں گے کہ ان کی شکایات جب کانگریسی مسلمانوں کے ذریعہ رفع ہو جاتی ہیں، تو پھر لیگ کی ضرورت ؟

مرکز میں کانگریسی حکومت

انتہائی کشمکش کے بعد مرکز میں عارضی حکومت صدر کانگریس پنڈت جواہر لال نہرو بنانے میں کامیاب ہو گئے انہوں نے اپنی وزارت کے لئے جن حضرات کا انتخاب کیا ہے، وہ ملک کے چنے ہوئے اور مانے ہوئے رہنما ہیں اس انتخاب میں ہر طبقہ کی نمائندگی کا زیادہ سے زیادہ خیال رکھا گیا ہے۔

اگرچہ مسلمان نمائندوں کے انتخاب میں ہماری رائے میں احرار، جمعیۃ علماء ہند، مومن انصار کی نمائندگی نہیں ہے مگر چونکہ کانگریس کے صدر نے حضرت پیشوائے اعظم کے مشورہ سے یہ انتخاب کر لیا ہے۔ اس لئے اس پر تبصرہ بیکار ہے۔

ہم نیشنل گورنمنٹ کا صمیم قلب سے خیر مقدم کرتے ہیں، اور دعا کرتے ہیں کہ یہ وزارت لیگ کی رخنہ اندازیوں کے باوجود کامیاب ہو۔ اور ملک کے لئے اور اس کے باشندوں کے لئے زیادہ سے زیادہ مفید ہو۔ اور جو اہم مشکلات پیش آئیں، ان پر عبور حاصل کر سکے۔

ابن سعود کی یہودیانہ ذہنیت

کئی سو حاجیوں کو ابن سعود نے سرزمین حجاز پر اس لئے قدم نہیں رکھنے دیا کہ ان کے پاس چھ سو روپے ابن سعود کو غیر شرعی اور کتاب و سنت کے خلاف ٹیکس دینے کے لئے نہ تھے۔ ہمیں افسوس ہے کہ یہ زائرین حرم بیت اللہ اپنی ناداری یا اپنی بزدلانہ حماقت کی وجہ سے حج سے محروم رہ گئے۔

ان کو چاہئے تھا کہ وہ عدم ادائیگی ٹیکس کی مہم شروع کرتے اور اس غیر شرعی ٹیکس کو جو اللہ کے گھر پر یہودیانہ ذہنیت کے تحت کتاب و سنت کے خلاف عیاشانہ زندگی گذارنے کے لئے لگایا گیا ہے ادا نہ کرتے، اور اس کی سزا بھگتنے کے لئے تیار ہوتے اور دیکھتے کہ جس شخص نے کتاب و سنت کو بدنام کرنے کے لئے ولادت گاہ نبوی ، ماثر متبرکہ، قبہ جات، مزارات اہلبیت کرام و صحابہ عظام کو منہدم کیا ہے، کیا وہ اس ناجائز ٹیکس کو جائز کرنے کے لئے کتاب اللہ میں یہود و نصاریٰ کی طرح کیا ترمیم کرتا ہے، اور اس کی تائید نام نہاد چشتی پارٹی کی طرف سے صرف تین سو روپے سالانہ کے صوفیانہ وظیفہ کے لئے صوفیائے کرام کی فرضی توہین سے بچنے ہونیوالے مسلمانوں کے قتل عام کا فتویٰ دیکر قرآن حکیم کو لیگی بنانیوالے حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب کیا فتویٰ ابن سعود کی تائید میں دیتے ہیں۔ جنہوں نے پہلے ماثر متبرکہ کے انہدام پر ابن سعود کے خلاف لکھا، اور اب اس کی شان میں قصیدے لکھے جاتے ہیں۔ ہم ابن سعود کی اس مخالف کتاب و سنت پر خاموشی کے سلسلے میں فرنگی محل اور بدایوں کے زر پرست ملاؤں سے دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ وہ خاموش کیوں ہیں۔ کیا ان کے منہ میں بھی خواجہ صاحب کی طرح سنہری لگام پڑی ہوئی ہے ۔ ؟

جن

خریدار صاحبان کی میعاد خریداری اس مہینہ میں ختم ہو رہی ہے ان میں

ایک آپ بھی ہیں اور آپ کا نمبر خریداری . . . . ہے

اگر آپ سال آئندہ کیلئے خریدار رہنا چاہیں تو کم سے کم دو نئے خریدار فراہم کر دیجئے اور سب کی قیمت آج ہی دفتر رسالہ پیشوا دہلی کو روانہ کر دیجئے اور اگر خدانخواستہ کسی وجہ سے آپ خود سال آئندہ کیلئے خریدار رہنا پسند نہ کریں تو لللہ براہ کرم اسی وقت ایک پوسٹ کارڈ منیجر رسالہ پیشوا دہلی کے نام لکھ دیجئے کہ سال آئندہ کیلئے خریداری منظور نہیں۔ آپ کے اس کارڈ کے وصول ہونے تک آپ کا نام

احکام القرآن

(قرآنی احکام پر ایک کتاب کا جواب جو حضرت … کے لئے لکھی گئی)

(از حضرت علامہ آغا رفیق صاحب بلند شہری)

(گذشتہ سے پیوستہ)

(۲۰۵)

زانی مرد و عورت کے نکاح کا بیان

الزانی لا ینکح الا زانیۃ او مشرکۃ والزانیۃ لا ینکحہا الا زان او مشرک وحرم ذلک علی المؤمنین ۰

بدکار مرد، زن بدکار یا مشرکہ ہی سے نکاح کرے گا۔ بدکار عورت سے نکاح نہ کرے گا مگر مرد بدکار یا مشرک۔ مومنین کے لئے ایسے تعلقات حرام ہیں۔

تفسیر۔ ایک مفسر کا بیان ہے کہ اصحاب صفہ نے یہ ارادہ کیا تھا کہ مدینہ کی پیشہ ور عورتوں سے نکاح کرلیں تاکہ رات کو ان کے گھروں میں رہیں اور انہیں کا کھانا کھائیں۔ چنانچہ انہوں نے اپنے اس ارادہ کا اظہار حضورؐ پر کیا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور بعض مفسر کہتے ہیں کہ یہ آیت ام مہزول کے حق میں نازل ہوئی جو پیشہ ور عورت تھی اور اس کی دولت کی طمع میں ایک مسلمان اس سے نکاح کرنا چاہتا تھا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

اس آیت کو نازل کے واقعات کے ساتھ مخصوص کیا جائے تو درست ہے اس لئے کہ بعض کو یہ حکم اس آیت سے منسوخ ہوگیا ہے وانکحوا الایامیٰ منکم الخ اس لئے کہ اس میں زانی اور غیر زانی سب کو باہم نکاح کی اجازت دی گئی ہے۔ اور اسلامی شرع میں اسی پر عمل جاری ہے۔ چنانچہ ایک مرتبہ حضورؐ سے یہ پوچھا گیا تھا کہ ایک شخص نے اول ایک عورت سے زنا کیا، اور پھر اس سے نکاح کرلیا۔ حضورؐ نے فرمایا: پہلا فعل بشہوت زانی تھا اور آخری نکاح شروع اور فعل حرام حلال کو حرام نہیں کر دیتا۔

علماء احناف کہتے ہیں آیت کو عام رکھا جائے تو منسوخ کہنے کی ضرورت پیش نہ آئے گی اس لئے کہ نکاح میں دیانت بھی ایک شرط ہے، رہی شرک کی قید اس صورت میں اس کے معنی یہ ہوں گے ۔۔۔ مشرک زانی و زانیہ مشرک ہی سے نکاح کرسکتے ہیں مسلم سے نہیں۔

---

(۲۰۶)

تہمت کی سزا کا بیان

والذین یرمون المحصنٰت ثم لم یأتوا باربعۃ شہداء فاجلدوہم ثمٰنین جلدۃ ولا تقبلوا لہم شہادۃ ابدا و اولئک ہم الفاسقون الا الذین تابوا من بعد ذلک واصلحوا فان اللہ غفور رحیم۔

جو لوگ پاکدامن عورتوں پر تہمت زنا لگائیں اور چار گواہ نہ لاسکیں تو انہیں اسی درے مارو اور کبھی ان کی شہادت قبول نہ کرو اور یہ فاسق ہیں۔ مگر جو لوگ ایسا کرنے کے بعد توبہ کرلیں اور عاقبت درست کرلیں تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

تفسیر۔ اس آیت میں محصنات (پاک دامن عورتوں) پر تہمت لگانے کا ذکر ہے لیکن فقہاء نے محصنات و محصنین دونوں کو شامل سمجھا ہے۔ اس لئے کہ تہمت زنا کا ذکر زنا کے بعد کیا گیا ہے، اور یہ قرینہ ہے اس بات کا کہ آیت عام ہے۔ پھر چونکہ یہ آیت ایک خاص واقعہ سے متعلق ہے جس میں تہمت کا کذب ظاہر تھا، اس لئے اس میں محصنات کا ذکر خاص طور پر کیا گیا ہے۔

محصن (پاک دامن) سے مراد وہ مرد و عورت ہیں جو زنا سے قطعی پاک ہوں، جیسا کہ خداوند تعالیٰ کا ارشاد ہے محصنات غیر مسافحات ولا متخذات اخدان ایک پاک دامن عورت یا مرد پر زنا کی تہمت لگانا یقیناً بڑی بری بات ہے۔ محصنات کے لئے فقہاء نے زنا کی سزا کی طرح اور شرائط

بھی مقرر کی ہیں یعنی جس پر تہمت لگائی گئی ہو وہ آزاد مسلمان، عاقل بالغ اور زنا سے پاک ہوں۔

جو لوگ ایسے مرد و عورت پر زنا کی تہمت لگائیں، ان سے چار گواہ طلب کئے جائیں گے۔ اگر وہ اپنے ثبوت میں گواہوں کو پیش نہ کر سکیں تو ان کے اسی درّے لگائے جائیں، اور آئندہ جب تک وہ توبہ کر کے اپنی عادت کو درست نہ کر لیں ان کی شہادت معتبر نہ سمجھی جائے۔ اس سے یہ ثابت ہوا کہ زنا کے شاہد چار ہونے چاہئیں۔

یہ آیت حسان بن ثابت کے حق میں نازل ہوئی ہے جنہوں نے حضرت عائشہ رضی پر تہمت لگائی تھی، اور پھر توبہ کر لی تھی۔

فقہی مسئلہ یہ ہے کہ تہمت لگانے والے پر حد (سزا) لگانے کا مطالبہ ضروری ہے۔ حاکم خود سزا نہیں دے سکتا جن پر تہمت لگائی جائے وہ حاکم کی طرف رجوع کریں اور سزا دلوائیں۔

تہمت لگانے کے الفاظ یہ ہیں کہ کوئی شخص کو زانی کہہ کر مخاطب کرے یا کسی شخص سے یہ کہے تو نے فلاں مقام پر زنا کیا ہے، یا یہ کہے کہ تو اپنے باپ کے نطفے سے نہیں ہے یا یہ کہے کہ تو فلاں کا بیٹا نہیں ہے، یا یہ کہے کہ تو بدکار زانی عورت کا بیٹا ہے۔

چار گواہوں کے لئے شرط یہ ہے کہ وہ شہادت کے وقت سب کے سب موجود ہوں اور تہمت لگانے والے کو زنا کرنے والے کے مانند کوڑے لگائے جائیں گے۔ لیکن پوستین و دگلہ کے سوا اس کے اور کپڑے نہ اتارے جائیں گے۔ فقہا کا بیان ہے کہ درّے سب سے زیادہ تعزیر میں لگائے جائیں، اس سے کم زنا میں، اس سے کم شراب خواری میں اور اس سے کم تہمت میں۔ پھر امام وقت اور جس پر تہمت لگائی گئی ہو، اس امر کا اختیار رکھتے ہیں کہ وہ سزا اور مطالبہ کو ثبوت سے پہلے معاف کر دیں۔ ثبوت کے بعد معافی کا اختیار نہیں ہے۔

تہمت لگانے والے کی شہادت ائمہ احناف کے نزدیک کسی معاملہ میں قبول نہ کی جائے گی۔ امام شافعی رح کا بھی یہی مسلک ہے اور بعض فقہا کہتے ہیں کہ صرف تہمت کے معاملے میں ان کی شہادت معتبر نہ ہوگی۔

قاذف (تہمت لگانے والے) کی شہادت کے قبول نہ ہونے کے مسئلہ میں احناف اور شوافع کے درمیان دو باتوں میں اختلاف

ہے۔ ایک تو یہ کہ امام شافعی رحمہ کے نزدیک تہمت لگانے کے بعد ہی شہادت قبول نہ ہوگی۔ ابو حنیفہ رح کہتے ہیں تہمت کی سزا مل جانے کے بعد قبول نہ ہوگی، دلائل فریقین طویل ہیں اور نازک، اس لئے یہاں ان کا اندراج مناسب نہیں ہے، دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ تہمت لگانے والے نے اگر آئندہ کسی مسلمان پر تہمت لگانے سے توبہ کرلی تو اس کی شہادت تہمت کے معاملہ میں بھی قبول کرلی جائے گی۔ امام ابو حنیفہ رح کہتے ہیں تہمت کے معاملہ میں اس کی شہادت کبھی قبول نہ ہوگی۔

اس سلسلہ میں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ آیت میں چونکہ پاک دامن پر زنا کی تہمت لگانے کی سزا بیان کی گئی ہے اس لئے اگر کسی غیر پاک دامن پر زنا کی تہمت لگائی گئی یا پاکدامن پر زنا کے سوا کوئی اور تہمت لگائی گئی تو اس کو یہ سزا نہ دی جائے گی بلکہ وہ تعزیر کا مستحق ہوگا، چنانچہ فقہا کا بیان ہے کہ اگر کسی نے کسی غلام پر یا کسی کافر پر زنا کی تہمت لگائی یا کسی پاک دامن مسلمان کو یا فاسق یا کافر یا خبیث یا سارق یا فاجر یا مخنث یا خائن یا لوطی یا زندیق یا دیوث یا شرابی یا سود خوار وغیرہ کہا تو اس پر تہمت کی سزا قائم نہ کی جائے گی، وہ تعزیر کا مستحق ہوگا۔

(۲۰۷)

لعان کا بیان

والذین یرمون ازواجھم	جو لوگ اپنی بیویوں پر تہمت
ولم یکن لھم شھداء	زنا لگائیں اور سوائے ان کے
الا انفسھم فشھادۃ	دوسرے گواہ نہ ہوں تو ہر
احدھم اربع شھٰدٰت	ایک ایسے شخص کی شہادت
باللہ انہ لمن الصٰدقین	یہ ہے کہ وہ چار مرتبہ اللہ کی
والخامسۃ ان لعنت	قسم کھاکر بیان کرے کہ وہ سچا
اللہ علیہ ان کان من	ہے اور پانچویں دفعہ کہے،
الکذبین ۵ ویدرؤا عنھا	جھوٹ بولتا ہوں تو مجھ پر اللہ
العذاب ان تشھد اربع	کی لعنت ہے۔ عورت پر سے
شھٰدٰت باللہ انہ لمن	حکم سزا اس طرح ٹل سکتا ہے
الکاذبین۔ والخامسۃ	کہ وہ چار مرتبہ اللہ کی قسم کھاکر
ان غضب اللہ علیھا ان	کہے کہ یہ مرد جھوٹا ہے اور پانچویں
کان من الصادقین ولولا	مرتبہ کہے کہ وہ سچا ہو تو مجھ پر

فضل اللہ علیکم و رحمتہ، و ان اللہ تواب حکیم ۰

خدا کا غضب پڑے۔ اگر تم پر خدا کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی اور یہ احکام تمہارے لئے بیان نہ کئے جاتے تو معلوم نہیں تمہاری خانہ داریوں میں کیا کیا فسادات ہوتے۔ اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا اور بڑا واقف حال ہے۔

تفسیر: سزائے تہمت زنا کی آیت نازل ہونے پر عاصم بن عدی نے حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا "یا رسول اللہ! یہ تو عجیب بات ہے کہ ایک شخص اپنی بیوی کو غیر مرد کے ساتھ مشغول دیکھے اور گواہوں کو تلاش کرتا پھرے وہ گواہوں کو ڈھونڈ کر لاتے گا اتنے میں وہ مرد فارغ ہو کر چلا جائے گا یا فارغ ہو جائے گا اور پھر بغیر گواہوں کے وہ طالب کرے گا تو اسّی دروں کی سزا پائے گا اور فاسق اور مردود الشہادۃ قرار دیا جائے گا" حضورؐ نے فرمایا "شریعت نے یہی حکم دیا ہے وہ بہتر ہے"۔ اس کے بعد عاصم باہر نکلا اور تھوڑی دور گیا ہوگا کہ عویمر ابن حمرس سے ملا اور کہا "عاصم! میں نے اپنی بیوی خولہ بنت عاصم کو شریک بن سحما کے ساتھ مشغول دیکھا ہے"۔ عاصم نے اپنے دل میں کہا "جو بات میں نے حضورؐ سے پوچھی تھی، خدا نے اسی میں مجھ کو مبتلا کر دیا۔" یہ کہہ کر وہ پلٹا اور دوبارہ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر واقعہ عرض کیا۔ حضورؐ نے فوراً خولہ کو طلب فرمایا اور حقیقت دریافت کی، خولہ نے قطعاً انکار کر دیا، فوراً یہ آیت نازل ہوئی اور حضورؐ نے عصر کی نماز کے بعد عویمر اور خولہ دونوں کو طلب کیا اور آیت لعان کے موافق عمل کیا۔ جب دونوں نے خدا کی قسمیں کھا کر اپنے صدق اور دوسرے کے کذب کا اعتراف کیا، تو حضورؐ نے جواب میں آمین کہی اور جب غضب الٰہی کے نزول کا اقرار کیا تب بھی حضورؐ نے آمین کہی۔

لعان: اصطلاح فقہا میں اس موکد شہادت کو جس کو قسم کے ساتھ مؤکد کیا جائے اور لعنت کو اس میں شامل کیا جائے۔ یہ شہادت شوہر کے نزدیک سزائے زنا کی سزا کے قائم مقام سمجھی جاتی ہے۔ صورت اس کی یہ ہے کہ جو لوگ اپنی بیویوں پر زنا کی تہمت لگائیں اور خود ان کے سوا اور گواہ موجود نہ ہوں اور وہ شہادت کی اہلیت رکھتے ہوں، تو عورت کے مطالبہ پر لعان کی ضرورت واقع ہوگی اور وہ کارروائی یہ ہے کہ مرد چار مرتبہ خدا کی قسم کھا کر اس امر کا اقرار کرے گا کہ اگر میں تہمت لگانے میں جھوٹا ہوں تو مجھ پر خدا کی لعنت ہو۔ اور مرد کی اس شہادت کے بعد عورت پر سے زنا کی سزا اس طرح ساقط ہوگی کہ مرد کی شہادت کے بعد وہ حاکم کے سامنے چار مرتبہ اس امر کا اعتراف کرے کہ میں خدا کی قسم کھا کر کہتی ہوں کہ یہ مرد مجھ پر تہمت لگانے میں جھوٹا ہے اور پانچویں مرتبہ یہ الفاظ کہے کہ اگر یہ مرد مجھ پر زنا کی تہمت لگانے میں صادق ہو تو مجھ پر خدا کا غضب نازل ہو۔

تہمت زنا کے متعلق فقہاء کا فیصلہ یہ ہے کہ جب کوئی شخص اپنی بیوی پر زنا کی تہمت لگائے تو دیکھا جائے گا کہ دونوں میاں بیوی شہادت کی اہلیت رکھتے ہیں یا نہیں۔ اگر دونوں شہادت کی اہلیت رکھتے ہوں اور عورت شہادت کا مطالبہ کرے تو مرد کو لعان پر مجبور کیا جائے گا اگر وہ قسم کھانے سے انکار کرے تو اس کو اس وقت تک قید میں ڈال دیا جائیگا جب تک کہ وہ قسم نہ کھائے۔ اگر وہ قسم کھانے کے بجائے اپنی تکذیب کرے گا تو اس پر تہمت کی سزا جاری کی جائے گی۔ اس کے بعد عورت سے قسم لی جائے گی۔ اگر وہ قسم نہ کھائے گی یا مرد کی تصدیق و تائید کرے گی تو اس پر زنا کی سزا جاری کی جائے گی۔

امام زفرؒ کا قول تو یہ ہے کہ مرد و عورت کے لعان کے بعد فوراً میاں بیوی کے درمیان تفریق واقع ہو جائے گی امام شافعیؒ کہتے ہیں مرد کے لعان کے بعد ہی تفریق ہو جائیگی امام ابوحنیفہؒ اور امام محمدؒ کہتے ہیں دونوں کے درمیان امام یا قاضی تفریق کرائے گا۔

ادبِ نبوی صلعم

(حضور سرورِ کائنات کی سیاسی و اخلاقی، معاشرتی تعلیم پر ایک لاجواب تصنیف)

(از حضرت علامہ آغا رفیق صاحب بلند شہری)

(گذشتہ سے پیوستہ)

حضورؐ نے یہ حالت دیکھ کر بیچنے والوں اور خریداروں دونوں کو یہ حکم دیا کہ جب تک پھلوں میں پختگی کی صلاحیت پیدا نہ ہو جائے پھلوں میں سرخی اور زردی کے آثار نمایاں نہ ہو جائیں اھ۔ پھل ان تمام حوادث و آفات سے محفوظ نہ ہو جائیں جو عموماً پیش آتے ہیں اس وقت تک پھلوں کو یعنی ان کے درختوں کے پھل کو خرید و فروخت نہ کیا جائے تاکہ فریقین اختلاف و مخاصمت سے محفوظ رہیں اور ہر ایک اپنے اس معاملہ سے مطمئن ہو جائے جو پھلوں کی صلاحیت کو دیکھ کر اس نے کیا ہے۔

حدیث میں ممانعت کے ظاہری حکم کو دیکھ کر بعض علماء نے یہ کہا ہے کہ پھلوں میں پختگی کی صلاحیت پیدا ہونے سے پہلے کی بیع باطل ہے، خواہ یہ بیع پھل پیدا ہونے سے پہلے کی جائے اور بعض علماء کی رائے ہے کہ بیع ہر حال میں جائز ہے۔

اصل یہ ہے کہ حضورؐ نے اس قسم کی بیع کی ممانعت اس لئے فرمائی ہے کہ فریقین میں نزاع واقع نہ ہو، چنانچہ حدیث کا آخری جملہ جس کا مخاطب بائع ہے یہ بتلاتا ہے کہ باطل طریقہ سے اپنے بھائی کا مال نہ کھاؤ، یعنی باہمی نزاع کے اسباب پیدا نہ کرو۔

اب اس مسئلہ میں چند باتیں غور طلب ہیں یعنی یہ کہ کیا پھلوں کی جنس میں پختگی کی صلاحیت پیدا ہو جانا صحت بیع کے لئے درست ہے۔ مثلاً شہر کے ایک باغ کے پھل پختگی کے قریب پہنچ گئے ہیں، اور دوسرے باغات میں ابھی یہ صلاحیت پیدا نہیں ہوئی ہے، تو کیا ایک باغ کی صلاحیت تمام باغوں کی بیع کے لئے کافی ہوگی، یا ہر باغ کی صلاحیت کا اعتبار کیا جائے گا یا ہر جنس کے پھلوں کی صلاحیت کا اعتبار کیا جائے گا، یا ہر درخت کی صلاحیت کا اعتبار کیا جائے گا۔ امام مالکؒ تو یہ کہتے ہیں کہ پھل کی جنس کی پختگی کی صلاحیت تمام کی بیع کے لئے کافی ہوگی۔ مثلاً شہر کے ایک باغ کی کھجوریں یا آم پختگی کے قریب پہنچ گئے تو کھجور اور آم کے تمام باغات کی بیع درست ہوگی، خواہ ان میں صلاحیت پیدا ہوتی ہو یا نہ ہوئی ہو اور صرف کھجور اور آم کے باغات ہی نہیں بلکہ تمام پھلوں کی بیع درست ہوگی خواہ وہ کسی حالت میں ہوں۔ اور امام احمدؒ یہ فرماتے ہیں کہ ہر باغ کی صلاحیت کا اعتبار جداگانہ کیا جائیگا یعنی ہر باغ کی بیع اس وقت درست ہوگی جب اس کے پھلوں میں صلاحیت پیدا ہو جائے۔ اور امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ پھل کی ہر جنس میں پختگی کی صلاحیت پیدا ہو جانا اس کی بیع کے لئے شرط ہے یعنی تمام پھلوں میں صلاحیت پیدا ہو جانا ضروری نہیں ہے بلکہ اس جنس کے بعض پھلوں کی صلاحیت صحت بیع کے لئے درست ہے اس لئے کہ تمام پھلوں کی صلاحیت موجب نقصان ہے۔ پھل بتدریج پختہ ہوتے اور کام میں آتے جاتے ہیں۔ اگر سب کی پختگی کا انتظار کیا جائے گا تو سب ضائع ہو جائیں گے۔

غور کرو خدا نے پھلوں کی تیاری میں وقفہ دے کر انسانوں پر کتنا بڑا احسان کیا ہے کہ انسان عرصہ دراز تک پھلوں سے متمتع ہوتا رہتا ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم اس پر خدا کا شکر ادا کریں۔

---

(۱۱۲)

قرضہ کم کر دینے یا معاف کر دینے کی فضیلت

عن ابی ھریرۃ رضؓ قال کان تاجرا یداین الناس فاذا رأی معسرا قال لفتیانہ تجاوزوا عنہ لعل اللہ ان یتجاوز عنا فتجاوز اللہ عنہ (رواہ البخاری)

ابوہریرہ رضؓ کہتے ہیں ایک سوداگر تھا جو لوگوں سے لین دین کیا کرتا تھا۔ جب وہ اپنے کسی مقروض کو تنگدست پاتا تو اپنے نوجوانوں (ملازموں) سے کہہ دیتا اس سے مطالبہ نہ کرو (یعنی قرض معاف کر دو)

شاید ... کو معاف فرما دے چنانچہ خدا نے اس کے ... معاف فرما دیا۔

نتیجہ ... تنگ دستوں کے قرض کو معاف کر دینا اور مصیبت زدہ ... فکر و غم کو دور کرنا بہترین اعمال میں سے ہے اور خدا کے ... اس کا بڑا ثواب ہے صرف یہی نہیں بلکہ ... ان اعمال کی بڑی قدر و منزلت ہے حضور ... نے فرمایا ہے

من سره ان ینجیه الله من کرب یوم القیامة فلینفس عن معسر او یضع عنه	جس شخص کو یہ امر پسند ہو کہ قیامت کے دن خدا اس کو اضطراب و بے چینی سے نجات دے اس کو چاہیے کہ وہ تنگ دست کے قرض کو کم کر دے یا بالکل معاف کر دے۔

ایک اور موقع پر حضور نے یہ فرمایا ہے:

من فرج عن مؤمن کربة من کرب الدنیا فرج الله عنه کربة من کرب یوم القیامة	جس شخص نے کسی مومن کی دنیاوی مصیبت و بے چینی کو دور کیا۔ خداوند تعالے قیامت کے دن اس کی مصیبت و بے چینی کو دور کر دے گا۔

دنیا میں انسان پر مصیبت بھی نازل ہوتی ہے اور مشکلات بھی پیش آتی ہیں۔ رنج و غم بھی طاری ہوتا ہے، اور اضطراب و بے چینی بھی، جن سے زندگی اس کی نگاہوں میں تاریک ہو جاتی ہے، اور دنیا قید خانہ نظر آنے لگتا ہے۔ ان مصائب و مشکلات سے وہ نجات کی تدبیریں کرتا ہے اور زیادہ سے زیادہ قیمت پر نجات و آزادی اور اطمینان و سکون کو حاصل کر لینا چاہتا ہے لیکن کوئی تدبیر بن نہیں آتی آخر وہ ہر طرف سے مجبور ہو کر اس امر کو پسند کر لیتا ہے کہ زمین شق ہو جائے اور وہ اس میں سما جائے۔

دنیوی مصائب و آفات میں قرض سب سے بڑی اور سب سے بری بلا ہے، ادھر قرض کا بار ہے، ادھر اہل و عیال کے مصارف کا فکر سر پر سوار ہے اور آمدنی برائے نام ہے مال و متاع پاس نہیں، اور کوئی مستقل ذریعہ معاش نہیں۔ ایسی صورت میں ظاہر ہے کہ انسان قرض کو ادا نہیں کر سکتا۔ قرض خواہ کو کیا معلوم کہ مقروض کی حالت کیا ہے۔ اور وہ کس طرح زندگی

بسر کرتا ہے، اس کو تو تقاضہ اور زر قرض وصولیابی کی عجلت نہیں لانے سے کام ہے، وہ تقاضہ کرتا ہے اور مقروض اس کی سخت سست گفتگو پر صبر سے سن لیتا ہے۔

جو شخص ایسے مفلوک الحال مقروض کو قرض خواہ کے ہاتھوں سے نجات دلانے یعنی اس کے قرض کا کچھ حصہ یا زیادہ حصہ یا سارا قرض ادا کر دے اور ایک ایسا بوجھ اس کے سر سے اتار دے جس نے اس کو زندگی سے بیزار کر دیا تھا، تو اس نے گویا اس کو تازہ زندگی بخشی۔ بہت ممکن تھا کچھ دنوں بعد قرض خواہوں کے سخت تقاضوں اور فاقہ مستی سے تنگ آکر وہ خودکشی کر لیتا یا دریا کی لہروں میں سما جاتا یا کسی ایسے جرم کے ارتکاب پر آمادہ ہو جاتا جو اس کی عزت اور زندگی کو خطرے میں ڈال دیتا۔

قرضدار کے قرض کو ادا کرنے والا اگر تاجر ہو تو اس کی ہمت قابل آفرین ہے۔ اس لئے کہ تاجر خرید و فروخت کے ذریعے نفع حاصل کرنے والا ایک انسان ہوتا ہے۔ مال کو جمع کرنے اور بڑھانے کی فکر میں رہتا ہے۔ بازاروں میں اپنی تجارت کو ترقی دینے اور پھیلانے کی کوشش میں لگا دیتا ہے۔

اور زیادہ سے زیادہ نفع حاصل کرنے کا آرزو مند رہتا ہے۔ ایسا شخص اگر مقروض کے قرض کو ہلکا کر دے یا ادا کر دے تو یہ اس امر کا ثبوت ہے کہ وہ ایک مخلص مسلمان ہے۔ بخل سے نفرت رکھتا ہے۔ امور خیر میں حصہ لینے کی رغبت رکھتا ہے اور خداوند تعالیٰ سے اجر و ثواب کا متوقع ہے۔ کوئی تعجب نہیں ہے اگر خداوند تعالیٰ ایسے مخلص کے گناہوں کو معاف فرما دے۔ اپنی رحمت سے نوازے اور اس کی تمام لغزشوں سے درگذر فرمائے، اس لئے کہ وہ غفور و رحیم ہے۔

(۱۱۳)

اونٹ قرض لیکر بہترین طریقہ پر ادا کرنا

عن ابی ھریرۃ رض	ابوہریرہ کہتے ہیں ایک
ان رجلا اتی النبی ص	شخص حضور کے پاس آیا اور
یتقاضاہ فاغلظ - فھم	اپنے مال کا جو حضور نے
بہ اصحابہ فقال رسول	قرض لیا تھا سخت تقاضا کیا
اللہ ص دعوہ فان لصاحب	صحابہ نے اس کو جھڑکنے یا

الحق مقالا۔ ثم قال اعطوہ سنا مثل سنہ قالوا یا رسول اللہ لا نجد الا امثل من سنہ فقال اعطوہ فان خیرکم احسنکم قضاءً رواہ البخاری ومسلم

مارنے کا ارادہ کیا۔ حضورؐ نے فرمایا: صاحب حق کو کہنے کا اختیار ہے۔ اس کو (اس کے حال پر) چھوڑ دو۔ اس کے بعد آپ نے صحابہ کو حکم دیا ایک اونٹ اس کے اونٹ کے مانند (خرید کر) اس کو دیدو۔ صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ اس کے اونٹ سے بہتر اونٹ ملتا ہے: حضورؐ نے فرمایا اسی کو (خرید کر) دیدو۔ تم میں بہتر شخص وہ ہے جو قرض کو اچھی طرح ادا کرے۔

تشریح الفاظ۔ یتقاضاہ حضورؐ سے اپنے قرض کا مطالبہ کیا۔ اغلظ مطالبہ میں سختی سے کام لیا۔ فہم بہ اصحابہ حضورؐ کے صحابہ نے اس کو اذیت پہنچانے کا ارادہ کیا۔ مقالا تقاضہ میں سختی اور مطالبہ میں زیادتی۔ سنا مثل سنہ وہ اونٹ جس کی عمر اس کے اونٹ کے برابر ہو۔ امثل افضل و احسن۔

تشریح معانی۔ حضورؐ نے ایک دیہاتی سے ایک اونٹ قرض لیا تھا، جو وقت ادائیگی کا مقرر کیا تھا، دیہاتی اس وقت آیا۔ لیکن اس کے بجائے کہ اخلاق و نرمی سے اپنا مال طلب کرتا اس نے سختی کے ساتھ مطالبہ کیا، جیسا کہ عرب کی عادت ہے۔ بعض صحابہ کو دیہاتی کا یہ طرز ناگوار گذرا، اور اس کی بے ادبی و بدتمیزی پر اس کو اذیت پہنچانی چاہی، لیکن حضورؐ کے ادب سے خاموش رہے۔ حضورؐ نے ان کو مخاطب کرکے فرمایا: اس کو چھوڑ دو، اس سے کچھ نہ کہو، تاکہ وہ اپنا حق بیان کرے اور اپنے مال کا مطالبہ کرے اس لئے کہ صاحب حق مقتدر ہوتا ہے۔ اگر اس کے مطالبہ کے درمیان کسی قسم کی مداخلت کی گئی تو اس کا حق ضائع ہو جائے گا، اور مداخلت کرنے والا مقروض جھوٹا اور مکار قرار پائے گا۔

واقعہ یہ ہے کہ حضورؐ کی یہ شان آپ کے اعلیٰ اخلاق ثبوت تھا گویا آپ نے دیہاتی کی طرف سے عذر پیش کیا اس کے مطالبہ کی سختی کو جائز قرار دیا، صرف یہی نہیں ایک طرف تو صحابہ کو ہدایت کی کہ وہ دیہاتی کے خلاف ارادہ نہ کریں یعنی اس کو اذیت پہنچانے کا خیال تک دل میں نہ لائیں۔ اور آپ نے دیہاتی کو جو صحابہ کے ارادہ کو محسوس کرکے گھبرا گیا تھا، تسکین و تسلی دی، اور جو خطرہ اس کے قلب میں پیدا ہو گیا تھا اس کو دور کر دیا۔

اس کے بعد حضورؐ نے صحابہ کو یہ حکم دیا کہ جیسا اونٹ یعنی جس عمر کا اونٹ دیہاتی سے قرض لیا گیا تھا اسی عمر کا اونٹ خرید کر اس کو دیدو۔ چنانچہ صحابہ نے اونٹ تلاش کیا اور جب اس عمر کا اونٹ نہ ملا تو واپس آکر عرض کیا: یا رسول اللہ! اس کے اونٹ سے بہتر اونٹ ملتا ہے: حضورؐ نے فرمایا: اسی کو خرید لو اور دیہاتی کو دیدو! ایسا کرنا تمہارے لئے قرض کا بہترین طریقہ پر ادا کرنا ہوگا۔

اس حدیث سے چند باتیں معلوم ہوتی ہیں:-

۱۔ قرض کی ادائیگی کا وقت آجانے پر قرض کا مطالبہ جائز ہے۔

۲۔ حضورؐ کے بہترین اخلاق، تحمل، تواضع اور انصاف کا ثبوت۔

(۳) صاحب حق زیادتی بھی کرے، تب بھی اس پر زیادتی نہ کی جائے۔

۴۔ اونٹ کو قرض لینے کا جواز اور اسی حکم میں تمام حیوانات شامل ہیں اکثر علماء کے نزدیک لیکن علماء احناف اس کو جائز قرار نہیں دیتے، اس لئے کہ اس صورت میں حیوان کی بیع حیوان کے ساتھ ادھار ہوگی، اور ایسی بیع کی احادیث صحیحہ میں ممانعت ہے جن کے تمام راوی ثقہ ہیں۔ کہا جا سکتا ہے کہ ممانعت کی احادیث اس حدیث کی ناسخ ہیں۔ پھر اس سلسلے میں یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ حیوان کے افراد میں اکثر اور بیشتر اختلاف ہوتا ہے اور یہ اختلاف ادائیگی کے وقت فریقین کے درمیان نزاع و خصومت کا سبب ہو سکتا ہے۔

۵۔ قرض کو بہتر صورت میں ادا کرنے کا جواز یعنی جو چیز قرض لی گئی ہے، اس سے بہتر ادا کرنا جائز ہے جب کہ قرض کے معاملے میں اس کی شرط نہ کی گئی ہو، اور اگر اس کی شرط کی گئی ہے تو بہتر ادا کرنا حرام ہے۔ اس لئے کہ اس صورت میں وہ سود ہو جائے گا۔

فقرائے اسلام

(سید عزیز حسن دہلوی)

حضرت سلمان فارسی رضؓ

(گزشتہ سے پیوستہ)

مورخین کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ حضرت ابوبکرؓ کی زبان سے حضرات سلمان فارسیؓ اور بلال رضؓ کی شان میں کچھ ناشائستہ الفاظ نکل گئے۔ حضورؐ کو اس کی خبر ہوئی تو آپ نے حضرت ابوبکرؓ کو بلا کر پوچھا: "تم نے سلمان فارسی اور بلال رضؓ کو (اپنے نامناسب الفاظ سے) ناراض تو نہیں کر دیا؟ اگر تم نے ان کو ناراض کیا ہے تو گویا خدا اور رسول کو ناراض کیا ہے۔" حضورؐ کا یہ ارشاد سنکر حضرت ابوبکرؓ دوڑے ہوئے گئے اور حضرات سلمان و بلال رضؓ سے اپنے ناشائستہ الفاظ کی معافی مانگی۔

حضور صلعم کی حیات مبارک میں حضرت سلمان فارسی رضؓ مدینے سے باہر نہیں نکلے اور حضورؐ کی جدائی ایک لمحہ کیلئے گوارا نہ کی۔ آپ کی وفات کے بعد حضرت سلمان فارسی رضؓ نے اپنے وجدان کی رہنمائی سے حضرت ابوبکرؓ کا دامن پکڑ لیا اور حلقۂ ارادت میں داخل ہوکر دینی اور روحانی منازل کو طے کرنے میں مشغول ہوگئے۔ حضرت ابوبکرؓ کا عہد خلافت حضرت سلمان فارسی رضؓ کی روحانی تربیت کا عہد تھا، اور وہ اس میں ہمہ تن مشغول رہے۔

حضرت عمر فاروق رضؓ کا عہد خلافت آیا اور انہوں نے صحابہ پر نظر انتخاب ڈالی اور مخصوص اکابر کے سوا جن کا مدینہ میں قیام ضروری تھا اکثر صحابہ کو مختلف انتظامی، تعلیمی اور جنگی کاموں پر متعین کیا، ان میں حضرت سلمان فارسی بھی تھے جن کو حضرت عمر رضؓ نے مدائن کا حاکم مقرر کیا تھا۔

منقول ہے کہ حضرت سلمان فارسی رضؓ کو مدائن کی امارت کے معاوضہ میں بیت المال سے پانچ ہزار درہم سالانہ ملا کرتے تھے لیکن وہ ان درہموں سے ایک درہم بھی اپنی ذات پر خرچ نہ کرتے تھے۔ بلکہ حاجت مندوں، غریبوں اور مفلسوں کی امداد پر خرچ کر دیا کرتے تھے۔ اور اپنے مصارف زنبیل کی دستکاری سے نکالتے تھے۔ صرف ایک کمبل آپ کی ملکیت تھا، دن کو جسم پر لپیٹ لیتے اور رات کو اوڑھ کر سو جایا کرتے۔

اونٹ کے بالوں کی رسیاں اور جھول بھی آپ بنایا کرتے اور فروخت کرکے اپنے کھانے کے صرف میں لاتے تھے۔ چونکہ زر نقد اپنے پاس نہ رکھتے تھے، اس لئے جب کبھی فوجی ضروریات کی بہم رسانی میں امداد کا موقع آتا تو آپ بھی رسیاں اور جھولیں تیار کرکے دے دیتے تھے۔

امارت مدائن کا ایک عجیب واقعہ آپ کے حالات میں درج کیا گیا ہے جو آپ کی سادگی، فروتنی، اور تواضع کا ایک بہترین منظر پیش کرتا اور آپ کے حالات کے مناسب ہے۔ لکھا ہے کہ ایک روز مدائن کے بازار میں جسم سے کمبل لپیٹے جا رہے تھے کہ ایک شخص نے آپ کو مزدور سمجھ کر اپنا اسباب مکان تک پہنچانے کی خواہش ظاہر کی، آپ نے اس کا اسباب سر پر اٹھا لیا اور اس کے ساتھ روانہ ہوئے۔ راستے میں لوگوں نے آپ کو اس حال میں دیکھا اور کہا: امیر شہر؟ آپ نے یہ سامان سر پر کیوں لاد رکھا ہے، لائیے ہم لے چلیں؟ اس شخص نے یہ سنا تو فوراً حضرت سلمان فارسی رضؓ کے قدموں پر گر پڑا اور عرض کیا "امیر! معاف کیجئے، میں آپ سے واقف نہ تھا" حضرت سلمان فارسی نے کہا: "تم نے مکان تک سامان لے جانے کے لئے مجھ سے کہا ہے۔ میں مکان تک پہنچا کر واپس ہوں گا"

یہ معلوم نہ ہو سکا کہ حضرت سلمان فارسی رضؓ کب تک مدائن کے حاکم رہے یا حضرت عمر رضؓ کے عہد خلافت میں اور کہاں کہاں کے امیر رہے۔

حضرت عمر فاروق رضؓ کے بعد حضرت عثمان رضؓ کی خلافت کا دور آیا اور آپ کے عہد میں بھی آپ مختلف مقامات پر خلافت کی خدمات ادا کرتے رہے۔

آپ کی وفات کی تاریخ اور عمر کے متعلق مورخین اور محدثین میں بڑا اختلاف ہے۔ بعض غیر معتمد روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے کئی سو سال کی عمر پائی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام

کی نبوت کا زمانہ دیکھا تھا۔ بعض کا بیان ہے کہ آپ نے ساڑھے تین سو سال کی عمر پائی، اور بعض کہتے ہیں کہ دو سو پانچ سال کی عمر میں وفات پائی۔ آخر الذکر قول کی بعض محدثین نے تصدیق و تائید کی ہے۔

آپ کی وفات حضرت عثمان رضہ کی خلافت کے آخری عہد میں ہوئی۔ بعض کہتے ہیں ۳۳ھ میں اور بعض کا خیال ہے ۳۵ھ یا ۳۶ھ میں۔ اکثر کا خیال ہے کہ ۳۳ھ میں وفات پائی، جہاں آپ اس وقت تشریف فرما تھے، دفن کئے گئے۔

ملفوظات

آپ کے ملفوظات کسی کتاب میں ملفوظات کی نوعیت سے درج نہیں ہیں۔ البتہ مختلف روایات سے آپ کے چند ارشادات اخذ کر لئے گئے ہیں، اور وہ یہ ہیں:۔

۱۔ حضرت سلمان رضہ فرمایا کرتے تھے کہ "انا سلمان بن الاسلام (میں اسلام کا بیٹا سلمان ہوں) حضرت عمر رضہ نے یہ سنا تو صحابہ کو مخاطب کرکے فرمایا: میرے باپ خطاب اگرچہ زمانۂ جاہلیت میں قریش کے اندر بہت معزز و محترم تھے لیکن میں ان پر فخر نہیں کرتا، بلکہ اس پر فخر کرتا ہوں کہ میں اسلام کا بیٹا اور سلمان بن اسلام کا بھائی ہوں۔"

۲۔ ایک روز کسی نے حضرت سلمان فارسی رضہ کو برا بھلا کہا، آپ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ "قیامت کے دن اگر میرے جرائم کا پلہ بھاری ہوگا تو جو کچھ تو کہتا ہے۔ میں اس سے بھی زیادہ برا ہوں گا اور اگر میرے گناہوں کا پلہ ہلکا ہوگا تو تیری بری باتوں سے مجھے کوئی اندیشہ نہیں ہے۔"

۳۔ مرض الموت میں لوگ عیادت کو آتے، تو آپ رو رہے تھے۔ لوگوں نے پوچھا: "آپ روتے کیوں ہیں (کیا موت کے خوف سے)" آپ نے فرمایا: "مجھ کو نہ موت کا خوف ہے اور نہ دنیا کی خواہش، میں اس لئے روتا ہوں کہ میرے آقا و مولیٰ حضور نے مجھ سے یہ عہد لیا تھا کہ سلمان! قیامت کے دن اگر تو مجھ سے ملنا چاہتا ہے، تو دنیا کو جمع نہ کرنا۔ اور دنیا سے اس طرح رخصت ہونا جس طرح میں جا رہا ہوں ——— میں زندگی کے آخری لمحے پورے کر رہا ہوں اور دیکھ رہا ہوں کہ میرے پاس دنیا کا سامان جمع ہے مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں آقا و مولیٰ کے دیدار سے قیامت

میں محروم نہ رہ جاؤں"

محدثین کا بیان ہے کہ حضرت سلمان فوجی ساز و سامان کی موجودگی سے پریشان اور گریاں تھے، وہ صرف چار چیزیں تھیں۔ یعنی لوٹا، کمبل، پوستین اور پالان۔

۴۔ آپ نے ایک محدث کو خط لکھا تھا جس میں یہ الفاظ بھی تھے: "برادرمن! اتنی دنیا جمع نہ کرنا جس کا شکر تم ادا نہ کر سکو۔"

حضرت امام قاسم بن محمدؒ بن ابی بکر رضہ

حضرت ابوبکر صدیق رضہ نے قبول اسلام اور ہجرت کے بعد دو نکاح کئے تھے۔ ایک اسماء بنت عمیس رضہ سے جو حضرت جعفر بن ابی طالب رضہ کی بیوی تھیں اور جنگ موتہ (۸ھ) میں ان کی شہادت کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضہ سے نکاح کر لیا تھا۔ انہیں اسماء بنت عمیس رضہ سے حضرت محمد بن ابوبکر رضہ پیدا ہوئے تھے۔

حضرت محمد بن ابوبکر رضہ غالباً ۱۰ھ میں پیدا ہوئے تھے، اور حضرت ابوبکر رضہ کی وفات (۱۳ھ) کے وقت غالباً ان کی عمر پانچ چھ سال کے قریب تھی۔ حضرت جعفر رضہ کے دونوں بیٹے عبداللہ اور محمد اور حضرت ابوبکر رضہ کے بیٹے محمد تینوں ماں کے ساتھ رہتے تھے کچھ عرصہ بعد اسماء بنت عمیس رضہ نے حضرت علیؓ سے نکاح کر لیا اور حضرت محمد بن ابوبکر رضہ ماں کے ساتھ حضرت علیؓ کے ہاں چلے گئے۔

محمد بن ابی بکر رضہ نے چونکہ حضرت علیؓ کی نگرانی میں تربیت حاصل کی تھی، اور حضرت علیؓ سے ان کی ماں کے بطن سے دو لڑکے اور پیدا ہوئے تھے، اس نے محمد بن ابی بکر اپنے ان بھائیوں کے ساتھ حضرت علیؓ کے بیٹوں ہی کے مانند حضرت علیؓ کے ہاں رہتے تھے، اور انہیں کے خیالات رکھتے تھے۔

حضرت عثمان رضہ کی شہادت کے واقعہ میں حضرت محمد بن ابی بکر رضہ نے حضرت علیؓ کی ہواخواہی میں بعض ایسے کام کئے جن سے ان کی خاندانی عزت و عظمت کو ناقابل تلافی صدمہ پہنچا تھا۔ یعنی بعض روایات کی بنا پر حضرت محمد بن ابی بکر رضہ حضرت عثمانؓ کے بدترین مخالف بن گئے تھے، اور بقول بعض ان کے قتل میں بھی شریک تھے۔

حضرت عثمانؓ کے واقعہ شہادت میں محمد بن ابی بکر رضہ کی

آلودگی یقینی ایک تلخ واقعہ ہے اور اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ بعض حالتوں میں خون کے اثر در خاندانی شرافت پر ماحول کا اثر غالب آجاتا ہے اور خاندان کی شرافت تربیت و ماحول کے اثر سے دب جاتی ہے۔

انہیں محمد بن ابی بکر رض کے صاحبزادے حضرت قاسم ہیں، جو سلسلہ نقشبندیہ کے تیسرے بزرگ ہیں۔ اور واقعہ یہ ہے کہ قاسم بن محمد رض کی عظمت نے بڑی حد تک اپنے والد ماجد کے داغ کو دھو دیا ہے۔

مورخین اور بزرگان طریقت کا بیان ہے کہ حضرت قاسم بن محمد رض کی تربیت و نگرانی اور تعلیم و تہذیب ان کی پھوپھی حضرت عائشہ رض کے ہاتھوں انجام کو پہنچی تھی۔ حضرت عائشہ رض کا تفقہ اور ذکاوت و ذہانت علماء و فقہاء مدینہ میں مشہور تھی، اور بڑے بڑے صحابہ ان کی خدمت میں حاضر ہو کر حضور ؐ کے ارشادات عالیہ اور زندگی کے حالات دریافت فرمایا کرتے تھے۔ حضرت قاسم بن محمد رض کی تربیت اسی ماحول میں ہوئی اور اس تربیت و تعلیم نے حضرت قاسم رض کو مدینہ کے مشہور فقہاء سبعہ میں شامل کر دیا۔

حضرت قاسم بن محمد رض کی پیدائش کا صحیح سن معلوم نہیں۔ لیکن عمر اور وفات کے سنین کو پیش نظر رکھ کر یہ قیاس کیا جاسکتا ہے کہ آپ اس زمانے میں پیدا ہوئے جو اسلام کے لئے سب سے زیادہ نازک اور انتہا درجہ کا خطرناک تھا۔ یعنی حضرت عثمان رض کی خلافت کے خلاف مفسدین و مرتدین کی عام یورش (۳۶ھ) کا زمانہ۔

۵۸ھ میں حضرت عائشہ رض نے وفات پائی۔ عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی بکر رض اور قاسم بن محمد بن ابی بکر دونوں بھتیجوں نے آپ کو قبر میں اتارا اور دفن کیا۔ اس واقعہ کے بعد حضرت قاسم رض دنیا سے متنفر ہو گئے، اور ان کے وقت کا زیادہ حصہ حضرت امام زین العابدین ؓ کی خدمت میں بسر ہونے لگا، جو اس وقت کے سب سے بڑے عابد و زاہد اور بزرگ تھے۔

امام زین العابدین ؓ کی صحبت سے امام قاسم رض کی روحانی طاقتوں میں غیر معمولی ترقی کی، اور کچھ عرصہ بعد وہ اپنے دادا حضرت ابوبکر رض صدیق کے روحانی سلسلے میں داخل ہونے کے لئے حضرت سلمان فارسی رض کی خدمت

ہے آگے پھر اسی طرف عود ہے۔ آگے پھر اسی طرف عود ہے اور اوپر متصل آیت میں بات کی تمہید بھی آچکی ہے کما ذکرنا وجہ الربط ھنالک۔

إِنَّ الَّذِينَ يُلْحِدُونَ فِي آيَاتِنَا لَا يَخْفَوْنَ عَلَيْنَا ۗ أَفَمَن يُلْقَىٰ فِي النَّارِ خَيْرٌ

بلاشبہ جو لوگ ہماری آیتوں میں کجروی کرتے ہیں وہ لوگ ہم پر مخفی نہیں سو بھلا جو شخص نار میں ڈالا جاوے وہ اچھا ہے یا وہ شخص جو قیامت

أَم مَّن يَأْتِي آمِنًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۚ اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ ۖ إِنَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ

کے روز امن و امان کے ساتھ آئے جو جی چاہے کر لو وہ تمہارے سب کیے ہوئے کو دیکھ رہا ہے

تفسیر۔ بلاشبہ جو لوگ ہماری آیتوں میں (جو دال علی التوحید والرسالة ہیں) کجروی کرتے ہیں یعنی ان کے متعلق جو استقامت ہے کہ اس پر ایمان لاویں اس کو چھوڑ کر اس کی تکذیب کرتے ہیں لما فی الدر المنثور عن قتادة وہ لوگ ہم پر مخفی نہیں (ہم کو ان کا حال سب معلوم ہے ان کو ہم سزا دیں گے) سو بھلا جو شخص نار میں ڈالا جاوے (جیسا یہ مکذب ڈالا جاوے گا) وہ اچھا ہے یا وہ شخص جو قیامت کے روز امن و امان کے ساتھ (جنت میں) آئے آگے خطاب تہدید ہے کہ) جو جی چاہے کر لو وہ تمہارے سب کیے ہوئے کو دیکھ رہا ہے (ایک روز سب کی سزا دے دیگا) ربط اوپر شروع سورت میں پھر وقال الذین کفروا لا تسمعوا لھذا القرآن کے ضمن میں رسالت و قرآن کے متعلق گفتگو ہوئی تھی آگے پھر اسی کا ذکر ہے۔ اور اسی سلسلے میں منکرین کے بعض اقوال کا جواب اور بعض مضامین سے تسلیہ جناب رسالتمآب بھی ارشاد ہوا ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِالذِّكْرِ لَمَّا جَاءَهُمْ ۖ وَإِنَّهُ لَكِتَابٌ عَزِيزٌ ۝ لَّا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ

جو لوگ اس قرآن کا جبکہ وہ ان کے پاس پہنچا ہے انکار کرتے ہیں اور یہ بڑی باوقعت کتاب ہے جس میں غیر واقعی بات

مِن بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ ۖ تَنزِيلٌ مِّنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ ۝ مَّا يُقَالُ لَكَ إِلَّا

نہ اس کے آگے کی طرف سے آسکتی ہے اور نہ اس کے پیچھے کی طرف سے یہ خدائے حکیم محمود کی طرف سے نازل کیا گیا ہے آپ کو وہی باتیں کہی

مَا قَدْ قِيلَ لِلرُّسُلِ مِن قَبْلِكَ ۚ إِنَّ رَبَّكَ لَذُو مَغْفِرَةٍ وَذُو عِقَابٍ أَلِيمٍ ۝

جاتی ہیں جو آپ سے پہلے رسولوں کو کہی گئی ہیں آپ کا رب بڑی مغفرت والا اور دردناک سزا دینے والا ہے

وَلَوْ جَعَلْنَاهُ قُرْآنًا أَعْجَمِيًّا لَّقَالُوا لَوْلَا فُصِّلَتْ آيَاتُهُ ۖ أَأَعْجَمِيٌّ وَعَرَبِيٌّ ۗ قُلْ هُوَ

اور اگر ہم اس کو عجمی قرآن بناتے تو یوں کہتے کہ اس کی آیتیں صاف صاف کیوں نہیں بیان کی گئیں۔ یہ کیا بات کہ عجمی کتاب اور عربی رسول

لِلَّذِينَ آمَنُوا هُدًى وَشِفَاءٌ ۖ وَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ فِي آذَانِهِمْ وَقْرٌ

آپ کہہ دیجئے کہ یہ قرآن ایمان والوں کے لئے تو رہنما ہے اور شفا ہے۔ اور جو ایمان نہیں لاتے ان کے کانوں میں ڈاٹ ہے اور وہ قرآن

وَهُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى ۚ أُولَٰئِكَ يُنَادَوْنَ مِن مَّكَانٍ بَعِيدٍ ۝ وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى

ان کے حق میں نابینائی ہے یہ لوگ کسی بڑی دور جگہ سے پکارے جا رہے ہیں اور ہم نے موسیٰ کو بھی کتاب دی تھی

الکِتٰبَ فَاخْتُلِفَ فِیْهِ ؕ وَلَوْلَا کَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِیَ بَیْنَهُمْ ؕ

سو اس میں بھی اختلاف ہوا۔ اور اگر ایک بات نہ ہوتی جو آپ کے رب کی طرف سے پہلے ٹھہر چکی ہے تو ان کا فیصلہ ہو چکا تھا

وَاِنَّهُمْ لَفِیْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِیْبٍ ۝ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَیْهَا ؕ

اور یہ لوگ اس کی طرف سے ایسے شک میں ہیں جس نے ان کو تردد میں ڈال رکھا ہے جو شخص نیک عمل کرتا ہے وہ اپنے نفع کے لئے

وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِ ۝

اور جو شخص برا عمل کرتا ہے اس کا وبال اسی پر پڑے گا اور آپ کا رب بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں

تفسیر جو لوگ اس قرآن کا جبکہ وہ ان کے پاس پہنچتا ہے، انکار کرتے ہیں (ان میں خود تدبر کی کمی ہے) اور (اس قرآن میں کوئی کمی نہیں کیونکہ) یہ (قرآن) بڑی باوقعت کتاب ہے جس میں غیر واقعی بات نہ اس کے آگے کی طرف سے آسکتی ہے اور نہ اس کے پیچھے کی طرف سے (یعنی اس میں کسی پہلو اور کسی جہت سے اس کا احتمال نہیں کہ یہ قرآن منزل من اللہ نہ ہو اور بخلاف واقع اس کو منزل من اللہ کہا جاوے جیسا کفار آپ پر یہی شبہ کرتے تھے حق تعالیٰ نے ایک قاعدہ کلیہ سے اس شبہ خاص کی بھی نفی کر دی وجہ اس احتمال کے انتفاء کی اس کا معجز ہونا ہے پس ثابت ہو گیا کہ) یہ خدائے حکیم محمود (الذات والصفات) کی طرف سے نازل کیا گیا ہے۔ اور باوجود اس کے جو یہ لوگ آپ کی تکذیب کرتے ہیں تو یہ معلوم کر کے تسلی کر لیجئے کہ) آپ کو وہی باتیں (تکذیب وایذا کی) کہی جاتی ہیں جو آپ سے پہلے رسولوں کو کہی گئی ہیں (انہوں نے بھی صبر کیا تھا آپ بھی صبر کیجئے اور اس سے بھی تسلی حاصل کیجئے کہ) آپ کا رب بڑی مغفرت والا اور دردناک سزا دینے والا ہے (پس اگر یہ مخالفین خلاف سے باز آکر مستحق مغفرت نہ ہوئے تو ان کو بھی سزا دے گا پھر آپ کاہے کے لئے پریشان ہوں) اور (یہ لوگ ایک شبہ یہ کرتے ہیں کہ قرآن کا کچھ حصہ عجمی بھی ہونا چاہئے تھا کذا فی الدر المنثور عن سعید بن جبیر رحالب عن قریش جس سے اس کا اعجاز خوب ظاہر ہوتا کہ جو نبی عجمی نہیں جانتے وہ عجمی میں تکلم کریں سو بات یہ ہے کہ) اگر ہم اس کو (کلاً یا بعضاً) عجمی (زبان کا) قرآن بناتے تو یہ ہرگز نہ ہوتا کہ اس کو مان لیتے بلکہ اس میں ایک اور حجت نکالتے کیونکہ جب ماننے اور سمجھنے کا ارادہ نہیں ہوتا تو ہر تقدیر پر کچھ نہ کچھ شاخ نکال ہی جاتی ہے چنانچہ اگر ایسا ہوتا تو یوں کہتے کہ اس کی آیتیں (اس طرح) صاف صاف کیوں نہیں بیان کی گئیں (کہ ہم سمجھ لیتے یعنی عربی میں کیوں نہیں آیا اگر بعض عجمی ہوتا تو کہتے یہ بعض بھی عربی کیوں نہیں ہے اور یوں کہتے کہ) یہ کیا بات ہے کہ عجمی کتاب اور عربی رسول (خلاصہ یہ کہ اب جو قرآن عربی ہے تو کہتے ہیں عجمی کیوں نہیں اور اگر عجمی ہوتا تو کہتے عربی کیوں نہیں کسی حال پر ان کو قرار نہیں پھر عجمی ہونے سے کیا فائدہ ہوتا اعجاز سو عربیت کی حالت میں بھی معجز ہے بلکہ اس وقت کا اعجاز زیادہ حجت ہے کیونکہ بوجہ اپنی مہارت فن عربی اور باوجود اس کے عجز عن الاتیان بمثلہ کے اس وقت اس کا اعجاز مفصلاً سمجھ سکتے ہیں اور اس وقت اجمالاً سمجھتے گو اجمالاً سمجھ لینا بھی اعجاز کا حجت کافیہ ہے جیسا اہل عجم قرآن کے اعجاز کو اسی طرح سمجھ سکتے ہیں گو حجت وافیہ اور بھی البلغ ہے حجت کافیہ سے غرض یہ شبہات محض لغو ہیں اصل مدار اعجاز جس کا اوپر ذکر آ چکا ہے کلا یاتیہ الباطل پس معلوم ہوا کہ اس کے حق ہونے میں تو کوئی کمی اور شبہ نہیں اگر کوئی شخص نہ مانے اسی میں کچھ کمی ہے آگے اس مضمون سے جواب دینے کا حکم ہے کہ اے پیغمبر) آپ کہہ دیجئے کہ یہ قرآن ایمان والوں کے لئے تو (نیک کاموں کے بتلانے میں) رہنما ہے اور (برے کاموں سے جو روگ دلوں میں پیدا ہو جاتے ہیں جب اس قرآن کی رہنمائی پر عمل کیا جاوے تو یہ ان روگوں سے) شفاء ہے (پس چونکہ ان لوگوں میں تدبر و طلب حق کی کمی نہ تھی ان کے حق میں قرآن اپنی حقانیت سے ان کو نافع ہوا) اور جو (باوجود وضوح حق کے عناداً) ایمان نہیں لاتے ان کے کانوں میں ڈاٹ ہے (جس سے حق کو انصاف اور تدبر سے نہیں سنتے اور وہ کمی یہی ہے) اور (اسی کمی کی وجہ سے) وہ قرآن ان کے حق میں نابینائی ہے (کیونکہ قلت تدبر و قلت انصاف سے تعصب میں قوت رہتی ہے اور حسب نافع ہونے کے بلکہ باعث زیادہ ضلالت ہو جاتا ہے۔ نابینائی کا سبب ہونے کی یہ وجہ ہے جیسے آفتاب عالم کو روشنی دیتا ہے خفاش کو کور کرتا ہے اور) یہ لوگ (بوجہ عدم انتفاع لسماع الحق کے ایسے ہیں کہ گویا

کسی بڑی دور جگہ سے پکارے جا رہے ہیں (کہ آواز سنتے ہوں مگر سمجھتے نہ ہوں) اور آپ کی تسلی کے لئے جیسا اوپر مجملاً رسولوں کا ذکر ہوا ہے اب خاص موسیٰ علیہ السلام کا ذکر ہوتا ہے کہ) ہم نے موسیٰ کو بھی کتاب دی تھی. سو اس میں بھی اختلاف ہوا (کسی نے مانا کسی نے نہ مانا یہ کوئی نئی بات آپ کے لئے نہیں ہوئی پس آپ مغموم نہ ہوں) اور (یہ منکرین اپنے مستحق عذاب ہیں کہ) اگر ایک بات نہ ہوتی جو آپ کے رب کی طرف سے پہلے ٹھہر چکی ہے (کہ پورا عذاب ان کو آخرت میں دیا جاوے گا) تو ان کا (قطعی) فیصلہ (دنیا ہی میں) ہو چکا ہوتا اور یہ لوگ (باوجود قیام براہین کے) ابھی تک اس (فیصلہ یعنی عذاب موعود) کی طرف سے ایسے شک میں (پڑے) ہیں جس نے اس کو تردد میں ڈال رکھا ہے (کہ ان کو عذاب کا یقین ہی نہیں آتا حالانکہ فیصلہ ضرور واقع ہوگا اور اس فیصلہ کا حاصل یہ ہے کہ) جو شخص نیک عمل کرتا ہے وہ اپنے نفع کے لئے (یعنی وہاں اس کا نفع اور ثواب پاوے گا) اور جو شخص برا عمل کرتا ہے اس کا وبال (یعنی ضرر و عذاب) اسی پر پڑے گا اور آپ کا رب بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں (کہ کوئی نیکی جو بشرط عمل میں لائی گئی ہو اس کو شمار نہ کرے یا کسی بدی کو زائد شمار کرے) ربط اوپر منکرین توحید و دیں رسالت یعنی کلام محمد کو حقیقت یوم الوعد سے تنبیہ کی گئی ہے آگے ان تینوں کے بارہ میں مخلوطاً کلام ہے.

إِلَيْهِ يُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَمَا تَخْرُجُ مِنْ ثَمَرَاتٍ مِنْ أَكْمَامِهَا وَمَا تَحْمِلُ مِنْ

قیامت کے علم کا حوالہ خدا ہی کی طرف دیا جا سکتا ہے اور کوئی پھل اپنے خول میں سے نہیں نکلتا اور نہ کسی عورت کو حمل رہتا ہے اور نہ وہ

أُنْثَىٰ وَلَا تَضَعُ إِلَّا بِعِلْمِهِ ۚ وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ أَيْنَ شُرَكَائِي قَالُوا آذَنَّاكَ مَا مِنَّا

بچہ جنتی ہے مگر یہ سب اس کی اطلاع سے ہوتا ہے اور جس روز اللہ تعالیٰ ان کو پکارے گا کہ میرے شریک اب کہاں ہیں وہ کہیں گے کہ ہم

مِنْ شَهِيدٍ ۝ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَدْعُونَ مِنْ قَبْلُ ۖ وَظَنُّوا مَا لَهُمْ مِنْ مَحِيصٍ ۝

آپ سے یہی عرض کرتے ہیں کہ ہم میں کوئی مدعی نہیں اور جن جن کو یہ لوگ پہلے سے پوجا کرتے تھے وہ سب غائب ہو جاویں گے اور یہ لوگ سمجھ لیں گے

لَا يَسْأَمُ الْإِنْسَانُ مِنْ دُعَاءِ الْخَيْرِ وَإِنْ مَسَّهُ الشَّرُّ فَيَئُوسٌ قَنُوطٌ ۝ وَلَئِنْ

کہ ان کے لئے کہیں بچاؤ کی صورت نہیں. آدمی ترقی کی خواہش سے اس کا جی نہیں بھرتا اور اگر اس کو کچھ تکلیف پہنچتی ہے تو ناامید اور بے آس ہو جاتا

أَذَقْنَاهُ رَحْمَةً مِنَّا مِنْ بَعْدِ ضَرَّاءَ مَسَّتْهُ لَيَقُولَنَّ هَٰذَا لِي وَمَا أَظُنُّ السَّاعَةَ

ہے. اور اگر ہم اس کو کسی تکلیف کے بعد جو کہ اس پر واقع ہوئی تھی اپنی مہربانی کا مزہ چکھا دیتے ہیں تو کہتا ہے کہ یہ تو میرے لئے ہونا ہی چاہئے تھا اور میں

قَائِمَةً وَلَئِنْ رُجِعْتُ إِلَىٰ رَبِّي إِنَّ لِي عِنْدَهُ لَلْحُسْنَىٰ ۚ فَلَنُنَبِّئَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا

قیامت کو آنے والا نہیں خیال کرتا اور اگر میں اپنے رب کے پاس پہنچایا بھی گیا تو میرے لئے اس کے پاس بھی بہتری ہی ہے. سو ہم ان منکروں کو ان کی

بِمَا عَمِلُوا وَلَنُذِيقَنَّهُمْ مِنْ عَذَابٍ غَلِيظٍ ۝ وَإِذَا أَنْعَمْنَا عَلَى الْإِنْسَانِ

سب کردار ضرور بتلا دیں گے اور ان کو سخت عذاب کا مزہ چکھا دیں گے اور جب ہم آدمی کو نعمت عطا کرتے ہیں تو منہ موڑ لیتا ہے اور کروٹ پھیر

أَعْرَضَ وَنَأَىٰ بِجَانِبِهِ وَإِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ فَذُو دُعَاءٍ عَرِيضٍ ۝ قُلْ أَرَأَيْتُمْ

لیتا ہے. اور جب اس کو تکلیف پہنچتی ہے تو خوب لمبی چوڑی دعائیں کرتا ہے　　آپ کہئے کہ بھلا یہ بتلاؤ

إِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ ثُمَّ كَفَرْتُمْ بِهِ مَنْ أَضَلُّ مِمَّنْ هُوَ فِي شِقَاقٍ بَعِيدٍ

کہ اگر یہ قرآن خدا کے یہاں سے آیا ہو اور پھر تم اس کا انکار کرو تو ایسے شخص سے زیادہ کون گمراہ ہوگا جو ایسی دور دراز مخالفت میں پڑا ہو

سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَفِي أَنْفُسِهِمْ حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ الْحَقُّ ۗ أَوَلَمْ

ہم عنقریب ان کو اپنی نشانیاں ان کے گرد و نواح میں بھی دکھلاویں گے اور خود ان کی ذات میں بھی یہاں تک کہ ان پر ظاہر ہو جاوے کہ وہ قرآن

يَكْفِ بِرَبِّكَ أَنَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ۝ أَلَا إِنَّهُمْ فِي مِرْيَةٍ مِنْ لِقَاءِ رَبِّهِمْ

حق ہے کیا آپ کے رب کی یہ بات کافی نہیں کہ وہ ہر چیز کا شاہد ہے یاد رکھو کہ وہ لوگ اپنے رب کے روبرو جانے کی طرف سے شک میں پڑے

أَلَا إِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُحِيطٌ ۝

ہیں یاد رکھو کہ وہ ہر چیز کو احاطہ میں لئے ہوئے ہے

تفسیر [illegible] قیامت کا ذکر ہے اس میں ان کو بتلاتے ہیں کہ قیامت کے علم کا حوالہ خدا ہی کی طرف دیا جاسکتا ہے (یعنی اس سوال کے جواب میں کہ قیامت کب ہوگی [illegible] اس کا سوال [illegible] یہی کہا جاوے گا کہ اس کا علم خدا ہی کو ہے [illegible] اس کا عدم وقوع لازم نہیں آتا [illegible] تخصیص ہے اس کا علم حق تعالیٰ کو [illegible] کوئی پھل اپنے خولوں سے نہیں نکلتا اور نہ کسی کو پیٹ رہتا ہے اور نہ وہ بچہ جنتی ہے مگر یہ سب اس کی اطلاع سے ہوتا ہے [illegible] اس کی صفت علم کا ذاتی ہونا ہے جو بوجہ اعلیٰ درجے کے کمال ہونے کی دلیل توحید بھی ہے اور [illegible] صفت ذاتیہ کے متعلق [illegible] دلیل علم قیامت کی بھی ہے پس اس سے دونوں مضمونوں کی [illegible] اور آگے اس قیامت کے [illegible] واقعہ کا ذکر ہے جس سے اثبات توحید و ابطال شرک کیا جاتا ہے یعنی جس روز اللہ تعالیٰ ان (مشرکین) کو پکارے گا (اور کہے گا) کہ (جن کو تم نے میرا شریک قرار دے رکھا تھا وہ) میرے شریک [illegible] کہاں ہیں [illegible] کہ اس مصیبت سے بچا دیں) وہ کہیں گے کہ (اب تو) ہم آپ سے یہی عرض کرتے ہیں کہ ہم میں کوئی (اس کا) مدعی نہیں (یعنی اپنی غلطی کے قائل ہیں [illegible] عقلاء کے ملکشف ہو جاویں گے) پس یہ اقرار یا تو اضطراری ہے یا اس سے کچھ توقع نجات کی ہے) اور جن لوگوں کو یہ لوگ پہلے سے (یعنی دنیا میں) پوجا کرتے تھے وہ سب [illegible] گے (یا فوت ہو [illegible] کہ ان کی شرکت کا اعتقاد [illegible] صحیح ہونے سبب ذہن سے سب زائل ہو جاوے گا اور [illegible] اور بعض آیات میں جو آیا ہے قیل ادعوا شرکاءکم فدعوھم وما منا من شھید کے منافی نہیں کیونکہ وہ پکارنا [illegible] ہوگا نہ کہ عقائد سے) اور (جب یہ احوال [illegible] گے تو) یہ لوگ سمجھ لیں گے کہ ان کے [illegible] جانے کی صورت نہیں (اس [illegible] شرک کا ابطال اور [illegible] کا حق ہونا معلوم ہو جاوے گا آگے شرک و کفر کا ایک بڑا اثر بطبع انسانی پر بیان فرماتے ہیں کہ جو شخص توحید و ایمان سے بے بہرہ ہے اس آدمی کے اخلاق و اعمال و عقائد ایسے برے ہوتے ہیں کہ ایک کسی حالت میں یعنی آرام و تنگی دونوں میں [illegible] سے اس کا جی نہیں بھرتا (اور یہ کمال حرص ہے) اور (خاص حالت تنگی وغیرہ میں یہ کیفیت ہے کہ) اگر اس کو کچھ تکلیف پہنچتی ہے تو نا امید ہراساں ہو جاتا ہے (اور یہ غایت ناشکری و سوء ظن باللہ و کراہت لامر اللہ ہے) اور (حالت زوال تنگی کی حالت میں یہ کیفیت ہے کہ) اگر ہم اس کو کسی تکلیف کے [illegible] اپنی مہربانی کا مزہ چکھا دیتے ہیں تو کہتا ہے کہ یہ تو میرے لئے ہونا ہی چاہئے تھا (کیونکہ میری [illegible] و لطیفیت [illegible] اور یہ بھی [illegible] کبر ہے) اور (اس نعمت میں یہاں تک پھولتا ہے اور بھولتا ہے کہ یوں بھی کہتا ہے کہ) میں قیامت کو آنے والا نہیں [illegible] اگر (بالفرض محال آئی بھی اور) میں اپنے رب کے پاس پہنچایا بھی گیا (جیسا نبی کہتے ہیں) تو میرے لئے اس کے پاس بھی بہتری ہی ہے (کیونکہ میں حق پر ہوں اور اس کا

مستحق ہوں اور قیامت کا انکار غایت درجہ کا کفر اور فرض وتوقع پر دعوی حسنیٰ کا غایت درجہ کا اغترار باللہ ہے غرض کفر وشرک سے یہ مفاسد پیدا ہوتے ہیں وہ ایسی بری چیز ہے) سو یہ لوگ یہاں جو چاہیں دعوی استحقاق و استحقاق کا کریں اب عنقریب) ہم ان منکروں کو ان کے سب کردار ضرور بتلادیں گے اور ان کو سخت عذاب کا مزہ چکھا دیں گے اور بری تمہ انکار کفر وشرک میں سے حالت نعمت میں خواہ پہلے سے وہ نعمت ہو یا بعد زوال نعمت کے ہو ایک یہ ہے کہ جب ہم (ایسے) آدمی کو نعمت عطا کرتے ہیں تو وہ ہم سے اور ہمارے احکام سے) منہ موڑ لیتا ہے اور کروٹ پھیر لیتا ہے اور یہ غایت درجہ کا ناسپاسی ہے اور نعمت کا اوپر جو اثر مذکور ہوا وہ متعلق عقیدہ کے تھا اور یہ متعلق اعمال کے ہے اور مقصود مجموعہ کا اثبات ہے) اور (حالت تنگی میں صفت آثار کفر وشرک میں سے ایک یہ ہے کہ) جب اس کو تکلیف پہنچتی ہے تو (فقدان نعمت پر جزع فزع کرتا ہے اور ذوالنعم کی طرف توجہ یا التجا کے طور پر) خوب لمبی چوڑی دعائیں کرتا ہے اور یہ غایت درجہ کی بے صبری اور حب دنیا میں انہماک ہے اور اوپر جو نعمت کا اثر مذکور ہوا وہ کیفیات اور احوال میں سے تھا اور یہ اقوال و افعال میں سے ہے غرض یہ امور جو اوپر مذکور ہوئے سب مفاسد کفر وشرک سے ہیں بخلاف ایمان کے کہ آثار اس کے برعکس ہونا علانیہ ظاہر ہیں یعنی رجوع و تضرع و ذکر طاعات امن و عیش میں کفر اور کفران نہ کرنا۔ اب توحید اور قیامت کی تحقیق کے ساتھ رسالت اور قرآن کی جو کہ توحید اور قیامت کا بھی مثبت اور مخبر ہے تحقیق بطور تلطیف و دعوت کے فرماتے ہیں یعنی اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم) آپ ان منکرین سے کہئے کہ (اے منکرو) قرآن کے حق ہونے پر جو دلائل قائم ہیں مثل اعجاز و اخبار عن الغیب اگر تم علاوہ بری وجہ سے ان کو مورث یقین نہیں سمجھتے تو اس درجہ مورث احتمال تو ضرور ہوں گے کیونکہ نفی پر تمہارے پاس کوئی دلیل تو قائم نہیں ہو) بھلا یہ تو بتلاؤ کہ اگر یہ علی الاحتمال مذکور) یہ قرآن خدا کے یہاں سے آیا ہو اور پھر تم اس کا انکار کرو تو ایسے شخص سے زیادہ کون غلطی میں ہوگا جو (حق سے) ایسے دور دراز مخالفت میں پڑا ہو (اور اس تقدیر کون من عند اللہ پر تم اس مفہوم کے مصداق ہوگے اور اس ثانی کا ترتب اس مقدم پر ضروری ہے گو وجود ثانی بوجہ محتمل ہونے مقدم کے محتمل ہو لیکن عقلاً احتمال ضلال سے بھی بچنا واجب ہے اور وہ موقوف ہے تدبر فی القرآن پر پس مقدمہ واجب ہونے کی وجہ سے وہ بھی واجب ہوا پس انکار میں مبادرت مت کرو بلکہ سوچ سمجھ سے کام لو تاکہ حق واضح ومتعین ہو جاوے اور ان لوگوں سے توکیا امید ہے کہ یہ تدبر کریں مگر خیر) ہم (خود ہی) عنقریب ان کو اپنی (قدرت کی) نشانیاں (جو کہ دال ہوں صدق قرآن پر) ان کے گردونواح میں بھی دکھائیں گے (کہ اطراف عرب پیشین گوئی کے موافق فتح ہو جاویں گے اور خود ان کی ذات (خاص) میں بھی دکھائیں گے کہ یہ بدر میں مارے جاویں گے اور ان کا مسکن مکہ بھی فتح ہو جاوے گا) یہاں تک کہ ان پر بالاضطرار ان پیشین گوئیوں کے وقوع ومطابقت وقوع سے) ان پر ظاہر ہو جاوے گا کہ وہ قرآن حق ہے کہ اس کی پیشین گوئیاں کس طرح صادق ہو رہی ہیں۔ گو یہ علم اضطراری بدون تصدیق اختیاری کے معتد بہ نہیں لیکن اتمام حجت میں تو قوت زیادہ ہو جاوے گی غرض اس کی حقیقت ایک روز اس طرح ظاہر ہوگی باقی فی الحال جو یہ لوگ آپ کی نبوت ورسالت کا انکار کر رہے ہیں آپ مغموم نہ ہوں کیونکہ اگر یہ لوگ اس پر شہادت نہ دیں تو) کیا آپ کے رب کی یہ بات (آپ کی حقیقت کی شہادت اور تسلی کے لئے) کافی نہیں کہ وہ ہر (واقعی) چیز کا شاہد ہے (اور اس نے جابجا آپ کی رسالت کی شہادت دی ہے قولاً بھی اور عملاً بھی اظہار معجزات سے پس وہ شہادت کافی ہے کقولہ تعالیٰ قل کفی باللہ شہیدا بینی وبینکم آگے اصل وجہ اس انکار اور نیز دوسرے امور مذکورہ کے انکار کی بتلاتے ہیں اور اس سے تسلی بھی زیادہ ہو سکتی ہے کہ) یاد رکھو کہ وہ لوگ اپنے رب کے روبرو جانے کی طرف سے شک میں پڑے ہیں (پس دل میں ڈر نہیں جس سے حق کو طلب کریں مگر) یاد رکھو کہ وہ ہر چیز کو (اپنے علم کے) احاطہ میں لئے ہوئے ہے (پس ان کے شک و انکار کو بھی جانتا ہے اور اس پر سزا دے گا)

سورۃ الشوری مکیۃ

ربط

اس سورت میں یہ مضامین ایک دوسرے میں متداخل ہیں ایک توحید وابطال شرک اور اس سلسلہ میں صفات کمال وافعال حکمت وحکمت اشتمال کا بیان ہے۔ دوسرے رسالت اور اس سلسلے میں تسلیہ کے مضامین بھی ہیں تیسرے بعث وجزا اور اس سلسلے میں شبہ استعجال کا جواب دیا ہے چوتھے مذمت انہماک فی الدنیا کی اور ترغیب طلب آخرت کی۔ پانچویں اہل ایمان کا حسن اعمال وحسن مآل اور کفار کا قبح اعمال وقبح مآل چنانچہ آیات میں نظر کرنے سے سب کا انطباق واضح ہو جاوے گا اور سورۃ سابقہ کا اختتام اور اس کا افتتاح توحید ورسالت وبعث میں مشترک ہے۔

سُورَةُ الشُّورٰى مَكِّيَّةٌ وَهِيَ ثَلٰثٌ وَّخَمْسُوْنَ اٰيَةً

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

حٰمٓ ۝ عٓسٓقٓ ۝ كَذٰلِكَ يُوْحِيْٓ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ اللّٰهُ الْعَزِيْزُ

حم عسق اسی طرح آپ پر اور جو آپ سے پہلے ہو چکے ہیں ان پر اللہ تعالیٰ جو زبردست حکمت والا ہے وحی بھیجتا

الْحَكِيْمُ ۝ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ۝ تَكَادُ

رہا ہے اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور وہی سب سے برتر اور عظیم الشان ہے کچھ بعید نہیں

السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْ فَوْقِهِنَّ وَالْمَلٰۗئِكَةُ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَ

کہ آسمان اپنے اوپر سے پھٹ پڑیں اور فرشتے اپنے رب کی تسبیح و تحمید کرتے ہیں اور

يَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِي الْاَرْضِ ۭ اَلَآ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝ وَالَّذِيْنَ

اہل زمین کے لئے معافی مانگتے ہیں خوب سمجھ لو کہ اللہ ہی معاف کرنے والا رحمت کرنے والا ہے اور جن لوگوں نے

اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَاۗءَ اللّٰهُ حَفِيْظٌ عَلَيْهِمْ ڮ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ۝

خدا کے سوا دوسرے کارساز قرار دے رکھے ہیں اللہ ان کو دیکھ بھال رہا ہے اور آپ کو ان پر کوئی اختیار نہیں دیا

وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا وَ

اور ہم نے اسی طرح آپ پر قرآن عربی وحی کے ذریعہ سے نازل کیا ہے تاکہ آپ مکہ کے رہنے والوں کو اور جو لوگ اس کے آس پاس ہیں

تُنْذِرَ يَوْمَ الْجَمْعِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ۭ فَرِيْقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيْقٌ فِي السَّعِيْرِ ۝ وَلَوْ

ان کو ڈرائیں اور جمع ہونے کے دن سے ڈرائیں جس میں ذرا شک نہیں ایک گروہ جنت میں ہوگا اور ایک گروہ دوزخ میں ہوگا اور اگر

شَاۗءَ اللّٰهُ لَجَعَلَهُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ يُّدْخِلُ مَنْ يَّشَاۗءُ فِيْ رَحْمَتِهٖ ۭ

اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا تو ان سب کو ایک ہی طریقہ کا بنا دیتا لیکن وہ جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت میں داخل کر لیتا ہے

وَالظّٰلِمُوْنَ مَا لَهُمْ مِّنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۝ اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَاۗءَ ۚ

اور ظالموں کا کوئی حامی مددگار نہیں کیا ان لوگوں نے خدا کے سوا دوسرے کارساز قرار دے

فَاللّٰهُ هُوَ الْوَلِيُّ وَهُوَ يُـحْيِ الْمَوْتٰى ۡ وَهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝

رکھے ہیں سو اللہ ہی کارساز ہے اور وہی مُردوں کو زندہ کرے گا اور وہی ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے

تفسیر: حم عسق (اس کے معنے اللہ کو معلوم ہیں) جس طرح فوائد عظیمہ (اصول دینیہ کی تحقیق کے لئے یہ سورت
آپ پر نازل ہو رہی ہے) اسی طرح (اصول دینیہ کی تحقیق کے لئے) آپ پر اور جو (پیغمبر) آپ سے پہلے ہو چکے ہیں ان پر
اللہ تعالیٰ جو زبردست حکمت والا ہے (دوسری سورتوں اور کتابوں کی) وحی بھیجتا رہا ہے (اور اس کی یہ شان ہے کہ)
اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور وہی سب سے برتر اور عظیم الشان ہے (اور اس کی عظمت شان کو
گو بعض اہل ارض نہ جانیں اور نہ مانیں مگر سموات میں اس کے جاننے والے یعنی فرشتے اس کثرت سے ہیں کہ) کچھ بعید نہیں کہ آسمان
(ان کے بوجھ کی وجہ سے) اپنے اوپر سے (کہ ادھر ہی سے بوجھ پڑتا ہے) پھٹ پڑیں (جیسا حدیث میں ہے اطت السماء و
حق لھا ان تئط ما فیھا موضع اربعۃ اصابع الا وملک واضع جبھتہ ساجداً للہ رواہ الترمذی وابن ماجۃ وفسرہ
فی المدارک) اور (وہ) فرشتے اپنے رب کی تسبیح و تحمید کرتے ہیں اور اہل زمین (میں جو لوگ اس عظمت کا حق نہیں ادا کرتے مثلاً
شرک کرتے ہیں اور اس وجہ سے وہ مستحق عقوبت ہیں وہ فرشتے ان) کے لئے (ایک وقت خاص تک کے لئے) معافی مانگتے
ہیں اور مقصود معافی سے مراد دنیا میں عذاب استیصال سے بچا رہنا (اور ویسے معمولی واقعات سے سزائیں ہونا یا آخرت میں
عذاب ہونا اس استغفار کے مفہوم سے خارج ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کی اس درخواست کو منظور فرما لیا ہے اور اس سے
عذاب عاجل مشرکین پر نازل نہیں فرماتا) خوب سمجھ لو کہ اللہ ہی معاف کرنے والا (ہے گو کفار کے لئے معافی محدود یعنی دنیا ہی میں)
رحمت کرنے والا ہے (گو وہ رحمت کفار پر دنیا ہی میں ہوتی ہے) اور (آپ ان مشرکین کے عدم نزول عذاب عاجل سے مغموم
نہ ہوں کیونکہ) جن لوگوں نے خدا کے سوا دوسرے کارساز قرار دے رکھے ہیں اللہ ان (کے اعمال قبیحہ) کو دیکھ بھال رہا ہے
(وہ آپ ہی مناسب وقت پر سزا دے گا) اور آپ کو ان پر کوئی اختیار نہیں دیا گیا (کہ آپ جب چاہیں ان پر عذاب نازل کرا دیں)
اور (اسی طرح آپ ان کے عدم ایمان پر بھی محزون نہ ہوں کیونکہ آپ کا کام صرف تبلیغ ہے اس سے زیادہ آپ کیوں فکر
کرتے ہیں چنانچہ) ہم نے اسی طرح (جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں) آپ پر (یہ) قرآن عربی وحی کے ذریعہ سے (محض اس لئے
نازل کیا ہے تاکہ آپ (سب سے پہلے) مکہ کے رہنے والوں کو اور جو لوگ اس کے آس پاس (رہتے ہیں) ان کو ڈرائیں اور
(ڈرائیں بھی ایک بڑی چیز سے یعنی) جمع ہونے کے دن سے ڈرائیں (مراد اس سے قیامت کا دن ہے کہ اس میں اولین و آخرین
سب جمع ہو جاویں گے مقولہ تعالیٰ یوم یجمعکم لیوم الجمع) جس (کے آنے) میں ذرا شک نہیں (جس میں یہ فیصلہ ٹھہرے گا کہ
ایک گروہ جنت میں (داخل) ہوگا اور ایک گروہ دوزخ میں (داخل) ہوگا (بس آپ کا کام محض ایسے دن سے ڈرا دینا ہے باقی
ان کے ایمان و عدم ایمان سے آپ کو کیا بحث وہ مشیت الٰہی پر ہے چنانچہ) اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا تو ان سب کو ایک
ہی طریقہ کا بنا دیتا (یعنی سب کو ایمان نصیب کر دیتا کقولہ تعالیٰ ولو شئنا لاٰتینا کل نفس ھداھا الخ) لیکن (بہت سی
حکمتوں سے اس کو یہ منظور نہیں ہوا بلکہ) وہ جس کو چاہتا ہے (ایمان دے کر) اپنی رحمت میں داخل کر لیتا ہے (اور جس کو چاہتا
ہے مبتلائے شرک و کفر رکھ کر رحمت سے خارج کر دیتا ہے) اور (ان) ظالموں کا (جو کہ شرک و کفر میں مبتلا ہیں قیامت کے روز
کوئی حامی و مددگار نہیں (ہوگا) اور اوپر الذین اتخذوا من دونہ (الخ میں اشراک پر تہدید تھی آگے اشراک کا ابطال ہے یعنی
کیا ان لوگوں نے خدا کے سوا دوسرے کارساز قرار دے رکھے ہیں سو (اگر کارساز بنانا ہے تو) اللہ ہی کارساز (بنانے کا
مستحق) ہے اور وہی مردوں کو زندہ کرے گا اور وہی ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے (تو کارساز بنانے کے لائق وہی ہوا جس کی
قدرت ہر چیز پر ہو اور احیاء موتی پر خصوصاً ثابت ہے اس قدرت خاصہ کا اس لئے بیان کیا کہ اس وقت اوروں کی قدرت
جواب بتانا تو نام ہے وہ بھی بے نام و نشان ہو جاوے گی تو ظہور قدرت کا اتم ہوگا ربط اوپر مضامین ثلثہ میں جو توحید کا
مضمون تھا آگے بھی اسی کی تقویت دیتا کہیہ ہے۔

وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيهِ مِن شَيْءٍ فَحُكْمُهُ إِلَى اللَّهِ ۚ ذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبِّي عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ

اور جس جس بات میں تم اختلاف کرتے ہو اس کا فیصلہ اللہ ہی کے سپرد ہے یہ اللہ میرا رب ہے میں اسی پر توکل رکھتا ہوں اور

وَإِلَيْهِ أُنِيبُ ۝ فَاطِرُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ جَعَلَ لَكُم مِّنْ أَنفُسِكُمْ أَزْوَاجًا وَمِنَ

اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں وہ آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے اس نے تمہارے لئے تمہاری جنس کے جوڑے بنائے

الْأَنْعَامِ أَزْوَاجًا يَذْرَؤُكُمْ فِيهِ لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ۝

اور مواشی کے جوڑے بنائے اس کے ذریعے سے تمہاری نسل چلاتا رہتا ہے کوئی چیز اس کے مثل نہیں اور وہی ہر بات کا سننے والا

لَهُ مَقَالِيدُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن يَشَاءُ وَيَقْدِرُ إِنَّهُ بِكُلِّ

دیکھنے والا ہے۔ اسی کے اختیار میں ہیں کنجیاں آسمانوں کی اور زمین کی جس کو چاہے زیادہ روزی دیتا ہے اور کم دیتا ہے بے شک وہ ہر چیز

شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝

کا پورا جاننے والا ہے

تفسیر:۔ اور (آپ ان لوگوں سے جو کہ توحید میں آپ سے اختلاف کرتے ہیں کہئے کہ) جس جس بات میں تم (اہل حق کے ساتھ) اختلاف کرتے ہو (مثل توحید وغیرہ) اس (سب) کا فیصلہ اللہ ہی کے سپرد ہے (دنیا میں دلیل صحیح سے اور آخرت میں فریق فی الجنۃ وفریق فی السعیر سے) یہ اللہ (جس کی یہ شان ہے) میرا رب ہے میں (ان اختلافات کے آثار یعنی تمہارے تعصد اضرار وغیرہ کے بارے میں) اسی پر توکل رکھتا ہوں اور (تمام امور دنیا و دین میں) اس کی طرف رجوع کرتا ہوں (یعنی ان مضرتوں سے ڈرتا ہوں اور نہ توحید میں جس کو کہ اس نے حق کہہ دیا ہے کوئی شبہ کرتا ہوں اس سے مضمون توحید خوب موکد ہو گیا آگے اوصاف کمال کے بیان سے اس کی تاکید کی جاتی ہے یعنی) وہ آسمانوں کا اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے (اور تمہارا بھی پیدا کرنے والا ہے چنانچہ) اس نے تمہارے لئے تمہاری جنس کے جوڑے بنائے اور (اسی طرح) مواشی کے جوڑے بنائے (اور) اس (جوڑے ملانے) کے ذریعہ سے تمہاری نسل چلاتا رہتا ہے (وہ ایسا کامل الذات والصفات ہے کہ) کوئی چیز اس کے مثل نہیں اور وہی ہر بات کا سننے والا دیکھنے والا ہے (بخلاف دوسروں کے کہ کسی بات کو سن دیکھ لیا اور کسی کو نہ دیکھا سنا پس اس میں بھی کوئی اس کے مثل نہیں) اسی کے اختیار میں ہیں کنجیاں آسمانوں کی اور زمین کی (یعنی متصرف وہی ہے جس میں ایک تصرف یہ ہے کہ) جس کو چاہے زیادہ روزی دیتا ہے اور (جس کو چاہے) کم دیتا ہے بیشک وہ ہر چیز کا پورا جاننے والا ہے (کہ کس کے لئے کیا مصلحت ہے) **ربط** اوپر فحکمہ الی اللہ جو کہ حکم فی الدنیا و حکم فی الآخرۃ کو عام ہے توحید کی تاکید تھی آگے اس عام کی ایک فرد یعنی حکم فی الدنیا کی تفصیل و تاکید ہے، اور اس سے تاکید مضمون رسالت کی بھی ہو گئی جس کا مضامین ثلثہ میں اوپر ذکر تھا۔

شَرَعَ لَكُم مِّنَ الدِّينِ مَا وَصَّىٰ بِهِ نُوحًا وَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ وَمَا

اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے واسطے وہی دین مقرر کیا جس کا اس نے نوح کو حکم دیا تھا اور جس کو ہم نے آپ کے پاس وحی کے

وَصَّيْنَا بِهِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ وَعِيسَىٰ أَنْ أَقِيمُوا الدِّينَ وَلَا تَتَفَرَّقُوا فِيهِ

ذریعے سے بھیجا ہے اور جس کا ہم نے ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ کو حکم دیا تھا کہ اسی دین کو قائم رکھنا اور اس میں تفرقہ نہ ڈالنا

كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِينَ مَا تَدْعُوهُمْ إِلَيْهِ اللَّهُ يَجْتَبِي إِلَيْهِ مَن يَشَاءُ وَيَهْدِي

مشرکین کو وہ بات بڑی گراں گزرتی ہے جس کی طرف آپ ان کو بلا رہے ہیں اللہ اپنی طرف جس کو چاہے کھینچ لیتا ہے

إِلَيْهِ مَنْ يُّنِيبُ ۝ وَمَا تَفَرَّقُوْٓا إِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا

شخص رجوع کرے اس کو اپنے تک رسائی دیدیتا ہے۔ اور وہ لوگ بعد اس کے کہ ان کے پاس علم پہنچ چکا تھا محض آپس کی ضدا ضدی سے

بَيْنَهُمْ ۭ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ إِلٰٓى أَجَلٍ مُّسَمًّى لَّقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۭ وَ

باہم متفرق ہو گئے ہیں اور اگر آپ کے پروردگار کی طرف سے ایک وقت معین تک ایک بات پہلے قرار نہ پا چکی تو ان کا فیصلہ ہو چکا ہوتا

إِنَّ الَّذِيْنَ أُوْرِثُوا الْكِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ۝ فَلِذٰلِكَ

اور جن لوگوں کو ان کے بعد کتاب دی گئی ہے وہ اس کی طرف سے ایسے شک میں پڑے ہیں جس نے تردد میں ڈال رکھا ہے سو

فَادْعُ ۚ وَاسْتَقِمْ كَمَآ أُمِرْتَ ۚ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَآءَهُمْ ۚ وَقُلْ اٰمَنْتُ بِمَآ أَنْزَلَ

آپ اسی طرف بلاتے جائیے اور جس طرح آپ کو حکم ہوا ہے مستقیم رہیے اور ان کی خواہشوں پر نہ چلیے۔ اور آپ کہہ دیجئے کہ اللہ نے جتنی

اللّٰهُ مِنْ كِتٰبٍ ۚ وَأُمِرْتُ لِأَعْدِلَ بَيْنَكُمْ ۭ اَللّٰهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ۭ لَنَآ أَعْمَالُنَا

کتابیں نازل فرمائی ہیں میں سب پر ایمان لاتا ہوں اور مجھ کو یہ حکم ہوا ہے کہ تمہارے درمیان میں عدل رکھوں اللہ ہمارا بھی مالک ہے اور تمہارا

وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ ۭ لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ ۭ اَللّٰهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا ۚ وَإِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ۝

بھی مالک ہے ہمارے عمل ہمارے لئے اور تمہارے عمل تمہارے لئے۔ ہماری تمہاری کچھ بحث نہیں اللہ ہم سب کو جمع کرے گا اور اسی کے پاس جانا ہے

تفسیر: — اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کے واسطے وہی دین مقرر کیا جس کا اس نے نوح (علیہ السلام) کو حکم دیا تھا اور جس کو ہم نے آپ کے پاس وحی کے ذریعہ سے بھیجا ہے اور جس کا ہم نے ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ (علیہم السلام) کو (مع ان سب کے اتباع کے) حکم دیا تھا (اور ان کی امم کو یہ کہا تھا) کہ اس دین کو قائم رکھنا اور اس میں تفرقہ نہ ڈالنا (مراد اس دین سے اصول دین ہیں جو مشترک ہیں تمام شرائع میں مثل توحید و رسالت و بعث وغیرہ اور قائم رکھنا یہ کہ اس کو تبدیل مت کرنا اس کو ترک مت کرنا اور تفرق یہ کہ کسی بات پر ایمان لادیں یا کوئی ایمان لاوے کوئی نہ لاوے حاصل یہ کہ توحید وغیرہ دین قدیم ہے کہ اول سے اس وقت تک تمام شرائع اس میں متفق رہی ہیں اور اسی کے ضمن میں نبوت کی بھی تائید ہو گئی پس چاہیے تھا کہ اس کے قبول کرنے میں لوگوں کو ذرا پس و پیش نہ ہوتا مگر پھر بھی) مشرکین کو وہ بات (یعنی توحید) بڑی گراں گزرتی ہے جس کی طرف آپ ان کو بلاتے ہیں (اور اسی کے ساتھ یہ بھی ہے کہ) اللہ اپنی طرف جس کو چاہے کھینچ لیتا ہے (یعنی دین حق قبول کرنے کی توفیق دیدیتا ہے) اور جو شخص (خدا کی طرف) رجوع کرے اس کو اپنے تک رسائی دیدیتا ہے (مشیت کے بعد اعتبار ہوتا ہے اور اعتبار یعنی توفیق ایمان کے بعد اگر انابت و اطاعت ہو تو اس پر قرب الٰہی و ثواب غیر متناہی مرتب ہوتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ مشرکین متصف بالاباء ہیں اور مومنین متصف بالاجتباء و الاستماع ہیں) اور (یہاں جو امم سابقہ کو حکم تھا کہ اقیموا الدین ولا تتفرقوا فیہ تو بہت لوگ اس پر قائم نہ رہے اور متفرق ہو گئے لیکن اس کا سبب کوئی التباس و اشتباہ نہ تھا کہ احتمال معذوری کا ہو سکے) وہ لوگ بعد اس کے کہ ان کے پاس (یعنی ان کے اسلاف و ذوات تک) علم (صحیح) پہنچ چکا تھا محض آپس کی ضدا ضدی سے باہم متفرق ہو گئے (اس طرح کہ اول طلب مال و دولت اور طلب جاہ و ریاست سے اغراض مختلف ہوئیں پھر فرقے بن گئے ایسے وقت میں دین کو بھی آڑ دوسرے کی تنقیص و تعییب کی بنا یا کرتے ہیں شدہ شدہ مسلک و مذہب مختلف ہو جاتا ہے پھر فروع سے اصول میں جا پہنچے ہیں اور یہ لوگ اس جرم عظیم میں کہ حق کو سمجھ کر مختلف ہوئے ایسے عذاب شدید کے مستحق ہو گئے تھے کہ) اگر آپ کے پروردگار کی طرف سے ایک وقت معین تک (کے لئے مہلت دینے کی) ایک بات پہلے قرار نہ پا چکتی (کہ ان کا عذاب

موعود آخرت میں ہوگا) تو (دنیا ہی میں) ان (کے اختلافات) کا فیصلہ ہو چکا ہوتا (یعنی عذاب سے استیصال کر دیا جاتا اور گو امم سابقہ پر عذاب آیا لیکن غیر مومنین پر آیا مومنین میں سے جنہوں نے تفرق کیا ببرکت التزام ایمان کے ان پر نہیں آیا یا اگر کسی پر ثابت ہو جاوے تو سب پر نہیں آیا اس تقدیر پر یہ معنی ہوں گے کہ جن بعض پر نہیں آیا اس کی وجہ عدم مقتضی کا نہیں بلکہ اس کی وجہ مانع یعنی امہال سے اجل مسمی کا وجود ہے یہ تو قصہ امم سابقہ کا ہوا) اور جن لوگوں کو (ان امم سابقہ) کے بعد کتاب دی گئی ہے (مراد اس سے مشرکین عہد نبوی کے ہیں کہ آپ کے ذریعے سے ان کو قرآن پہنچا) وہ (لوگ) اس (کتاب) کی طرف سے ایسے (قوی) شک میں پڑے ہیں جس نے (ان کو) تردد میں ڈال رکھا ہے (مطلب یہ کہ جیسے امم سابقہ میں سے بعض نے جیسے انکار کیا تھا اسی طرح اب ان کی نوبت آئی) سو آپ ان کے انکار سے دل شکستہ نہ ہوجیے بلکہ جس طرف آپ ان کو پہلے سے بلا رہے ہیں جس کا ذکر اس آیت میں ہے کبر علی المشرکین ما تدعوھم الیہ یعنی توحید) اسی طرف (ان کو برابر) بلاتے جائیے اور جس طرح آپ کو حکم ہوا ہے (کہ فلذلک فادع واستقم) مستقیم رہیے اور ان کی (فاسد) خواہشوں پر نہ چلیے (یعنی وہ مخالفت کر کے یہ چاہتے ہیں کہ ہم کہنا چھوڑ دیں تو آپ چھوڑئیے نہیں) اور آپ کہہ دیجئے (کہ میں جس بات کی طرف تم کو بلاتا ہوں میں خود بھی اس پر عامل ہوں چنانچہ) اللہ نے جتنی کتابیں نازل فرمائی ہیں (جن میں قرآن بھی داخل ہے) میں سب پر ایمان لاتا ہوں (اور جن کے مضامین متفق علیہا میں سے توحید بھی ہے) اور مجھ کو یہ (بھی) حکم ہوا ہے کہ (اپنے اور) تمہارے درمیان میں عدل (و انصاف) رکھوں (یعنی جس چیز کو تم پر واجب و لازم کہوں اپنے اوپر بھی اس کو لازم رکھوں یہ نہیں کہ تم کو کلفت میں ڈالوں اور خود آزاد رہوں ایسے مضامین مخاطب کے سلیم الطبع کو رغبت اتباع کی ہوتی ہے اور اس پر بھی اگر نرم نہ ہوں تو اخیر بات یہ ہے کہ) اللہ ہمارا بھی مالک ہے اور تمہارا بھی مالک ہے (یعنی وہ سب کا حاکم ہے اور) ہمارے عمل ہمارے لئے اور تمہارے عمل تمہارے لئے ہماری تمہاری کچھ بحث نہیں اللہ (جو سب کا مالک ہے قیامت میں) ہم سب کو جمع کرے گا اور (اس میں شک ہی نہیں کہ) اسی کے پاس جانا ہے (وہ سب کا فیصلہ اعمال کے موافق کر دے گا۔ اس وقت تم سے بحث فضول ہے ہاں تبلیغ کئے جاویں گے) (ربط اور یہ اللہ یجمع بیننا والیہ المصیر میں اور نیز اس سے اوپر مضامین ثلثہ میں بعث و جزا کا ذکر تھا آگے اسی کے متعلق مضمون ہے جس میں منکرین توحید کی تعذیب کی بھی خبر دی گئی ہے پس اس کو مضمون توحید سے بھی تعلق ہوا اور جس میں بضمن انزل الکتاب بالحق کے ذکر رسالت سے بھی ارتباط ہو گیا۔

وَالَّذِيْنَ يُحَاۤجُّوْنَ فِي اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا اسْتُجِيْبَ لَهٗ حُجَّتُهُمْ دَاحِضَةٌ عِنْدَ

اور جو لوگ (اللہ تعالیٰ کے بارے میں جھگڑے نکالتے ہیں بعد اس کے کہ وہ مان لیا گیا ان لوگوں کی حجت ان کے رب کے

رَبِّهِمْ وَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ وَّلَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۝ اَللّٰهُ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ

نزدیک باطل ہے اور ان پر غضب ہے اور ان کے لئے سخت عذاب ہے اللہ ہی ہے جس نے کتاب کو اور

بِالْحَقِّ وَالْمِيْزَانَ ۭ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِيْبٌ ۝ يَسْتَعْجِلُ بِهَا

انصاف کو نازل فرمایا اور آپ کو کیا خبر عجب نہیں کہ قیامت قریب ہو جو لوگ اس کا یقین نہیں رکھتے

الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهَا ۚ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مُشْفِقُوْنَ مِنْهَا ۙ وَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهَا

اس کا تقاضا کرتے ہیں اور جو لوگ یقین رکھنے والے ہیں وہ اس سے ڈرتے ہیں اور اعتقاد رکھتے ہیں کہ وہ

الْحَقُّ ۭ اَلَآ اِنَّ الَّذِيْنَ يُمَارُوْنَ فِي السَّاعَةِ لَفِيْ ضَلٰلٍۢ بَعِيْدٍ ۝

برحق ہے یاد رکھو کہ جو لوگ قیامت کے بارہ میں جھگڑتے ہیں بڑی دور کی گمراہی میں ہیں

تفسیر:- اور جو لوگ اللہ تعالیٰ (کے دین) کے بارہ میں (مسلمانوں سے) جھگڑے نکالتے ہیں بعد اس کے کہ وہ مان لیا گیا (یعنی بعد اس کے کہ بہت سے آدمی عقیل و فہیم مسلمان ہو کر اس کو مان چکے جس سے حجت اور زیادہ ظاہر ہو گئی اور ظاہر ہے کہ بعد زیادتِ ظہورِ حجت کے انکار و مجادلہ اور زیادہ مذموم ہے سو) ان لوگوں کی حجت ان کے رب کے نزدیک (پہنچ کر ظاہر ہو جاوے گا کہ) باطل ہے اور ان پر (خدا کی طرف سے) غضب (واقع ہونے والا) ہے اور ان کے لئے (قیامت کو) سخت عذاب (ہونے والا) ہے (اور اس سے بچنے کا طریقہ یہ ہے کہ اللہ کو اور اس کے دین کو مانو اور اس کو ماننا یہ ہے کہ کتاب اللہ کو جو کہ جامع و مشتمل ہے حقوق اللہ و حقوق العباد کو سچ اور واجب العمل جانو کیونکہ) اللہ ہی ہے جس نے (اس) کتاب (یعنی قرآن) کو اور (اس میں جو بالخصوص حکم ہے انصاف کا اس) کو نازل فرمایا (جب وہ کتاب اللہ کی ہے تو اللہ کو ماننا بدون اس کے مانے ہوتے ہیں اور بدون اللہ کے ماننے ہوئے عذاب و غضب سے نجات نہیں پس نجات موقوف ہوئی قرآن کے ماننے پر پس جیسا غیر اہل اسلام خدا کو زعم خود مانتے تھے وہ نجات کے لئے کافی نہیں) اور یہ لوگ جو ان واقعات قیامت کو سنکر آپ سے قیامت کی تعیین پوچھتے ہیں تو آپ کو (اس کی) کیا خبر (لیکن نہ جاننے سے اس کی نفی لازم نہیں آتی بلکہ اس کا وقوع بدلائل ثابت ہے اور تعیین وقت کی نسبت اتنا اجمالا سب کو سمجھ لینا کافی ہے کہ) عجب نہیں کہ قیامت قریب ہی ہو (مگر جو لوگ اس کا یقین نہیں رکھتے وہ باوجود تحقق و امکان و احتمال قرب کے ڈرتے نہیں ہیں بلکہ بطور استہزاء و انکار کے) اس کا تقاضا کرتے ہیں اور جو لوگ یقین رکھنے والے ہیں وہ اس سے (یعنی اس کے ہول سے) ڈرتے ہیں اور اعتقاد رکھتے ہیں کہ وہ برحق ہے یاد رکھو کہ (ان دونوں قسم کے لوگوں میں سے قسم اول کے لوگ یعنی) جو لوگ قیامت کے (منکر ہیں اور اس کے) بارہ میں جھگڑتے ہیں بڑی دور (دراز) کی گمراہی میں (مبتلا) ہیں **ف** مشفقون منہا میں جس خوف کا اثبات ہے وہ خوف اعتقادی ہے کہ دوام کے اعتقاد سے پیدا ہوا ہے ایک اعتقاد وقوع قیامت کا دوسرا اعتقاد اپنے اعمال کے محتمل الرد ہونے کا پس اگر کسی کو بوجہ غلبہ حال کے اشتیاق موت یا قیامت کا عارض ہو جاوے تو وہ شوق طبعی و اضطراری اس خوف اعتقادی و اختیاری کے منافی نہیں اسی طرح قبر میں بعض مردہ کا یہ کہنا رب اقم الساعۃ محل اشکال نہیں کیونکہ وہاں یقینی بشارتیں زوال خوف کی سنکر احتمال رد اعمال کا نہیں رہتا پس یہ اشفاق دنیا میں ہے اور میت اس کی امر عقلی ہے خوب سمجھ لو اور لعل الساعۃ قریب کی تقریر سورہ احزاب کے ختم سے ذرا پہلے آیت یسئلک الناس الخ کی تفسیر میں گذری ہے اور کتاب اللہ میں ہرچند کہ حقوق العباد معبر بالمیزان بھی داخل ہیں مگر حداالانام اہتمام شان کے لئے و نیز شاید اس لئے ہے کہ اس کی تصدیق کی زیادہ رغبت ہو کہ اس کتاب کے ماننے سے تو ہمارے مصالح دنیویہ کی بھی حفاظت رہے گی **ربط** اوپر مجادلین فی الساعۃ کے ضلال کا ذکر تھا آگے ان کے اس جدال و انکار کی علت یعنی اغترار بالدنیا اور اس اغترار کا جاہ اور رزق اور اس اغترار کی مذمت اور اس کے مقابل اپنی طلب آخرت کی ترغیب ارشاد فرماتے ہیں۔

اَللّٰهُ لَطِيْفٌۢ بِعِبَادِهٖ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَهُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ ۝ مَنْ كَانَ

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر مہربان ہے جس کو چاہتا ہے روزی دیتا ہے اور وہ قوت والا اور زبردست ہے جو شخص آخرت کی

يُرِيْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِيْ حَرْثِهٖ ۚ وَمَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا

کھیتی کا طالب ہو ہم اس کو اس کی کھیتی میں ترقی دیں گے اور جو دنیا کی کھیتی کا طالب ہو تو ہم اس کو کچھ دنیا دیدیں گے

وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِيْبٍ ۝

اور آخرت میں اس کا کچھ حصہ نہیں

تفسیر:- (اور یہ منکر لوگ جو دنیا کی ناز و نعمت پر پھولے ہیں اور اس میں منہمک ہو کر آخرت کو بھولے ہیں اور اپنے اس ناز و

نعمت سے استدلال کرتے ہیں کہ ہمارا مسلک اگر خلاف رضا رحق ہوتا تو ہم کو یہ عیش و کامرانی کیوں دیتے سو یہ ان کی حماقت ہے کیونکہ یہ دلیل رضا نہیں بلکہ اس کی وجہ تو یہ ہے کہ) اللہ تعالیٰ (دنیا میں) اپنے بندوں پر (عام طور سے) مہربان ہے (اور اسی رحمت عامہ دنیویہ سے سب کو روزی دیتا ہے گو حسب مصلحت اس میں کمی بیشی بھی ہوتی ہے کہ) جس کو (جس قدر) چاہتا ہے روزی دیتا ہے کقولہ تعالیٰ عجلنا لہ فیھا ما نشاء لمن نرید مگر نفس روزی سب مرزوقین میں مشترک ہے) اور (اس لطف فی الدنیا سے یہ لازم نہیں آتا کہ ان کا مسلک حق ہو اور آخرت میں بھی ان پر لطف ہو اور عذاب نہ ہو بلکہ وہاں بوجہ تمسک بالباطل کے معذب ہوں گے اور ان کو عذاب دینا کوئی امر مستبعد نہیں کیونکہ) وہ قوت والا اور زبردست ہے (اس کو سب قدرت ہے وہ اکیلا ان سب کو سزا دے سکتا ہے غرض ان کی تمام تر خرابی کی وجہ اغترار بالدنیا ہے سو لوگوں کو اس پر مغرور نہ ہونا چاہیے بلکہ آخرت کو طلب کریں اور سن لیں کہ) جو شخص آخرت کی کھیتی کا طالب ہو (وہ ثمرہ ہے اعمال کا اسی لئے اس کو کھیتی کہہ دیا کہ وہ ثمرہ ہوتا ہے تخم کا مطلب یہ کہ آخرت کے لئے یا میں ثواب عمل کرے) ہم اس کو اس کی کھیتی میں ترقی دیں گے (یعنی اعمال پر اس کو ثواب دیں گے اور اس ثواب کو مضاعف کریں گے کقولہ تعالیٰ من جاء بالحسنۃ فلہ عشر امثالھا) اور جو دنیا کی کھیتی کا طالب ہو (یعنی تدبیر و سعی سے غرض اس کی متاع دنیا ہو اور آخرت کے لئے کچھ سعی نہ کرے حتیٰ کہ ایمان بھی نہ لاوے) تو ہم اس کو کچھ دنیا (اگر چاہیں) دیدیں گے (لقولہ تعالیٰ عجلنا لہ فیھا ما نشاء) اور آخرت میں اس کا کچھ حصہ نہیں (کیونکہ وہ مشروط ہے ایمان کے ساتھ اور وہ مفقود ہے پس اس حالت میں طلب کے قابل آخرت ہی ہے نہ کہ دنیا کہ حسب تمنا نصیب نہیں ہوتی اور اس میں پڑ کر آخرت سے بے بہرہ رہ جاتا ہے اور لطیف کے معنی اگر باریک بیں کے لئے جاویں تو تقریر یہ ہوگی کہ کامرانی دلیل رضا نہیں بلکہ اس کی یہ وجہ ہے کہ حق تعالیٰ) اپنے بندوں کے خفیات امور اور دقائق مصالح سے خوب آگاہ ہیں حسب مصلحت جس کو چاہتے ہیں (زیادہ) روزی دیتے ہیں پس اس روزی دینے سے ان کا حق پر ہونا لازم نہیں آتا بلکہ یہ باطل پر ہیں اور بوجہ تمسک بالباطل کے معذب ہوں گے الخ۔ رلیط اوپر شرع لکم الخ میں دین حق کا مشروع من اللہ ہونا جو توحید وغیرہ امور حقہ کو شامل ہے بیان فرمایا تھا آگے دین باطل اہل شرک وکفر وغیرہ کا غیر مشروع بالدلیل الصحیح ہونا بیان فرماتے ہیں ونیز اوپر والذین یحاجون الخ میں منکرین کا مستحق غضب و عذاب ہونا اور مومنین کا صراحۃ اشفاق اور اشارۃ موعود بالرضا و الثواب ہونا اور اس کے بعد من کان یرید الخ میں مومنین کا صراحۃً موعود بالثواب المعلوم ہونا اور منکرین مغترین بالدنیا کا ثواب سے محروم ہونا مذکور ہوا تھا آگے بھی اس کی کسی قدر توضیح اور تفصیل ہے اور اس مجموعی مضمون کے درمیان میں اس مضمون اور نیز دوسرے جمیع مضامین وحی کی حقیت کے اثبات کے لئے قل لا اسئلکم بطور جملہ معترضہ کے واقع ہے۔

أَمْ لَهُمْ شُرَكَٰٓؤُا۟ شَرَعُوا۟ لَهُم مِّنَ ٱلدِّينِ مَا لَمْ يَأْذَنۢ بِهِ ٱللَّهُ ۚ وَلَوْلَا كَلِمَةُ

کیا ان کے کچھ شریک ہیں جنہوں نے ان کے لئے ایسا دین مقرر کر دیا ہے جس کی خدا نے اجازت نہیں دی۔ اور اگر ایک

ٱلْفَصْلِ لَقُضِىَ بَيْنَهُمْ ۗ وَإِنَّ ٱلظَّٰلِمِينَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ تَرَى ٱلظَّٰلِمِينَ

قول فیصل نہ ہوتا تو ان کا فیصلہ ہو چکا ہوتا اور ان ظالموں کو ضرور دردناک عذاب ہوگا آپ ان ظالموں کو دیکھیں گے

مُشْفِقِينَ مِمَّا كَسَبُوا۟ وَهُوَ وَاقِعٌۢ بِهِمْ ۗ وَٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ وَعَمِلُوا۟ ٱلصَّٰلِحَٰتِ فِى

کہ اپنے اعمال سے ڈر رہے ہوں گے اور وہ ان پر پڑ کر رہے گا۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے وہ

رَوْضَاتِ ٱلْجَنَّاتِ ۖ لَهُم مَّا يَشَآءُونَ عِندَ رَبِّهِمْ ۚ ذَٰلِكَ هُوَ ٱلْفَضْلُ ٱلْكَبِيرُ

ذٰلِكَ الَّذِیْ یُبَشِّرُ اللّٰهُ عِبَادَهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ؕ قُلْ لَّا

یہی ہے جس کی بشارت اللہ تعالیٰ اپنے ان بندوں کو دے رہا ہے جو ایمان لائے اور اچھے عمل کئے آپ یوں کہئے

اَسْئَلُكُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰی ؕ وَمَنْ یَّقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهٗ فِیْهَا

کہ میں تم سے اور کچھ مطلب نہیں چاہتا بجز رشتہ داری کی محبت کے اور جو شخص کوئی نیکی کرے گا ہم اس میں اور خوبی

حُسْنًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ۝

زیادہ کر دیں گے بیشک اللہ بڑا بخشنے والا بڑا قدردان ہے

تفسیر:- (دین حق کو تو خدا نے مشروع و مقرر فرمایا ہے مگر یہ لوگ جو اس کو نہیں مانتے تو) کیا ان کے (تجویز کئے ہوئے) کچھ شریک (خدائی) ہیں جنہوں نے ان کے لئے ایسا دین مقرر کر دیا ہے جس کی خدا نے اجازت نہیں دی مقصود استفہام انکاری سے یہ ہے کہ کوئی اس قابل نہیں کہ خدا کے خلاف اس کا مقرر کیا ہوا دین معتبر ہو سکے) اور اگر (خدا کی طرف سے) ایک قول فیصل (ٹھہرا ہوا) نہ ہوتا (وہ یہ کہ اصل عذاب ان پر بعد مرگ ہوگا) تو (دنیا ہی میں) ان کا (کلی) فیصلہ ہو چکا ہوتا اور (آخرت میں) ان ظالموں کو ضرور دردناک عذاب ہوگا (اس روز) آپ ان ظالموں کو دیکھیں گے کہ اپنے اعمال (کے وبال) سے ڈر رہے ہوں گے اور (وہ وبال) ان پر (ضرور) پڑ کر رہے گا یہ تو منکرین کا حال ہوگا) اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے (رہوں گے) وہ بہشتوں کے باغوں میں (داخل) ہوں گے (بہشت کو جمع اس لئے لائے کہ بہشت کے مختلف طبقات اور درجات ہیں ہر طبقہ ایک بہشت ہے اور ہر طبقہ میں متعدد باغات ہیں اپنے اپنے رتبہ کے موافق کوئی کہیں ہوگا کوئی کہیں ہوگا) وہ جس چیز کو چاہیں ان کے رب کے پاس ان کو ملے گی یہی بڑا انعام ہے (جو وہ دنیا میں عیش و عشرت موجود ہے) یہی ہے جس کی بشارت اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو دے رہا ہے، جو ایمان لائے اور اچھے عمل کئے (اور چونکہ کفار پورا مضمون سننے سے پہلے ہی تکذیب کرنے کے خوگر تھے اس لئے اس مضمون بشارت کی تتمیم سے پہلے ہی ایک جملہ معترضہ میں منکرین کی مبادرت الی التکذیب کے رد کرنے کے لئے ان کو ایک دلگداز مضمون سنانے کا آپ کو حکم فرماتے ہیں یعنی) آپ (ان سے) یوں کہئے کہ میں (تمہارے مخاطبات میں) تم سے اور کچھ مطلب نہیں چاہتا بجز رشتہ داری کی محبت کے (یعنی اتنا چاہتا ہوں کہ میرے تمہارے جو تعلقات رشتہ داری کے ہیں جو کہ تمام قریش ہیں بلکہ تمام عرب میں پھیلے ہوئے تھے دور یا نزدیک جیسا برادری میں ہوا کرتا ہے ان کے حقوق کا تو خیال رکھو کیا رشتہ داری کا یہی حق ہے کہ جس منہ نہ کھولا تھا کہ یہ باندھنے مستعد کیا۔ کیا اس کا یہ حق نہیں کہ مجھ سے عداوت میں جلدی نہ کرو بلکہ سادہ دل سے سہولت و اطمینان کے ساتھ میری پوری بات سن لو اور اس کو میزان عقل و دلیل صحیح سے جانچو اور اگر معقول ہو تو قبول کر لو اگر کچھ شبہ ہو صاف کر لو اور بفرض محال باطل ہو تو مجھ کو سمجھا دو، راہ پہ لے آؤ، غرض جو بات ہو خیر خواہی سے ہو یہ نہیں کہ فوراً ہی بھڑک اٹھو بلکہ سمجھ جانے پر بھی خلاف سے باز نہ آؤ اور اس سے یہ نہ سمجھا جاوے کہ مودۃ فی القربیٰ کے بعد ایمان مطلوب نہیں اصل یہ ہے کہ یہ ایمان ہی کا تدریج و لطافت کے ساتھ طریقہ موصلہ بتلایا ہے) اور (آگے تتمہ ہے بشارت مذکورہ کا یعنی) جو شخص کوئی نیکی کرے گا ہم اس (نیکی) میں اور خوبی زیادہ کر دیں گے (یعنی اس خوبی کا مقتضائی نفسہ جس قدر ثواب ہے ہم اس سے زیادہ ثواب دیں گے) بیشک اللہ (مطیعین کے گناہوں کا) بڑا بخشنے والا (اور ان کی نیکیوں کا) بڑا قدردان (اور ثواب عطا کرنے والا) ہے۔

ربط:- شروع سورت میں منجملہ مضامین ثلثہ کے وحی و رسالت کی حقانیت مذکور ہوئی تھی پھر شرع لکم میں توحید کے ساتھ اس کی بھی تائید ہوئی تھی پھر نزل الکتاب میں ضمناً پھر اس طرف تلویح تھی آگے پھر اس کی طرف عود ہے۔

أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا ۖ فَإِن يَشَإِ اللَّهُ يَخْتِمْ عَلَىٰ قَلْبِكَ ۗ وَيَمْحُ اللَّهُ

کیا یہ لوگ یوں کہتے ہیں کہ انہوں نے خدا پر جھوٹ بہتان باندھ رکھا ہے، سو خدا اگر چاہے تو آپ کے دل پر بند لگا دے اور

الْبَاطِلَ وَيُحِقُّ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهِ ۚ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ﴿۲۴﴾

اللہ تعالیٰ باطل کو مٹایا کرتا ہے اور حق کو اپنے احکام سے ثابت کیا کرتا ہے وہ دلوں کی باتیں جانتا ہے۔

تفسیر: کیا یہ لوگ (آپ کی نسبت نعوذ باللہ) یوں کہتے ہیں کہ انہوں نے خدا پر جھوٹ بہتان باندھ رکھا ہے (کہ نبوت اور وحی کا خلاف واقع دعویٰ کیا ہے سو ان کا یہ قول تو واہیات ہے جس کی تقریر یہ ہے مقدمہ اول کسی کے ہاتھ پر خارق کا صدور یا عدم صدور فی نفسہ دونوں امکان اور دخول تحت القدرۃ الالٰہیہ میں بداہۃً مساوی ہیں، مقدمہ خلق کو التباس سے بچانے کے لئے عادت الٰہیہ میں بداہۃً مساوی ہیں مقدمہ دوم خلق کو التباس سے بچانے کے لئے عادت الٰہیہ دائمہ ثابت بالنقل ہے کہ نبوت کے مدعی صادق کے ہاتھ پر صدور خوارق کو ترجیح دی جاتی ہے اور کاذب کے ہاتھ پر عدم صدور کو ترجیح دی جاتی ہے اور کاذب کے ہاتھ پر عدم صدور کو ترجیح دی جاتی ہے پس کذب مستلزم عدم صدور کو ہے مقدمہ سوم انتفاء لازم دلیل ہے انتفاء ملزوم کی مقدمہ چہارم آپ کی زبان فیض ترجمان سے کلام خارق معجز النظام کا صدور ہو رہا ہے تو لازم منتفی ہوا پس ملزوم یعنی کذب بھی منتفی ہوا اور اس سے آپ کا صدق اور ان لوگوں کا کذب ثابت ہو گیا وہو المطلوب چنانچہ ارشاد ہے کہ) خدا (کی قدرت حالت ہے کہ) اگر (وہ) چاہے تو آپ کے دل پر بند لگا دے (اور یہ کلام آپ کے قلب میں نہ وارث ہو نہ باقی رہے بلکہ سلب ہو جاوے اور آپ بالکل بھول جاویں کقولہ تعالیٰ ولئن شئنا لنذهبن بالذی اوحینا الیک اور اس صورت میں ظاہر ہے کہ زبان سے صدور ہو ہی نہیں سکتا حالت یہ کہ خدا کو قدرت پہلے بھی حاصل تھی اور اب بھی حاصل ہے کہ اس خارق کا صدور نہ ہونے دیں بحکم مقدمہ اول) اور اللہ تعالیٰ کی یہ عادت ہے کہ وہ نبوت کے) باطل (دعویٰ) کو مٹایا کرتا ہے (چلنے نہیں دیتا یعنی اس کے ہاتھ سے صدور خارق نہیں ہوتا) اور (نبوت کے) حق (دعویٰ) کو اپنے احکام (تنزیلیہ یا تکوینیہ) سے ثابت (اور غالب) کیا کرتا ہے (بحکم مقدمہ دوم اور مقدمہ سوم بدیہی اور چہارم مشاہد ہے پس آپ صادق اور وہ کاذب ہیں اور چونکہ) وہ (یعنی اللہ تعالیٰ) دلوں (تک) کی باتیں جانتا ہے (چہ جائیکہ زبان کے اقوال اور جوارح کے افعال پس اللہ تعالیٰ کو ان لوگوں کے عقائد و اقوال و احوال سب کی اطلاع ہے ان سب پر خوب سزا دے گا) ربط اور کسی جگہ کہیں ضمناً کہیں قصداً منکرین پر تشنیع و تقریع کی گئی ہے چونکہ مقصود اس تقریع سے یہی ہے کہ کفر و شرک سے توبہ کرلیں اور ایمان لے آویں اس لئے آگے توبہ کی برکت اور ایمان کی فضیلت مذکور ہے اور ختم پر ان لوگوں کے لئے وعید بھی فرما دی جو توبہ نہ کریں کفر و شرک پر مصر رہیں۔

وَهُوَ الَّذِي يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ وَيَعْفُو عَنِ السَّيِّئَاتِ وَيَعْلَمُ

اور وہ ایسا ہے کہ اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور وہ تمام گناہ معاف فرما دیتا ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو وہ اس کو جانتا ہے

مَا تَفْعَلُونَ ﴿۲۵﴾ وَيَسْتَجِيبُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَيَزِيدُهُم

اور ان لوگوں کی عبادت قبول کرتا ہے جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے اور ان کو اپنے فضل

مِّن فَضْلِهِ ۚ وَالْكَافِرُونَ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ ﴿۲۶﴾ وَلَوْ بَسَطَ اللَّهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهِ

سے اور زیادہ دیتا ہے اور جو لوگ کفر کر رہے ہیں ان کے لئے سخت عذاب ہے اور اگر اللہ تعالیٰ اپنے سب بندوں کے

لَبَغَوْا فِی الْاَرْضِ وَلٰكِنْ يُّنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا يَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرٌۢ بَصِيْرٌ ۝

لئے روزی فراخ کر دیتا تو وہ دنیا میں شرارت کرنے لگتے لیکن جتنا رزق چاہتا ہے اندازے سے اتارتا ہے وہ اپنے بندوں کو جاننے

وَهُوَ الَّذِیْ يُنَزِّلُ الْغَيْثَ مِنْۢ بَعْدِ مَا قَنَطُوْا وَيَنْشُرُ رَحْمَتَهٗ ؕ وَهُوَ الْوَلِیُّ الْحَمِيْدُ ۝

والا دیکھنے والا ہے۔ اور وہ ایسا ہے جو لوگوں کے ناامید ہو جانے کے بعد مینہ برساتا ہے اور اپنی رحمت پھیلاتا ہے اور وہ کارساز قابل حمد ہے

وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَثَّ فِيْهِمَا مِنْ دَآبَّةٍ ؕ وَهُوَ

اور منجملہ اس کی نشانیوں کے پیدا کرنا ہے آسمانوں کا اور زمین کا اور ان جانداروں کا جو اس نے زمین و آسمان میں پھیلا رکھے ہیں اور

عَلٰى جَمْعِهِمْ اِذَا يَشَآءُ قَدِيْرٌ ۝ وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ

وہ ان کے جمع کر لینے پر بھی جب وہ چاہے قادر ہے اور تم کو جو کچھ مصیبت پہنچتی ہے تو وہ تمہارے ہی ہاتھوں کے کئے ہوئے کاموں

اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ۝ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ فِی الْاَرْضِ ۚ وَمَا لَكُمْ

سے اور بہت سے تو درگذر ہی کر دیتا ہے اور تم زمین میں ہرا نہیں سکتے اور خدا کے سوا تمہارا

مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۝ وَمِنْ اٰيٰتِهِ الْجَوَارِ فِی الْبَحْرِ

کوئی بھی مددگار نہیں اور منجملہ اس کی نشانیوں کے جہاز ہیں سمندر میں

كَالْاَعْلَامِ ۝ اِنْ يَّشَاْ يُسْكِنِ الرِّيْحَ فَيَظْلَلْنَ رَوَاكِدَ عَلٰى ظَهْرِهٖ ؕ اِنَّ

جیسے پہاڑ اگر وہ چاہے تو ہوا کو ٹھیرا دے تو وہ سمندر کی سطح پر کھڑے کے کھڑے رہ جائیں بے شک

فِیْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ۝ اَوْ يُوْبِقْهُنَّ بِمَا كَسَبُوْا وَيَعْفُ

اس میں نشانیاں ہیں ہر صابر شاکر کے لئے یا ان جہازوں کو ان کے اعمال کے سبب تباہ کر دے

عَنْ كَثِيْرٍ ۝ وَّيَعْلَمَ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِیْۤ اٰيٰتِنَا ؕ مَا لَهُمْ مِّنْ مَّحِيْصٍ ۝

اور بہت سے آدمیوں سے درگذر کر جاوے اور ان لوگوں کو جو کہ ہماری آیتوں میں جھگڑے نکالتے ہیں معلوم ہو جاوے کہ ان کیلئے کہیں بچاؤ نہیں

تفسیر۔ وھو الذی سے عذاب شدید تک۔ اور وہ ایسا (رحیم) ہے کہ اپنے بندوں کی توبہ (بشرائطہا) قبول کرتا ہے (پس اگر کوئی کافر کفر سے توبہ کرلے اور اسلام لے آوے تو ہم اس کا ایمان قبول کرلیں گے) اور وہ (اس توبہ کی برکت سے) تمام گناہ (گذشتہ) معاف فرما دیتا ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو وہ اس (سب) کو جانتا ہے (پس اس کو یہ بھی خبر ہے کہ توبہ خالص کی ہے یا غیر خالص کی ہے تو تم کو خالص توبہ کرنی چاہئے) اور (جب کفر سے توبہ کرکے مسلمان ہو گیا تو اس کی عبادتیں جو پہلے مقبول نہ ہوتی تھیں اب مقبول ہونے لگیں گی کیونکہ اللہ تعالیٰ) ان لوگوں کی عبادت (بشرط عدم ریاء) قبول کرتا ہے جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے (وہ عبادتیں بھی نیک عمل ہیں قبول کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ان کو ثواب دیتا ہے) اور (علاوہ اس ثواب کے جو بدلیل شرعی فی نفسہ مقتضا اس عمل کا ہے) ان کو اپنے فضل سے اور زیادہ (ثواب) دیتا ہے (یہ تو ایمان والوں کے لئے ہوا) اور جو لوگ کفر (پر اصرار) کر رہے ہیں (اور ایمان

نہیں لاتے) ان کے لئے سخت عذاب (مقرر) ہے۔ ربط اوپر شروع سورت میں توحید کا مضمون تھا پھر آیات متعددہ میں اس کی تاکید اور اس کی دلیل کی تائید تھی آگے اپنے صفات و افعال کے بیان سے پھر اسی کی زیادہ تفصیل ہے۔

تفسیر:- وَلَوْ بَسَطَ سے مِنْ مَّحِيصٍ تک۔ اور (اللہ تعالیٰ کی صفت حکمت کے آثار میں سے یہ ہے کہ اس نے سب آدمیوں کو زیادہ مال نہیں دیا کیونکہ) اگر اللہ تعالیٰ اپنے سب بندوں کے لئے (حالت موجودہ میں جیسے کہ عام طور پر ان کے طبائع ہیں) روزی فراخ کر دیتا تو وہ دنیا میں (بالعموم) شرارت کرنے لگتے (کیونکہ عام طبائع کے اعتبار سے زیادہ وجہ دبے رہنے کی احتیاج ہے اغنیاء کو فقراء سے کام میں مدد لینے کی احتیاج اسی لئے جب مزدور اتفاق کر لیتے ہیں تو آخر بڑے بڑے کارخانوں کو ان سے مغلوب ہونا پڑتا ہے۔ اور فقراء کو اغنیاء سے پیسہ لینے کی احتیاج اور ظاہر ہے کہ اگر غنا عام ہو جائے نزاع کی احتیاج تو کسی کو کسی سے باقی نہ رہے اور کام کسی کا کوئی کرے نہیں تو جانبین سے احتیاج جاتی رہے پھر کون کسی سے دبے اور اغراض میں اشتراک پھر بھی اسی طرح باقی رہے کہ ہر چیز ہر ایک کے پاس نہیں ہو گی اور رغبت ہر چیز میں محتمل ہے مثلاً اس حالت میں کسی کا گھوڑا کسی کو پسند آ گیا کسی کی عورت کسی کو پسند آ گئی اور وہ ایک ہی ہے اور طالب دو ہیں ضرور ان میں تزاحم ہو گا ایک دوسرے سے غصب پر آمادہ ہو گا اور بوجہ عدم فقر کے کوئی کسی کی اعانت و حفاظت نہ کرے گا وہ خود ہی آپس میں لڑیں مریں گے اسی طرح ہر شخص کے پاس بلزوم عادی کوئی نہ کوئی چیز ایسی ضرور ہو گی جس میں دوسرے کو رغبت ہو اور یہی قصہ ہر ہر شخص میں پیدا ہو گا تو بغی کا عام ہونا ظاہر ہے اور یہ علت بسط عام کے ساتھ مخصوص ہے کیونکہ اگر فقر عام ہو جاوے تو چونکہ کسی کے پاس کوئی چیز نہ ہو گی اس لئے دوسرے کی رغبت کا احتمال ہی نہیں جو علت تھی بغی کی اور اگر شاذ و نادر کوئی چیز کسی کے پاس دوسرے کی رغبت کے لائق ہوئی بھی تو بہت کم ہو گی پس بغی بھی کم ہو گا بہر حال یا تو نفس بغی نہ ہو گا گو دوسری مضرتیں لاحق ہو جاویں مثلاً سب بجائے خود ہلاک ہو جاویں اور یہی حکمت ہے فقر کے عام نہ ہونے میں لیکن جس ضرر کا یہاں بیان ہے وہ مخصوص ہے بسط عام کے ساتھ اور ہر چند کہ انجام بغی عام کا بھی ہلاکت ہی معلوم ہوتا ہے لیکن مر جانا مارے جانے سے اسلم ہے اس لئے یہ ضرر اس ضرر سے اشد ہے اور عجب نہیں کہ اسی واسطے یہاں بسط عام نہ ہونے کی حکمت بالخصوص بیان فرمائی گئی ہو اور فقر عام نہ ہونے کی حکمت سے تعرض نہ کیا گیا ہو غرض مضرت مذکورہ بالا کی وجہ سے غنا کو عام نہیں کیا) لیکن (یہ بھی نہیں کیا کہ بالکل ہی کسی کو کچھ نہ دیا ہو بلکہ) جتنا رزق چاہتا ہے اندازہ (مناسب) سے (ہر ایک کے لئے) اتارتا ہے (کیونکہ) وہ اپنے بندوں (کے مصالح) کو جاننے والا اور (ان کا حال) دیکھنے والا ہے (اس سے علاوہ حکیم ہونے کی خبیر و بصیر دو صفتیں اور ثابت ہوئیں) اور وہ ایسا (رحیم) ہے جو (بسا اوقات) لوگوں کے ناامید ہو جانے کے بعد مینہ برساتا ہے اور اپنی رحمت (کے آثار عالم میں) پھیلاتا ہے (مراد آثار سے نباتات اور ثمرات ہیں) اور وہ (سب کا) کارساز (اور اس کارسازی پر) قابل حمد (وثنا) ہے (پس اوپر کی تین صفات کے ساتھ تین صفتیں اور ثابت ہوئیں رحیم۔ ولی۔ حمید) اور منجملہ اس کی (قدرت کی) نشانیوں کے پیدا کرنا ہے آسمانوں کا اور زمین کا اور ان جانداروں کا جو اس نے زمین و آسمان میں پھیلا رکھے ہیں (اس سے اوپر کی چھ صفات کے ساتھ خالق ہونا بھی ثابت ہوا) اور وہ (قیامت کے دن دوبارہ زندہ کر کے) ان (خلائق) کے جمع کر لینے پر بھی جب وہ (جمع کرنا) چاہے قادر ہے (سو اوپر کی سات صفات کے ساتھ قدیر ہونا بھی ثابت ہوا) اور (وہ منتقم اور منتقم کے ساتھ صاحب عفو بھی ہے چنانچہ) تم کو (اے گنہگارو) جو کچھ مصیبت (حقیقتاً) پہنچتی ہے تو وہ تمہارے ہی ہاتھوں کے کئے ہوئے کاموں سے (پہنچتی ہے) اور پھر بھی ہر گناہ پر نہیں بلکہ بعض بعض گناہوں پر) اور بہت (سے گناہوں) سے تو درگذر ہی کر دیتا ہے (خواہ دونوں جہان میں یا صرف دنیا میں) اور (اگر وہ سب پر مواخذہ کرنے لگے تو) تم زمین (کے کسی حصہ) میں (پناہ لے کر اس کو) ہرا نہیں سکتے اور (ایسے وقت میں) خدا کے سوا تمہارا کوئی حامی مددگار نہیں (ہو سکتا اس سے اوپر کی آٹھ صفات کے ساتھ منتقم اور عفو اور عزیز ہونا بھی ثابت ہوا) اور منجملہ اس کی (قدرت کی) نشانیوں کے جہاز ہیں سمندر میں (ایسے اونچے) جیسے پہاڑ (مراد یہ کہ ان کا سمندر میں چلنا دلیل ہے حق تعالیٰ کی صنع عجیب کی ورنہ) اگر وہ چاہے تو ہوا کو ٹھہرا دے تو وہ (ہوائی جہاز) سمندر کی سطح پر کھڑے کے کھڑے رہ جائیں (یہ اسی کا کام ہے کہ ہوا کو چلاتا ہے اور اس سے وہ جہاز چلتے ہیں) بے شک

تقسیم رزق در لطف از افعال و صفات و اثر علم و حکمت

[redacted]

واجعلنا للمتقین اماما

...ے پروردگار! ہم کو پرہیزگاروں کا پیش رو بنا

پیشوا

دہلی

...ہوار مذہبی اور اصلاحی رسالہ

...سئول سید عزیز حسن بقائی



...ی پرچہ

۳ آنے

...ام اشاعت متصل جامع مسجد اردو بازار دہلی

دولہن کے سنگار کیلئے عجیب و غریب فیشن ایبل تحفے



عورتیں اپنی آرائش کیلئے زیورات کو بہت پسند کرتی ہیں چونکہ زیور ہی سے انکے حسن و جمال میں چار چاند
انتہائی گراں ہے اسپیشل ایجی ٹیشن گولڈ کے بنے ہوئے خوش وضع۔ خوش قطع۔ دل پسند۔ دیدہ زیب اور
سینکڑوں روپیوں کی ضرورت معمولی رقم میں پوری ہو جاتی ہے۔ رنگ روپ اور دکھاوٹ میں اصلی سونے
سنار بھی ان کو دیکھ کر بغیر کسوٹی لگائے کیا مجال جو شناخت کر جائے۔ زیادتی استعمال کے باوجود بھی رنگ
قیمت اور نمبر درج ہیں فرمائش میں ناپ اور زیور کا نمبر تحریر کیجئے فوراً مال ارسال ہو گا۔ قیمت کے علاوہ
پیکنگ علیحدہ ہے۔ اگر آرڈر دینے والی کی قیمت چالیس روپے یا اس سے زائد ہو گی تمام خرچ
بغرض تجارت مال منگائیں ہیں چالیس روپے کا مال تیس روپے میں دیا جاتا ہے۔ تجارت کرنے والے

چیف ایجنٹ:- فرینچ ناولٹی ایمپوریم پوسٹ بیگ


چہرے کی سیاہی سفیدی میں تبدیل ہوگئی
حسن جادو ہے
خورشید ابٹن
کیسا ہی خوبصورت مرد، عورت ہو لیکن
GENUINE CHEM AL WORK
MASJID, DELHI

خوشی کا وقت

مردوں کے لئے

۲ منٹ یا دس منٹ

تقویت کے لئے ... ضرور ... ہے جن مردوں ... کی اچھی ... ضرورت ہو ...

خوشی وقت مقوی ... کامیاب ... قیمت فی درجن ... محصول ڈاک تیرہ آنے (۱۳)

دانت کا درد

با مسوڑھوں سے خون اور پیپ آتا ہو، مسوڑھوں میں سوجن ہو یا منہ سے بدبو آتی ہو تو اس تکلیف کا

اول نمبر علاج

شاہی منجن ہے وقت سے پہلے اگر دانت ہل گیا ہو تو اس کو بھی مضبوط کر دے گا اور دانتوں اور مسوڑھوں کو ہر بیماری سے پاک صاف کر دیگا ایک شیشی ایک روپیہ کو ملتی ہے پارسل محصول (۱۳) دو شیشی پر بھی محصول تیرہ آنے (۱۳) [illegible] لگے گا۔

اکسیری دواخانہ کلاں محل بکس نمبر ۱۸۱ (پی۔ ڈی) دہلی

جوان لڑکی ...... اور دیکھنے میں بوڑھی عورت

عورت اسی وقت تک [illegible] معلوم ہوتی ہے جب تک اس کا ظاہری شباب قائم ہے، اس کے ڈھل جانے پر مرد کی نظر میں عورت کی قیمت گر جاتی ہے کیونکہ عورت کے سینہ کا شباب کمسنی کے سبب ڈھل جائے۔ نرمی اور بدنمائی پیدا ہو جائے تو اس کو چاہیے کہ

موزوں دوا کی ایک شیشی منگا کر استعمال کرے، شباب کی یہ بدنمائی اور ڈھیلا پن دور ہو کر سختی، خوب صورتی اور گولائی پیدا ہو جائے گی۔ اور ایک وقت توجہ بچوں کی ماں بھی اپنے حسن میں نمایاں خوبی پیدا کر سکتی ہے۔ یہ دوا عورت کی جوانی کے وقت کو بڑھاتی ہے اور عورت مرد کی نظر میں مدت تک حسین بنی رہتی ہے۔

قیمت ایک شیشی کی تین روپے محصول ڈاک تیرہ آنے (۱۳) علاوہ

ملنے کا پتہ

اکسیری دواخانہ کلاں محل بکس نمبر ۱۸۱ دہلی

طلسم سامری کے ہوش ربا واقعات اور ظلم و امریت کے سلگتے ہوئے
مناظر کا مجموعہ

سلیمانی مہرہ

تکمیل کے آخری منازل میں ہے

ہدایت کار:- فدا شاہجہانپوری
موسیقی:- اختر قریشی

مکالمے اور گانے:- سید یزدانی جالندھری

ستارے:- معراج، چندرکار، شانتا جونیئر، ویبوواال، فتح سنگھ، فضلو
اشکر، عیدو، شانتا پھولے، علی، اسلم

ان کے علاوہ
اور سینکڑوں اداکار اپنی اداکاری کے بہترین نمونے پیش کر رہے ہیں

حقوق تقسیم کے لئے لکھیے۔

نیو پیراڈائز پکچرز ۸۶ گلال واڑی بمبئی نمبر ۴

ڈائرکٹر
بہادر اجمیری

تصویر کے دو رُخ

مکالمہ اور گانے
سید یزدانی جالندھری

پھر نہ کہنا ہمیں خبر نہ ہوئی

الحمد للہ برادران ملت یہ کھلی ہوئی بات ہے کہ آجکل اشتہاری ادویات کا اعتبار اٹھ چکا ہے مگر یہ نہ ماننے سے پانچ انگشت یکساں نہ کرو گے۔ ضرورتمند ہو تو باوجود اشتہاری دوا منگانے سے ڈرتے ہیں تو ایک بار خدا کا نام لیکر یہاں سے دوا منگائیے انشاء اللہ خاطر خواہ فائدہ اٹھائیے۔ اگر اطمینان بخش اور حسب منشا ثابت نہ ہوں تو دس روپے انعام اور قیمت واپس۔ ہمارا یہ اعلان ڈنکے کی چوٹ ہے ہم خدا کو حاضر ناظر جان کر اور ذات پر تعلق بھروسہ کر کے آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ ہمارے اشتہار میں ذرہ برابر مبالغہ یا دھوکہ نہیں اگر ہم آپ سے دھوکہ کریں تو خدا اور رسول سے دھوکہ کریں۔ لعنت اللہ علی الکاذبین۔

سائنٹفک آئل رجسٹرڈ

اس صدی کا انمول جواہر اور اس موسم کا خاص تحفہ ہے۔ اس حیرت انگیز تیل کی تاثیر سے فائدہ اٹھائیے جو اس صدی کا کامیاب بے نظیر طلا ہے۔ ایک شیشی کا استعمال تمام نقائص خواہ وہ کسی سبب سے کیوں نہ پیدا ہو گئے ہوں دور کر کے کندن بنا دیتا ہے یقین مانئے اس سے بہتر آئل آپ کو دنیا کے پردہ پر نہ ملے گا۔ اس کے استعمال سے کمزوری دور ہو جاتی ہے۔ سب باتوں کے لئے اکسیر کا کام دیتا ہے۔ ہر عمر اور ہر موسم میں استعمال ہو سکتا ہے۔ تمام نقائص دور کر کے نئی زندگی اور تیزی پیدا کر کے آدمی کو کارآمد بنا دیتا ہے۔ قیمت دو روپے (عہ) علاوہ محصول ڈاک۔ اس کے استعمال کے بعد ہمیشہ کے لئے مردانہ شکایات دور ہو جاتی ہیں۔ نہایت بے ضرر اور قطعی خوشبودار۔ ذرہ برابر تکلیف کے بغیر ہی زود اثر پیدا کرتا ہے۔ یہ دوا دہلی مارکیٹ میں اول نمبر ہے۔

دافع جریان و احتلام رجسٹرڈ

یہ جادو اثر قرص ہر قسم کے شدید جریان اور کثرت احتلام کو بفضلہ تعالیٰ دعوے کے ساتھ دور کرتے ہیں اور پیشاب سے پہلے یا بعد سفید رطوبت کا آنا، مادہ کا پتلا پن پہلے دور کر کے قوت مردمی کے معاون ہوتے ہیں۔ جسم میں تروتازگی دوڑا دیتے ہیں اور چہرے کو سرخ و بشاش بنا دیتے ہیں۔ اس کے چند روز کے استعمال سے جسم میں مادہ کافی منعقد ہو کر کافی تعداد میں پیدا ہوتا ہے۔ قیمت قرص دو روپے (عہ) علاوہ محصول ڈاک۔ ہماری یہ دوا جو اہل ہندوستان کے آزمانے کے قابل ہے جس نے ہزاروں نامرادوں کو بامراد بنا دیا۔ غیر ملکوں تک اس دوا کی دھوم مچی ہے۔ جریان کا قلع قمع کرنے کے لئے ہم ہندوستان کے ہر دواخانہ کو چیلنج کرتے ہیں جس کا جی چاہے آزمائے۔ اس کے استعمال کے بعد بدن میں توانائی طبیعت میں چستی، ذہن میں جوانی کی امنگ آ جاتی ہے۔

حبوب خاص

یہ گولیاں انتہائی ممسک ہیں۔ پشیمانی سے بچا لیتی ہیں۔ سرعت کی شکایت بالکل نہیں ہوگی۔ قیمت دو روپے (عہ) ہزاروں آدمیوں کی آزمودہ گولیاں ہیں۔ یہ گولیاں نشہ آور ادویات سے پاک ہیں اور مستقل قوت پیدا کرتی ہیں۔ محصول ڈاک بذمہ خریدار۔ تینوں دوائیں یکجا منگانے پر محصول معاف۔

ٹیلیفون نمبر ۹۹۳ قائم شدہ ۱۹۳۰ء	انڈو جینیوئن کیمیکل ورکس نزد ڈاکخانہ — جامع مسجد دہلی	دہلی کا نامور گورنمنٹ رجسٹرڈ کارخانہ

اسلامیہ دارالاشاعت
دہلی کا ایک ماہوار
مذہبی، اخلاقی، اصلاحی
ادبی رسالہ
مقام اشاعت
اردو بازار، جامع مسجد دہلی

ٹیلیفون نمبر ۶۹۶۶

پیشوا دہلی

ضروری اطلاع
ہر قسم کی خط و کتابت میں اپنا
نمبر خریداری ضرور لکھئے
ورنہ شکایت کی تعمیل نہ ہوگی۔
(چندہ)
قیمت سالانہ دو روپے
ممالک غیر سے ۴ شلنگ
قیمت فی پرچہ ۳ر

جلد ۲۲ || بابت ماہ ذیقعدہ ۱۳۶۵ھ مطابق اکتوبر ۱۹۴۶ء || نمبر ۱۱

شذرات

(از سید عزیز حسن نقشبندی)

گذشتہ مہینہ کا پیشوا

گذشتہ مہینہ پیشوا کی ایک کاپی ۲۵/۳۲ چھاپہ خانہ اور دفتری کی مشترکہ حماقت شامل ہونے سے رہ گئی۔ چھپا ہوا فرمہ پریس میں پڑا رہ گیا۔ اور مجھے علم اس وقت ہوا جبکہ پیشوا کی روانگی کو ایک ہفتہ گذر گیا۔

بہرحال وہ سابقہ فرمہ اس اشاعت میں شامل کر لیا گیا ہے قارئین کرام اس کو تغیر کے آخری صفحات پر ملاحظہ فرمائیں، اور شوال کے پرچہ میں صفحہ ۲۴ کے بعد شامل کریں۔

گذشتہ ۱۲ سال میں یہ پہلی غلطی ہے، جو بڑھاپے اور کثرت کار کے باعث سرزد ہوئی ہے، اور میں ذاتی طور سے قصور وار نہ ہونے پر بھی نادم ہوں۔

پیشوا وقت پر

خدا کا شکر ہے، پیشوا وقت پر تو نہیں، البتہ وقت کے قریب آگیا ہے، اور اگر کوئی افتاد نہ پڑی تو انشاء اللہ ذی الحجہ کا پیشوا وقت پر شائع ہو جائے گا۔

پیشوا برقی پریس

پیشوا برقی پریس کی اسکیم کو پیشوا کے وسیع حلقے میں بہت پسند کیا گیا۔ متعدد حضرات کی خواہش ہے کہ پیشوا برقی پریس مشترکہ سرمایہ سے ہو، مگر سرمایہ تیس ہزار سے زیادہ ہو۔

مجھے تجویز کے اس حصہ سے اختلاف ہے کہ سرمایہ ۳۰ ہزار سے زیادہ ہو۔

لیکن اس سے اتفاق ہے کہ سرمایہ میں اضافہ کی گنجائش رکھی جائے۔ پریس پرائیویٹ لمیٹڈ ہو۔

اگر کام نفع بخش ثابت ہوتا ہے، تو یقینی طور سے اس کو ایک لاکھ روپے تک وسعت دی جا سکتی ہے۔

اس کاروبار میں نصف قیمت کے حصے میرے ذاتی ہوں گے اور یہ پابندی ہوگی کہ ایک حصہ دار پانچ ہزار سے زیادہ نہ خرید سکیگا۔

توقع کی جاتی ہے کہ بہت جلد مفصل اسکیم قانونی مشیروں کی نظروں سے گذر کر ابتدائی مراحل طے کرے گی، اور کاغذات رجسٹری کے لئے پیش کر دیئے جائیں گے۔

خریداری حصص کے لئے صرف اطلاع دینی کافی ہے کوئی حصہ بغیر لمیٹڈ کئے فروخت نہیں کیا جائے گا۔

میرے قتل کی سازش

گذشتہ جنوری سنہ ۱۹۴۶ء سے بارہا لیگی دہشت انگیزوں نے مجھ پر قاتلانہ حملے کی سعی کی۔ مگر چونکہ اجل میری زندگی کی محافظ تھی، اس لئے ہر کوشش اسلام کے حی القیوم خدا نے ناکام کر دی۔

دو مرتبہ زنانہ مکان میں رات کے آخری حصہ میں لیگی دہشت انگیز قتل کے ارادہ سے داخل ہوئے، مگر اس محافظ حقیقی نے حفاظت کی اور بزدل لیگیوں کے ارادے ناکام کر دیئے۔

کئی مرتبہ مشتبہ مسلمان نفر میں آئے۔ مگر اچانک غیبی امداد پہنچی اور میں بچ گیا۔

خطوط اور فون کا سلسلہ عرصہ سے جاری ہے۔ اور ان ہی کے ذریعہ معلوم ہوا کہ مجھے قتل کرنے کی سازش ہے، جس میں یقیناً بڑے بڑے لیگی شامل ہوں گے، جن کے پاس میرے دلائل کے مقابلے میں حسن بن صباح کے چیرے بندفدائی ہیں، اور تبرا و تہمتیں ہیں۔

میں نے خطرات کے پیش نظر قاتلوں کے حملوں سے محفوظ رہنے کے لئے لوکل گورنمنٹ سے ریوالور کی درخواست کی، جو اس خطرناک پوزیشن میں فوراً منظور ہونی چاہیئے تھی۔ مگر چونکہ ایڈمنسٹریشن پر میں نے آزادانہ اور جرأت میں سخت نکتہ چینی کی ہے، اس لئے لیگی دہشت انگیزوں کی ہمت افزائی ہو یا نہ ہو، مقامی حکام نہ میری حفاظت کرنی چاہتے ہیں کہ میں قاتلوں کا حملوں کے وقت بچاؤ کر سکوں، یا مقابلہ کر سکوں۔

میں ناواقف نہیں ہوں کہ مادی اسباب کی نوعیت کیا ہے۔ لیکن اگر یہ بے حقیقت ہوتے تو حضور تاجدار مدینہ کو میدان جنگ میں تلوار اٹھانے کی ضرورت ہی کیا تھی؟ صرف توکل کافی تھا۔

اس لئے صحیح اسلامی تعلیم کے مطابق بھروسہ تو صرف اسی وحدہٗ لاشریک ہی کی حفاظت اور اس کی غیبی نصرت خداوندی پر ہے، جس نے بطن مادر سے لے کر اس وقت تک بغیر کسی ظاہری وسیلہ کے حفاظت کی ہے۔ مگر مادی وسائل کے لئے بھی اسی کے حکم کی تعمیل میں حفاظت کے لئے ریوالور کی درخواست کی گئی تھی، جو اس لئے ناکام ہوئی کہ میں مقامی حکام میں رسوخ نہیں رکھتا اور ان کے پاس سفارش نہیں پہنچا سکتا۔ ان کے خوشامدیوں میں شامل نہیں، اور اسی لئے میرے ساتھ انصاف نہیں کیا جاتا۔

تاہم اسی محافظ حقیقی کی حفاظت پر بھروسہ کر کے ظاہری اسباب کے حصول میں کوشاں ہوں۔ نتیجہ اس مولا بے نیاز کے اختیار میں ہے، جو مختار مطلق ہے۔ اگر بے کسی کے عالم میں اولاد شمر و یزید کے ہاتھوں میری شہادت لکھی ہوئی ہے تو میں اس کا خیر مقدم کرتا ہوں، اور خاتمہ بالخیر ہونے کی دعا کرتا ہوں۔ اور پیشوا کے ہزاروں پڑھنے والوں سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ میرے لئے استقامت و عزیمت اور امتحان گاہ حق و صداقت کی دعا کریں۔

امتحاں ہیں مشت خاک کے

حکومت کی لیتی ابن سبا کے امتی، حسن بن صباح کے فدائی کی چھرے کی دھار اور پستول کی گولی، از غنڈا عدا، آتش زنی کی دھمکی مجھے حق و صداقت کے اعلان سے باز نہیں رکھ سکتی۔ مجھے ان بزدلانہ طریقوں سے کانگرس کی تائید اور لیگ کی تردید سے نہیں روکا جا سکتا۔ اور ان سخت گیریوں اور غنڈہ گردیوں، بدکلامیوں، تہمت تراشیوں نے ہی مجھے یہ یقین دلایا ہے کہ لیگ کے لیڈر ذاتی اغراض کے لئے یہ شور مچا رہے ہیں۔ ملازمتوں، وزارتوں، ٹھیکیداریوں کا یہ جھگڑا ہے، جس کے لئے ملک کو تباہی کے گہرے غار میں اسلام کا نام بدنام کرنے کے لئے دھکیلا جا رہا ہے، ورنہ غریب مسلمانوں کے لئے پورے چالیس سال میں لیگ کچھ نہ کر سکی۔

ان کے پروگرام میں غریب مسلمانوں کے لئے کوئی دفعہ نہیں ہے۔ لیگ نے اپنی حیات ثانیہ کے ۹ سال میں اگر غریب مسلمانوں کے لئے کچھ کیا ہے تو یہ کہ ان میں انتہائی عداوتیں پیدا کیں، ان کو بدکلامی کا عادی بنایا، اور ملک میں سخت فرقہ وارانہ فضا پیدا کر کے مسلمانوں کو انتہائی مصائب و آلام میں مبتلا کر دیا۔ پرجوش زبان، زہر فشاں قلم چھوڑ ان کے وقت خود تو چوہوں کی طرح بلوں میں گھس گئے، اور غریب مسلمانوں کو وزارتوں اور ممبریوں کے لئے جہاد کا جھوٹا فریب دیکر قتل بھی کرا دیا اور مقدمات میں بھی پھنسوا دیا۔

بہرحال مجھے لیگ میں شامل کرنے کا یا لیگ کی راہ سے ہٹانے کا یہ طریقہ بہت غلط ہے۔ میں ترغیب و ترہیب کی منزلیں طے کر چکا ہوں۔ مسلمانوں کی اور ملک کے فلاح کے لئے ایمانداری سے میری ایک سوچی سمجھی رائے ہے۔ جس پر میں چل رہا ہوں۔ اور اس کے لئے استقامت و عزیمت کی دعا کرتا ہوں۔

اگر کچھ لوگ اس کانٹوں بھری راہ میں میرا ساتھ نہیں دے سکتے، تو میں ان پر جبر نہیں کرتا، وہ میرے شریک سفر نہ ہوں۔ میری صدائے حق کے لئے اپنے کانوں میں روئی ٹھونس لیں۔ میں اس سے قطعی بے نیاز ہوں کہ میرے کاموں کے متعلق انسانوں کی ایک بھیڑ اور جذباتی مسلمانوں کا ایک گلہ کیا رائے رکھتا ہے۔ مجھے نہ ان کی تحسین کی پروا ہے، اور نہ ان کی ملامت کا خوف۔ البتہ

اس پر یقین رکھتا ہوں کہ ایک وقت آئے گا کہ مسلمان اپنی کوتاہیوں اور غلطیوں کا اعتراف کریں گے۔ لیکن ان کی آنکھیں اس وقت کھلیں گی جب ملک آزاد ہو چکے گا، اور جس میں سب زور ہندو کا ہوگا، اور مسلمان قوم اپنی ہی تنہائی و بربادیوں میں جا پڑے گی۔ خدا کرے کہ میں اس روز کو دیکھنے کے لئے زندہ نہ رہوں۔ آمین۔

لیگ کا اولی الامر کون ہے؟

با دستخط جناب شیخ الہند، ابن تیمیہ، شیخ الاسلام، سارق الکلام، مفسر قرآن و حدیث مولانا شبیر احمد امیری سے دریافت کئے بغیر لیگ نے ڈائرکٹ ایکشن کا اعلان کیا، ان کو مجلس عمل سے باہر رکھا۔ مگر لیگ سے بالکل بنی امیہ کی تقلید میں اپنے غیر اسلامی کردار پر اسلامی لباس پہنانے کے لئے قرآن حکیم اور احادیث نبوی کو مسخ کرنے کے لئے علماء سوء کے گرو گھنٹال کو ایک تماشائی کی حیثیت سے بلا کر اس سے اعلان شائع کرایا، جس کا ماحصل یہ ہے:

> (۱) "ڈائرکٹ ایکشن اس کو کہتے ہیں جو قانون کی پابندیوں سے بے نیاز ہو کر کیا جاتا ہے۔
> جب انصاف، اخلاق اور معقولیت کے ضابطے توڑ دیئے جائیں تو دوسرے فریق کے لئے اس کے علاوہ کوئی چارہ کار نہیں کہ وہ بھی قانون کی بندشوں سے آزاد ہو کر براہ راست کارروائی عمل میں لائے۔"

گویا یہ قانون شکنی کا اسلامی جواز ہے۔ اس شرمناک غلط بیانی کا کچھ ٹھکانا ہے کہ کانگریس کو اخلاق و انصاف کے ضابطے توڑنے کا مجرم کیا جاتا ہے، مگر ثبوت میں ایک واقعہ بھی نہ ہو۔

کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ گزشتہ دس سال سے کانگریس کا ہر صدر لیگ سے سمجھوتہ کی کوشش کرتا ہے، اور اس کو نہایت حقارت سے دھتکار دیا جاتا ہے، اپنے گھر بلا کر ذلیل کیا جاتا ہے اس پر تہمتیں تراشی جاتی ہیں۔ اس سے زیادہ خباثت کیا ہوگی کہ لیگ کے صدر کا غیر اسلامی کردار کانگریس اور لیگ کی راہ میں حائل ہو، مگر یہ مفسر قرآن ملزم گردانیں کانگریس کو۔ ایسی ہی کلام اللہ کی تفسیر اور مسلم شریف کی شرح لکھی ہوگی۔ جو شخص علم و دین کا لباس پہن کر ایسا سفاکانہ جھوٹ بول سکتا ہے، وہ قرآن حکیم اور احادیث نبوی کے نام پر جو نہ کرے وہ تھوڑا ہے۔

> (۲) "ایسی تدابیر اختیار کی جائیں جن سے ڈائرکٹ ایکشن کا امن قابل اجتناب خونریزی سے خراب نہ ہونے پائے۔"

اس قابل اجتناب میں خواجہ شفاعت احمد اور راج گوپال، مولانا مدنی اور مولانا آزاد پر قاتلانہ حملہ، گالیاں، تہمتیں، برہنہ غالب نوشامل نہ ہوگا جس پر یہ جاپانی شیخ الہند اب تک خاموش ہے اور پھر ہندوؤں کی اسلام کے نام پر ہمت افزائی کر کے اسلام کی لاج رکھی۔

کیا وہ ثابت کر سکتے ہیں کہ حالات اتنے ہی نازک ہو گئے ہیں کہ مسلمانوں کا وہ خون جس کی حرمت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حرمت کعبہ سے زیادہ عزیز ہے۔ مسلمانوں کے گھروں کو آگ لگانے، مسلمانوں کو زہر کھلانے، مسلمانوں کی بے عزتی کرنے، مسلمانوں کو گالیاں دینے، مسلمانوں کا سوشل بائیکاٹ کرنے، مسلمانوں پر پتھر اور لاٹھی برسانے، مسلمانوں کی جانوں کو ہلاکت میں ڈالنے کے لئے ضروری ہے؟ اور کیا وہ یقین دلا سکتے ہیں کہ مشتعل مسلمان ان قیود کی پابندی کریں گے، جو مجلس عمل ان پر عائد کرے گی اور اس طرح ایک عام طوائف الملوکی، ایک عام دہشت انگیزی ملک میں پھیلا کر مسلمانوں کی جان و مال کو ہلاکت و تباہی میں نہیں ڈالا جائیگا۔

> (۳) "اپنے اولی الامر کی اطاعت کرنا ہر مسلمان کا شیوہ ہے جس وقت جو حکم ملے وفاداری کے ساتھ تعمیل کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔"

سوال یہ ہے کہ بیان کردہ اولوالامر کون ہے؟ کیا مسٹر جینا یا مجلس عمل۔ اور کیا ان دونوں میں یا دونوں مل کر ان شرائط کو پورا کر سکتے ہیں جو اولوالامر کے لئے قرآن حکیم، احادیث نبوی، خلفاء کرام اور صحابہ عظام نے مقرر کی ہے؟

کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ فساق و فجار، امراء و جاگیرداروں کے کسی ٹولے کی ایسی غیر اسلامی تعریف بنی امیہ اور بنی عباس کے دور فتن کے علاوہ کسی مولوی نے آج تک تاریخ اسلام میں کی ہے۔

کیا اسلامی تاریخ میں ایسی جماعت یا افراد جیسی لیگ کے اولی الامر کی ہے، ظالم و عیاش اموی و عباسی حکمرانوں کے علاوہ کہیں نظر آتے ہیں، جنہوں نے اپنی بدکرداریوں کے لئے علماء سوء کو ملازم رکھا۔ قرآن و حدیث کو مسخ کرایا، تعلیم اسلام کو تبدیل کرایا ملت میں فتنے پیدا کئے، اور جھوٹی حدیثیں وضع کرا کر اصلی حدیثوں میں شامل کرایا۔

کیا تاریخ اپنے آپ کو دہرا رہی ہے؟

افسوس مجاہد اعظم حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی

کی عداوت اور دیوبند کی صدر مدرسی کی ہوس نے ایک خاصے لکھے پڑھے مولوی کو گمراہی کے کس گہرے غار میں دھکیلا ہے جس میں وہ حب علیؓ کے لئے نہیں بغض معاویہ کے لئے گرتا چلا جاتا ہے۔

اللہ بچے مسلمانوں کو ان گمراہ مولویوں سے بچائے جو سستی شہرت جھوٹی عزت کے لئے جاہل مسلمانوں کو مذہب اسلام کو مسخ کر کے گمراہ کر رہے ہیں، اور ان کو فساد و بد امنی کی راہ پر لگا کر کیسر غیر اسلامی افعال بد کے لئے آمادہ کر رہے ہیں۔

کیا جاپانی شیخ الاسلام اس سے انکار کر سکتے ہیں کہ حضرت امام حسینؑ کے مقابلہ میں یزید نے یہ خطاب نہیں استعمال کیا تھا جس کے خلاف سید الشہداء نے جہاد کیا؟

مولوی مظہر علی کی علیحدگی کا راز

مولوی مظہر علی صاحب اظہر سابق سکریٹری آل انڈیا مجلس احرار نے اپنی علیحدگی کو اپنے احراری دوستوں کی بے اعتنائی کا نتیجہ ظاہر کیا ہے۔ بزرگان احرار اس سلسلہ میں خاموش ہیں مگر یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ مولوی صاحب کی سیاسی زندگی ختم ہو چکی تھی اور ان کی اخلاقی موت ہو گئی۔ مجلس احرار میں ان کے لئے کوئی جگہ نہیں رہی، اور اس کے ساتھ ہی پنجاب میں مولوی خضر علی خاں کے چھوٹے بھائی کی پیدائش پر ایک نئے پولیٹیکل گروپ کا ظہور ہوا جس کو مولوی صاحب کی طرح آسانی سے خریدا جا سکتا ہے۔

"الیکشن کے بعد احرار کے اعلیٰ حلقوں نے جب مولوی مظہر علی اظہر کو بے تحاشا چیک کاٹتے اور چیک بھناتے دیکھا، تو انہوں نے مولوی صاحب کی خفیہ تحقیقات کی، جس کا نتیجہ یہ بتایا گیا کہ ڈیڑھ لاکھ روپے میں یونینسٹ پارٹی کے ہاتھ مجلس احرار کو فروخت کیا گیا۔ جس کے نتیجہ میں مجلس احرار کو ایک سیٹ بھی پنجاب میں نہ مل سکی، حالانکہ ۱۲ سیٹیں پنجاب میں اور ۳ سیٹیں سرحد میں لیگ بغیر الیکشن کے احرار کو دے رہی تھی۔"

اگر مولوی اظہر علی صاحب کو اس الزام سے انکار ہو تو ہم اس سے آگے چیکوں کے نمبر دیں گے۔ اور لیڈران احرار کے بیانات ہی پر اکتفا نہ کریں گے، بلکہ ان کو چیلنج دیں گے

کہ وہ دہلی کی جامع مسجد میں تشریف لا کر اس پر روشنی ڈالیں اور صفائی دیں۔

افسوس ہے کہ مولوی صاحب نے ایک ایثار پیشہ جماعت کو بالا ہی بالا فروخت کیا، اور وہ بھی جماعتی اغراض کے لئے اور جماعتی مفاد کے لئے نہیں، بلکہ ذاتی اغراض کے لئے، اور بہت ہی حقیر داموں پر۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ہمیں بڑی خوشی ہوگی۔ اگر مولوی صاحب اس کی تردید کریں اور ہم ان کے تردیدی بیان کو شائع کرنے کیلئے تیار ہیں۔

جن خریدار صاحبان کی میعاد خریداری اس مہینہ میں ختم ہو رہی ہے ان میں

ایک آپ بھی ہیں اور آپ کا نمبر خریداری .... ہے

اگر آپ سال آئندہ کے لئے خریدار رہنا چاہیں تو کم سے کم دو نئے خریدار فراہم کریجئے اور سب کی قیمت ایک ہی دفتر رسالہ پیشوا دہلی کو روانہ کر دیجئے۔ اور اگر خدانخواستہ کسی وجہ سے آپ خود سال آئندہ کے لئے خریدار رہنا پسند نہ کریں تو از راہ کرم اسی وقت ایک پوسٹ کارڈ مینجر رسالہ پیشوا کے نام لکھ دیجئے کہ سال آئندہ کے لئے خریداری منظور نہیں۔ آپ کے اس کارڈ کے وصول ہوتے ہی آپ کا نام رجسٹر خریداران سے بصد افسوس خارج کر دیا جائیگا۔ اور اگر آپ نے منی آرڈر نہ بھیجا یا عدم خریداری کا خط نہ لکھا تو حسب دستور آپ کو کوئی وی پی نہ بھیجا جائے گا کیونکہ وی پی بھیجنے کا قاعدہ بند کر دیا گیا ہے۔ وی پی آنے کا انتظار [illegible]

احکام القرآن

(قرآنی احکام پر ایک لاجواب کتاب جو صرف قارئین پیشوا کے لئے لکھی گئی)

(از حضرت علامہ آغا رفیق صاحب بلند شہری)

(گذشتہ سے پیوستہ)

(۳۰۸)

بلا اجازت کسی کے گھر میں داخل ہونا جائز نہیں ہے

یا ایھا الذین امنوا لا تدخلوا بیوتا غیر بیوتکم حتی تستانسوا وتسلموا علی اھلھا۔ ذلکم خیر لکم لعلکم تذکرون۔ فان لم تجدوا فیھا احدا فلا تدخلوھا حتی یوذن لکم وان قیل لکم ارجعوا فارجعوا۔ ھو ازکی لکم۔ واللہ بما تعملون علیم۔ لیس علیکم جناح ان تدخلوا بیوتا غیر مسکونۃ فیھا متاع لکم۔ واللہ یعلم ما تبدون وما تکتمون۔

اے مومنو! اپنے گھر کے سوا دوسروں کے گھروں میں بے پوچھے ہوئے اور بے اہل سلام کئے ہوئے نہ جاؤ۔ یہ تمہارے لئے اچھا ہے۔ تم اس کا خیال رکھو اگر تمہیں معلوم ہو کہ گھر میں کوئی نہیں ہے، تو جب تک تمہیں اجازت نہ ہو اس میں نہ جاؤ۔ پھر اگر تم سے واپس جانے کو کہا جائے تو واپس چلے جاؤ۔ تمہارے لئے اس میں زیادہ صفائی ہے اور اللہ تمہارے اعمال جانتا ہے۔ اس مکان میں جانا جس میں کوئی رہتا نہ ہو اور اس میں تمہارا مال ہو، تمہارے لئے ممنوع نہیں ہے، جو کچھ تم علانیہ اور چھپا کر کرتے ہو، اللہ کو معلوم ہو جاتا ہے۔

تفسیر: اس صورت میں دو جگہ اجازت حاصل کرنے کے مسائل کو بیان کیا گیا ہے۔ پہلی آیت یہ ہے جس میں مرد کو بتایا گیا ہے کہ جب وہ کسی کے گھر میں جائے، تو دروازے پر کھڑا ہو کر اجازت حاصل کرے۔ دوسری آیت سورۃ کے آخر میں ہے جس میں غلاموں اور بچوں کو گھروں میں اجازت سے کر داخل ہونے کا مسئلہ بیان کیا گیا ہے۔

اس آیت کے نزول کا واقعہ یہ ہے کہ ابتداء اسلام میں عام طور پر گھروں میں بلا اجازت داخل ہو جانے کا رواج تھا۔ ایک دفعہ انہیں ایام میں ایک انصاری عورت حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا "یارسول اللہؐ! گھروں کے اندر ہم لوگ کبھی کبھی غیر محتاط طریقے پر رہتے ہیں۔ یعنی ہمارے پردہ کا جسم کھلا ہوتا ہے، اور ایسی حالت میں مرد گھروں میں آجاتے ہیں، اور ہم کو ایسی حالت میں دیکھ لیتے ہیں، کاش مردوں کے لئے اس طرح داخل ہونا ممنوع ہو جاتا۔" اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور خداوند تعالیٰ نے آباد گھروں میں بلا اجازت داخل ہونے کو ممنوع قرار دیدیا۔

آیت کے جملہ غیر بیوتکم سے مراد وہ مکانات ہیں جنہیں دوسرے لوگ آباد ہوں خواہ ان کا مالک کوئی ہو اور حتی تستانسوا کا مطلب یہ ہے کہ جب تک تم مالک مکان کو اپنی آمد کی اطلاع نہ دیدو اور تم اس کی اجازت حاصل نہ کر لو گھر میں داخل نہ ہو۔ حضرت ابو ایوب انصاری رضؓ سے روایت ہے کہ ہم نے حضورؐ سے آیت کے جملہ حتی تستانسوا کے سلسلے میں یہ دریافت کیا کہ آیت میں استیناس سے کیا مراد ہے تو حضورؐ نے فرمایا: "مرد تسبیح پڑھ کر یا اللہ اکبر یا الحمد للہ کہہ کر یا کھنکار کر صاحب خانہ کو اپنی آمد سے آگاہ کر دے، تاکہ وہ اس سے واقف ہو کر اس کو داخل ہونے کی اجازت دیدے۔" مجاہد کہتے ہیں استیناس سے مراد تسبیح پڑھنا یا محض جوتوں کی آواز کا پہنچانا ہے۔" اور جملہ وتسلموا کا مطلب یہ ہے کہ اول اجازت حاصل کرو، اور پھر گھر والوں کو سلام کرو یعنی السلام علیکم کہہ کر داخل ہونے کی اجازت مانگو حضورؐ نے فرمایا ہے کہ "تسلیم کے معنی ہیں السلام علیکم کہہ کر داخل ہونے کی اجازت طلب کرنا۔ اگر فوراً اجازت مل جائے تو خیر ورنہ تین مرتبہ اسی طرح کرے اور جواب نہ ملنے پر واپس چلا جائے۔" اور جملہ ذلکم خیر لکم کا مطلب یہ ہے کہ اجازت حاصل کرنا اور سلام کرنا تمہارے لئے بہترین طریقہ ہے۔ گھر کے اندر اچانک داخل ہو جانے سے یا جاہلیت کے طریقے پر گھروں کے

اندر داخل ہونے سے کہ اس زمانہ میں صبح مبارک ہو یا شام مبارک ہو کہہ کر گھروں میں داخل ہو جایا کرتے تھے۔

آیت کے باقی جملوں کا مطلب واضح ہے مزید تشریح کی ضرورت نہیں ہے۔ آخری جملے یعنی لیس علیکم جناح کے متعلق یہ بیان کیا گیا ہے کہ جب دوسروں کے گھروں میں بلا اجازت دخول کی ممانعت کا حکم نازل ہوا تو حضرت ابوبکر رضی نے حضورؐ سے پوچھا: یا رسول اللہؐ! تاجر لوگ سفر کرتے اور سرائے خانوں یا مہمان سراؤں میں ٹھہرتے ہیں جہاں اور کوئی شخص نہیں ہوتا۔ کیا ایسی حالت میں بھی اجازت حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔ یعنی وہاں تو کوئی ایسا شخص نہیں ہوتا جس سے اجازت حاصل کی جائے۔ اس پر آیت کا یہ جملہ نازل ہوا اور خدا نے حکم دیا کہ غیر آباد مکانات میں جہاں تم نے اپنا سامان رکھا ہو۔ یا اور کسی ایسے مقام پر جہاں آدمی نہ ہوں خود اجازت حاصل کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ بلا اجازت اندر آ اور جا سکتے ہو۔

(۲۰۹)

مرد اور عورت کے ستر کا بیان

قل للمومنین یغضوا من ابصارھم ویحفظوا فروجھم۔ ذٰلک ازکٰی لھم ان اللّٰہ خبیر بما یصنعون۔ وقل للمومنات یغضضن من ابصارھن ویحفظن فروجھن ولا یبدین زینتھن الا ما ظھر منھا ولیضربن بخمرھن علٰی جیوبھن۔ ولا یبدین زینتھن الا لبعولتھن او اٰبائھن او اٰباء بعولتھن او ابنائھن او ابناء بعولتھن او اخوانھن او بنی اخوانھن او بنی اخواتھن او نسائھن او ما ملکت ایمانھن او التابعین غیر اولی الاربۃ من الرجال او الطفل الذین لم یظھروا علٰی عورات النساء۔ ولا یضربن بارجلھن لیعلم ما یخفین من زینتھن وتوبوا الی اللّٰہ جمیعًا ایہ المومنون لعلکم تفلحون ٥

اے محمدؐ! تو مومنین سے کہہ کر وہ اپنی نظریں نیچی رکھیں اپنی شرمگاہوں کی حفاظت رکھیں، اس میں ان کی صفائی ہے۔ اللہ بیشک لوگوں کے کام جانتا ہے۔ مسلمان عورتوں سے بھی کہہ کہ وہ اپنی نظریں نیچی رکھیں، اپنی شرمگاہیں محفوظ رکھیں اور اپنے مقامات زینت کو ظاہر نہ کریں باستثناء ان اعضاء کے جو کھلے رہتے ہیں، اور چاہیئے کہ وہ اپنے گریبانوں پر اپنی اوڑھنیاں ڈالے رہیں، اور اپنے مقامات زینت کو بجز اپنے شوہروں اپنے باپوں، اپنے شوہروں کے باپوں، اپنے بیٹوں، اپنے شوہر کے بیٹوں، اپنے بھائیوں، بھتیجوں، بھانجوں اپنی بہنوں اپنی لونڈی غلاموں یا ایسے خادم مردوں کے جو خواہش نہیں رکھتے یا بچوں کے جو عورتوں کے پردے سے آگاہ نہیں ہیں اور کسی پر ظاہر نہ کریں، اور اپنے پاؤں ایسے زور سے نہ رکھیں کہ ان کے اندرونی زیور کا پتہ لگے۔ مومنو! تم سب اللہ سے توبہ کرو کہ تم بہتری فلاح ہو۔

تفسیر:- ان آیات میں ستر عورت اور دوسرے کے جسم کو نہ دیکھنے کا بیان ہے۔ قبل اس کے کہ آیت کی تفسیر لکھی جائے، یہ بتا دینا ضروری ہے کہ دوسرے کے جسم کو دیکھنے کی چار صورتیں ہو سکتی ہیں۔ ایک تو مرد کا مرد کی طرف دیکھنا۔ دوسرے مرد کا عورت کی طرف دیکھنا۔ تیسرے عورت کا عورت کی طرف دیکھنا۔ چوتھے عورت کا مرد کی طرف دیکھنا۔

مرد کا مرد کی طرف دیکھنا اس کا حکم یہ ہے کہ ناف سے گھٹنے تک کے سوا تمام جسم کا دیکھنا جائز ہے۔ اسی طرح عورت کا عورت کی طرف یا عورت کا مرد کی طرف دیکھنے کا حکم بھی یہی ہے۔ اب رہا مرد کا عورت کی طرف دیکھنا اس کی بھی چار صورتیں ہیں۔ ایک تو مرد کا اپنی بیوی یا لونڈی کی طرف دیکھنا۔ دوسرے مرد کا ان عورتوں کو دیکھنا جن سے نکاح حرام ہے۔ تیسرے مرد کا دوسرے کی لونڈی کی طرف دیکھنا۔ چوتھے مرد کا غیر عورت کی طرف دیکھنا۔ ان میں سے مرد کا اپنی بیوی یا لونڈی کی طرف دیکھنا ہر طرح جائز و حلال ہے۔ یہاں تک کہ صحیح مذہب کی بنا پر ان کی شرمگاہوں کو دیکھنا بھی جائز ہے۔ اور ان عورتوں کی طرف دیکھنا جن سے نکاح حرام ہے یا دوسرے کی لونڈی کی طرف دیکھنا۔ اس کا حکم یہ ہے کہ ان عورتوں کے چہروں۔ ہتھیلیوں۔ قدموں، سر سینہ، پنڈلیوں اور بازوؤں کو دیکھنا ہر حال میں جائز ہے، اور ناف سے گھٹنے تک اور پیٹ اور پشت کو دیکھنا ہر حال میں ممنوع ہے۔ اور غیر عورت کے جسم میں سے صرف چہرہ۔ ہاتھ اور پاؤں کو دیکھنا جائز ہے۔ اور ان کے سوا بقیہ اعضاء کو دیکھنا ممنوع ہے۔

ان آیات میں اول خداوند تعالےٰ نے یہ حکم دیا ہے کہ مومن مردوں کو اپنی نگاہیں نیچی رکھنی چاہئیں اور اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرنی چاہیئے۔ نیچی نگاہیں رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ

جن اعضاء کو دیکھنا ممنوع ہے ان کی طرف نہ دیکھیں، مطلق دیکھنے کی ممانعت نہیں ہے۔ یعنی غیر عورت یا دوسرے کی لونڈی یا مرد کے ان اعضا کو نہ دیکھنا چاہیئے جن کا دیکھنا شرعاً ممنوع ہے۔ مثلاً ناف سے گھٹنے تک کے اعضا اور عورتوں کے پیٹ اور پشت وغیرہ کو اس صورت میں مذکورہ بالا تمام مسائل آیت کا مفہوم قرار پائیں گے بعض مفسرین کی رائے ہے کہ آیت کے الفاظ سے مراد صرف غیر عورت کی طرف شہوت کی نظر سے دیکھنا ہے اس صورت میں مذکورہ مسائل کا تعلق اس آیت سے نہ رہے گا۔

بہر نوع آیت کا صحیح مفہوم یہ ہے کہ مرد غیر عورت کے ممنوع اعضاء کی طرف نہ دیکھنا چاہیئے، اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتی چاہیئے۔ فقہاء نے اس حکم سے چار شخصوں کو مستثنیٰ کیا ہے۔ ایک تو قاضی (حاکم) دوسرے شاہد تیسرے نکاح کا خواستگار یا لونڈی کا خریدار چوتھے طبیب کہ ان میں سے اول الذکرین اشخاص کو عورت یا لونڈی کے چہرے اور بیرونی اعضاء کو دیکھنا جائز ہے اگرچہ ان کے دیکھنے سے شہوت برانگیختہ ہو جائے اور طبیب کو بقدر ضرورت مخفی اعضاء کا دیکھنا بھی جائز ہے، اگرچہ شہوت کا اندیشہ ہو۔ اب رہا امرد لڑکوں کی طرف دیکھنے کا مسئلہ، اگرچہ قرآن مجید میں اس کا ذکر نہیں ہے لیکن آثار و سنن سے اس کی ممانعت بھی ثابت ہے، اور اس ممانعت کا سبب شہوت کی برانگیختگی ہے۔

آیت میں شرمگاہ کی حفاظت سے مراد عضو مخصوص کا جماع غیر سے محفوظ رکھنا ہے۔ اور بعض مفسرین نے کہا ہے حفاظت فروج سے مراد شرمگاہ کو چھپانا ہے۔ چنانچہ صاحب کشاف کا قول ہے کہ قرآن مجید میں جن مقامات پر حفاظت فروج کا ذکر کیا گیا ہے، وہاں اس سے مراد زنا سے بچنا ہے۔ مگر صرف اس آیت میں کہ یہاں مراد اس سے ستر عورت ہے۔

آیت کے دوسرے حصہ میں یہی حکم عورتوں کے لئے ہے، اور اس کی تشریح کی ضرورت نہیں اس لئے کہ اوپر اس کا بیان تفصیل سے ہو چکا ہے۔ البتہ اتنا بتا دینا ضروری ہے کہ آیت میں عورتوں کو نگاہ نیچی رکھنے اور شرمگاہ کی حفاظت کرنے کے ساتھ ہی یہ بھی حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنی زینت کے مقامات کو مخفی رکھیں، اور اپنے زیورات کو بجا کر دوسروں کو اپنی طرف متوجہ ہونے کا موقع نہ دیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عورتوں میں شہوت زیادہ ہوتی ہے۔ زینت ان کا مرغوب ترین شغل ہوتا ہے۔ عقل کم تر ہوتی ہے اور احتیاط میں ان کی توجہ اکثر بے پروائی پر مبنی ہوتی ہے۔ اور

ان بیوہ سے ان کا فحش میں مبتلا ہو جانا آسان ہوتا ہے اس لئے ان کو فحش سے روکنے کے لئے متعدد احکام دیئے گئے تاکہ وہ احتیاط و تدبر سے کام لیں اور بے حیائی سے دور رہیں۔

آیت کے بقیہ جملوں کا مطلب واضح ہے۔ مزید تشریح کی ضرورت نہیں ہے۔

(۲۱۰)

بیوہ عورتوں اور غلام و لونڈی کے نکاح کا بیان

وانکحوا الایامیٰ منکم والصالحین من عبادکم وامائکم ان یکونوا فقراء یغنہم اللہ من واللہ واسع علیم ولیستعفف الذین لا یجدون نکاحا حتی یغنیہم اللہ من فضلہ

اور اپنی رانڈوں کا اور اپنے نیک بخت غلاموں اور لونڈیوں کا نکاح کر دو۔ اگر وہ محتاج ہوں گے تو اپنے فضل سے اللہ انہیں غنی کر دے گا اللہ گنجائش والا ہے اور واقف ہے جو لوگ نکاح کرنے کا مقدور نہیں ان کو چاہیئے کہ ضبط کریں یہاں تک کہ اللہ انہیں اپنے فضل سے غنی کر دے۔

تفسیر:۔ اس آیت میں بیوہ عورت اور لونڈی، غلام کے نکاح کے مسائل بیان کئے گئے ہیں اور وانکحوا کا خطاب بیوہ عورتوں کے اولیاء اور لونڈی غلام کے مالکوں سے ہے مطلب یہ ہے کہ جن گھروں میں بیوہ عورتیں یا بے نکاحے مرد ہوں، ان کے مالکوں کو چاہیئے کہ وہ ان کا نکاح کر دیں۔ اسی طرح لونڈی غلام کے مالکوں کو چاہیئے کہ وہ اپنے مسلمان لونڈی غلاموں کا نکاح کر دیں۔

آیت میں ایامیٰ سے مراد وہ مرد و عورت ہیں جن کی بیوی یا شوہر، خواہ مر گئے ہوں یا ابھی نکاح ہی نہ ہوا ہو، مسلمانوں کو چاہیئے کہ ایسے مردوں اور عورتوں کے نکاح کرا دیں خداوند تعالےٰ کا یہ حکم بعض مفسرین کے نزدیک وجوب کے لئے ہے اور بعض کے نزدیک مستحب اور اس صورت میں کہ عورت نکاح کا مطالبہ کرے سب کے نزدیک واجب ہے۔

خداوند تعالےٰ نے مسلمانوں کو یہ حکم دے کر کہ وہ بے نکاح مردوں اور عورتوں اور مسلمان لونڈی غلاموں کا نکاح کر دیں یہ بتاتا ہے کہ فقر کو غنیٰ سے تبدیل کر دے اور اپنے فضل و کرم سے ان کو نوازے چنانچہ ایک موقع پر حضورؐ

یہ فرمایا ہے کہ "نکاح کر کے رزق کو تلاش کرو۔"

آیت کے آخری جملہ ولیستعفف کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ نکاح کی قدرت نہ رکھتے ہوں یعنے مثلاً کوئی ذریعہ معاش نہ رکھتے ہوں تو ان کا فرض ہے کہ وہ صبر و ضبط سے کام لیں یعنی اپنے آپ کو زنا کی آلودگی سے بچائیں یہاں تک کہ خداوند تعالےٰ ان کو اپنے فضل سے نکاح کی قدرت مرحمت فرمائے۔ اس حکم سے یہ معلوم ہوا کہ جو لوگ نکاح کے سامان اور اسباب وغیرہ پر قادر نہ ہوں یعنی مثلاً مہر وغیرہ ادا کرنے کی اہلیت نہ رکھتے ہوں، یا ذرائع معاش سے محروم ہوں یا غربت و افلاس کے سبب کوئی عورت ان سے نکاح کرتی ہو تو ان پر نکاح کرنا فرض نہیں ہے وہ خدا کے فضل و کرم کا انتظار کریں اور جب تک خداوند تعالےٰ ان میں نکاح کی اہلیت پیدا کرے اس وقت تک صبر و ضبط سے کام لیں، اور غلبۂ شہوت کے مواقع پر زنا سے بچنے کی پوری پوری کوشش کریں ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضورؐ نے جوانوں کو مخاطب کر کے فرمایا "جوانو! تم میں سے جو شخص نکاح پر قدرت رکھتا ہو وہ نکاح کرے کہ نکاح بری نظر سے بچاتا اور شرمگاہ کی حفاظت کرتا ہے۔ اور جو شخص نکاح پر قادر نہ ہو وہ روزے رکھے کہ روزے اس کو بدکاری سے بچائیں گے۔

ادب نبوی صلعم

(حضور سرور کائنات کی سیاسی، اخلاقی، معاشرتی تعلیم پر ایک لاجواب تصنیف)

(از حضرت علامہ آغا رفیق صاحب بلند شہری)

(گذشتہ سے پیوستہ)

(۱۱۴)

غصہ کی حالت میں مقدمات کا فیصلہ ممنوع ہے

عن ابی بکرۃ رض قال سمعت رسول اللہ صلعم یقول لا یقضین حکم و فی روایۃ لا یحکم بین اثنین وھو غضبان رواہ الجماعۃ

حضرت ابو بکرہ رض کہتے ہیں میں نے حضور کو یہ فرماتے سنا ہے کہ: حاکم غیظ و غضب کی حالت میں مقدمات کا فیصلہ نہ کرے (اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں) کہ کوئی شخص دو آدمیوں کے درمیان غیظ و غضب کی حالت میں فیصلہ نہ کرے۔

تشریح الفاظ۔ الحکم۔ اور ہر وہ شخص جس کے پاس فریقین مقدمہ اپنے معاملہ کو فیصلہ کے لئے لے جائیں۔

تشریح معانی:۔ عدل۔ عمران کا ستون ہے۔ اور لوگوں کی طمانیت کا باعث۔ عدل ہی سے حق کا حق ہونا ثابت ہوتا ہے اور باطل کا باطل ہونا۔ عدل کے ہی سایہ میں خوف زدہ انسان مطمئن زندگی بسر کرتا ہے۔ اور عدل ہی کی طاقت سے ظالم کی سطوت کا خاتمہ ہوتا ہے۔ عدل ہی کمزور عقیدہ کو قوی بناتا ہے اور طاقتور باطل پرست کو کمزور کر دیتا ہے۔ عدل ہی کی روشنی سعید زندگیوں کو منور بناتی ہے اور عدل ہی کی چٹان سے طاقتور۔ سخت گیر اور بد طینت انسان کا سر ٹکراتا ہے۔

انسانوں کی باہمی خصومت اور نزاع کے معاملات جس شخص کو فیصلہ کے لئے سپرد کئے جائیں یا جس شخص کو قدرت اس کا حاکم بنائے کہ وہ انسانوں کے مقدمات و معاملات کو فیصل کرے ایسے شخص کو حکومت کی طرف سے اس امر پر مامور کیا جائے کہ وہ لوگوں کے جھگڑوں اور نزاعی معاملات میں باطل کو حق سے جدا کرنے کا صحیح فیصلہ کرے اس کا فرض یہ ہے کہ وہ حقیقت کو اپنی جگہ پر رکھے مدعی اور مدعا علیہ کے اقوال و خیالات کو سنکر راہ صواب کو حاصل کرنے کی پوری کوشش کرے۔ اور حق و انصاف کو لغویات و مزخرفات میں سے نکال لینے کی جد و جہد میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرے۔ اور یہ کام صرف وہی شخص کر سکتا ہے جس کا دماغ صحیح اور ذہن حاضر ہو۔ جو باتیں اس کے سامنے بیان کی جائیں، ان کو محفوظ رکھ سکتا ہو۔ صراف کی طرح اقوال و بیانات کو عدل کی ترازو میں تولنے اور پرکھنے کی مہارت رکھتا ہو، ایک حاذق طبیب کی طرح اشخاص کی فطرت شناخت کرنے کا ملکہ رکھتا ہو۔ اپنے دل و دماغ اور جسمانی قوتوں پر پورا پورا قابو رکھتا ہو۔ گرد و پیش کے مناظر اور حوادث سے متاثر نہ ہوتا ہو۔ ان واقعات سے جو اس کے اور اہل معاملہ کے درمیان حائل ہوں خالی الذہن ہو۔ متین و سنجیدہ ہو کہ خواہشات اس پر غلبہ نہ پا سکیں۔ مضبوط و مستقل مزاج ہو کہ کسی کی خوشامد اور سفارش سے متاثر نہ ہو۔ حلیم و بردبار ہو کہ مکروہات اس پر اثر نہ ڈال سکیں مشاغل۔ افکار۔ ترددات اور رنج و غم سے فارغ ہو کہ عقل خوبی کے ساتھ کام کر سکے۔ اور ہمہ تن معاملہ اور اہل معاملہ کی طرف متوجہ ہو کہ معاملہ یا مقدمہ کا کوئی جزو ذہن سے خارج نہ ہو سکے۔

ایسا شخص جب عدالت کی کرسی پر بیٹھے گا یا مقدمات کا فیصلہ کرے گا تو یقیناً عدل و انصاف کے ساتھ کام کریگا اہل معاملہ اس کے فیصلہ کو مانیں گے۔ سرکش و متمرد ہستیاں اس کے سامنے سر جھکا دیں گی۔ باطل پرست اور مکار اشخاص کی سازشیں کم ہو جائیں گی۔ بدمعاش۔ بد طینت اور لالچی اشخاص ذلیل و خوار ہو جائیں گے۔ امن و سکون آبادی پر چھا جائے گا۔ شہوانی فسادات ختم ہو جائیں گے۔ بیجا خواہشات کا استیصال ہو جائے گا۔ فتنہ پرداز اشخاص اور مفسدین خاموش ہو کر بیٹھ جائیں گے، اور جبر و استبداد کا خاتمہ ہو جائے گا۔

اگر حاکم عدالت یا معاملات کا فیصلہ کرنے والا شخص ان صفات سے متصف نہ ہوگا۔ اس کی بصارت اور بصیرت دونوں صحیح نہ ہونگی۔ اور بہت ممکن ہے استخراج نتائج میں وہ

حق سے باطل کی طرف چلا جائے۔ اس کی حالت بالکل اس شخص کی مانند ہوگی جس پر غیض و غضب مسلط ہو کر وہ اس سے مغلوب ہو کر رہ جائے۔ صرف یہی نہیں، بلکہ اس کے دل و دماغ بھی صحیح کام نہ کریں گے اور نہ وہ مدعی و مدعا علیہ کے بیانات کو غور اور توجہ کے ساتھ سن سکے گا۔ اسی وجہ سے حضورؐ نے یہ حکم دیا ہے کہ غیض و غضب کی حالت میں حاکم کوئی فیصلہ نہ کرے کہ ایسی حالت میں فیصلہ صحیح نہیں ہوتا۔ علماء نے غیض و غضب میں ان تمام باتوں کو شامل کیا ہے جو انسان کے دل و دماغ اور عقل و فکر کو متاثر کر دیں مثلاً بھوک، بیماری اور رنج و غم وغیرہ۔

(۱۱۵)

لقطہ کے احکام

عن زید بن خالدؓ قال جاء رجل الی رسول اللہ صلعم فسالہ عن اللقطۃ فقال اعرف عفاصہا و وکائہا ثم عرفہا سنۃ فان جاء صاحبہا والا فشانک بہا قال فضالۃ الغنم قال ہی لک او لاخیک او للذئب قال فضالۃ الابل قال مالک ولہا۔ معہا سقاؤہا وحذاؤہا ترد الماء وتاکل الشجر حتی یلقاہا ربہا۔ رواہ البخاری

زید بن خالدؓ کہتے ہیں، ایک شخص حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور لقطہ کی بابت پوچھا۔ حضورؐ نے فرمایا: اس چیز کو جس میں پانی ہوئی چیز بندھی ہوئی ہے یا بندھے، اچھی طرح شناخت کر لے اور اس کے سربند کو بھی پہچان لے۔ پھر ایک سال تک تو اس کا اعلان کراگر اس کا مالک آجائے، اس کو دیدے اور مالک نہ آئے تو تو اپنے استعمال میں لا۔ اس شخص نے پوچھا: گم شدہ بکری یا گمراہ بکری کا کیا حکم ہے؟ حضورؐ نے فرمایا: وہ تیری ہے یا تیرے بھائی کی یا بھیڑیے کی۔ اس نے پوچھا گم شدہ اونٹ کا کیا حکم ہے؟ حضورؐ نے فرمایا: اونٹ سے تجھ کو کیا مطلب اس کا پانی اس کے پاس ہے، اور اس کے پاؤں اس کے پاس ہیں، وہ پانی پر جا سکتا ہے، اور درختوں سے کھا سکتا ہے۔ آخر اس کا مالک اس کو پا لیتا ہے۔

تشریح الفاظ: اللقطہ ہر وہ گرا پڑا مال جو پڑا ہوا ملے اور ضائع ہو جانے کے خطرے میں ہو، اور جس کے مالک کا پتہ نہ ہو لقطہ اکثر گری پڑی چیز کو کہتے ہیں، اور گمراہ حیوان کو ضالہ کہا جاتا ہے۔ عفاص وہ ظرف جس میں چیز بند ہو، خواہ وہ چمڑے کا ہو، کپڑے کا ہو یا لکڑی اور لوہے وغیرہ کا مطلب اس بیرونی چیز سے ہے جس میں اصل چیز بندھی ہوئی ہو یا بند ہو مثلاً صندوق، کپڑے یا چمڑے کا تھیلا، گٹھری کا بالائی کپڑا وغیرہ وغیرہ عفاص اصل میں اس چمڑہ کو کہتے ہیں جس کو عرب میں بوتلوں کے منہ پر باندھا جاتا تھا، پھر ہر اس چیز کو کہنے لگے جس میں کوئی چیز بندھی ہوئی ہو یا بند ہو۔ اوکاء وہ چیز جو تھیلی کے منہ پر باندھی جاتی ہے۔ یہاں ہر وہ چیز مراد ہے جس سے کسی چیز کو باندھا جائے۔ مثلاً بستر باندھنے کا بستر بند، بوتل کا کاگ، یا وہ ڈوری جو بعض اوقات مزید حفاظت کے لئے بوتل کے منہ پر باندھی جاتی ہے، گٹھری کی گانٹھ یا وہ رسی جس میں گٹھری بندھی ہو۔ اس موقع پر عفاص اور وکاء کی شناخت سے یہ مراد ہے کہ ان دونوں چیزوں کو ذہن میں محفوظ کرے تاکہ ان چیزوں میں بندھا ہوا مال اپنے مال میں رل مل جائے اور وقت پر شناخت نہ ہوسکے

اور اس لئے کہ جب چیز کا مالک آئے تو اس سے شناخت ہو سکے، اور علامات معلوم کرسکے۔ اور اس کو یہ اندازہ ہو سکے کہ وہ سچا ہے یا جھوٹا۔ عرفہا سنۃ اپنی استطاعت اور کوشش بھر کے ایک سال بھر تک لوگوں میں اس کی خبر مشہور کی جائے، تاکہ مالک تک اس کی خبر پہنچ جائے۔ شانک بہا یعنی تجھ کو اس مال میں تصرف کا حق حاصل ہے۔ یعنی اس کو تو اپنے استعمال میں لا سکتا ہے [illegible] اس سے مراد یا تو بکری کا اصل مالک ہے [illegible] بکری کو پکڑ کر لیجائے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر تو اس پر قبضہ نہ کرے گا تو کوئی اور پکڑ لے جائے گا۔ للذئب بھیڑئیے کو کہتے ہیں۔ اس موقع پر درندہ جانور مراد ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر یا تو کوئی اور شخص بکری کو پکڑ کر لے جائے گا تو پھر [illegible] درندہ اس کو کھا جائے گا۔ مالک ولہا اونٹ سے تجھ کو کیا مطلب اس کو تو اس کے حال پر چھوڑ دے۔ سقاؤها سقاء سے مراد پانی کا برتن ہے یعنی اونٹ کے پیٹ کی وہ تھیلی جس میں پانی بھرا رہتا ہے۔ اونٹ تھیلی میں اتنا پانی بھر لیتا ہے کہ پھر اس کو کئی کئی دن تک پانی کی ضرورت نہیں ہوتی حذاؤها حذاء سے مراد اونٹ کے پاؤں ہیں، مراد یہ ہے کہ اونٹ کے پاؤں اس قدر مضبوط ہیں کہ وہ

دور دراز مسافت طے کرسکتا ہے، جہاں چاہے جا سکتا ہے اور پھر اس کے پاؤں یا ٹانگیں اتنی بڑی ہیں کہ وہ کھڑے ہوکر درختوں کے پتے کھا سکتا ہے، اور پھر یہ کہ کوئی درندہ جانور اس کو نقصان بھی نہیں پہنچا سکتا۔ ربہا اونٹ کا مالک

تشریح معانی۔ اس حدیث میں تین باتوں کا ذکر ہے. جن کی تفصیل یہ ہے:۔

۱۔ لقطہ اس چیز کو کہتے ہیں جو کہیں پڑی ہوئی ملے، اور اس کے مالک کا پتہ نہ ہو، اس کا استعمال اکثر غیر حیوان پر ہوتا ہے، اور کوئی ایسا حیوان پایا جائے تو اس کو ضالہ (گم شدہ یا گمراہ) کہتے ہیں۔

اس حدیث میں حضورؐ نے لقطہ (گری پڑی چیز) کے احکام بتائے ہیں۔ یعنی کسی شخص کو کوئی گری پڑی چیز ملے تو اس کا فرض یہ ہے کہ وہ اس کی علامات کو غور سے دیکھ کر ذہن میں ان کو محفوظ کرلے۔ یعنی جس چیز میں وہ بندھی ہوئی یا بند ہو یا اس پر جو ڈوری یا رسی بندھی ہوئی ہو یا جس نوع یا جنس کی وہ چیز ہو۔ یا جس مقدار اور تعداد میں وہ ہو ان تمام باتوں کو غور سے دیکھ کر ان کو یاد رکھے، تاکہ وہ اپنے مال میں نہ مل جائے اور ان علامات سے اس کو آسانی کے ساتھ پہچان لیا جا سکے۔ پھر چیز کو پانے والے کا فرض یہ بھی ہے کہ وہ اس کو امانت سمجھے۔ مال غنیمت جان کر نہ تو اس کو اپنے صرف میں لائے اور نہ اس کو ضائع ہونے دے، خواہ وہ چیز معمولی ہو یا گرانقدر۔ اس کے بعد اس کا فرض یہ ہے کہ وہ اس چیز کا اعلان کرے۔ یعنی جس قدر اس کے امکان میں ہو لوگوں کے اندر یعنی عام مجامع میں، نماز کے بعد مساجد میں اور خصوصاً ان مقامات پر جہاں اس کے مالک کے موجود ہونے کا خیال ہو، اس کی خبر مشہور کرے، تاکہ اس کے مالک تک اس کی خبر پہنچ جائے، اور یہ اعلان و اشتہار ایک سال تک برابر جاری رکھے۔

مذکورہ بالا تمام کارروائی ایسی چیزوں میں کرنی چاہیے جو قیمتی ہوں یا کچھ اہمیت رکھتی ہوں۔ اگر چیز معمولی ہو یعنی ایسی کہ مالک کو اس کے ضائع جانے کا خیال نہ ہو، یا معمولی تلاش کے بعد وہ اس کا خیال ترک کردے تو اس کے اعلان و اشتہار کی زیادہ ضرورت نہیں ہے۔

جمہور علماء کی رائے یہ ہے کہ لقطہ کے اعلان و اشتہار

کا سلسلہ ایک سال تک جاری رکھنا واجب ہے، خواہ ایک سال بعد اس چیز کے خود مالک ہو جانے اور اپنے تصرف میں لے آنے کا خیال رکھتا ہو یا نہ رکھتا ہو۔ اور جو چیزیں اس قدر کم قیمت یا بے حقیقت ہوں کہ عادۃً مالک ان کے ضائع ہو جانے کی پروا نہ کرتا ہو۔ یا ان کو تلاش نہ کرتا ہو، ان کے اعلان کی ضرورت نہیں ہے۔ پانے والا ان پر قبضہ کرے اور اپنے صرف میں لے آئے البتہ اگر معمولی چیزیں ایسی ہوں کہ ان کا مالک چند روز تک ان کا متلاشی رہتا ہو، تو ان کا اعلان اتنے دن تک کرنا واجب ہے جتنے دن تک یہ گمان ہو کہ مالک ان کو عادۃً تلاش کریگا۔

اگر گری پڑی چیزیں جن پر کسی نے قبضہ کیا ہے ایسی ہوں کہ جلد خراب ہو جاتی ہوں جیسا کہ کھانا، یا پھل، یا اور ایسی ہی چیزیں پانے والے پر ان کا اعلان ضروری نہیں ہے، اس کو چاہیے کہ ان چیزوں کو خود کھا لے اور جب ان کا مالک آئے، تو ان کی قیمت دیدے اور یا خیرات کر دے۔ خیرات کر دینے کی صورت میں ضمان واجب نہ ہوگا۔ یہ احکام تو گری پڑی چیز کو اٹھا لینے کے بعد کے ہیں۔ اب رہا چیز کا اٹھانا یا نہ اٹھانا، اس کے متعلق علماء کی رائے یہ ہے کہ ایسی چیز کو اٹھا لینا مستحب ہے۔ اور بعض کے نزدیک واجب ہے۔ اور بعض کا خیال یہ ہے کہ اگر چیز ایسی جگہ پر پڑی ہوئی پائی جہاں پڑی رہنے سے وہ ضائع نہ ہوگی تو اس صورت میں اٹھا لینا مستحب ہے اور اگر ایسی جگہ ہو جہاں ضائع ہو جانے کا خطرہ ہو تو اٹھا لینا واجب ہے۔ اور اگر چیز کو اٹھا لینے والا اس امر کا اندیشہ رکھتا ہو کہ وہ اس کا اعلان نہ کر سکے گا یا اپنے صرف میں لے آئے گا تو اس کو چیز کا اٹھانا حرام و ممنوع ہے۔ یہ تمام احکام ان گری پڑی چیزوں کے ہیں جو حرم مکہ میں نہ ہوں، حرم مکہ کے اندر پڑی ہوئی چیزوں کا اٹھانا حرام ہے۔ البتہ ان کا اٹھانا صرف اس صورت میں جائز ہے کہ ان کا اعلان و اشتہار کیا جائے۔ جیسا کہ حضورؐ نے فرمایا ہے۔

لا یلتقط لقطتها الا لمن عرفها — حرم کی گری پڑی چیز نہ اٹھائی جائے مگر اعلان کرنے کیلئے۔

آجکل چونکہ امانت و دیانت مفقود ہے اور لوگوں پر حرص و طمع کا غلبہ ہے۔ اس لئے حکومتوں نے یہ قانون بنا دیا ہے کہ جو شخص کوئی گری پڑی چیز پائے، وہ اس کو حکومت کے آدمیوں کے سپرد کر دے۔ یعنی مثلاً پولس چوکی پر پہنچا دے، اگر ایسا نہ کیا جائے گا تو گری پڑی چیز کو اٹھانے والا چور قرار دیا جائے گا، اور اس کے خلاف قانون کے موافق کارروائی کی جائے گی۔

گری پڑی چیز اعلان و اشتہار کی مدت تک اس شخص کے پاس جس نے اس کو اٹھایا ہے ودیعت رہے گی۔ اگر وہ ہلاک ہو جائے یا ضائع ہو جائے یا خراب ہو جائے تو وہ اس کا ضمان نہ دے گا۔ البتہ اگر اس کی غفلت یا زیادتی سے ایسا ہوا تو ضمان دینا پڑے گا۔

اگر چیز کا مالک آجائے تو وہ شخص جس کے پاس چیز ہے اس سے اس کی علامات اور نشانات دریافت کرے۔ یعنی وہ علامات جو اس چیز کے ساتھ مخصوص ہیں اگر وہ صحیح پتہ دے تو چیز اس کے حوالے کر دی جائے، گواہ لینے کی ضرورت نہیں ہے، اور جب اعلان و اشتہار کی مدت گذر جائے اور کوئی طالب نہ آئے تو اٹھانے والا اس کو اپنے صرف میں لے آئے اور صرف میں لے آنے کے بعد اس کا مالک آئے، تو اس کی قیمت ادا کر دے۔

۲۔ گمراہ بکری۔ حضورؐ نے حکم دیا ہے کہ اگر کسی کو کوئی گمراہ بکری ملے تو وہ اس کو اپنے گھر لے آئے۔ اس ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ بکری ایک کمزور جانور ہے جو ہلاکت و ضیاع کے خطرے میں ہے۔ اگر پانے والا اس کو اپنے قبضہ میں لے کر اپنے گھر نہ لے آئے، تو کوئی اور شخص اس کو لے جائے گا۔ اور کوئی بھی نہ لے جائے گا تو بھیڑیا یا اور کوئی درندہ جانور اس کو پھاڑ کھائے گا۔ اس لئے بہتر یہ ہے کہ جو شخص اس کو پائے اپنے گھر لے آئے۔

اب رہا یہ کہ اس کا اعلان و اشتہار کیا جائے یا نہیں۔ جمہور علماء کی رائے تو یہ ہے کہ اس کا اعلان و اشتہار بھی واجب ہے۔ اگر اعلان و اشتہار کے بعد بھی اس کا مالک نہ آئے تو پانے والا اس کو اپنے پاس رکھ لے۔ اور اس کے بعد مالک آجائے تو اس کا ضمان یا تاوان دیدے۔ اور علماء مالکیہ کی رائے یہ ہے کہ پانے والا بکری پر قبضہ کرتے ہی اس کا مالک ہو جائے گا۔ اس کے بعد اگر اس کا مالک بھی آجائے تو ضمان واجب نہ ہوگا۔ اس لئے کہ حضورؐ نے اپنے ارشاد میں پانے والے کو اور درندہ جانور کو ساوی قرار دیا ہے۔ جب درندہ کے پھاڑ کھانے میں کوئی تاوان نہیں ہے، تو پانے والے پر کیونکر تاوان ہو سکتا ہے۔

اس مسئلہ میں علماء کا اتفاق اس امر پر ہوا ہے

کہ اگر بکری پالنے والے کے پاس موجود ہے، اور مالک آ جائے، تو بکری اس کو دیدی جائے۔ اور اگر پانے والے نے اس کو ذبح کرکے کھا لیا ہے تو نقصان واجب نہیں۔

۳۔ گمراہ اونٹ۔ حضور نے فرمایا ہے کہ اونٹ کو نہ تو حفاظت میں رکھنے کی ضرورت ہے، اور نہ وہ کسی خطرہ میں ہے۔ اس لئے پانے والا اس پر قبضہ نہ کرے اس کو اس کے حال پر چھوڑ دے۔ خدا نے اونٹ کو پیاس کی برداشت کی قوت عطا کی ہے۔ اور وہ درختوں سے آسانی اپنی غذا حاصل کرسکتا ہے۔ اور اونٹ کی یہ خصوصیت ہے کہ جب وہ راستہ بھول جاتا ہے، یا بھٹک جاتا ہے تو اسی مقام پر ٹھہر جاتا ہے۔ کہیں ادھر ادھر نہیں جاتا۔ اس لئے مالک اس کو آسانی سے تلاش کر لیتا ہے۔

شرح مثنوی مولانا روم رح

(از معاون ایڈیٹر)

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد میلش اندر طعنہ پاکاں برد

ترجمہ :- جب خدا کسی کی پردہ دری چاہتا ہے، تو اس کا رجحان پاک لوگوں پر طعن کرنے کی طرف کر دیتا ہے۔

ور خدا خواہد کہ پوشد عیب کس کم زند در عیب معیوباں نفس

ترجمہ :- اور جب خدا کسی کے عیب پر پردہ ڈالنا چاہتا ہے تو وہ شخص معیوب لوگوں کے عیبوں پر بھی گفتگو نہیں کرتا۔

تشریح :- یہ دونوں شعر مولانا نے طعن و استہزاء کے نتائج کے طور پر لکھے ہیں۔ اوپر چونکہ حضورؐ سے استہزاء کا بیان ہوا تھا اس لئے اس کا فطری نتیجہ بھی بیان کرتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ جب خداوند تعالےٰ کسی کو ذلیل و خوار اور رسوا کرنا چاہتے ہیں تو اس کے دل میں پاک و صالح لوگوں پر طعن و استہزا کا جذبہ پیدا کر دیتے ہیں کہ وہ طعن و استہزاء سے کام لیتا ہے اور عوام میں رسوا ہو جاتا ہے، جیسا کہ حضورؐ پر استہزاء کرنے والا رسوا ہوا اور اس کا منہ ٹیڑھا ہو گیا۔ اور جب خداوند تعالیٰ کسی کے عیوب کو مخفی رکھنا چاہتا ہے، تو اس کے قلب میں دوسروں کے عیوب کو چھپانے اور خاموش رہنے کا مادہ پیدا کر دیتا ہے۔

چوں خدا خواہد کہ ماں یاری کند میل ما را جانب زاری کند

ترجمہ :- جب اللہ ہماری مدد کرنا چاہتا ہے تو ہماری خواہش میں عجز و زاری پیدا کر دیتا ہے۔

تشریح :- اوپر حضورؐ سے استہزاء کے نتیجہ میں یہ بتایا ہے کہ استہزاء کرنے والا سزا پانے کے بعد عجز و زاری کی طرف متوجہ ہو گیا تھا، اسی سلسلے میں یہ بتاتے ہیں کہ جب خداوند تعالے کسی کی مدد کرنا چاہتا ہے، تو اس کو عجز و زاری کی طرف متوجہ کر دیتا ہے اور وہ اظہار ندامت سے اپنے جرم کو معاف کرا لیتا ہے۔

اے [illegible] کہ ان گریاں او ست

وے [illegible] کہ ان بریاں او ست

[illegible] خدا

[illegible] اور وہ دل مبارک ہے جو شاد

کی الفت یا عشق میں بریاں ہے۔

آخر ہر گریہ آخر خندہ ایست مرد آخر بیں مبارک بندہ ایست

ترجمہ :- ہر گریہ کا انجام ہنسنا ہوتا ہے اور جو شخص انجام پر نظر رکھتا ہو، وہ مبارک بندہ ہے۔

تشریح :- خدا کی راہ میں جو آنکھ روتی اور جو دل بریاں رہے، وہ خوش بختی اور مبارک آنکھ اور دل ہے۔ اس لئے کہ رونے کا نتیجہ مسرت و خوشی اور فرحت ہوتا ہے۔ اور انجام پر نظر رکھنے والا مبارک آدمی ہے۔

ہر کجا آب رواں سبزہ بود ہر کجا اشک رواں رحمت شود

باش چوں دولاب نالاں چشم تر تا ز صحن جانت بر روید خضر

ترجمہ :- جہاں پانی جاری رہتا ہے۔ وہاں سبزہ ہوتا ہے اور جہاں آنسو جاری ہوتے ہیں، وہاں خدا کی رحمت ہوتی ہے اے سالک تو دولاب (پانی کھینچنے اور بہانے کے ڈول) کی طرح چشم تر رہ تاکہ تیری جان کے صحن میں سبزہ ہے۔

تشریح :- جہاں پانی کی تری رہے گی۔ سبزہ پیدا ہوگا، اسی طرح جس کے آنسو جاری رہیں گے۔ اس پر رحمت نازل ہوتی رہے گی۔ اس لئے سالک کو چاہیئے کہ دولاب کی طرح چشم گریاں رہے، تاکہ اس کی جان کے صحن میں یعنی قلب میں سبزہ یعنی رحمت الہٰی کا فیضان ہو۔

مرحمت فرمود سید عفو کرد چوں ز جرأت توبہ کرد آں روئے زرد

ترجمہ و تشریح۔ یہ شعر اصل واقعہ سے متعلق ہے۔ یعنی جب اس استہزاء کرنے والے نے سزا پانے کے بعد حضورؐ سے عفو قصور چاہا، تو حضورؐ نے اس کا قصور معاف کر دیا۔ اس لئے کہ اس نے شرمندہ ہو کر اپنی جرأت سے توبہ کر لی تھی۔

رحم خواہی رحم کن بر اشکبار لطف خواہی بر ضعیفاں دستگار

ترجمہ :- لوگو اگر تم خدا کی رحمت کے طالب ہو تو رونے والوں پر رحم کرو اور خدا کی مہربانی کے خواستگار ہو، تو کمزوروں اور شکستہ دلوں پر رحم کھاؤ اور ان کی مدد کرو۔

تشریح :- آخری شعر نتیجہ کے طور پر ہے یعنی لوگو اگر تم خدا کی رحمت و لطف کے خواہشمند ہو تو شکستہ دل، غمگین و رنجیدہ اور کمزوروں

شرح دیوان حافظؒ

(از معاون ایڈیٹر)

شنیدہ ام سخنے خوش کہ پیر کنعاں گفت
فراق یار نہ آں می کند کہ بتواں گفت

ترجمہ:۔ میں نے پیر کنعاں سے ایک بہت اچھی بات سنی ہے (وہ یہ کہ) یار کی جدائی وہ کام نہیں کر رہی ہے جس کا ذکر کر سکیں۔

تشریح:۔ شعر کا دوسرا مصرعہ پہلے مصرعہ کی تشریح ہے یعنی پیر کنعاں سے جو اچھی بات میں نے سنی ہے۔ وہ یہ ہے کہ یار کی جدائی وہ کام نہیں کر رہی ہے جس کو بیان کر سکیں شعر میں پیر کنعاں سے مراد مرشد کامل ہے، اور فراق یار سے مراد معرفت الہٰی کے حصول سے انکار ہے۔ مطلب یہ ہے کہ معرفت الہٰی کا حاصل نہ ہونا ایسی بات نہیں ہے کہ اس کا اظہار کر سکیں۔

حدیث ہول قیامت کہ گفت واعظ شہر
کنایتے است کہ از روزگار ہجراں گفت

ترجمہ:۔ شہر کے واعظ نے قیامت کے دن کے ہولناک ہونے کا جو ذکر کیا ہے۔ وہ حقیقت میں میرے جدائی کے زمانے کی طرف ایک اشارہ ہے۔

تشریح:۔ قیامت کے دن کی ہولناکیاں جن سے شہر کا واعظ ہم کو ڈراتا ہے۔ اگر پوچھو تو ہمارے ایام جدائی یا مفارقت محبوب کے زمانہ کی ایک اشارہ ہے۔ مطلب یہ کہ قیامت کی ہولناکیاں ایام جدائی محبوب سے زیادہ ہولناک نہیں ہیں۔

نشان یار سفر کردہ از کہ پرسم باز
کہ ہرچہ گفت برید صبا پریشاں گفت

ترجمہ:۔ میں سفر پر گئے ہوئے یار کا نشان کس سے پوچھوں کہ صبا کے قاصد نے جو کچھ بتایا ہے، وہ پریشان اور غیر مطمئن نشان ہے۔

تشریح:۔ سفر پر گئے ہوئے یار سے مراد پیر و مرشد کا استغراق یا عالم محویت ہے، جو سلوک کی ایک خاص منزل ہے۔ اور قاصد صبا سے مراد خواجہ تاش یا سالکان طریقت ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ پیر و مرشد کے عالم استغراق کی کیفیت کس سے پوچھوں کہ وہ کتنی منازل طے کر کے کہاں پہنچے ہیں۔ اپنے ساتھیوں سے یا بزرگان طریقت سے جو کچھ معلوم ہوا ہے وہ اس قدر الجھا ہوا بیان ہے کہ اس سے سکون و طمانیت حاصل نہیں ہوتی۔

فغان کہ آں مہ نامہربان۔ دشمن دوست
بترک صحبت یاران خود چہ آساں گفت

ترجمہ:۔ فریاد ہے کہ محبوب نامہربان نے جو دشمنوں کا دوست ہے، اپنے دوستوں کے ترک صحبت کو آسان کہہ دیا۔

تشریح:۔ ممکن ہے محبوب نامہربان سے مراد مرشد کامل کا وہ طریقہ ہو جو سلوک کے مبتدیوں کے ساتھ بعض اوقات برتا کرتا ہے۔ یعنی ارادۃً بے توجہی جو مبتدی کو بیش از بیش محنت و ریاضت پر آمادہ کر دیتا ہے۔ اس صورت میں مطلب یہ ہو گا کہ مبتدی سالک مرشد کی بے توجہی کا شکوہ کرتا ہوا کہتا ہے کہ اپنے دوستوں یا مریدوں کا ترک صحبت کچھ دشوار نہیں ہے مرشد کے یہ الفاظ قابل برداشت نہیں ہیں بلکہ دشمن یعنی حریفان بزم سے دوستی کا اظہار کرتے ہیں اور اس پر فغاں و فریاد ہے۔

غم کہن بمئے سالخوردہ رفع کنید
کہ تخم خوشدلی ایں است پیر دہقاں گفت

ترجمہ:۔ برسوں پرانے رنج و غم کو پرانی شراب سے دور کرو۔ پیر دہقاں نے کہا ہے کہ خوش دلی کا بیج یہی ہے۔

تشریح:۔ پیر دہقاں سے مراد مرشد کامل اور پرانی شراب سے مراد محبت الہٰی کی شراب ہے۔ مطلب یہ ہے کہ دنیا کے سالہا سال کے افکار و تردّدات اور رنج و غم کو بھلانے کے لئے پیر و مرشد نے محبت الہٰی کی شراب بتائی ہے اور کہا ہے کہ یہی اور صرف یہی شراب سرور قلب کی ضامن ہے۔

من و مقام رضا بعد ازیں و شکر رقیب
کہ دل بدرد تو خو کردہ و ترک درماں گفت

ترجمہ:۔ اس کے بعد (یعنی مقام رضا و خوشنودی حاصل ہونے کے بعد) میں رقیب کا شکریہ ادا کروں گا اس لئے کہ اب میرا دل اے محبوب تیرے درد کا خوگر ہو گیا ہے اور علاج ترک کر دیا ہے۔

تشریح:۔ میں اب کبھی رقیب کی شکایت نہ کروں گا یعنی شیطانی وساوس کی شکایت نہ کروں گا بلکہ ہمیشہ اس کا شکریہ ادا کیا کروں گا۔ اس لئے کہ دل محبوب کے درد کا عادی ہو گیا ہے، اور علاج سے بے نیاز ہے، اور مقام رضا یقیناً شکریہ کا مستحق ہے۔

سالکانِ طریقت

(مقالات صوفیائے کرام پر ایک اہم اور مستقل کتاب جو صرف پیشوا کے لئے لکھی گئی)

(سید عزیز حسن دہلوی)

(گذشتہ سے پیوستہ)

(۲۸۶)

ایک بزرگ کی استقامت کا بیان

بعض بزرگان طریقت نے یہ واقعہ بیان کیا ہے کہ کچھ لوگوں نے ایک حسین و جمیل عورت کو ایک ہزار درہم دینے کا وعدہ کر کے اس امر پر آمادہ کیا کہ وہ اپنے حسن و جمال کے جال میں ربیع بن خثیم مشہور بزرگ کو پھانس کر گمراہ کرے۔ عورت نے بہترین لباس زیب تن کیا۔ خوشنما زیورات جسم پر آراستہ کئے اور بیجان آور خوشبوئیں کپڑوں میں ملیں اور اس طرح وہ ربیع بن خثیم کی طرف روانہ ہوئی وہ مسجد کے دروازہ سے نکل رہے تھے کہ ان کی نظر عورت پر پڑی اور قلب میں اس کا خیال پیدا ہوا فوراً انہوں نے استقلال و استقامت سے کام لیا اور عورت کو مخاطب کر کے کہا

"اگر تجھ کو سخت بخار آجائے، اور اس کی شدت
تیرے رنگ و روپ کو بدل دے تو تو کیا کرے
گی؟ یا ملک الموت تیری روح قبض کرنے تیرے
پاس آجائے۔ تجھ کو مہلت نہ دے اس وقت
جبکہ امیدیں منقطع ہو جائیں تو کیا کرے گی؟ اور
جب تجھ کو قبر میں دفن کر دیا جائے اور منکر و نکیر
تیرے پاس آکر تجھ سے سوال و جواب کریں تو
تیری کیا حالت ہوگی؟"

ربیع بن خثیم کی یہ تقریر سنکر عورت اس قدر متاثر ہوئی کہ اس کے دل و دماغ بے کار ہو گئے، اور وہ بے ہوش ہو کر گر پڑی ربیع بن خثیم نے کہا: خدا کی قسم افاقہ اور عبادت رب کی بدولت اس کو حاصل ہو گئی" اس کے بعد یوم وفات تک عورت دن بدن کمزور ہوتی چلی گئی، اور آخر ایک روز ذکر الٰہی میں مشغول اپنی جان خدا کے سپرد کر دی۔

---

(۲۸۷)

خوف خدا کا ایک واقعہ

حضرت حسن رضؓ بیان کرتے ہیں کہ بنی اسرائیل کے زمانہ میں ایک حسین و جمیل عورت پیشہ کیا کرتی تھی اور اس کی خرچی سو دینار تھی۔ ایک روز اس پر ایک عابد کی نظر پڑی، اور اس کے حسن و جمال نے اس کے قلب پر غیر معمولی اثر کیا، اور اس سے شب باشی کی خواہش اس کے دل میں پیدا ہوئی۔ اس نے عبادت و ریاضت کو ترک کر دیا، اور سو دینار کمانے میں مشغول ہو گیا۔ محنت و مشقت سے اس نے سو دینار جمع کئے اور عورت کے پاس جا کر کہا کہ "تیرے حسن و جمال نے مجھ کو حیرت میں ڈال دیا اور تجھ سے شب باش ہونے کے لئے میں نے یہ سو دینار محنت و مزدوری کر کے جمع کئے ہیں" عورت نے دینار لے لئے اور اس کو خلوت میں لے گئی، اور ایک زریں تخت پر بیٹھ کر عابد سے کہا، "آؤ میرے ساتھ مشغول ہو" عابد عورت کے دونوں زانوؤں کے درمیان اس طرح بیٹھ گیا جس طرح مرد مباشرت کے لئے بیٹھا کرتے ہیں۔ معاً اس کو یاد آیا کہ وہ تو خدا کی نظر میں اس کا عبادت گذار بندہ ہے، اور یقیناً خدا اس کی عبادت کو پسند کرتا اور اس سے خوش ہے" یہ خیال آتے ہی عابد پر لرزہ طاری ہو گیا، اور خوف خدا سے اس کا جسم تھر تھر کانپنے لگا وہ عورت کی طرف متوجہ ہوا اور کہا "سو دینار جو میں نے تجھ کو دیئے ہیں تو ان کی مالک ہے۔ مجھ کو چھوڑ دے کہ میں مکان سے باہر چلا جاؤں" عورت نے پوچھا "کیوں؟ کیا بات ہوئی کہ تم اپنا روپیہ بھی چھوڑتے ہو، اور میرے ساتھ شغل بھی ترک کر کے باہر جانا چاہتے ہو، میرے حسن نے تم کو اپنا فریفتہ کر لیا تھا اور جب تم کو وصال کا موقع ملا تو تم بیگانگی اختیار کر رہے ہو آخر کیوں" عابد نے جواب دیا: "یہ جو کچھ ہوا صرف خوف الٰہی کے سبب اور اس منزلت کی وجہ سے جو خدا کی نظر میں مجھ کو حاصل

ہے۔ اب میرے قلب میں تیری محبت نہیں، بلکہ تجھ سے بغض ہے بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ دنیا میں اب تو میرے نزدیک میری سب سے بڑی دشمن ہے" عورت نے یہ سنکر کہا: "اگر تم سچے ہو، اور جو کچھ تم نے کہا صحیح ہے تو اب میں تم سے نکاح کروں گی، اور تمہارے سوا کسی کو اپنا شوہر نہ بناؤں گی" عابد نے کہا: "بہتر یہی ہے کہ تم مجھ کو یہاں سے چلے جانے کی اجازت دیدو" عورت نے کہا "نہیں نہیں، ہرگز نہیں اب تم اس وقت تک یہاں سے نہیں جاسکتے، جب تک مجھ کو نکاح کرکے اپنی بیوی نہ بنالو" عابد نے کہا "بہت ممکن ہے، تیری یہ خواہش ہو جائے" یہ کہکر عابد نے کپڑے پہنے اور باہر چلا گیا۔ عابد کے چلے جانے کے بعد عورت کو اپنی زندگی پر ندامت ہوئی، اور وہ عابد کے گاؤں کی طرف روانہ ہو گئی، اور گاؤں میں پہنچ کر عابد کا نام اور حیثیت دریافت کی لوگوں نے سب کچھ بتا دیا، عورت ملکہ کے نام سے مشہور تھی۔ عابد کے مکان پر پہنچ کر اس نے اطلاع کرائی کہ ملکہ حاضر ہوئی ہے۔ عابد باہر آیا، جونہی اس کی نظر عورت پر پڑی، ایک چیخ ماری اور اپنی جان خدا کے سپرد کردی۔ عورت نے بہت افسوس کیا، اور عابد کی تجہیز و تکفین کے بعد پوچھا: "عابد کا کوئی قریبی عزیز یہاں موجود ہے" لوگوں نے کہا: "اس کا بھائی ہے لیکن غریب و فقیر" عورت نے کہا: "میں اسی سے عابد کی محبت کے پیش نظر شادی کروں گی" چنانچہ اس نے شادی کرلی، اور خدا نے اس کے بطن سے سات فرزند صالح پیدا کئے۔

(۲۸۸)

سچی محبت اثر رکھتی ہے

رجاء بن عمر نخعی بیان کرتے ہیں کہ کوفہ میں ایک خوبصورت و شکیل نوجوان تھا، جو دن رات عبادت و ریاضت میں مشغول رہتا تھا۔ وہ ایک مرتبہ قبیلہ نخع کے پڑوس میں آکر قیام پذیر ہوا اور قبیلہ کی ایک حسین و جمیل لڑکی پر اس کی نظر پڑی، دونوں ایک دوسرے کو دیکھ کر عاشق ہو گئے، اور عشق کی آگ نے دونوں کے خرمن پر سکون و ہوش کو جلا کر خاک کر دیا، جوان نے لڑکی کے باپ کو اپنا پیام دیا، باپ نے کہا: "لڑکی کی نسبت اس کے چچازاد بھائی سے ہو چکی ہے" اس اطلاع سے دونوں کے سر پر غم کا پہاڑ ٹوٹ پڑا، اور محبت کی اذیت کو برداشت کرتے رہے ایک روز لڑکی نے جوان کو کہلا کر بھیجا کہ "تیری محبت نے مجھ کو دیوانہ بنا رکھا ہے، اگر اجازت دو تو میں تمہاری خدمت میں حاضر ہو جاؤں، اور یہ امر پسند نہ ہو تو تم کو اپنے پاس بلانے کی کوئی تدبیر نکالوں" جوان نے جواب میں کہلا کر بھیجا کہ "دونوں باتیں مجھ کو پسند نہیں ہیں۔ میں ڈرتا ہوں خدا کی نافرمانی سے جس کی سزا عذاب جہنم ہے۔ ہاں میں ایسی آگ سے ڈرتا ہوں جو کبھی ٹھنڈی نہیں ہوتی، اور جس کے شعلے ہر وقت بھڑکتے رہتے ہیں" یہ الفاظ سنکر لڑکی نے کہا "بلاشبہ وہ زاہد ہے خدا سے ڈرتا ہے، وہی اس قابل ہے کہ میں اس سے نکاح کروں" یہ فیصلہ کرکے اس نے دنیا کو ترک کر دیا اور عبادت و ریاضت میں مشغول ہو گئی۔ جوان کی محبت اور ریاضت نے چند روز میں اس کو مضمحل کر دیا، یہاں تک کہ محبت کی آگ میں جل جل کر وہ فنا ہو گئی۔ جوان اس کی قبر پر آیا اور فاتحہ پڑھا کرتا تھا کہ ایک روز اس نے لڑکی کو خواب میں دیکھا اور پوچھا "تم کس حال میں ہو اور تم کو کیا صلہ ملا" لڑکی نے جواب دیا

نعم المحبة يا حبي محبتنا	میرے محبوب ہماری محبت
حب يقود الى خير و احسان	بہترین محبت ہے۔ ہاں ایسی محبت جس نے خیر و احسان کی طرف رہنمائی کی۔

جوان نے پوچھا کیا وہاں بھی محبت کی اذیتیں ہیں؟ لڑکی نے کہا

الى نعيم و عيش لا زوال له	ہمیشہ رہنے والی نعمتیں اور عیش
في جنة الخلد ملك ليس بالفاني	ہیں ہمیشہ رہنے والا ملک ہے جو کبھی فنا نہ ہوگا۔

جوان نے پوچھا "کیا وہاں بھی تم مجھ کو یاد کرتی ہو؟ میں تو ایک لمحے کے لئے بھی تم کو نہیں بھولا" لڑکی نے کہا "میں بھی تم کو نہیں بھولی اور خدا کی قسم کبھی نہ بھولوں گی میں نے اپنے اور تمہارے پروردگار سے ملاقات کی دعا کی ہے تم جد و جہد اور ریاضت کرو خدا کی رحمت سے ملاقات ہوگی" یہ کہکر لڑکی چلی گئی، جوان نے پکار کر کہا "اب میں تم کو دیکھوں گا" لڑکی نے کہا "عنقریب" اس خواب کے بعد جوان زیادہ عرصہ زندہ نہ رہا اور صرف سات روز بعد دنیا کو چھوڑ کر اپنے محبوب کے پاس چلا گیا۔

فقرائے اسلام

(سید عزیز حسن دہلوی)

حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام

حضرت امام حسین ؑ کے صاحبزادے امام زین العابدین ؑ کے آٹھ یا پندرہ اولادیں تھیں، ان میں سے صرف چھ اولادوں سے سلسلۂ نسب جاری رہا، اور باقی لاولد رہیں) ان چھ افراد میں سے جن سے سلسلۂ نسل جاری رہا۔ دو بڑے باعظمت اور بزرگ افراد تھے یعنی امام محمد باقر جو حضرات اہل شیعہ کے فرقۂ اثنا عشریہ کے پانچویں امام ہیں، اور حضرت زید ؓ جن کی ایک روز مسندِ خلافت پر ہشام سے گفتگو ہوئی، کوفیوں کو اس گفتگو کا حال معلوم ہوا تو انہوں نے یہ خیال قائم کر کے کہ حضرت زید خلافت کے خواہشمند ہیں، ان کو کوفہ تشریف لانے کی دعوت دی۔ حضرت زید ؓ کا چونکہ مدینہ میں کوئی ہم خیال نہ تھا، اس لئے انہوں نے اس دعوت کو قبول کر لیا اور کوفہ تشریف لے گئے کوفیوں نے حسبِ عادت حضرت زید ؓ کے ہاتھ پر اسی طرح بیعت شروع کی جس طرح مسلم بن عقیل کے ہاتھ پر واقعہ کربلا سے پہلے بیعت کی تھی اور اپنی سیاسی مہارت سے چند روز میں ان کو دعوائے خلافت پر آمادہ کر لیا۔ اور اس دعوے کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہشام کی فوجوں نے حضرت زید کے حامیوں کو شکست دے کر ان کو قتل کر دیا۔

امام محمد باقر ؑ نے ہشام بن عبد الملک اموی خلیفہ کے عہد میں انتقال کیا اور امام جعفر صادق ؑ آپ کے صاحبزادے آپ کے جانشین ہوئے جو فرقۂ اثنا عشریہ کے چھٹے امام ہیں۔

امام جعفر صادق ؑ کی والدہ ماجدہ حضرت ام فروہ" امام قاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق ؓ کی صاحبزادی تھیں۔ اس اعتبار سے امام جعفر صادق ؑ امام قاسم بن محمد بن ابی بکر ؓ کے نواسے ہیں۔

بیان کیا جاتا ہے کہ طریقت اور معرفت الٰہی کے طریقے حضرت امام جعفر صادق ؑ کو اپنے نانا امام قاسم ؓ سے حاصل ہوئے اور آپ اپنے نانا ہی کے جانشین قرار پائے۔ بعض حضرات کا بیان یہ بھی ہے کہ معرفت الٰہی یا سلوک کے بعض طریقوں کی آپ نے اپنے دادا حضرت امام زین العابدین ؑ سے بھی تعلیم پائی ہے۔ اگر یہ بیانات درست ہیں تو کہا جا سکتا ہے کہ امام جعفر صادق ؑ سلوک کے دونوں مشہور طریقوں کے جامع تھے یعنی سلسلۂ نقشبندیہ کی تعلیم آپ نے امام قاسم ؓ سے پائی اور سلسلۂ چشتیہ وغیرہ کی تعلیم اپنے دادا امام زین العابدین سے حاصل کی۔

امام جعفر صادق ؑ واقعہ یہ ہے کہ اپنے زمانہ کے بڑے بزرگ تھے۔ اور تمام علماء و مشائخ کا فیصلہ ہے کہ اس زمانے میں آپ کا وجود ایک بابرکت وجود تھا۔ آپ کی کنیت ابو عبد اللہ اور لقب صادق ؑ تھا، آپ نے چونکہ عمر بھر میں کبھی جھوٹ نہیں بولا اس لئے لوگوں نے آپ کا لقب صادق رکھ دیا تھا۔ بعض حضرات کا خیال یہ بھی ہے کہ صدق کی دولت آپ کو اپنی ماں سے ورثہ میں ملی تھی جو حضرت صدیق اکبر ؓ کی پوتی تھیں۔

حضرت امام جعفر صادق ؑ کو اس نسبت پر فخر تھا کہ ان کے نانا امام قاسم ؓ جیسے فقیہ و عالم اور پرنانا حضرت ابوبکر ؓ جیسے بزرگ ہیں۔ چنانچہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ

ولدنی ابوبکر مرتین   میں ابوبکر ؓ سے دو مرتبہ پیدا ہوا۔

یعنی ایک ولادت نسبی کہ آپ کی والدہ ماجدہ ؓ حضرت ابوبکر ؓ کی نواسی تھیں اور آپ ان کے بطن سے پیدا ہوئے تھے، اور دوسری ولادت باطنی کہ باطن کا علم بھی آپ کو حضرت ابوبکر ؓ کے نواسے حضرت امام قاسم ؓ سے حاصل ہوا تھا۔

مورخین کا بیان ہے کہ امام جعفر صادق ؑ نہ صرف خاندان نبوت کے فضائل سے آراستہ تھے، بلکہ علوم و فنونِ عصر میں بھی ممتاز درجہ رکھتے تھے اور ان سے اس زمانہ کے مشہور علماء و فضلاء یحییٰ بن سعید انصاری، ابن جریج، امام مالک، محمد بن اسحاق، امام ابو حنیفہ ؒ، سفیان ثوری، موسیٰ بن جعفر وغیرہ حضرات نے امام ابو حنیفہ ؒ کی نسبت لکھا ہے کہ وہ امام جعفر صادق کے نہیں ان کے والد امام باقر ؑ کے شاگرد تھے۔ اور وجہ یہ بتائی ہے کہ امام ابو حنیفہ ؒ سنہ ۸۰ھ میں اور امام جعفر صادق ؑ سنہ ۸۳ھ میں پیدا ہوئے تھے، دونوں ایک دوسرے کے ہم عصر تھے اس لئے شاگردی کا کوئی موقع نہ تھا۔ لیکن یہ غلط ہے اس لئے کہ امام

جعفر صادقؒ اپنے والد ماجد حضرت امام باقرؒ کے بعد ان کے جانشین قرار پائے اور جو لوگ ان کے درس میں آیا کرتے تھے وہ بدستور ان کے فرزند امام جعفر صادقؒ کے درس میں آتے رہے۔

یہ درست ہے کہ حضرت امام ابو حنیفہ حضرت امام محمد باقرؒ کے شاگرد تھے، اور ان سے کافی عرصہ تک فیض حاصل کیا تھا اور یہ بھی صحیح ہے کہ امام جعفر صادقؒ امام ابو حنیفہؒ سے عمر میں چھوٹے اور ہم عصر تھے۔ لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ امام ابو حنیفہ نے ان کے دریائے علوم سے کچھ حاصل نہ کیا ہو، اس لئے کہ امام جعفر صادقؒ کو خداوند تعالیٰ نے غیر معمولی قابلیت مرحمت فرمائی تھی، اور بڑے بڑے علماء و فقہاء اور سن رسیدہ اکابر ان کی صحبت میں شریک ہوتے اور فیض حاصل کرتے تھے۔

حضرت امام جعفر صادقؒ عرصۂ دراز تک مدینہ منورہ میں رہے، اور عمر کا یہ تمام حصہ درس حدیث و تفسیر قرآن میں گذرا۔ لوگ جوق جوق آپ کے درس میں آتے اور فیوض و برکات کی دولت سمیٹا کرتے۔ آپ درس حدیث و تفسیر قرآن کی صحبت میں ادب سے بیٹھنے اور قرأت و سماعت حدیث و تفسیر قرآن کے تمام آداب ملحوظ رکھتے تھے۔ نہ صرف یہی بلکہ درس و صحبت علمی کے علاوہ بھی آپ کی زندگی کا کوئی خفیف سا خفیف جز بھی فضول امور میں نہ گذرتا، بیکار و بے نتیجہ مشاغل سے آپ کو سخت نفرت تھی اور فاضل اوقات میں عموماً عبادت میں مشغول رہتے تھے۔

غالباً ابو جعفر منصور عباسی خلیفہ کے عہد حکومت میں امام جعفر صادقؒ عراق تشریف لے گئے، لوگوں نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ "آپ خاندان نبوت کے چشم و چراغ ہیں، امامت آپ کا حق ہے۔ اہل عراق اہلبیت کے خیر خواہ ہیں، بہتر ہے کہ آپ اپنا حق حاصل کرنے کے لئے کھڑے ہو جائیں"۔

امام جعفر صادقؒ نے فرمایا: "فتنہ برپا کرنے کی ضرورت نہیں ہے، سکون و طمانیت سے زندگی بسر کرو، اور جو لوگ حکومت کر رہے ہیں ان کو حکومت کرنے دو، وقت ہمارا مساعد نہیں ہے۔"

حضرت امام جعفر صادقؒ واقعہ یہ ہے کہ اپنے وقت کے ان صلحاء میں سے تھے، جو فتنہ و فساد سے دور رہنا چاہتے تھے اور فساد و فتنہ کو قوم کی تباہی کا مرادف خیال کرتے تھے۔ دوست اور دشمن دونوں آپ کے مداح تھے چنانچہ ابو جعفر منصور جیسا شخص جو تمام مورخین کے خیال کے مطابق اہلبیت کا دشمن تھا، آپ کی نسبت کہتا ہے کہ "امام جعفر صادقؒ اہلبیت میں سب سے بہتر و برتر ہیں"۔

حضرت امام جعفر صادقؒ نے ۶۵ سال کی عمر پائی اور بقول مشہور ۱۴۸ھ میں عراق سے واپس آکر مدینہ منورہ میں انتقال فرمایا۔

ملفوظات

آپ کے ملفوظات اگر کوشش کی جائے تو کافی مل سکتے ہیں لیکن زیادہ وقت نہ ملنے کے سبب ہم چند ارشادات پر اکتفا کرتے ہیں۔

۱۔ حق متابعت

شریعت و طریقت میں اتباع خدا و رسول سب سے مقدم چیز ہے کہ روز محشر جب اعمال کی پرسش ہوگی حق متابعت کی نسبت بھی سوال ہوگا۔ چنانچہ حضرت امام جعفر صادقؒ سے جب حضرت داؤد طائیؒ نے نصیحت کی درخواست کی تو امام ممدوحؒ نے فرمایا کہ "تم خود اپنے وقت کے زاہد ہو، میری نصیحت سے تم کو کیا فائدہ پہنچے گا؟"

حضرت داؤد طائی نے عرض کیا: "آپ کی بزرگی سب کے نزدیک مسلم ہے۔ بہتر ہے کہ آپ سب کو نصیحت فرمائیں۔ حضرت امام نے فرمایا: ابو سلیمان (داؤد طائیؒ) میں خود اس خطرے میں مبتلا ہوں کہ کہیں مجھ سے روز حشر میرے دادا یہ دریافت نہ فرمائیں کہ تو نے حق متابعت کیوں ادا نہیں کیا۔ واقعہ یہ ہے کہ روز قیامت کا مسئلہ نسب سے حل نہیں ہوگا، بلکہ خدا سے بہتر معاملہ رکھنے پر اس کا حل موقوف ہے؟

۲۔ حاسد کو راحت نصیب نہیں ہوتی

ایک روز حضرت سفیان ثوریؒ نے حاضر ہو کر عرض کیا "امام وقت! کچھ نصیحت فرمائیے۔ حضرت امام جعفر صادقؒ نے فرمایا: ابو سفیان! جھوٹے انسان میں مروت نہیں ہوتی، حاسد کو راحت نصیب نہیں ہوتی۔ بد خلق کو سرداری نہیں ملتی، اور بادشاہوں میں اخوت کا جذبہ نہیں ہوتا۔

۳۔ رضا بالقضاء

سفیان ثوریؒ کی درخواست نصیحت پر حضرت امام جعفر صادقؒ

نے فرمایا: "ابوسفیان! اپنے آپ کو خداوند تعالیٰ کی حرام کی ہوئی چیزوں سے بچانا تاکہ عابد کی صفات حاصل ہوں، جو کچھ قسمت میں لکھا گیا ہے اس پر قانع اور راضی رہنا تاکہ مسلم کے خصائص سے بہرہ ور ہو۔ فاجر کی صحبت سے بچنا تاکہ فجور تجھ پر غالب نہ آ سکے اپنے معاملات میں ان لوگوں سے مشورہ لے جو خدا کی طاعت میں کامل ہوں۔"

۴۔ ہیبت و حکومت کیونکر حاصل ہوتی ہے

حضرت امام جعفر صادق ؑ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ "جو شخص یہ چاہتا ہو کہ اس کی عزت و عظمت اس کے قبیلہ، قوم اور ذات کے سبب سے نہ ہو، بلکہ خداداد ہو اور لوگوں پر اس کی ہیبت و حکومت بغیر کسی انتشار کے ہو، اس کو چاہیئے کہ وہ صغیرہ، کبیرہ ہر قسم کے گناہوں کو چھوڑ دے اور خدا و رسول کی پوری پوری اطاعت کرے۔"

۵۔ بُری صحبت کا نتیجہ

ایک موقع پر فرمایا: "جو شخص اچھے بُرے ہر شخص کی صحبت اختیار کرتا ہے، وہ حوادث و خطرات سے محفوظ نہیں رہتا۔ جو شخص بُری راہ اختیار کرتا ہے، اس پر تہمت لگائی جاتی ہے اور جو شخص اپنی زبان پر قابو نہیں رکھتا، وہ نادم و شرمسار ہوتا ہے۔"

۶۔ بعض عبادات اور معاصی کے ثمرات کا ذکر

ایک مرتبہ فرمایا کہ: "بعض گناہ ایسے ہیں کہ ان کے ارتکاب کے بعد (بندہ خدا سے قریب ہو جاتا ہے۔ اور بعض عبادتیں ایسی ہیں کہ (جن پر عمل کر کے) بندہ خدا سے دور ہو جاتا ہے (اور یہ دونوں باتیں اس طرح کہ) مطیع مغرور، گنہگار ہوتا ہے یعنی اطاعت و عبادت پر غرور خدا سے بُعد کا موجب ہوتا ہے) اور گنہگار نادم مطیع ہوتا ہے (یعنی صدور گناہ کے بعد اس پر ندامت قرب الٰہی کی موجب ہوتی ہے)

۷۔ عقلمند کون ہے

بعض کتابوں میں یہ واقعہ نظر سے گذرا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام ابوحنیفہ رح نے حضرت امام جعفر صادق ؑ سے پوچھا: "عقلمند کس کو کہتے ہیں؟" حضرت امام ابوحنیفہ رح نے فرمایا: "عقلمند وہ ہے جو خیر و شر میں فرق و تمیز کر سکے۔" حضرت

امام جعفر صادقؑ نے فرمایا "تمیز تو بہائم کو بھی ہوتی ہے کہ اپنے مارنے اور چارہ دینے والے کو پہچانتے ہیں" امام ابو حنیفہ نے عرض کیا "آپ کے نزدیک عقلمند کون ہے؟" آپ نے فرمایا "وہ شخص جو بھلی چیزوں اور بری چیزوں میں تمیز کرکے بھلی چیزوں میں سے بہتر کو اختیار کرے اور بری چیزوں میں سے بہتر کو قبول کرے"

۸- کبریائی الٰہی کا پرتو

ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادقؑ سے عرض کیا "آپ میں ہر قسم کی خوبیاں پائی جاتی ہیں۔ لیکن ایک چیز آپ میں کمال کا تکبر ہے" آپ نے فرمایا "میں مغرور و متکبر نہیں ہوں۔ خداوند تعالیٰ کی کبریائی کا پرتو مجھ میں پایا جاتا ہے اور لوگ اس کو میری ذاتی فعل خیال کر لیتے ہیں"

۹- درویش صابر اور تونگر شاکر میں کون بہتر ہے

ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادقؑ سے پوچھا "درویش صابر بہتر ہے یا تونگر شاکر؟" آپ نے فرمایا "درویش صابر تونگر شاکر سے بہتر ہے۔ اس لئے کہ تونگر کا دل مال و زر میں اٹکا رہتا ہے اور درویش کا دل خداوند تعالیٰ میں"

۱۰- عبادت توبہ کے بغیر درست نہیں ہوتی

ایک مرتبہ فرمایا "توبہ کے بغیر عبادت درست نہیں ہوتی ہے، جیسا کہ ارشاد ہے التائبون العابدون۔ یعنی توبہ کو عبادت پر مقدم کیا گیا ہے"

رشتۂ شادی کے لئے ضروری پیغام
شریف مسلمانوں کی مشکلات کیلئے

ادارہ رہنمائے رشتۂ شرفاء اسلام میدان عمل میں

شریف اور معزز مسلمانوں کو اپنی اولاد کے لئے رشتۂ شادی تلاش کرنے میں جن دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے، ان کے اظہار کی ضرورت نہیں۔ خاص کر بیٹی والوں کی حالت تو اور بھی صبر آزما ہوتی ہے۔ نظام معاشرت ان کے ... پر مہر سکوت لگا دیتا ہے۔ وہ اپنی زبان سے کچھ کہہ نہیں سکتے۔ لڑکی کی عمر زیادہ ہو جاتی ہے اور اس کے لئے مناسب رشتہ نہیں ملتا۔ خدا کا فضل ہے کہ اب یہ مشکل آسان ہوتی نظر آ رہی ہے شرفاء اسلام کی ان ہی دشواریوں کے پیش نظر محض بے لوث خدمت کے یہ ادارہ قائم کیا ہے، جسے دہلی اور بیرون دہلی کے عمائد، تجارت پیشہ حضرات اور بڑے بڑے عہدیداران اور معزز حضرات کا اعتماد حاصل ہے۔

اگر آپ بھی ضرورت مند ہوں تو ہزارہا ممبران کی طرح آپ بھی ایک ممبر بن جائیے

اپنی خاندانی حالت، لڑکے یا لڑکی کی عمر، تعلیم، آمدنی، کس صوبہ اور کس شہر میں رشتہ مطلوب ہے برادری یا ذات کی قید ہے یا نہیں، رشتہ کے لئے کن خیالات کا لڑکا یا لڑکی پسند فرماتے ہیں۔ یہ تمام تفصیلات پوری دیانت اور ایمان داری کے ساتھ تحریر فرمائیے۔ ہم مکمل رازداری کی شرط پر آپ کی لڑکی یا لڑکے یا خود کے لئے بہترین رشتہ تجویز کر کے بعد تحقیقات ضروری آپ کے نام روانہ کر دیں گے، جن سے آپ براہ راست ہمارے ادارہ کا حوالہ دیتے ہوئے یا ہماری ہی معرفت خط و کتابت سے معاملہ طے کر سکتے ہیں۔

ایک لڑکا یا لڑکی کے نام کے درج رجسٹر کرانے کا فیس داخلہ صرف تین روپے ہے۔ باقی خط و کتابت کرتے وقت ہمیشہ ۱ ار کا جوابی لفافہ ارسال کیا جاوے۔ خط و کتابت ہمیشہ راز میں رہے گی۔

مہتمم صاحب ادارہ رہنمائے شرفاء اسلام اہل سنت والجماعت دہلی

اس میں (قدرت پر دلالت کرنے والی) نشانیاں ہیں ہر صابر شاکر (یعنی مومن) کے لئے (تقریر اس کی سورہ لقمان کے اخیر رکوع کے ہر آیت کے جزو کی تفسیر میں گذر چکی غرض اگر وہ چاہے ہوا کو ساکن کرکے جہازوں کو کھڑا کردے) یا (اگر وہ چاہے تو زور کی ہوا چلا کر) ان جہازوں کے سواروں) کو ان کے اعمال (بد کفر وغیرہ) کے سبب تباہ کردے (کقولہ تعالیٰ فی یس وان نشأ نغرقھم) اور (ان میں) بہت سے آدمیوں سے درگذر کر جاوے (یعنی اس وقت غرق نہ ہوں گو آخرت میں سزایاب ہوں) اور (اس تباہی کے وقت ان لوگوں کو جو کہ ہماری آیتوں میں جھگڑے نکالتے ہیں معلوم ہو جاوے کہ (اب) ان کے لئے کہیں بچاؤ کی صورت) نہیں (کیونکہ شرکاء مزعومہ کو ایسے وقت وہ بھی عاجز جانتے تھے پس اس سے اوپر کی تمام صفات کے ساتھ افعال و اشیاء میں متصرف مستقل ہونا بھی ثابت ہو گیا) ربط اوپر من کان یرید حرث الاخرۃ الخ میں اعتراز بالدنیا کی مذمت اور طلب آخرت کی ترغیب فرمائی تھی آگے مذمت مذکورہ کی تاکید کے لئے دنیا کی تحقیر اور ترغیب مذکور کی تاکید کے لئے آخرت کی خیریت اور اعمال فاضلہ کے ذکر سے اس کی طلب کا طریق ارشاد فرماتے ہیں۔ و نیز اوپر ولو بسط میں تقلیل رزق کی حکمت اور منفعت اور ما اصابکم اور یعلم الذین میں ذنوب کی شامت اور مغفرت کا بیان ہوا تھا آگے دنیا کا متاع فانی ہونا کہ حاصل تقلیل کے ہے اور اعمال و طاعات کی فضیلت اور برکت کہ مقابل نحوست ذنوب کے ہے بیان فرمانا نہایت ہی مناسب ہوا۔

فَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى

سو جو کچھ تم کو دیا دلایا گیا ہے وہ محض دنیوی زندگی کے برتنے کے لئے ہے اور جو اللہ کے ہاں ہے وہ بدرجہا اس سے بہتر ہے اور

لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ

زیادہ پائیدار وہ ان لوگوں کے لئے ہے جو ایمان لے آئے اور اپنے رب پر توکل کرتے ہیں اور جو کہ کبیرہ گناہوں سے اور بے حیائی کی باتوں سے

وَالْفَوَاحِشَ وَاِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ يَغْفِرُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا

بچتے ہیں اور جب ان کو غصہ آتا ہے تو معاف کردیتے ہیں اور جن لوگوں نے اپنے رب کا حکم مانا

لِرَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ۠ وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ ۠ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝

اور وہ نماز کے پابند ہیں اور ان کا ہر کام آپس کے مشورہ سے ہوتا ہے اور ہم نے جو کچھ ان کو دیا ہے وہ اس میں سے خرچ کرتے ہیں

وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَهُمُ الْبَغْيُ هُمْ يَنْتَصِرُوْنَ ۝ وَجَزٰۗؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا

اور جو ایسے ہیں کہ جب ان پر ظلم واقع ہوتا ہے تو وہ برابر کا بدلہ لیتے ہیں اور برائی کا بدلہ برائی ہے ویسی ہی پھر جو شخص

فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ

معاف کردے اور اصلاح کرے تو اس کا ثواب اللہ کے ذمہ ہے واقعی اللہ تعالیٰ ظالموں کو پسند نہیں کرتا۔ اور جو اپنے اوپر ظلم ہو چکنے

ظُلْمِهٖ فَاُولٰۗىِٕكَ مَا عَلَيْهِمْ مِّنْ سَبِيْلٍ ۝ اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ يَظْلِمُوْنَ

کے بعد برابر کا بدلہ لے سو ایسے لوگوں پر کوئی الزام نہیں الزام صرف ان لوگوں پر ہے جو لوگوں پر ظلم کرتے

النَّاسَ وَيَبْغُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۭ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ وَلَمَنْ

ہیں اور ناحق دنیا میں سرکشی کرتے ہیں ایسوں کے لئے دردناک عذاب ہے اور جو شخص

صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ؕ

صبر کرے اور معاف کردے یہ البتہ بڑی ہمت کے کاموں میں سے ہے

تفسیر: (اور تم اوپر سن چکے ہو کہ طالب دنیا کی دنیوی تمنا پوری نہیں ہوتی اور آخرت سے محروم رہتا ہے اور طالب آخرت کو ترقی ہوتی ہے وہیز سن چکے ہو کہ زیادہ دنیا کا انجام اچھا نہیں اکثر اس سے اعمال مضرہ پیدا ہوتے ہیں) تو (اس سے ثابت ہوا کہ مطلوب بنانے کے قابل دنیا نہیں بلکہ آخرت ہے اور باقی دنیا کی چیزوں میں سے) جو کچھ تم کو دیا دلایا گیا ہے وہ محض (چند روزہ) دنیوی زندگی کے برتنے کے لئے ہے (کہ خاتمہ عمر کے ساتھ اس کا بھی خاتمہ ہو جاوے گا) اور جو (اجر و ثواب آخرت میں) اللہ کے ہاں ہے وہ بدرجہا اس سے (کیفیت بھی) زیادہ پائدار (یعنی ہمیشہ کا رہنے والا) پس دنیا کی طلب چھوڑ کر آخرت کی طلب کرو مگر اس کے مطلق حصول کے لئے اعظم طاعات یعنی ایمان کا اختیار کرنا اور اعظم ذنوب یعنی کفر کا ترک کرنا شرط ضروری ہے اور اس کے حصول اولی کے لئے جمیع طاعات ضروریہ کا اختیار کرنا اور تمام ذنوب کا چھوڑنا شرط غالبی ہے اور نوافل طاعات کا اختیار کرنا اور مباحات غیر اولی کا ترک کرنا اولیت کے ساتھ اولویت و اقربیت کا بھی سبب ہے چنانچہ) وہ (ثواب مذکور بالتفصیل المزبور) ان لوگوں کے لئے ہے جو ایمان لے آئے اور اپنے رب پر توکل کرتے ہیں اور جو کبیرہ گناہوں سے اور (ان میں) بے حیائی کی باتوں سے (بالخصوص زیادہ) بچتے ہیں اور جب ان کو غصہ آتا ہے تو معاف کر دیتے ہیں اور جن لوگوں نے کہ اپنے رب کا حکم مانا اور وہ نماز کے پابند ہیں اور ان کا ہر (مہتم بالشان) کام (جس میں بالتعیین نص نہ ہو) آپس کے مشورہ سے ہوتا ہے اور ہم نے جو کچھ ان کو دیا ہے وہ اس میں سے خرچ کرتے ہیں اور جو ایسے (منصف) ہیں کہ جب ان پر (کسی کی طرف سے کچھ) ظلم واقع ہوتا ہے تو وہ (اگر بدلہ لیتے ہیں تو) برابر کا بدلہ لیتے ہیں (زیادتی نہیں کرتے اور یہ مطلب نہیں کہ معاف نہیں کرتے) اور (برابر کا بدلہ لینے کے لئے ہم نے یہ اجازت دے رکھی ہے کہ) برائی کا بدلہ برائی ہے ویسی ہی (بشرطیکہ وہ فعل فی نفسہ معصیت نہ ہو) پھر (بعد اجازت انتقام کے) جو شخص معاف کر دے اور (باہمی معاملہ کی) اصلاح کرے (جس سے عداوت جاتی رہے اور دوستی ہو جاوے کہ معافی سے بھی بڑھ کر ہے) تو اس کا ثواب (حسب وعدہ) اللہ کے ذمہ ہے (اور جو بدلہ لینے میں زیادتی کرنے لگے تو یہ سن رکھے کہ) واقعی اللہ تعالیٰ ظالموں کو پسند نہیں کرتا اور جو (زیادتی نہ کرے بلکہ) اپنے اوپر ظلم ہو چکنے کے بعد برابر کا بدلہ لیلے سو ایسے لوگوں پر کوئی الزام نہیں الزام صرف ان لوگوں پر ہے جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں (خواہ ابتداً یا انتقام کے وقت) اور ناحق دنیا میں سرکشی (اور تکبر) کرتے (پھرتے) ہیں (اور یہی کبر سبب ظلم کا ہو جاتا ہے اور ناحق قید واقعی ہے کیونکہ تکبر کرنے کا حق کسی کو بھی حاصل نہیں آگے اس الزام کا بیان ہے کہ) ایسوں کے لئے دردناک عذاب (مقرر) ہے اور جو شخص (دوسرے کے ظلم پر) صبر کرے اور معاف کر دے یہ البتہ بڑے ہمت کے کاموں میں سے ہے (یعنی ایسا کرنا بہتر ہے اور اولوالعزمی ہے)

ف: اس میں مختلف اعمال مذکور ہوئے ہیں، عقائد و فرائض و غیر فرائض اور سب پر ثواب باختلاف درجات ثواب مرتب ہے جیسا خود تقریر ترجمہ میں مذکور ہوا ہے اور شوریٰ میں مہتم بالشان کی قید اسی لئے ہے کہ معمولی کاموں میں مشورہ منقول نہیں جیسے دو وقت کا کھانا کھانا وغیرہ اور نص نہ ہونے کی قید اس لئے کہ منصوصات متعینہ میں بھی مشورہ نہیں جیسے یہ مشورہ کہ پانچ وقت کی نماز پڑھا کریں یا نہ پڑھا کریں اور انتقام میں یہ قید کہ فی نفسہ معصیت نہ ہو اس لئے ہے کہ ایسے امور میں انتصار بالمثل الصوری جائز نہیں مثلاً کسی نے اس سے حرام شہوت رانی کی تو اس سے حرام شہوت رانی جائز نہ ہوگی، اور ینتصرون میں تو منتصرین کی من حیث الانتصاف مدح ہے اور جزاء سیئۃ میں اس کا جواز اور لمن انتصر میں اس پر ملامت کی نفی ہے اور گو ہر متقدم ہر متاخر کو مستلزم ہے لیکن قصد تصریح سے اس میں بلاغت آگئی اور تکرار بھی نہ رہا اور اسی طرح ھم یغفرون میں اس عامل کی مدح اس صفت سے کرنا اور من عفا میں اس کے اجر کا اثبات اور من صبر سے عمل کی ترغیب کرنا واقع تکرار ہے۔ اور کبائر کی تحقیق پارہ ۵ کے شروع میں آچکی ہے ربط اوپر مومنین طالبان عقبیٰ کا حسن مآل بیان فرمایا ہے آگے کفار طالبان دنیا کے قبح مآل کا بیان ہے۔

وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ وَّلِيٍّ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ؕ وَتَرَى الظّٰلِمِيْنَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ

اور جس کو اللہ تعالیٰ گمراہ کردے تو اس کے بعد اس شخص کا کوئی چارہ ساز نہیں اور آپ ظالموں کو دیکھیں گے جس وقت کہ ان کو عذاب کا

يَقُوْلُوْنَ هَلْ اِلٰى مَرَدٍّ مِّنْ سَبِيْلٍ ۚ وَتَرٰىهُمْ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا خٰشِعِيْنَ مِنَ

معائنہ ہوگا کہتے ہوں گے کیا واپس جانے کی کوئی صورت ہے اور آپ ان کو اس حالت میں دیکھیں گے کہ وہ دوزخ کے روبرو لائے جاویں گے مارے

الذُّلِّ يَنْظُرُوْنَ مِنْ طَرْفٍ خَفِيٍّ ؕ وَقَالَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّ الْخٰسِرِيْنَ الَّذِيْنَ

ذلت کے جھکے ہوئے ہوں گے سست نگاہ سے دیکھتے ہوں گے اور ایمان والے کہیں گے کہ پورے خسارہ والے وہ لوگ ہیں جو اپنی جانوں سے اور

خَسِرُوْۤا اَنْفُسَهُمْ وَاَهْلِيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ فِيْ عَذَابٍ مُّقِيْمٍ ۝

اپنے متعلقین سے قیامت کے روز خسارہ میں پڑے یاد رکھو کہ ظالم لوگ عذاب دائمی میں رہیں گے

وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ اَوْلِيَآءَ يَنْصُرُوْنَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ

اور ان کے کوئی مددگار نہ ہوں گے جو خدا سے الگ ان کی مدد کریں اور جس کو خدا گمراہ کردے اس کے لئے کوئی رستہ ہی نہیں

تفسیر :- (یہ حال مذکور تو مہتدین کا تھا کہ ہدایت من اللہ فی الدنیا و ثواب فی العقبیٰ سے مشرف ہوئے) اور (آگے اہل ضلالت کا حال سنو وہ یہ کہ) جس کو اللہ تعالیٰ گمراہ کردے تو اس کے بعد اس شخص کا (دنیا میں بھی) کوئی چارہ ساز نہیں (کہ اس کو راہ پر لے آوے) اور (قیامت میں بھی برا حال ہوگا چنانچہ اس روز) آپ (ان) ظالموں کو دیکھیں گے جس وقت کہ ان کو عذاب کا معائنہ ہوگا کہ (نہایت حسرت سے) کہتے ہوں گے کیا (دنیا میں) واپس جانے کی کوئی صورت (ہوسکتی) ہے (تاکہ پھر اچھے عمل کرکے آویں کقولہ تعالیٰ فارجعنا نعمل صالحا) اور (نیز) آپ ان کو اس حالت میں دیکھیں گے کہ وہ دوزخ کے روبرو لائے جاویں گے مارے ذلت کے جھکے ہوئے ہوں گے (اور وہ اس کو) سست (سست) نگاہ سے دیکھتے ہوں گے (جیسا خوف زدہ آدمی اسی طرح دیکھا کرتا ہے) اور (اس وقت) ایمان والے (اپنے بچنے پر شکر کرنے کے لئے اور ان پر ملامت کرنے کے لئے) کہیں گے کہ پورے خسارہ والے وہ لوگ ہیں جو اپنی جانوں سے اور اپنے متعلقین سے (آج) قیامت کے روز خسارہ میں پڑے (ومن تفسیرہ فی الرکوع الثانی من الزمر) یاد رکھو کہ ظالم (یعنی مشرک و کافر) لوگ عذاب دائمی میں (گرفتار) رہیں گے اور (وہاں) ان کے کوئی مددگار نہ ہوں گے جو خدا سے الگ (ہوکر) ان کی مدد کریں اور جس کو خدا گمراہ کردے اس (کی نجات) کے لئے کوئی رستہ ہی نہیں (یعنی نہ معذرت نہ نصرت نہ اور کچھ) ربط اوپر عدم ایمان پر عذاب قیامت کی وعید سناکر آگے بطور تفریع کے قبل تحقق اس وعید کے کفار کو ایمان لانے کا حکم اور ان کے ایمان نہ لانے کی صورت میں رسول صلے اللہ علیہ وسلم کو تسلی کا مضمون فرماتے ہیں۔

اِسْتَجِيْبُوْا لِرَبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ ؕ مَا لَكُمْ مِّنْ

تم اپنے رب کا حکم مان لو قبل اس کے کہ ایسا دن آپہنچے جس کے لئے خدا کی طرف سے ہٹنا نہ ہوگا نہ تم کو اس کو اس روز کوئی

مَّلْجَاٍ يَّوْمَئِذٍ وَّمَا لَكُمْ مِّنْ نَّكِيْرٍ ۝ فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ؕ

پناہ ملے گی اور نہ تمہارے بارے میں کوئی روک ٹوک کرنے والا ہے پھر اگر یہ لوگ اعراض کریں تو ہم نے آپکو ان پر نگران کرکے نہیں بھیجا

إِنْ عَلَيْكَ إِلَّا الْبَلٰغُ ۗ وَإِنَّا إِذَآ أَذَقْنَا الْإِنْسٰنَ مِنَّا رَحْمَةً فَرِحَ بِهَا ۚ وَإِنْ

آپ کے ذمہ تو صرف پہنچا دینا ہے اور ہم جب آدمی کو کچھ اپنی عنایت کا مزہ چکھا دیتے ہیں تو وہ اس پر خوش ہو جاتا ہے اور اگر

تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ فَإِنَّ الْإِنْسٰنَ كَفُورٌ ﴿۴۸﴾

لوگوں پر ان کے اعمال کے بدلے میں جو پہلے اپنے ہاتھوں کر چکے ہیں کوئی مصیبت آپڑتی ہے تو آدمی ناشکری کرنے لگتا ہے

تفسیر:- (اے لوگو جب تم نے یہ وعید سن لی تو) تم اپنے رب کا حکم (ایمان وغیرہ کا) مان لو قبل اس کے کہ ایسا دن آ پہنچے جس کے لئے خدا کی طرف سے ہٹنا نہ ہوگا (یعنی دنیا میں جس طرح عذاب ہٹتا جاتا ہے۔ وہاں توقف و امہال نہ ہوگا اور) نہ تم کو اس روز کوئی (اور) پناہ ملے گی اور نہ تمہارے بارے میں کوئی (خدا سے) روک ٹوک کرنے والا ہے (کہ اتنا ہی پوچھ لے کہ ان کا یہ حال کیوں نہ پایا) اور اے پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم (ان لوگوں کو یہ سنا دیجئے) پھر اگر یہ لوگ (یہ سن کر بھی) اعراض کریں (اور ایمان نہ لاویں) تو (آپ فکر اور غم میں نہ پڑیں کیونکہ) ہم نے آپ کو ان پر نگراں کر کے نہیں بھیجا (جس سے باز پرس کا احتمال ہو کہ آپ کی نگرانی میں ان سے یہ امور کیوں صادر ہوئے بلکہ) آپ کے ذمہ تو صرف (حکم کا) پہنچا دینا ہے (جس کو آپ کر رہے ہیں پھر آپ اس سے زیادہ کیوں فکر کریں) اور (سبب ان کے اعراض عن الحق کا ضعف تعلق مع اللہ ہے جو اس حالت کے مشاہدہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ) ہم جب (اس قسم کے) آدمی کو کچھ (اپنی عنایت کا مزہ چکھا دیتے ہیں تو وہ اس پر (بطور بطر اور اشر یعنی اترانے کے) خوش ہو جاتا ہے (منعم پر نظر کر کے شکر نہیں کرتا) اور اگر (ایسے) لوگوں پر ان کے ان اعمال (بد) کے بدلے میں جو پہلے اپنے ہاتھوں کر چکے ہیں کوئی مصیبت آپڑتی ہے تو (ایسا) آدمی ناشکری کرنے لگتا ہے (اور حق تعالےٰ کی طرف بطریق توبہ عن المعاصی والتجاء دعا و توکل و رضا بالقضا کے رجوع نہیں کرتا اور یہ دونوں حالتیں دلیل ہیں حظوظ نفسانیہ سے شدت تعلق اور حق تعالےٰ سے بے تعلقی کی اور اسی سے کفر ناشی ہوا ہے اور یہ حالت ان لوگوں کی طبیعت ثانیہ ہوگئی ہے پس ان سے آپ ایمان کی توقع کیوں رکھیں جو موجب غم ہو پس تسلیہ دو طور پر ہوا ایک آپ کی حالت کے اعتبار سے ان علیک الا البلٰغ اور ایک ان لوگوں کی حالت کے اعتبار سے انا اذقنا الخ ربط اور چونکہ جا بجا توحید کا ذکر ہوا ہے اور متصل کی آیتوں میں بھی عذاب کے وقت غیر اللہ کا مشرکین کے کام نہ آنا جس سے شرک کا ابطال ہوتا ہے مذکور ہوا ہے آگے بھی توحید کا بیان ہے لیسے عنوان سے کہ متصل کے مضمون کی علت کا بھی دال ہے چنانچہ للہ ملک میں تقدیم للہ کی مفید ہے اللہ تعالےٰ کے استقلال تصرف کو جو مستلزم ہے ابطال تصرف غیر کو۔

لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۚ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ۚ يَهَبُ لِمَنْ يَشَآءُ إِنٰثًا وَّيَهَبُ

اللہ ہی کی ہے سلطنت آسمانوں کی اور زمین کی وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے جس کو چاہتا ہے بیٹیاں عطا فرماتا ہے اور جس کو

لِمَنْ يَشَآءُ الذُّكُورَ ﴿۴۹﴾ أَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّإِنٰثًا ۚ وَيَجْعَلُ مَنْ يَشَآءُ عَقِيمًا ۚ إِنَّهٗ

چاہتا ہے بیٹے عطا فرماتا ہے یا ان کو جمع کر دیتا ہے بیٹے بھی اور بیٹیاں بھی اور جس کو چاہتا ہے بے اولاد رکھتا ہے۔ بے شک

عَلِيمٌ قَدِيرٌ ﴿۵۰﴾

بڑا جاننے والا بڑی قدرت والا ہے

تفسیر:- اللہ ہی کی ہے (سب) سلطنت آسمانوں کی اور زمین کی وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے (چنانچہ) جس کو چاہتا ہے بیٹیاں عطا فرماتا ہے اور جس کو چاہتا ہے بیٹے عطا فرماتا ہے یا ان کو (جس کے لئے چاہے) جمع کر دیتا ہے (بیٹے

بیٹے بھی (دیتا ہے) اور بیٹیاں بھی اور جس کو چاہے بے اولاد رکھتا ہے بے شک وہ بڑا جاننے والا بڑی قدرت والا ہے
ربط اوپر رسالت کا چند جا ذکر ہوا ہے اور متصل کی آیتوں میں بھی ان علیک الا البلاغ مذکور ہے چونکہ منجملہ شبہات متعلقہ بالنبوۃ کے کفار کا ایک شبہ یہ بھی تھا کہ ہم سے اللہ تعالیٰ یا فرشتے بالمشافہہ کیوں نہیں کہہ جاتے کہ یہ رسول ہیں کما مر ذکرہ عن ابن جریج فی تفسیر قولہ تعالیٰ وقال الذین لا یرجون لقاءنا لولا انزل علینا الملئکۃ اور نیز دینا اس کا ایک مشترک جواب تو اسی آیت میں دیا گیا ہے لقد استکبروا الخ اور خاص کلام رب کے متعلق آئندہ آیات میں اس کا جواب ہے اور اسی سلسلہ میں آپ کی نبوت اور اس پر اختلاف اور قرآن کی عظمت شان اور اس کا خاص اور عام ہدایت ہونا بیان اور اس فیصلہ دین کے وجوب اتباع کی تاکید کے لئے صراحۃً عظمت الٰہیہ اور اشارۃً مجازاۃ کا بیان ارشاد فرما کر سورۃ کو ختم کرتے ہیں۔

وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللّٰهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ أَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا

اور کسی بشر کی یہ شان نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس سے کلام فرماوے مگر یا تو الہام سے یا حجاب کے باہر سے یا کسی فرشتے کو بھیج دے کہ وہ

فَيُوْحِيَ بِإِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ إِنَّهٗ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ ۝ وَكَذٰلِكَ أَوْحَيْنَآ إِلَيْكَ رُوْحًا

خدا کے حکم سے جو خدا کو منظور ہوتا ہے پیغام پہنچا دیتا ہے وہ بڑا عالیشان ہے بڑی حکمت والا ہے اور اسی طرح بھیجا ہے آپ کے پاس وحی یعنی

مِّنْ أَمْرِنَا مَا كُنْتَ تَدْرِيْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْإِيْمَانُ وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا

اپنا حکم بھیجا ہے آپ کو نہ یہ خبر تھی کہ کتاب کیا چیز ہے اور نہ یہ خبر تھی کہ ایمان کیا چیز ہے و لیکن ہم نے اس قرآن کو ایک نور بنایا جس کے ذریعہ

نَّهْدِيْ بِهٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا وَإِنَّكَ لَتَهْدِيْٓ إِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝

سے ہم اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتے ہیں ہدایت کرتے ہیں اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ آپ ایک سیدھے رستے کی ہدایت کر رہے ہیں

صِرَاطِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ أَلَآ إِلَى اللّٰهِ تَصِيْرُ الْأُمُوْرُ ۝

یعنی اس خدا کے رستے کی کہ اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے یاد رکھو سب امور اسی کی طرف رجوع ہوں گے

تفسیر:- اور کسی بشر کی (حالت موجودہ میں) یہ شان نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس سے کلام فرماوے مگر (تین طریق سے) یا تو الہام سے (کہ قلب میں کوئی اچھی بات بلا واسطہ مدرکات طبعیہ کے ڈال دے یقظہ میں یا منام میں خواہ وہ الہام قطعی ہو جیسا انبیا کا الہام یا غیر قطعی ہو جیسا غیر انبیا کا الہام پس ایک طریق تو یہ ہے) یا حجاب کے باہر سے (کچھ کلام سنا دے جیسے موسیٰ علیہ السلام نے سنا تھا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے تجلی صفاتی کے حجاب سے ارشاد بلا واسطہ ہوا تھا فیم یختصم الملاء الاعلیٰ رواہ الترمذی اور یہ حجاب کوئی جسم حائل نہیں اور نہ یہ حجاب حق تعالیٰ کی ذات و نور کو مخفی کر سکتا ہے بلکہ حقیقت اس حجاب کی بشر کا ضعف ادراک ہے جس سے باوجود کمال ظہور نور ذات کے ادراک سے عاجز ہے بقول شاعر ع شد بعفت پردۂ چشم ایں بعفت پردۂ چشم ۔ بے پردہ ورنہ ماہ چون آفتاب دارم ۔ اور یہی حجاب تھا جو موسیٰ علیہ السلام کو رویت سے مانع ہوا تھا اور یہی مانع جنت میں مرتفع ہو جاوے گا یعنی رویت کی قوت اور تحمل دیدیا جاوے گا اور یہ مسموع بھی خواہ قطعی ہو جیسا انبیاء علیہم السلام کے لئے ہو یا غیر قطعی ہو جیسا اگر اولیاء کے لئے یہ ثابت ہو جاوے وقد نقل فی الروح اثباتہ عن عبد الوہاب الشعرانی واللہ اعلم ونحن نفوض یہ دوسرا طریق ہوا) یا کسی فرشتے کو بھیج دے کہ وہ خدا کے حکم سے جو خدا کو منظور ہوتا ہے پیغام پہنچا دیتا ہے (اگر غیر انبیاء کے لئے اس کا نوع ثابت ہو جاوے کما رایتہ فی بعض الکتب منقولا عن الشیخ الاکبر اور تکلیم ملائکہ مع مریمؑ سے اس کی تائید ہوتی ہے تو اس میں بھی دو قسمیں قطعی ظنی نکلیں گی گو نوع دوسری

کہنا ابہام کے سبب منہی عنہ ہے اور گو آیت میں ایک ہی قسم مراد ہو اور دوسری قسم ظنی کا وجود ناقض حصر نہ ہوگا کیونکہ مقسم میں
تخصیص قطعی کی ممکن ہے اور اقسام ظنیہ مستقل دلائل سے ثابت ہو جاویں گے پس یہ تیسرا طریق کلام کا ہوا اور تینوں کو کلام کہنا
عموم مجاز پر مبنی ہے غرض کلام مع البشر کے یہ تین طریق ہیں اور مشافہۃ و معاینۃ کلام کرنا اس لئے عادت اللہ کے خلاف ہے
کہ خود معاینہ کا تحمل حالت موجودہ میں بشر کو حاصل نہیں پھر ان معترضین کو کیسے حوصلہ ہوتا ہے کہ معاینۃً حق تعالیٰ سے ہم کلام
ہوں حالانکہ ان میں خود ان طرق ثلثہ میں سے ظنیات کی بھی قابلیت بوجہ کفر کے نہیں ہے اور اس سے یہ وسوسہ بھی دفع ہو گیا کہ وہ
یوں کہہ سکتے تھے کہ اچھا جو طریق کلام کا معتاد ہے اسی طریق سے ہم سے کلام ہونا چاہیئے وجہ جواب ظاہر ہے کہ وہ اس قابل
بھی نہ تھے جیسا دوسری آیت میں ہے قالوا لن نؤمن حتی نؤتی مثل ما اوتی رسل اللہ اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ
پس دونوں آیتوں سے دونوں کا جواب ہو گیا آگے مجموعہ مضمون مذکور کی علت ارشاد فرماتے ہیں کہ) وہ بڑا عالیشان ہے
(اس سے جب تک وہ خود تحمل نہ دے کوئی ہم کلام نہیں ہو سکتا یہ علت مستثنیٰ منہ کی ہوئی مگر اس کے ساتھ) بڑی حکمت والا (بھی)
ہے (اس لئے مصالح عباد کی رعایت سے تین طریق کلام کے مقرر فرما دیئے ہیں یہ علت مستثنیٰ کی ہوئی) اور (جس طرح بشر کے ساتھ
ہمارے ہم کلام ہونے کا طریقہ بیان کیا گیا ہے) اسی طرح (یعنی اسی قاعدہ کے موافق) ہم نے آپ کے پاس (بھی) وحی یعنی اپنا
حکم بھیجا ہے (اور آپ کو نبی بنایا ہے اور اس وحی کی وحی ہونے پر دلائل خارقہ قائم ہیں جو آپ کی اثبات نبوت کے لئے کافی ہیں
اور اثبات نبوت اس پر موقوف نہیں کہ ہم لوگوں سے بالمشافہہ والمعاینہ کہیں اور یہ کیونکر ہو سکتا ہے جب آپ سے باوجود صلاحیت
رسالت کے معاینۃً و مشافہۃً کلام نہیں ہوتا ہے بلکہ بطرق مذکورہ کلام ہوتا ہے تو یہ کس شمار میں ہیں آگے اتباع وحی مذکور کے
عموم وجوب کی تاکید و نیز آپ کی مسرت و امتنان کے لئے اس وحی کا ہدایت کبریٰ ہونا بیان فرماتے ہیں کہ یہ ایسا ہدایت نامہ ہے
کہ آپ کو اس بے مثل علوم میں اسی کی بدولت ترقی ہوئی چنانچہ اس کے قبل) آپ کو نہ یہ خبر تھی کہ کتاب (اللہ) کیا چیز ہے اور نہ
یہ خبر تھی کہ ایمان (کا کمال اقصیٰ جو کہ اب حاصل ہے) کیا چیز ہے (گو نفس ایمان ہر نبی کو ہر وقت قبل نبوت بھی حاصل ہوتا ہے) و لیکن
ہم نے (آپ کو نبوت اور قرآن دیا اور) اس قرآن کو (آپ کے لئے اولاً اور دوسرے کے لئے ثانیاً) ایک نور (یعنی
ہادی الی العلوم والاعمال) بنایا (جس سے آپ کو یہ علوم عظیمہ و احوال رفیعہ حاصل ہوئے جس سے اس کا ہدایت کبریٰ ہونا صاف
ثابت ہوتا ہے کیونکہ بہ نسبت اس کتاب کے جس کو پڑھ کر ایک ادنیٰ سا طالب علم بن جاوے وہ کتاب جس کو پڑھ کر پڑھنے والا
کامل بن جاوے ظاہر ہے کہ عالی اور رفیع اور انفع ہوگی اور جس کے ذریعہ سے (آپ کے پہنچنے کے بعد) ہم اپنے بندوں
میں سے جس کو چاہتے ہیں ہدایت کرتے ہیں (پس اس کے نور عظیم ہونے میں کوئی شبہ نہیں اب جو اندھا ہی ہو وہ اس نور کے
نفع سے محروم بلکہ اس کا منکر ہے جیسے یہ معترضین) اور (ہم نے نھدی بہ میں ہدایت کو خاص اپنا فعل بتایا ہے اور اس کے
ساتھ من نشاء کہا ہے یہ ہدایت بالمعنی الخاص کے اعتبار سے ہے ورنہ ہدایت بالمعنی العام یعنی دلالت علی الطریق کے اعتبار
سے وہ آپ کا منصبی فعل ہے اور وہ سب کے لئے عام بھی ہے گو کسی عارض سے کسی تک خبر نہ پہنچے چنانچہ) اس میں کوئی شبہ
نہیں کہ آپ (اس قرآن اور وحی کے ذریعہ سے عام لوگوں کو) ایک سیدھے رستے کی ہدایت کر رہے ہیں (آگے اس رستہ
کا بیان ہے جس کی طرف آپ ہدایت فرماتے ہیں) یعنی اس خدا کے رستہ کی (ہدایت کرتے ہیں) کہ اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں
ہے اور جو کچھ زمین میں ہے (یہ توحید و تعظیم صاحب احکام کی ہو گئی آگے ان احکام کے ماننے نہ ماننے والوں کی مجازاۃ کی طرف
اشارہ ہے کہ) یاد رکھو سب امور اسی کی طرف رجوع ہوں گے (پس وہ سب کو جزا و سزا دے گا) سورۃ الزخرف
مکیۃ ربط اس سورت میں یہ مضامین ہیں۔ اثبات۔ توحید۔ ابطال شرک۔ انکار اعتراض مشرکین بر مضمون دخول اصنام
در نار۔ اثبات وحی و رسالت۔ جواب بعض شبہات متعلق رسالت تسلیہ رسول صلے اللہ علیہ وسلم و امر بصفح تحقیر دنیا و عدم
مدخلیت مال دنیا در اہلیت نبوت۔ تہدید منکرین۔ قصص ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ علیہم السلام بتائید توحید و رسالت و
و تہدید و عدد وعید قیامت برائے مصدقین و مکذبین۔ اور اس سورت کے شروع میں اور سورت گزشتہ کے ختم میں مضمون
رسالت مابہ الاشتراک ہے۔

سورۃ الزخرف مکیۃ وھی تسع وثمانون اٰیۃ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

حٰمٓ ۝ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۝ اِنَّا جَعَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝

حٰم　قسم اس کتاب واضح کی　کہ ہم نے اس کو عربی زبان کا قرآن بنایا ہے　تاکہ تم　سمجھ لو

وَاِنَّهٗ فِيْٓ اُمِّ الْكِتٰبِ لَدَيْنَا لَعَلِيٌّ حَكِيْمٌ ۝ اَفَنَضْرِبُ عَنْكُمُ الذِّكْرَ

اور یہ ہمارے پاس لوح محفوظ میں بڑے رتبہ کی اور حکمت بھری کتاب ہے۔ کیا ہم تم سے اس نصیحت کو اس بات پر ہٹالیں گے

صَفْحًا اَنْ كُنْتُمْ قَوْمًا مُّسْرِفِيْنَ ۝ وَكَمْ اَرْسَلْنَا مِنْ نَّبِيٍّ فِي الْاَوَّلِيْنَ ۝

کہ تم حد سے گزرنے والے ہو　اور ہم پہلے لوگوں میں بہت سے نبی بھیجتے رہے ہیں

وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ نَّبِيٍّ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ فَاَهْلَكْنَآ اَشَدَّ مِنْهُمْ

اور ان لوگوں کے پاس کوئی نبی ایسا نہیں آیا جس کے ساتھ انہوں نے استہزاء کیا ہو　پھر ہم نے ان لوگوں کو جو کہ ان سے زیادہ

بَطْشًا وَّمَضٰى مَثَلُ الْاَوَّلِيْنَ ۝

زور آور تھے غارت کر ڈالا اور پہلے لوگوں کی یہ حالت ہو چکی ہے

تفسیر:- حٰم (اس کے معنی اللہ کو معلوم ہیں) قسم ہے اس کتاب واضح (المعنی) کی کہ ہم نے اس کو عربی زبان کا قرآن بنایا ہے تاکہ (اے عرب) تم (آسانی سے) سمجھ لو اور وہ ہمارے پاس لوح محفوظ میں بڑے رتبہ کی اور حکمت بھری کتاب ہے (پس جب وہ سمجھنے میں آسان اور خاص ہماری زیر حفاظت اور بوجہ اعجاز کے عظیم المرتبہ اور اپنی حقیقت پر دال پھر مضامین منافع ومصالح پر مشتمل تو ایسی کتاب کو ضرور ماننا چاہیئے لیکن اگر تم نہ بھی مانو تب بھی ہم بوجہ اقتضائے حکمت کے اس کا بھیجنا اور تم کو اس کا مخاطب بنانا نہ چھوڑیں گے جیسا ارشاد ہے کہ) کیا ہم تم سے اس نصیحت (نامہ) کو (محض) اس بات پر ہٹالیں گے کہ تم حد (اطاعت) سے گزرنے والے ہو (اور اس کو نہیں مانتے یعنی خواہ تم مانو یا نہ مانو مگر نصیحت تو برابر کی جاوے گی اور فیض کامل ہو کر رہے گا کہ مومنین کو نفع ہونا اور تم پر حجت تامہ ہونا وغیر ذلک اس میں حکمتیں ہیں) اور ہم پہلے لوگوں میں (باوجود ان کی تکذیب کے) بہت سے نبی بھیجتے رہے ہیں (یہ نہیں ہوا کہ تکذیب سے سلسلہ بند ہو جاتا) اور (اے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم جیسے ہم نے ان کی تکذیب کی پروا نہیں کی اسی طرح آپ بھی کچھ پروا اور غم نہ کیجئے کیونکہ) ان (پہلے) لوگوں (کا بھی یہی حال تھا کہ ان) کے پاس کوئی نبی ایسا نہیں آیا جس کے ساتھ انہوں نے استہزاء نہ کیا ہو پھر ہم نے ان لوگوں کو جو کہ ان (اہل مکہ) سے زیادہ زور آور تھے (سزائے تکذیب واستہزاء میں) غارت کر ڈالا اور پہلے لوگوں کی یہ حالت (ہلاک وغارت کی) ہو چکی ہے (پس نہ آپ غم کریں کہ ان کا بھی ایسا ہی حال ہونا ہے چنانچہ بدر وغیرہ میں ہوا اور نہ یہ بے فکری کریں کہ نمونہ موجود ہے) ف: واضح ہونا قرآن کا باعتبار معانی ادبیہ ومضامین متعلقہ اصول بہمہ دین وترغیب وترہیب کے مستلزم اس کو نہیں کہ معانی مستنبطہ اس کے ایسے سہل ہوں کہ ہر شخص کو اجازت اجتہاد کی ہو جاوے اور بیان جو قسم واقع ہوئی وہ علاوہ تاکید کلام حسب عادت عرب کے خود جواب قسم کی دلیل بھی ہے کیونکہ قرآن کی حالت میں غور کرنے سے اس کا اعجاز ظاہر ہوتا ہے اور وہ دلیل ہے منزل من اللہ ہونے کی پھر ایک

ذات کی ایک صفت اس کی دوسری صفات کی دلیل ہے سہ آفتاب آمد دلیل آفتاب ؛ گر دلیلت باید ازوے رو متاب ؛ اور عربی ہونے سے اشکال اس کے خطاب عام ہونے پر نہ کیا جاوے کیونکہ حکمت اس تخصیص کی عرب کا مخاطب اول ہونا ہے اور لدینا باعتبار اختصاص شرف کے فرمایا پس یہ قرب رتبہ ہے قرب مکان نہیں ربط اوپر رسالت کا مضمون تھا جس کی اعظم دعوت توحید ہے آگے توحید کا اثبات ایسے دلائل سے جو متضمن انعام بھی ہیں دنیز آخریں حتی جاء ہم الحق سے اس پر تنبیہ کرنا دلیل نقلی ثابت بالدلیل العقلی ہے اور احیاء ارض کی مناسبت سے احیاء موتی کا بھی ذکر ایک جملہ معترضہ میں اور درمیان شرک کا ابطال ارشاد ہے۔

وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ لَيَقُولُنَّ خَلَقَهُنَّ الْعَزِيزُ

اور اگر آپ ان سے پوچھیں کہ آسمان اور زمین کس نے پیدا کیا ہے تو وہ ضرور یہی کہیں گے کہ ان کو زبردست جاننے والے نے

الْعَلِيمُ ۝ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ مَهْدًا وَجَعَلَ لَكُمْ فِيهَا سُبُلًا لَعَلَّكُمْ

پیدا کیا ہے۔ جس نے تمہارے لئے زمین کو فرش بنایا اور اس میں اس نے تمہارے لئے رستے بنائے تاکہ تم منزل مقصود تک

تَهْتَدُونَ ۝ وَالَّذِي نَزَّلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً بِقَدَرٍ فَأَنْشَرْنَا بِهِ بَلْدَةً مَيْتًا ۚ

پہنچ سکو اور جس نے آسمان سے پانی ایک اندازے سے برسایا پھر ہم نے اس سے خشک زمین کو زندہ کیا

كَذٰلِكَ تُخْرَجُونَ ۝ وَالَّذِي خَلَقَ الْأَزْوَاجَ كُلَّهَا وَجَعَلَ لَكُمْ مِنَ الْفُلْكِ وَ

اسی طرح تم نکالے جاؤ گے اور جس نے تمام اقسام بنائیں اور تمہاری وہ کشتیاں اور چوپائے بنائے جن پر

الْأَنْعَامِ مَا تَرْكَبُونَ ۝ لِتَسْتَوُوا عَلَىٰ ظُهُورِهِ ثُمَّ تَذْكُرُوا نِعْمَةَ رَبِّكُمْ إِذَا اسْتَوَيْتُمْ

تم سوار ہوتے ہو تاکہ تم ان کی پیٹھ پر جم کے بیٹھو پھر جب اس پر بیٹھ چکو تو اپنے رب کی نعمت کو یاد کرو اور

عَلَيْهِ وَتَقُولُوا سُبْحٰنَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ ۝ وَإِنَّا إِلَىٰ

یوں کہو کہ اس کی ذات پاک ہے جس نے ان چیزوں کو ہمارے بس میں کر دیا اور ہم تو ایسے نہ تھے جو ان کو قابو میں کر لیتے

رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ ۝ وَجَعَلُوا لَهُ مِنْ عِبَادِهِ جُزْءًا ۚ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَكَفُورٌ

اور ہم کو اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ اور ان لوگوں نے خدا کے بندوں میں سے خدا کا جزو ٹھہرا دیا۔ واقعی انسان صریح

مُبِينٌ ۝ أَمِ اتَّخَذَ مِمَّا يَخْلُقُ بَنَاتٍ وَأَصْفٰكُمْ [illegible] بِالْبَنِينَ

ناشکر ہے کیا خدا نے اپنی مخلوقات میں سے بیٹیاں پسند کیں اور تم کو بیٹوں کے ساتھ [illegible] میں

أَحَدُهُمْ بِمَا ضَرَبَ لِلرَّحْمٰنِ مَثَلًا ظَلَّ وَجْهُهُ [illegible] ۝

کسی کو اس چیز کے ہونے کی خبر دی جاتی ہے جس کو خدائے رحمان کا نمونہ بنا رکھا ہے تو سارے دن اس کا [illegible] گھٹتا ہے

أَوَمَن يُنَشَّؤُا فِي الْحِلْيَةِ وَهُوَ فِي الْخِصَامِ غَيْرُ مُبِينٍ ○ وَجَعَلُوا الْمَلٰٓئِكَةَ

کیا جو کہ آرائش میں نشو و نما پاوے اور وہ مباحثہ میں قوت بیانیہ نہ رکھے اور انہوں نے فرشتوں کو جو کہ

الَّذِينَ هُمْ عِبَادُ الرَّحْمٰنِ إِنَاثًا ۚ أَشَهِدُوا خَلْقَهُمْ ۚ سَتُكْتَبُ شَهَادَ

خدا کے بندے ہیں عورت قرار دے رکھا ہے۔ کیا یہ ان کی پیدائش کے وقت موجود تھے ان کا یہ دعویٰ لکھ لیا جاتا

تُهُمْ وَيُسْـَٔلُونَ ○ وَقَالُوا لَوْ شَآءَ الرَّحْمٰنُ مَا عَبَدْنٰهُم ۗ مَا لَهُم بِذٰلِكَ

ہے اور ان سے باز پرس ہوگی اور وہ لوگ یوں کہتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ہم ان کی عبادت نہ کرتے۔ ان کو

مِنْ عِلْمٍ ۖ إِنْ هُمْ إِلَّا يَخْرُصُونَ ○ أَمْ اٰتَيْنٰهُمْ كِتٰبًا مِّن قَبْلِهٖ فَهُم بِهٖ

اس کی کچھ تحقیق نہیں محض بے تحقیق بات کر رہے ہیں کیا ہم نے ان کو اس سے پہلے کوئی کتاب دے رکھی ہے کہ

مُسْتَمْسِكُونَ ○ بَلْ قَالُوا إِنَّا وَجَدْنَا اٰبَآءَنَا عَلٰٓى أُمَّةٍ وَإِنَّا عَلٰٓى اٰثٰرِهِم

یہ اس سے استدلال کرتے ہیں بلکہ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے باپ دادوں کو ایک طریقہ پر پایا ہے اور ہم بھی ان کے پیچھے

مُّهْتَدُونَ ○ وَكَذٰلِكَ مَآ أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ فِي قَرْيَةٍ مِّن نَّذِيرٍ

پیچھے رستہ چل رہے ہیں۔ اور اسی طرح ہم نے آپ سے پہلے کسی بستی میں کوئی پیغمبر نہیں بھیجا مگر وہاں کے خوشحال

إِلَّا قَالَ مُتْرَفُوهَآ إِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا عَلٰٓى أُمَّةٍ وَإِنَّا عَلٰٓى اٰثٰرِهِم

لوگوں نے یہی کہا کہ ہم نے اپنے باپ دادوں کو ایک طریقہ پر پایا ہے اور ہم بھی ان ہی کے پیچھے پیچھے چلے جا رہے

مُّقْتَدُونَ ○ قٰلَ أَوَلَوْ جِئْتُكُم بِأَهْدٰى مِمَّا وَجَدتُّمْ عَلَيْهِ اٰبَآءَكُمْ

ہیں ان کے پیغمبر نے کہا کہ کیا اگرچہ میں اس سے اچھا مقصود پر پہنچا دینے والا طریقہ تمہارے

قَالُوٓا إِنَّا بِمَآ أُرْسِلْتُم بِهٖ كٰفِرُونَ ○ فَانتَقَمْنَا مِنْهُمْ ۖ فَانظُرْ كَيْفَ كَانَ

پاس لایا ہوں کہ جس پر تم نے اپنے باپ دادوں کو پایا ہو وہ کہنے لگے کہ ہم تو اس کو مانتے ہی نہیں جس کو دیکر تم کو بھیجا گیا ہے سو ہم نے

عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ ○

ان سے انتقام لیا سو دیکھئے تکذیب کرنے والوں کا کیا انجام ہوا

تفسیر:- اور اگر آپ ان سے پوچھیں کہ آسمان اور زمین کو کس نے پیدا کیا ہے تو وہ ضرور یہی کہیں گے کہ ان کو زبردست جاننے والے (خدا) نے پیدا کیا ہے (اور انفراد فی الخلق مستلزم انفراد فی الالوہیۃ کو ہے پس توحید ان کے اعتراف سے ثابت ہوگئی) آگے اللہ تعالیٰ تقویت توحید کے لئے اپنے دوسرے افعال دالہ علی التوحید بیان فرماتے ہیں تاکہ توحید کی رغبت ہو کہ شکر نعمت ہے وہذا کقولہ تعالیٰ فی طہٰ فاخرجنا بہ الخ یعنی یہ زمین و آسمان اس نے پیدا کیے ہیں) جس نے تمہارے (آرام کے) لئے زمین کو (مثل) فرش (کے) بنایا (کہ اس پر آرام کرتے ہو) اور اس (زمین) میں اس نے تمہارے (منازل مقصودہ تک پہنچنے کے) لئے

رستے بنائے تاکہ (ان رستوں میں چل کر) تم منزل مقصود تک پہنچ سکو اور جس نے آسمان سے پانی ایک اندازہ (خاص) سے (حسب مشیت وحکمت کے) برسایا پھر ہم نے اس (پانی) سے خشک زمین کو (اس کی مناسب) زندہ کیا (اور اس کے علاوہ دلالت علی التوحید کے یہ بھی کچھ سنانا چاہئے کہ) اسی طرح تم (بھی اپنی قبروں سے) نکالے جاؤ گے (کہ توحید کے ساتھ اس کا بھی انکار کیا جاتا تھا) اور جس نے (مختلف) چیزیں (وانواع میں) تمام (مختلف) اقسام (یعنی اصناف) بنائیں اور تمہاری وہ کشتیاں اور چوپائے بنائے جن پر تم سوار ہوتے ہو تاکہ تم ان (کشتیوں اور چارپایوں) کی (سطح اور) پیٹھ پر جم کر (اطمینان سے) بیٹھو پھر جب اس پر بیٹھ چکو تو اپنے رب کی (اس) نعمت کو (دل سے) یاد کرو اور (زبان سے استحباباً) یوں کہو کہ اس کی ذات پاک ہے جس نے ان چیزوں کو ہمارے بس میں کر دیا اور ہم تو ایسے (طاقتور اور ہنرمند) نہ تھے جو ان کو قابو میں کر لیتے (کیونکہ جانور سے زیادہ زور نہیں اور بے الہام حق کشتی چلانے کی تدبیر سے واقف نہیں، دونوں کے متعلق حق تعالیٰ نے تدبیر تعلیم فرمادی) اور ہم کو اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانا ہے (اس سے ہم اس پر سوار ہو کر غفلت عن الشکر یا تفاخر وتعاظم نہیں کرتے بلکہ شکر اور ناشکری دونوں کا بدلہ وہاں ملے گا یہ اس لئے بڑھا دیا کہ تذکر انقلاب الی الرب حامل ہوتا ہے شکر کا جس کی تقریر ابھی ہوئی جیسا کہ حامل صبر پر بھی ہوتا ہے جیسا انا للہ کے ساتھ انا الیہ راجعون بڑھا لیا ہے) اور (باوجود قائم ہونے دلائل توحید کے) ان لوگوں نے (شرک اختیار کر رکھا ہے اور وہ بھی کیسا قبیح کہ فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہتے ہیں اور ان کی عبادت کرتے ہیں۔ پس ایک خرابی تو یہ ہوئی کہ انہوں نے) خدا کے بندوں میں سے (جو مخلوق ہوتے ہیں) خدا کا جزو ٹھیرا دیا (اور جزو ہونا عقلاً محال اور قبیح ہے) واقعی (ایسا) انسان صریح ناشکر ہے (کہ خدا تعالیٰ کے ساتھ اتنا بڑا کفر کرتا ہے کہ اس کو صاحب جزو قرار دیتا ہے جو مستلزم حدوث کو ہے غرض ایک خرابی تو یہ ہوئی اور دوسری خرابی یہ کہ یہ لوگ لڑکی کو ناقص سمجھتے ہیں اور پھر خدا کے لئے بیٹیاں مانتے ہیں تو) کیا خدا نے اپنی مخلوق میں سے (تمہارے زعم میں اپنے لئے تو) بیٹیاں پسند کیں اور تم کو بیٹوں کے ساتھ مخصوص کیا حالانکہ (تم بیٹیوں کو اتنا برا سمجھتے ہو کہ) جب تم میں کسی کو اس چیز کے ہونے کی خبر دی جاتی ہے جس کو خدائے رحمان کا نمونہ (یعنی اولاد) بنا رکھا ہے (مراد بیٹی ہے) تو (اس قدر ناراض ہو کہ) سارے دن اس کا چہرہ بے رونق رہے اور وہ دل ہی دل میں گھٹتا رہے (تو حیرت ہے کہ خدا کی طرف نسبت نقصان کی کرتے ہو اور اس کی پوری تقریر سورہ صٰفٰت کے اخیر رکوع میں گذری ہے اور یہ تقریر مذکور دو الزامی تھا آگے اسی کے متعلق ایک رد تحقیقی ہے یعنی گو لڑکی ہونا فی نفسہ موجب عار وذلت نہیں جیسا تم سمجھ رہے ہو لیکن اس میں تو کوئی شک نہیں کہ وہ باعتبار اپنی اصل وضع کے قطع نظر عوارض سے ناقص العقل ضعیف الرائے ضرور ہے جب یہ بات ہے تو کیا (خدا نے اولاد بنانے کے لئے لڑکی کو پسند کیا ہے) جو کہ (عادۃً) آرائش (وزیبائش) میں نشوونما پائے رہ کر علامت اور نیز سبب ہے رغبت الی الحلیہ کا جس کے لوازم عادیہ سے ہے ضعف رائے وعقل) اور وہ (بوجہ ضعف قوت فکریہ کے مباحثہ میں قوت بیانیہ (بھی) نہ رکھے (چنانچہ ان کی تقریرات میں ذرا غور کرنے سے مشاہدہ ہوتا ہے کہ نہ اپنے دعوے کو کافی بیان سے ثابت کر سکیں اور نہ دوسرے کے دعوے کو ہدم کر سکیں ہمیشہ ادھوری بات کہیں گی یا فضول باتیں اس میں ملا دیں گی جن کو مطلوب میں کچھ دخل نہ ہو کہ اس سے بھی تبیین مقصود میں خلل پڑ جاتا ہے اور مباحثہ کی تخصیص اس حیثیت سے ہے کہ اس میں بوجہ زیادتی احتیاج بیان کے ان کا عجز زیادہ ظاہر ہو جاتا ہے پس ہر کلام مطول اسی کے حکم میں ہے اور معمولی جملوں کا ادا ہو جانا قوت بیانیہ کی دلیل نہیں جیسے میں آتی تھی رہ گئی تھی یہ دو تقریریں دوسری خرابی کی ہوئیں) اور (تیسری خرابی قطع نظر لزوم شرک کے یہ ہے کہ) انہوں نے فرشتوں کو جو کہ خدا کے (مخلوق) بندے ہیں (اور اس لئے اللہ تعالیٰ کو ان کی پوری حالت اور صفت معلوم ہے اور بوجہ ان کے غیر محسوس ہونے کے جب تک وہ کسی کو ان کی حالت نہ بتلا دے معلوم ہو نہیں سکتی اور اس کو ان کا عورت ہونا کہیں نہیں بتلایا باوجود اس کے انہوں نے ان کو بلا دلیل) عورت قرار دے رکھا ہے (اور دلیل عقلی ونقلی کا انتفاء یقینی ہے پس مشاہدہ ہونا چاہئے تو) کیا یہ ان کی پیدائش کے موجود تھے (اور دیکھ رہے تھے اور ہر چند کہ مشاہدہ کا انتفاء بھی یقینی ہے مگر اس میں ان کی تحمیق کی تصریح زیادہ ہے) ان کا یہ دعویٰ (بلا دلیل ان کو ملائکہ کے بارے میں دفتر اعمال میں) لکھ لیا جاتا ہے اور (قیامت میں) ان سے باز پرس ہوگی (کیونکہ دعویٰ بلا دلیل کذب

بالخصوص عقائد میں پھر بالخصوص جبکہ اس کے ساتھ اور مفاسد بھی منضم ہوں۔ یہ گفتگو نبوت کے ثبوت اور توحید کے متعلق تھی) اور (آگے ان کی معبودیت کے متعلق ہے کہ) وہ لوگ یوں کہتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ (اس بات کو نہ) چاہتا (کہ ملائکہ کی عبادت نہ ہو یعنی اس عبادت سے وہ ناخوش ہوتا) تو ہم (کبھی) ان کی عبادت نہ کرتے (کیونکہ وہ کرنے ہی نہ دیتا بلکہ جبراً روک دیتا جب نہیں روکا تو معلوم ہوا کہ وہ ان کی عبادت نہ کرنے سے خوش نہیں بلکہ عبادت کرنے سے خوش ہے آگے ان کا رد ہے کہ) ان کو اس (بات) کی کچھ تحقیق نہیں (ہے) محض بے تحقیق بات کر رہے ہیں (کیونکہ قادر کر دینا اس کی رضا کی دلیل نہیں جیسا پارہ ہشتم کے نصف سے پہلے آیت سیقول الذین اشرکوا الخ میں اس کی تقریر ہو چکی ہے یہ استدلال یا مشیئت جو کہ استدلال عقلی ہے لغو و باطل ٹھہرا تو اب یہ بتلا دیں کہ) کیا ہم نے ان کو اس (قرآن) سے پہلے کوئی کتاب دے رکھی ہے کہ یہ (اس دعوے میں) اس سے استدلال کرتے ہیں مدعا حقیقت یہ ہے کہ نہ دلیل عقلی ہے نہ دلیل نقلی) بلکہ محض اتباع رسم پیشینیاں ہے چنانچہ یہ کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے باپ دادوں کو ایک طریقے پر پایا ہے اور ہم بھی ان کے پیچھے پیچھے راستہ چل رہے ہیں اور جس طرح یہ لوگ بلا دلیل بلکہ خلاف دلیل اپنی رسم قدیم کو سند لاتے ہیں) اسی طرح ہم نے آپ سے پہلے کسی بستی میں کوئی پیغمبر نہیں بھیجا مگر وہاں کے خوش حال لوگوں نے (اولاً اور تابعین نے ثانیاً) یہی کہا کہ ہم نے اپنے باپ دادوں کو ایک طریقے پر پایا ہے اور ہم بھی ان ہی کے پیچھے پیچھے چلے جا رہے ہیں (اس پر) ان کے اس پیغمبر نے (ان سے) کہا کہ کیا (تم تباعی رسم کا اتباع کئے جاؤ گے) اگرچہ میں اس سے اچھا (منزل) مقصود پر پہنچانے والا طریقہ تمہارے پاس لایا ہوں جو (بر وقت عنا) پہنچنے کے تم تو اس (دین) کو مانتے ہی نہیں جس کو دیکر (بزعم تمہارے) تم کو بھیجا گیا ہے سو (جب عناد حد سے بڑھ گیا اس وقت) ہم نے ان سے انتقام لیا سو دیکھئے تکذیب کرنے والوں کا کیسا (برا) انجام ہوا۔ ربط اوپر توحید کا مضمون تھا آگے اس کی تاکید در تاکید کے لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے جو کہ مسلم بعظمت عند العرب تھے اس کا منقول ہونا جس سے ان کے دعوے اتباع آباء پر بھی تعریض ہو گئی کہ اور آباء و اجداد سے یہ جد اعظم احق بالاتباع ہیں اور ان کے بعد پھر ان کی اولاد میں اس کا منقول چلا آنا اور اب آخر میں پیغمبر زماں کی معرفت اس کی تجدید فرمانا اور اس کے متعلق پیغمبر زماں صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے متعلق ان لوگوں کے ایک اعتراض کا جواب مذکور ہے۔

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖٓ اِنَّنِيْ بَرَآءٌ مِّمَّا تَعْبُدُوْنَ ۙ اِلَّا الَّذِيْ فَطَرَنِيْ

اور جبکہ ابراہیم نے اپنے باپ سے اور اپنی قوم سے فرمایا کہ میں ان چیزوں سے بیزار ہوں جن کی تم عبادت کرتے ہو مگر ہاں جس نے مجھ کو

فَاِنَّهٗ سَيَهْدِيْنِ ۝ وَجَعَلَهَا كَلِمَةًۢ بَاقِيَةً فِيْ عَقِبِهٖ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۝ بَلْ

پیدا کیا پھر وہی مجھ کو رہنمائی کرتا ہے اور وہ اس کو اپنی اولاد میں ایک قائم رہنے والی بات کر گئے تاکہ لوگ باز آتے رہیں بلکہ میں

مَتَّعْتُ هٰٓؤُلَاۗءِ وَاٰبَاۗءَهُمْ حَتّٰى جَاۗءَهُمُ الْحَقُّ وَرَسُوْلٌ مُّبِيْنٌ ۝ وَلَمَّا جَاۗءَ

نے ان کو اور ان کے باپ دادوں کو خوب سامان دیا ہے یہاں تک کہ ان کے پاس سچا قرآن اور صاف صاف بتلانے والا رسول آیا اور جب

هُمُ الْحَقُّ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ وَّاِنَّا بِهٖ كٰفِرُوْنَ ۝ وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ

ان کے پاس یہ سچا قرآن پہنچا تو کہنے لگے کہ یہ جادو ہے ہم اس کو نہیں مانتے اور کہنے لگے کہ یہ قرآن ان دونوں بستیوں میں

عَلٰي رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ ۝ اَهُمْ يَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّكَ ۭ نَحْنُ قَسَمْنَا

سے کسی بڑے آدمی پر کیوں نہیں نازل کیا گیا کیا یہ لوگ آپ کے رب کی رحمت کو تقسیم کرنا چاہتے ہیں دنیوی

بَيْنَهُمْ مَّعِيْشَتَهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ

زندگی میں ان کی روزی ہم نے تقسیم کر رکھی ہے اور ہم نے ایک کو دوسرے پر رفعت دے رکھی

لِّيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِيًّا ۗ وَرَحْمَتُ رَبِّكَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ۝ وَ

ہے تاکہ ایک دوسرے سے کام لیتا رہے اور آپ کے رب کی رحمت بدرجہا اس سے بہتر ہے جس کو یہ لوگ سمیٹتے

لَوْلَآ اَنْ يَّكُوْنَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً لَّجَعَلْنَا لِمَنْ يَّكْفُرُ بِالرَّحْمٰنِ لِبُيُوْ

پھرتے ہیں اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ تمام آدمی ایک ہی طریقہ کے ہوجاویں گے تو جو لوگ خدا کیساتھ کفر کرتے ہیں ہم ان کے لئے ان کے گھروں

تِهِمْ سُقُفًا مِّنْ فِضَّةٍ وَّمَعَارِجَ عَلَيْهَا يَظْهَرُوْنَ ۝ لا وَلِبُيُوْتِهِمْ اَبْوَابًا وَّ

کی چھتیں چاندی کی کر دیتے اور زینے بھی جن پر چڑھا کرتے اور ان کے گھروں کے کواڑ بھی اور

سُرُرًا عَلَيْهَا يَتَّكِـُٔوْنَ ۝ وَزُخْرُفًا ۭ وَاِنْ كُلُّ ذٰلِكَ لَمَّا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۭ

تخت بھی جن پر تکیہ لگا کر بیٹھتے ہیں اور سونے کے بھی اور یہ سب کچھ بھی نہیں صرف دنیوی زندگی کی چند روزہ کامرانی ہے

وَالْاٰخِرَةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝

اور آخرت آپ کے پروردگار کے ہاں خدا ترسوں کے لئے ہے

تفسیر:- اور (وہ وقت قابل ذکر ہے) جبکہ ابراہیم (علیہ السلام) نے اپنے باپ سے اور اپنی قوم سے فرمایا کہ میں ان چیزوں (کی عبادت) سے بیزار (اور بے تعلق) ہوں جن کی تم عبادت کرتے ہو مگر ہاں (اس خدا سے تعلق رکھتا ہوں) جس نے مجھ کو پیدا کیا پھر وہی مجھ کو (میرے دین و دنیا کی مصلحتوں تک) رہنمائی کرتا ہے (مطلب یہ کہ ان لوگوں کو ابراہیم علیہ السلام کا حال یاد کرنا چاہیے کہ وہ خود بھی توحید کے معتقد تھے) اور (بذریعہ وصیت کے) وہ اس (عقیدہ) کو اپنی اولاد میں (بھی) ایک قائم رہنے والی بات کر گئے (یعنی اپنی اولاد کو بھی وصیت کی لقولہ تعالےٰ ووصی بھا ابراھیم بنیہ جس کا اثر کچھ کچھ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت تک بھی برابر رہا یہاں تک کہ زمانہ جاہلیت میں بھی عرب میں بعضے لوگ شرک سے نفور تھے۔ لعلہم من انوار لعم اور یہ وصیت انہوں نے اس لئے کی تھی) تاکہ (ہر زمانہ میں مشرک) لوگ (موحدین سے توحید سن سنکر شرک سے) باز آتے رہیں (مگر یہ لوگ پھر بھی باز نہیں آتے اور اس طرف توجہ نہیں کرتے) بلکہ میں نے (ہی) ان کو اور ان کے باپ دادوں کو (دنیا کا) خوب سامان دیا ہے (اس میں منہمک و مشغول و غافل ہو رہے ہیں) یہاں تک کہ اسی اشتغال و انہماک و خواب غفلت سے بیدار کرنے کے لئے) ان کے پاس سچا قرآن (جو بوجہ معجز ہونے کے اپنے سچا ہونے کی آپ ہی دلیل ہے) اور صاف صاف بتانے والا رسول (اللہ کی طرف سے) آیا اور جب ان کے پاس یہ سچا قرآن پہنچا (اور اس کا اعجاز ظاہر ہوا) تو کہنے لگے کہ یہ جادو ہے اور ہم اس کو نہیں مانتے (یہ تو قرآن کی نسبت کہا) اور (رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت) کہنے لگے کہ یہ قرآن (کلام الٰہی ہے اور من حیث الرسالۃ آیا ہے تو) ان دونوں بستیوں (یعنی مکہ اور طائف کے رہنے والوں) میں سے کسی بڑے آدمی پر کیوں نہیں نازل کیا گیا (یعنی رسول کے لئے عظیم الشان ہونا ضروری ہے اور پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم مال اور ریاست نہیں رکھتے تو یہ پیغمبر نہیں ہو سکتے مقصود انکار تھا پیغمبری کا اس شبہ سے تمسک کر کے آگے اس شبہ کا رد فرماتے ہیں کہ) کیا یہ لوگ آپ کے رب کی رحمت (خاصہ یعنی نبوت) کو (رفوں) تقسیم کرنا چاہتے ہیں (یعنی یہ چاہتا کہ ہماری رائے کے موافق ملے گی گویا خود تقسیم کنندہ ہونے کی ہوس کرتا ہے کہ یہ تقسیم ہمارے سپرد ہو سو یہ ہوس نری نادانی ہے کیونکہ)

وراثت توحید از ابراہیم علیہ السلام و دفع شبہ منکرین رسالت حضرت سید الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم

دنیوی زندگی میں (ان کی روزی ہم (ہی) نے تقسیم کر رکھی ہے اور (اس) تقسیم میں ہم نے ایک کو دوسرے پر رفعت دے
رکھی ہے تاکہ (اس سے یہ مصلحت حاصل ہو کہ) ایک دوسرے سے کام لیتا رہے (اور عالم کا انتظام قائم رہے) [illegible]
بات ہے کہ) آپ کے رب کی رحمت (خاصہ یعنی نبوت) بدرجہا [illegible] مال و متاع [illegible]
بہتر ہے جس کو یہ لوگ سمیٹتے پھرتے ہیں (پس جب دنیوی معیشت کی ادنیٰ درجہ کی چیز ہے تقسیم ان [illegible]
مصالح کے لئے کہ وہ بھی عظیم نہیں ہیں خود ہی اپنی حکمت و سنت پر رکھی ہے تو نبوت جو اعلیٰ درجہ کی چیز ہے [illegible]
مصالح بھی اعظم درجہ کے ہیں وہ کیونکر ان کی رائے پر تقسیم کی جاتی [illegible]
ریاست ہے سو اس کا جواب یہ ہے کہ امر عظیم کی صلاحیت کا [illegible] عظیم ہونا چاہیے اور دنیا کی [illegible]
صغیر و حقیر ہے کہ) اگر یہ بات (متوقع) نہ ہوتی کہ تمام آدمی ایک ہی طریقے کے ہو جاویں گے (یعنی کافر ہو جاویں گے)
تو جو لوگ خدا کے ساتھ کفر کرتے ہیں (اور خدا کے نزدیک سخت مبغوض ہیں) ہم ان (سب) کے لئے ان کے گھروں کی چھتیں چاندی
کی کر دیتے اور (نیز) زینے بھی (چاندی کے کر دیتے) جن پر چڑھا (اترا) کرتے اور ان کے گھروں کے دروازے بھی (چاندی کے کر دیتے)
اور تخت بھی (چاندی کے کر دیتے) جن پر تکیہ لگا کر بیٹھتے ہیں اور (یہ ہی چیزیں) سونے کی بھی (کر دیتے) [illegible]
یہ سامان سب کفار کو اس لئے نہیں دیا کہ اکثر طبائع میں ترجیح مال و متاع کی غالب ہے اور اس صورت [illegible]
حصول مال و متاع کا پس باستثناء بعض قلیل کے قریب قریب کل کے کفر اختیار کر لیتے یہ مصلحت ہے عدم [illegible]
کفار کو سامان نہ دینے میں اور بعض کو کم دینے میں ورنہ اگر یہ مصلحت نہ ہوتی تو ہم ایسا ہی کرتے اور ظاہر ہے کہ دشمن کو [illegible]
چیز نہیں دیا کرتے اس سے معلوم ہوا کہ دنیا واقع میں امر عظیم نہیں ہے پس وہ منصب عظیم یعنی نبوت کی صلاحیت کی [illegible]
بلکہ بنا اس کی صلاحیت کی ملکات فاضلہ موہوبہ من اللہ ہیں جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں بدرجہ اکمل مجتمع ہیں پس نبوت ان ہی کے
لئے زیبا تھی نہ کہ مکہ و طائف کے رئیسوں کے لئے) اور (آگے منجملہ وجوہ حقارت دنیا کے ایک وجہ جو نہایت ظاہر ہے [illegible]
میں وہ یہ کہ) یہ سب (ساز و سامان جو مذکور ہوا) کچھ بھی نہیں صرف دنیوی زندگی کی چند روزہ کامرانی ہے (پھر فنا آخر شد) اور آخرت
(جو اس کے مقابلہ میں ہے اور باقی و ابدی ہے اور اس لئے اس سے بہتر ہے وہ) آپ کے پروردگار کے ہاں خدا ترسوں کے
لئے ہے (پس جو چیز فانی ہو وہ نہ قابل قدر ہے نہ قابل غضب البتہ آخرت چونکہ باقی ہے [illegible] اور اس کے تحصیل کے ذرائع یعنی اعمال صالحہ
ہیں وہ بے شک قابل اعتبار ہیں۔ اس میں بھی جواب مذکور کے دوسرے جزو کی طرف کہ وہ ملکات فاضلہ جن میں صاحب الامر
العظیم کے اشارہ ہو گیا کہ وہ اس لئے قابل وقعت ہیں کہ وہ اسباب فوز بالآخرۃ میں سے ہیں اور سبب عظیم کا عظیم ہے پس یہ ملکات
اور فواضل امر عظیم ہیں جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متصف ہیں) **ف** مما تعبدون میں ماتعبدون سے مراد
اصنام ہیں اور اگر وہ اللہ کی بھی عبادت کرتے ہوں جیسا اکثر مشرکین کا مسلک ہے تب بھی بوجہ اس کے کہ وہ عبادت کالعدم
ہے ما تعبدون کا عموم اس کو شامل نہ ہوگا پس استثناء منقطع ہوگا اور ان کا لولا نزل الخ کہنا اس کے اس کہنے سے شبہ
نہ کیا جاوے کہ بشر اور نبوت میں منافات ہے۔ اصل یہ ہے کہ ایک قول ان کا اصلی عقیدہ تھا اور ایک علی سبیل التنزل و التسلیم اور
تخصیص قریتین کی اس لئے کی کہ قرب و جوار میں اور کوئی شہر نہ تھا اور دیہات کے لوگوں کو خود اس قابل نہیں سمجھا کرتے علاوہ کمی
سلیقہ کے اکثر مال و جاہ میں بھی اہل شہر سے کم ہوتے ہیں اور اس جواب مذکور فی الآیۃ سے یہ نہ سمجھا جاوے کہ انبیاء [illegible]
کا لحاظ اصلاً نہیں ہوتا حدیث بخاری قصہ ہرقل میں خود ہے کذلک الرسل تبعث فی نسب قومها بلکہ مقصود یہ ہے [illegible]
بقدر ضرورت کافی ہے کہ وہ عام نظروں میں حقیر نہ سمجھا جاوے جو سبب ہو جاوے عار عن الاتباع کا اس سے زیادہ [illegible]
ہے اور جاہ کی جو مذمت آئی ہے اس سے بھی دوسرا مرتبہ مراد ہے کہ مرتبہ اولیٰ کہ ضروریات [illegible] تحصیل [illegible]
یکون الناس کی تقریر ترجمہ میں جو میں نے قریب قریب بڑھا دیا اس سے ایک شبہ کا جواب ہو گیا جو کہ اس ملازمت پر کیا گیا ہے
تقریر اس کی یہ ہے کہ اب بھی بہت سے آدمی ایسے ہیں کہ کسی ذریعہ سے وہ بایقین جانتے ہیں کہ کافر ہو جانے سے دنیا خوب مل
سکتی ہے لیکن اگر ان کو کوئی قتل بھی کر دے تب بھی ہرگز کافر نہ ہوں جواب کی تقریر یہ ہے کہ الناس سے مراد کل ناس نہیں ہیں بلکہ
اکثر ناس ہیں اور گو کفار باعتبار عدد کے اب بھی اکثر ہیں مگر مطلق اکثر مراد نہیں بلکہ قریب قریب کل کے اس طرح کہ مسلمان فی نفسہ [illegible]

قلیل ہوتے سو بحمد اللہ یہ بات نہیں ہے پس اس پر کوئی شبہ نہیں رہا ربط اور منکرین توحید و رسالت کے کفر و ضلالت کا بیان تھا آگے اس کفر و ضلالت پر حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے حزن کے ازالہ اور تسلیہ کرنے کے لئے اس ضلالت کی علت اور پھر قیامت میں ان کی ندامت اور خسارت اور ان کی ہدایت کا آپ کے اختیار سے خارج ہونا اور ان کا عقوبت سے نہ بچ سکنا اور قرآن اور اسلام اور توحید کا نعمت اور حق ہونا کہ اس کو بھی تسلیہ میں دخل ہوتا ہے مذکور ہے۔

وَمَنْ يَعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ ۝ وَاِنَّهُمْ

اور جو شخص اللہ کی نصیحت سے اندھا بن جاوے ہم اس پر ایک شیطان مسلط کر دیتے ہیں سو وہ اس کے ساتھ رہتا ہے اور وہ ان کو

لَيَصُدُّوْنَهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝ حَتّٰۤى اِذَا جَآءَنَا

راہ سے روکتے رہتے ہیں اور یہ لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ راہ پر ہیں یہاں تک کہ جب ایسا

قَالَ يٰلَيْتَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ بُعْدَ الْمَشْرِقَيْنِ فَبِئْسَ الْقَرِيْنُ ۝ وَلَنْ يَّنْفَعَكُمُ

شخص ہمارے پاس آوے گا تو کہے گا کہ کاش میرے اور تیرے درمیان میں مشرق و مغرب کی برابر فاصلہ ہوتا کہ برا ساتھی تھا

الْيَوْمَ اِذْ ظَّلَمْتُمْ اَنَّكُمْ فِى الْعَذَابِ مُشْتَرِكُوْنَ ۝ اَفَاَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ اَوْ

اور جبکہ تم کفر کر چکے تھے تو آج یہ بات تمہارے کام نہ آوے گی تم سب عذاب میں شریک ہو سو کیا آپ بہروں کو سنا سکتے ہیں یا اندھوں کو

تَهْدِى الْعُمْىَ وَمَنْ كَانَ فِىْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ فَاِمَّا نَذْهَبَنَّ بِكَ فَاِنَّا مِنْهُمْ

اور ان لوگوں کو جو کہ صریح گمراہی میں ہیں راہ پر لا سکتے ہیں پھر اگر ہم آپ کو اٹھا لیں تو بھی ہم ان سے بدلا لینے

مُّنْتَقِمُوْنَ ۝ اَوْ نُرِيَنَّكَ الَّذِىْ وَعَدْنٰهُمْ فَاِنَّا عَلَيْهِمْ مُّقْتَدِرُوْنَ ۝

والے ہیں یا اگر ان سے پہلے ہم نے عذاب کا وعدہ کر رکھا ہے وہ آپ کو دکھلا دیں تب بھی ہم کو ان پر ہر طرح کی قدرت ہے

فَاسْتَمْسِكْ بِالَّذِىْۤ اُوْحِىَ اِلَيْكَ ۚ اِنَّكَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ وَاِنَّهٗ لَذِكْرٌ

تو آپ اس قرآن پر قائم رہیئے جو آپ پر وحی کے ذریعہ نازل کیا گیا ہے آپ بیشک سیدھے رستے پر ہیں اور یہ قرآن آپ کے

لَّكَ وَلِقَوْمِكَ ۚ وَسَوْفَ تُسْـَٔلُوْنَ ۝ وَسْـَٔلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ

لئے اور آپ کی قوم کے لئے بڑے شرف کی چیز ہے اور عنقریب تم سب پوچھے جاؤ گے اور آپ ان سب پیغمبروں سے جن کو ہم نے

رُّسُلِنَاۤ اَجَعَلْنَا مِنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ اٰلِهَةً يُّعْبَدُوْنَ ۝

آپ سے پہلے بھیجا ہے پوچھ لیجئے کہ کیا ہم نے خدائے رحمان کے سوا دوسرے معبود ٹھیرا دیئے تھے کہ انکی عبادت کی جاوے

تفسیر:۔ اور جو شخص اللہ کی نصیحت (یعنی قرآن اور وحی) سے (جان بوجھ کر) اندھا بن جاوے (جیسے یہ کفار ہیں کہ دلائل شافیہ کے ہوتے ہوئے تجاہل و تغافل کرتے ہیں جیسا فرعونیوں کا حال آیا ہے) ہم اس پر ایک شیطان مسلط کر دیتے ہیں سو وہ (ہر وقت) اس کے ساتھ رہتا ہے اور وہ (ساتھ رہنے والے شیاطین) ان (معرضین عن القرآن) کو (دین کی)

راہ (حق) سے روکتے رہتے ہیں (اور تسلط کا یہی اثر ہے) اور یہ لوگ (باوجود راہ حق سے دور ہو جانے کے) یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ (یعنی ہم) راہ پر ہیں (سو جن کی گمراہی کی یہ صورت اور یہ حالت ہو اس کے راہ پر آنے کی کیا امید ہے سو غم کیوں کیا جاوے اور اس سے بھی تسلی رکھیے کہ ان کا یہ تغافل جلدی ہی ختم ہوگا اور جلدی ہی ان کو اپنی غلطی ظاہر ہو جاوے گی کیونکہ یہ تغافل محض دنیا ہی دنیا تک ہے) یہاں تک کہ جب ایسا شخص ہمارے پاس آوے گا (اور اس کی غلطی ظاہر ہوگی) تو (اس شیطان قرین سے) کہے گا کہ کاش میرے اور تیرے درمیان میں (دنیا میں) مشرق و مغرب کے برابر فاصلہ ہوتا (کہ تو مجھ کو نہ ملتا کیونکہ تو) بُرا ساتھی تھا (کہ تو نے مجھ کو گمراہ کیا مگر یہ حسرت اس وقت کام نہ آوے گی) اور (منجانب اللہ ان سے کہا جاوے گا کہ) جبکہ تم (دنیا میں) کفر کر چکے تھے تو (جس طرح آج حسرت تمہارے کام نہیں آتی اسی طرح) آج یہ بات (بھی) تمہارے کام نہ آوے گی کہ تم (اور شیاطین) سب عذاب میں شریک ہو (جیسے دنیا میں بعض اوقات دوسرے کو شریک مصیبت دیکھ کر گونہ تسلی ہو جاتی ہے۔ وہاں چونکہ عذاب بہت زیادہ شدید ہوگا اس لئے دوسرے کی طرف التفات بھی نہ ہوگا ہر شخص اپنے حال میں مبتلا ہوگا اور اپنے ہی کو سب سے زیادہ مبتلا سمجھے گا) سو (آپ کو جب ان کی یہ حالت معلوم ہو گئی کہ ان کی ہدایت کی کوئی امید نہیں تو) کیا آپ (ایسے) بہروں کو سنا سکتے ہیں یا (ایسے) اندھوں کو اور ان لوگوں کو جو کہ صریح گمراہی میں (مبتلا) ہیں راہ پر لا سکتے ہیں (یعنی ان کی ہدایت آپ کے اختیار سے خارج ہے آپ در پے نہ ہوں) پھر (ان کا یہ عصیان اور یہ طغیان خالی جانے والا نہیں بلکہ اس پر ضرور عقوبت مرتب ہونے والی ہے خواہ آپ کی حیات میں یا خواہ آپ کی وفات کے بعد ہو پس) اگر ہم (دنیا سے) آپ کو اٹھا لیں تو بھی ہم ان (کافروں) سے بدلا لینے والے ہیں یا اگر ان سے جو ہم نے عذاب کا وعدہ کر رکھا ہے وہ (آپ کی حیات میں ان پر نازل کر کے) آپ کو (بھی) دکھلا دیں تب بھی (کچھ بعید نہیں کیونکہ) ہم کو ان پر ہر طرح کی قدرت ہے (مطلب یہ کہ عذاب ضرور ہوگا خواہ کبھی ہی ہو اور جب یہ بات ہے) تو آپ (تسلی رکھیے اور اطمینان سے) اس قرآن پر قائم رہیے جو آپ پر وحی کے ذریعہ سے نازل کیا گیا ہے (کیونکہ) آپ بے شک سیدھے رستے پر ہیں (مطلب یہ کہ اپنا کام کرتے رہئے دوسروں کے کام کا غم نہ کیجیے) اور یہ قرآن (جس کے ساتھ تمسک کرنے کو ہم کہتے ہیں) آپ کے لئے اور آپ کی قوم کے لئے بڑے شرف کی چیز ہے (آپ کے لئے تو اس لئے کہ آپ مخاطب بلاواسطہ ہیں اور قوم کے لئے اس واسطے کہ مخاطب بواسطہ ہیں ملوک کا مخاطب ہونا ظاہر ہے کہ موجب شرف ہے چہ جائے ملک الملوک کا مخاطب بننا خواہ قوم سے مراد قریش ہوں یا عرب ہوں یا تمام امت ہوں کہ تدریجاً و تعاقباً قرآنی خطاب سب کو ہے غرض یہ کہ موجب شرف ہونے کی وجہ سے یہ بڑی نعمت ہے) اور عنقریب (قیامت کے روز) تم سب (اپنے اپنے ذمہ کے واجب حقوق سے) پوچھے جاؤ گے (پس آپ سے صرف تبلیغ کے متعلق سوال ہوگا جس کو آپ خوب ادا کر چکے ہیں اور عمل کے متعلق سوال ہوگا جس نے انہوں نے اضلال کیا پس جب آپ سے ان کے اعمال کے بارہ میں باز پرس نہ ہوگی تو پھر آپ کیوں غم کرتے ہیں) اور (ہم نے جو اوپر فاستمسک بالذی اوحی الیک انک علی صراط مستقیم میں تعلیم قرآنی کو حق فرمایا ہے اس میں بڑا اول مابہ النزاع ان کفار سے توحید ہے جس کے حق ہونے میں ان کو بڑا کلام ہے سو سمجھا لیا امر حق ہے کہ اس پر تمام انبیاء علیہم السلام کا جو کہ جامع بین العقل والنقل ہیں اجماع ہے اور اس حیثیت سے گویا اس پر ہزاروں عقلی و نقلی دلائل قائم ہیں چنانچہ اگر آپ کا جی چاہے تو) آپ ان سب پیغمبروں سے جن کو ہم نے آپ سے پہلے بھیجا ہے پوچھ لیجیے (یعنی ان کی کتب و صحف سے جن کا کچھ بقیہ موجود ہے تحقیق کر لیجیے) کیا ہم نے خدائے رحمان کے سوا (بھی) دوسرے معبود ٹھہرا دیئے تھے کہ ان کی عبادت کی جاوے (یہ اوروں کو سنانا منظور ہے کہ جس کا جی چاہے تحقیق کرے اور کتابوں میں دیکھنے کو رسولوں سے پوچھنا مجازاً کہہ دیا جیسے ہمارا بھی محاورہ ہے کہ کسی مسئلہ طبیہ مختلف فیہا کو مختلف کتابوں میں دیکھا ہو پھر کہتے ہیں کہ آؤ بھی شیخ بوعلی سینا سے پوچھیں وہ کیا کہتا ہے اور یہ کہہ کر قانون شیخ کو دیکھنے لگیں)

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ بِآيَاتِنَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِ فَقَالَ إِنِّي رَسُولُ رَبِّ الْعَالَمِينَ

اور ہم نے موسیٰ کو (اپنے دلائل دے کر فرعون کے اور اس کے پاس بھیجا تھا سو انہوں نے فرمایا کہ میں رب العالمین کی طرف سے پیغمبر ہوں

فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِاٰيٰتِنَآ اِذَا هُمْ مِّنْهَا يَضْحَكُوْنَ ۝ وَمَا نُرِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ

پھر جب وہ ان کے پاس ہماری نشانیاں لے کر آئے تو وہ یکایک ان پر لگے ہنسنے ۔ اور ہم ان کو جو نشانی دکھلاتے تھے وہ دوسری نشانی

اِلَّا هِيَ اَكْبَرُ مِنْ اُخْتِهَا ۡ وَاَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۝ وَقَالُوْا

سے بڑھ کر ہوتی تھی اور ہم نے ان لوگوں کو عذاب میں پکڑا تھا تاکہ وہ باز آجاویں اور انہوں نے

يٰٓاَيُّهَ السّٰحِرُ ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ ۚ اِنَّنَا لَمُهْتَدُوْنَ ۝ فَلَمَّا

کہا کہ اے جادوگر ہمارے لئے اپنے رب سے اس بات کی دعا کر دیجئے جس کا اس نے آپ سے عہد کر رکھا ہے ہم ضرور

كَشَفْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ اِذَا هُمْ يَنْكُثُوْنَ ۝ وَنَادٰى فِرْعَوْنُ فِيْ قَوْمِهٖ قَالَ

راہ پر آ جاویں گے پھر جب ہم نے وہ عذاب ان سے ہٹا دیا تب ہی انہوں نے عہد توڑ دیا۔ اور فرعون نے اپنی قوم میں منادی کرائی یہ بات کہی

يٰقَوْمِ اَلَيْسَ لِيْ مُلْكُ مِصْرَ وَهٰذِهِ الْاَنْهٰرُ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِيْ ۚ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ۝

کہ اے میری قوم کیا مصر کی سلطنت میری نہیں ہے اور یہ نہریں میری پائیں میں بہ رہی ہیں کیا تم دیکھتے نہیں ہو

اَمْ اَنَا خَيْرٌ مِّنْ هٰذَا الَّذِيْ هُوَ مَهِيْنٌ ۙ وَّلَا يَكَادُ يُبِيْنُ ۝ فَلَوْلَآ اُلْقِيَ عَلَيْهِ

بلکہ میں افضل ہوں اس شخص سے جو کہ کم قدر ہے اور قوت بیانیہ بھی نہیں رکھتا تو اس کے سونے کے کنگن

اَسْوِرَةٌ مِّنْ ذَهَبٍ اَوْ جَآءَ مَعَهُ الْمَلٰٓئِكَةُ مُقْتَرِنِيْنَ ۝ فَاسْتَخَفَّ قَوْمَهٗ

کیوں نہیں ڈالے گئے یا فرشتے اس کے جلو میں پرا باندھ کر آئے ہوتے غرض اس نے اپنی قوم کو مغلوب کر دیا

فَاَطَاعُوْهُ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ۝ فَلَمَّآ اٰسَفُوْنَا انْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ

اور وہ اس کے کہنے میں آ گئے۔ وہ لوگ شرارت کے بھرے تھے پھر جب ان لوگوں نے ہم کو غصہ دلا دیا تو ہم نے ان سے بدلہ لیا اور ان

اَجْمَعِيْنَ ۝ فَجَعَلْنٰهُمْ سَلَفًا وَّمَثَلًا لِّلْاٰخِرِيْنَ ۝

سب کو ڈبو دیا۔ اور ہم نے ان کو آئندہ آنے والوں کے لئے خاص طور کے متقدمین اور نمونہ بنا دیا

تفسیر :- اور ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو اپنے دلائل (یعنی معجزات عصا اور ید بیضا) دیکر فرعون کے اور اس کے امراء کے پاس بھیجا تھا سو انہوں نے (ان لوگوں کے پاس آکر) فرمایا کہ میں رب العالمین کی طرف سے (تم لوگوں کی ہدایت کے واسطے) پیغمبر ہو کر آیا ہوں (مگر فرعون و اہل فرعون نے نہیں مانا) پھر (ہم نے دوسرے دلائل برنگ عقوبت ان کے اثبات نبوت کے لئے ظاہر کئے مگر ان لوگوں کی پھر بھی یہ حالت رہی کہ) جب موسیٰ (علیہ السلام) ان کے پاس ہماری (وہ) نشانیاں لے کر آئے (جو آیات تسعہ کہلاتی ہیں) تو وہ یکایک ان (معجزات) پر لگے ہنسنے (کہ یہ کیا اچھے معجزے ہیں محض معمولی واقعات و حوادث ہیں کیونکہ قحط وغیرہ ویسے بھی ہو جاتا ہے مگر یہ ان کی حماقت تھی کیونکہ انضمام قرائن مقامیہ سے ان واقعات کا عجیب اور خارق عادت ہونا معلوم تھا) اور (ان نشانیوں کی کیفیت یہ تھی کہ) ہم ان کو جو نشانی دکھلاتے تھے وہ دوسری نشانی سے بڑھ کر ہوتی تھی (مطلب یہ کہ سب نشانیاں بڑی ہی تھیں اور یہ مطلب نہیں کہ ہر نشانی ہر نشانی سے بڑی تھی

میں حاضر ہوتے، اور آخر عمر تک صحبت کا فیض حاصل کرتے رہے۔

امام قاسم رض سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ کے صرف روحانی مرشد ہی نہیں، اپنے وقت کے بڑے عالم اور مدینہ منورہ کے ان فقہاء و فضلاء میں سے تھے، جن کی شہرت تمام اسلامی ممالک میں تھی، اور وہ صرف سات تھے۔

حضرت امام قاسم رح کو حضرت سلمان فارسی رض سے روحانی دولت حاصل ہوئی جو ان کے دادا حضرت ابوبکر رض نے حضرت سلمان رض کو سپرد کی تھی اور حضرت سلمان فارسی رض کے بعد اس دولت کے تنہا وارث ہوئے۔

حضرت امام قاسم رض کے فضائل کی نسبت اگرچہ صرف اتنا کافی ہے کہ آپ حضور رض کے بعد دنیا کے سب سے بڑے بزرگ اور خلیفہ رسول اللہ ص کے پوتے اور مدینہ کے مشہور علماء میں سے تھے۔ لیکن چند بزرگوں کے اقوال سے آپ کے روحانی اور علمی کمالات کا ذکر بھی اس موقع پر مناسب معلوم ہوتا ہے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رض مشہور اموی خلیفہ فرماتے ہیں کہ

"اگر مسند خلافت کا اختیار میرے ہاتھ میں ہوتا تو میں قاسم بن محمد رض کو خلیفہ مقرر کرتا"

حضرت یحییٰ بن سعید مشہور محدث فرماتے ہیں کہ

"دنیا میں مجھ کو کوئی شخص ایسا نظر آیا جس کو میں قاسم بن محمد رض پر فضیلت دے سکوں"

امام قاسم رض نے ستر سال کی عمر پائی، اور آپ کے روحانی و علمی کمالات سے ہزاروں نے فیض حاصل کیا۔ سنہ ۱۰۶ھ میں آپ نے وفات پائی اور سلسلہ کی امانت آپ سے حضرت امام جعفر رح

شرح دیوان حافظؒ

(از معاون ایڈیٹر)

علاجِ ضعفِ دلِ ما۔ لب حوالت کن
کہ آں مفرح یاقوت در خزانۂ تست

ترجمہ:۔ ہمارے دل کی کمزوری کا علاج تو اپنے لب کے حوالے کر دے اس لئے کہ یاقوتی مفرح تیرے خزانہ میں موجود ہے۔

تشریح:۔ یاقوتی ایک مفرح و مقوی دل معجون کا نام ہے جس میں یاقوت ڈالا جاتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ہمارے دل کی کمزوری کا علاج صرف یہ ہے کہ تیرے لبوں کے خزانے میں جو یاقوتی ہے اس سے کام لے اور اس سے ہمارے دل کو قوت پہنچا۔ یعنی اپنی شیریں گفتگو سے ہمارے دل کو خوش کر دے کہ کمزوری رفع ہو جائے۔ مفرح یاقوت سے مراد عشق کے اسرار ہیں، اور خزانے سے مراد مرشد کا سینہ ہے مطلب یہ ہے کہ اے مرشدِ کامل تیرے دل میں جو اسرار عشق پوشیدہ ہیں تو ان کو نکال، یعنی زبان سے ان کو ہمارے سامنے بیان کر، تاکہ ان سے ہمارے دلوں کو فرحت حاصل ہو اور جو پژمردگی چھائی ہوئی ہے وہ دور ہو جائے۔

ساقی بیا کہ یار رخ از پردہ برگرفت
کار چراغِ خلوتیاں باز درگرفت

ترجمہ:۔ ساقی آجا کہ یار نے پردے سے باہر منہ نکالا ہے۔ خلوت نشینوں کے چراغ نے تازہ رونق حاصل کی ہے۔

تشریح:۔ سلوک میں دو حالتیں انسان پر طاری ہوتی ہیں ایک قبض دوسری بسط قبض اس گرفتگی کو کہتے ہیں جو سالک کو بے چین رہنے قرار رکھتی اور جمود طاری کر دیتی ہے اور بسط اس حالت کی کشادگی کو کہتے ہیں۔ یہ شعر رفع قبض اور حصول بسط کو بتاتا ہے۔ سالک کہتا ہے کہ ساقی آجا یعنی مرشد کامل میری حالت کو ترقی پر پہنچانے اور منزل طے کرنے کے قابل بنا دے اس نے کہ جلوے نے پردہ اٹھا دیا ہے یعنی محبوب حقیقی نے قبض کو دور کر دیا ہے اور بسط حاصل ہو رہا ہے۔

آں شمع سر گرفتہ دگر چہرہ برفروخت
واں پیر سالخوردہ جوانی ز سر گرفت

ترجمہ:۔ خاموش شمع نے دوبارہ چہرہ روشن کیا اور بڑھے عشق نے دوبارہ جوانی حاصل کی۔

تشریح:۔ شمع خاموش سے وہ حالت مراد ہے جو قبض اور جمود کی حالت کہلاتی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ سالک پر جو جمود طاری تھا اور وہ انوار و تجلیات کے مشاہدے سے محروم تھا، اب وہ حالت دور ہو گئی ہے اور جمود رفع ہو کر دوبارہ وہ تجلیات و مشاہدات میں محو و مشغول ہو گیا ہے۔ عشق جو بوڑھا ہو چکا تھا، دوبارہ اس نے جوانی حاصل کی ہے۔ اور سلوک و معرفت کے طریقوں میں جو کمی آگئی ہے وہ دور ہو کر پھر وہی کیفیات حاصل ہو گئی ہیں جو سرگرم رکھتی تھیں۔

آں عشوہ داد عشق کہ مفتی ز رہ برفت
واں لطف کرد دوست کہ دشمن حذر گرفت

ترجمہ:۔ عشق نے وہ فریب دیا کہ مفتی راستے سے بیگانہ ہو گیا، اور دوست نے وہ مہربانی کی کہ دشمن نے کنارہ اختیار کیا یعنی دور ہو گیا۔

تشریح:۔ مفتی سے مراد عقل و دانش ہے اور دشمن سے مراد شیطان یا نفس سرکش ہے، اور دوست سے مراد معبود حقیقی ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ عشق کی زیادتی یا خود رفتگی نے عقل کو ایسا مغلوب کیا کہ وہ بے کار ہو گئی اور صحیح راہ سے بھٹک گیا۔ یہ صرف معبود حقیقی ہی کا فضل و کرم تھا کہ اس نے بچا لیا اور دشمن کو دور کر دیا۔

بعض اوقات عشق یا خود رفتگی میں انسان غیر متوقع امور و حرکات کا مرتکب ہو جاتا ہے اور عقل و خرد سے بیگانہ ہو کر کچھ کا کچھ کرنے لگتا ہے۔ یہ حالت سالک کے لئے بعض اوقات وقتی آزمائش ہوتی ہے اور بعض وقت گمراہی کا ذریعہ ایسی حالت میں سالک کی رہنمائی مرشد کامل کر سکتا ہے۔ یا صرف فضل الٰہی رہبری کرتا ہے۔ اس شعر میں سالک فضل الٰہی کی رہبری کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

شرح مثنوی مولانا روم رح

(از معاون ایڈیٹر)

آں جہود کی شد سیہ روئے و خجل
شد پشیماں زیں سبب بیمار دل

ترجمہ :- وہ یہودی بادشاہ بہت پشیمان اور سیاہ رو ہوا، اور دل افسردہ ہو گیا۔

تشریح :- یہودی بادشاہ یہ دیکھ کر کہ بچہ اور عورت کے بیان پر لوگوں نے دیوانہ وار اپنے آپ کو آگ میں ڈالنا شروع کر دیا ہے، تو وہ اپنے ظلم پر بہت پشیمان ہوا، اور ندامت سے اس کا چہرہ سیاہ ہو گیا۔

کاندر ایماں خلق عاشق تر شدند
از فنائے جسم، صادق تر شدند

ترجمہ :- یہودی بادشاہ یہ دیکھ کر پشیمان اور سیاہ رو ہوا (کہ) اس طریقہ سے تو لوگوں کا ایمان اور بڑھ گیا، اور ایمان پر اس قدر لوگ مضبوط و مستحکم ہو گئے کہ اپنی جانیں قربان کرنے لگے، اور جس عقیدے کو مٹانے کے لئے اس نے یہ تدبیر نکالی تھی وہ بیکار رہی۔

مکر شیطاں ہم درو پیچید شکر
دیو خود را ہم سیہ رو دید شکر

ترجمہ :- خدا کا شکر ہے کہ اس شیطان کا مکر اسی کو لپٹ گیا، اور شیطان نے اپنے آپ کو سیہ رو دیکھ لیا۔

تشریح :- واقعہ بیان کرنے کے بعد مولانا نتیجہ کے طور پر فرماتے ہیں کہ شیطان یعنی یہودی بادشاہ نے جو مکر اختیار کیا تھا یعنی مومنوں کو عذاب میں مبتلا کر کے ایمان سے منحرف کرنا چاہتا تھا، وہ مکر خدا کا شکر ہے، اسی پر لوٹ پڑا، اور وہ اپنی تدبیروں میں ناکام و نامراد ہو کر سیاہ رو ہو گیا۔

آنچہ می مالید در روئے کساں
جمع شد در چہرۂ آں ناکساں

ترجمہ :- جو سیاہی وہ دوسروں کے چہروں پر ملتا پھرتا تھا، وہ خود اس کے اور اس کے مددگاروں کے چہروں پر لگ گئی۔

تشریح :- یہودی بادشاہ دوسرے لوگوں یعنی مومنوں کے چہروں پر جو سیاہی لگانی چاہی تھی، یعنی ان کو ذلیل و خوار بنانا اور گمراہی پر ڈالنا چاہتا تھا، وہ خود اس کے اور اس کے اعوان و انصار کے چہروں پر لگ گئی، یعنی خود ہی ذلیل و خوار ہو گئے، اور مومنوں کے ایمان کی پختگی نے ایمان کی جڑوں کو مضبوط کر دیا، اور لوگ جوق در جوق دین حق میں داخل ہونے لگے۔

آنکہ می درید جامہ خلق چست
شد دریدہ آں او زیشاں درست

ترجمہ :- جو شخص پوری قوت اور چالاکی سے مخلوق الہٰی کے کپڑے پھاڑتا تھا، خود اسی کا جامہ مظلوم مخلوق کی آہوں کے اثر سے پھٹ گیا۔

تشریح :- جو بادشاہ مخلوق الہٰی یعنی مومنین کی جامہ دری کرتا تھا، یعنی ان کو ہلاک و برباد کرنا چاہتا تھا، خود ہی تباہ و برباد ہو گیا، اور دنیا میں اس کا نام و نشان باقی نہ رہا، اور مومنین برابر پھلتے پھولتے رہے یہاں تک کہ آج تک موجود ہیں اور ہمیشہ موجود رہیں گے۔

آں دہان کژ کرد و از تسخر بخواند
مر محمد را دہانش کژ بماند

باز آمد کاے محمد عفو کن
اے ترا الطاف و علم من لدن

من ترا افسوس میکردم ز جہل
من بدم افسوس را منسوب و اہل

ترجمہ :- وہ شخص جو منہ بگاڑ کر حضورؐ کا نام لیا کرتا تھا، اس کا منہ ٹیڑھا ہو گیا، وہ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا، آپ مخلوق پر مہربان ہیں اور علم لدنی آپ کو حاصل ہے، مجھ کو معاف کر دیجئے، میں نے جہالت سے آپ کا مذاق اڑایا تھا، اور حقیقت میں خود مذاق کا مستحق تھا۔

تشریح :- یہودی بادشاہ کے واقعے سے اوپر جو قصہ بیان کیا تھا، ان اشعار کا تعلق اس سے ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ جس طرح اس شخص کا منہ بگڑ گیا اور ترچھا ہو گیا تھا جس نے حضورؐ کا نام بے ادبی سے منہ بگاڑ کر لیا تھا، اسی طرح اس یہودی بادشاہ کا حال ہوا، وہ مومنین کو ذلت و خواری میں مبتلا کر کے تباہ و برباد کرنا چاہتا تھا، خود ہی ذلیل و خوار اور تباہ و برباد ہو گیا اور مومنین کا کچھ نہ بگڑا۔

سالکان طریقت

(مقالات صوفیائے کرام پر ایک اہم اور مستقل کتاب جو صرف ناظرین پیشوا کیلئے لکھی گئی)

(سید عزیز حسن دہلوی)

(گذشتہ سے پیوستہ)

(۲۸۲)

خطرۂ قلب درست ہوتا ہے

شیخ خیر النساج رح کہتے ہیں کہ ایک روز میں تنہا گھر کے اندر بیٹھا ہوا تھا کہ میرے قلب میں یہ خیال یکایک پیدا ہوا کہ شیخ جنید بغدادی رح میرے دروازے پر کھڑے ہیں، لیکن میں نے قلب کے اس خطرے کا خیال نہیں کیا۔ تھوڑی دیر بعد پھر یہی خیال پیدا ہوا۔ اب کی مرتبہ بھی میں نے اس کی پروا نہیں کی تیسری مرتبہ پھر قلب میں یہ خطرہ پیدا ہوا اور میں نے باہر نکل کر دیکھا تو واقعی دروازہ پر شیخ جنید بغدادی تشریف فرما تھے مجھ کو دیکھتے ہی انہوں نے فرمایا "پہلے ہی خیال پر تم باہر کیوں نہیں آگئے"

(۲۸۳)

اہل اللہ دیدار خداوندی سے محظوظ ہوں گے

شیخ احمد بن الحواری رح فرماتے ہیں کہ میں ابوسلیمان دارانی کی خدمت میں حاضر ہوا تو ان کو روتا ہوا پایا میں نے عرض کیا "آپ کو کس چیز نے رلا دیا ہے" فرمایا "احمد! میں کیوں نہ روؤں جبکہ یہ دیکھتا ہوں کہ جب رات ہوتی ہے نیند کی متوالی آنکھیں نیند کے مزے لیتی ہیں اور محب اپنے محبوب کے ساتھ محبت کی باتوں میں مشغول و محو ہوتا ہے اور محبت الٰہی میں سرشار بندے زمین پر کچھا لیتے ہیں (یعنی عبادت میں مشغول ہوتے ہیں) آنسو آنکھوں سے جاری ہو کر ان کے رخساروں پر ٹپکتے اور ڈاڑھی پر بہتے ہیں۔ تو اس حالت میں خداوند بزرگ و برتر ان پر نظر ڈالتا ہے۔ اور جبریلؑ پکار کر خدا کی طرف سے کہتے ہیں "کون ہے جو میرے کلام پاک سے لذت حاصل کرتا اور میرے ذکر سے کام و دہن کو شیریں کرتا ہے" پھر جبرئیل خدا کے اس ارشاد کو دہراتے ہیں کہ کیا تم نے اپنے محبوب کو دیکھا ہے۔ ہاں اس محبوب کو جو اپنے دوستوں کو عذاب میں مبتلا رکھتا ہے اور کیونکر اپنے محبوب سے محبت و الفت کی جاتی ہے جو اپنے دوستوں کو عذاب دینا پسند کرتا ہے۔ ہاں ان لوگوں کو جو رات ہوتے ہی میرے ذکر اور تسبیح و تحمید میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ میں اپنی عزت کی قسم کھا کر کہتا ہوں جب یہ لوگ قیامت کے دن میرے حضور میں حاضر ہوں گے۔ میں ان کے لئے اپنے چہرے سے نقاب کو الٹ دوں گا وہ میرے دیدار سے لطف اندوز ہوں گے اور میں ان کو دیکھ کر خوش ہوں گا۔"

(۲۸۴)

کرامت کے اظہار کا نتیجہ

ایک بزرگ خداوند تعالےٰ سے یہ دعا کیا کرتے تھے کہ "اے اللہ مجھ کو عزت و عظمت عطا فرما، اور پھر میری عزت کو لوگوں سے چھپا" وہ یہ دعا کرتے اور رات بھر عبادت کیا کرتے تھے۔ انہیں ایام میں ایک بزرگ نے دیکھا کہ ان بزرگ کے سر پر نور کی قندیل روشن ہے جو دیکھنے والوں کی نظروں کو خیرہ کر رہی ہے، ان بزرگ نے ان سے اس قندیل کا ذکر کیا۔ انہوں نے فرمایا۔

یا صاحب السر ان السر قد ظهرا ولا ارید حیاة بعد ما اشتهرا

ورازکے مالک راز ظاہر ہو گیا۔ اب مشہور ہونے کے بعد میں زندہ رہنا پسند نہیں کرتا۔ یہ کہہ کر سجدے میں گر پڑے اور سجدے ہی میں ان کی روح پرواز کر گئی۔

(۲۸۵)

ایک عجیب واقعہ

ابراہیم بن شیب رح کہتے ہیں کہ ہم جمعہ کی نماز کے بعد بیٹھے تھے کہ ایک شخص ہمارے پاس آیا جو اپنے جسم پر صرف ایک چادر لپیٹے ہوئے تھا۔ اور ہمارے پاس بیٹھ کر فقہ کا ایک مسئلہ دریافت کیا۔ دیر تک ہم سب اس مسئلہ پر بحث و گفتگو کرتے رہے۔ یہاں تک کہ یہ مجلس برخاست ہوئی۔ اور ہم سب چلے گئے

دوسرے جمعہ کو وہ شخص پھر آیا۔ چونکہ آدمی صالح اور صاحب نسبت تھا اس لئے ہم نے اس کو عزت سے بٹھایا۔ اس کے وطن کا پتہ اور نام دریافت کیا۔ اس نے اپنا نام ابو عبد اللہ بتایا۔ غرض ہم نے اس سے خواہش ظاہر کی کہ وہ ہم سے ملتا رہا کرے اور کافی عرصہ تک یہ سلسلہ جاری رہا پھر یکایک اس کا آنا بند ہو گیا اور ہم نے مشورہ کیا کہ اس کے گاؤں میں جا کر اس کا حال معلوم کریں۔ غرض ہم اس کے گاؤں پہنچے اور لوگوں سے دریافت کیا، لوگوں نے کہا: وہ ابو عبد اللہ شکاری ہے۔ شکار کو گیا ہے، آتا ہی ہوگا۔ ہم اس کا انتظار کرنے لگے، تھوڑی دیر میں وہ آگیا۔ اس کے ہاتھوں میں کچھ پرندے ذبح کئے اور کچھ زندہ تھے ہم کو دیکھ کر وہ مسکرایا ہم نے پوچھا: تم کہاں رہے کافی عرصہ تک ملاقات کا سلسلہ جاری رہا اور پھر یکایک بند ہو گیا۔ کیا وجہ ہے؟ اس نے کہا: واقعہ یہ ہے کہ میرا ایک پڑوسی ہے میں اس کی چادر اوڑھ کر چلا جایا کرتا تھا، وہ آجکل باہر گیا ہوا ہے۔ اس وجہ سے میں نہ آسکا۔ اس کے بعد اس نے کہا: چلئے، مکان پر تشریف لے چلئے اور جو کچھ خدا نے دیا ہے اسے تناول فرمایئے۔ ہم سب اس کے ساتھ ہو لئے۔ گھر پہنچ کر اس نے ذبح کئے ہوئے پرندے بیوی کو دیئے اور جلد سے جلد پکانے کی تاکید کی اور زندہ پرندوں کو لے کر بازار گیا اور ان کو فروخت کر کے روٹی خرید لایا ادھر بیوی نے سالن تیار کر رکھا تھا۔ وہ سالن اور روٹی اور نمک لے کر آیا اور ہم سب نے کھانا کھایا۔ اس کے بعد ہم نے آپس میں کہا: یہ شخص صالح اور صاحب نسبت ہے لیکن اس کے افلاس اور غربت کی حالت تم دیکھ رہے ہو، چلو اس کے لئے کچھ زر نقد کا انتظام کریں۔ غرض زر نقد جمع کرنے کا ارادہ کر کے ہم روانہ ہوئے اور پانچ ہزار درہم فراہم کرنے کا عزم کر لیا۔ ہم واپس آرہے تھے کہ راستے میں ہماری نظر بصرہ کے حاکم محمد بن سلیمان پر پڑی جو ایک مقام پر بیٹھا تھا۔ ہم کو آتا دیکھ کر اس نے اپنے غلام کو حکم دیا کہ ان آدمیوں میں سے ابراہیم بن شبیب کو بلا لاؤ۔ غرض میں حاکم کے پاس آیا اور اس کے دریافت کرنے پر سارا واقعہ سنایا۔ حاکم نے کہا: اس نیک کام میں سب سے پہلے میں حصہ دوں گا اور فوراً غلام کو بلا کر حکم دیا کہ دس ہزار درہم لے آؤ وہ لے آیا اور حاکم نے درہموں کی تھیلی غلام کے سر پر رکھ کر مجھ سے کہا: میرے ساتھ چلو۔ [illegible] خوش ہوا اور ہم سب پھر ابو عبد اللہ کی طرف روانہ ہوئے اور دروازے پر پہنچ کر دستک

دی ابو عبد اللہ نے اندر سے ہمارے سلام کا جواب دے کر دروازہ کھولا اور یہ دیکھ کر کہ ہم لوگ زر نقد غلام کے سر پر رکھوا کر لائے ہیں۔ اس کے چہرے کا رنگ بدل گیا اور کہا "یہ کیا ہے۔ مجھ کو بھلا اس چیز سے کیا واسطہ؟ کیا تم مجھ کو امتحان میں ڈالنا چاہتے ہو؟" میں نے کہا: "ابو عبد اللہ جاؤ اور پورا واقعہ سن لو تب کچھ کہنا۔ ہمارے ساتھ بصرہ کا حاکم سلیمان بھی ہے۔" یہ سنکر ابو عبد اللہ غضب ناک ہو گیا اور گھر میں داخل ہو کر دروازہ بند کر لیا۔ میں فوراً حاکم بصرہ کے پاس گیا اور مجبوراً سچائی کے ساتھ سارا واقعہ بیان کرنا پڑا۔ حاکم یہ سنکر طیش میں آگیا اور کہا: "یہ شخص یقیناً حروری (خارجی) ہے خدا کی قسم اس کا قتل ضروری ہے غلام فوراً تلوار لاؤ۔" یہ کہہ کر حاکم نے غلام کو حکم دیا: "تلوار لے کر ابراہیم بن شبیب کے ساتھ جاؤ اور اس شخص کا سر کاٹ لاؤ۔" میں نے عرض کیا: "خداوند تعالیٰ امیر کو اس شخص کے معاملہ میں رحم و شفقت مرحمت فرمائے۔ خدا کی قسم ہمارے نزدیک یہ شخص خارجی نہیں ہے۔ میں تنہا جاتا ہوں اور اس کو ساتھ لے کر آتا ہوں۔" میرا مقصد یہ تھا کہ حاکم کا غیظ و غضب جاتا رہے اور وہ اس کی جان سے درگذر کرے۔ غرض میں ابو عبد اللہ کے دروازے پر پہنچا اور سلام کیا۔ سنا تو اس کی بیوی رو رہی تھی۔ اس نے روتے ہوئے کہا: "اب تم کو عبد اللہ اور اس کے حال سے کیا مطلب؟" میں نے پوچھا: "ان کا کیا حال ہے؟" بیوی نے کہا: "گھر میں آکر انہوں نے وضو کیا اور نماز شروع کر دی۔ میں نے سنا وہ یہ دعا کر رہے تھے: "اے اللہ! مجھ کو امتحان میں نہ ڈال" کئی مرتبہ یہ الفاظ کہے اور اپنی جان خدا کے سپرد کر دی۔ یہ دیکھ کر یہ بے جان نعش پڑی ہے۔" میں نے کہا "ہمارا عجیب و غریب قصہ ہے تم کسی سے اس کا ذکر نہ کرنا۔" یہ کہہ کر میں حاکم کے پاس گیا اور واقعے سے آگاہ کیا۔ حاکم نے کہا: "چلو میں اس شخص کے جنازے کی نماز پڑھوں گا۔" اس کی خبر بصرہ میں پہنچ گئی اور بے شمار لوگ آئے۔ نماز جنازہ بڑی شان سے ادا ہوئی اور پھر دفن کر دیا گیا۔


SOUND PLASTER
Wonderful Cure by External Application
TRY ONCE Before OPERATION
بلا اپریشن فوطہ بڑھنے اور آنت اترآنے کا شرطیہ علاج
اپریشن کرا کر جان کو خطرہ میں نہ ڈالیے
ساؤنڈ پلاسٹر رجسٹرڈ
اگر فوطہ اعتدال سے بڑھ گیا ہو یا آنت اترتی ہو یا پانی بھر گیا ہو تو اس خطرناک و تکلیف دہ مرض کا علاج ساؤنڈ پلاسٹر سے کیجئے جس کے استعمال سے یہ مرض سو فی صدی دور ہو کر کامل شفا ہوتی ہے ہزاروں مریضوں کا آزمودہ
بے خطا اور بے ضرر علاج ہے جس کو ناظرین کی زندہ کرامت کہنی چاہیئے۔
قیمت چار روپے آٹھ آنے، تین سال کی مدت زائد مرض کیلئے دو پیکٹ استعمال کرائے جائیں۔ محصول وغیرہ
INDO GENUINE CHEMICAL WORK
JAMA MASJID DELHI

واجعلنا للمتقین اماما

(اے ہمارے پروردگار!) ہم کو پرہیزگاروں کا پیشوا بنا

پیشوا

دہلی

ایک ماہوار مذہبی اور اصلاحی رسالہ

مدیر مسئول سید عزیز حسن بقائی



قیمت سالانہ
۲ روپے

فی پرچہ
۳ آنے

مقام اشاعت جامع... اردو بازار ...

قرآنی نقشِ اعظم سے جسکو چاہو اپنا تابعدار بنالو

نامرادی کا دور ختم ہوا

نقشِ قرآنی نامرادی کیلئے دنیا میں سب سے بڑا اسبابِ خدائے قدوس کا ہے۔ جب ہر چہار جانب پریشانی کے آثار ہوں اور کوئی خاص اہم بات کسی طرح سے حل نہ ہوتی ہو۔ اس کی طرف ہر وقت طبیعت پریشان ہو کوئی مونس و غمخوار نہ ہو تو خدا عزوجل کے کلام ربانی کی مدد سے اپنی ہر مشکل کو آسانی سے حل کر لیجئے۔ خدائے بزرگ و برتر کے کلام میں بڑی عظمت ہے۔ یہ قطعی ممکن ہے کہ اس قرآنی نقش کی برکت سے آپ شادکام ہوجاویں جو ایک خدارسیدہ بزرگ کا خاص عطیہ ہے ٥

لَا یَرُدُّ الْقَضَاءَ اِلَّا الدُّعَاءُ الْفُقَرَاءِ کیا کوئی دل ہے جس پر آپ قابو چاہتے ہوں؟ خواہ وہ کسی کا ہی کیوں نہ ہو۔ حاکم کا۔ مرد کا۔ عورت کا۔ دوست کا۔ دشمن کا۔ خاوند کا۔ بیوی کا۔ افسر کا۔ ماتحت کا۔ محبوب کا۔ ان سب کو مطیع و تابعدار بنانا۔ آقا و افسر پر قابو پانا۔ مصیبت سے چھٹکارا حاصل کرنا۔ غرضکہ تمام دلی مقاصد کیلئے تیر کی طرح اثر کرتا ہے حتیٰ کہ مقدمہ کے سلسلے میں کچہری کے حاکم کو اپنے محبوب کو۔ مرد کو۔ عورت کو۔ اجنبی کو غرضکہ جس کو چاہو اپنا بے دام غلام بنالو کیسا ہی مغرور آدمی کیوں نہ ہو اس نقشِ اعظم کو باندھ کر اس کے سامنے جاؤ گے آپکی مرضی کے مطابق آپکا کام غیر معمولی طریقہ پر کرنے کیلئے مجبور ہوجاویگا۔ دشمن کو محبت سے بدل دینا۔ راہ چلتے آدمی کو مسخر مطیع و مہربان بنالینا۔ سات پردوں میں چھپے ہوئے محبوب کو کھینچ بلانا۔ تجارتی نفع۔ امتحان میں کامیابی۔ ادائیگی قرض۔ دافع بیماری و آسیب و سحر اور جملہ مشکلات۔ شادی بیاہ رفع شر و فساد اور کشائش رزق کیلئے یہ نقش ہمیشہ پاس رکھئے۔ جس شخص کے گلے میں یہ نقش مبارک ہوگا وہ دنیاوی آفات سے مامون و محفوظ رہے گا اور ہم چشموں میں سر بلند رہے گا۔ صرف مسلم عوام کے لئے یہ نقش ہدیہ ہوسکتا ہے۔ اس نقش کے ہدیہ سے چنداں مالی منفعت ہی مقصود نہیں ہے بلکہ پبلک مفاد بھی پیش نظر ہے۔ خرچہ اشتہارات اور حق محنت تین روپے پانچ آنے اور محصول رجسٹری معافہ پانچ آنے کل تین روپے دس آنے ہے۔

۲۶۰ **صوفی میاں چشتی اشاعت العالیہ قرآن منزل [illegible] شاہجہانی دہلی**



جواہرات سے تولنے کے قابل بہترین دوائیں

یکھلی ہوئی حقیقت ہے کہ بازاری دواؤں سے اخبارات میں عجیب عنوانات سے بلے بلے جھوٹے اشتہار دیکر اشتہارات کو بدنام کردیا ہے اور جو لوگ حقیقت میں پبلک کی کچھ خدمت کرکے ایمانداری سے روزی کما سکتے ہیں وہ بھی چنے کے ساتھ گھن کی طرح پس رہے ہیں لیکن بازاروں اشتہار دیکر بھی اگر آپ آزمائش کرنے کرتے تیز رہ گئے ہیں اور ضرورت مند ہونیکے باوجود اشتہاری ادویات نہ خریدنے کا تہیہ کرلیا ہے تو خدا پر بھروسہ کرکے آخری مرتبہ ذیل کی ادویات طلب کیجئے ان میں سے ہر دوا کے اکسیر اور تیر بہدف ہونے کا دعویٰ ہے (انشاء اللہ) یہ دوائیں وہ ہیں جو سلاطین کے خزانوں میں جواہرات سے زیادہ اہمیت رکھتی ہیں برکت اور اعجاز نما اثر رکھتی ہے مبالغہ اور لفاظی سے کام نہیں لیا گیا بلکہ وہی لکھا گیا ہے جو ہزاروں بار تجربہ اور مشاہدہ میں آچکا ہے منگائیے اور فائدہ اٹھائیے، خط و کتابت کے وقت اپنا نام و پتہ صاف تحریر کریں۔

سیکسول طلاء

خلاف فطرت فعل یا جوانی کی بری حرکتوں کی وجہ سے گر بعض عضو بیکار ہوچکا ہے یعنی، لاغری اور نامردی کا شکار ہوکر دنیا کی مسرتوں سے بے بہرہ اور زندگی سے لاچار ہوگئے ہیں تو سیکسول طلاء استعمال کیجئے جو رگوں کی تمام خرابیاں دور کرکے عضو کو جوانی کی اصلی حالت پر لے آتا ہے۔ انیس سال میں لاکھوں مریض فائدہ اٹھا چکے ہیں قیمت فی شیشی مکمل علاج پانچ روپے محصولڈاک علاوہ

سیکسول ٹانک پلز

قوت مردمی اور دل و دماغ کی کمزوری کے لئے جادو اثر دوا ہے جو معدہ اور جگر اور رگوں پٹھوں کو جدید طاقت پہنچاتی ہے جس کے استعمال سے نئی زندگی پیدا ہوجاتی ہے کمال درجہ کی مفرح و مقوی قلب ہے ہاعضائے رئیسہ کو قوت دے کر چہرے کا رنگ نکھارتی ہے، خون صالح پیدا کرتی ہے سیکسول ٹانک پلز سے بہتر دوبارہ جوان بنانے والی دوا آپ کو دستیاب نہیں ہوسکتی قیمت فی شیشی مکمل علاج ساڑھے چار روپے (للعہ) علاوہ محصولڈاک۔

عشرتین

امساک کی مفید دوا ہے، ایک مرتبہ کے استعمال کے بعد خود سے مجبور ہوکر آپ کا دم نہ ٹوٹنے لگے تو کبھی، بالکل بے ضرر اور ترکیب استعمال نہایت آسان، قیمت فی شیشی پانچ روپے علاوہ محصولڈاک۔

رٹیلین

امساک کی زیادتی کیلئے بے نظیر گولی ہے۔ ترتیب کی خفیہ جذبات کو برانگیختہ کرتی اور عیش کی گھڑیاں طویل کرتی ہے۔ بالکل بے ضرر ہے اس کی تعریف کرنے سے تہذیب مانع ہے رٹیلین کی شیشی میں زندگی کی تمام مسرتوں کا خزانہ بند ہے۔ منگاکر مشاہدہ کیجئے قیمت فی شیشی ایک روپیہ علاوہ محصولڈاک۔

جریانی

جریان وہ موذی مرض ہے جو مرد کو کمزور اور نڈھال کرکے جوانی کی امنگوں سے مایوس اور جوانی میں بھی بوڑھا کردیتا ہے "جریانی" جریان کا مجرب اور کامیاب علاج ہے ایک ہی شیشی کے استعمال سے جریان، احتلام اور سرعت جس دور ہوجاتی ہے، مادہ تولید غلیظ ہوجاتا ہے۔ اور پیشاب کا آنا موقوف ہوجاتا ہے اور آدمی اپنے جسم میں دوبارہ جوانی کی امنگیں محسوس کرتا ہے۔
قیمت فی شیشی مکمل علاج چار روپے علاوہ محصولڈاک

ورجینول

زیادہ بچوں کی پیدائش یا کسی اور وجہ سے عورت کے جسم میں جو نقص پیدا ہوجاتا ہے اور عورت اپنے خاوند کو خوش نہیں کرسکتی اس خرابی کو دور کرنے کیلئے اگر ضرورت کے وقت عورت اسی دوا ورجینول استعمال کرے تو جسم میں دوشیزگی کی کیفیت پیدا ہوجاتی ہے اور میاں بیوی دونوں کو شب زفاف کا لطف حاصل ہوتا ہے پوری تعریف لکھنے میں تہذیب مانع ہے قیمت فی شیشی جو ایک ماہ کیلئے کافی ہے تین روپے آٹھ آنے علاوہ محصولڈاک۔

نوٹ:- تینوں دوائیں یکجا منگانے کی صورت میں محصولڈاک معاف۔ دواخانہ کی مختصر فہرست مفت طلب فرمائیں۔

مینیجر ویسٹرن میڈیکل اسٹور انگریزی دوافروشان ریلی، ڈی، پوسٹ بکس ۵۶ دہلی

(قائم شدہ ۱۹۲۸ء)

اسلامیہ دارالاشاعت دہلی
کا ایک ماہوار
مذہبی، اخلاقی، اصلاحی
ادبی رسالہ
مقام اشاعت
اردو بازار جامع مسجد
دہلی

ٹیلیفون نمبر ۶۹۶۶

پیشوا دہلی

ضروری اطلاع
تتمہ کی خط و کتابت میں
اپنا نمبر خریداری ضرور لکھیے
ورنہ شکایت کی تعمیل نہ ہوگی
منیجر

قیمت سالانہ دو روپے
ممالک غیر سے ۴ شلنگ
قیمت فی پرچہ ۳ /

جلد ۲۳ | بابت ماہ ربیع الثانی ۱۳۶۶ھ مطابق مارچ ۱۹۴۷ء | نمبر ۴

شذرات

(سید عزیز حسن بقائی)

پیشوا کی تاخیر

ضرب المثل بن گئی ہے، امکانی کوشش کی جاتی ہے کہ رسالہ وقت پر شائع ہو جائے، لیکن کوئی نہ کوئی پیچیدگی ایسی پیدا ہو جاتی ہے کہ پیشوا کی پابندیٔ وقت کو دھکا لگ جاتا ہے۔

اگر پیشوا کے پریس کی اسکیم کامیاب ہو جاتی تو ان شکایات کا ازالہ ہو جاتا۔

تاہم میں کوشش کئے جاؤں گا، آپ بھی دعا کیجئے۔

گاندھی جی کا گمراہ کن بیان

مہاتما گاندھی آجکل نوا کھلی (بنگال) کا پیدل دورہ کر رہے ہیں تاکہ ہندوؤں کے دلوں میں جو بے اعتمادی اور نفرت مسلمانوں سے پیدا ہو گئی ہے، وہ دور ہو جائے۔

کون ہے جو مہاتما جی کے امن اور اتحاد کے مشن کا مخالف ہوگا، لیکن اس سلسلہ میں ان کے بعض بیانات بہت ہی دلچسپ ہوتے ہیں مثلاً

الف :- مجھے پاکستان پر کوئی اعتراض نہیں، لیکن پہلے آزادی پھر پاکستان

ب :- مسلمان عورتوں کو زبردستی ہندو بنا لینا چاہئے،
ظاہر ہے یہ پردہ کوئی معنی نہیں رکھتا۔
ان [illegible] تا [illegible] ملاحظہ ہو۔

گاندھی جی کے بیانات [illegible] زیادہ پڑھے ہوئے جاتے ہیں، وہاں وہاں زیادہ دلچسپ [illegible] ہوتے جاتے ہیں، جن میں ان کی تضاد بیانی کو بڑا دخل ہے۔

پاکستان کو جتنی تقویت گاندھی جی نے پہنچائی ہے، کانگریس کو جتنا ذلیل گاندھی جی نے کیا ہے، لیگ کو سرمرتبہ مرنے کے بعد زندگی پاتے دیکھا، گاندھی جی نے مرحمت فرمائی ہے، اتنی کانگریس کی مجموعی حماقتوں سے بھی نہیں پہنچی۔

پاکستان کو گاندھی جی نے جناح کے ہاتھ میں تسلیم کیا، اور لیگ کو واحد نمائندگی کی سند جواہر جناح کے ہاتھ میں دیدی۔

فرمائیے اس سے زیادہ سامراج اور لیگ کی خدمت دشمن اسلام کا خطاب پانے کے بعد کوئی صحیح الدماغ انسان کر سکتا ہے؟

پاکستان اگر صرف گاندھی جی اور لیگ کے درمیان متنازعہ ہوتا، تو مہاتما جی کو اختیار تھا کہ وہ جو چاہتے تاویل کرتے جس طرح چاہتے ذلت کے ساتھ [illegible] کے آگے ہتھیار ڈالتے، لیکن پاکستان لیگ اور کانگریس میں تنازعہ [illegible] اور گاندھی جی ان میں سے

کسی لیگ کے بھی نہ ابتدائی ممبر ہیں، اور نہ حامی ہیں۔

پاکستان خیفتاً رجعت پسند، سامراج پرست مسلمانوں اور آزادی پسند، حریت خواہ مسلمانوں کے درمیان ایک سخت نزاعی مسئلہ ہے۔ پاکستان کے خلاف قوم پرور مسلمانوں کے پاس ناقابل تردید دلائل ہیں کہ پاکستان مسلمانوں کے لئے مضر ہے۔

پاکستان کے مسئلہ پر نیشنلسٹ مسلمانوں نے قربانیاں کی ہیں، اس مسئلہ پر بولنے اور تصفیہ کرنے کا حق اگر کسی کو ہے، تو وہ صرف قوم پرور آزادی پسند مسلمان رہنماؤں کو ہے۔ جو مسلمان ہیں اور مسلمانوں کے نفع نقصان پر مبصرانہ رائے رکھتے ہیں، اور سامراج کے اس پالتو (لیگ) سے ابتدا سے نبرد آزما ہیں نہ کہ گاندھی جی کو۔

پاکستان مسلمانوں کی دو جماعتوں میں ایک مابہ النزاع مسئلہ ہے، جس کا تصفیہ کرنے کا حق اگر کسی کو ہے تو وہ پیشوائے اعظم حضرت علامہ ابوالکلام صاحب آزاد مجاہد اسلام شیخ الہند حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی اور ان سے سرفروش مسلمانوں کو ہے جن کی عمریں سامراج سے ٹکراؤ میں گذر گئیں، اور جو اب کفن بردوش میدان جہاد میں موجود ہیں۔

پس گاندھی جی کو پاکستان پر بولنے سے پہلے اعلان کرنا چاہیئے کہ

"لیگ پہلے نیشنلسٹ مسلمانوں کو پاکستان پر متفق کرے"

ب۔ پردہ کا مسئلہ ایک خالص مذہبی مسئلہ ہے، جس کے خلاف ہندو تمدن، ہندو معاشرت، ہندو مذہب میں خواہ کچھ ہی دلائل ہوں لیکن مسلمانوں کے آقا و مولا حضور تاجدار مدینہ نے جو کچھ فرمایا ہے، قرآن حکیم میں جو احکام ہیں، صحابہ کرام اور فلاسفران اسلام کے جو ارشادات ہیں، وہ مسلمانوں کے لئے کافی ہیں، ان کی موجودگی میں مسلمانوں کو مہاتما گاندھی کی کسی نصیحت کی قطعاً ضرورت نہیں۔

پردہ کے لئے شرع اسلام نے جو حدود مقرر کی ہیں، ان میں ایک ذرہ کے برابر بھی ترمیم نہیں کی جا سکتی۔ خواہ اس کے لئے مہاتما گاندھی کے علاوہ سری کرشن اور راجہ رام چندر جی ہی کیوں اپدیش نہ دیں۔ پردہ جب سے مسلمانوں پر فرض ہوا ہے، جن حدود کے ساتھ فرض ہوا ہے، وہ قیامت تک ان ہی حدود کے ساتھ فرض رہے گا، جس میں ترمیم کا حق حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفہ اعظم حضرت ابوبکر صدیق رض سے لیکر حضرات پیشوائے اعظم علامہ ابوالکلام صاحب آزاد۔ مجاہد اعظم حضرت مولانا مدنی کو بھی نہیں۔ یہ بھی اگر اس کے خلاف کہیں گے تو ایک سچا مسلمان انتہائی احترام کے باوجود ان کی رائے کو اپنے آقا و مولا کی رائے پر ترجیح نہیں دے سکتا۔

گاندھی جی نے اسلام کا مطالعہ ضرور کیا ہے، لیکن اسلام کی اسپرٹ سمجھنے، اسلامی احکام کے فلسفہ پر غور کرنے کی ان کو مہلت نہیں ملی ہے، اس لئے ان کو ایسی باتیں کہنے میں احتیاط برتنی چاہیئے جن کی زد شرع اسلام پر پڑتی ہے، اور جن سے ان کے مخالفین تحریک آزادی سے مسلمانوں کو الگ رکھنے میں زیادہ سے زیادہ کام لے سکتے ہیں، اور جن کی مدافعت ان کے مسلمان دوست اگر کرنی بھی چاہیں تو نہیں کر سکتے۔

مسلمانوں کی چند نوکریوں کے لئے گاندھی جی کے خلاف طوفان بدتمیزی برپا کرنے والا یہ دینا لیگی ٹولہ گاندھی جی کی اس تقریر پر اس لئے خاموش رہا کہ وہ خود پردہ کا مخالف ہے۔ دوشیزہ کنواری لڑکیاں خود جناح صاحب کے سامنے نہایت بے حیائی سے سینہ کھولے، نیم برہنہ بازو، نیم عریاں سینہ کے ساتھ آتی ہیں۔ حالانکہ مسلمانوں کے آقا و مولا نے فرمایا ہے کہ

"دو نامحرموں میں تیسرا شیطان ہوتا ہے"

حضور صلعم کا طرز عمل ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رض تک کے ساتھ یہ تھا کہ جب حضرت ام المومنین نے ایک نابینا صحابی سے پردہ نہیں کیا تو حضور صلعم نے فرمایا کہ

"وہ اندھا ہے تو اندھی نہیں ہے"

پھر ان ہی عائشہ رض کے سلسلہ میں ایک صحابی سے قافلہ کی روانگی کے وقت جو بدگمانیاں پھیلیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے جس طرح غلط فہمی میں مبتلا ہو کر بول چال بند کی، اور جب تک سورہ نور کے (دوسرے) رکوع حضرت ام المومنین کی برأت میں نازل نہ ہوئے اس وقت تک حضور اور صحابہ کرام کا جن میں حضرت عائشہ کے قابل صد تعظیم باپ بھی شامل تھے کیا اس کے بعد بھی آجکل کے کمتر سے بدتر مسلمانوں میں سے ایک کو یہ جرأت ہو سکتی ہے کہ وہ شرع اسلام میں ترمیم کرے۔؟

میرا خیال ہے کہ گاندھی جی نے بیگم لیاقت علی، بیگم شاہنواز بیگم اعزاز رسول کی قسم کی نام نہاد مسلمان عورتوں کی بے حیائی، بے شرمی اور غیرت اسلامی کو چیلنج کرنے والی غیر اسلامی زندگی کو دیکھ کر یہ رائے قائم کی ہوگی۔ کیونکہ آج بدقسمتی سے لیگ کے ذہن کے غیر اسلامی کردار نے حقیقی اسلام کی جگہ لے لی۔ اس لئے گاندھی جی کا فرض ہے کہ وہ لیگ کی لادینی تحریک کے علمبرداروں کی بجائے اسلام اور اس اسلام کا مطالعہ کریں جو عرب کے ایک امی نے پیش کیا اور

جس میں ایک خشخاش کے دانے کے برابر ترمیم [illegible] ہے۔

پیشوا اور ڈاک خانہ

پیشوا کے ساتھ ڈاک خانہ کو جو خصوصیت رہی ہے وہ ان لوگوں سے پوشیدہ نہیں ہے، جو پیشوا کے [illegible] ہیں، لیکن اس خصوصیت میں اس وقت سے اضافہ ہو گیا ہے جب سے آنریبل مسٹر نشتر محکمہ ڈاک کے وزیر ہوئے ہیں۔ [illegible] خان بہادر عبد الاحد کے صاحبزادے پوسٹ ماسٹر جنرل [illegible] خلافت کی تحریک میں خان بہادر عبد الاحد کی [illegible] روکنے کے جرم میں مجھے ۶ ماہ کی قید [illegible] ہوئی تھی۔ [illegible] کے ہیرو خان بہادر کے یہی لڑکے تھے جن کی رپورٹ پر مقدمہ قائم ہوا، اور جن کی شہادت پر مجھے سزا ہوئی۔ غالباً ان کو یاد ہوگا۔

ہو سکتا ہے کہ نشتر صاحب اور مجید صاحب کے ایماء سے پیشوا کی ڈاک نہ چرائی جا رہی ہو، پیشوا ضائع نہ کیا جاتا ہو لیکن اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ یہ دونوں ذاتی طور سے پیشوا کو پسند کرتے ہیں نہ مجھے۔

ایسی صورت میں کہ ڈاک خانہ کے اونی [illegible] میں مسلمان زیادہ ہیں، جو زیادہ ترقی وزیر کی خوشنودی کے لئے اپنے [illegible] کا نشانہ پیشوا اور حریت کو بنا لیتے ہیں۔

لہٰذا قارئین کرام کو اپنے خطوط کے جواب نہ ملیں تو سمجھ لینا چاہیے کہ خط میرے پاس پہنچا ہی نہیں۔ اگر پیشوا وقت پر نہ ملے تو بلا تکلف سمجھ لینا چاہیے کہ ڈاک خانہ کے ملازمان نے ہضم کر لیا۔

میں کوشش کر رہا ہوں کہ ڈاک خانہ کے حالات درست ہو جائیں۔ ڈائرکٹر جنرل ڈاکخانہ جات مسٹر [illegible] نے [illegible] غور کرنے اور انصاف کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ ورنہ میں آسانی سے ڈاک خانہ کے پاکستانی دوستوں کو چھوڑوں گا نہیں۔ اسمبلی میں سوالات ہوں گے، اور ہو سکتا ہے کہ میں اپنے حقوق کی حفاظت کے لئے عدالت کا دروازہ بھی کھٹکھٹاؤں گا۔

قوم پرور مسلمانوں کا اجتماع

گذشتہ ہفتہ دہلی میں قوم پرور مسلمان رہنماؤں کا ایک مختصر اجلاس پیشوائے اعظم حضرت علامہ آزاد وزیر معارف حکومت ہند کی کوٹھی پر ہوا جس میں قوم پرور مسلمانوں کی تنظیم کے لئے حضرت نے رہنمائی کی۔

یہ بہت معمولی بات ہے۔ قوم پرور مسلمانوں کی ایک وطن جماعتوں [illegible] ایک اہم مقصد کے لئے اتفاق و اتحاد پیدا کرنا لیگ کے نزدیک بہت بڑا جرم تھا۔ [illegible] لیگی پریس بلبلا اٹھا، اور لگا اول فول بکنے اور حضرت پیشوائے اعظم [illegible] قوم پرور مسلمان رہنماؤں کی شان میں [illegible] ان پر پھبتیاں تراشیں۔ ان کے خلاف مسلمانوں کو مشتعل کیا۔

گویا لیگ کے [illegible] اغراض کی مخالفت کرنا اسلام [illegible] جناح صاحب کے سیاسی نظریہ کی تردید [illegible] شریف کی تردید ہے۔ سبحان اللہ کیا سیاسی [illegible] کیا اسلام ہے۔

جس طرح تیرھویں اور چودھویں صدی عیسوی میں پاپائی فتنہ اور بیسویں صدی عیسوی میں فاشسٹی فتنہ اپنے سیاسی مخالفین کو ہر ممکن ذریعہ سے تباہ کرنا اور اپنے خلاف آواز بلند کرنے والوں کو کچل ڈالنا ضروری سمجھتا تھا، اسی طرح ہندوستان میں لیگ نے سیاسی [illegible] فاشسٹ بنالی۔ [illegible] ظالمانہ تقلید کا نام اسلام رکھ لیا ہے۔

[illegible] اسلام [illegible] ذرّے جاتے ہوں، اور ان کو آپس میں [illegible] کی تلقین ہو اس اسلام کے [illegible] قوم پرور مسلمان جماعتوں سے خود اتفاق نہ کریں [illegible] اپنا نقطہ نظر پیش نہ کرنے دیں، لیکن اگر [illegible] آپس میں متفق ہوں تو وہ جاہل جن کو [illegible] معنی نہیں معلوم فداکاران اسلام کو غدار اسلام کے [illegible] کلمہ پڑھنا نہ آتے، جو خود افتراق کے [illegible] مسلمانوں کے اجتماع پر پھبتیاں تراشتے ہیں اور [illegible]۔

"[illegible] یہ بری [illegible] کی"

مسلمانوں کا واحد نمائندہ کون ہے؟

مرکزی اسمبلی کا اجلاس شروع ہوتے ہی حجۃ الاسلام امام انقلاب حضرت علامہ آزاد نے اسمبلی کے رجسٹر میں دستخط کئے تو اردو میں اور بحیثیت وزیر معارف جب حضرت تقریر کرنے کھڑے ہوتے تو انگریزی میں تقریر کی قدرت کے باوجود ملک

کی شستہ زبان اردو میں تقریر کی جس سے اسمبلی کے در و دیوار نا آشنا تھے۔

اسلام کے نام پر مرکزی اسمبلی میں جو لوگ واحد نمائندگی کے مدعی ہیں، انہوں نے اپنی پوری زندگی میں لباس، گفتار، کردار کے اعتبار سے ایک لمحہ کے لئے مسلمانوں کے اس کلچر اور تہذیب کی نمائندگی نہیں کی جس کی مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے وہ مدعی ہیں، اور احمق مسلمان ان فرنگی پرست ملاحدہ کی فرضی تقریروں اور جھوٹے دعووں سے مسحور ہو گئے ہیں۔

اردو کو کانگریس سے سرکاری زبان حضرت نے تسلیم کرایا۔ اور جب سے آپ نے وزارت کی کرسی کو رونق و عزت بخشی ہے، تو اردو کو اسمبلی ہال میں انگریزی کی جگہ دلانے کے لئے پہلا قدم یہ اٹھایا۔

جو تہمت باز یہ کہتے ہوئے نہیں جھجکتے کہ آزاد، ہندوؤں کا غلام ہے۔ ہندوؤں کا زر خرید ہے، ہندو سے زیادہ مسلمانوں کا دشمن ہے، ان کو شرم آنی چاہئے کہ حضرت نے ان تمام گمراہ کن جھوٹے بیانات کے باوجود حقیقی اسلام کی تعلیم سے سر مو انحراف نہیں کیا، بلکہ جو کلچر مسلمانوں کا ہندوستان میں سکہ شاہی کی طرح چل گیا ہے، اس کا عملی نمونہ اس پر عمل کے لئے اصرار، اس پر عمل کرانے کی طاقت کا مالک کون ہے؟

وہ جس کی جدوجہد اور آزادی پھانسی کے تختے اور وزارت کی کرسی پر قبضہ نہ ہوئی، وہ جس نے رہن سہن، کھانے پینے چلنے پھرنے، وضع قطع میں اسلام کی واحد نمائندگی کی اور اپنے عمل سے کمینے، ذلیل، حاسد، جعل ساز، شیطان تہمت طرازوں پر نگاہ غلط انداز ڈال کر غلط بیانیوں کی تردید کرنی بھی اپنی توہین سمجھی، جو لیگی کیمپ سے مسلمانوں اور ہندوؤں کی نظروں میں گرانے کے لئے روزانہ گھڑی جاتی رہی ہیں۔

ہم حضرت کی اردو زبان میں اسمبلی میں پہلی تقریر پر ہدیہ تبریک پیش کر کے ان فرنگی نژاد، فرنگی پرست، فرنگی تہذیب کے نمائندوں سے جو مسلمانوں کی غفلت اور نادانی سے اسلام سے واقف ہونے کے باوجود [illegible] علم بر[illegible] سلام بنے ہوئے ہیں یہ دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ اسلام کا واحد نمائندہ مسلمانوں کے تہذیبی و ثقافتی حقوق کا محافظ کون ہے۔ اگر ان کی آنکھیں زندہ ہی نہ ہوئی اور ان سے قوت گویائی سلب نہ ہو گئی ہو، تو ان کو کہنا چاہئے کہ صرف

حضرت پیشوائے اعظم

بہار کا وقف ایکٹ

خدا کا شکر ہے کہ بیس سال کے عرصہ میں جو کام مسلمانان بہار کی سود بہبود کے لئے نہ ہو سکا، وہ ڈاکٹر محمود صاحب وزیر ڈویلپمنٹ بہار کے پیش کردہ وقف ایکٹ نے گذشتہ ہفتہ ہو گیا۔

اب بہار میں اسلامی اوقاف غاصب اور خائن متولیوں کے قبضہ میں نہ رہیں گے، بلکہ ان کی آمدنی ملت اسلامیہ کے مفاد پر خرچ ہوگی، جو لیگ کے نزدیک "کافر، بے دین، غدار اسلام" کی وہ قابل رشک یادگار ہوگی، جس کی ملت اسلامیہ کے اجارہ دار لیگ کو اپنی پوری زندگی میں توفیق نہ ہوئی۔

ہم بہار گورنمنٹ اور آنریبل ڈاکٹر سید محمود صاحب کو اوقاف بل پر مبارک باد دیتے ہیں، اور خدا سے دعا کرتے ہیں کہ وہ مسلمانوں کو عقل دے کہ وہ دوست دشمن میں تمیز کریں۔

جن

خریدار صاحبان کی میعاد خریداری اس مہینے میں ختم ہو رہی ہے ان میں

ایک آپ بھی ہیں، اور آپ کا نمبر خریداری ...... ہے

اگر آپ سال آئندہ کے لئے خریدار رہنا چاہیں تو کم سے کم دو نئے خریدار فراہم کریجئے، اور سب کی قیمت آج ہی دفتر رسالہ پیشوا دہلی کو روانہ کر دیجئے، اور اگر خدانخواستہ کسی وجہ سے آپ خود سال آئندہ کے لئے خریدار رہنا پسند نہ کریں تو ازراہ کرم ایک خط اسی وقت مینیجر رسالہ پیشوا دہلی کے نام لکھ دیجئے کہ سال آئندہ کے لئے خریداری منظور نہیں۔

آپ کے اس کارڈ کے وصول ہوتے ہی آپ کا نام رجسٹر خریداران سے بصد افسوس خارج کر دیا جائے گا، اور اگر آپ نے منی آرڈر نہ بھیجا یا عدم خریداری کا خط نہ لکھا تو حسب دستور آپ کو کوئی وی، پی نہ بھیجا جائے گا، کیونکہ وی پی طلب کرنے کا قاعدہ بند کر دیا گیا ہے۔ وی، پی آنے کا انتظار نہ کیجئے اور آج ہی قیمت بذریعہ منی آرڈر روانہ کر دیجئے۔

مینیجر رسالہ پیشوا دہلی

احکام القرآن

(قرآنی احکام پر ایک لاجواب کتاب جو مدتوں قارئین پیشوا کے لئے مجسم رہی)

(از حضرت علامہ آغا رفیق صاحب بلند شہری)

(گذشتہ سے پیوستہ)

سورۂ فرقان کے احکام و مسائل

(۲۱۷)

پانی پاک ہے اور پاک کرنے والا ہے

وھو الذی ارسل الریاح بشرا بین یدی رحمتہ وانزلنا من السماء ماء طھورا لنحیی بہ بلدۃ میتا ونسقیہ مما خلقنا انعاما واناسی کثیرا۔	وہی (اللہ) ہے جو ہواؤں کو اپنی رحمت (مینھ) کی خوشخبری دینے کو آگے آگے بھیجتا ہے، ہم آسمان سے پاک و صاف پانی برساتے ہیں کہ اس کے ذریعے سے شہر کی زمین کو زندہ کریں اور اپنی مخلوقات کثیرہ اور آدمی کو سیراب کریں۔

تفسیر:- آیت کے معنی صاف ہیں، تشریح کی ضرورت نہیں۔ اس موقع پر مقصود ماء طہورا کا جملہ ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ خدا نے خشک و مردہ شہروں (یعنی ان کی زمینوں) کو زندہ کرنے اور اپنی کثیر مخلوقات اور آدمی کو سیراب کرنے کے لئے آسمان سے پانی برسایا ہے جو پاک و صاف ہے۔

اس جملہ میں پانی کو پاک و صاف ہونے کی صفت سے موصوف کیا گیا ہے۔ بظاہر خشک زمینوں کو تر و تازہ بنانے اور مخلوقات کو سیراب کرنے کے لئے پانی کے اندر اس صفت کی ضرورت نہ تھی، لیکن چونکہ اس کے ذریعہ سے آدمیوں کو بھی سیراب کرنا مقصود تھا، اس لئے انسانی عظمت کو ظاہر کرنے کے لئے پانی کے اندر یہ صفت رکھی گئی۔ اس کا واضح مطلب یہ ہے کہ انسان اس امر کا مستحق ہے کہ وہ اپنے ظاہر اور باطن دونوں کو پاک و صاف رکھے، اور اسی کے لئے خدا نے ایسی چیز کو نازل فرمایا جو اس کے ظاہر اور باطن دونوں کی صفائی کی ضامن ہو۔ [illegible]

اس لئے کہ جو طہور ہے تو وہ بہر حال پاک ... بھی رہے والا ہے جیسا کہ خود حضرت نے سورہ انفال میں بتایا ہے کہ ہم نے تم پر ظاہر فرمایا ہے اور طہور کا لفظ کسی چیز کو بھی پاک کر دینے ... پاک کر دیتا ہے۔ انہوں نے ... پاک کرنے والا بتایا، بلکہ یہ مبالغہ کا لفظ ہے ... کا پاک و صاف اور ظاہر ہے کہ جو چیز ... پاک و صاف ہو وہ دوسری چیز کو بھی پاک کر سکتی ... اس سے پاک کرنے والا ہونا ... داخل ہو گی۔

(۲۱۸)

رات دن کے وظائف و اوراد کی قضا کیا جانا

وھو الذی جعل الیل والنھار خلفۃ لمن اراد ان یذکر او اراد شکورا۔	اسی (اللہ) نے نصیحت حاصل کرنے والوں یا ذکر کرنے والوں اور ارادہ شکر گزاری کرنے والوں کے لئے رات اور دن جانشین بنائے ہیں جو ایک دوسرے کے بعد آتے رہتے ہیں۔

تفسیر:- خلفۃ کے لغوی معنی جانشین کے ہیں۔ مراد اس موقع پر دن کے بعد رات کا آنا اور رات کے بعد دن کا ظاہر ہونا ہے۔ آیت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ نے رات اور دن میں سے ہر ایک کو ایک دوسرے کا جانشین قرار دیا ہے کہ ایک کے بعد دوسرا آتا ہے یعنی رات دن میں سے ہر ایک دوسرے کا قائم مقام ہے کہ اس میں فوت شدہ وظائف و اوراد کو قضا کیا جا سکتا ہے۔

آیت سے جب یہ بات معلوم ہو گئی کہ رات کے فوت شدہ وظائف یا اوراد کو دن میں اور دن کے فوت شدہ اوراد و ...

فوت شدہ اوراد و وظائف کی قضا ضروری ہے، اور اسی حکم میں نوافل۔ دعا اور تلاوت قرآن وغیرہ بھی داخل ہیں، یعنی ان کی قضا بھی ضروری ہے، اور قضا کا واجب ہونا مذہب و سنت کے وجوب ادا کے موافق ہے۔

بزرگان طریقت نے لکھا ہے کہ جس شخص نے اپنے اوراد و وظائف کو وقت پر ادا نہ کیا، اور پھر دوسرے اوقات میں ان کی قضا بھی نہ کی تو اس کا وبال اس پر اور اس کے شہر پر پڑے گا بلکہ ممکن ہے محلہ آبادیوں پر بھی پڑ جائے اور جس شخص نے ایسا کیا دنیا میں بزرگان طریقت کے نزدیک اس کو مردہ خیال کیا جاتا ہے اور خدا کے نزدیک بھی وہ مردہ ہے۔

اس سورۃ میں اور متعدد مسائل و احکام ہیں، مثلاً شب بیداری اور عبادت۔ اپنے آپ کو یا دوسرے کو ناحق قتل کرنے کی حرمت۔ زنا کی حرمت اور جھوٹی شہادت کی حرمت وغیرہ طوالت کے خوف سے ہم نے ان کو ترک کر دیا ہے۔

سورۂ شعراء کے احکام و مسائل

(۲۱۹)

نماز میں فارسی زبان میں قراۃ جائز ہے

وانہ لتنزیل رب العالمین نزل به الروح الامین۔ علی قلبک لتکون من المنذرین بلسان عربی مبین، وانہ لفی زبر الاولین۔

اے محمد! اس میں شک نہیں کہ اس قرآن کو پروردگار عالم نے اتارا ہے روح الامین (جبرئیل) نے اسے تیرے دل پر زبان فصیح عربی میں اتارا ہے تاکہ تو اس کے ذریعے لوگوں کو ڈرائے۔ اس کی پیشین گوئی اگلے پیغمبروں کی کتابوں میں ہے۔

تفسیر:- آیت کے معنی واضح ہیں۔ اس موقع پر بلسان عربی مبین کی تشریح ضروری ہے جو عنوان سے تعلق رکھتی ہے اگر اس جملہ کو من المنذرین سے متعلق مانا جائے تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ اے محمد! اس قرآن کو خدا نے تمہارے قلب پر اس لئے اتارا ہے تاکہ تم ان لوگوں میں ... شامل ہو جاؤ جنہوں نے عربی زبان میں اپنی امتوں کو خدا کے عذاب سے ڈرایا ہے یعنی ہود، صالح، شعیب اور اسمٰعیل علیہم السلام پیغمبر اور تم بھی ان کی طرح اپنی قوم کو عربی زبان میں ڈراؤ۔ اور اگر اس جملہ کو نزل سے متعلق مانا جائے تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ خدا نے اس قرآن کو عربی زبان میں نازل کیا ہے، تاکہ تم اس کے ذریعہ لوگوں کو ڈراؤ۔ یعنی اگر قرآن عربی زبان میں نہ ہوتا کسی دوسری زبان میں ہوتا تو تمہاری قوم اس کو سمجھنے سے قاصر رہتی اور اس کے ذریعہ ڈرانا عبث و بیکار رہتا اور اسی وجہ سے اس کے نزول کو قلب کے ساتھ مخصوص کیا گیا ہے۔ اس لئے کہ اگر قرآن کسی دوسری زبان میں ہوتا تو قلب پر نہیں زبان پر نازل ہوتا۔

تفسیر کشاف، مدارک اور ہدایہ وغیرہ کے مصنفین وغیرہ کے مصنفین نے اس آیت سے یہ استدلال کیا ہے کہ قرآن ہر حالت میں قرآن ہے۔ اگرچہ کسی زبان میں اس کا ترجمہ کر لیا جائے۔ اور اس استدلال سے یہ ثابت کیا ہے کہ نماز کے اندر قرآن کا فارسی ترجمہ پڑھنا بھی جائز ہے۔ استدلال کی ایک اور وجہ یہ ہے کہ آیت میں خداوند تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ قرآن کی پیش گوئی اگلے پیغمبروں میں سے اکثر کی کتابیں غیر عربی زبان میں تھیں۔ امام ابو یوسف، امام محمد اور امام شافعی نے اس ثبوت کو صحیح نہیں مانا اور نماز کے اندر صرف اس حالت میں فارسی زبان کی قرأت کو جائز قرار دیتے ہیں جبکہ کوئی شخص عربی قرأت پر قادر نہ ہو۔ اس مسئلہ کی زیادہ تفصیل سورۂ مزمل میں بیان کی جائے گی۔

---

(۲۲۰)

شعر کہنا گناہ ہے

والشعراء یتبعھم الغاوٗن الم تر انھم فی کل واد یھیمون۔ و انھم یقولون ما لا یفعلون الا الذین امنوا وعملوا الصالحات وذکروا اللہ کثیرا وانتصروا من بعد ما ظلموا وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

شاعروں کی پیروی گمراہ کرتے ہیں اے مخاطب کیا تو نہیں دیکھتا کہ شعرا ہر میدان میں سرگرداں رہتے ہیں اور ان کے اقوال ان کے افعال کے مطابق نہیں ہوتے لیکن وہ مومن نیکوکار (شعرا) جو اللہ کو بہت یاد کرنے والے ہیں اور کسی کی ہجو کرتے ہیں تو انتقام عوض لینے کے لئے کرتے ہیں اور وہ بھی بعد اس کے کہ

ان پر ظلم کیا گیا ہو، ان عیبوں سے پاک ہیں، ظلم کرنے والے یعنی مثلاً ناحق ہجو کرنے والے عنقریب مرنے پر معلوم کریں گے کہ وہ کس کروٹ پھیرے جاتے ہیں۔

تفسیر:۔ شعر کی مذمت میں قرآن مجید کے اندر متعدد آیات پائی جاتی ہیں، چنانچہ اکثر مواقع پر فرمایا گیا ہے کہ وما علمنٰہ الشعر یعنی اپنے رسول کو ہم نے شعر نہیں سکھایا۔ آیت کا مطلب یہ ہے کہ شاعروں کی پیروی یعنی باطل و کذب کی پیروی دوسروں کی عزت پر حملہ کرنا، انساب میں عیب نکالنا، ان لوگوں کی تعریف کرنا جو تعریف کے مستحق نہیں ہیں، اور ان لوگوں کی ہجو کرنا جو ہجو کے مستحق نہیں ہیں یا مطلق ہجو کرنا صرف وہی لوگ کرتے ہیں، جو احمق و بے وقوف، گمراہ، شیطان اور مشرک ہیں۔ بھلے آدمیوں کا یہ کام نہیں ہے۔

اس موقع پر شعراء سے مراد شعراء قریش ہیں، اور یہ آیت اس وقت نازل ہوئی ہے جبکہ قریش کے شاعروں نے حضور کی ہجو اور دین اسلام کی مذمت میں شعر کہے، اور عرب نے ان اشعار کو یاد کر کے مجالس میں پڑھنا شروع کیا۔ زاہدی کا بیان ہے کہ جب عرب نے حضور کو شاعر اور قرآن مجید کو از قسم شعر بتایا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی تردید میں یہ آیت نازل کر کے آگاہ کر دیا کہ محمد شاعر نہیں۔ اس لئے کہ شعراء کی پیروی گمراہ لوگ کیا کرتے ہیں، اور محمد کے پیرو نیکوکار ہیں۔

الم تر انہم الخ کا مطلب یہ ہے کہ شعراء مضامین کے حصول یا تلاش میں ہر میدان میں سرگرداں رہتے ہیں اور یہ کہ وہ جو کچھ کہتے ہیں اس کے موافق عمل نہیں کرتے یعنی وہ ہر لغو اور باطل قول پر غور و خوض کرتے ہیں اور جو وعدے یا عہد کرتے ہیں ان کو پورا نہیں کرتے۔ عرب میں ہائم اس شخص کو کہا جاتا ہے، جو کسی مقصد کو پیش نظر رکھے بغیر سرگرداں رہتا ہو۔ اس سے واضح ہوا کہ شعر یا شاعر کے کلام میں اکثر خیالی باتیں ہوتی ہیں جن کو حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔

حضور کے صحابہ کی ایک جماعت بھی شعر کہتی تھی یعنی عبداللہ بن رواحہ، حسان بن ثابت اور کعب بن مالک حضور اور مسلمانوں کی طرف سے مشرکین مکہ کی ہجو کا جواب دیا کرتے تھے، جب آیت نازل ہوئی تو ان کو خطرہ پیدا ہوا کہ شعراء کے جو اوصاف آیت میں بتلائے گئے ہیں وہ بھی ان سے موصوف ہو گئے ہیں یا کہ وہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی الا الذین امنوا الخ جس کا

مسلم شریف کامل اردو دو جلد

مطلب ہے کہ مومن کا شعران صفات سے موصوف نہیں جو اوپر شرا و مشرکین کی بیان کی گئی ہیں۔

آیت کا جملہ وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون ان ظالموں کے لئے تہدید ہے جو حضور پر افترا پردازی کیا کرتے، حضور کی شان میں گستاخانہ شعر کہا کرتے اور ہجو کیا کرتے تھے۔ یا مطلق ظالموں کے لئے تہدید ہے۔

سورۂ نمل کے مسائل احکام

سورۂ نمل میں حضرت لوط کے قصہ میں ایک آیت ہے جو لواطت کی حرمت پر دلالت کرتی ہے۔ اس کا ذکر سورۂ اعراف میں ہو چکا ہے۔ ایک اور آیت ہے جس میں مکہ کی حرمت بیان کی گئی ہے اس کا ذکر سورۂ بقرہ میں ہو چکا ہے۔

(۳۳۱)

دابۃ الارض کا خروج قیامت کی علامت ہے

واذا وقع القول علیھم اخرجنا لھم دابۃ من الارض تکلمھم ان الناس کانوا بآیاتنا لا یوقنون

جب وعدہ قیامت ان پر پورا ہونے کو ہوگا تو ہم زمین سے ایک جانور لوگوں کے لئے نکالیں گے جو ان سے کہدے گا کہ کون آدمی ہماری آیتوں پر یقین کرنے والے نہیں ہیں۔

تفسیل: اس آیت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ دابۃ الارض کا خروج قیامت کے قریب ہوگا، یا قیامت کو قریب تر کر دے گا اس لئے کہ ارشاد باری اذا وقع القول کا مطلب یہ ہے کہ جب امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ترک سے اور توبہ کے نافع نہ ہونے سے لوگوں پر خدا کا غیظ و غضب اور عذاب واجب ہو جائے گا یعنی قرب قیامت میں تو ہم یعنی خداوند تعالے دابۃ الارض کو نکالیں گے جو لوگوں سے گفتگو کرے گا۔ یہ آیت اس وقت نازل ہوئی تھی جبکہ مشرکین قریش نے وقوع قیامت میں عجلت کا مطالبہ کیا تھا۔ خداوند تعالے نے اُن کو بتایا کہ قیامت اس وقت آئیگی جبکہ دابۃ الارض نکل آئے گا۔

آیت کے جملہ تکلمھم کو اگر کلام سے مشتق مانا جائے گا، تو گفتگو کے معنی ہوں گے اور تکلمھم کو کلم سے مشتق مانا جائے گا تو زخم یا نشان لگانے کے معنی ہوں گے۔ یعنی دابۃ الارض مومن و کافر کے چہروں پر نشان لگائے گا۔

دابۃ الارض سے مراد جانور ہے یعنی ایک جانور جس کا طول ساٹھ گز ہوگا۔ نہ تو بھاگ کر اس کو کوئی پکڑ سکے گا، اور نہ کوئی بھاگ کر اس سے نجات پا سکے گا۔ اس کے چار پاؤں ہوں گے اور فرشتے کے پر بھی۔ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ جانور مقام حجر سے نکلے گا جس طرح حضرت صالح کی اونٹنی نکلی تھی یا صفا و مروہ کے درمیان سے خروج کرے گا، یا جبل اجیاد سے یا کسی وادی سے یا بحر سدوم سے یا مسجد حرام کے رکن یمانی کی جانب سے لوگ اس کو دیکھیں گے، اور وہ آفتاب کی طرح مشہور ہو جائے گا۔

حضرت علیؓ کی روایت میں ہے کہ دابۃ الارض تین دن میں نکلے گا، لوگ اس کے خروج کے منتظر ہوں گے، لیکن ایک دن میں وہ تہائی سے زیادہ نہ نکلے گا۔ ایک روایت یہ ہے کہ دابۃ الارض تین مرتبہ خروج کرے گا۔ ایک مرتبہ باطن یمن سے نکلے گا اور چھپ جائے گا۔ پھر بادیہ (جنگل) سے نکلے گا اور مخفی ہو جائے گا اور عرصہ دراز تک مخفی رہے گا۔ یہاں تک کہ ایک روز لوگ سب سے بڑی اور با عظمت مسجد میں جمع ہوں گے کہ وہ مسجد کے دائیں جانب سے نکلے گا بعض لوگ اس کو دیکھ کر بھاگ کھڑے ہوں گے اور بعض اس کو دیکھتے رہیں گے۔ عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ دابۃ الارض مغرب کی جانب روانہ ہوگا، اور ایک چیخ مارے گا پھر مشرق اور یمن کی طرف جائے گا۔ ثعالبی کی روایت میں ہے کہ دابۃ الارض کوہ صفا سے نکلے گا۔ پہلے اس کا سر اور گردن ظاہر ہوگی جو اس قدر اونچی ہوگی کہ مشرق و مغرب کے تمام لوگ اس کو دیکھ لیں گے، اور پھر اپنی جگہ لوٹ جائے گا۔ پھر اسی روز چھ باعتبار ... بعد زلزلہ آئے گا اور لوگ خوف سے بھاگ کھڑے ہوں گے۔ پھر دوسرے دن صبح کے وقت ایک چیخ سنائی دے گی اور بتایا جائے گا کہ دجال نکل آیا ہے۔ لیکن صحیح روایت یہ ہے کہ دابۃ الارض اپنے پورے جسم سے خروج کرے گا۔ اس کے ہاتھ میں موسیٰ کا عصا اور انگلی میں سلیمان کی انگشتری ہوگی۔ وہ موسیٰ کے عصا کو مومنین کے چہرے پر لگائے گا جس سے ان کے چہرے سفید و روشن ہو جائیں گے اور سلیمان کی انگوٹھی سے کافروں کی پیشانی پر نشان لگائے گا جس سے ان کے چہرے سیاہ ہو جائیں گے۔

عبداللہ بن عمر کی روایت یہ ہے کہ دابۃ الارض کافر کے چہرہ پر ایک سیاہ نقطہ لگائیگا، جو پھیل کر سارے چہرہ کو سیاہ کر دے گا اور مومن کے چہرہ پر سفید نقطہ لگائے گا جو پھیل کر سارے چہرے کو سفید و روشن کر دیگا

ادبِ نبوی صلعم

(حضور سرورِ کائنات کی سیاسی، اخلاقی، معاشرتی تعلیم پر ایک لاجواب تصنیف)

(از حضرت علامہ آغا رفیق صاحب بلند شہری)

(گذشتہ سے پیوستہ)

(۲۰۱)

مظلوم کے گناہ آخرت میں ظالم پر ڈالے جائینگے

عن ابی ھریرۃ رضؓ ان رسول اللہ صلعم قال من کانت عندہ مظلمۃ لاخیہ فلیتحللہ منھا۔ فانہ لیس ثمہ دینار ولا درھم من قبل ان یوخذ لاخیہ من حسناتہ فان لم یکن لہ حسنات اخذ من سیئات اخیہ فطرحت علیہ رواہ البخاری

ابوہریرہ رضؓ کہتے ہیں حضورؐ نے فرمایا ہے جس شخص کا کسی مسلمان بھائی پر کوئی حق ہو تو چاہیئے کہ مسلمان اس سے اس حق کو معاف کراویں (یعنی دنیا میں) اس سے پہلے کہ وہ دن آئے جس میں نہ تو درہم ہوں گے نہ دینار کہ اس حق کے عوض ادا کئے جاسکیں اگر اس نے اپنے حق کو معاف کردیا تو بہتر ہے ورنہ پھر قیامت میں اگر ظالم کے اعمال میں کچھ نیکیاں ہوں گی تو بقدر ظلم کے اس کی نیکیاں لیلی جائیں گی اور مظلوم کو دیدی جائیں گی، اور نیکیاں نہ ہونگی تو مظلوم کی برائیوں میں سے (اسی قدر برائیاں) لی جائیں گی اور ظالم کے حساب میں ڈال دی جائیں گی۔

شرح الفاظ۔ مظلمہ۔ جور و ایذا، حق تلفی، آبرو ریزی وغیرہ فلیتحللہ۔ حق یا جور و ظلم کے گناہ سے ظالم کو بری کرادیا جائے یعنی مظلوم سے معاف کرادیا جائے یا ظالم سے مظلوم کا حق دلادیا جائے تاکہ آخرت کا مطالبہ باقی نہ رہے۔ ثمہ اس جگہ۔ یعنی قیامت کا دن ہے یوخذ من حسناتہ یعنی اس کی نیکیوں میں سے جور و ایذا کے بقدر لیا جائے گا۔

تشریح۔ عدل۔ دنیا کی بہترین چیز ہے، اور حقدار کا حق ... ہے اور کس قدر بہتر ہے۔ دنیا جد و جہد اور کوشش جو مسلمانوں کی جماعت کو متحد رکھے، ان کے تعلقات کو مضبوط بنائے اور ان کی وحدت کو مستحکم کردے۔ اور کتنا بہتر ہے وہ اتحاد جو باہمی اعمال میں محبت کے تبادلہ کا موجب ہو اور کس قدر مبارک ہے وہ اخلاص جو مسلمانوں پر آرام و سکون اور سعادت کا مینہ برسائے، اور کتنی بدبختی ہے کہ لوگ مکر و فریب کا لباس پہنیں۔ بغض و عداوت کو دل میں پرورش کریں کینہ و حسد کی آبیاری کریں اور اپنے مسلمان بھائی کو اذیت پہنچانے کی کوشش میں رہیں یہاں تک کہ اگر ان کو موقع مل جائے تو عرصہ حیات اس پر تنگ کردیں، اور اس کی زندگی کا خاتمہ تک کرنے میں دریغ نہ کریں۔

ظالم کسی پر ظلم کرکے آخر کیا چاہتا ہے؟ کیا وہ اس طریقہ سے اپنی عاقبت کو درست کرنے کا خیال رکھتا ہے۔ آخر اس نے کون سے اعمال صالحہ کئے ہیں کہ قیامت کے دن اس سے ان اعمال کو لے کر مظلوم کو دیدیا جائے اور اس طرح اس کا حق ادا ہوجائے کیا ظالم زمانہ کی مساعدت اور عارضی اقبال پر مغرور ہے۔ کیا وقت کی مسکراہٹ اس کو بے فکر بنائے ہوتے ہے اس کو زمانہ کے انقلاب سے ڈرنا چاہیئے، جو نہایت خطرناک ہوتا ہے، اور بعض وقت ایسا پلٹا کھاتا ہے کہ مظلوم ظالم کا حاکم بالادست بن جاتا ہے اور ظالم اس کے ہاتھوں سے دنیا میں اتنی سزا پالیتا ہے جس کی اس کو توقع بھی نہیں ہوسکتی تھی۔

کیا ظالم اپنی جسمانی قوت پر مغرور ہوتا ہے؟ کیا عرصہ دراز کا اقتدار عاقبت اندیشی سے اس کو بیگانہ بنا دیتا ہے۔ اس غرور اور بیگانگی کا نتیجہ اس کو چند روز بعد چکھنا پڑے گا۔ ظلم و جور کی تلخیاں اس کے کام و دہن کو ضرور ایک روز تلخ بنا دیں گی، اور وہ اپنے شدائد کو خود برداشت کرنے پر مجبور ہوگا۔

اس روز جس روز کہ انسان اپنے بھائی، اپنی ماں، اپنے باپ، اپنے دوستوں اور اپنے بیٹوں سے بھاگتا پھرے گا، اس روز جس روز کہ ظالم اپنے ہاتھوں کو کاٹتا اور یہ کہتا ہوگا، کاش

میں خدا کے رسول م کا کہا مان لیتا، اس روز آنکھوں سے غفلت کا پردہ اٹھ جائے گا۔ گنہگار کے ساتھی دوست اور اعوان اس کو چھوڑ کر علیحدہ ہو جائیں گے، اور صرف وہ اعمال خیر و شر باقی رہ جائیں گے جو اس نے دنیا میں کئے ہوں گے۔ اس روز گنہگار کو لوگوں کے سامنے کھڑا کیا جائے گا اور ایک اعلان کرنے والا (یعنی فرشتہ) یہ اعلان کرے گا یہ فلاں بن فلاں ہے، اس کے ذمہ جس کا حق ہو وہ آئے اور اپنے حق کا مطالبہ کرے۔ یہ اعلان سنکر وہ لوگ آئیں گے جن کے حقوق اس کے ذمہ ہوں گے اور خداوند تعالےٰ اس شخص سے فرمائیگا: ان لوگوں کے حقوق ادا کرو! وہ شخص عرض کرے گا: پروردگار! دنیا کو تو تو نے فنا کر دیا، اب میں ان کے حق کہاں سے ادا کروں؟ پروردگار فرشتوں کو حکم دے گا: اس کے اعمال صالحہ میں سے ہر شخص کو اس کے حق کے موافق حصہ دیدو، چنانچہ ہر حق طلب شخص اس کے اعمال میں سے اپنے حق کے موافق حصہ لے لیگا۔

ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ حضور نے فرمایا ہے: "تم جانتے ہو مفلس کون شخص ہے؟ صحابہ نے عرض کیا: ہم لوگوں میں مفلس وہ شخص ہوتا ہے جس کے پاس زر نقد اور سامان نہ ہو" حضور م نے فرمایا: "مفلس (حقیقت میں) وہ شخص ہے جو قیامت کے دن نماز، روزہ اور زکوٰۃ کے اعمال صالحہ لیکر رب العزت کے حضور میں حاضر ہوگا، اور دنیا میں اس شخص نے کسی کو گالیاں دی ہوں گی، کسی پر تہمت لگائی ہو گی، کسی کا مال کھایا ہوگا کسی کا خون بہایا ہوگا اور کسی کو مارا ہوگا۔ ان سب لوگوں کو اس کے اعمال صالحہ بقدر حق دیدیئے جائینگے اور جب اس کے اعمال صالحہ ختم ہو جائیں گے اور حقوق باقی رہ جائیں گے تو حقوق طلب اشخاص کے گناہ اس پر ڈالدیئے جائیں گے، اور اس کے بعد اس کو دوزخ میں پھینک دیا جائیگا۔

(۱۳۱)

اچھے برے مشیروں کا بیان

عن ابی سعید الخدری عن النبی م قال ما بعث الله من نبی ولا استخلف من خلیفة الا کانت له بطانتان بطانة تامره بالمعروف و تحضه علیه و بطانة تامره بالشر و تحضه علیه فالمعصوم من عصم الله تعالےٰ۔ رواہ البخاری

ابو سعید خدری رض کہتے ہیں حضور م نے فرمایا ہے، خدا نے جس نبی کو بھیجا ہے یا جس کو خلیفہ مقرر کیا ہے، اس کو دو قسم کے لوگوں سے سابقہ پڑا ہے ایک تو وہ جو اس کو معروف (نیک کام) کرنے اور نیکی پر آمادہ کرتے ہیں، اور دوسرے وہ جو برائیوں کا مشورہ دیتے اور برائیوں پر آمادہ کرتے ہیں پس معصوم وہ ہے جس کو خداوند تعالےٰ محفوظ رکھے۔

تشریح الفاظ:۔ البطانة۔ وہ مخصوص اشخاص جو امور کو باطن میں رکھتے اور ان سے حصول تقرب میں کام لیتے ہیں۔ تحضه علیه۔ رغبت دلاتے اور پسندیدہ ثابت کرتے ہیں۔

تشریح معانی:۔ جو لوگ حکومت کرتے ہیں، یا جن کو انسانوں کے امور و مہمات کے انصرام و انتظام کا کام سپرد ہوتا ہے وہ حقیقت میں سخت خطرات کے اندر رہتے ہیں، جو امور ان کے سپرد ہیں، بعض اوقات ان کی تکمیل میں ان کو سخت مشکلات اور تکالیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے، پھر ان کو حکام بالادست یا خداوند تعالیٰ کی گرفت کا خطرہ بھی لگا رہتا ہے، اور بہترین خدمات ادا کرنے پر ان کو انعام کی امید بھی رہتی ہے۔

جو لوگ ایسے ہوتے ہیں، یعنی بادشاہ، حاکم یا کسی ریاست کا رئیس، ان کی زندگی اس طرح گذرتی ہے کہ عوام و خواص ان کے حالات کی تفتیش کرتے رہتے ہیں۔ بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ ان کی ہر حرکت کی نگرانی کرتے ہیں۔ ہر وقت ان کے دروازوں یا دربار میں لوگ جمع رہتے ہیں، اور ان میں سے ہر شخص اس بات کا متوقع ہوتا ہے کہ اس کو خصوصیت اور تقرب حاصل ہو جائے، اور وہ اس کی ناک کا بال بن جائے۔

ان لوگوں میں جو تقرب و خصوصیت حاصل کرنے کے متوقع ہوتے ہیں، اگرچہ مختلف اغراض رکھتے ہیں، لیکن ان کو دو قسموں میں منقسم کیا جا سکتا ہے۔

ایک جماعت تو حاکم کی خیر خواہ ہوتی ہے جو اس کے اعمال و امور پر گہری نظر رکھتی ہے، اور عیوب و نقائص سے اس کو آگاہ کرتی رہتی ہے، غلطیوں سے بچاتی ہے۔ اور [illegible] پڑنے سے روکتی ہے۔ راہ راست بتاتی ہے [illegible] ہاتھ پکڑ کر ایسے مقامات پر لے جاتی ہے [illegible] کے مرکز ہیں۔ یہ جماعت تو امین ناصح کی [illegible] صادق ہے، اور اس سلسلہ میں جو [illegible]

ہنچتی ہے ۔ ان کو صبر و سکون سے برداشت کر لیتی ہے۔

دوسری جماعت ان لوگوں کی ہے جو حاکم کے برخلاف کی تعریف اور خوبیاں بیان کرتی ہے۔ اشیاء کے حقائق کو دوسری شکل میں ظاہر کرتی ہے یعنی بری چیز کو اچھی صورت میں اور اچھی چیز کو بری صورت میں دکھاتی ہے۔ حاکم جو کچھ کہتا یا جو کچھ کرتا ہے، اس کو الہام یا وحی متلو کی مانند خیال کرتی ہے، جس کے کسی گوشہ میں غلطی کا گمان بھی نہیں ہوتا اور اسی صورت میں اس کو حاکم کے سامنے پیش کرتی ہے۔ حاکم کی غلط رائے کو صائب بتاتی ہے۔ حکومت کے غلط طریقے کو صحیح ظاہر کرتی ہے۔ فساد انگیز امور کو اصلاح بیان کرتی ہے۔ اور اس ضرر کو ظاہر نہیں ہونے دیتی، جو اس سلسلہ میں حکومت یا حاکم کو پہنچنے والا ہوتا ہے، اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان غرض مندوں کی باتوں کے جال میں پھنس کر حاکم غلط روش پر گامزن رہتا ہے، آمد و خرچ کے ذرائع اس پر مشتبہ ہو جاتے ہیں، انتظام درہم و برہم ہونے لگتا ہے، اور آخر ایک روز حکومت کی مشین کے پرزے خراب ہو جاتے ہیں۔

یہ جماعت چونکہ حکومت کے مخلصین یعنی پہلی جماعت کو اپنی اغراض میں حرج اور مانع پاتی ہے اس لئے حاکم کو اس سے بدظن کر دیتی ہے، اور حاکم اس سے ملنا ترک کر دیتا ہے۔ یا خود وہ جماعت حاکم سے جدا ہو جاتی ہے، اور اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ حالات بد سے بدتر ہو جاتی ہے۔

اوپر جن دو جماعتوں کا ہم نے ذکر کیا ہے، اور ان کی جو حقیقت بیان کی گئی ہے، تاریخ کے اوراق میں ان کا وجود ہر زمانہ اور ہر حکمراں کے عہد میں ثابت ہوتا ہے، اور بجا طور پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ مسلمانوں کی ترقی اور تنزل میں انہیں جماعتوں کا ہاتھ رہا ہے، یعنی خیر اندیش اور ناصح امین جماعت نے اپنے حکام کو صحیح مشورہ دے کر مسلمانوں کے اقتدار کو چار چاند لگائے ہیں، اور خود غرض و بد اندیش جماعت نے حکومتوں کو تباہ و برباد کیا ہے۔

حاکموں نے بد اندیش اور غرض مند جماعت کا شکار ہو کر حکومت کے کاموں پر ایسے لوگوں کو مقرر کیا ہے جو دیانت دار اور صادق نہ تھے، اور خیر اندیش اشخاص سے کنارہ کشی اختیار کر لی ہے۔ شیاطین انس نے ان کے کانوں میں جو منتر پھونک دیا ہے، یا جس بات کو خوشنما صورت میں ان کے سامنے پیش کیا

کہ اس کی اولاد بھی اس کی اطاعت سے منحرف ہو جائے گی۔" انہیں عمری رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ انسان کا اپنے نفس سے بے پرواہی کرنے کا نتیجہ یہ ہوگا کہ خدا سے منحرف ہو جائے گا، اور ان امور کو بے پرواہی سے دیکھتا رہے گا جو خداوند تعالیٰ کے غیظ وغضب کا موجب ہوں۔ پھر وہ اوامر ونواہی سے بھی محض ان لوگوں کے خوف سے، جو نفع وضرر پہنچانے کا اختیار نہیں رکھتے، باز رہے گا۔ اور اس فرض کو ادا نہ کرے گا۔

(۲۹۹)

خدا کی مشیت کے بغیر کچھ نہیں ہوتا

ایک شخص طریقت کا حال لکھا ہے کہ اس کے پاس کثرت سے دنیا کی دولت تھی جس کو وہ نیک کاموں پر خرچ کیا کرتا تھا۔ ایک روز اس کے دوستوں میں سے کسی نے کہا "شیخ! دنیا کے ان مشاغل سے آزاد ہو جاؤ، اور تمام دولت فقرا پر تقسیم کر دو، اس لیے کہ تم جیسے خدا سے مشغول اور دنیا سے نافر شخص کے لیے یہ موزوں نہیں ہے۔" شیخ نے فرمایا "بہتر ہے، میں اپنی تمام چیزوں کو خرچ کر دوں گا، اور کچھ باقی نہ رکھوں گا۔" چنانچہ شیخ نے تمام مال و دولت اور سامان اُسی وقت لوگوں پر تقسیم کر دیا اور کچھ بھی اپنے پاس نہ رکھا۔ دوسرے دن شیخ نے دیکھا کہ دنیا چاروں طرف سے ان کے پاس کھنچی چلی آرہی ہے اور مال و دولت کے انبار لگ گئے ہیں، یعنی جس قدر تقسیم کیا تھا، اس سے بہت زیادہ ان کے پاس آگیا ہے۔ یہ دیکھ کر شیخ نے فرمایا خداوند جو چاہتا ہے وہی ہوتا ہے۔ ہم اس کے ارادہ کے خلاف کچھ نہیں کر سکتے۔" ایک بزرگ کا ارشاد ہے کہ "جب انسان کے دل میں آخرت کی محبت جاگزین اور راسخ ہو جاتی ہے، تو دنیا چاروں طرف سے اس کی طرف دوڑتی ہوئی آتی ہے، اور جب انسان کے دل میں دنیا کی محبت مستحکم ہو جاتی ہے، تو وہ آخرت سے محروم نہیں ہوتی، اس لئے کہ آخرت بھی کریم ہے اور دنیا بھی کریم ہے" حضرت شیخ بن المسیبؒ فرماتے ہیں کہ دنیا: ایک ذلیل و ذلیل چیز ہے، اور انہیں لوگوں کی طرف مائل رہتی ہے جو رذیل و ذلیل ہیں اور اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ یہ ذلیل لوگ بلا ضرورت بھی دولت کو فراہم کرتے ہیں، اور غیر محل پر خرچ کرتے ہیں۔" ایک دانشمند کا ارشاد ہے کہ: کوئی شریف، عالم اور فاضل انسان ایسا نہیں ہے جس میں کوئی عیب نہ ہو، لیکن انسان کو چاہیے کہ اپنے عیب کا

ذکر کرتے ہیں کہ جس کی نیکیاں برائیوں سے زیادہ ہوں، یہ نیکیاں برائیوں کو مٹا کر دیتی ہیں۔

(۳۰۰)

حضرت لقمان اور پیشہ ور عورتوں کا واقعہ

لقمان علیہ السلام ایک حبشی غلام تھے۔ ان کا مالک ان کو فروخت کرنے کے لئے بازار میں لایا، جو خریدار آتا، لقمان اس سے پوچھتے "تم مجھ کو لے کر کیا کرو گے؟" جو کہتا میں تم سے فلاں فلاں کام لوں گا۔ لقمان کہہ دیتے، "تم مجھ کو خرید کر و میں تمہارے مطلب کا نہیں ہوں۔" کئی خریدار آئے اور لقمان نے ان سے یہی کہا۔ آخر ایک شخص آیا اس نے لقمان کو بتایا کہ "میں تم کو اپنے مکان کے دروازہ کا دربان بناؤں گا۔" لقمان نے کہا: "بہتر ہے مجھ کو خرید لو۔" وہ لقمان کو خرید کرلے آیا۔ اس شخص کے گھر میں تین نوجوان لڑکیاں تھیں جن سے وہ پیشہ کرایا کرتا تھا۔ چند روز بعد اس شخص کو کہیں باہر جانے کی ضرورت پیش آئی۔ اس نے لقمان سے کہا: "میں باہر جا رہا ہوں، لڑکیوں کے کھانے پینے اور دیگر تمام ضروریات کا میں نے انتظام کر دیا ہے۔ تم دروازہ کو بند کر کے باہر بیٹھ جاؤ، اور جب تک میں واپس نہ آجاؤں دروازہ نہ کھولنا۔" یہ کہہ کر وہ شخص چلا گیا۔ ایک روز لڑکیوں نے لقمان سے کہا: "دروازہ کھول دو۔" لقمان نے انکار کر دیا، لڑکیوں نے دھمکایا بھی، بدکاری اور لالچ بھی دلایا، لیکن لقمان نے دروازہ نہیں کھولا، اور جب مالک واپس آیا تو اس واقعہ کا ذکر بھی نہ کیا۔ اس کے چند روز بعد مالک پھر کہیں باہر گیا، اور لقمان کو وہی حکم دیا۔ مالک کے جانے کے بعد لڑکیوں نے پھر دروازہ کھولنے کی درخواست کی۔ لقمان نے انکار کر دیا اور لڑکیوں نے پھر دھمکایا، اور بدکاری کا لالچ بھی دیا، لیکن لقمان نے دروازہ نہیں کھولا، اور جب مالک واپس آیا، تو اس واقعہ کا اس سے ذکر بھی نہیں کیا۔ مالک گھر کے اندر داخل ہوا تو چھوٹی لڑکی نے اس سے کہا: "یہ حبشی غلام کس قدر خدا کا اطاعت گذار ہے کہ خدا کے حکم کے مقابلہ میں اس نے ہماری طرف توجہ بھی نہیں کی، اس غلام کی زندگی قابل سبق ہے۔ اس لئے میں بدکاری کے پیشہ سے توبہ کرنا چاہتی ہوں۔" یہ کہہ کر اس نے توبہ کی اور پیشہ ترک کر دیا۔ منجھلی لڑکی نے کہا: "یہ حبشی غلام اور یہ چھوٹی لڑکی ہم سے کس قدر زیادہ خدا کی حکم بردار اور اطاعت گذار ہیں۔ میں بھی اپنے پیشہ سے توبہ کرتی ہوں۔" یہ کہہ کر پیشہ سے اس نے توبہ کرلی۔ تیسری لڑکی نے کہا: "یہ حبشی غلام اور میری دونوں بہنیں کس قدر خدا کی اطاعت گزار ہیں۔ میں بھی اپنے پیشہ سے توبہ کرتی ہوں۔" یہ کہہ کر اس نے بھی توبہ کرلی۔ اس واقعہ کو جب شہر کے عیاش اور بدکار لوگوں نے سنا تو مالک کے پاس آکر کہا: "یہ حبشی غلام اور یہ عورتیں ہم سے زیادہ خدا کی طاعت گزار اور وفادار ہیں اس لئے ہم بھی اپنی بدکاریوں سے توبہ کرتے ہیں۔" مختصر یہ کہ یہ تمام لوگ شہر کے مشہور عابد اور بزرگ بن گئے، اور لوگ عقیدہ کے پھول ان پر نثار کرنے لگے۔

فقرائے اسلام

حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی رح

(ماہ محرم سے پیوستہ)

راستہ بھر سلطان محمود نے شیخ کی زیارت کے مبارک مقصد کے خلاف دل میں اور کوئی خیال پیدا نہیں ہونے دیا، اور شیخ کی خدمت میں حاضری اور سعادت اندوزی ہی کو مقصد سفر سمجھا تاکہ مذہبی نقطۂ نظر سے اس کا یہ سفر دنیوی اغراض سے بالکل پاک وصاف رہے۔

خرقان پہنچ کر سلطان محمود نے اپنی بارگاہ میں قیام کیا اور حضرت شیخ کے روحانی درجات معلوم کرنے کے لئے ایک خاص ایلچی کو حضرت شیخ کی خدمت میں بھیج کر عرض کرایا کہ "محمود آپ کی زیارت کے لئے غزنی سے خرقان آیا ہے اگر جناب والا خانقاہ سے اس کی بارگاہ میں تشریف لے آئیں تو مراحم ذاتی سے بعید نہ ہوگا۔" ایلچی کو سلطان محمود نے یہ ہدایت بھی کر دی تھی کہ اگر حضرت شیخ تشریف لانے سے انکار فرمائیں تو یہ آیت ان کے سامنے پڑھ دینا۔

یا ایہا الذین امنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم	ایمان والو خدا کی اطاعت کرو، خدا کے رسول کی اطاعت کرو، اور اپنے حاکم کی اطاعت کرو۔

ایلچی نے حضرت شیخ کی خدمت میں حاضر ہو کر سلطان محمود کا پیام پہنچایا اور جب شیخ نے سلطان کی بارگاہ میں جانے سے انکار کر دیا، تو ایلچی نے مذکورہ بالا آیت پڑھ کر سنائی۔ حضرت شیخ نے آیت قرآن مجید سنکر فرمایا، محمود سے یہ کہنا کہ میں اطیعو اللہ میں اتنا مستغرق ہوں کہ اطیعو الرسول سے مجھ کو خجالت ہے اولی الامر کا تو ذکر کیا ہے۔"

ایلچی نے واپس آکر حضرت شیخ کا ارشاد سلطان محمود کو سنایا، اور شیخ کا ارشاد سُنکر سلطان محمود پر رقت طاری ہو گئی اور جب حالت کچھ درست ہوئی تو اپنے مصاحبوں اور مشیروں کو مخاطب کر کے فرمایا: یہ (شیخ خرقانی) وہ شخص نہیں ہے جس کی نسبت ہم نے ایک خیال قائم کیا تھا۔ چلو، اٹھو اور شیخ کی زیارت کا شرف حاصل کرو۔" یہ حکم دے کر سلطان محمود نے اپنے وفادار غلام ایاز کو طلب کیا اپنا لباس اس کو پہنایا۔ دس کنیزوں کو غلاموں کی پوشاک میں آراستہ کیا، اور خود ایاز کا لباس پہن کر مزید امتحان کی غرض سے حضرت شیخ کی خانقاہ کی طرف روانہ ہوا۔

شیخ کی خانقاہ میں داخل ہو کر سب نے حضرت شیخ کو سلام کیا۔ شیخ نے سلام کا جواب تو دیدیا، لیکن نہ تو بادشاہ کی تعظیم کی اور نہ حاضرین کی طرف متوجہ ہوئے۔ سلطان محمود نے آگے بڑھ کر حضرت شیخ سے عرض کیا: شیخ! آپ سلطان وقت کی تعظیم نہ بجا لائے کیا یہ خانقاہ میں جو کچھ نظر آرہا ہے، سب (مکر و فریب کا) جال ہے"؟ حضرت شیخ نے فرمایا: "بے شک یہ سب کچھ جال ہے، لیکن مرغ اس کا نہیں ہے۔ ادھر آ کہ تجھے سب سے آگے کیا گیا ہے۔

اور عرض کیا یا حضرت! مجھ سے کچھ باتیں کیجئے"۔ حضرت شیخ نے فرمایا: "نامحرموں کو یہاں سے نکال دو اور پھر بات کرو"۔ سلطان نے لونڈیوں کو باہر چلے جانے کا حکم دے دیا، اور جب وہ چلی گئیں تو سلطان نے عرض کیا: "مجھے حضرت بایزید بسطامی رح کے کچھ ارشادات سنائیے"۔ حضرت شیخ نے فرمایا: "حضرت بایزید رح نے فرمایا ہے کہ — جس نے مجھے دیکھ لیا بدبختی اس سے دور ہو گئی"۔ سلطان نے عرض کیا۔ حضرت شیخ! حضرت رسول مقبول صلعم کا مرتبہ بایزید سے زیادہ اور بہت زیادہ بلند ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ ابوجہل اور ابولہب حضور صلعم کے دیدار فائض الانوار سے مستفیض نہ ہوئے اور اہل شقاوت رہے"؟ حضرت شیخ نے فرمایا "محمود! ادب کو نگاہ میں رکھ اور اپنی ولایت سے زیادہ تصرف میں ہاتھ نہ بڑھا، حضرت رسول مقبول صلعم کو چاروں یار (حضرات ابوبکر رض، عمر رض، عثمان رض، علی رض) اور چند صحابہ کے سوا کسی نے (چشم اعتبار یا بصیرت سے) نہیں دیکھا، اور میرے اس قول کا شاہد خداوند تعالےٰ کا یہ ارشاد ہے

وتراھم ینظرون الیک وھم لا یبصرون	اے محمدؐ! تو ان (کافروں) کو اپنی طرف تاکتا ہوا دیکھتا ہے لیکن وہ دیکھتے نہیں ہیں۔

سلطان محمود کو حضرت شیخ کی یہ بات بہت پسند آئی اور عرض کیا: "یا حضرت مجھ کو کچھ نصیحت فرمایئے۔" حضرت شیخ نے فرمایا: "میں تجھ کو چار باتوں کی نصیحت کرتا ہوں ان کو نگاہ رکھ۔ ایک تو پرہیزگاری اختیار کر، دوسرے نماز کو جماعت سے ادا کر، تیسرے سخاوت کو پیش نظر رکھ۔ چوتھے خلق خدا پر شفقت کر۔"

سلطان محمود نے ان نصائح کو سنکر عرض کیا: "حضرت شیخ! میرے حق میں دعا کر دیجئے۔" حضرت شیخ نے فرمایا: "میں نماز پنجگانہ میں یہ دعا کیا کرتا ہوں۔

اللھم اغفر للمومنین والمومنات — اے اللہ مومن مردوں اور مومن عورتوں کو بخش دے۔

سلطان نے عرض کیا: "حضرت شیخ! یہ دعا تو عام ہے۔ میں چاہتا ہوں میرے حق میں خاص دعا کی جائے۔" شیخ نے سلطان کی خواہش کے مطابق خاص دعا کی اور فرمایا: "عاقبت محمود باد۔" سلطان اس دعا سے بہت خوش ہوا اور اشرفیوں کا ایک توڑا (تھیلی) حضرت شیخ کی خدمت میں پیش کیا۔ حضرت شیخ نے اشرفیوں کی جانب التفات نہ فرمایا، اور جو کی روٹی سلطان محمود کے سامنے رکھ کر فرمایا "اس کو کھاؤ۔" سلطان نے ایک ٹکڑا روٹی کا توڑا اور منہ میں رکھ کر چبایا لیکن وہ حلق میں پھنس گیا اور بچے نہ اتر سکا۔ حضرت شیخ نے پوچھا: "کیا یہ روٹی تیرے حلق میں پھنستی ہے؟" سلطان نے عرض کیا "جی ہاں۔" شیخ نے فرمایا: "جس طرح یہ روٹی تیرے حلق میں پھنستی ہے اسی طرح تیرا یہ اشرفیوں کا توڑا بھی ہمارے حلق میں پھنستا ہے تو اس کو اٹھالے کیونکہ میں نے دنیا کے مال و زر کو طلاق دیدی ہے۔"

سلطان محمود نے عرض کیا: "حضرت جی! اپنی کوئی یادگار مرحمت فرمایئے۔" شیخ نے اپنا پیراہن یعنی خرقہ مبارک سلطان محمود کو عنایت کر دیا۔

سلطان جب حضرت شیخ سے رخصت ہوا تو شیخ نے کھڑے ہو کر سلطان کو تعظیم دی۔ سلطان نے عرض کیا: "حضرت شیخ! جب میں حاضر ہوا تھا تو آپ نے نہ تو میری جانب التفات فرمایا اور نہ تعظیم دی، اب آپ نے یہ تکلیف کیوں فرمائی؟" حضرت شیخ نے فرمایا: "اول تو بادشاہی رعونت اور متکبرانہ نخوت میں آیا تھا اور اب تو درویشی انکساری حالت میں جا رہا ہے۔"

نوٹ: ... "سلطان محمود غزنوی" پر مضمون ... زیور طبع سے آراستہ ہو کر شائع ہوگی ...

اس موقع پر یہ بتا دینا مناسب ہوگا کہ حضرت شیخ نے جو خرقہ سلطان محمود کو عنایت فرمایا تھا سلطان محمود نے اس کو کس قدر عظمت سے رکھا، اور اس سے کیا فائدہ اٹھایا۔ مورخین کا بیان ہے کہ سومنات کے معرکہ میں جب محمود غزنوی کو شکست کا خطرہ پیدا ہوا تو وہ اپنے اس دینی فرض کی ادائگی کے لئے خداوند تعالےٰ سے استعانت کی خواہش سے ایک گوشہ میں چلا گیا، اور سجدہ میں گر کر خدا سے اعانت چاہی، اور پھر حضرت شیخ کا عطا کیا ہوا خرقہ ہاتھ میں لے کر یوں دعا کی۔

"اے بزرگ و برتر خدا! صاحب خرقہ کی عزت کے طفیل مجھ کو کفار پر فتح مرحمت فرما۔ اس جہاد میں مجھ کو جس قدر مال غنیمت حاصل ہوگا، میں اس کو درویشوں پر تقسیم کر دوں گا"۔

مورخین کا بیان ہے کہ ادھر سلطان محمود کی زبان سے یہ الفاظ ادا ہوئے ادھر ابر و باد کے ساتھ رعد و برق پیدا ہوئی۔ عالم تیرہ و تار ہو گیا اور کفار کی فوجیں دوست و دشمن کی تمیز کئے بغیر آپس میں دست و گریباں ہو گئیں اور کافی نقصان اٹھا کر منتشر ہو گئیں اسی روز رات کو سلطان نے حضرت شیخ کی زیارت کی سعادت خواب میں حاصل کی۔ حضرت شیخ نے سلطان کو مخاطب کر کے فرمایا "محمود! تو نے میرے خرقہ کی کچھ عزت نہ کی۔ اگر تو تمام کفار کے قبول اسلام کی دعا کرتا تو وہ بھی قبول ہو جاتی۔

حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی رہ عرصہ دراز تک رشد و ہدایت کی خدمات انجام دیتے رہے، اور سلسلہ مبارک حضرات نقشبندیہ کے سالار قرار پاتے۔ وفات کا وقت قریب آیا، تو آپ نے مریدوں اور خدام کو حکم دیا کہ جب روح پرواز کر جائے تو میری قبر تیس گز گہری کھود کر اس میں دفن کرنا۔ تاکہ حضرت بایزید بسطامی رح کی قبر سے میری قبر نیچی رہے۔ چنانچہ بعد وفات ایسا ہی کیا گیا۔

جس طرح حضرت شیخ رہ کی تاریخ پیدائش کسی کو صحیح طور پر دریافت نہیں ہوئی، اسی طرح تاریخ وفات میں اختلاف ہے۔ بعض نے تاریخ وفات ۴۲۵ھ لکھی ہے۔ بعض نے ۴۲۶ھ کے اندر اندر۔ آخری بیان پر وہ تاریخ پیدائش جو بعض تراجم کے پیش نظر ہم نے لکھی ہے درست ہو سکتی ہے۔ اگر تاریخ وفات ۴۲۵ھ درست مانی جائے تو تاریخ پیدائش ۳۵۲ھ کے بعد ماننی پڑے گی۔

بحوالہ از سلطان محمود ... ۱۲

ملفوظات

حضرت شیخ رہ کے ملفوظات کا کوئی مجموعہ ہمارے سامنے نہیں ہے، اور مختلف ذرائع سے جو ارشادات حاصل ہوئے ہیں ان کی نسبت یہ نہیں کہا جا سکتا کہ حضرت شیخ ہی کے الفاظ ہیں، یا آپ کے مفہوم کو راویوں نے اپنے الفاظ میں بیان کیا ہے۔ بہر نوع جو کچھ ملا ہے درج ہے۔

۱۔ مریدوں اور عوام کو مخاطب کر کے حضرت شیخ نے ایک روز فرمایا: "میں ستر سال سے اللہ تعالےٰ کی طاعت میں مشغول ہوں اور اس عرصہ میں ایک لمحہ کے لئے بھی اپنے نفس کی کوئی خواہش پوری نہیں کی ہے"۔

۲۔ ایک موقع پر فرمایا کہ "روشن دل وہ ہے جس میں خلق ہو، بہتر کام وہ ہے جس میں مخلوق کا اندیشہ نہ ہو۔ حلال لقمہ وہ ہے جو اپنی کوشش اور محنت سے حاصل ہو، اور بہتر دوست وہ ہے کہ اس کی زندگی صرف اللہ کے لئے ہو"۔

۳۔ "انسان وہ ہے، جس نے اگر عمر بھر میں صرف ایک ہی دفعہ اللہ تعالےٰ کو ناخوش کیا ہو اور خدا نے اس جرم کو معاف کر دیا ہو، پھر بھی اس کے دل میں یہ حسرت باقی رہے کہ میں نے کیوں ایسے مالک کو ناخوش کیا"؟

۴۔ ایک دفعہ فرمایا کہ "تین چیزوں کی انتہا مجھ کو معلوم نہیں ہوئی، ایک تو خاتم النبین حضرت محمد مصطفےٰ صلعم کی درجات کی انتہا۔ دوسرے تریب نفس کی انتہا، اور تیسرے معرفت کی انتہا۔

۵۔ فرمایا ہے کہ "اس شخص کے دل میں خداوند تعالےٰ کی محبت نہیں ہوتی جو مخلوق خدا پر شفقت نہیں کرتا"۔

۶۔ فرمایا ہے کہ "نماز روزہ بلاشبہ اچھی چیز ہے لیکن دل کو غرور و حسد سے پاک رکھنا بھی بہت اچھی چیز ہے"۔

۷۔ ایک روز شیخ نے اپنے مریدوں اور معتقدوں سے دریافت کیا: "کون سی چیز اچھی ہوتی ہے"؟ حاضرین نے عرض کیا: "حضرت جی! آپ ہی فرمایئے"۔ آپ نے فرمایا: "وہ دل سب سے اچھا ہے جس میں اللہ کی یاد ہو"۔

۸۔ ایک شخص نے پوچھا: "حضرت جی! صوفی کس کو کہتے ہیں"؟ آپ نے فرمایا: "صوفی وہ ہے جو نہ ہو" یعنی وہ شخص صوفی ہے جو اپنے آپ کو نیست سمجھتا ہو۔

۹۔ مریدوں نے پوچھا "حضرت جی! صدق اور اخلاص کا مفہوم کیا ہے"؟ فرمایا صدق یہ ہے کہ دل باتیں کرے

(یعنی انسان وہ بات کہے جو دل میں ہو) اور اخلاص وہ کام ہے جو صرف خدا کے لئے کرے۔"

۱۰۔ فرمایا: "ایسے آدمیوں کی صحبت میں نہ رہو کہ تم اللہ اللہ کہو اور وہ کچھ اور کہیں۔"

۱۱۔ فرمایا: "جو شخص سرود بجائے (یعنی کسی باجے کا شغف رکھتا ہو) کسی باجہ کے ذریعہ خدا کی محبت و معرفت حاصل کرنا چاہے، اس سے وہ شخص بہتر و برتر ہے جو قرآن مجید پڑھے (اس پر عمل کرے) اور خدا کی معرفت کا جویاں نہ ہو۔"

۱۲۔ فرمایا: "جو دنیا کا طالب ہوگا تو دنیا تجھ پر غالب آجائے گی اور جو دنیا سے بیزار رہے گا تو دنیا پر تو غالب آجائے گا۔"

۱۳۔ فرمایا: "دین کو شیطان سے اتنا اندیشہ نہیں، جتنا حریص اور دنیا طلب عالم اور زاہد بے علم سے۔"

مذہبی معلومات

الحریۃ فی الاسلام

(پیشوائے اعظم حضرت علامہ آزاد کے قلم سے)

اس سے پہلے کہ دنیا نور اسلام سے منور ہو، انسان کا کیا حال تھا؟

وہ دنیا کے ذرہ ذرہ کو خدا سمجھتا تھا، جنگل کا ہر بڑا درخت اس کا خدا تھا، وہ سانپ کو پوجتا تھا کہ سانپ دیوتا تھا، وہ دریا کو پوجتا تھا کہ دریا دیوی تھی، وہ پہاڑ کو پوجتا تھا کہ وہ دیوتاؤں کا مسکن تھا، وہ آگ کو پوجتا تھا کہ وہ کہیں اگنی دیوی تھی، اور کہیں خدا کا مظہر تھی، وہ عام ستاروں کو پوجتا تھا کہ وہ حکمراں عالم تھے وہ چاند اور سورج کو پوجتا تھا کہ وہ نور اکبر تھے، وہ جنوں کو پوجتا تھا کہ ان میں انسانوں سے زیادہ قوت تھی، وہ انسانوں کو بھی پوجتا تھا کہ خدا کے اوتار تھے۔

ہندوستان جو علوم ریاضیہ کا سرچشمہ تھا، پتھروں اور مورتوں کا بندہ تھا۔ یونان جو علوم عقلیہ کا مرکز تھا، طرح طرح کے دیوتاؤں کا مسکن تھا، مصر و بابل جو علم ہیئت و فن تعمیر کے سب سے پہلے گھر تھے، ستاروں کے ہیکل سے آباد تھے۔ دنیا اسی تاریکی میں گھری ہوئی تھی کہ کلدان میں "مسلم اول" کا ظہور ہوا جس نے :-

فلما جن علیہ اللیل رأ کوکبا قال ھذا ربی فلما افل قال لا احب الافلین فلما رأ القمر بازغا قال ھذا ربی فلما افل قال لئن لم یھدنی ربی لاکونن من القوم الضالین فلما رأ الشمس بازغۃ قال ھذا ربی ھذا اکبر فلما افلت قال یا قوم انی بریٔ مما تشرکون انی وجھت وجھی للذی فطر السموات والارض حنیفا وما انا من المشرکین

رات کو ستاروں کو دیکھا تو کہا یہ میرا خدا ہے۔ لیکن جب ستارے چھپ گئے تو اس نے کہا۔ میں چھپ جانے والوں کو خدائی کے لئے پسند نہیں کرتا۔ پھر چاند نظر آیا تو پکار اٹھا کہ یہ میرا خدا ہے پر جب وہ ڈوب گیا تو کہا اگر میرا سچا خدا میری ہدایت نہ کرتا تو یقیناً میں گمراہ ہو چکا تھا پھر دن کو جب سورج چمکتا ہوا نکلا تو اس نے کہا، ہاں یہ میرا خدا ہے کہ یہ سب سے بڑا ہے لیکن جب وہ بھی غروب ہو گیا تو اس نے اپنی قوم کو مخاطب کیا۔ لوگو! میں ان سب سے تبرا کرتا ہوں جن کو تم خدا کا شریک بناتے ہو، میں تمام جھوٹے معبودوں سے منہ پھیر کر اس سچے خدا کی طرف رخ کرتا ہوں جس نے آسمان و زمین کو پیدا کیا۔ میں اپنے خدا کا کسی کو شریک نہیں بناتا۔

یہ پہلا دن تھا، جب اسلام نے حقیقت انسانی کے چہرہ سے پردہ اٹھایا، اور اس نے بتایا کہ اے انسان! تو مخلوقات کا بندہ نہیں، تو مخلوقات کا آقا ہے، تو ان کے لئے نہیں پیدا کیا گیا، وہ تیرے لئے پیدا کئے گئے ہیں، تو ان کا غلام نہیں بنایا گیا، وہ تیرے غلام بنائے گئے ہیں، تو تمام مخلوقات سے اشرف ہے، اور تیری ذات ان تمام ہستیوں سے ارفع ہے۔ تو صرف خالق مخلوقات کا بندہ ہے، اور تمام مخلوقات کا آقا ہے۔ پھر تو جن کا آقا ہے، حیف ہے کہ ان کو اپنا خدا بنائے اور ان کے آگے غلامی کا سر جھکائے۔؟

ولقد کرمنا بنی ادم وحملنٰھم فی البر والبحر ورزقنٰھم من الطیبٰت وفضلنٰھم علی کثیر ممن خلقنا تفضیلا (۱۷ - ۷۱)

ہم نے انسان کو عزت و بزرگی بخشی، اس کو خشکی و تری میں سواری دی۔ اچھی چیزیں روزی کیں، اور اپنی اکثر مخلوقات پر فضیلت کامل عطا کی۔

اے انسان! تمام دنیا تیرے ہی لئے بنی ہے، تو اس کی پرستش نہ کر۔

الم تر ان اللہ سخر لکم ما فی الارض (۲۲ - ۶۴)

کیا تم نہیں دیکھتے کہ خدا نے جو کچھ زمین میں ہے تمہارے لئے مسخر کر دیا ہے۔

ھو الذی خلق لکم ما

خدا وہی ذات اقدس ہے

فی الارض جمیعاً — جس نے تمہارے لئے تمام
(۲ : ۲۷) — زمین کی چیزیں پیدا کیں۔

بلکہ آسمان وزمین کی سب چیزیں تیرے ہی لئے ہیں، تو
ے کے لئے نہیں ہیں۔ پس تو ان کو خدا نہ جان۔

الم تروا ان اللہ — کیا تم نہیں دیکھتے کہ آسمان
سخر لکم ما فی السموات — وزمین کی تمام چیزیں تمہارے
وما فی الارض ؟ — لئے خدا نے مسخر کر دیں؟
(۳۱ - ۱۹)

وسخر لکم ما فی السموات — خدا نے تمہارے لئے
وما فی الارض جمیعاً — آسمان وزمین کی تمام چیزیں
(۴۵ : ۱۳) — مسخر کر دیں۔

تو دریا کو دیکھ نہ کہہ کہ وہ تیری ضروریات کا ایک
خزانہ ہے۔

سخر لکم البحر لتجری — تمہارے لئے دریا کو مسخر
الفلک فیہ بامرہ ولتبتغوا — کر دیا تاکہ اس میں خدا کے
من فضلہ — حکم سے کشتیاں چلیں، اور
(۴۵ - ۱۱) — اپنے رزق کو تلاش کرو

وھو الذی سخر البحر — خدا ہی ذات قدوس ہے
لتاکلوا منہ لحماً — جس نے دریا کو مسخر کیا تاکہ
طریا وتستخرجوا — تم اس سے تازہ گوشت کھاؤ
منہ حلیۃ تلبسونھا — اس سے اپنی زیب وزینت
وتری الفلک مواخر — کی اشیا نکالو۔ اس میں تم
فیہ ولتبتغوا من — دیکھتے ہو کہ کشتیاں پانی کو
فضلہ ولعلکم — پھاڑتی ہوئی چلتی ہیں تاکہ
تشکرون — اس سے خدا کی برکت تلاش
(۱۶ : ۱۴) — کرو اور اس کا شکر ادا کرو۔

تو حیوانات کو دیوتا نہ سمجھ کہ وہ تیرے ہی فائدہ کے
لئے مخلوق ہوتے ہیں۔

وجعل لکم من الفلک — کشتی اور جانور تمہارے لئے
والانعام ما ترکبون — پیدا کئے تاکہ تم ان کی پیٹھ پر
لتستووا علی ظھورہ — سیدھے سوار ہو۔ پھر اپنے
ثم تذکروا نعمۃ — خدا کے احسان کو یاد کرو،
ربکم اذا استویتم — اور کہو کہ پاک ہے وہ ذات
علیہ، وتقولوا سبحان — جس نے ہمارے لئے مخلوقات

الذی سخرلنا ھذا — کو مسخر کر دیا، ہم اپنی قوت
وما کنا لہ مقرنین — سے ان کو مسخر نہ کر سکتے۔
(۴۳ : ۱۳)

آگ دیوی نہیں وہ تو تیرے ہی لئے پیدا ہوئی ہے۔

والذی جعل لکم — خدا وہ ہے جس نے سبز لکڑی
من الشجر الاخضر — سے تمہارے لئے آگ پیدا
نارا (۳۶ : ۸۰) — کی۔

پہاڑ دیوتاؤں کا مسکن کیسے ہو سکتا ہے؟ وہ تو خود انسان کے تابع ہے، اور خدا کا فرمانبردار ہے۔

انا سخرنا الجبال معہ — ہم نے داؤد ہی کے لئے
یسبحن بالعشی والا — پہاڑ کو مسخر کر دیا کہ صبح و
شراق (۳۸ : ۱۷) — شام خدا کی تسبیح کریں۔

آفتاب و مہتاب اور دیگر ستارے بھی اے انسان تیرے خدا نہیں، تو خود ان کا خداوند و آقا ہے۔ اس لئے تو ان کو سجدہ نہ کر۔

وسخر لکم الشمس — تمہارے لئے آفتاب و
والقمر دائبین و — مہتاب کو مسخر کر دیا جو حرکت

سخر لکم اللیل والنہار — کرتے ہیں اور اسی طرح رات اور
(۱۴ : ۲۷) — دن اور ان کے خواص و موثرات کو بھی تمہارا تابع فرمان بنا دیا۔

وسخر لکم اللیل — رات، دن، سورج، چاند
والنہار والشمس والقمر — سب کو تمہارے تابع کر دیا،
والنجوم مسخرات — کیونکہ تمام ستارے خدا کے
بامرہ (۱۶ : ۲) — حکم کے تابع ہیں۔

غور کرو، ایک "مشرک" اور ایک "مسلم" کی زندگی میں کتنا فرق ہے؟ مشرک پتھروں سے ڈرتا ہے کہ وہ خدا ہیں، ستاروں سے ڈرتا ہے کہ وہ خدا ہیں، خود انسانوں سے ڈرتا ہے کہ وہ خدا ہیں، لیکن ایک مسلم کا عقیدہ یہ ہے کہ "فاطر السموات والارض" کی ایک ذات کے سوا دنیا میں کوئی وجود نہیں جس سے ڈرا جائے۔ ایک مشرک اپنے کو دنیا کی ہر شے سے کمزور و حقیر سمجھتا ہے، لیکن ایک مسلم وجود ذات "عزیز و متکبر" کے سوا خود کو سب سے بلند اور سب سے اعلیٰ سمجھتا ہے، کیونکہ ہر لحظہ اس کے کان میں یہ آواز آتی رہتی ہے۔

ان العزۃ للہ ولرسولہ — عزت صرف خدا کے لئے ہے

وللمومنین — اس کے رسول کے لئے ہے اور مسلمانوں کے لئے ہے۔

اے مشرک انسان! تو کیوں خدا کے سوا اوروں کی طرف ہاتھ پھیلاتا ہے؟ کیا تو ان میں سے بعض سے بہتر اور بعض کے برابر نہیں ہے؟ اے مشرک انسان تو کیوں خدا کے سوا اوروں سے ڈرتا ہے؟ کیا وہ بھی تیرے ہی طرح خدا کی مخلوق نہیں؟ اے مشرک انسان! تو خدا کو چھوڑ کر کن سے حاجت براری کی درخواست کرتا ہے؟ کیا وہ خود خدا کے محتاج نہیں؟ پس ایک ہی ہے جس کی طرف ہاتھ پھیلاتا ہے۔ ایک ہی ہے جس سے ڈرتا ہے، ایک ہی ہے جس کے آگے جھکتا ہے جس کے آگے گڑگڑاتا ہے۔ ایک ہی ہے جس کو اپنے سے بالاتر سمجھتا ہے، اور ہاں ایک ہی ہے جس سے حاجت براری کی درخواست ہے۔

قل افرأیتم ما تدعون من دون اللہ ان ارادنی اللہ بضر هل هن کاشفات ضره؟ — اگر خدا مجھے مصیبت پہنچانی چاہے تو کیا تمہارے معبود جن کو تم پکارتے ہو، اس مصیبت کو دور کر سکتے ہیں؟ اگر خدا اپنی

او ارادنی برحمة هل هن ممسکات رحمته قل حسبی اللہ علیه یتوکل المتوکلون۔ — رحمت مجھ پر نازل کرنی چاہے تو کیا وہ روک سکتے ہیں؟ ہاں کہہ دو خدا ہی کافی ہے۔ بس کرتا ہے، بھروسہ کرنے والے صرف اسی کی ذات پر بھروسہ کرتے ہیں۔

پس جو مسلم ہے وہ خود دار ہے کیونکہ خدا کے بندوں میں اس کا کوئی ہمسر نہیں، پھر کس سے وہ اپنی ذات کو حقیر سمجھے اور اس کے سامنے جھکے؟ اس نے صرف ایک ہی سے اپنی ذات کو حقیر سمجھا، اور اسی کے سامنے جھکا۔

جو مسلم ہے وہ آزاد ہے۔ کیونکہ مخلوقات میں کون بڑا ہے جس سے وہ ڈرے؟ اس نے ایک کو بڑا سمجھا، اور اسی سے وہ ڈرا۔

مسلم خدا کے سوا کسی سے نہیں ڈرتا۔ اس لئے کہ وہ دل سے اعتقاد رکھتا ہے کہ

خدا کے سوا نفع و ضرر کسی کے ہاتھ میں نہیں۔
دنیا کی ہر قدرت و قوت کا مالک وہی ہے۔

نامرادوں کا سب سے بڑا سہارا

خدائے پاک ہے، جب مایوسیوں کے تیروں سے کلیجہ چھلنی ہو رہا ہو اور دنیا میں کوئی مددگار نظر نہ آتا ہو، تو خداوند کریم کی ایک کتاب سے رجوع کیجئے، جس میں ہم نے نہایت کوشش اور صرف کثیر سے قرآن مجید کی وہ تمام دعائیں یک جا جمع کر دی ہیں، جو مختلف مقاصد کے لئے تیر بہدف ہیں، دنیا میں آپ کا کوئی کام ایسا نہیں، جو ان پاک دعاؤں کی مدد سے سرانجام نہ ہو سکے، جلد طلب فرمائیے۔ اس کتاب کا نام قرآنی دعائیں ہے، ضخامت ۸۰ صفحات، کاغذ بہت عمدہ، لکھائی اعلیٰ قیمت صرف ۱۲ آنے

تسخیر القلوب

کیا کوئی دل ہے جس پر آپ قابو چاہتے ہیں، خواہ کوئی دل ہو، مرد کا ہو، خاوند کا ہو، بیوی کا ہو، حاکم کا ہو، دوست کا ہو، آشنا کا ہو، چھوٹے کا ہو، بزرگ کا ہو، ہم دعوے سے کہہ سکتے ہیں کہ آپ اس پر قابو حاصل کر سکیں گے۔ اگر آپ ہم سے تسخیر القلوب منگا کر جو کچھ اس میں لکھا ہے اس پر عامل بن جائیں، احباب کا مسخر کرنا، زن و مرد کا مطیع کرنا، آقا و افسر پر قابو پانا، مقدمات کا حسب منشا فیصلہ، غرض آپ یہ کتاب منگا کر بہت خوش ہوں گے۔

قیمت صرف آٹھ آنے

مایوسی کی گھٹاؤں میں نور کامرانی کی جھلک

اگر دیکھنا ہو تو عظمات قدسی پڑھیئے جس میں آیۃ الکرسی کی مکمل تفسیر لوران کے تمام مجرب اعمال درج ہیں۔ اس کتاب کو پڑھ کر آپ چند روز میں بغیر زیادہ محنت کے آیۃ الکرسی کے عامل بن جائیں گے۔ آیۃ الکرسی کی مخفی قوتوں سے تمام دنیا ... واقف ... اس کا کوئی عمل خطا نہیں کرتا اس کے عامل کو ہم ... ملنے کا پتہ: ... منیجر رسالہ پیشوا اردو بازار جامع مسجد دہلی

اس کے سوا کسی میں قدرت و طاقت نہیں۔
محض دعاؤں کا سننے والا تنہا وہی ہے۔
دنیا کی تمام قوتوں کی عنان حکومت صرف اسی کے دست قدرت میں ہے۔
عطائے موت و حیات، نفع و ضرر صرف اسی کا کام ہے
ساری طرح دنیا کا ذرہ ذرہ اسی کا محتاج ہے، پر وہ کسی کا محتاج نہیں۔

پھر کیونکر ممکن ہے کہ شدائد و خطرات کا مہیب دیو اس مسلم کو خوف زدہ بنا سکے جس کا قلب مطمئن خدا کے سوا کسی سے خوف زدہ نہیں؟ اور کیونکر ممکن ہے کہ خوف و ہراس اس دل پر قبضہ کر سکے جو خدا کے سوا کسی کے قبضہ میں نہیں؟ اور یہاں کیونکر ممکن ہے کہ متکبرین کی ہیبت و عظمت، جبابرۂ عالم کا قہر و غضب، سپاہیوں کی تیغ و سنان، اور فرعونوں کا جاہ و جلال اس انسان کو مرعوب کر سکے، جس کی نظر میں یہ سب کے سب ایک دست شل اور ایک عضو معطل سے زیادہ نہیں۔

پھر جس کی یہ حقیقت ہے کیونکر ممکن ہے کہ وہ شدائد اور خطرات سے خوف کھا کر نصرت حق سے باز آ جائے، اس کا دل راستی اور سچائی کی سختیوں کو دیکھ کر لرز جائے۔ اس کی زبان قول حق سے خاموش رہے؟ اس کا قدم جادۂ صداقت سے متزلزل ہو جائے؟ کیونکہ مسلم کی حقیقت یہ ہے کہ وہ خدا کے سوا دنیا میں کسی سے نہیں ڈرتا۔ اپنے نفع و ضرر کی باگ اس کے سوا کسی کے ہاتھ میں نہیں دیکھتا۔

پھر کیا یہ سچ نہیں کہ مسلم فطرتاً خود دار ہے کہ اکثر مخلوقات سے وہ برتر اور بعض کے برابر ہے؟ کیا یہ صحیح نہیں کہ مسلم فطرتاً آزاد اور حر ہے کہ خالق کے سوا وہ کسی مخلوق سے نہیں دبتا کیونکہ قوتوں کا منبع اور قدرتوں کا مرکز اس کی نظر میں ایک ہی ہے

ان یمسسک اللہ	اگر وہ ضرر پہنچانا چاہے تو
بضر فلا کاشف لہ وان	کوئی اس کو ہٹانے والا نہیں
یمسسک بخیر فھو علی	اور اگر نیکی و برکت دینا چاہے
کل شیء قدیر وھو	تو وہ ہر بات پر قادر ہے۔
القاھر فوق عبادہ	وہ بندوں پر غالب ہے
وھو الحکیم الخبیر	وہ ہر نکتے سے آگاہ ہے
(انعام)	اور ہر خبر سے واقف ہے۔

نماز قرآن مجید کی روشنی میں

(جناب مولانا ابوالحسن علی صاحب ندوی)

انسان مجموعہ ہے جسم و روح، قلب اور عقل کا، اس کی جامعیت کے مناسب اور اس کی اشرفیت اور انسانیت کے شایاں یہی ہے کہ اس کے لئے ایسی عبادت مقرر کی جائے جو اول تو اس کے اپنے ارادہ اور اختیار سے عمل میں آئے، دوسرے وہ اتنی جامع ہو کہ اس میں تمام عناصر انسانیت اور اجزاء مابہ الامتیاز کا اللہ کے سامنے سجود و نیاز اور خضوع و تذلل ہو، اس لئے کہ انسان صرف جسم کا نام نہیں، اور وہ جمادات و حیوانات کی طرح غیر مکلف و غیر مختار و غیر عاقل بھی نہیں، لہٰذا اس کی غیر اختیاری عبادات کافی نہیں ہے، نہ صرف ایسی کوئی عبادت جس میں صرف اس کا جسم اپنے خالق اور رب کے سامنے جھکتا ہے، نہ ایسی عبادت جس میں صرف اس کا جسم اپنے خالق اور رب کے سامنے جھکتا ہے، نہ ایسی عبادت جس میں صرف قلب اپنے معبود حقیقی کی طرف متوجہ ہوتا ہے، اور نہ ایسی جس میں مراقبہ و دھیان و تفکر ہے، اس لئے کہ انسان نہ صرف جسم ہے اور نہ صرف قلب اور نہ صرف عقل بلکہ ان سب کا مجموعہ ہے۔

یہ جامع عبادت نماز ہے جس میں بیک وقت انسان کا جسم اس کی روح، اس کا قلب اور اس کی عقل مصروف عبادت ہوتی ہے اور انسان ان سب کے ساتھ اپنے رب کے سامنے سرنگوں (دست بستہ) ہوتے ہیں، وہ جس وقت سجدے میں ہوتا ہے، تو صرف اس کی پیشانی ہی جو اس کے جسم کا سب سے زیادہ ممتاز اور مکرم حصہ ہے، خدا کی بنائی ہوئی سب سے زیادہ پست چیز (زمین) پہ نہیں رکھی ہوتی، بلکہ اس کی عقل بھی رب اعلیٰ کے علو و رفعت کا اعتراف کرتی ہوتی ہے، اور اس کی بلندی کے سامنے سرنگوں ہوتی ہے۔ اس کا قلب بھی اس کی بلندی اور اپنی پستی کی شہادت رہا ہوتا ہے، اور اس کا سارا وجود زبان قال اور زبان حال سے سبحان ربی الاعلیٰ کی تسبیح پڑھتا ہوتا ہے اور مصلی اپنی عبادت کی خود تصویر ہوتا ہے۔

نماز کی ضروریں

اس لئے نماز میں جسم و قلب و عقل تینوں کی شرکت ضروری ہے، اور تینوں کا خشوع مطلوب ہے۔ جسم کا تو اس درجہ کہ بے قیام و رکوع و سجود کے بغیر تو نماز ہی نہیں ہوتی اس لئے کہ اس کے قلب و عقل کا محل بھی وہی ہے، اور اسی پر حکم کیا ہے کہ مکتب میں لئے کہا گیا ہے

وارکعوا واسجدوا	اور رکوع کرو اور سجدہ کرو
واعبدوا ربکم	اور اپنے رب کی عبادت کرو۔

پھر اس کے قلب کا خشوع بھی ضروری ہے اور اسی پر اس کی فلاح کا حکم لگایا گیا ہے۔

قد افلح المومنون الذین	فلاح پائی ان ایمان والوں
ھم فی صلوٰتھم خاشعون	نے جو اپنی نمازوں میں عاجزی اور فروتنی کرتے ہیں۔

اس کی عقل کی معیت اور شرکت بھی ضروری ہے۔ اگر وہ سرے سے حاضر نہیں تو جسم کا رکوع و سجود معتبر نہیں۔

یا ایھا الذین آمنوا	اے ایمان والو! نماز کے
لا تقربوا الصلوٰۃ و	پاس نہ جاؤ، جبکہ تم نشہ میں ہو
انتم سکاری حتی تعلموا	یہاں تک کہ تم کو خبر ہو کہ اپنی
ما تقولون	زبانوں سے تم کیا کہتے ہو۔

(النساء ۲)

پس یہ نماز دراصل انسان کی انسانیت کا طبعی تقاضا اور اس کی فطرت کا اس سے زیادہ اہم مطالبہ ہے جتنا کہ اس کے جسم کا مطالبہ غذا، اور اس کی انسانیت کا تقاضائے مدنیت و اجتماع۔ اور اس کا اس مطالبہ سے غفلت کرنا یا انکار کرنا اپنی فطرت سلیمہ سے انحراف اور اپنے شرف انسانیت کی ناقدری اور جوہر انسان کی تذلیل ہے۔

یہ ساری کائنات ایک وسیع عبادت گاہ ہے جس کا ذرہ ذرہ مصروف عبادت ہے۔ سرگرم طاعت اور سربسجود ہے۔ انسان کو اس بساط کائنات پر ایک معزز جگہ اور اس زمین پر ایک مرکزی حیثیت اور اس دنیا میں خدا کی نیابت و خلافت کا خلعت حاصل ہے۔ اگر وہ اپنے ارادہ و اختیار سے ہمہ دم و ہمہ وقت سربسجود رہے اور کسی وقت اس کی پیشانی خاک سے نہ اٹھتی ہو تو یہ محل حیرت نہ تھا، لیکن چونکہ اس کو زمین پر خدا نے اپنی مخلوق

سے بہرہ اندوز ہونے اور اپنی پیدا کی ہوئی چیزوں کو کام میں لانے کا حکم دیا ہے، اور نہ اس میں پہاڑوں کی استقامت ہے اور نہ درختوں کا صبر، نہ دریا کی خموشی اور نہ پرندوں کی سبک روی، نہ جانوروں کی بے زبانی نہ زمین کی فتادگی، نہ سبزہ کی پامالی، بلکہ اس کی فطرت میں شورش ہے، اس کے مزاج میں عجلت و بے صبری اور وہ فطرتاً کمزور ناتوان ہے۔

(۱) خلق الانسان عجولا	انسان کی سرشت میں جلد بازی ہے۔
(۲) ان الانسان خلق هلوعا	انسان بڑا بے صبر پیدا کیا گیا ہے۔
(۳) یرید الله ان یخفف عنکم وخلق الانسان ضعیفا	اللہ چاہتا ہے کہ تم سے تخفیف کردے، اور انسان کمزور پیدا کیا گیا ہے۔

پانچ نمازوں کی اہمیت

اس سے آئے ہر وقت کھڑے رہنے اور ہر وقت سربسجود رہنے کے بجائے، صرف پانچ وقت نماز کا حکم دیا ہے اور اس کی پانچ وقت کی حاضری کو ہمہ وقت حضوری کا اور پانچ نمازوں کو پچاس نمازوں کا قائم مقام بنا دیا ہے۔ معراج کی حدیث میں ان پچاس نمازوں کے فرض ہونے اور پھر تدریجی تخفیف کے بعد صرف پانچ رہ جانے کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ اور اس حدیث میں اللہ تعالےٰ کی طرف سے امت محمدیہ کو یہ بشارت بھی سنائی گئی ہے کہ ان پانچ کا ثواب پچاس ہی کا ملے گا۔ حدیث کا پورا متن یہ ہے :-

ثم فرضت علی خمسون صلوٰۃ کل یوم فرجعت فمررت علی موسیٰ فقال بم امرت قلت امرت بخمسین صلوٰۃ کل یوم قال ان امتک لا تستطیع خمسین صلوٰۃ کل یوم والی والله جربت الناس قبلک وعالجت بنی اسرائیل اشد	اول پچاس نمازوں کو فرض کرنے اور پھر پانچ نمازوں کو قائم رکھنے میں ایک لطیف اشارہ اس بات کا ہے کہ دراصل انسان کی بندگی اور اس کی عبدیت و منصب خلافت کے شایان شان ۵۰ ہی نمازیں ہیں لیکن اس کی کمزوری کے پیش نظر بالآخر یہ پانچ نمازیں مقرر کی گئیں لیکن یہ ۵۰ ہی کے قائم مقام

[illegible] الحاجة فارجع الی
[illegible] فسلہ التخفیف
[illegible] امتك فرجعت فوضع
[illegible] عشرا فرجعت
[illegible] موسیٰ فقال مثلہ
[illegible] فرجعت فوضع عنی عشرا
[illegible] فرجعت الی موسیٰ فقال
مثلہ فرجعت فوضع
عنی عشرا فرجعت الی
موسیٰ فقال مثلہ
فرجعت فوضع عنی
عشرا فامرت بعشر
صلوٰۃ کل یوم فرجعت
الی موسیٰ فقال مثلہ
فرجعت فامرت بخمس
صلوٰۃ کل یوم فرجعت
الی موسیٰ فقال بما

ہیں۔ درحقیقت یہ ابتدا ہی سے
تقدیر الٰہی اور مشیت ایزدی تھی
اور یہ ہو نہیں سکتا تھا کہ [illegible]
ہوتی اسی حقیقت کی طرف
اشارہ اس جملہ میں ہے:
قرآن مجید میں بھی ہے۔
لا یبدل القول لدی
وما انا بظلام للعبید
(ق ع ۳) حضرت موسیٰ کا
مشورہ اس معاملے میں ایک
لطیف تدبیر الٰہی تھی، جو ان
دونوں (پچاس اور پانچ)
کو جمع کرنے کا ایک نہایت
لطیف طریقہ تھا۔ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کا پچاس کو
قبول کر لینا اعلیٰ درجہ کے
انقیاد کے علاوہ اس بات

امرت قلت امرت بخمس
صلوٰۃ کل یوم قال امتك
لا تستطیع خمس صلوٰۃ
کل یوم وانی قد خبرت
الناس قبلك وعالجت
بنی اسرائیل اشد
المعالجة فارجع الی ربك
فسئلہ التخفیف لامتك
قال سالت ربی حتی استحییت
ولکنی ارضی واسلم قال
فلما جاوزت نادانی
منادٍ امضیت فریضتی
وخففت عن عبادی

(متفق علیہ)

تنہا مسلم کی روایت میں آخر میں یہ الفاظ آئے ہیں۔
قال فلم ازل ارجع بین ربی وبین موسیٰ حتی
قال یا محمد انھن خمس صلوٰۃ کل یوم ولیلۃ

کا ثبوت ہے کہ آپ کے نزدیک
اس منصب نبوت کے لحاظ
سے یہ مقدار کچھ بڑی نہ تھی
اور یہ حقیقت ہے۔
مرتب

بکل صلوٰۃ عشر فذالک خمسون صلوٰۃ

بخاری اور مسلم کی دوسری مشترک روایت میں اللہ تعالےٰ کا ارشاد اس طرح منقول ہے۔

فقال هی خمس وهی خمسون لا یبدل القول الذی۔

بے نماز کی حیثیت

پس جو شخص ان پانچ نمازوں کو بھی ادا نہ کرے، وہ دراصل تمام موجودات و کائنات کی نگاہ میں اپنے اشرف انسانی کی تذلیل کرتا ہے، اور خلافت الٰہی کے اس منصب و مقام کی تحقیر کرتا ہے اور علی رؤس الاشہاد اس کی شہادت دیتا ہے کہ اس عالم میں صرف اس کا وجود ناکارہ، صرف وہی غافل و خود فراموش اور اللہ کی اطاعت و عبادت سے منحرف

وہی باغی و منحرف ہے، دنیا کا یہ پورا کارخانہ اس کی زندگی اور اس کی راحت کے لئے شب و روز متحرک اور سرگرم ہے۔ اس میں کوئی تعطیل نہیں اور اس میں کبھی کوئی وقفہ نہیں ہوتا۔ سورج اس کے لئے پابندی سے نکلتا ہے، ہوائیں اس کی خاطر دوڑتی پھرتی ہیں۔ بادل اپنے کندھوں اور سروں پر پانی کا سمندر لئے پھرتے ہیں۔ درختوں کی طرف سے بخل نہیں، زمین کو خدمت و اطاعت سے عذر نہیں، جانوروں کو اس کے حکم و احکام سے مجال سرتابی نہیں، لیکن خود اس کا یہ حال ہے کہ بیک وقت ان سب کی محنت کے نتائج و ثمرات سے متمتع ہوتا ہے، لیکن اس خدا کے سامنے سر جھکانے سے اس کو گریز یا غفلت ہے، جس کے حکم سے یہ سارا عالم اس کی راحت کے لئے سرگرداں ہے۔

دولھن کے سنگار کیلئے عجیب و غریب فیشن ایبل تحفے



عورتیں اپنی آرائش کیلئے زیورات کو بیحد پسند کرتی ہیں چونکہ زیور ہی سے انکے حسن و جمال میں چار چاند لگتے ہیں۔ آپ بھی اپنی شریک زندگی کیلئے اس دور میں جبکہ سونا انتہائی گراں ہے اسپیشل بالکل فیشن کے بنے ہوئے خوش وضع۔ خوش قطع۔ دل پسند [illegible] زیورات منگایئے [illegible] سیکڑوں روپیوں کی ضرورت معمولی رقم میں پوری ہو جاتی ہے۔ رنگ روپ اور وضع میں اصلی سونے سے بہتر ہیں [illegible] فرق نہیں [illegible] دیکھ کر کسی کی مجال جو شناخت کر سکے۔ زیادہ استعمال کے باوجود بھی رنگ و روپ میں ذرا بھی فرق نہیں [illegible] قیمت اور نمبر درج ہیں [illegible] ناپ اور زیور کا نمبر تحریر کیجئے فوراً مال ارسال ہوگا۔ قیمت کے علاوہ ایک روپیہ [illegible] محصول ڈاک [illegible] چھینک صورت ہے۔ اگر آپ کے آرڈر کی قیمت چالیس روپے یا اس سے زائد ہوگی تمام خرچہ [illegible] پیشگی منگانے پر [illegible] تجارت کرنے والوں کے [illegible]

[illegible]

سوا کسی کی عبادت مت کرو (ورنہ تم پر عذاب نازل ہوگا) اور (ایسی ضروری اور صحیح بات ہے کہ) ان (ہود علیہ السلام) سے پہلے اور ان سے پیچھے (اسی مضمون کے متعلق) بہت سے ڈرانے والے (پیغمبر اب تک) گذر چکے ہیں (اور عجب نہیں کہ ہود علیہ السلام نے ان سب کا متفق ہونا دعوت الی التوحید میں ان کے سامنے بیان کیا ہو پس جملہ وقد خلت النذر کا بیچ میں بڑھا دینا ان نواہ کے لئے ہے کہ مضمون دعوت کی تاکید ہو جاوے اور ہود علیہ السلام نے یہ فرمایا کہ) مجھ کو تم پر ایک بڑے سخت دن کے عذاب کا اندیشہ ہے (ورنہ توحید قبول کرلو) وہ کہنے لگے کیا تم ہمارے پاس اس ارادہ سے آئے ہو کہ ہم کو ہمارے معبودوں سے پھیر دو سو (ہم تو پھرنے والے ہیں نہیں باقی) اگر تم سچے ہو تو جس (عذاب) کا تم ہم سے وعدہ کرتے ہو اس کو ہم پر واقع کردو انہوں نے فرمایا کہ پورا علم تو خدا ہی کو ہے (کہ عذاب کب تک آوے گا) اور مجھ کو تو جو پیغام دے کر بھیجا گیا ہے میں تم کو وہ پہنچا دیتا ہوں چنانچہ اسی میں یہ بھی کہہ گیا ہے کہ تم پر عذاب آوے گا میں نے تم کو اطلاع کردی اس سے زیادہ نہ مجھ کو علم ہے نہ قدرت) لیکن میں تم کو دیکھتا ہوں کہ تم لوگ نری جہالت کی باتیں کرتے ہو (کہ ایک تو توحید کو نہیں قبول کرتے پھر اپنے منہ سے بلا مانگتے ہو پھر مجھ سے اس کی فرمائش کرتے ہو۔ البتہ اپنے صدق کا میں مدعی ہوں جس پر دلیل قائم کرچکا ہوں۔ اور جس واقعہ میں تم کو شبہ ہے اس کا وقت وقوع مجھ کو نہیں بتلایا گیا تاہم جس وقت وقوع کو جب اللہ چاہے دیکھ لینا۔ غرض جب کسی طرح انہوں نے حق کو قبول نہ کیا تب عذاب کا اس طرح سامان شروع ہوا کہ اول ایک ابر نمودار ہوا) سو ان لوگوں نے جب اس بادل کو اپنی وادیوں کے مقابل آتا دیکھا تو کہنے لگے کہ یہ تو بادل ہے جو ہم پر برسے گا (ارشاد ہوا کہ) نہیں (برسنے والا بادل) نہیں بلکہ یہ وہی (عذاب) ہے جس کی تم جلدی مچاتے تھے (کہ وہ عذاب جلدی لاؤ اور اس بادل میں) ایک آندھی ہے جس میں دردناک عذاب ہے وہ (آندھی) ہر چیز کو (جس کے ہلاک کرنے کا حکم ہوگا) اپنے رب کے حکم سے ہلاک کردے گی چنانچہ (وہ آندھی چلی اور آدمیوں کو اور مواشی کو اڑا اڑا کر پٹک دیا جس سے) وہ ایسے (تباہ) ہو گئے کہ بجز ان کے مکانات کے اور کچھ (آدمی اور حیوان) نہ دکھلائی دیتا تھا ہم مجرموں کو اسی طرح سزا دیا کرتے ہیں اور ہم نے ان (قوم عاد کے) لوگوں کو ان باتوں میں قدرت دی تھی کہ تم کو ان باتوں میں قدرت نہیں دی (مراد ان باتوں سے وہ تصرفات ہیں جو قوت جسمی و مالی پر موقوف ہیں) اور ہم نے ان کو کان اور آنکھ اور دل سب ہی کچھ دیئے تھے سو چونکہ وہ لوگ آیات الٰہیہ کا انکار کرتے تھے اس لئے (جب ان پر عذاب آیا ہے تو) نہ ان کے کان ان کے ذرا کام آئے اور نہ ان کی آنکھیں اور نہ ان کے دل اور جس (عذاب) کی وہ ہنسی کیا کرتے تھے اسی نے ان کو آگھیرا (یعنی نہ ان کے حواس ان کو عذاب سے بچا سکے اور نہ ان کی تدبیر جس کا ادراک تعلق ہوتا ہے شعور سے نہ ان کی قوت جس میں تمہاری نسبت زیادہ ہے) ف ان لوگوں کا مسکن بقول اکثر بلاد یمن میں تھا اور وہاں ریگستان ہے عرب کے لوگ تجارت کے لئے اکثر سفر کیا کرتے تو ان مقامات پر گذرتے تھے اور آدمیوں کا اور مواشی کا اس ہوا سے اڑ اڑ کر پھرنا در منثور میں ابن عباس سے مروی ہے۔ اور وادی کہتے ہیں نشیب زمین کو جہاں پانی جمع ہو جاتا ہے۔ اسی وجہ سے کبھی اس کا ترجمہ میدان سے کیا جاتا ہے اور کبھی ندی نالہ سے۔ ربط اوپر عاد کا قصہ تفصیلاً مذکور تھا آگے اور امم ہلاکہ کا قصہ کہ اہل مکہ ان کے مساکن پر بھی گذرتے تھے، اجمالاً مذکور ہے۔

وَلَقَدْ أَهْلَكْنَا مَا حَوْلَكُمْ مِّنَ الْقُرٰى وَصَرَّفْنَا الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۝ فَلَوْلَا

اور ہم نے تمہارے آس پاس کی اور بستیاں بھی غارت کی ہیں اور ہم نے بار بار اپنی نشانیاں بتلادی تھیں تاکہ وہ باز آئیں سو خدا کے سوا

نَصَرَهُمُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قُرْبَانًا اٰلِهَةً ۭ بَلْ ضَلُّوْا عَنْهُمْ ۚ وَذٰلِكَ

جن جن چیزوں کو انہوں نے خدا تعالیٰ کا تقرب حاصل کرنے کو اپنا معبود بنا رکھا تھا انہوں نے ان کی مدد کیوں نہ کی بلکہ وہ سب ان سے غائب

إِفْكُهُمْ وَمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۝

ہو گئے اور وہ محض ان کی تراشی ہوئی اور گھڑی ہوئی بات ہے

تفسیر ۔ اور ہم نے تمہارے آس پاس کی بھی (اور) (اس کفر و شرک کے سبب) غارت کی ہیں (جیسے ثمود و قوم لوط کہ شام کو جاتے ہوئے

ان کے مساکن سے گذرتے تھے، اور چونکہ مکہ سے ایک طرف یمن ہے دوسری جہت میں شام ہے اس لئے ما حولکم فرمایا) اور ہم نے ہلاک کرنے سے پہلے (ان کی فہمائش کے لئے) بار بار اپنی نشانیاں (ان کو) بتلادی تھیں تاکہ وہ (کفر و شرک سے) باز آئیں (مگر باز نہ آئے اور ہلاک ہوتے) سو خدا کے سوا جن جن چیزوں کو انہوں نے خدا تعالیٰ کا تقرب حاصل کرنے کو اپنا معبود بنا رکھا تھا (کہ یہ مصیبت میں ہمارے کام آویں گے ہلاک و عذاب کے وقت) انہوں نے ان کی مدد کیوں نہ کی بلکہ وہ سب ان سے غائب ہوگئے اور وہ (معبود اور شفیع سمجھنا) محض ان کی تراشی ہوئی اور گھڑی ہوئی بات ہے (اور نہیں واقع میں وہ شفیع یا معبود تھوڑا ہی تھے) ربط اوپر تستکبرون فی الارض بغیر الحق وبما کنتم تفسقون میں کفار مکہ کو سنانے کے لئے کفر و استکبار کی مذمت مذکور ہے آگے اسی کی تائید کے لئے بطور تنبیہ کے بعض جنات کے اسلام لانے کا قصہ بیان کیا جاتا ہے جس کا حاصل مقصود باعتبار مقام کے یہ ہے کہ جنات جو تکبر میں انسان سے زیادہ ہوتے ہیں، وہ تو تکبر چھوڑ کر کفر سے دست بردار ہوگئے، مگر تم کہ انسان ہو تکبر اور کفر سے باز نہیں آتے اور جن جنات کے ایمان لانے کا اس آیت میں ذکر ہے۔ ان کا قصہ حدیثوں میں اس طرح آیا ہے کہ جب بعثت نبوی کے وقت جنات کو آسمانی خبریں سننے سے بذریعہ شہب روک دیا گیا تو جنات میں تذکرہ ہوا کہ اس کا سبب تحقیق کرنا چاہئے کہ کون سا نیا واقعہ دنیا میں ہوا ہے جس کے سبب یہ امر ہوگیا جنات مختلف اقطار میں تحقیق کے واسطے روانہ ہوئے بعضے جنات حجاز کی طرف بھی چلے اس روز حضور صلے اللہ علیہ وسلم مع اپنے چند اصحاب کے بطن نخلہ میں کہ ایک مقام کا نام ہے تشریف رکھتے تھے اور سوق عکاظ کو تشریف لے جانے کا قصد تھا (وہاں لوگوں کو دعوت اسلام و تبلیغ دین کے لئے تشریف لے جاتے تھے) غرض آپ صبح کی نماز پڑھا رہے تھے جو وہ جنات یہاں پہنچے، قرآن سنکر کہنے لگے کہ بس یہ وہ نئی بات ہو ہمارے اور خبر آسمانی کے درمیان حائل ہوگئی یہ ہے، اور ایک روایت میں ہے کہ وہ جنات جب یہاں آئے باہم کہنے لگے کہ خاموش ہوکر قرآن سنو جب آپ نماز صبح سے فارغ ہوئے معتقد اور مومن ہوکر اپنی قوم کے پاس واپس گئے اور ان کو خیر اور ایمان کی ترغیب دی اور آپ کو ان کے آنے جانے کی خبر نہیں ہوئی یہاں تک کہ سورۂ جن کے نزول سے آپ کو خبر دی گئی رواہ ابن المنذر عن عبد الملک اور ایک روایت میں ہے کہ یہ جن اہل نصیبین سے تھے اور نو شخص تھے، جب انہوں نے اپنی قوم کو خبر دی تو ان میں سے بہتر تین سو شخص اسلام لانے کے لئے حاضر خدمت ہوئے اور دوسری حدیثوں میں جنات کے آنے کی اور طور پر بھی روایتیں آئی ہیں۔ مگر چونکہ یہ سب واقعات متعدد ہیں اس لئے تعارض کا شبہ نہ کیا جاوے۔

وَإِذْ صَرَفْنَآ إِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُونَ الْقُرْاٰنَ فَلَمَّا حَضَرُوهُ قَالُوٓا

اور جبکہ ہم جنات کی ایک جماعت کو آپ کی طرف لے آئے جو قرآن سننے لگے تھے۔ غرض جب وہ لوگ قرآن کے پاس آپہنچے تو کہنے لگے کہ خاموش

أَنصِتُوا ۖ فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا إِلَىٰ قَوْمِهِم مُّنذِرِينَ ۝ قَالُوا يَا قَوْمَنَآ إِنَّا سَمِعْنَا كِتَابًا

رہو پھر جب قرآن پڑھا جا چکا تو وہ لوگ اپنی قوم کے پاس خبر پہنچانے کے واسطے واپس گئے کہنے لگے کہ اے بھائیو ہم ایک کتاب سنکر آئے ہیں

أُنزِلَ مِن بَعْدِ مُوسَىٰ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِيٓ إِلَى الْحَقِّ وَإِلَىٰ طَرِيقٍ

جو موسیٰ کے بعد نازل کی گئی ہے جو اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے حق اور راہ راست کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔

مُّسْتَقِيمٍ ۝ يَا قَوْمَنَآ أَجِيبُوا دَاعِيَ اللَّهِ وَآمِنُوا بِهِ يَغْفِرْ لَكُم مِّن ذُنُوبِكُمْ وَيُجِرْكُم

اے بھائیو تم اللہ کی طرف بلانے والے کا کہنا مانو اور اس پر ایمان لے آؤ اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ معاف کردے گا اور تم کو

مِّنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ ۝ وَمَن لَّا يُجِبْ دَاعِيَ اللَّهِ فَلَيْسَ بِمُعْجِزٍ فِي الْأَرْضِ وَلَيْسَ لَهُ مِن

عذاب دردناک سے محفوظ رکھے گا اور جو شخص اللہ کی طرف بلانے والے کا کہنا نہ مانے گا تو وہ زمین میں ہرا نہیں سکتا اور خدا کے سوا

دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَاۗءُ ۭ اُولٰۗىِٕكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝

کوئی اس کا حامی بھی نہ ہوگا۔ ایسے لوگ صریح گمراہی میں ہیں۔

تفسیر: اور (ان سے اس وقت کا قصہ ذکر کیجئے) جبکہ ہم جنات کی ایک جماعت کو آپ کی طرف لے آئے جو (آخر میں یہاں پہنچ کر) قرآن سننے لگے تھے غرض جب وہ لوگ قرآن (کے پڑھے جانے کے موقع) کے پاس آپہنچے تو آپس میں کہنے لگے کہ خاموش رہو (اور اس کلام کو سنو) پھر جب قرآن پڑھا جاچکا (یعنی جتنا اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز میں پڑھنا تھا ختم ہوچکا) تو وہ لوگ (اس پر ایمان لے آئے اور) اپنی قوم کے پاس (اس کی خبر پہنچانے کے واسطے واپس گئے (اور جاکر ان سے) کہنے لگے کہ ہم ایک (عجیب) کتاب سنکر آئے ہیں جو موسیٰ (علیہ السلام) کے بعد نازل کی گئی ہے جو اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے (اور دین) حق اور راہ راست کی طرف رہنمائی کرتی ہے (یہ تو اثبات و اظہار ہے حقیقت دین اسلام کا آگے صریح اس کے قبول کرنے کا اول ترغیباً پھر ترہیباً یعنی) اے بھائیو تم اللہ کی طرف بلانے والے کا کہنا مانو (مراد داعی سے قرآن ہے یا نبی ﷺ ہیں) اور (کہنا ماننا یہ ہے کہ) اس پر ایمان لے آؤ (اس میں اشارہ ہوگیا کہ وہ ایمان لانے کی طرف داعی ہے نہ کہ اور کسی دوسری شے کی طرف پس اگر تم ایسا کروگے تو) اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ معاف کردے گا اور تم کو عذاب دردناک سے محفوظ رکھے گا اور جو شخص اللہ کی طرف بلانے والے کا کہنا نہ مانے گا تو وہ زمین (کے کسی حصہ) میں (بھاگ کر خدا کو) ہرا نہیں سکتا (یعنی اس طرح کہ بچ کر نکل جاوے) اور (جیسا وہ خود نہیں بچ سکتا اسی طرح خدا کے سوا اور کوئی اس کا حامی بھی نہ ہوگا کہ وہ اس کو بچالے اور) ایسے لوگ صریح گمراہی میں (مبتلا) ہیں (کہ باوجود قیام دلائل کے داعی کے کہنے پر پھر اس کی اجابت نہ کریں) ف: من بعد موسیٰ کہنے سے بعض علماء نے یہ سمجھا ہے کہ وہ جن یہودی تھے، لیکن اس کی کوئی دلیل نقلی نہیں اور استنباط مذکور کافی نہیں۔ اور اس کہنے کی وجہ یہ ہوسکتی ہے کہ انجیل اکثر شرائع میں توراۃ کی تابع ہے اور قرآن مثل توراۃ کے مستقل ہے پس مقصود بیان کرنا مشابہت کا ہے کہ جیسی کتاب مستقل موسیٰ علیہ السلام پر آئی تھی اسی شان کی کتاب موسیٰ علیہ السلام کے بعد یہ آئی ہے۔ رہا یہ کہ انہوں نے تھوڑا سا قرآن سنکر یہ کیسے پہچان لیا جواب یہ ہے کہ کسی قرینہ مضمون یا طرز بیان یا بدلالت حال سے علم معلوم ہوا ہوگا۔ اور روح کا وقیعہ کے موافق نکل آیا۔ اور امام ابوحنیفہ نے غایت احتیاط سے بوجہ کسی خاص نص قطعی الثبوت قطعی الدلالۃ کے نہ پائے جانے کے اس میں توقف فرمایا ہے، اور یہ جو امام صاحب کا قول مشہور ہوگیا ہے کہ وہ ان کے عدم دخول فی الجنۃ کے قائل ہیں غالباً توقف کی تقریر میں تعبیر کی غلطی ہوئی ہے واللہ اعلم۔ ربط: اوپر آیت یوم یعرض الذین کفروا میں مجازاۃ قیامت کا ذکر تھا، اور جن کی آیتوں میں بھی یجرکم من عذاب الیم کے بعد لیس له من دونه اولیاء کا اشارہ تھا عذاب قیامت کی طرف چونکہ بعضے خود امکان قیامت ہی کے منکر تھے، اسی لئے آگے اولاً اس کا امکان پھر اس کا اور اس میں عذاب کا وقوع اور پھر اس پر امر تسلیہ و دل و تعلیم صبر کی تفریع اور اس کی تاکید کے لئے بعنوان نفی کفار کی تفریع ارشاد فرماتے ہیں۔

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَمْ يَعْيَ بِخَلْقِهِنَّ

کیا ان لوگوں نے یہ نہ جانا کہ جس خدا نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا اور ان کے پیدا کرنے میں ذرا نہیں تھکا وہ اس پر قدرت رکھتا ہے

بِقٰدِرٍ عَلٰٓي اَنْ يُّـحْيِۦ الْمَوْتٰى ۭ بَلٰٓي اِنَّهٗ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ وَيَوْمَ يُعْرَضُ

کہ مردوں کو زندہ کردے کیوں نہ ہو بے شک وہ ہر چیز پر قادر ہے اور جس روز کافر لوگ دوزخ

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَلَي النَّارِ ۭ اَلَيْسَ ھٰذَا بِالْحَقِّ ۭ قَالُوْا بَلٰى وَرَبِّنَا ۭ قَالَ فَذُوْقُوا

کے سامنے لائے جاویں گے کیا یہ دوزخ امر واقعی نہیں ہے۔ وہ کہیں گے کہ ہم کو اپنے پروردگار کی قسم ضرور امر واقعی ہے ارشاد ہوگا

اَلْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ۝ فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَلَا

تو اپنے کفر کے بدلہ اس کا عذاب چکھو تو آپ صبر کیجئے جیسا اور ہمت والے پیغمبروں نے صبر کیا تھا اور ان

تَسْتَعْجِلْ لَّهُمْ ؕ كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوْعَدُوْنَ ۙ لَمْ يَلْبَثُوْۤا اِلَّا سَاعَةً مِّنْ

لوگوں کے لئے جلدی نہ کیجئے جس روز یہ لوگ اس چیز کو دیکھیں گے جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے تو گویا یہ لوگ دن بھر میں ایک گھڑی

نَّهَارٍ ؕ بَلٰغٌ ۚ فَهَلْ يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝

رہے ہیں یہ پہنچا دینا ہے سو وہی برباد ہوں گے جو نافرمانی کریں گے

تفسیر :۔ کیا ان لوگوں نے یہ نہ جانا کہ جس خدا نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا اور ان کے پیدا کرنے میں ذرا نہیں تھکا وہ اس بات پر (بطریق اولیٰ) قدرت رکھتا ہے کہ مردوں کو (قیامت میں) زندہ کردے (اور وہ اس پر قادر) کیوں نہ ہو بے شک وہ (تو) ہر چیز پر قادر ہے (پس اس کا امکان ثابت ہوا اور چونکہ مخبر صادق نے اس کے وقوع کی خبر دی ہے اس لئے اس کا وقوع ہوگا اور) کافر لوگ دوزخ کے سامنے لائے جاویں گے (اور ان سے پوچھا جاویگا کہ) کیا یہ دوزخ امر واقعی نہیں ہے (جیسا دنیا میں اس کی واقعیت کی نفی کیا کرتے تھے) وہ کہیں گے کہ ہم کو اپنے پروردگار کی قسم ضرور امر واقعی ہے ارشاد ہوگا (اچھا) تو اپنے کفر کے بدلہ میں (جس میں انکار دوزخ بھی آگیا) اس (دوزخ) کا عذاب چکھو (آگے تسلیہ کی تفریع ہے کہ جب اوپر سے انتقام کفر کا لیا جانا معلوم ہوگیا) تو آپ (دنیا میں) صبر کیجئے جیسا اور ہمت والے پیغمبروں نے صبر کیا تھا اور ان لوگوں کے لئے (انتقام الٰہی کی) جلدی نہ کیجئے (جس کو آپ انتصار للمسلمین کی حیثیت سے چاہتے تھے، گو حکمت الٰہیہ سے عذاب مستعجل نہیں ہوگا۔ لیکن مشاہدہ کے وقت ان پر اس کا وہی اثر ہوگا جو عذاب مستعجل کا ہوتا ہے کیونکہ) جس روز یہ لوگ اس چیز کو (یعنی عذاب کو) دیکھیں گے جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے تو (اس وقت غایت شدت عذاب سے ایسا معلوم ہوگا کہ) گویا یہ لوگ (دنیا میں) دن بھر میں ایک گھڑی رہے ہیں (یعنی دنیا کی مدت طویلہ قصیر معلوم ہوگی اور یہی معلوم ہوگا کہ مستعجلاً عذاب آگیا آگے کفار کو تفریع ہے کہ) یہ (خدا کی طرف سے اتمام حجت کے لئے) پہنچا دینا ہے (جو رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی معرفت ہوچکا) سو (اس کے بعد) وہی برباد ہوں گے جو نافرمانی کریں گے (کیونکہ بعد تبلیغ کے کوئی عذر نہیں رہا اور رسول کا اس میں کوئی ضرر نہیں اس سے تاکید تسلیہ کی بھی ہوگئی) ف اولوالعزم سے محققین نے سب پیغمبر مراد لئے ہیں کیونکہ سب کا اہل عزم واہل ہمت ہونا ظاہر ہے ربط سورت سابقہ کے ختم پر فاسقین یعنی کفار کی مذمت مذکور تھی اور اس سے اوپر وعظ جن میں مومنین کی فضیلت اور کفار کی مذمت کا ذکر تھا، اس سورت کے شروع میں بھی یہی مدح اور ذم مذکور ہے۔

سُوْرَةُ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ ثَمَانٌ وَّثَلٰثُوْنَ اٰيَةً

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ ۝ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

جو لوگ کافر ہوئے اور اللہ کے رستہ سے روکا خدا نے ان کے کام کالعدم کردیئے اور جو لوگ ایمان لائے

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۙ كَفَّرَ عَنْهُمْ

تقریر بالا در رد [illegible] ... در مفسر [illegible] العباد صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

سَيِّاٰتِهِمْ وَاَصْلَحَ بَالَهُمْ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوا اتَّبَعُوا الْبَاطِلَ وَاَنَّ

اللہ تعالیٰ ان کے گناہ ان پر سے اتار دے گا اور ان کی حالت درست رکھے گا یہ اس وجہ سے ہے کہ کافر تو غلط رستہ پر چلے اور اہل ایمان صحیح رستہ پر چلے

الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّبَعُوا الْحَقَّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۭ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ اَمْثَالَهُمْ ۝

جو ان کے رب کی طرف سے ہے　اور اللہ تعالیٰ اسی طرح　لوگوں کے لئے ان کے حالات بیان فرماتا ہے

فَاِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوا فَضَرْبَ الرِّقَابِ ۭ حَتّٰٓي اِذَآ اَثْخَنْتُمُوْهُمْ فَشُدُّوا

سو تمہارا جب کفار سے مقابلہ ہو جاوے تو ان کی گردنیں مارو یہاں تک کہ جب تم ان کی خوب خونریزی کر چکو تو خوب مضبوط باندھ لو پھر اس کے بعد

الْوَثَاقَ ڎ فَاِمَّا مَنًّۢا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَاۗءً حَتّٰى تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا ڛ

یا تو بلا معاوضہ چھوڑ دینا اور یا معاوضہ لیکر چھوڑ دینا جب تک کہ لڑنے والے اپنے ہتھیار نہ رکھ دیں

تفسیر:- جو لوگ (خود بھی) کافر ہوئے اور (دوسروں کو بھی) اللہ کے رستہ سے روکا (جیسا روساء کفار کی عادت تھی کہ جان اور مال صرف کر کے اس میں کوشش کرتے تھے سو) خدا نے ان کے عمل کو کالعدم کر دیئے (یعنی جن کاموں کو وہ نیک سمجھ رہے ہیں بوجہ عدم ایمان کے وہ مقبول نہیں بلکہ ان میں سے بعضے کام اور الٹے موجب عذاب ہیں جیسے انفاق بغرض صد عن سبیل اللہ) اور (برخلاف ان کے جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے اور (ان کے ایمان کی کیفیت تصریحاً بیان کرتے ہیں کہ) وہ اس سب پر ایمان لائے جو محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) پر نازل کیا گیا ہے اور وہ (جو نازل کیا گیا ہے وہ) ان کے رب کے پاس سے (آیا ہوا) امر واقعی (بھی) ہے (پس کا ماننا ہے ہی ضروری سو) اللہ تعالیٰ ان کے گناہ ان پر سے اتار دے گا (یعنی معاف کر دے گا) اور (دونوں جہان میں) ان کی حالت درست رکھے گا (دنیا میں تو اس طرح کہ ان کو عمل صالحہ کی توفیق بڑھتی جاوے گی اور آخرت میں اس طرح کہ ان کو نجات ہوگی اور) یہ (جو مومنین کی خوش حالی اور کفار کی بدحالی بیان کی گئی) اس وجہ سے ہے کہ کافر تو غلط رستہ پر چلے اور اہل ایمان صحیح رستہ پر چلے جو ان کے رب کی طرف سے (آیا) ہے (اور غلط رستہ کا موجب ناکامی ہونا اور صحیح رستہ کا سبب کامیابی ہونا ظاہر ہے اس لئے وہ ناکام ہوئے اور یہ کامیاب ہوئے اور اگر اسلام کے صحیح رستہ ہونے میں کوئی شبہ ہو تو من ربہم سے اس کا جواب ہو گیا کہ دلیل اس کے صحیح ہونے کی یہ ہے کہ وہ من جانب اللہ ہے اور منجانب اللہ ہونا معجزات نبویہ بالخصوص اعجاز قرآنی سے ثابت ہے اور) اللہ تعالیٰ اسی طرح (جیسے یہ حالت بیان فرمائی) لوگوں کے (نفع و ہدایت کے) لئے ان (مذکورین) کے حالات بیان فرماتا ہے (تاکہ ترغیب و ترہیب مفضی الی الہدایۃ ہو) (ربط اوپر سے اہل ایمان کا مصلح ہونا اور کفار کا مفسد ہونا بھی مفہوم ہوتا ہے کما دل علیہ قولہ تعالیٰ صدوا وقولہ تعالیٰ عملوا الصلحت آگے بطور تفریع کے بعض احکام متعلق جہاد کے جس کا مبنی مصلحین کے ہاتھ سے مفسدین کا فساد دبانا ہے ارشاد فرماتے ہیں۔

تفسیر:- فاذا لقیتم سے اوزارھا تک (جب کفار ایسے مفسد ہیں تو ہم تم کو ان کے فساد دفع کرنے کے لئے حکم دیتے ہیں) سو تمہارا جب کفار سے مقابلہ ہو جاوے تو ان کی گردنیں مارو (یعنی قتل کرو) یہاں تک کہ جب تم ان کی خوب خونریزی کر چکو (جس کی حد یہ ہے کہ اب اگر قتل موقوف کر کے بجائے اس کے قید پر اکتفا کیا جاوے تو محتمل مضرت مسلمین نہ غلبہ کفار نہ ہو) تو (اس وقت کفار کو قید کر کے) خوب مضبوط باندھ لو پھر اس کے بعد (تم کو دو باتوں کا اختیار ہے) یا تو بلا معاوضہ چھوڑ دینا اور یا معاوضہ لے کر چھوڑ دینا (اور یہ قید اور قتل کے بعد من و فدا جائز ہے اس وقت تک ہے) جب تک کہ لڑنے والے (دشمن) اپنے ہتھیار نہ رکھ دیں (مراد اس سے اسلام اور استسلام میں سے کسی امر کا قبول کرنا ہے پس اگر قتل اور قید سے پہلے اسلام لے آویں یا ذمی ہونا قبول کریں تو اب نہ قتل جائز ہے اور نہ قید جائز ہے) (ربط اوپر فضرب الرقاب میں مسلمانوں کو کفار سے قتال کرنے کا حکم تھا آگے ذلک سے اس حکم کی تقریر اور لو یشاء سے اس حکم کی حکمت اور والذین قتلوا الخ سے قتال میں مسلمانوں کے مقتول ہونے کے متعلق بشارت اور ان تنصروا الخ

میں قتال کی ترغیب اور والذین کفروا الخ میں کفار کی مذمت اور وعید اور ذلک بانھم الخ میں اس مذمت اور وعید کی علت اور افلم یسیروا الخ میں اس وعید سے وقوع کا دفع استبعاد اور ذلک بان اللہ الخ میں احکام متعلقہ فریقین کی علت مذکور ہے۔

ذٰلِكَ ۛ وَلَوْ يَشَآءُ اللّٰهُ لَانْتَصَرَ مِنْهُمْ وَلٰكِنْ لِّيَبْلُوَا۠ بَعْضَكُمْ بِبَعْضٍ ؕ وَالَّذِيْنَ قُتِلُوْا

یہ حکم بجا لانا۔ اور اگر اللہ چاہتا تو ان سے انتقام لے لیتا لیکن تاکہ تم میں ایک کا دوسرے کے ذریعہ سے امتحان کرے اور جو لوگ اللہ کی راہ میں

فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَنْ يُّضِلَّ اَعْمَالَهُمْ ۝ سَيَهْدِيْهِمْ وَيُصْلِحُ بَالَهُمْ ۝ وَيُدْخِلُهُمُ

مارے جاتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کو ہرگز ضائع نہ کرے گا۔ اللہ تعالیٰ ان کو مقصود تک پہنچا دے گا اور ان کی حالت درست رکھے گا۔ اور

الْجَنَّةَ عَرَّفَهَا لَهُمْ ۝ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ

ان کو جنت میں داخل کرے گا جس کی ان کو پہچان کرا دیگا۔ اے ایمان والو اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدم جما دیگا

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَتَعْسًا لَّهُمْ وَاَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَرِهُوْا مَاۤ اَنْزَلَ

اور جو لوگ کافر ہیں ان کے لئے تباہی ہے اور ان کے اعمال کو خدا تعالیٰ کالعدم کر دیگا۔ یہ اس سبب سے ہوا کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے اتارے

اللّٰهُ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ ۝ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ

ہوئے احکام کو ناپسند کیا سو اللہ نے ان کے اعمال کو اکارت کر دیا۔ کیا یہ لوگ ملک میں چلے پھرے نہیں اور انہوں نے دیکھا نہیں کہ جو لوگ

مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ دَمَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ۫ وَلِلْكٰفِرِيْنَ اَمْثَالُهَا ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِيْنَ

ان سے پہلے ہو گذرے ہیں ان کا انجام کیسا ہوا کہ خدا تعالیٰ نے ان پر کیسی تباہی ڈالی اور ان کافروں کے لئے بھی اسی قسم کے معاملات ہونے

اٰمَنُوْا وَاَنَّ الْكٰفِرِيْنَ لَا مَوْلٰى لَهُمْ ۝

کو ہیں۔ یہ اس سبب سے ہے کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کا کارساز ہے اور کافروں کا کوئی کارساز نہیں

تفسیر:۔ یہ حکم (جہاد کا جو مذکور ہوا) بجا لانا اور (ہم نے جو بعض صورتوں میں کفار سے انتقام لینے کے لئے طریقہ جہاد کا مقرر کیا ہے اس میں حکمت ہے ورنہ) اگر اللہ چاہتا تو ان (کفار) سے (خود ہی دوسرے حوادث خسف و غرق و رجفہ وغیرہ کے واسطہ سے) انتقام لے لیتا (جیسے امم سابقہ سے اسی طرح انتقام لیا گیا اور تم کو جہاد وغیرہ نہ کرنا پڑتا) لیکن (تم کو جہاد کرنے کا حکم اس لئے دیا) تاکہ تم میں ایک کا دوسرے کے ذریعہ سے امتحان کرے (مسلمانوں کا امتحان یہ کہ کون حکم الٰہی کو جان پر ترجیح دیتا ہے اور کفار کا امتحان یہ کہ اس عقوبت سے متنبہ ہو کر کون حق کو قبول کرتا ہے، پس اس حکمت کے لئے بھی جہاد مشروع کیا گیا) اور (جہاد میں جیسے قاتل ہونا کامیابی ہے اسی طرح مقتول ہونا بھی ناکامی نہیں ہے چنانچہ) جو لوگ اللہ کی راہ (یعنی جہاد) میں مارے جاتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کو (جن میں وہ عمل بھی آ گیا جس کی بدولت وہ مارے گئے) ہرگز ضائع نہ کرے گا (جیسا کہ ظاہراً متوہم ہو سکتا ہے کہ جب مارا گیا تو اس کے قتال پر کوئی نتیجہ مطلوبہ مرتب نہیں ہوا اور وہ ضائع گیا سو واقع میں ضائع نہیں ہوا کیونکہ اس پر دوسرا نتیجہ جو ظاہری نتیجہ سے بدرجہا فائق ہے مرتب ہوا وہ یہ کہ) اللہ تعالیٰ ان کو (منزل) مقصود تک (جس کا بیان آگے آتا ہے) پہنچا دے گا اور ان کی حالت (قبر میں اور حشر میں اور صراط پر اور تمام مواقع آخرت میں) درست رکھے گا (کہیں کوئی خرابی اور مضرت ان کو نہ پہنچے گی) اور (اس منزل مقصود تک پہنچنے کا بیان یہ ہے کہ) ان کو جنت میں داخل کرے گا جس کی ان کو پہچان کرا دے گا خواہ علم ضروری کے طور پر یا کسی فرشتہ وغیرہ کے واسطے سے جس سے

تقریر رابطہ بر تفضیلات در ترغیب جہاد، و ذم و وعید اہل عناد، مع بیان علت و دفع استبعاد

ہو وپہنے سے نہ دیکھے جانے کے ہیں جنتی اپنے اپنے درجہ اور مکان میں بے تکلف جا پہنچے گا پس جہاد میں ہر حالت میں کامیابی ہی ہوتی ہے
آگے جہاد کی دنیوی کامیابی کو جو کہ مجموعہ مومنین کے متعلق ہے بیان کرکے جہاد کی ترغیب دیتے ہیں کہ) اے ایمان والو اگر تم اللہ کے
دین کی مدد کروگے تو وہ تمہاری مدد کرے گا (جس کا نتیجہ دنیا میں بھی مجموعہ مومنین کا مجموعہ کافرین پر غالب آنا ہے، خواہ ابتداءً
خواہ انتہاءً اور بعض مومنین کا مقتول ہوجانا یا جماعت مومنین کا کسی معرکہ میں مغلوب ہوجانا اس کے منافی نہیں) اور (اسی طرح دشمنوں
کے مقابلہ میں) تمہارے قدم جمادے گا (اسی طرح کا مطلب یہ ہے کہ مجموع بمقابلہ مجموع کے خواہ ابتداء ہی سے خواہ انتہا میں
ثابت قدم رہ کر کفار پر غالب آجاوے گا چنانچہ مشاہد ہے یہ تو مسلمانوں کا حال بیان کیا گیا) اور جو لوگ کافر ہیں ان کے لئے (جو
بمقابلہ مومنین سے مقابلہ کریں) تباہی (اور مغلوبیت) ہے (یہ اسی تفصیل مذکورہ فی ثبات اقدام مومنین ہے) اور (آخرت میں) ان کے
اعمال کو خدا تعالیٰ کالعدم کردے گا (جیسا شروع سورت میں بیان ہوا غرض کفار دارین میں خاسر ہے اور اول مقام پر
ضلال اعمال کا بیان مقصود بالذات ہے، اور یہاں اس حیثیت سے بیان کرنا مقصود ہے کہ وہ خسران دارین کا ایک جزو
ہے۔ اور) یہ (تعس و اضلال مذکور) ان کے لئے اس سبب سے ہوا کہ انہوں نے اللہ کے اتارے ہوئے احکام کو ناپسند کیا
عقیدۃً تو بھی اور عملاً بھی جاہل ہوکر انکار کیا۔ سو اللہ نے ان کے اعمال کو (اول ہی سے) اکارت کردیا (چونکہ کفر کا اعلیٰ درجہ کی بغاوت
ہے یہی اثر ہے اور یہ لوگ جو ان وعیدوں کے وقوع کو اس لئے مستبعد سمجھتے ہیں کہ یہ ان سب کا کفر کا مبغوض عند اللہ ہونا ہے
اور یہ کفر کو مبغوض عند اللہ سمجھتے نہیں تو یہ ان کا امر بدیہی سے انکار ہے ورنہ) کیا یہ لوگ ملک میں چلے پھرے نہیں اور انہوں نے
دیکھا نہیں کہ جو (کافر) لوگ ان سے پہلے ہو گذرے ہیں ان کا انجام کیسا ہوا کہ خدا تعالیٰ نے ان پر کیسی تباہی ڈالی (جو کہ ان کے
آثار و دیار سے نمایاں ہے پس یہ صاف دلیل ہے مبغوضیت کفر پر) اور (جب مبغوضیت ثابت ہوگئی تو ان کو بھی بےفکر رہنا اور
وقوع وعید کو مستبعد سمجھنا نہ چاہیئے کیونکہ) ان کافروں کے لئے بھی اسی قسم کے معاملات ہونے کو ہیں (چنانچہ کفار مکہ کو مسلمانوں کے
ہاتھوں دنیا میں بھی سزا ہوئی اور آخرت میں تو ظاہر ہی ہے یہ بیان ہوا کفار کے حال کا آگے اجمالاً اس مجموعہ حال فریقین کی تعلیل
فرماتے ہیں کہ) یہ (مجموعہ وعدہ و وعید متعلق فریقین واقع فی الدارین) اس سبب سے ہے کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کا کارساز ہے (اس
لئے دارین میں ان کو کامیاب فرماتا ہے) اور کافروں کا کوئی (ایسا) کارساز نہیں (کہ خدا کے مقابلہ میں ان کے کام بنا سکے اس سے
وہ دارین میں ناکام رہتے ہیں، ہاں یہ ممکن ہے کہ دنیا میں کبھی مسلمانوں کو ظاہراً ناکامی ہوجاوے اور کفار کو ظاہراً کامیابی لیکن اعتبار
حقیقت کا ہے سو اس کے اعتبار سے مسلمان ہمیشہ کامیاب اور کافر ہمیشہ ناکام رہتا ہے)۔ ف کفار متقدمین کے لئے امثالہا
فرمایا سو ان پر جو عقوبات نازل ہوں اگر وہ متعدد ہوں تب تو جمع لانا امثال کا ظاہر ہے اور اگر غیر متعدد ہوں تو جمع لانا باعتبار
تعدد محل نزول عقوبات کے ہے اور مثلیت سے مراد مثلیت باعتبار جنس العقوبت ہے نہ باعتبار نوع العقوبت۔ ربط
اوپر مومنین کی کامیابی اور کفار کی ناکامی آخرت کے متعلق مجملاً مذکور تھی آگے اس کی تفصیل اور ضمن ہی میں بیان تفاوت باہمدگر ہے
اس تفصیل کی تکمیل ہے، اور درمیان میں مناسبت ذکر کفار کے دنیوی تمتع کے ان کا دفع افتراء اور تسلیہ سید الابرار آیت وکاین
من قریۃ الخ میں مذکور ہے۔

إِنَّ اللَّهَ يُدْخِلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ

بے شک اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہوں گی

وَالَّذِينَ كَفَرُوا يَتَمَتَّعُونَ وَيَأْكُلُونَ كَمَا تَأْكُلُ الْأَنْعَامُ وَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ

اور جو لوگ کافر ہیں وہ عیش کر رہے ہیں اور اس طرح کھاتے ہیں جس طرح چوپائے کھاتے ہیں اور جہنم ان لوگوں کا ٹھکانا ہے

وَكَأَيِّن مِّن قَرْيَةٍ هِيَ أَشَدُّ قُوَّةً مِّن قَرْيَتِكَ الَّتِي أَخْرَجَتْكَ أَهْلَكْنَاهُمْ فَلَا

اور بہت سی بستیاں ایسی تھیں جو قوت میں آپ کی اس بستی سے بڑھی ہوئی تھیں جس کے رہنے والوں نے آپ کو گھر سے بے گھر کردیا۔

نَاصِرَ لَهُمْ ۝ أَفَمَنْ كَانَ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّهِ كَمَن زُيِّنَ لَهُ سُوءُ عَمَلِهِ وَاتَّبَعُوا

کہ ہم نے ان کو ہلاک کر دیا سو ان کا کوئی مددگار نہ ہوا تو جو لوگ اپنے پروردگار کے واضح رستہ پر ہوں کیا وہ ان شخصوں کی طرح ہو سکتے ہیں جن کی

أَهْوَاءَهُمْ ۝ مَّثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِي وُعِدَ الْمُتَّقُونَ ۖ فِيهَا أَنْهَارٌ مِّن مَّاءٍ غَيْرِ آسِنٍ

بدعملی ان کو مستحسن معلوم ہوتی ہو اور جو اپنی نفسانی خواہشوں پر چلتے ہوں جس جنت کا متقیوں سے وعدہ کیا جاتا ہے اس کی کیفیت یہ ہے کہ اس میں بہت

وَأَنْهَارٌ مِّن لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهُ وَأَنْهَارٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشَّارِبِينَ ۝ وَأَنْهَارٌ

سی نہریں تو ایسے پانی کی ہیں جس میں ذرا تغیر نہ ہوگا اور بہت سی نہریں دودھ کی ہیں جن کا ذائقہ ذرا بدلا ہوا نہ ہوگا اور بہت سی نہریں ہیں شراب کی جو پینے

مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى ۖ وَلَهُمْ فِيهَا مِن كُلِّ الثَّمَرَاتِ وَمَغْفِرَةٌ مِّن رَّبِّهِمْ ۖ كَمَنْ

والوں کو بہت لذیذ معلوم ہوں گی اور بہت سی نہریں ہیں شہد کی جو بالکل صاف ہوگا اور ان کے لئے وہاں ہر قسم کے پھل ہوں گے اور ان کے رب کی طرف سے بخشش ہوگی کیا ایسے

هُوَ خَالِدٌ فِي النَّارِ وَسُقُوا مَاءً حَمِيمًا فَقَطَّعَ أَمْعَاءَهُمْ ۝

لوگ ان جیسے ہو سکتے ہیں جو ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے اور کھولتا ہوا پانی ان کو پینے کو دیا جائے گا سو وہ ان کی انتڑیوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے گا

تفسیر :- بے شک اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے (جنت کے) ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہوں گی اور جو لوگ کافر ہیں وہ (دنیا میں) عیش کر رہے ہیں اور اس طرح (آخرت سے بے فکر ہو کر) کھاتے (پیتے) ہیں جس طرح چوپائے کھاتے (پیتے) ہیں (کہ وہ یہ نہیں سوچتے کہ ہم کو کیوں کھلایا پلایا جاتا ہے اور ہمارے ذمہ اس کا کیا حق واجب ہے) اور جہنم ان لوگوں کا ٹھکانا ہے اور (جس شخص کا ذکر ہوا ہے اس پر آپ کے ان مخالفین کو مغرور نہ ہونا چاہئے اور نہ آپ کو ان کی اس غفلت پر کچھ افسوس و حزن ہونا چاہئے جو کہ سبب ہو گئی مخالفت کا، حتیٰ کہ آپ کو تنگ کر کے مکہ میں بھی نہیں رہنے دیا کیونکہ) بہت سی بستیاں ایسی تھیں جو قوت (جسمی و مالی جیسی) میں آپ کی اس بستی سے بڑھی ہوئی تھیں جس کے رہنے والوں نے آپ کو گھر سے بے گھر کر دیا کہ ہم نے (آفت و عذاب سے) ہلاک کر دیا سو ان کا کوئی مددگار نہ ہوا (تو یہ بیچارے تو کیا چیز ہیں ایسی حالت میں ان کو مغرور ہونا چاہئے کیونکہ ہم جب چاہیں ان کی بھی صفائی کر سکتے ہیں اور نہ آپ محزون ہوں کیونکہ ہم ان کو بھی اشتراک علت کز د مخالفت کی وجہ سے کہ اخراج اس کا ایک شعبہ ہے وقت پر سزا دینے والے ہیں اور یہ لوگ کہ اہل باطل ہیں بمقابلہ آپ کے اور جمیع اہل حق کے کیونکر قابل سزا نہ ہوں جبکہ اہل باطل محض نفس کی راہ پر ہیں اور اہل حق خدا کی راہ پر ہیں جب یہ تفاوت ہے) تو جو لوگ اپنے پروردگار کے واضح (و ثابت بالدلیل) رستہ پر ہوں کیا وہ ان شخصوں کی طرح ہو سکتے ہیں جن کی بدعملی ان کو مستحسن معلوم ہوتی ہو اور جو اپنی نفسانی خواہشوں پر چلتے ہوں (یعنی جب اعمال میں تفاوت ہے تو مآل میں بھی تفاوت ہوگا پس جس طرح اہل حق مستحق ثواب ہیں اہل باطل مستحق عقاب ہیں چنانچہ اس ثواب و عقاب کا کچھ بیان کیا جاتا ہے کہ) جس جنت کا متقیوں سے وعدہ کیا جاتا ہے اس کی کیفیت یہ ہے کہ اس میں بہت سی نہریں تو ایسے پانی کی ہیں جس میں ذرا تغیر نہیں ہوگا (نہ بو میں نہ رنگ میں نہ مزہ میں) اور بہت سی نہریں دودھ کی ہیں جن کا ذائقہ ذرا بدلا ہوا نہ ہوگا اور بہت سی نہریں ہیں شراب کی جو پینے والوں کو بہت لذیذ معلوم ہوگی اور بہت سی نہریں ہیں شہد کی جو بالکل (میل کچیل سے پاک) صاف ہوگا اور ان کے لئے وہاں ہر قسم کے پھل ہوں گے اور (اس میں داخل ہونے سے پہلے) ان کے رب کی طرف سے (گناہوں کی) بخشش ہوگی کیا ایسے لوگ ان جیسے ہو سکتے ہیں جو ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے اور کھولتا ہوا پانی ان کو پینے کو دیا جاوے گا سو (پینے کے بعد جس کا سبب شدت تشنگی ہوگی) وہ ان کی انتڑیوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے گا (الغرض یہ کہ جب ان کے اعمال میں تفاوت ہے تو ان کے مآل میں یہ تفاوت ہوگا جس کا بیان اب کیا گیا) ف چونکہ دنیا کا پانی کبھی رنگ میں کبھی مزہ میں کبھی بو میں متغیر ہو جاتا ہے اسی طرح دنیا کا دودھ بگڑ جاتا ہے، اسی طرح دنیا کی شراب اکثر بد مزہ و تلخ ہوتی ہے

تفصیل و تکمیل ثواب و عقاب ابرار و اشرار و ما فاتش رفع اغترار کفار و تسلیہ رسول مختار

خوف بعض منافع مخصوصہ کے خیال سے پی جاتی ہے پھر عادت پڑ جاتی ہے۔ اور دوسری حضرات خمر کی نفی خمر جنت سے سورۂ صافات کی آیت لا فیہا غول ولا ہم عنہا ینزفون میں بیان ہو چکی ہے۔ اسی طرح دنیا کے شہد میں میل کچیل موم وغیرہ مخلوط ہوتا ہے اس لئے وہاں کے انہار میں ان امور کی نفی کے لئے قیود بڑھائی گئیں، اور ایک آیت میں حمیم کی نسبت فرمایا گیا ہے یشوی الوجوہ سو فارغ میں وہ اثر ہوگا بسبب شدت عطش کی وجہ اضطرار اس کو پئیں گے داخل جوف میں یہ اثر ہوگا اور چونکہ ماء اور لبن اور خمر اور عسل اپنے معانی حقیقت پر محمول ہو سکتے ہیں لہذا مجاز لینے کی کوئی ضرورت نہیں باقی یہ ضرور نہیں کہ وہ یہاں کی اشیاء اربعہ کے بالکل متماثل ہوں اور بعض میں طعم کے بدلنے کی نفی کی اور روائحہ سے تعرض نہیں کیا وجہ یہ کہ تغیر رائحہ مستلزم ہے تغیر طعم کو جب لازم کی نفی کر دی ملزوم کی بھی نفی ہو گئی ربط اوپر کفار و مومنین کے احوال و اعمال اور وعدہ اور وعید مذکور ہے آگے منافقین کی حالت اور مذمت اور ان کی وعید اور درمیان میں زیادت معرفت کے لئے بطور مقابلہ کے اہل ایمان کی حالت جو متضاد ہے اس کی حالت کے بیان کی جاتی ہے۔

وَمِنْهُم مَّن يَسْتَمِعُ إِلَيْكَ حَتَّىٰ إِذَا خَرَجُوا مِنْ عِندِكَ قَالُوا لِلَّذِينَ أُوتُوا

اور بعضے آدمی ایسے ہیں کہ وہ آپ کی طرف کان لگاتے ہیں یہاں تک کہ جب وہ لوگ آپ کے پاس سے باہر جاتے ہیں تو دوسرے

الْعِلْمَ مَاذَا قَالَ آنِفًا أُولَٰئِكَ الَّذِينَ طَبَعَ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ وَاتَّبَعُوا أَهْوَاءَ

اہل علم سے کہتے ہیں کہ حضرت نے ابھی کیا بات فرمائی تھی یہ وہ لوگ ہیں کہ حق تعالیٰ نے ان کے دلوں پر مہر کر دی ہے اور اپنی نفسانی خواہشوں

هُمْ ۝ وَالَّذِينَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى وَآتَاهُمْ تَقْوَاهُمْ ۝ فَهَلْ يَنظُرُونَ

پر چلتے ہیں اور جو لوگ راہ پر ہیں اللہ تعالیٰ ان کو اور زیادہ ہدایت دیتا ہے اور ان کو ان کے تقویٰ کی توفیق دیتا ہے سو یہ لوگ بس قیامت کے

إِلَّا السَّاعَةَ أَن تَأْتِيَهُم بَغْتَةً فَقَدْ جَاءَ أَشْرَاطُهَا فَأَنَّىٰ لَهُمْ إِذَا جَاءَتْهُمْ ذِكْرَاهُمْ

منتظر ہیں کہ وہ ان پر دفعۃً آپڑے سو اس کی علامتیں تو آچکی ہیں تو جب قیامت ان کے سامنے آ کھڑی ہوئی اس وقت ان کو سمجھنا کہاں میسر ہوگا

تفسیر: اور (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) بعضے آدمی ایسے ہیں (مراد اس سے منافقین ہیں) کہ وہ (آپ کی تبلیغ کے وقت ظاہر میں تو) آپ کی طرف کان لگاتے ہیں (لیکن دل سے اصلا متوجہ نہیں ہوتے) یہاں تک کہ جب وہ لوگ آپ کے پاس (یعنی مجلس سے) باہر جاتے ہیں تو دوسرے اہل علم (صحابہ) سے کہتے ہیں کہ حضرت نے ابھی (جب ہم مجلس میں تھے) کیا بات فرمائی تھی (یعنی کی وجہ باقتضائے ان کی حالت خبیثہ کے یہ معلوم ہوتی ہے کہ وہ اس سے تعریض کرتے تھے کہ ہم آپ کی باتوں کو قابل توجہ کے نہیں جانتے اور تظاہر استعلام ظاہر کرتے تھے، اور یہ بھی ان کے نفاق کا ایک شعبہ ہے ارشاد ہوتا ہے کہ) یہ وہ لوگ ہیں کہ حق تعالیٰ نے ان کے دلوں پر مہر کر دی ہے (پس ہدایت سے بعید ہو گئے) اور اپنی نفسانی خواہشوں پر چلتے ہیں اور (ان ہی کی قوم میں سے) جو لوگ راہ پر ہیں (یعنی مسلمان ہو چکے ہیں) اللہ تعالیٰ ان کو (احکام سننے کے وقت) اور زیادہ ہدایت دیتا ہے (کہ وہ ان احکام جدیدہ پر بھی ایمان لاتے ہیں اور پہلے سے بھی اس وقت تک کے احکام پر ایمان لائے ہوئے تھے پس تصدیق کے افراد باعتبار متعلقات کے بڑھ گئے اور یہ مقابل ہے طبع اللہ الخ کے) اور ان کو ان کے تقویٰ کی توفیق دیتا ہے (یعنی ایمان لانے کے بعد ان احکام پر عمل بھی کرتے ہیں اور یہ مقابل ہے اتبعوا اھواءھم کا۔ آگے ان منافقین کی وعید ہے کہ یہ جو قرآن واحکام و دلائل سن کر بھی تذکر نہیں حاصل کرتے تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ) یہ لوگ بس قیامت کے منتظر ہیں کہ وہ ان پر دفعۃً آپڑے (یہ مجاز ہے توبیخ سے یعنی کیا قیامت میں تذکر حاصل کریں گے) سو (یاد رکھو کہ قیامت بھی نزدیک ہے چنانچہ) اس کی (متعدد) علامتیں تو آچکی ہیں (چنانچہ بروئے حدیث خود بعثت نبویہ علامات قیامت سے ہے اور شق القمر علاوہ معجزہ نبویہ ہونے کے علامات قیامت سے بھی ہے اور لوگوں کا جھوٹا

دعویٰ کرنا نبوت کا نیز علامات قیامت ہے اور یہ سب علامات خود زمانۂ نزول قرآن میں موجود ہو چکی تھیں خواہ نزول آیت کے وقت علامات مذکورہ سب واقع ہو چکی ہوں یا بعض کا نزول عنقریب ہونے والا ہو جیسے سیلہ کہ آخر زمانہ نبوت میں ہوا اور اگر ان میں سے بعض بعد میں ہوں تب بھی اشراط کی جمعیت کو جنسیت پر محمول کرنے سے کلام صحیح ہو سکتا ہے۔ آگے توقف تذکر میں ان کی رائے کا فاسد ہونا اور قیامت میں تذکر کا نافع نہ ہونا جو ھل ینظرون سے اشارۃً معلوم ہو چکا تھا صراحۃً فرماتے ہیں کہ جب اب کہ وقت سمجھنے کا ہے نہیں سمجھتے) تو جب قیامت ان کے سامنے آ کھڑی ہوئی اس وقت ان کو سمجھنا کہاں میسر ہوگا (یعنی مفید نہ ہوگا) (ربط اوپر شروع سورت سے یہاں تک مومنین وکافرین و منافقین کے احوال مع مآل مذکور ہیں آگے اوروں کے سنانے کے لئے آپ کو بطور تفریع کے استقامت علی الدین وتدارک امور منقصہ للدین کا خطاب مع اشارہ الی الجزاء وعداً و وعیداً فرماتے ہیں۔ قرینہ اوروں کو سنانے کا ضمیر جمع کی ہے متقلبکم ومثوٰکم میں اور حکمت آپ کو بظاہر مخاطب بنانے کی مبالغہ ہے حکم کے مہتم بالشان ہونے میں کہ جب معصوم بھی اس کا مامور ہے تو غیر معصوم کس شمار میں ہیں اور توجیہ تفریع کی یہ ہے کہ جب سامع نے دین و ایمان کی جزا اور کفر وعصیان کی سزا سُن لی تو سامع کو چاہیئے کہ دین وایمان پر قائم رہے اور جو چیز دین کی منقص بھی ہو گو مزیل نہ ہو جیسے ذنوب اور ان سے بچے اور احیاناً اگر ان کا صدور ہو جاوے تو استغفار سے لی الفور اس کا تدارک کرے اور حق تعالیٰ کے حاضر وناظر ہونے کے استحضار کے ذریعہ سے جزا وسزا کو پیش نظر رکھ کر احکام مذکورہ کے بجالانے میں سعی ہو۔

فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ

آپ اس کا یقین رکھیئے کہ بجز اللہ کے اور کوئی قابل عبادت نہیں اور آپ اپنی خطا کی معافی مانگتے رہیئے اور سب مسلمان مردوں اور سب مسلمان عورتوں

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مُتَقَلَّبَكُمْ وَمَثْوٰىكُمْ ۝

کے لئے بھی اور اللہ تمہارے چلنے پھرنے اور رہنے سہنے کی خبر رکھتا ہے

تفسیر:۔ (جب آپ مطیعین وعاصین کا حال اور مآل سُن چکے) تو آپ (مثل ماضی کے مستقبل میں بھی) اس کا (بالکل وجوہ) یقین رکھئے کہ بجز اللہ کے اور کوئی قابل عبادت نہیں (اس میں دین کے تمام اصول وفروع آ گئے کیونکہ علم سے مراد علم کامل اکمل ہے اور علم کامل مستلزم ہے عمل بجمیع مایہ التعبد کو اور اس عنوان سے اس لئے تعبیر کر دیا گیا کہ یہ اساس ہے جمیع شرائع کا حاصل یہ کہ جمیع الاوامر والنواہی کے امتثال پر مداومت رکھو) اور (اگر احیاناً کوئی خطا سرزد ہو جاوے جو کمال دین میں مخل ہے سو گو وہ آپ سے صادر ہونے کے وقت میں بوجہ آپ کے معصوم ہونے کے واقع میں خطا نہ ہوگی بلکہ بعض اوقات میں وجہ عبادت ہوگی و نیز بوجہ اس کے کہ اجتہاد سے اس کا صدور ہوا ہے وہ عبادت اور موجب اجر ہے لیکن چونکہ اس اعتبار سے کہ اس فعل کا اشتغال مخل ہو گیا اس سے افضل عمل میں اور مثل افضل کا ترک آپ کی شان ارفع کے اعتبار سے صورۃً خطا ہے اس لئے) آپ اپنی (اس خطائے صوری) کی معافی مانگتے رہیئے اور (چونکہ ایسا امر مخل بکمال دین آپ کی امت کے کسی مسلمان مرد یا عورت سے صادر ہو سکتا ہے اور وہ واقع میں بھی گناہ ہو سکتا ہے اس لئے آپ) سب مسلمان عورتوں کے لئے بھی (بخشش کی دعا مانگتے رہیئے تاکہ آپ کی شان کے مناسب جو کمال دین ہے اور اسی طرح آپ کی امت کی شان کے مناسب جو کمال دین ہے اس کی مخل چیزوں کا تدارک ہوتا رہے اور وہ محفوظ رہے) اور (یہ بھی یاد رہے کہ) اللہ تعالیٰ تمہارے چلنے پھرنے اور رہنے سہنے کی (یعنی سب احوال واعمال کی) خبر رکھتا ہے (پس اس کے وعدہ کے امیدوار اور اس کی وعید سے خائف رہنا چاہیئے) ف اس تقریر سے معلوم ہوا کہ ذنب سے مراد ذنب مجازی ہے اور ایسے ذنب کی مثال یہ ہے کہ مثلاً آپ کی خدمت میں ایک بار ابن ام مکتوم صحابی نابینا آئے، آپ اسی وقت کسی کافر کو سمجھا رہے تھے انہوں نے بیچ میں ٹوک دیا اور کچھ پوچھنے لگے، اس وقت آپ کو ناگوار ہوا جس کا ذکر سورۂ عبس کے اول میں ہے، اب ظاہر ہے کہ اگر ایک طرف ایک مسلمان ہو اور ایک طرف ایک کافر تو اس وقت مسلمان کے فرعی سوال کو ملتوی کر کے اس کافر کو اصل دین کی طرف متوجہ کرنا کوئی نہیں جانتا کہ عبادت ہے اور آپ نے اجتہاد سے اسی کو مقدم رکھا کہ تعلیم اصل کی اہم ہے تعلیم فرع سے لیکن چونکہ مورد آیۃ میں مسلمان کو نفع ہونا متیقن تھا

امر بثبات علی الاولیٰ ۔ استغفار کو عصیان لازم نہیں ۔ تفسیر حضرت رحمان

اور کافر کو متوہم اور متیقن مقام ہے متوہم سے اس لئے آیات جو ظاہری عنوان سے خطاب پر مشتمل ہیں نازل ہوتیں اور وہ بعد یہ تسلیم اصل کی وہاں ہے جہاں تیقن و توہم میں دونوں ایک مرتبہ پر ہوں پس آپ کا فعل بھی عبادت تھا مگر جو فعل متروک ہو گیا وہ اس سے زیادہ عبادت تھی پس ایسے امور میں استغفار کا حکم ہے اور ایسے ہی امور شروع سورہ انا فتحنا میں مراد ہیں جن کو ذنب کہکر بشارت مغفرت دی گئی خوب سمجھ لو ربط اوپر مومنین و کفار کے ذکر کے بعد منافقین کا ذکر تھا آگے بھی ان کے حال کی زیادہ تفصیل ہے جیسا شروع سورہ بقرہ میں مومنین و کافرین کا حال کم ہے اور منافقین کا زیادہ کیونکہ ان کا کوشش کرنا اخفاء حال میں بغرض تلبیس کے مقتضی ہے اس کے زیادہ کشف کو بمصلحت دفع تلبیس کے اور اول میں مومنین کا قول تمہید کے لئے بیان کیا گیا ہے۔

وَيَقُولُ الَّذِينَ آمَنُوا لَوْلَا نُزِّلَتْ سُورَةٌ فَإِذَا أُنْزِلَتْ سُورَةٌ مُحْكَمَةٌ وَذُكِرَ

اور جو لوگ ایمان والے ہیں وہ کہتے رہتے ہیں کہ کوئی سورت کیوں نہ نازل ہوئی سو جس وقت کوئی صاف صاف سورت نازل ہوتی ہے اور

فِيهَا الْقِتَالُ رَأَيْتَ الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ يَنْظُرُونَ إِلَيْكَ نَظَرَ الْمَغْشِيِّ

اس میں جہاد کا بھی ذکر ہوتا ہے تو جن لوگوں کے دلوں میں بیماری ہے آپ ان لوگوں کو دیکھتے ہیں کہ وہ آپ کی طرف اس طرح دیکھتے

عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ فَأَوْلَىٰ لَهُمْ ۝ طَاعَةٌ وَقَوْلٌ مَعْرُوفٌ فَإِذَا عَزَمَ الْأَمْرُ

ہیں جیسے کسی پر موت کی بے ہوشی طاری ہو سو عنقریب ان کی کمبختی آنے والی ہے۔ ان کی اطاعت اور بات چیت معلوم ہے پھر جب سارا کام تیار

فَلَوْ صَدَقُوا اللَّهَ لَكَانَ خَيْرًا لَهُمْ ۝ فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا

ہی ہو جاتا ہے تو اگر یہ لوگ اللہ سے سچے رہتے تو ان کیلئے بہت ہی بہتر ہوتا۔ سو اگر تم کنارہ کش رہو تو آیا تم کو یہ احتمال بھی ہے کہ تم دنیا

فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ ۝ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فَأَصَمَّهُمْ وَ

میں فساد مچا دو اور آپس میں قطع قرابت کردو یہ وہ لوگ ہیں جن کو خدا نے اپنی رحمت سے دور کردیا پھر ان کو بہرا کردیا اور

أَعْمَىٰ أَبْصَارَهُمْ ۝ أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ أَمْ عَلَىٰ قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا ۝

ان کی آنکھوں کو اندھا کردیا تو کیا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے یا دلوں پر قفل لگ رہے ہیں

إِنَّ الَّذِينَ ارْتَدُّوا عَلَىٰ أَدْبَارِهِمْ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَى

جو لوگ پشت پھیر کر ہٹ گئے بعد اس کے کہ سیدھا رستہ ان کو صاف معلوم ہوگیا شیطان نے

الشَّيْطَانُ سَوَّلَ لَهُمْ وَأَمْلَىٰ لَهُمْ ۝ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا لِلَّذِينَ كَرِهُوا مَا

ان کو چکمہ دیا ہے اور ان کو دور دور کی سوجھائی ہے یہ اس سبب سے ہوا کہ ان لوگوں نے ایسے لوگوں سے جو کہ

نَزَّلَ اللَّهُ سَنُطِيعُكُمْ فِي بَعْضِ الْأَمْرِ وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِسْرَارَهُمْ ۝ فَكَيْفَ

خدا کے اتارے ہوئے احکام کو ناپسند کرتے ہیں یہ کہا کہ بعض باتوں میں ہم تمہارا کہنا مان لیں گے اور اللہ تعالیٰ ان کی خفیہ

إِذَا تَوَفَّتْهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُونَ وُجُوهَهُمْ وَأَدْبَارَهُمْ ۝ ذٰلِكَ بِأَنَّهُمُ اتَّبَعُوا

باتیں کرتے رہا کرتا ہے سو ان کا کیا حال ہوگا جبکہ فرشتے ان کی جان قبض کرتے ہوں گے اور ان کے مونہوں پر اور پشتوں پر مارتے جاتے ہوں گے

مَآ أَسْخَطَ اللّٰهَ وَكَرِهُوا رِضْوَانَهُ فَأَحْبَطَ أَعْمَالَهُمْ ۝ أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ

یہ اس سبب سے کہ جو طریقہ خدا کی ناراضی کا موجب تھا یہ اسی پر چلے اور اس کی رضا سے نفرت کیا کئے اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کے سب اعمال کالعدم

فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ أَنْ لَنْ يُخْرِجَ اللّٰهُ أَضْغَانَهُمْ ۝ وَلَوْ نَشَآءُ لَأَرَيْنٰكَهُمْ فَلَعَرَ

کردیئے جن لوگوں کے دلوں میں مرض ہے کیا یہ لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کبھی ان کی دلی عداوتوں کو ظاہر نہ کرے گا اور ہم اگر چاہتے

فْتَهُمْ بِسِيمٰهُمْ ؕ وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِي لَحْنِ الْقَوْلِ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ أَعْمَالَكُمْ ۝ وَلَنَبْلُوَ

تو آپ کو ان کا پورا پتہ بتلا دیتے سو آپ ان کو ان کے حلیہ سے پہچان لیتے اور آپ ان کو طرز کلام سے ضرور پہچان لیں گے اور اللہ تعالیٰ تم سب

نَّكُمْ حَتّٰى نَعْلَمَ الْمُجٰهِدِينَ مِنْكُمْ وَالصّٰبِرِينَ ۙ وَنَبْلُوَا أَخْبَارَكُمْ ۝

کے اعمال کو جانتا ہے اور ہم ضرور تمہاری سب کی آزمائش کریں گے تاکہ ہم ان لوگوں کو معلوم کرلیں جو تم میں جہاد کرنے والے ہیں اور ثابت قدم رہنے والے ہیں اور تاکہ

تفسیر:۔ اور جو لوگ ایمان والے ہیں وہ (تو ہمیشہ اس بات کے مشتاق رہتے ہیں کہ کلام الٰہی اور نازل ہوتا کہ ایمان تازہ ہو اور احکام جدیدہ آویں تو ان کا ثواب بھی حاصل کریں اور اگر احکام سابقہ کی تاکید ہو تو اور زیادہ ثبات حاصل ہو اور اس اشتیاق میں) کہتے رہتے ہیں کہ کوئی (نئی) سورت کیوں نہ نازل ہوئی (اگر نازل ہو تو تمنا پوری ہو) سو جس وقت کوئی صاف صاف (مضمون کی) سورت نازل ہوتی ہے اور (اتفاق سے) اس میں جہاد کا بھی (صاف صاف) ذکر ہوتا ہے تو جن لوگوں کے دلوں میں (نفاق کی) بیماری ہے آپ ان لوگوں کو دیکھتے ہیں کہ وہ آپ کی طرف اس طرح (ڈبڈبائی نگاہوں سے) دیکھتے ہیں جیسے کسی پر موت کی بے ہوشی طاری ہو (اس طرح دیکھنے کا سبب خوف اور جبن ہے کہ اب حفظ وضع کے لئے جہاد میں جانا پڑا اور مصیبت آئی اور یہ بھی اسی طرح خدا کے حکم سے جی چراتے ہیں) سو (اصل یہ ہے کہ) عنقریب ان کی کمبختی آنے والی ہے (خواہ دنیا میں بھی کسی وبال میں گرفتار ہوں ورنہ بعد موت کے تو ضروری ہی ہے اور گو زبان سے یہ بہت باتیں اطاعت اور تعلق کی بنایا کرتے ہیں لیکن) ان کی اطاعت اور بات چیت (کی حقیقت) معلوم ہے (جس کا اب نزول حکم قتال کے وقت ان کی حالت سے سب ہی پر ظہور ہوگیا) پھر (بعد نزول حکم قتال کے) جب سارا کام (اور سامان لڑائی کا) تیاری ہو جاتا ہے تو (اس وقت بھی) اگر یہ لوگ (دعوے ایمان باللہ میں) اللہ سے سچے رہتے (یعنی دعوے ایمان کے مقتضا پر کہ عمل بالاحکام عموماً و بحکم الجہاد خصوصاً ہے عمل کرتے اور صدق دل سے جہاد کرتے) تو ان کے لئے بہت ہی بہتر ہوتا (یعنی ابتدا میں اگر منافق تھے تو اخیر ہی میں مخلص ہو جاتے تب بھی ایمان مقبول ہو جاتا اور توبہ کو اس میں منحصر نہ سمجھا جاوے کیونکہ وقت موت تک صدق مقبول ہے آگے تقویت امر جہاد و ذم متخلفین عن الجہاد کے لئے جہاد کے ترک پر ایک ظاہری محذور بھی منافقین کو بطور التفات کے خطاب کر کے بیان فرماتے ہیں کہ تم لوگ جو جہاد سے کراہت کرتے ہو) سو (اس میں دنیوی مضرت بھی ہے چنانچہ) اگر تم (اور اسی طرح سب جہاد سے) کنارہ کش رہو تو آیا تم کو یہ احتمال بھی ہے (یعنی ہونا چاہیے) کہ تم (یعنی مجموعہ ناس) دنیا میں فساد مچا دو اور آپس میں قطع قرابت کر دو (یعنی جہاد سے بڑا فائدہ اقامت عدل و اصلاح و امن کا ہے اگر اس کو چھوڑ دیا جاوے تو مفسدین کا غلبہ ہو جاوے اور کوئی انتظام جس میں مصالح مرعی ہوں نہ رہے اور ایسے انتظام نہ ہونے کے لئے فساد اور اضاعۃ حقوق لازم ہے گو جہل بالاحکام صحیحہ سے کوئی شخص اس کو ظاہری سرسری نظر آئی تو ہوتے ہوئے امن اور عدل سمجھا جاتے جیسا قوانین مخالفہ شرع کے یہی آثار مشاہد ہیں کہ ظاہراً انتظام اور حقیقتہً حقوق کا اتلاف پس جس جہاد میں دینی منفعت سے محروم اور مصر تقاعد کرنا۔ سو عجب ہے آگے بطور التفات الی الغیب کے ان منافقین مذکورین کی تفہیم سے کہ ہم وہ لوگ

ہیں جن کو خدا نے اپنی رحمت سے دور کر دیا (اس لئے اس کے احکام پر عمل کی توفیق نہ رہی) پھر (رحمت سے بعید کرنے پر یہ امر
مرتب ہوا کہ) ان کو (دیگر مثل قبول احکام الٰہیہ سننے سے) بہرا کر دیا اور (راہ حق کے دیکھنے سے) ان کی (باطنی) آنکھوں کو اندھا کر دیا
(آگے ان پر توبیخ ہے کہ باوجودیکہ قرآن میں جہاد اور دیگر احکام کا وجوب مع دلائل خطابیت قرآن کے اور ان احکام کے مصالح و
منافع اخرویہ دائمہ اور دنیویہ بھی احیاناً اور ان احکام کی مخالفت پر وعیدیں مذکور ہیں پھر بھی یہ لوگ اس طرف التفات نہیں کرتے)
تو کیا یہ لوگ قرآن (کے اعجاز اور مضامین) میں غور نہیں کرتے (اس سے ان کو انکشاف نہیں ہوتا) یا (غور کرتے ہیں مگر) دلوں پر
(بھی) قفل لگ رہے ہیں (ریب منع الخلو ہے اندر واقع میں دونوں امر مجتمع ہیں اور ان کا فعل ہوا یعنی عدم تدبر بوجہ انکار کے
پھر اس کے وبال میں قفل لگ گیا جس کو طبع اور ختم بھی کہا گیا ہے آگے اس عدم تدبر کی وجہ فرماتے ہیں کہ) جو لوگ (دین حق سے) پشت
پھیر کر ہٹ گئے بعد اس کے کہ سیدھا رستہ ان کو (دلائل عقلیہ مثل اعجاز قرآن اور دلائل نقلیہ مثل پیش گوئی کتب سابقہ سے)
صاف معلوم ہو گیا شیطان نے ان کو چکمہ دیا ہے اور ان کو دور دور کی سجھائی ہے کہ ایمان لانے سے فلاں فلاں مصلحتیں موجودہ
اور آئندہ متوقع ہیں فوت ہو جاویں گی یہ اظہار ہے اس لئے کہ ان کا اثر انتہائی ہے سو یہ بیان ہو گیا ہے۔ حاصل یہ کہ اس عدم تدبر
کی وجہ عناد ہے کہ بعد تبیین ہدی کے ارتدوا علی ادبارہم ہوئے اور اس ارتداد کے بعد تسویل شیطانی ہوئی اور اس تسویل
سے عدم تدبر ہوا اور عدم تدبر سے ختم اور طبع ہوا اور یہ ارتدوا علی الادبار بعد تبیین الہدیٰ) اس سبب سے ہوا کہ ان لوگوں نے ایسے
لوگوں سے جو کہ خدا کے اتارے ہوئے احکام کو (حسداً) ناپسند کرتے ہیں (مراد اس سے سرداران یہود ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے حسد کرتے تھے اور باوجود معرفت حق کے اتباع سے انکار کرتے تھے حاصل یہ کہ ان منافقین نے رؤسائے یہود سے) یہ
کہا کہ بعضی باتوں میں ہم تمہارا کہنا مان لیں گے (یعنی تم جو ہم کو اتباع محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے منع کرتے ہو اس کے دو جز ہیں ایک
عدم اتباع ظاہراً دوسرا عدم اتباع باطناً سو جز اول میں تو ہم بمصلحت تمہارا کہنا نہیں مان سکتے لیکن جز ثانی میں مان لیں گے کیونکہ
عقائد میں ہم تمہارے ساتھ ہیں مطلب یہ کہ حق سے پھرنے کا سبب قومی تعصب اور کفر پر تعاون ہے غرض یہ ابتدا اس سلسلہ کی
اس سے ہے اور انتہا ختم و طبع پر ہے) اور (گو اس قسم کی باتیں یہ منافقین خفیہ کرتے ہیں مگر) اللہ تعالیٰ ان کی خفیہ باتیں کرنے کو
(خوب) جانتا ہے (اور بعض امور پر وحی سے آپ کو مطلع کر دیتا ہے۔ آگے وعید ہے جو کہ ردوا علیٰ ادبارہم کی تفسیر کے طور پر
ہو سکتی ہے یعنی یہ جو ایسی حرکتیں کر رہے ہیں) سو ان کا کیا حال ہو گا جبکہ فرشتے ان کی جان قبض کرتے ہوں گے اور ان کے مونہوں
پر اور پشتوں پر مارتے جاتے ہوں گے (اور) یہ (عقوبت) اس سبب سے (ہوگی) کہ جو طریقہ خدا کی ناراضی کا موجب تھا یہ
اسی پر چلے اور اس کی رضا (یعنی اعمال موجبہ رضا) کو ناپسند کیا کئے اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان سب کے اعمال (نیک ابتدا ہی ۱
سے) کالعدم کر دیئے (پس اس عقوبت کے مستحق ہو گئے اور اگر کسی کے پاس کوئی عمل مقبول ہو تو اس کی برکت سے عقوبت
میں کچھ تو کمی ہو جاتی ہے آگے واللہ یعلم اسرارہم کے مضمون کی شرح کے طور پر ہے کہ) جن لوگوں کے دلوں
میں مرض (نفاق) ہے (اور وہ اس کے چھپانے کی کوشش کرتے ہیں) کیا یہ لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کبھی ان کی
دلی عداوتوں کو ظاہر نہ کرے گا (یعنی یہ ان کو کیسے اطمینان ہو گیا جبکہ حق تعالیٰ کا عالم الغیب ہونا ثابت اور مسلم ہے) اور ہم (تو) اگر
چاہتے تو آپ کو ان کا پورا پتہ بتلا دیتے سو آپ ان کو ان کے حلیہ سے پہچان لیتے (پورے پتہ کا مطلب یہی ہے کہ ہر ایک کا پورا
حلیہ بتا دیتے اور وہ حلیہ گو مفہوم کلی ہوتا مگر جو کلی منحصر فی فرد واحد ہو اس کا انطباق اسی جزئی معین پر ہوتا ہے۔ اس لئے اس کلی کا بتلانا
بمنزلہ اشارہ جزئیہ کے ہے اس جزئی کی طرف) اور (گو بمصلحت ہم نے اس طرح نہیں بتلایا لیکن) آپ ان کو طرز کلام سے (اب
بھی) ضرور پہچان لیں گے (کیونکہ ان کا کلام صدق سے ناشی نہیں اور آپ کو نور فراست سے اللہ تعالیٰ نے صدق و کذب کی پہچان
دی تھی کہ صدق کا اثر قلب پر اور ہوتا تھا اور کذب کا اور آگے مومنین و منافقین سب کو خطاب میں جمع کر کے بطور ترغیب و ترہیب
کے فرماتے ہیں کہ) اللہ تعالیٰ تم سب کے اعمال کو جانتا ہے (پس مسلمانوں کو ان کے اخلاص پر جزا اور منافقین کو ان کے نفاق
و فعل بد پر سزا دے گا) اور (آگے احکام شاقہ مثل جہاد وغیرہ کے ایک حاکمانہ حکمت ارشاد ہے جیسا اوپر فہل عسیتم الخ
میں ایک مجملانہ حکمت ارشاد فرمائی تھی یعنی) ہم (ایسے امور شاقہ کا حکم دے کر) ضرور تمہاری سب کی آزمائش کریں گے تاکہ ہم ظاہری
طور پر بھی ان لوگوں کو معلوم (اور ممتاز) کرلیں جو تم میں جہاد کرنے والے ہیں اور جو (جہاد میں) ثابت قدم رہنے والے ہیں اور تاکہ

تمہاری حالتوں کی جانچ کرلیں (یہ اس لئے بڑھادیا کہ علاوہ حکم جہاد کے اور احکام بھی داخل ہو جاویں اور علاوہ حالت جہاد کے دوسرے
دوسرے حالات بھی داخل ہو جاویں) ربط اوپر شروع سورت سے یہاں تک مسلمانوں کی تحسین اور کفار کی تقبیح اور درمیان میں
کفار سے جہاد کا حکم مذکور ہے، آگے خاتمہ میں ان مضامین کی کچھ تلخیص کچھ تفریع کچھ تتمیم کچھ تاکید ہے چنانچہ کفار کی مذمت تقبیح
کفار کی تلخیص ہے اور اللہ و رسول کی اطاعت کا حکم تحسین مومنین پر تفریع ہے اس طور پر کہ جب اہل ایمان کے لئے ایسی ایسی خوبیاں
ثابت ہیں تو تم ان خوبیوں کی علت یعنی اطاعت کو مت چھوڑنا اور ان خوبیوں کے منافی یعنی ابطال عمل سے بچنا، پھر اس تحسین و
تقبیح کے مجموعہ پر کہ مضمون ان تفریع ہے کہ جب دونوں فریق میں یہ تفاوت ہے تو مقبولین کو مخذولین سے دبنا نہ چاہئے اور یہ
مضمون تاکید ہے فضرب الرقاب کی اور انفاق فی سبیل اللہ کی ترغیب کا مضمون حکم جہاد کی تتمیم ہے اور بالکل ختم پر
مضمون ترہیب کا ان مذکورہ و غیر مذکورہ جمیع اوامر و نواہی کی تاکید ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَشَاقُّوا الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا

بے شک جو لوگ کافر ہوئے اور انہوں نے اللہ کے رستہ سے روکا اور رسول کی مخالفت کی بعد اس کے کہ ان کو رستہ

تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَىٰ لَنْ يَضُرُّوا اللَّهَ شَيْئًا وَسَيُحْبِطُ أَعْمَالَهُمْ ۝ يَا أَيُّهَا

نظر آچکا تھا یہ لوگ اللہ کو کچھ نقصان نہ پہنچا سکیں گے اور اللہ تعالیٰ ان کی کوششوں کو مٹا دیگا اے ایمان

الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَلَا تُبْطِلُوا أَعْمَالَكُمْ ۝ إِنَّ الَّذِينَ

والو اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال کو برباد مت کرو بے شک جو

كَفَرُوا وَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ مَاتُوا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ ۝ فَلَا

لوگ کافر ہوتے اور انہوں نے اللہ کے رستے سے روکا پھر وہ کافر ہی رہ کر مر گئے سو خدا تعالیٰ ان کو کبھی نہ بخشے گا

تَهِنُوا وَتَدْعُوا إِلَى السَّلْمِ وَأَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ ۖ وَاللَّهُ مَعَكُمْ وَلَنْ يَتِرَكُمْ أَعْمَا

تو تم ہمت مت ہارو اور صلح کی طرف مت بلاؤ اور تم ہی غالب رہو گے اور اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے اور تمہارے اعمال میں

لَكُمْ ۝ إِنَّمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَلَهْوٌ ۚ وَإِنْ تُؤْمِنُوا وَتَتَّقُوا يُؤْتِكُمْ أُجُورَكُمْ

ہرگز کمی نہ کریگا یہ دنیوی زندگانی تو محض ایک لہو و لعب ہے اور اگر تم ایمان اور تقویٰ اختیار کرو تو تم کو تمہارے اجر عطا کرے گا اور

وَلَا يَسْأَلْكُمْ أَمْوَالَكُمْ ۝ إِنْ يَسْأَلْكُمُوهَا فَيُحْفِكُمْ تَبْخَلُوا وَيُخْرِجْ أَضْغَانَكُمْ

تم سے تمہارے مال طلب نہیں کرے گا اگر تم سے تمہارے مال طلب کرے پھر انتہا درجہ تک تم سے طلب کرتا رہے تو تم بخل کرنے

هَا أَنْتُمْ هَٰؤُلَاءِ تُدْعَوْنَ لِتُنْفِقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَمِنْكُمْ مَنْ يَبْخَلُ ۖ وَمَنْ

لگو اور اللہ [illegible] تمہاری ناگواری ظاہر کردے ہاں تم لوگ ایسے ہو کہ تم کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کیلئے بلایا جاتا ہے سو بعضے تم میں سے وہ ہیں جو بخل

يَبْخَلْ فَإِنَّمَا يَبْخَلُ عَنْ نَفْسِهِ ۚ وَاللَّهُ الْغَنِيُّ وَأَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ ۚ وَإِنْ تَتَوَلَّوْا

کرتے ہیں اور جو شخص بخل کرتا ہے تو وہ خود اپنے سے بخل کرتا ہے اور اللہ تو کسی کا محتاج نہیں اور تم سب محتاج ہو اور اگر تم روگردانی کروگے

يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُونُوٓا اَمْثَالَكُمْ

تو خدا تعالیٰ تمہاری جگہ دوسری قوم پیدا کر دے گا پھر وہ تم جیسے نہ ہوں گے

تفسیر:- بے شک جو لوگ کافر ہوئے اور انہوں نے (اوروں کو بھی) اللہ کے رستہ (یعنی دین) سے روکا اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی مخالفت کی بعد اس کے کہ ان کو (دین کا) رستہ (دلائل عقلیہ سے مشرکین کے لئے اور نقلیہ سے بھی اہل کتاب کے لئے) ظاہر ہو چکا تھا یہ لوگ اللہ (کے دین) کو کچھ نقصان نہ پہنچا سکیں گے (بلکہ یہ دین ہر حال میں پورا ہو کر رہے گا چنانچہ ہوا) اور اللہ تعالیٰ ان کی کوششوں کو (جو دین حق کے مٹانے کے لئے عمل میں لا رہے ہیں) مٹا دیگا (یہ تمہید تھی مسلمانوں کے تحذیر کی آگے ترغیب اطاعت کے ساتھ اس تحذیر کی تصریح ہے کہ) اے ایمان والو اللہ کی اطاعت کرو اور (چونکہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اللہ ہی کا حکم بتلاتے ہیں خواہ خاص جزئی کی وحی سے یا کلی وحی شدہ میں کسی جزئی کو داخل کرنے سے اس لئے) رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی (بھی) اطاعت کرو اور (کفار کی طرح اللہ و رسول کی مخالفت کر کے) اپنے اعمال کو برباد مت کرو (اگر یہ مخالفت نفس ایمان میں ہے تب تو برباد ہونا اس لئے ہے اس لئے کہ کفر اگر سابق ہے جیسے کافر اصلی کا کفر تو یہ منافی صحت عمل ہے اور اگر لاحق ہے جیسے مرتد کا کفر تو وہ حابط عمل ہے اور اگر مخالفت نفس ایمان میں نہیں بلکہ کسی عمل میں ہے جیسے عصاۃ مومنین کا عصیان تب برباد ہونے کی یہ صورت ہے کہ جو ایک عمل کسی دوسرے عمل کی صحت یا بقا کی شرط ہے اس میں خلل ڈالا جائے جس کی تفصیل پارہ سوم آیت یا ایہا الذین امنوا لا تبطلوا صدقاتکم الخ کی تفسیر میں گذر چکی ہے اور ہر چند کہ کفار جو مخالفت کرتے تھے وہ نفس ایمان ہی میں تھی جو کہ مرتبہ بشرط شیء میں ہے لیکن چونکہ اس میں لا بشرط شیء کا مرتبہ بھی پایا جاتا ہے جو کہ تمام مراتب میں مشترک ہے اس لئے تحذیر میں اس مخالفت کو از قبیل مخالفت کفار قرار دینا جیسا مترجم نے بقرینہ مقام اس لفظ سے کہ کفار کی طرح اس کا اعتبار کیا ہے مضائقہ نہیں اور اوپر تو الذین کفروا وصدوا کا خسران فی الدنیا ذکر تھا آگے اس کا خسران فی الاخرۃ کا ذکر فرماتے ہیں کہ) بے شک جو لوگ کافر ہوئے اور انہوں نے اللہ کے رستے سے روکا پھر وہ کافر ہی رہ کر مر (بھی) گئے سو خدا تعالیٰ ان کو کبھی نہ بخشے گا (عدم مغفرت کے لئے کفر کے ساتھ صد عن سبیل اللہ شرط نہیں بلکہ صرف کفروا الی الموت تک کا یہی اثر ہے لیکن زیادت تشنیع کے لئے یہ قید واقعی بڑھا دی کہ اس وقت کے روسائے کفار میں یہ امر بھی متحقق تھا آگے مؤمنین کے مدیح اور کفار کے قبائح پر بطور تفریع کے فرماتے ہیں کہ جب معلوم ہو گیا کہ مسلمان خدا کے محبوب اور کفار مبغوض ہیں) تو (اے مسلمانو) تم (کفر کے مقابلہ میں) ہمت مت ہارو اور (ہمت ہار کر ان کو) صلح کی طرف مت بلاؤ اور تم ہی غالب رہو گے (اور وہ مغلوب ہوں گے کہ تم محبوب ہو اور وہ مبغوض ہیں) اور اللہ تمہارے ساتھ ہے (یہ تو تم کو دنیا کی کامیابی ہوئی) اور (آخرت میں یہ کامیابی ہوگی کہ اللہ تعالیٰ) تمہارے اعمال (کے ثواب) میں ہرگز کمی نہ کرے گا (یہ تو تشجیع سے جہاد کی ترغیب تھی آگے تزہید سے جہاد کی ترغیب اور انفاق فی سبیل اللہ کی تمہید ہے کہ) یہ دنیوی زندگانی تو محض ایک لہو و لعب ہے (اگر اس میں جان اور مال کو تمتع کے لئے بچانا چاہے تو وہ تمتع ہی کتنے دن کا ہے اور کیا اس کا حاصل) اور اگر تم ایمان اور تقویٰ اختیار کرو (جس میں جہاد بالنفس والمال بھی آ گیا) تو (تم کو تو اپنے پاس سے نفع پہنچا دے گا اس طرح سے کہ) تم کو تمہارے اجر عطا کرے گا اور (تم سے کسی نفع کا طالب نہ ہوگا چنانچہ) تم سے تمہارے مال (تک بھی جو کہ جان سے اہون ہے اپنے نفع کے لئے) طلب نہیں کرے گا (جب تم سے ایسی چیز نہیں طلب کرتا جس کا دینا آسان ہے تو جان جس کا دینا مشکل ہے وہ تو کیوں طلب کرے گا چنانچہ ظاہر ہے کہ ہمارے جان و مال کے خرچ کرنے سے اللہ تعالیٰ کا کوئی نفع نہیں اور نہ یہ ممکن ہے لقولہ تعالیٰ وھو یطعم ولا یطعم اور یسئلکم کا ترتب ان تؤمنوا پر جیسا کہ اس کے جزا ہونے کا مقتضا ہے بایں معنی نہیں ہے کہ اگر ایمان نہ لاؤ تو تمہارا مال لے لیگا بلکہ بایں معنی ہے کہ ایمان نہ لانے والے سے تو ہماری کوئی خصوصیت ہی نہیں اس میں تو سوال اموال کا احتمال ہی نہیں البتہ شاید ایمان لانے کی صورت میں ڈرتا کہ کہیں دوستی میں فرمائشیں نہ ہونے لگیں جیسا اکثر اہل دنیا میں مشاہدہ کیا جاتا ہے اس لئے بطور مبالغہ کے اس کو اس پر مرتب فرمایا کہ اگر تم ایمان بھی لے آؤ تب بھی ہم تم سے اپنے لئے مال طلب نہ کریں اور اپنے نفع کے لئے سوال کرنا تو سوال کی ایک فرد محال ہے اس کا تو احتمال ہی نہیں ہماری طرف سے تو سوال کی بعض فرد ممکن بھی کہ وہ سوال ہے

تمام مال کا واقع نہیں ہوئی کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ اکثر لوگوں کو تمام مال کا خرچ کرنا ناگوار ہے چنانچہ) اگر (امتحاناً) تم سے تمہارے مال طلب کرے پھر انتہا درجہ تک تم سے طلب کرتا رہے (یعنی سب مال طلب کرنے لگے) تو تم (یعنی تم میں سے اکثر) بخل کرنے لگو (یعنی دینا ناگوار ہو) اور (اس وقت) اللہ تعالیٰ تمہاری ناگواری ظاہر کر دے (یعنی نہ دینے سے کہ فعل ظاہری ہے باطنی ناگواری کھل جاوے اس لئے یہ فرد ممکن بھی واقع نہیں کی گئی اور) ہاں (اس فرد ممکن پر ترتب بخل اور اخراج اضغان کی دلیل صاف ہے کہ) تم لوگ ایسے ہو کہ تم کو اللہ کی راہ میں (جس کا نفع تمہاری طرف عائد ہونا یقینی ہے تھوڑا سا حصہ مال کا) خرچ کرنے کے لئے بلایا جاتا ہے (اور بقیہ اکثر تمہارے قبضہ میں چھوڑ دیا جاتا ہے) سو (اس پر بھی) بعضے تم میں سے وہ ہیں جو بخل کرتے ہیں (گو ایسے قلیل ہیں مگر یہ تو معلوم ہو گیا کہ اگر وہ فرد مذکور کہ اس سے بدرجہا اشق واشد ہے واقع ہوتی تو جیسے اب بعض قلیل بخل کرتے ہیں اس وقت بعض کثیر بلکہ اکثر بخل کرتے جیسا کہ طبائع کے انداز سے صاف ظاہر ہے) اور (آگے اس فرد واقع پر بخل کی مذمت ہے کہ) جو شخص (ایسی جگہ خرچ کرنے سے) بخل کرتا ہے تو وہ (در حقیقت) خود اپنے سے بخل کرتا ہے (یعنی اپنے ہی کو اس کے نفع واقعی سے محروم رکھتا ہے) اور (نہیں تو) اللہ تو کسی کا محتاج نہیں (تاکہ احتمال اس کے ضرر کا ہو) اور (بلکہ) تم سب (اس کے) محتاج ہو (اور تمہاری ہی احتیاج کی رعایت سے تم کو انفاق کا حکم کیا گیا کیونکہ آخرت میں تم کو ثواب کی حاجت ہو گی اور طریق اس کا یہی اعمال ہیں اب تم اپنا نفع نقصان دیکھ لو اور اول تو ہم کو کسی عامل کے نفس عمل ہی کی حاجت نہیں) اور اگر (بعض حکمتوں کی وجہ سے دنیا میں ایسے لوگوں کا جو کہ اعمال صالحہ کریں رکھنا ہی ہو گا اور) تم (ہمارے احکام سے) روگردانی کرو گے تو خدا تعالیٰ تمہاری جگہ دوسری قوم پیدا کر دے گا (اور) پھر وہ تم جیسے (روگردانی کرنے والے) نہ ہوں گے (بلکہ نہایت فرمانبردار ہوں گے اور یہ کام ان سے لیا جاوے گا اور اس طرح وہ حکمت پوری ہو جاوے گی) ف فلا تھنوا وتدعوا میں جو صلح کی ممانعت ہے تو اس سے مراد مطلق صلح نہیں بلکہ صرف وہ صلح جس کا منشا محض ضعف ہمت ہو جو کہ معصیت ہے اور ظاہر ہے کہ جب معصیت ناجائز ہے اس پر کسی عمل کا مرتب کرنا بھی جائز نہ ہوگا اور جو صلح کسی مصلحت سے ہو گو وہ مصلحت ضعف قوت جسمانی یا قلت عدد یا قلت سامان ہو دفع ذلک وہ جائز ہے اور انتم الاعلون میں جو غلبہ کی بشارت دی ہے اگر یہ خاص مخاطب کے اعتبار سے ہے تب تو کچھ اشکال ہی نہیں کیونکہ اسی طرح واقع ہوا اور اگر عام مومنین کے اعتبار سے ہے تو دوسری جگہ انتم الاعلون ان کنتم مومنین بھی کامل الایمان کے ساتھ مقید فرمایا ہے اور اس کی پوری تحقیق پارہ ششم آیت ومن یتول اللہ ورسولہ الخ کی تفسیر کے ذیل میں گذری ہے

سُوْرَةُ الْفَتْحِ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ تِسْعٌ وَعِشْرُوْنَ اٰيَةً ۔

ربط ۔ سورۃ سابقہ کے ختم میں بذل نفس واموال فی سبیل اللہ کی ترغیب تھی اور اس نامی سورت میں اس بذل کے چند مواقع مذکور ہیں ۔ فائدہ ۔ اس سورت کی مختلف آیتوں میں متعدد واقعات کی طرف اشارہ ہے سہولت فہم آیات کے لئے ان واقعات کو لکھ دینا مناسب معلوم ہوتا ہے واقعہ اول حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں خواب دیکھا کہ ہم مکہ میں امن وامان کے ساتھ گئے اور عمرہ کرکے حلق وقصر کیا آپ نے یہ خواب صحابہ سے بیان فرمایا گو آپ نے تعیین مدت کی نہ فرمائی تھی مگر شدت اشتیاق سے اکثروں کا خیال اس طرف گیا کہ امسال عمرہ میسر ہوگا اور اتفاقاً آپ کا قصد بھی عمرہ کا ہو گیا واقعہ دوم آپ بقصد عمرہ ہمراہی تخمیناً ڈیڑھ ہزار آدمیوں کے مکہ کو چلے اور ہدی بھی آپ کے ساتھ تھی جب یہ خبر مکہ میں پہنچی قریش نے جمعیت سا مجمع کرکے اتفاق کر لیا کہ آپ کو مکہ میں نہ آنے دیں گے چنانچہ آپ نے حدیبیہ میں جو مکہ سے قریب ہے قیام فرمایا واقعہ سوم آپ نے مکہ میں ایک قاصد بھیجا کہ ہم لڑنے نہیں آتے ہیں ہم کو آنے دو عمرہ کرکے چلے جائیں گے مگر اس کو کچھ جواب نہ ملا پھر آپ نے اس کام کے لئے حضرت عثمان کو بھیجا اور ان کی زبانی بھی قریش کو یہی پیغام کہلا بھیجا اور بعضے مسلمان مرد اور عورت جو مکہ میں مغلوب ومظلوم تھے ان کو بشارت کہلا بھیجی کہ اب عنقریب مکہ میں اسلام غالب ہو جاوے گا حضرت عثمان کو قریش نے روک لیا ان کی واپسی میں جو دیر لگی یہاں یہ خبر مشہور ہو گئی کہ حضرت عثمان قتل کر دیئے گئے ۔ اس وقت آپ نے اس خیال سے کہ شاید لڑائی کا موقع پیش آوے سب صحابہ سے ایک درخت کے نیچے بیٹھ کر جہاد کی بیعت لی جب قریش کو اس بیعت کی خبر پہنچی تو ڈر گئے اور حضرت عثمان کو واپس بھیج دیا

ضروری اطلاع
ہر قسم کی خط و کتابت میں
اپنا نمبر خریداری ضرور لکھئے
ورنہ شکایت کی تعمیل نہ ہوگی
(مینجر)
قیمت سالانہ ۱۰ روپے
ممالک غیر سے ۲ شلنگ
قیمت فی پرچہ ۳ ر

ٹیلیفون نمبر ۶۹۶۶

پیشوا دہلی

جلد [illegible] | بابت ماہ رجب المرجب ۱۳۶۶ھ مطابق جون ۱۹۴۷ء | نمبر ۷

شذرات

(سید عزیز حسن دہلوی)

۴۶ دن کے کرفیو کے بعد

دہلی میں ۴۶ دن کرفیو رہا۔ کاپی نویس، چھاپنے خانے والے، دفتری اپنے اپنے کاموں پر اس لئے نہ آتے کہ [illegible] منتشر تھے، چھرے بازی کا زور تھا، انسان درندے ہو گئے تھے، جان سب کو پیاری ہوتی ہے، اس لئے کام مجبوراً معطل رہا۔

گذشتہ مہینہ جمادی الثانی کا پیشوا کہا نہیں جا سکتا کہ کس طرح روانہ ہوا، کن خطرات کا مقابلہ کر کے اس کو دیر سویر کاتبوں سے بغیر شائع کر دیا گیا، لیکن رجب کا پیشوا اور زیادہ دیر میں شائع ہوا۔

جب تک ہندوستان میں حالات نارمل نہ ہوں، جھگڑے فساد کا خاتمہ نہ ہو، ہندو مسلمانوں میں اعتماد پیدا نہ ہو کہا نہیں جا سکتا کہ پیشوا وقت پر شائع ہو سکے گا یا نہیں۔ اس لئے جب پیشوا پہنچ جائے غنیمت سمجھئے۔

فاتح بیت المقدس کی سوانح عمری

[illegible] اعظم حضرت سلطان صلاح الدین ایوبی فاتح بیت المقدس کی سوانح عمری بصرف کثیر شائع ہو گئی ہے، جوان مسلمانوں کو زیادہ شوق سے پڑھنا چاہئے جن پر ہندوؤں کا خوف مسلم لیگ کی تحریک سے مسلط ہو گیا ہے۔ تاکہ ان لوگوں کو معلوم ہو سکے کہ اس مرد مجاہد نے تمام یورپ کی متحدہ طاقت، جنونانہ صلیبی جوش کا کیونکر مردانہ وار مقابلہ کیا۔ اور کیسے اسلامی اخلاق سے عیسائیت اور صلیبی جوش پر فتح حاصل کی۔

صلاح الدین پر یورپ و امریکہ میں سینکڑوں کتابیں لکھی گئیں، لیکن اردو زبان میں کوئی مستند، مدلل، مکمل سوانح عمری نہ تھی، جس کو اس کتاب (ایوبی) نے پورا کیا ہے۔ صلاح الدین ان لوگوں کو پڑھنی چاہئے، جو فرقہ وارانہ فساد میں اندھے ہو کر ہمسایہ اقوام پر درندوں کی طرح ٹوٹ پڑتے ہیں، تاکہ ان کو معلوم ہو سکے کہ شمشیر بکف مسلمان، اللہ کا سپاہی کیسا انسانیت نواز، رحم دل، مہذب اور شریف تھا۔ جو غیر مسلموں کے بچوں پر مسلمانوں سے زیادہ شفیق، غیر مسلم خواتین کے لئے باپ اور بھائی سے زیادہ رفیق، غیر مسلم بوڑھوں اور بیماروں کے لئے نگہبان و تیماردار [illegible]۔ فاتح بیت المقدس نے اپنے اعلیٰ اسلامی کردار

(سید عزیز حسن ایڈیٹر، پرنٹر، پبلشر نے کمال ہند پریس دہلی میں چھپوا کر دفتر رسالہ پیشوا جامع مسجد دہلی سے شائع کیا)

سے دشمنوں کو دوست اور دوستوں کو جاں نثار کیونکر بنایا؟ اس کو اگر مطالعہ کرنا ہو تو ایوبی آج ہی منگوا لیجئے، جو حضرت مجاہد اعظم سلطان صلاح الدین ایوبی کی سب سے بڑی اور سب سے جامع اور سب سے مستند سوانح عمری ہے، جس کو پڑھنے کے بعد اندازہ ہوتا ہے کہ مسلمان کیسے بہادر اور اعلیٰ اخلاق کے مالک ہوتے تھے۔ صلاح الدین جیسے ہیرو ہر قوم کے لئے باعث فخر ہوتے ہیں، مگر صلاح الدین ایوبی کا ثانی اس وسیع خطۂ ارضی پر آج تک پیدا نہیں ہوا۔

صلاح الدین مسلمانوں ہی کے لئے باعث فخر نہیں ہے، بلکہ تمام ایشیا کے لئے باعث فخر ہے، جس نے دنیا میں سچی جمہوریت، اخوت مساوات کی بنیاد ڈالی، اور درندہ صفت عیسائیوں کو اپنے اعلیٰ اخلاق سے اسلام کا شیدائی بنا دیا۔

ایوبی کی لکھائی چھپائی اعلیٰ درجہ کی ہے، سفید چکنا کاغذ ہے، ضخامت ۳۱۲ صفحے، ٹائیٹل دو رنگ کا، حضرت نفیس رقم کی کتابت، المقدس میں فاتحانہ داخلہ۔ قیمت تین روپے علاوہ محصول ڈاک۔

آج ہی ایک کارڈ لکھ کر منگوا لیجئے، ورنہ ممکن ہے کہ آپ اس بڑی نعمت کو حاصل کرنے میں غفلت برتیں اور کتاب ختم ہو جائے۔

تجرید بخاری کا نیا ایڈیشن

تجرید بخاری حدیث کی وہ معرکۃ الآرا کتاب ہے جو لاکھوں کی تعداد میں شائع ہو چکی ہے۔ کیونکہ پوری بخاری میں اور تجرید میں اگر کچھ فرق ہے تو صرف یہ کہ ایک حدیث کو اگر چند راویوں نے بیان کیا ہے، تو اس کو بار بار نقل کرنے کی بجائے پوری حدیث سب سے مستند راوی کے ذریعہ نقل کر دی گئی۔

یہی تجرید بخاری شریف اب مصر و حجاز، عراق، شام، ترکی و افغانستان، یمن و ایران وغیرہ تمام اسلامی ممالک میں پڑھائی جاتی ہے، کیونکہ وقت بچتا ہے۔

ہندوستان کے اکثر مدارس کے نصاب میں اب تجرید بخاری ہی داخل ہے۔

ان تمام تجریدوں میں سب سے زیادہ مستند جامع مکمل تجرید مصر کے دوسری صدی کے نامور عالم حضرت علامہ مبارک ہیں، جن کی تجرید بخاری کا ترجمہ پیشوا بک ڈپو نے بارہا چھاپا ہے۔

لیکن تازہ ایڈیشن میں اس کا سائز ۱۰×۲۲ سے بدل کر تراجم حدیث کے مقبول سائز ۲۰×۲۶ پر کر دیا گیا ہے اور اس میں بخاری کے تمام راویوں کے حالات بھی جمع کر دیئے گئے ہیں۔

تجرید بخاری کی قیمت تیاری پر چھ روپے ہوگی، اور محصول ڈاک ایک روپیہ ہوگا، کیونکہ کاغذ کی خریداری کے لئے روپے کی ضرورت ہے۔

لیکن اگر ایک ہزار بخاری کے خریدار تیار ہو جائیں، اور پیشگی قیمت بھیج دیں تو ان کو بخاری میں ایک روپے کی رعایت ہو جائے گی، یعنی محصول ڈاک دفتر ادا کرے گا۔ ان کو صرف پانچ روپے پیشگی بھیجنے ہوں گے۔ کتابت ختم ہو چکی ہے، صرف اتنی دیر ہے کہ کاغذ کے لئے یک مشت رقم جمع ہو جائے تو پریس میں چھپنے کے لئے دیدی جائے۔

جن حضرات کو بخاری شریف جیسی اہم کتاب کے مطالعہ کی ضرورت ہے، ان کو فوراً پانچ روپے کا منی آرڈر منیجر رسالہ پیشوا دہلی کے نام بھیجنا چاہیئے، تاکہ ان کی مدد سے یک مشت رقم سے کاغذ خریدنے میں آسانی ہو، اور یہ بڑی مہم طے ہو جائے۔

اسلامی تعلیم

ہندوستان میں اسلامی تعلیم فقہ کی سب سے مستند کتاب ہے، جو گذشتہ سات سال سے ناپید ہے۔ اس پر نظر ثانی ہو چکی ہے۔ کتابت کے لئے اس وقت دی جائیگی جب ایک ہزار خریدار صرف اس کی خریداری کی اطلاع دے دیں۔

خریداروں میں نام لکھوانے کے لئے صرف دو روپے پیشگی بھیج دیجئے، تاکہ چھپائی کے وقت اس کا خیال رکھا جائے۔ اردو زبان میں اسلام کی مکمل انسائیکلوپیڈیا، جو تقریباً پانچ لاکھ مسلمانوں کی نظر سے گذر چکی ہے، جس کو پانسو علماء کرام نے مستند، جامع فقہ تسلیم کیا ہے، جس میں کوئی مسئلہ ایسا نہیں ہے، جو تشنہ چھوڑا گیا ہو۔

اسلامی تعلیم کا سائز بھی اس مرتبہ ۲۰×۲۶ ہوگا، صفحات پہلے سے بڑھ جائیں گے، کتابت اور طباعت اول درجے

کی چھپائی کا عذر چلنے لگایا جائے گا۔
ایک ہزار خریداروں کے خطوط اور دو روپے فی خریدار آتے ہی کتاب اسلامی تعلیم کی چھپائی شروع کر دی جائے گی، اور اس طرح ایک نایاب کتاب جلد سے جلد زیور طبع سے آراستہ ہوگی۔

خواجہ صاحب کو چیلنج

بادش بخیر! حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب جن کے سو فیصدی جھوٹ کو بارہا پیشوا کے پڑھنے والے لاحظہ فرما چکے ہیں، جو کانگریسی مسلمانوں کے قتل عام کا فتویٰ سامراج اور اس کے پٹھوؤں کو خوش کرنے کے لئے قرآن حکیم کو نیکی بنا کر شدھ کی پہلی گول میز کانفرنس پر دے کر غیر معمولی شہرت حاصل کر چکے ہیں، ان کا تازہ تاریخی شاہکار ملاحظہ ہو۔

"امیر معاویہ نے حضرت علیؑ کی خلافت
سے بغاوت کی اور صفین کی لڑائی ہوئی جس
میں امیر معاویہ ہار گئے، اور انہوں نے ایک
سیاسی حکمت سے ایک خارجی کے ہاتھ
سے حضرت علیؑ کو شہید کرا دیا"
(منادی یکم مئی صفحہ ۲ کالم ایک)

اس سے پہلے خواجہ صاحب نے اپنی تالیف محرم نامہ میں حضرت علیؑ کی شہادت پر جو بحث کی ہے اس میں کہیں جناب معاویہ پر شہادت علیؑ کا الزام نہیں لگایا ہے۔

میں نے اہل بیت رسول پاکؐ کے متعلق درجنوں مضامین لکھے ہیں۔ متعدد کتابیں میری تصنیف ہیں۔ جن کے لئے مجھے صدہا شیعی اور سنی کتابیں پڑھنی پڑی ہیں جن میں مستند بھی ہیں، اور غیر مستند بھی۔ لیکن کسی غیر محتاط شیعہ نے بھی یہ الزام جناب معاویہ پر نہیں لگایا۔

میں یہ ظاہر کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ میں عقیدتاً تفضیلی ہوں، تفضیلت مولا کا معترف ہوں، روحانی خلافت حضور مولا علیؑ کی بلا فصل مانتا ہوں، اور دنیوی خلافت کو روحانی خلافت کے مقابلہ میں بہت ہی ادنیٰ درجے کی چیز سمجھتا ہوں۔

جناب معاویہ کے متعلق جو الزام حضرت علیؑ کو ستانے ان سے بغاوت کرنے کے متعلق کتب معتبرہ میں میری نظر سے گذرے ہیں، ان میں کہیں حضرت علیؑ کی شہادت کو جناب معاویہ کے سر نہیں تھوپا گیا۔

میں حضرت علیؑ کے باغیوں کو خدا کا باغی سمجھتا ہوں۔ کیونکہ فخر کائنات نے عید غدیر پر فرمایا۔

"جو علیؑ کا دشمن وہ میرا دشمن، جو میرا
دشمن وہ خدا کا دشمن"

"میں جس کا مولا ہوں، اس کا علیؑ مولا ہے"

ان فرامین رسالت کی موجودگی میں اور حضرت علیؑ کے ہاتھ پر اکابر صحابہ کے بیعت کرنے کے بعد جناب معاویہ کو کوئی حق نہ تھا کہ وہ حضرت علیؑ کے خلاف بغاوت کرتے۔ پھر اس بغاوت کے سلسلے میں جمہوریت اسلام کو مکر و حیلہ، دغا و فریب سے فنا کرنا، اور حضرت علیؑ پر محراب و منبر سے تبرا پڑھوانا ایسے زبردست جرائم ہیں، جن کی کوئی صفائی نہیں کی جا سکتی۔ اور میں اس کو جناب معاویہ کی بدترین معصیت اور ناقابل معافی و تلافی گناہ سمجھتا ہوں۔

لیکن حضرت علیؑ کی شہادت اور معاویہ کی سازش سے بالکل غلط ہے۔ تاریخ اس باب میں بالکل خاموش ہے۔ جو حالات مستند مورخین سے ہم تک پہنچے ہیں، وہ یہ ہیں کہ

"چار خارجیوں نے علی، سعد، معاویہ پر
قاتلانہ حملے کے لئے سازش کی۔ معاویہ
اس روز مسجد میں نماز پڑھانے آتے
نہیں اس سے بچ گئے۔ حضرت علیؑ نے
مسجد میں امامت کی، ابن ملجم ملعون نے
حملہ کیا، اور حضرت علیؑ شہید ہو گئے"

پھر شہادت مولیٰ یہ کیسی سازش تھی کہ خود معاویہ کا قتل بھی اس میں شامل تھا، تو کیا دنیا میں کوئی ایسا سازشی گذرا ہے؟

حضرت علیؑ کی شہادت دنیا کا سب سے بڑا المیہ حادثہ ہے، لیکن تاریخ جس شخص کو ملزم کی حیثیت سے پیش کرتی ہے، وہ ابن ملجم ہے، معاویہ نہیں ہے۔ اگر معاویہ ہوتے تو حضرات امامین (حسنؑ و حسینؑ) ایسے

ناواقف نہ تھے کہ آپ نے باپ کے حقیقی قاتل سے غافل رہتے اور بنی فاطمہ کے خروج میں اس کا تذکرہ نہ ہوتا۔

حضرت علیؓ کی سوء عاقبت کی اس سے زیادہ توہین کیا ہوگی کہ آپ نے حملہ سے پہلے قاتل کو تو بتا دیا لیکن سازش سے بے خبر رہے، اور آپ سب سے بڑے دشمن اور حقیقی قاتل کو نہ پہچان سکے۔ جب ابن ملجم گرفتار ہو کر حضرت کے سامنے لایا گیا، تو اس وقت بھی آپ کی زبان مبارک سے کوئی کلمہ ایسا نہیں نکلا جس سے اشارتاً یا کنایتہً ہی یہ ثابت ہو سکے کہ اس حملہ کی سازش میں معاویہ شریک ہیں جب ابن ملجم کو حضرت علیؓ کے جانشین امیر المومنین سیدنا امام حسنؓ قتل کرتے ہیں۔ خلیفہ مقرر ہوتے ہیں اور خلافت ترک کرتے ہیں اس کے بعد جب تک دنیا سے پردہ نہیں فرماتے۔ اس وقت تک کبھی کسی رازدار سے راز دار، حتیٰ کہ حضرت امام حسین پر بھی یہ راز ظاہر نہیں فرماتے کہ حضرت علیؓ کے حقیقی قاتل معاویہ ہیں۔ ابن ملجم تو محض بھاڑے کا ٹٹو تھا۔

خواجہ صاحب چشتی بسری نہیں لکھ رہے ہیں کہ جو رطب و یابس چاہا اس میں بھر دیا۔ یہ آخری چہارشنبہ کی تاریخ نہیں ہے کہ اس کو حضرت محبوب الٰہی رحؒ کے مزار کے غسل کی جھوٹی نسبت دے دی۔ یہ تاریخ اسلام کی اہم ترین شخصیت کی مظلومیت اور سفاکی کا اہم ترین واقعہ ہے۔ یہ ایک تاریخی بحث ہے، یہ ایک علمی بحث ہے یہ تاریخ کا ایک بڑا ورق ہے، جو وہ پلٹنا چاہتے ہیں، اس لئے ان کا فرض ہے کہ وہ اپنے دعوے کو ثابت کرنے کے لئے مستند شیعی اور سنی مورخین کی کتابوں کے حوالے دیں، لیکن کتابیں وہ ہوں جو عام کتب خانوں میں مل جائیں، یا جس کو وہ سب مسلمانوں کو مجمع عام میں دکھائیں۔

ہم خواجہ صاحب کے بیان کا دو ہفتہ انتظار کریں گے اس کے بعد خواجہ صاحب کی جاہلانہ اور جھوٹی تاریخ دانی سے دنیا کو نجات دلانے کے لئے اہم قدم اٹھانے سے پہلے خواجہ صاحب کے مرد چشتی پامالیؒ کے بھاگنے کا اعلان کریں گے۔

جن

خریدار صاحبان کی میعاد خریداری اس مہینے میں ختم ہو رہی ہے ان میں

ایک آپ بھی ہیں، اور آپ کا نمبر خریداری .... ہے

اگر آپ سال آئندہ کے لئے خریدار رہنا چاہیں تو کم سے کم دو نئے خریدار فراہم کر لیجئے، اور سب کی قیمت آج ہی دفتر رسالہ پیشوا دہلی کو روانہ کر دیجئے۔ اور اگر خدانخواستہ کسی وجہ سے آپ خود سال آئندہ کے لئے خریدار رہنا پسند نہ کریں تو از راہ کرم ایک خط اسی وقت منیجر رسالہ پیشوا دہلی کے نام لکھ دیجئے کہ

"سال آئندہ کے لئے خریداری منظور نہیں"

آپ کے اس کارڈ کے وصول ہوتے ہی آپ کا نام رجسٹر خریداران سے بصد افسوس خارج کر دیا جائے گا اور اگر آپ نے منی آرڈر نہ بھیجا یا عدم خریداری کا خط نہ لکھا تو حسب دستور آپ کو کوئی وی۔ پی نہ بھیجا جائے گا، کیونکہ وی۔ پی بھیجنے کا قاعدہ بند کر دیا گیا ہے۔ وی۔ پی آنے کا انتظار نہ کیجئے، اور آج ہی قیمت بذریعہ منی آرڈر روانہ کر دیجئے۔

منیجر رسالہ پیشوا دہلی

احکام القرآن

(قرآنی احکام پر ایک لاجواب کتاب جو صرف قارئین میثاق کے لئے لکھی گئی)

(از حضرت علامہ محمد رفیق صاحب مدظلہ)

(گزشتہ سے پیوستہ)

(۲۲۷)

کفر و معاصی میں والدین کی اطاعت جائز نہیں اور والدین سے سلوک کا بیان

وان جاھداك على ان تشرك بي ما ليس لك به علم فلا تطعهما وصاحبهما في الدنيا معروفا ۔ واتبع سبيل من اناب الي ۔ ثم الي مرجعكم فانبئكم بما كنتم تعملون ،	اگر تیرے ماں باپ تجھ سے چاہیں کہ تو میرے ساتھ کسی اور کو جس کا تجھے علم نہیں ہے شریک کرے تو ان کی اطاعت نہ کر لیکن دنیا میں اچھی طرح ان کی رفاقت گزار اور پیروی کر ان لوگوں کے طریقے کی جو میری طرف رجوع ہیں پھر آخر میری طرف تم سب کو آنا ہوگا اس وقت ہم تمہیں بتادیں گے کہ تم کیا کرتے تھے۔

تفسیر: مشہور صحابی حضرت سعد بن وقاص رض فاتح عراق نے جب اسلام قبول کیا تو ان کی ماں نے قسم کھائی کہ جب تک سعد اسلام سے نہ پھرے گا میں نہ تو سایہ میں بیٹھوں گی اور نہ کھانا کھاؤں گی۔ اس واقعہ پر تین دن گزر گئے تو حضرت سعد رض نے حضور صلعم سے اس کا ذکر کیا اور ایک روایت یہ ہے کہ حضرت سعد رض نے واقعہ عرض کرکے یہ بھی کہا کہ "اگر ماں ستر مرتبہ زندہ ہو کر بھی مرجائے تب بھی میں اسلام سے نہ پھروں گا" اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ جس میں بتایا گیا ہے کہ اگر ماں باپ شرک پر مجبور کریں تو اس معاملہ میں ان کی اطاعت نہ کر۔

اس سے معلوم ہوا کہ شرک کے معاملہ میں والدین کی اطاعت ناجائز ہے۔ تو دوسروں کی اطاعت بدرجہ اولیٰ ناجائز ہوگی۔ اسی طرح تمام معاصی میں والدین کی اطاعت ممنوع ہے۔ البتہ غیر معاصی میں اطاعت وہ بقدر استطاعت ضرور ہے۔ چنانچہ حضور صلعم نے فرمایا ہے کہ "اگر ماں باپ تجھ کو یہ حکم دیں کہ تو اہل وعیال اور مال کو چھوڑ دے تو تو ان کے حکم کی اطاعت کر" اسی بناء پر والدین کے ساتھ احسان و سلوک واجب ہے۔ اور ان کی دنیوی خدمت ضروری۔ فقہاء نے لکھا ہے کہ اگر ماں باپ، دادا، دادی وغیرہ کافر ہوں اور محتاج ہوں تو اولاد پر ان کی خدمت اور نفقہ واجب ہے۔

(۲۲۸)

پانچ چیزوں کا علم خدا کے سوا کسی کو نہیں

ان الله عنده علم الساعة ۔ وينزل الغيث ويعلم ما في الارحام وما تدري نفس ماذا تكسب غدا ۔ وما تدري نفس باي ارض تموت ۔ ان الله عليم خبير ،	بیشک اللہ ہی کے پاس قیامت کا علم ہے، وہی مینہ برساتا ہے اور ماؤں کے پیٹ میں جو کچھ ہے تو وہ جانتا ہے کسی کو معلوم نہیں ہے کہ کل وہ خود کیا کرے گا اور نہ کسی کو یہ معلوم ہے کہ وہ کس زمین پر مرے گا۔ اللہ ہی ان باتوں کا جاننے والا اور خبر رکھنے والا ہے۔

تفسیر: اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ ایک روز حارث بن عمر حضور صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ "مجھ کو بتائیے کہ قیامت کب آئے گی۔ میں نے کھیت میں بیج ڈالا ہے بارش کب ہوگی۔ میری بیوی حاملہ ہے، بتاؤ اس کے پیٹ میں لڑکا ہے یا لڑکی۔ اور یہ بتاؤ کہ کل کیا ہوگا۔ اور یہ بتاؤ کہ کل کیا ہو چکا اور یہ بتاؤ کہ میں کہاں مروں گا۔" اس پر یہ آیت نازل ہوئی تو خدا نے بتایا کہ ان پانچ باتوں کا علم خدا کے سوا کسی کو نہیں، نہ انسان کو نہ جن کو (اور نہ فرشتوں کو)۔

کرتی یعنی جس طرح کوئی یہ نہیں جانتا کہ قیامت کب ہوگی، اسی طرح کسی کو اس کا علم نہیں کہ بارش کب ہوگی اور اسی طرح اس کا علم نہیں کہ حاملہ کے پیٹ میں نر ہے یا مادہ یا بچہ ناقص ہے یا پورا اور اسی طرح اس کا علم نہیں کہ کل وہ کوئی بھلا کام کرے گا یا برا اس لئے کہ اکثر انسان یہ ارادہ کرتا ہے کہ کل فلاں نیک کام کروں گا لیکن وہ اس کی جگہ برا کام کرتا ہے اور اسی طرح اس کا علم نہیں کہ وہ کہاں مرے گا۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ انسان یہ ارادہ کرلیتا ہے کہ اب وہ اس مقام سے نہ نکلے گا لیکن تقدیر اس کو وہاں سے نکال دیتی ہے اور وہ دوسری جگہ چلا جاتا ہے اور وہیں مرجاتا ہے۔ ایک واقعہ اس سلسلہ میں منقول ہے کہ ایک مرتبہ ملک الموت حضرت سلیمان ؑ کے پاس آئے اور ایک شخص کی طرف جو حضرت سلیمان ؑ کے پاس بیٹھا تھا غور سے دیکھا، اس شخص نے حضرت سلیمان ؑ سے پوچھا یہ شخص جو میری طرف دیکھ رہا ہے کون ہے، حضرت سلیمان ؑ نے کہا ملک الموت ہے، اس نے پوچھا، ایسا معلوم ہوتا ہے ملک الموت میری جان نکالنے آیا ہے، آپ ہوا کو حکم دیجئے کہ وہ مجھ کو اٹھا کر ہندوستان یا چین میں پھینک دے۔ حضرت سلیمان ؑ نے ہوا کو حکم دیا اور ہوا نے اس کو ہندوستان میں جا ڈالا، ملک الموت نے حضرت سلیمان ؑ سے کہا میں تعجب سے اس شخص کی طرف دیکھ رہا تھا، مجھ کو یہ حکم ملا تھا کہ ہندوستان جاکر میں اس شخص کی روح قبض کروں اور وہ یہاں بیٹھا تھا۔

واقعہ یہی ہے کہ امور غیب خصوصاً ان اہم امور کا علم خدا کے سوا کسی کو نہیں، اب رہیں وہ خبریں جو منجم بتاتے ہیں اور اکثر وہ صحیح ہوتی ہیں، ان کی نسبت علماء کا خیال یہ ہے کہ منجم جو خبریں دیتا ہے وہ قیاس اور ظن ہوتا ہے علم نہیں یعنی ان کی یہ خبریں علم یقینی پر مبنی نہیں ہوتیں بلکہ ظن و قیاسات اور گمان پر مبنی ہوتی ہیں۔ اس سے ان خبروں کو علم سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔

سورۂ الم سجدہ کے احکام و مسائل

(۲۲۹)

اصلاح خدا پر واجب نہیں اور شر خدا کی [illegible] ہوتا ہے

ولو شئنا لاتینا کل نفس ھداھا ولکن حق القول منی لاملئن جھنم من الجنۃ والناس اجمعین	اگر ہم چاہتے تو ہر ایک کو ہدایت کرتے لیکن ہمارا یہ قول روز ازل کا کہ ہم تمام جنوں اور آدمیوں سے دوزخ کو بھریں گے برحق تھا اور پورا ہوا۔

تفسیر:۔ آیت کا مطلب یہ ہے کہ اگر ہم (یعنی خداوند بزرگ و برتر) لوگوں کو ہدایت دینا چاہتے تو ان میں سے ہر ایک پر ہماری ایسی مہربانیوں اور نوازشوں کا نزول ہوتا کہ ان سے متاثر ہوکر یا ہماری توفیق کو اختیار کرکے وہ ہدایت پا جاتا، لیکن ہم نے ان نوازشوں یا توفیق سے ان کو حصہ نہیں دیا، اس لئے کہ ہم نے روز ازل یہ فیصلہ کردیا تھا کہ جو لوگ جہنم کے مستحق ہوں گے ہم ان سے جہنم کو بھر دیں گے، اور یہ وہ لوگ ہوں گے جو دین الٰہی کی تردید و تکذیب کریں گے۔

اس آیت سے معتزلہ کے اس خیال کی تردید ہوجاتی ہے کہ اصلاح خدا پر واجب ہے اور یہ کہ خدا نے ہر شخص کو ہدایت کی توفیق دی ہے۔ لیکن ان میں سے بعض نے ہدایت کو اختیار نہیں کیا اور شیطان نے ان کو گمراہ کردیا۔

آیت میں بتایا گیا ہے کہ ہم جنوں اور آدمیوں سے جہنم کو بھریں گے، اس سے معلوم ہوا کہ ملائکہ معصوم ہیں اور ان میں وہ مادہ ہی نہیں ہے کہ جس سے ان سے کوئی ایسا عمل سرزد ہو جو موجب جہنم ہو، اس مسئلہ کی تفصیل سورۂ انبیاء میں بیان کی جاچکی ہے۔

سورۂ احزاب کے مسائل و احکام

(۲۳۰)

مظاہرہ عورت ماں نہیں اور منہ بولا بیٹا بیٹا نہیں ہے

ما جعل اللہ لرجل من قلبین فی جوفہ وما جعل ازواجکم	اللہ نے کسی مرد کے سینے میں دو دل نہیں رکھے ہیں اور نہ اللہ تمہاری بیبیوں

الّٰئِیْ تُظٰهِرُوْنَ مِنْهُنَّ
اُمَّهٰتِكُمْ وَمَا جَعَلَ اَدْعِیَآءَ
كُمْ اَبْنَآءَكُمْ ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ
بِاَفْوَاهِكُمْ وَاللّٰهُ یَقُوْلُ
الْحَقَّ وَهُوَ یَهْدِی السَّبِیْلَ
اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ
هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ
فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْا اٰبَآءَهُمْ
فَاِخْوَانُكُمْ فِی الدِّیْنِ وَ
مَوَالِیْكُمْ وَلَیْسَ عَلَیْكُمْ
جُنَاحٌ فِیْمَا اَخْطَاْتُمْ بِهٖ
وَلٰكِنْ مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوْبُكُمْ
وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا

کو جن سے تم ظہار کر لیتے ہو تمہاری مائیں کر دیا ہے اور نہ تمہارے منہ بولے لڑکوں کو وہ تمہارے بیٹے بنا دیا ہے۔ یہ تمہارے منہ کی باتیں ہیں۔ اللہ سچ بات کہتا ہے اور راہ راست دکھاتا ہے۔ تم منہ بولے لڑکوں کو ان کے اصلی باپوں کے نام سے پکارو۔ یہ اللہ کے نزدیک قرین انصاف ہے۔ اور اگر تم کو ان کے باپ معلوم نہ ہوں تو وہ تمہارے دینی بھائی اور دوست ہیں۔ تم سے بھول چوک ہو گیا اس میں تم پر کوئی گناہ نہیں ہے لیکن دلی ارادے سے جو کرتے ہو گناہ ہے۔ اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

تفسیر: منافق لوگ یہ پکار کرتے تھے کہ محمد کے سینے میں دو دل ہیں، ایک دل ہمارے ساتھ ہے اور دوسرا صحابہ کے ساتھ۔ بعض مشرک یہ بھی کہا کرتے تھے کہ میرے سینے میں دو دل یا میرے جسم میں دو جی ہیں۔ ایک مجھ کو کام کرنے کا حکم دیتا ہے، اور دوسرا کام کرنے سے منع کرتا ہے۔ عرب کا خیال یہ بھی تھا کہ ذہین اور ادیب کے سینے میں دو دل ہوتے ہیں۔ چنانچہ وہ ابو معمر یا جمیل بن اسد فہری کو دو قلب والا کہا کرتے تھے۔ اس لئے کہ یہ لوگ نہایت قوی حافظ رکھتے تھے اور نہایت عقلمند تھے۔ خداوند تعالیٰ نے ان تمام خیالات کی تکذیب میں یہ آیت نازل فرمائی کہ ما جعل اللہ لرجل من قلبین فی جوفہ۔ یعنی خدا نے کسی مرد کے سینے میں دو دل نہیں رکھے ہیں۔

عرب جاہلیت میں یہ دستور تھا کہ جو شخص اپنی بیوی سے یہ کہہ دیتا کہ تو میری ماں ہے، تو بیوی پر طلاق واقع ہو جاتی تھی۔ اور بیوی ماں بن جاتی تھی۔ اور یہ دستور بھی تھا کہ جو شخص کسی کو اپنا بیٹا کہہ دیتا تھا یا متبنیٰ بنا لیتا وہ اس کا بیٹا ہو جاتا تھا۔ یعنی حقیقی بیٹے کے مانند، وہ اس کی میراث وغیرہ کا وارث بھی ہو جاتا تھا۔ اور اس بیٹے کی بیوی سے عقد کے

بدبی نکلا اور بر ناخلہ ان تمہات و شبہات کی تردید و تکذیب میں خدا نے یہ آیت نازل فرمائی ماجعل اللہ الخ بعض مفسرین نے آیت کے ابتدائی جملہ کو اگلے جملوں سے ربط دینے کے لئے آیت کا مفہوم یہ بتایا ہے کہ جس طرح خدا نے کسی مرد کے سینے میں دو دل نہیں رکھے ہیں اسی طرح بیوی کو ماں کہہ دینے سے وہ ماں نہیں بن جاتی ہے۔ اور کسی کو بیٹا بنا لینے سے وہ بیٹا نہیں بن جاتا ہے۔

ظہار کی صورت فقہا نے یہ بیان کی ہے کہ کوئی شخص اپنی بیوی کو مخاطب کر کے یوں کہے کہ تو میری ماں کے برابر ہے یا تو میرے لئے ایسی ہے جیسی کہ میری ماں کی پشت تو اس عورت یا بیوی سے اس وقت تک جماع ممنوع ہے جب تک کہ کفارہ ادا نہ کرے لیکن شرط یہ ہے کہ ان الفاظ سے کہنے والے کا مقصود ترک جماع ہو یا عورت کو اپنے اوپر حرام کر لینے کا ارادہ ہو۔ اگر کوئی ارادہ نہ ہو محض کلام کی رو میں کہا ہوگا تو ظہار نہ ہوگا۔

ماں کی پشت کا جو تذکرہ ظہار کی صورت میں کیا گیا ہے اس سے مراد پیٹ ہے اور پیٹ کنایۃً زوج کو شامل ہے۔ اس سے مراد جماع کو حرام کر لینا ہے اور پشت کا ذکر اس لئے بھی کیا گیا ہے کہ عرب میں پشت کی جانب سے جماع کرنا حرام و ممنوع تھا اور بہت برا سمجھا جاتا تھا۔

ظہار کے مسئلہ کی تفصیل انشاء اللہ سورۃ مجادلہ میں کیا جائے گا۔

کسی کو بیٹا بنا لینا اور اس کو حقیقی بیٹے کی مانند سمجھنا بھی باطل ہے اور اس کی مطلقہ بیوی سے نکاح نہ کرنے کا خیال بھی باطل ہے۔ چنانچہ اس باطل خیال کی تردید و تکذیب کے لئے حضور نے اپنے منہ بولے بیٹے حضرت زید بن حارثہ رض کی مطلقہ بیوی حضرت زینب سے نکاح کیا جس کا پورا واقعہ سورۃ مجادلہ میں بیان کیا جائے گا۔

آیت کے جملہ ادعوہم لآبائہم الخ کا مطلب یہ ہے کہ ہر شخص کو خصوصاً منہ بولے بیٹے کو ان کے اصلی باپوں کے نام سے پکارو۔ اور اگر تم کو ان کے باپوں کے نام معلوم نہ ہوں تو پھر ان کو دینی بھائی یا دوست کہو۔ اور اس حکم کے نزول سے پہلے غلطی سے تم جو کچھ کر چکے ہو وہ قابل مواخذہ نہیں ہے۔ البتہ جان کر ایسا کرو گے تو اس پر تم سے مواخذہ ہوگا۔

عرب لوگ حضور کے متبنّیٰ حضرت زید بن حارثہ کو زید بن محمد کہا کرتے تھے۔ اس آیت سے اس کی ممانعت ہو گئی اور خدا نے حکم دیا کہ منہ بولے بیٹوں کو ان کے اصلی باپوں کے نام سے پکارو۔ یعنی مثلاً زید بن حارثہ کہو زید بن محمد نہ کہو۔

ادبِ نبوی صلعم

(حضور سرورِ کائنات کی [illegible] معاشرتی تعلیم۔ ایک [illegible])

(از [illegible] میر [illegible] بلند [illegible])

[illegible]

عام طور پر یہ ہوتا ہے [illegible] اپنے ماتحت کارکنوں کی دیکھ بھال نہیں کرتے [illegible] ان کے کاموں پر [illegible] خوب ظلم کرتے ہیں [illegible] کرتے ہیں یا حق کرتے محصول [illegible] سے زیادہ [illegible] ہیں۔ و غیرہ کی ہولی قیمتی چیزوں [illegible] کے نام [illegible] اور ان کے ماتحت [illegible] ظلم و ستم [illegible] کل حکومت کا یہ طریقہ عام ہے۔ اور [illegible] حکومتیں [illegible] کے مناظر نظر آتے ہیں۔

حکومت اشخاص کو ماتحت [illegible] کرتی ہے [illegible] منصب [illegible] تقدیم ہوتی ہے کہ ان کو نظر [illegible] کر دو شرع کی نظر میں [illegible] قابل [illegible] ان کے لئے کھانا جائز ہوتا ہے [illegible] کے سال دو سال بعد ان کی حالت یہ ہو جاتی ہے کہ ان کے صندوق روپیوں، اشرفیوں یا نوٹوں سے بھرے ہوئے [illegible] گھر میں خانہ داری کا سامان ضرورت سے زیادہ اور [illegible] نظر آنے لگتا ہے۔ اور عمدہ عمدہ غذائیں کھا کر [illegible] وہ تندرست ہو جاتے ہیں۔ ایسا کیوں ہوتا ہے [illegible] کس طرح رونما ہوتا ہے؟ اس طرح [illegible] کو [illegible] سے کر دیتا [illegible] ہیں [illegible] ہے۔ اس سے کہ اس [illegible] یا [illegible] سے محفوظ [illegible] اس طریقے سے ان کو مہربان [illegible] فائدہ اٹھاتے ہیں۔ ان کو رشوتیں دی جاتی ہیں [illegible] سرکاری محاصل میں سے کچھ کم کر دیے [illegible] کر دیے یا کچھ عرصہ کے لئے تحصیل کو ملتوی کر دیا اور اس سے کہ اس طریقے سے اس کی حمایت حاصل کرتے [illegible] اپنے دشمنوں پر غالب اور ان کی شرارتوں سے محفوظ [illegible]۔

[illegible] کی حکومت [illegible] پیدا نہیں ہوتی جن [illegible] بہت تھوڑے عرصے میں ملک [illegible] حکومت کے آدمی رعایا میں [illegible] جس طرح بھیڑیا یا شیر [illegible] تاکہ ہر شخص اذیت و تکلیف میں [illegible] ماتحت کارکنوں کو اس طرح [illegible] سے بچاتے جس طرح [illegible] شکاری کو [illegible] کو دیکھتے ہیں۔ رعایا کا ہر [illegible] اور [illegible] کی حرمت [illegible] پر [illegible] خدا [illegible] حکمران سے [illegible] ایسی [illegible] کے لئے رعایا قربانیاں دینے پر [illegible] اور اس کا نتیجہ [illegible] کہ رعایا میں [illegible] حکومت کے احکام کو [illegible] ہے [illegible] کی بن آتی ہے۔ اور وہ حکومت کے نظام کو درہم برہم کرنے لگتے ہیں۔ اور پھر ملک میں عام [illegible] ہوتا ہے۔ اور ایسی حکومت کا بھی [illegible] کا [illegible] ایسے ہوں ہی انجام ہوتا ہے یعنی وہ [illegible] قائم نہیں رہتی [illegible] فنا ہو جاتی ہے۔

[illegible] یا [illegible] کہ وہ اپنے ماتحت عمال [illegible] ذرا ذرا سی بات کا ان سے [illegible] بات وہ قانون کے خلاف کریں اس [illegible] مواخذہ کریں، تاکہ وہ عدل و انصاف [illegible] رعایا پر جور و ظلم نہ کریں۔ اور رعایا کو خوش اور خوشحال رکھیں، اور ملک میں ہر طرح کا امن [illegible] رعایا [illegible] طمانیت کے ساتھ اپنے کاموں میں مصروف و مشغول رہے، اور اپنے کاموں کو ترقی پر پہنچانے کی کوششوں میں کسی امر [illegible] مانع و حارج نہ پائے۔

حضور نے اس حدیث میں بتایا ہے کہ جو شخص ناحق طریقے پر کسی کا مال لیتا ہے۔ خواہ وہ بادشاہ ہو یا اس کے ماتحت کارکن اس کا انجام اچھا نہیں ہوتا، دنیا میں بھی اس کو اس ظلم کی سزا دی جائے گی اور آخرت میں تو وہ شخص تمام لوگوں کے سامنے ... کو اس سے ظلم سے حاصل کیا ہو گا، اپنے کاندھے پر لئے ہوئے آئے اور خدا کے حضور میں حاضر ہو گا صرف یہی نہیں بلکہ وہ چیز پکارتی ہوئی آئے گی، اور اس کے جرم کا اعلان کرے گی

کیا اس ہدایت کے بعد بھی کسی شخص کو اس کی جرأت ہو گی کہ وہ ناحق لوگوں کا مال کھائے اور ظلم و ستم کر کے لوگوں کا مال چھینے، اگر وہ ایسا کرے گا تو گویا وہ دنیا کے تھوڑے سے مال کیلئے آخرۃ میں اپنے آپ کو انتہا درجہ کا ذلیل و خوار بنائیگا

تمام شد

سالکانِ طریقت

(مقالات صوفیائے کرام کا ایک اہم اور مستقل سلسلہ جو صرف قارئین کیلئے لکھی گئی)

از سید عزیز حسن ندوی
(گدھ محلہ ... پٹنہ)
احسان ذکی

(۳۱۱)

مسلمانوں کے ساتھ سلوک کا بدلہ

ایک بزرگ کا بیان ہے کہ کسی شہر میں میں نے ایک قبر دیکھی جس کی زیارت لوگ کر رہے تھے۔ میں نے بھی زیارت کی۔ بعد فاتحہ کے بعد لوگوں سے پوچھا: یہ کس کی قبر ہے؟ لوگوں نے کہا: اس آبادی میں ایک غریب محتاج اور نادار شخص رہتا تھا، وہ بیمار ہوا اور مر گیا۔ شہر کے ایک آدمی نے اس کی تجہیز و تکفین کی اور سپرد خاک کر دیا۔ رات کو اس شخص نے (جس نے کفن دفن کا انتظام کیا تھا) خواب میں دیکھا کہ وہ شخص اپنی قبر سے ایک قیمتی حلہ لے کر نکلا اور مجھ سے کہا: اس حلہ کو اس کپڑے کے بدلہ میں لو جس میں مجھ کو کفن دیا گیا تھا۔ صبح کو وہ شخص سو کر اٹھا تو دیکھا کہ حلہ اس کے سرہانے رکھا ہوا ہے۔ یہ واقعہ بیان کر کے لوگوں نے کہا کہ یہ واقعہ تمام آبادی میں مشہور ہے اور ہر شخص اس سے واقف ہے، اور لوگ قبر کی زیارت کو آتے ہیں۔

(۳۱۲)

عوام اور خواص کی محبت

ابو القاسم جنید بغدادی فرماتے ہیں کہ خدا سے محبت رکھنے کے معاملے میں انسانوں کی دو قسمیں ہیں۔ ایک تو عام لوگ اور وہ وہ ہیں جو اس لئے خدا سے محبت کرتے ہیں کہ خدا نے ان کو نعمتیں عطا کی ہیں، اور وہ خدا ان پر ہمیشہ احسان کرتا رہتا ہے، اور دوسرے خاص لوگ اور وہ وہ ہیں جو خدا سے اس لئے محبت رکھتے ہیں کہ وہ اس کی صفات اور گرامی قدر ناموں سے واقف ہیں، اور خدا کو محبت کا اہل خیال کرتے ہیں۔ اگرچہ خدا اپنی تمام نعمتوں کو ان سے چھین لے اور ان پر کوئی

(۳۱۳)

خدا سب کی دیکھ بھال کرتا ہے

ایک بزرگ کا بیان ہے کہ میرا ایک دوست تھا جس کو خدا نے جذام کے امتحان میں ڈال رکھا تھا، اس کے ہاتھ پاؤں اور آنکھیں ضائع ہو گئی تھیں۔ آخر میں نے اس کو جذامیوں کے گروہ میں شامل کر دیا اور اس کی دیکھ بھال کرتا رہا۔ ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ میں اپنے اس دوست کی دیکھ بھال سے غافل رہا اور کچھ روز تک اس کے پاس نہ جا سکا۔ پھر ایک روز مجھے اس کا خیال آیا تو میں اس کے پاس گیا اور معذرت کرتے ہوئے کہا: میرے دوست! معاف کرنا، میں تم سے غافل ہو گیا اور چند روز نہ آ سکا۔ اس نے جواب دیا: میرا ایک ساتھی ہے جو کبھی مجھ سے غافل نہیں ہوتا۔ میں نے پوچھا: وہ کون ہے جو مجھ سے کبھی تم نے اس کا ذکر نہیں کیا۔ اس نے کہا: میرا وہ دوست ایسا ہے جو ہر وقت مجھ کو یاد رکھتا ہے۔ اس کے بعد اس نے کہا "اچھا اب تم جاؤ، تمہاری وجہ سے میں ذکر الٰہی سے رکا ہوا ہوں اور تم سے گفتگو کرنا ذکر الٰہی سے باز رکھتا ہے"۔ تھوڑے دنوں بعد میرے اس دوست کا انتقال ہو گیا۔ میں نے اس کے لئے کفن کا کپڑا نکالا، اور چونکہ کپڑا لمبائی میں زیادہ تھا اس لئے اس کا کچھ حصہ علیحدہ کر لیا، اور کفن دے کر اس کو دفن کر دیا۔ ایک روز میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص نہایت حسین و جمیل میرے سامنے کھڑا ہے اور کہہ رہا ہے: تم نے کفن دینے میں چونکہ بخل سے کام لیا، اور کفن کا کپڑا پھاڑ لیا تھا، اس لئے وہ کفن ہم تم کو واپس کئے دیتے ہیں۔ اب ہم ریشمی کپڑوں میں ملبوس ہیں، تمہارے کفن کی ضرورت نہیں ہے۔ سو کر اٹھا تو دیکھا کہ کفن سرہانے

رکھا ہوا ہے؟

(۳۱۴)

خدا کی پردہ پوشی پر وجد

بیان کیا جاتا ہے کہ ایک نوجوان علماء و وعاظ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا اور جب وہ وعظ کی کسی مجلس میں شریک ہوتا تو یا ستار کہہ کر وجد و غشیت میں مبتلا ہو جاتا تھا اور رقص میں آ جاتا تھا۔ ایک شخص نے اس کی اس عادت کے متعلق پوچھا اس نے کہا: میں اکثر زنانہ لباس پہن کر تقریبات شادی اور ولیمہ وغیرہ میں گھروں کے اندر جایا کرتا تھا اور ان مجالس و محافل میں بھی جہاں عورتیں جمع ہوتی تھیں چنانچہ میں ایک روز زنانہ لباس میں بادشاہ کی بیٹی کی شادی کی تقریب میں شریک ہوا اور وہاں ایک ہار کسی نے چرا لیا جو بادشاہ کی بیٹی کا اور نہایت قیمتی تھا، فوراً اعلان کیا گیا کہ محل کے دروازے بند کر دو اور ایک ایک عورت کی تلاشی ہو چنانچہ محل کے ایک دروازہ پر عورتوں کی تلاشی لی گئی اور تمام عورتیں نکل گئیں صرف دو عورتیں رہ گئیں جن میں ایک میں تھا۔ میں خوف سے کانپنے اور خدا سے یہ دعا کرنے لگا کہ اے اللہ! اگر میں آج کی رسوائی اور پردہ دری سے بچ گیا، تو پھر کبھی ایسا کام نہ کروں گا، یعنی زنانہ لباس میں کہیں نہ جاؤں گا۔ اول اس عورت کی تلاشی لی گئی جو باقی رہ گئی تھی، اور خدا کا شکر ہے کہ ہار اس کے پاس سے نکلا اور وہ پکڑی گئی، اور میں بچ نکلا۔ اس وقت سے جب یہ ستار کا لفظ میں سنتا ہوں۔ یہ واقعہ یاد آ جاتا ہے، اور مجھ پر ایک کیفیت طاری ہو جاتی ہے، اس لئے کہ خدا ہی نے اس روز میری پردہ پوشی کی، ورنہ تلاشی میں میرا راز ظاہر ہو جاتا، اور مجھ کو سخت سزا ملتی۔ اللہم یا ستار العیوب ویا غفار الذنوب ویا مقلب القلوب ویا کاشف الکروب استر عیوبنا واغفر ذنوبنا واصلح قلوبنا واکشف کروبنا وہمومنا وغمومنا وارزقنا حسن الخاتمۃ یا کریم برحمتک یا ارحم الراحمین۔

(۳۱۵)

عورتوں کی سیاحت کا جواز

حضرت ذوالنون مصری رح کہتے ہیں کہ میں نے ایک عورت کو خدا کے بھروسے پر سیر و سیاحت کرتے دیکھا، اور اس سے پوچھا: خدا تجھ پر رحم فرمائے، سیر و سیاحت تنہا (یعنی بغیر شوہر یا محرم کے) تیرے لئے جائز نہیں ہے: عورت نے جو بالوں کا ایک جبہ اور اون کا تہبند باندھے ہوئے تھی کہا: "معزور! کیا تو نے خدا کی کتاب کو نہیں پڑھا ہے؟" میں نے کہا: ہاں پڑھا ہے: عورت نے کہا: تو یہ آیت پڑھ بسم اللہ الرحمن الرحیم الم تکن ارض اللہ واسعۃ فتہاجروا فیہا۔ یہ آیت سن کر میں خاموش ہو گیا اور دل میں کہا: یہ عورت یقیناً علم سے واقف ہے: پھر میں نے پوچھا: تو نے خدا کو کس طرح (یعنی کن ذرائع اور وسائل سے) پہچانا: عورت نے جواب دیا: خدا کو میں نے خدا ہی سے پہچانا اور غیر اللہ کو خدا کے نور سے شناخت کیا: پھر میں نے پوچھا: خدا کا اسم اعظم کیا ہے؟ عورت نے کہا: خدا کا ہر نام اسم اعظم ہے۔

شرح دیوان حافظ رح

(از معاون ایڈیٹر)

(گذشتہ سے پیوستہ)

بردوختہ ام دیدہ چو باز از ہمہ عالم — تا دیدہ من بر رخ زیبای تو باز است

ترجمہ :- میں نے اپنی آنکھوں کو باز کی طرح تمام چیزوں کی طرف سے سی لیا ہے، اس لئے کہ میری آنکھ تیرا چہرہ دیکھنے کے لئے کھلی رہے۔

تفریح :- باز کو پکڑ کر اول اس کی آنکھیں سی دیتے ہیں تاکہ وہ اطراف کی چیزوں سے متاثر نہ ہو اور شکار پر حملہ کرنے کی فطرت بھول نہ جائے۔ حافظ کہتا ہے اسی طرح میں نے بھی اپنی آنکھوں کو سی لیا ہے تاکہ محبوب کے سوا کسی اور چیز پر نظر نہ پڑے، اور یہ اس لئے کیا ہے کہ میری آنکھیں صرف تیرے ہی چہرہ زیبا کو دیکھ سکیں، اور کسی دوسری چیز کو نہ دیکھیں۔ 1

بہ عمارت دل کن کہ این جہان خراب

بر آن سر است کہ از خاک ما بسازد خشت

ترجمہ :- دل کی عمارت کو شراب سے آباد کر اس لئے کہ یہ ویران جہاں اس خیال میں ہے کہ ہماری خاک سے اینٹ بنائے۔

تشریح :- جہان خراب چونکہ اس خیال میں ہے کہ ہماری مٹی کی اینٹیں بنائے، اس لئے بہتر یہ ہے کہ ہم اپنے دل کی عمارت کو محبت الٰہی کی شراب سے آباد کریں تاکہ یہ آبادی ہمیشہ قائم رہے، اور جہان خراب کی آرزو پوری نہ ہو۔ خداوند تعالےٰ چونکہ دائم و قائم ہے اس لئے جس دل میں اس کی یاد اور محبت ہوگی وہ بھی فنا نہ ہوگا۔

سزد گر تو از ہمہ دلبران ستانی باج

چرا کہ بر سر خوبان عالمے چون تاج

ترجمہ :- درست ہے کہ تو تمام دلبروں سے خراج وصول کرے اس لئے کہ تو تمام محبوبوں کے سر پر تاج کے مانند ہے۔ ٤

تفریح :- حافظ رح کی یہ غزل حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی نعت میں ہے، شعر کا مطلب یہ ہے کہ اے محبوب خدا چونکہ تو تمام محبوبوں کا سرتاج ہے اس لئے تیرے لئے یہ درست ہوگا کہ تو تمام معشوقوں سے خراج وصول کرے۔ پہلے مصرعہ میں خراج لینے والے سے مراد حضور صلعم کی ذات مبارک ہے اور دوسرے مصرعہ میں محبوبوں سے مراد دوسرے انبیاء ہیں مطلب یہ ہوا کہ آپ چونکہ تمام انبیاء کے سرتاج ہیں، اور سرتاج و سردار کا حق ہوتا ہے کہ وہ خراج وصول کرے، اس لئے آپ خراج لینے کے مستحق ہیں۔

سالک از نور ہدایت طلبد راہ بدوست

کہ بجائے نرسد گر بضلالت برود

ترجمہ :- سالک ہدایت کے نور سے دوست کی طرف راہ طلب کرتا ہے اس لئے کہ اگر گمراہی میں رہے گا تو کسی جگہ نہ پہنچے گا۔

تشریح :- حافظ اس شعر میں بتاتے ہیں کہ سالک خواہ طریقت کا ہو یا مذہب کا، جب تک وہ خداوند تعالیٰ یا حضور صلعم یا مرشد کی بتائی ہوئی راہ کو اختیار نہ کریگا اس وقت تک اس کو صحیح راستہ نہ ملے گا۔ اور وہ گمراہ بھٹکتا پھرے گا۔ شعر کا مطلب یہ ہے کہ اگر منازل سلوک طے کرنی ہیں یا مذہب کی صحیح راہ پر قائم رہنا ہے تو خداوند تعالےٰ کی ہدایات پر عمل کر دیا۔ پھر حضور صلعم کے ان ارشادات پر جو احکام خدا کی تشریح کرتے ہوں اور یا پھر پیر و مرشد کے ان طریقوں کو اختیار کرو جو احکام خدا و رسول کے موافق ہوں۔ اگر ان طریقوں سے انحراف کیا گیا تو گمراہی یقینی ہے اور گمراہ انسان کسی منزل مقصود پر نہیں پہنچ سکتا۔

شرح مثنوی مولانا رومؒ

(از: ملون ایڈیٹر)

پیچ گرگے در نیامد اندراں گوسپندے ہم نگشتی زاں نشاں

ترجمہ :- کوئی بھیڑیا اس حصار کے اندر نہ آتا تھا، اور نہ کوئی بکری حصار سے باہر جاتی تھی۔

تشریح :- یعنی نہ کوئی بھیڑیا اس حصار کے اندر آسکتا تھا، اور نہ کوئی بکری حصار سے باہر نکلنے کی جرأت کرتی تھی۔

باد حرص گرگ و حرص گوسفند دائرہ مرد خدا را بود بند

ترجمہ :- بھیڑیے کی حرص کی ہوا اور بکری کی حرص کی ہوا اس مرد خدا کے دائرہ کے اندر بند تھی۔

تشریح :- جس طرح ہوا کسی کے روکے نہیں رکتی ہے اسی طرح بھیڑیے اور بکری کی ہوا یعنی خواہش کو روکنے والی کوئی چیز نہ تھی، اور وہ ہر جگہ آ جا سکتے تھے، لیکن مرد خدا یعنی حضرت شیبانؒ نے اسی طرح خدا کے حکم سے ان کی خواہشوں کو قید کر دیا تھا جس طرح ہودؑ کے حصار کے اندر ہوا کی قوت اور طوفانی تباہی کا زور ختم ہو جاتا تھا، اور وہ حصار کے گرد ہلکی پڑ جاتی تھی۔

ہم چنیں باد اجل با عارفاں نرم و خوش ہمچوں نسیم گلستاں

ترجمہ :- اسی طرح موت کی ہوا عارفوں کے لئے نرم و خوش گوار باغ کی ہوا کے مانند ہو جایا کرتی ہے۔

تشریح :- ان اشعار میں مولانا یہ بتاتے ہیں کہ ہوا، آگ، پانی، مٹی عناصر اربعہ خدا کے حکم کے ماتحت کام کرتے ہیں خود کوئی اختیار نہیں رکھتے یعنی خدا حکم دے تو آگ ٹھنڈی ہو جائے، پانی غرق نہ کرے، ہوا طوفان و بربادی نہ لائے۔ شعر کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح طوفانی ہوا ہودؑ کے زمانے میں مومنین کے لئے خدا کے حکم سے نرم و خوش گوار ہو گئی تھی، اسی طرح خدا کے حکم سے موت و آفات کی ہوا خداشناس بندوں کے لئے نرم و خوش گوار ہو جاتی ہے یعنی وہ ان کو کوئی اذیت و تکلیف نہیں دیتی بلکہ راحت و آرام پہنچاتی ہے۔ یہ تو ہوا کا ذکر ہوا قوم عاد پر جو ہوا آئی تھی وہ صوری ہوا تھی اور یہاں معنوی ہوا یعنی موت مراد ہے۔

آتش ابراہیم را دنداں نزد چوں گزیدہ حق بود چونش گزد

ترجمہ :- آگ نے ابراہیمؑ پر دانت تک نہ مارا، آپ خدا کے برگزیدہ تھے، وہ کیونکر ضرر پہنچاتی۔

تشریح :- یہ عنصر آگ کا بیان ہے یعنی آگ میں اگرچہ جلا ڈالنے کی خاصیت ہے۔ لیکن خدا کے حکم سے اس نے حضرت ابراہیمؑ کو کوئی ضرر نہیں پہنچایا۔ اس لئے کہ ابراہیمؑ خدا کے پیغمبر تھے۔

ز آتش شہوت نسوزد مرد دیں باقیاں را بردہ تا قعر زمیں

ترجمہ :- جس طرح ظاہری آگ خدا کے پیغمبر کو نہیں جلاتی اسی طرح معنوی آگ یعنی شہوت دیندار انسان کو نہیں جلاتی، اور غیر دیندار لوگوں کو زمین کے اندر یعنی دوزخ میں لے جاتی ہے۔

تشریح :- یعنی دیندار انسان پر شہوت غلبہ نہیں پاتی اس لئے کہ خدا دینداروں پر ضرر پہنچانے والی کو غالب نہیں

موج دریا چوں بامر حق بتافت اہل موسیٰ را ز قبطی وا شناخت

ترجمہ :- دریائے قلزم کی موجیں جب خدا کے حکم سے دوڑیں تو انہوں نے موسیٰ کی قوم کو قبطیوں سے پہچان لیا۔

تشریح :- جب موسیٰ کی قوم دریائے قلزم پر پہنچی تو اس نے پہچان لیا کہ یہ خدا کے پیغمبر موسیٰ کی جماعت ہے اور اس کو راستہ دے دیا، اور جب قبطی دریا میں آئے تو ان کو غرق کر دیا۔ یہ عنصر آب کا بیان ہے۔

خاک قاروں را چو فرماں در رسید با زر و تختش بقعر خود کشید

ترجمہ :- جب خاک کو خدا کا حکم پہنچا تو اس نے قارون کو اس کی دولت و تخت کے ساتھ اپنے اندر کھینچ لیا۔

تشریح :- یہ عنصر خاک کا بیان ہے یعنی جب خدا نے زمین کو حکم دیا تو اس نے قارون کے تخت و تاج کی پرواہ نہ کی اور اس کو اپنی گہرائی کے اندر کھینچ لیا۔ یعنی قارون کو اس کے تاج و تخت کے ساتھ زمین اپنے اندر کھینچ لے گئی۔ غرض عناصر خدا کے محکوم ہیں اور اس کے حکم کے موافق کام کرتے ہیں۔

فقرائے اسلام

حضرت شیخ خواجہ عبدالخالق غجدوانی رح

طریقت کی کتابوں میں خواجہ عبدالخالق غجدوانی کے جو مختصر حالات ملتے ہیں ان میں عقیدت کو زیادہ دخل ہے۔ بہرحال حالات بہت کم ہیں۔ تحقیقات سے آپ کی پیدائش کی تاریخ بھی معلوم نہیں ہوتی اور نہ عمر کا حال معلوم ہوا۔ البتہ وفات ۵۷۵ھ درج ہے جس سے قیاس کیا جا سکتا ہے کہ آپ اپنے پیر حضرت خواجہ ابو یوسف ہمدانی کی وفات سے پہلے اور بہت پہلے پیدا ہوئے ہوں گے۔ اور اسی قیاس کی بنا پر یہ کہنا درست ہوگا کہ آپ کی پیدائش ۴۳۵ھ کے بعد عشرہ اول یا ثانی میں ہوئی ہوگی اور آپ علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد کسی سال میں حضرت خواجہ ابو یوسف ہمدانی رح کی خدمت میں حاضر ہوئے ہوں گے۔

حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رح کے والد ماجد طریقت کے پیشوا اور اپنے زمانے میں فرد فرید تھے۔ عبدالجمیل نام تھا۔ اور کہا جاتا ہے کہ حضرت امام مالک رح کی اولاد میں سے تھے۔ آپ کی والدہ ماجدہ کو شاہ روم کی نسل سے بتایا جاتا ہے اگرچہ اس کی تصدیق نہیں ہوتی ہے۔ لیکن انکار بھی نہیں کیا گیا ہے۔

کہا جاتا ہے کہ آپ کے والد ماجد عبدالجمیل رح روم کے کسی شہر یا قصبہ میں سکونت رکھتے تھے۔ ایک روز خواب میں ان کو حضرت خضر نے یہ بشارت دی کہ عنقریب تمہارے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوگا۔ عبدالخالق نام رکھنا ہم اس کو اپنی فرزندی میں لے کر اپنی نسبت سے سرفراز کریں گے۔

وہ زمانہ عباسی خلافت کا آخری عہد تھا، ملک میں عام شورش برپا تھی، اور امراء و روساء حصول اقتدار کے لئے دست و گریبان رہتے تھے۔ اسی کشمکش کے زمانے میں بعض حوادث کی بنا پر آپ کے والد کو ترک وطن کرنا پڑا۔ اور روم کے علاقہ سے نکل کر ماوراء النہر کے علاقے میں آئے اور غجدوان نامی ایک قصبہ میں اقامت اختیار کی۔ یہیں خواجہ عبدالخالق پیدا ہوئے۔

ابتدائی تعلیم و تربیت آپ نے غالباً غجدوان ہی میں حاصل کی اور اس کے بعد تکمیل کے لئے مشہور درسگاہوں کی طرف رجوع کیا۔ اس زمانہ میں اس علاقہ میں بخارا علوم و فنون کا مرکز سمجھا جاتا تھا۔ وہیں غالباً آپ نے تعلیم کی تکمیل کی۔

مشہور ہے کہ ایک روز آپ اپنے استاد سے تفسیر پڑھ رہے تھے۔ جب اس آیت پر پہنچے ادعوا ربکم تضرعا وخفیۃ انہ لا یحب المعتدین تو استاد سے پوچھا کہ خدا تعالیٰ نے جو خفیہ ذکر کا حکم دیا ہے اس کا صحیح طریقہ کیا ہے۔ دو صورتیں ذکر کی ہو سکتی ہیں، ایک تو یہ کہ بلند آواز سے ذکر کرے یا ذکر کے وقت اعضاء جسم کو حرکت دے اور اس سے دوسرے شخص کو ذکر کا حال معلوم ہو جاتا ہے۔ ورنہ خفیہ نہیں رہتا۔ دوسری صورت دل میں ذکر کرنے کی ہے۔ لیکن جب دل اس طرح ذکر کرتا ہے تو حضور صلعم کے ارشاد ان الشیطان یجری فی عروق ابن آدم مجری الدم (شیطان آدمی کی رگوں میں اس طرح چلتا ہے جس طرح رگوں میں خون جاری رہتا ہے) سے پھر جب شیطان اس ذکر سے آگاہ ہو جاتا ہے تو ذکر خفیہ نہیں رہتا۔ استاد نے کہا "بیٹے یہ علم لدنی ہے۔ اگر خدا چاہے تو اولیاء اللہ میں سے کوئی تجھ کو آگاہ کر دے گا۔"

استاد کے اس ارشاد کے مطابق خواجہ عبدالخالق رح انتظار میں تھے کہ کوئی ولی اللہ ملے اور ان کو باطنی تعلیم دے۔ انہیں ایام میں ایک روز حضرت خواجہ اپنے باغ کے دروازے پر بیٹھے تھے کہ ایک پیرمرد سامنے سے آتے ہوئے دکھائی دیے۔ قریب پہنچے تو خواجہ نے اٹھ کر تعظیم دی اور عزت سے بٹھایا۔ پیرمرد نے پوچھا "جوان! میں تجھ میں عظمت کے نشانات پاتا ہوں، تو نے کسی سے

ہیبت کی ہے یا نہیں؟ حضرت خواجہ نے کہا: مدت سے اسی فکر میں ہوں اور منتظر ہوں کہ کوئی رہنما ملے۔ پیر مرد نے کہا: میں خضر ہوں، تجھ کو پیر … نے اپنی فرزندی میں لیا، تو معرفت کے حوض میں غوطہ لگا۔ … توجہ اور دل سے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ … کی تلقین نصیب ہوئی؛ اسی … شیخ عبدالخالق رح نے ریاضت شروع کر دی … سلوک کی منزلیں سامنے نظر آنے … ہونے لگیں، اور اس ریاضت میں آپ کو اس قدر لذت … کہ آپ اکثر اوقات اسی شغل میں رہتے، دوسری چیز پر … لگتی۔

شیخ عبدالخالق … کے حالات میں یہ ذکر تو پایا جاتا ہے کہ آپ نے … فنون کی تحصیل کی تھی لیکن جیسا کہ اس زمانہ کا دستور تھا کہ تکمیل تعلیم کے بعد مسند استفادہ وعظ و نصیحت علماء کے لئے ضروری ہوتا تھا کسی تذکرہ سے … ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت شیخ نے ان امور میں سے کسی کو اختیار کیا ہو، بلکہ صرف اتنا پتہ چلتا ہے کہ آپ کو تکمیل تعلیم کے بعد روحانی ترقی اور منازل سلوک طے کرنے کا ذوق پیدا ہوا اور اسی جانب متوجہ ہو گئے۔ ممکن ہے تکمیل تعلیم کے بعد ہی حضرت خضر علیہ السلام سے آپ کی ملاقات ہوئی ہو اور ان کی ہدایت نے آپ میں روحانی ترقی کا ذوق پیدا کیا ہو یا اس ذوق میں ترقی کے ارادہ کو مضبوط کیا ہو۔

بہرنوع حضرت شیخ ذکر خفی لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی ریاضت میں مشغول و محو تھے کہ حضرت خواجہ ابو یوسف ہمدانی بخارا میں تشریف لائے اور وہاں کچھ عرصہ قیام کا ارادہ ظاہر فرمایا۔ شیخ عبدالخالق رح آپ سے … واقف تھے اور عقیدت بھی رکھتے تھے، آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے، اور آپ کی صحبت میں کیف و اطمینان پا کر روزانہ حاضر ہونے لگے۔

حضرت خواجہ ابو یوسف ہمدانی رح کے طریقے میں چونکہ ذکر جہر رائج تھا، اس لئے کہا جا سکتا ہے کہ حلقۂ ارادت میں داخل ہونے کے بعد حضرت شیخ رح نے شیخ عبدالخالق غجدوانی رح کو ذکر جہر کی ہدایت کی ہوگی۔ لیکن ایسا نہیں ہوا بلکہ جب شیخ عبدالخالق رح نے حضرت خواجہ سے اس کا

ذکر کیا کہ حضرت خضر علیہ السلام نے مجھ کو ذکر جہر کی تعلیم کی ہے تو حضرت شیخ نے آپ کو اس سے منع نہ فرمایا اور ذکر خفی ہی میں مشغول رہنے دیا۔

اس موقع پر یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ جب شیخ عبد الخالق نے حضرت شیخ خواجہ ابو یوسف ہمدانی سے طریقہ کو اختیار کیا تھا تو ذکر خفی کو ترک کر دینا چاہیے تھا اور اپنے شیخ کی متابعت کرنی چاہیے تھی۔ اس کے متعلق اس سلسلہ کے تذکروں میں کوئی بات تصریح نہیں کی گئی۔ یا اس سے یہ جانا ہے کہ ذکر خفی چونکہ حضرت خضر علیہ السلام کی ہدایت تھی اس لئے آپ نے اس کو ترک نہ کیا ہوگا خصوصاً اس صورت میں جبکہ آپ کے شیخ نے اس کے متعلق کوئی خاص ہدایت نہیں کی تھی، اور یوں بھی کہا جا سکتا ہے کہ حضرت شیخ عبد الخالق رح نے خود تو ذکر جہری پر اکتفا کی لیکن مریدین کو ذکر خفی کی ہدایت کی تاکہ سلسلے کے طریقے میں فرق نہ پیدا ہو، اور جو طریقہ ابتدا سے چلا آتا ہے [illegible] جاری رہے۔ ایک اور صورت یہ ہو سکتی ہے کہ آپ [illegible] ذکر خفی کرتے ہوں، اور مریدوں کی تعلیم کے لئے ذکر جہری [illegible]

بعض لوگ کیا سمجھ [illegible] ضروری ہے کہ حضرت شیخ عبد الخالق رح نے ذکر جہری [illegible] [illegible]

صفین اور جمل کی لڑائی

کے مفصل حالات دیکھنا چاہتے ہو تو

سیدہ کا لال

پڑھو جس میں شہید اعظم جگر گوشۂ بتول سیدنا حضرت امام حسین رضی کی شہادت کے مفصل حالات کے علاوہ اس عظیم الشان جنگ کے حالات بھی درج ہیں جس میں صحابۂ کرام آپس میں لڑے ہیں۔ دنیا کے سب سے بڑے شہید راہ آزادی کا ماڈل کیریکٹر اگر پڑھنا چاہتے ہو تو

سیدہ کا لال

پڑھو جس میں کربلا کے المناک واقعہ کو نہایت تفصیل سے بیان کر دیا گیا ہے، لکھائی چھپائی اعلیٰ درجہ کی ضخامت ۴۷۲ صفحے سفید چکنا کاغذ، ڈیکوریٹڈ رنگین ٹائیٹل۔

قیمت ڈھائی روپے

کربلا کے ریگستان میں آل رسولؐ کے خون کا چھڑکاؤ اگر آپ دیکھنا چاہتے ہیں تو ہماری بہترین

حسین

نامی کتاب کا آرڈر دیجئے جس کے پہلے حصے میں ذبیح نینوا شہید اعظم حضرت امام حسین رح کے مکمل حالات زندگی مع حادثۂ کربلا کے شاعر سید عزیز حسن ایڈیٹر ضیا نے لکھے ہیں اور دوسرے حصے میں سیدنا حضرت امام حسین رح کی زندگی کے حالات مع واقعات کربلا کے مراثی اہلبیت انیس لکھنوی کے مراثی کا انتخاب کر کے درج کئے گئے ہیں۔ کربلا کے غمناک واقعات بہ نظم و نثر کا یہ لاجواب مرقع اپنی نظیر نہیں رکھتا۔ اچھی لکھائی چھپائی ضخامت ۲۵۰ صفحے۔

قیمت تین روپے

کتابیں منگانے کا پتہ:- مینیجر رسالہ پیشوا اردو بازار جامع مسجد دہلی

ملفوظات

حضرت خواجہ عبد الخالق غجدوانی رح کے ملفوظات کا کوئی مرتب مجموعہ نہیں ہے۔ مختلف ارشادات مختلف مواقع سے دستیاب ہوتے ہیں۔ جن کو یہاں درج کیا جاتا ہے۔

ا۔ حضرت خواجہ عبد الخالق غجدوانی رح کے ملفوظات میں سب سے اہم وہ دس اصول ہیں جو آپ نے اس طریقے کی بنیاد کے طور پر ارشاد فرماتے ہیں۔ اور آج طریقہ نقشبندیہ کا اہل اصول ہیں، اور وہ یہ ہیں:-

اصول طریق نقشبندیہ

(۱) **ہوش در دم** یعنی سالک کا اپنے دم کی آمد و رفت میں ہوشیار رہنا اور جو سانس اندر جاتے اور جو باہر آتے اس کو نظر میں رکھنا کہ ذکر خدا سے معمور ہے یا غافل۔ مطلب یہ ہے کہ سانس کی آمد و رفت کا محاسبہ کرنا اور کوئی دم ذکر الٰہی سے غافل نہ رہنا۔

(۲) **نظر بر قدم** سالک کا اپنی نظر کو قدم پر رکھنا، یعنی نگاہ نیچی رہے اور قدم کے بالائی حصے سے نہ ہٹنے پائے ہمارے نزدیک یہ الفاظ اگرچہ ایک حد تک مبالغہ پر مبنی ہیں لیکن ان کا مطلب یہ ہے کہ سالک کی نظر کو قابو میں رکھے اور چلتے، پھرتے، بیٹھتے، اٹھتے کسی ایسی چیز پر نگاہ نہ ڈالے جو خدا سے غافل کرکے اپنی جانب متوجہ کرلے، دائیں بائیں یا آگے پیچھے دیکھنے کی کوشش نہ کرے کہ اس سے دھیان بٹتا اور خدا سے غفلت کا ذریعہ ہوتا ہے۔

(۳) **سفر در وطن** یعنی اپنی جگہ پر متمکن رہے اور صفاتِ رذیلہ و خبیثہ کو تبدیل کرڈالے، مطلب یہ ہے کہ بشری صفات رذیلہ خبیثہ کو تبدیل کردے اور نیک صفات کو حاصل کرلے تاکہ روح بری صفات سے سفر کرکے اچھی صفات کو حاصل کرسکے، اور یہ انتقال صفات چونکہ جسم میں ہوتا ہے یا روح میں، اس لئے سفر در وطن کہا گیا۔

(۴) **خلوت در انجمن**۔ اجتماع و انفرادی حالم میں تخلیہ یعنی سالک خواہ کسی مجمع میں ہو یا کسی ہجوم میں اپنے قلب کو خداوند تعالےٰ سے مشغول رکھے اور کسی حالت میں خدا سے غافل نہ ہو مطلب یہ کہ سالک اہل دنیا میں رہے یا عزیزوں دوستوں سے بات چیت کرتا ہو یا کہیں چلتا پھرتا ہو، اس کا دل ہر حال میں خدا کی جانب متوجہ رہے اور بیرونی امور اس کو اپنی طرف متوجہ نہ کریں۔

(۵) **یاد کرد** یعنی ہر وقت خدا کو یاد رکھو اور یاد رکھو ایک لمحہ کے لئے بھی اس سے غافل نہ ہو۔

(۶) **بازگشت** لوٹنا واپس ہونا، یعنی خداوند تعالیٰ کا کچھ دیر تک ذکر کرکے عجز و الحاح کی طرف واپس آنا، اور ذکر الٰہی کے بعد مثلاً انتہائی عاجزی سے یہ دعا کرنا کہ اے اللہ! میرا مطلوب و مقصود تیری ہی ذات ہے، مجھ کو اپنی رضامندی، محبت اور معرفت مرحمت فرما، اور اس کے بعد پھر ذکر الٰہی میں کچھ دیر محو رہ کر پھر اسی قسم کے مفہوم کے الفاظ میں دعا کرنا۔

(۷) **نگہداشت**۔ خطرات قلب سے اپنے آپ کو محفوظ رکھنا یعنی اوقات عام انسانوں کی طرح سالک کے قلب میں بھی طرح طرح کے خیالات اور خطرات پیدا ہوتے ہیں۔ ان خطرات و خیالات سے سالک کا اپنے آپ کو بچانا اور محفوظ رکھنا نگہداشت کہلاتا ہے۔

(باقی آئندہ)

مذہبی معلومات

عدم تشدد اور حفاظت خود اختیاری پر ایک نظر

(از جناب میر ولی اللہ صاحب ایڈووکیٹ)

(گذشتہ سے پیوستہ)

مشہور و معروف کتاب پرنس کے مصنف میکیاویلی کے مندرجہ ذیل خیالات گویا انجیل کی اس تعلیم پر ایک تنقید ہے۔

"میکیاویلی انکساری، کمزوری اور بزدلی پر حملہ کرتا ہے اور اپنے معاصرین پر اپنی کمزوریوں کا الزام لگاتا ہے، جیسا کہ اس کی تاریخ فلارنس سے معلوم ہوتا ہے جب وہ یہ سوال کرتا ہے کہ انسان اپنی قدیم عظمت سے کیوں گر گئے ہیں تو اس کو اس کی وجہ ان کی تعلیم نظر آتی ہے جو ہم کے [illegible] نے ان کو اپاہج اور [illegible] کر دیا ہے، اور اس تعلیم کا سب سے بڑا تعلق مذہب سے ہے۔ ہمارا [illegible] آبرو، عزت نفس، قوت اور صحت جسم کو پسند کرتے تھے۔ اور قدیم مذاہب ان فانی لوگوں کو جو سپہ سالار بہادر یا مقنن ہونے کی وجہ سے شہرت حاصل کرتے تھے، الوہیت کا جامہ پہنا دیتے تھے، ان کے مذہبی رسوم شاندار ہوتے تھے اور ان میں اکثر خونی قربانیاں ہوتی تھیں، جو ناظر لوگوں کے دلوں میں تندی اور درشتی کا میلان پیدا کرتی ہوں گی۔"

"برخلاف اس کے ہمارا مذہب مقصد اعلیٰ کو دوسرے عالم میں جا رکھتا ہے اور اس دنیا کی آرزو کو نظر حقارت سے دیکھنے کی تعلیم دیتا ہے۔ یہ عجز اور انکسار، ایثار نفس کو بڑی شاندار خوبیاں سمجھتا ہے، اور فکر و مراقبہ کی خاموش زندگی کو خارجی امور کی عملی زندگی پر ترجیح دیتا ہے۔ اگر وہ ہم سے قوت کا بھی طالب ہوتا ہے تو قوت فعل کا نہیں بلکہ قوت برداشت کا۔ ہمارا اخلاق نے انسانوں کو کمزور کر دیا ہے اور دنیا کو بے دھڑک اور شرارت پسند آدمیوں کے سپرد کر دیا ہے جن کو یہ معلوم ہو گیا کہ اکثر لوگ بہشت کی امید میں بہ نسبت بدلہ لینے کے برداشت کرنے پر زیادہ مائل ہیں۔ میکیاویلی ساتھ ہی کہتا ہے کہ یہ صحیح ہے کہ انسانی بزدلی عیسائیت کی غلط تاویل سے پیدا ہوئی ہے، لیکن ان الفاظ سے اس کا یہ مقصد نہیں ہو سکتا کہ وہ عیسائی اخلاق اور قدیم اخلاق کے تمام تخالف کو واپس لیتا ہے اور اس کا خود جس طرف میلان ہے وہ ظاہر ہے۔[1]

(۳) قرآن مجید جو سب سے بعد کی کتاب ہے۔ تشدد کے جواب میں تشدد کو لازم قرار دیتی ہے لیکن ساتھ ہی عفو کی اجازت بھی دیتی ہے۔

گویا پہلی کتاب میں [illegible] ہے اور عفو نہیں۔ دوسری کتاب میں عفو ہے قصاص نہیں۔ تیسری کتاب میں قصاص بھی ہے اور عفو بھی۔ تورات کی تعلیم ایک انتہا پر تھی، انجیل کی تعلیم دوسری انتہا پر اور قرآن مجید کی تعلیم خیر الامور اوسطہا کا ایک درخشاں نمونہ۔ تورات کے احکام عوام کا دستور العمل بن سکتے ہیں۔ انجیل کے احکام خواص بلکہ انسان کامل کا معمول ہو سکتے ہیں، اور قرآن مجید کے احکام ہر خاص و عام کے لئے صحیح راہ کا کام دے سکتے ہیں۔ ہم ان کتابوں کے احکام پر جتنا گہرا غور کرتے جائیں گے قرآن مجید پر ہمارا ایمان اتنا ہی زیادہ مضبوط ہوتا جائے گا۔

نوع انسانی کی تاریخ میں اہنسا کے اصول پر عمل پیرا ہونے کا سب سے پہلا واقعہ خود حضرت آدم علیہ السلام کی زندگی میں ہی پیش آیا۔

واتل علیہم نبا ابنی آدم (اور مسلمانوں کو حال آدم کے

---

[1] تاریخ فلسفہ جدید جلد اول مصنف ڈاکٹر ہیرلڈ ہوفڈنگ ترجمہ اردو از ڈاکٹر خلیفہ عبد الحکیم ص ۲۷-۲۸

بالحق اذ قربا قربانا فتقبل من احدهما ولم يتقبل من الاخر قال انما يتقبل الله من المتقين لئن بسطت الي يدك لتقتلني ما انا بباسط يدي اليك لاقتلك اني اخاف الله رب العالمين. اني اريد ان تبوا باثمي واثمك فتكون من اصحب النار وذلك جزؤا الظلمين. فطوعت له نفسه قتل اخيه فقتله فاصبح من الخسرين

(پ ۵ ۔ ۲۷ تا ۳۰)

دو بیٹوں کا سچا جبکہ دونوں نے قربانی کی۔ پس قبول ہوئی ایک کی ان میں سے اور نہ قبول ہوئی دوسرے کی۔ اس نے کہا میں تجھے ضرور قتل کروں گا اس نے جواب دیا کہ اللہ تو پرہیزگاروں ہی سے قبول کرتا ہے، اگر تو بڑھائے گا میری طرف اپنا ہاتھ مجھے قتل کرنے کو تو میں نہیں بڑھاؤں گا اپنا ہاتھ تیری طرف تجھے قتل کرنے کو۔ میں تو ڈرتا ہوں اللہ سے جو سارے جہانوں کا پروردگار ہے میں تو یہ چاہتا ہوں کہ تو اٹھائے میرا گناہ بھی اور اپنا گناہ بھی پس تو ہو جا اہل دوزخ میں سے اور یہی ہے جزا ظالموں کی۔ پس آمادہ کیا اس کے نفس نے اپنے بھائی کے قتل کرنے پر، پس قتل کر ڈالا اور ہو گیا خسارہ اٹھانے والوں سے۔

یہ قصہ ہے آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں ہابیل اور قابیل کا۔ ان دونوں نے قربانی کی۔ ہابیل کی قربانی اللہ تعالے نے قبول کر لی اور قابیل کی قربانی کو قبول نہ کیا۔ اس پر قابیل کا رشک حسد میں تبدیل ہو گیا اور حسد دشمنی بن گیا۔ قابیل نے ہابیل کو کہا کہ میں تجھے ضرور قتل کروں گا۔ ہابیل نے جواب دیا کہ اس میں میرا تصور نہیں۔ اللہ تعالیٰ صرف پرہیزگاروں کی قربانی قبول کرتا ہے اور اگر تو خواہ مخواہ مجھے قتل کرنے کے لئے ہاتھ اٹھائے گا تو میں جواب میں تجھے قتل کرنے کے لئے ہاتھ نہیں اٹھاؤں گا، کیونکہ میں خدا سے ڈرتا ہوں۔ تجھ پر ہاتھ اٹھانے کی بجائے میں تو یہ چاہتا ہوں کہ اگر تو مجھے قتل کرے تو مجھ مظلوم کے گناہ بھی تیرے سر پر پڑیں اور تیرے اپنے گناہ بھی اور تو اس جرم کی پاداش میں دوزخ میں جائے کیونکہ ظالموں کی سزا یہی ہے، اس پر قابیل نے ہابیل کو قتل کر دیا۔ ظاہر ہے کہ اپنی جان کی حفاظت کے لئے حملہ آور پر

[illegible] جواب میں تشدد کا استعمال کرنا صرف شریعت [illegible] میں جائز ہے بلکہ انسانی فطرت کا تقاضا بھی ہے۔ یقیناً ہابیل کو حفاظت خود اختیاری کا حق حاصل ہوتا لیکن انہوں نے اس حق کو استعمال کرنے اور قابیل کے تشدد کے جواب میں تشدد کرنے سے صاف انکار کر دیا۔ اہنسا کے اصول پر کاربند ہو کر مظلومانہ شہادت کو تشدد پر ترجیح دی۔

اس میں شک نہیں کہ ہابیل کا یہ طرز عمل جو آیات بالا میں مذکور ہوا، خود ہابیل کا اپنا طرز عمل تھا۔ خدا کا حکم نہ تھا لیکن یہ یقینی بات ہے کہ یہ طرز عمل جس انداز سے قرآن مجید میں بیان ہوا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ہابیل کا یہ عمل اللہ تعالیٰ کو منظور و مقبول تھا۔

ہابیل نے یہ جو کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ تو میرا گناہ بھی اٹھائے۔ اس پر بعض اصحاب کو یہ تردد ہوا کہ ایک کا بوجھ دوسرا کیوں اٹھائے گا، اور ایک کے گناہ کا بار دوسرے کے سر پر کیونکر پڑے گا۔ اس لئے انہوں نے باثمی کا ترجمہ کیا: "میرے قتل کا گناہ"۔ یعنی تو اپنے اور گناہ بھی اٹھائے اور مجھے قتل کرنے کا گناہ بھی۔ لیکن باثمی کا یہ ترجمہ محض سینہ زوری ہے۔ مظلوم کے گناہوں کا بار ظالم کے سر پر کس طرح پڑے۔ اس سوال کا جواب بخاری کی ایک حدیث میں موجود ہے:

عن ابی هریرة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من کانت له مظلمة لاخیه من عرضه او شیء فلیتحلله منه الیوم قبل ان لا یکون دینار ولا درهم. ان کان له عمل صالح اخذ منه بقدر مظلمته وان لم تکن له حسنات اخذ من سیئات صاحبه فحمل علیه

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس نے اپنے بھائی کی آبرو یا کسی اور چیز کے متعلق ظلم کیا ہو اسے چاہیے کہ آج اس سے معاف کرا لے قبل اس کے کہ (روز قیامت) نہ درہم رہے نہ دینار۔ اس وقت اگر اس (ظالم) کا کوئی عمل صالح ہوگا تو اس میں سے بقدر اس کے ظلم کے لے لیا جائے گا اور مظلوم کو دے دیا جائے گا اور اگر اس (ظالم) کے پاس نیکیاں

تمہاری تو اس کے (مظلوم) ساتھی کی برائیاں لے کر اس (ظالم) پر لاد دی جائیں گی۔

قرآن مجید میں اکثر مقامات پر قصاص و عفو یعنی جوابی تشدد اور عدم تشدد کا یکجا ذکر ہوا ہے اور جوابی تشدد کا جواز اور عدم تشدد کی فضیلت بیان ہوئی ہے۔

والذین اذا اصابھم	اور وہ لوگ کہ جب ہوتا ہے
البغی ھم ینتصرون،	ان پر ظلم تو وہ بدلہ لیتے ہیں
وجزاء سیئۃ سیئۃ	اور بدلہ برائی کا ہے برائی
مثلھا فمن عفا واصلح	ویسی ہی، پس جس نے معاف
فاجرہ علی اللہ انہ لا	کر دیا اور صلح کر لی سو اس کا اجر
یحب الظلمین ۵ ولمن	اللہ کے ذمے ہے بیشک وہ
انتصر بعد ظلمہ	ظالموں کو پسند نہیں کرتا۔
فاولئک ما علیھم	اور جس نے بدلہ لیا بعد اس کے
من سبیل ۵ انما السبیل	کہ اس پر ظلم ہوا سو ایسے لوگوں
علی الذین یظلمون الناس	پر کوئی الزام نہیں، الزام تو
ویبغون فی الارض بغیر	ان پر ہے جو ظلم کرتے ہیں
الحق اولئک لھم	لوگوں پر اور سرکشی کرتے ہیں
عذاب الیم ۵ ولمن	زمین میں بغیر حق کے یہی لوگ
صبر وغفر ان ذلک	ہیں جن کے لئے درد ناک عذاب
لمن عزم الامور۔	ہے اور جس نے صبر کیا اور معاف
(۴۲ - ۳۹ تا ۴۳)	کر دیا سو یہ بیشک بلند ہمتی کا کام ہے۔

ان آیات سے پہلے کی آیات میں اچھے لوگوں کا ذکر تھا انہی اچھے لوگوں میں وہ لوگ بھی مذکور ہوئے جو ظلم کا بدلہ لیتے ہیں، چند اہم باتیں جو ان آیات سے ثابت ہوتی ہیں یہ ہیں۔

(۱) مظلوم کی طرف سے جوابی تشدد ظالم کے تشدد سے زیادہ یا بدتر نوعیت کا نہیں ہونا چاہیے حق حفاظت خود اختیاری کے موجودہ ملکی قانون میں بھی یہ شرط موجود ہے کہ جوابی تشدد ضرورت سے زیادہ نہ ہو۔

(۲) جوابی تشدد کے استعمال کرنے والے پر کوئی الزام نہیں اور نہ ایسا تشدد جرم کی تعریف میں آتا ہے۔

(۳) الزام صرف اس شخص پر ہے جو تشدد میں ابتدا کرتا ہے یا اس شخص پر جو جوابی تشدد میں مقررہ بالا حدود سے گزر جاتا ہے۔

(باقی آئندہ)

قِيْلَ لَهُمْ تَمَتَّعُوْا حَتّٰى حِيْنٍ ۝ فَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ

جب ان سے کہا گیا اور تھوڑے دنوں چین کرلو — سو ان لوگوں نے اپنے پروردگار کے حکم سے سرکشی کی سو ان کو عذاب نے آلیا

وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ ۝ فَمَا اسْتَطَاعُوْا مِنْ قِيَامٍ وَّمَا كَانُوْا مُنْتَصِرِيْنَ ۝

اور وہ دیکھ رہے تھے — سو نہ تو کھڑے ہی ہو سکے — اور نہ بدلہ لے سکے

وَقَوْمَ نُوْحٍ مِّنْ قَبْلُ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ۝

اور ان سے پہلے قوم نوح کا یہی حال ہو چکا تھا وہ بڑے نافرمان لوگ تھے

تفسیر:- (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کیا ابراہیم (علیہ السلام) کے معزز مہمانوں کی حکایت آپ تک پہنچی ہے معزز یا تو اس لئے کہا کہ وہ ملائکہ تھے جن کی شان میں ہے بل عباد مکرمون اور یا اس لئے کہا کہ ابراہیم علیہ السلام نے اپنی عادت کے موافق ان کا اکرام کیا تھا اور مہمان کہنا بنا بر ظاہری حالت کے ہے کہ بشکل انسان آئے تھے اور یہ قصہ اس وقت ہوا تھا جبکہ وہ (مہمان) ان کے پاس آئے پھر ان کو سلام کیا ابراہیم (علیہ السلام) نے بھی (جواب میں) کہا سلام (اور کہنے لگے کہ) انجان لوگ (معلوم ہوتے) ہیں (ظاہر یہ ہے کہ دل میں فرمایا قرینہ اس کا یہ ہے کہ آگے جواب فرشتوں کا مذکور نہیں اور احتمال بعید یہ بھی ہے کہ بطور پوچھنے کے ان ہی سے کہہ دیا ہو کہ آپ لوگوں کو پہچانا نہیں اور انہوں نے جواب دیا ہو اور ابراہیم علیہ السلام نے جواب کا انتظار نہ کیا ہو غرض یہ سلام و کلام ہو کر) پھر اپنے گھر کی طرف چلے اور ایک فربہ بچھڑا (تلا ہوا کھانے کے لئے یعنی عجل حنیذ) لائے اور اس کو ان کے پاس (یعنی سامنے) لا کر رکھا (چونکہ وہ فرشتے تھے کیوں کھاتے اس وقت ابراہیم علیہ السلام کو شبہ ہوا اور) کہنے لگے کہ آپ لوگ کھاتے کیوں نہیں (جب پھر بھی نہ کھایا) تو ان سے دل میں خوف زدہ ہوئے (کہ یہ لوگ کہیں مخالفین اور اعداء میں سے نہ ہوں) انہوں نے کہا کہ تم ڈرو مت (ہم آدمی نہیں ہیں فرشتے ہیں) اور (یہ کہہ کر) ان کو ایک فرزند کی بشارت دی جو بڑا عالم (یعنی نبی) ہوگا (کیونکہ مخلوق میں سب سے زیادہ علم انبیاء کو ہوتا ہے اور مراد اس سے اسحٰق علیہ السلام ہیں یہ گفتگو ان سے ہو ہی رہی تھی) اتنے میں ان کی بی بی (حضرت سارہ جو کہیں کھڑی سن رہی تھیں اولاد کی خبر سن کر) بولتی پکارتی آئیں پھر (جب فرشتوں نے ان کو بھی یہی خبر سنائی تو تعجب سے) ماتھے پر ہاتھ مارا اور کہنے لگیں کہ (اول تو) بڑھیا (پھر) بانجھ (اس وقت بچہ پیدا ہونا بھی عجیب بات ہے) فرشتے کہنے لگے کہ (تعجب مت کرو) تمہارے پروردگار نے ایسا ہی فرمایا ہے (اور) کچھ شک نہیں کہ وہ بڑا حکمت والا بڑا علم والا ہے (یعنی گو فی نفسہ یہ بات تعجب کی ہے مگر تم کہ خاندان نبوت میں رہتی ہو اور علم و فہم سے مشرف ہو یہ معلوم کر کے کہ خدا کا قول ہے اور اس کا علم و حکمت یعنی اتقان صنعت کہ اس میں قدرت بھی آگئی مسلّم ہے تعجب نہ کرنا چاہئے اور ہر چند کہ ان کے فرشتے ہونے ہی سے یہ بات معلوم تھی کہ خدا کی طرف سے کہہ رہے ہیں مگر بنکتہ تنبیہ کے لئے عالم کو بمنزلہ غیر عالم کے سمجھ کر پھر کہا کذٰلک قال ربک (اور) ابراہیم (علیہ السلام) کو فراست نبوت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ علاوہ بشارت کے ان کے آنے سے اور بھی کچھ مقصود ہے تو ان سے) کہنے لگے کہ (اچھا تو یہ بتلاؤ کہ) تم کو بڑی مہم کیا درپیش ہے اے فرشتو انہوں نے کہا کہ ہم ایک مجرم قوم (یعنی قوم لوط) کی طرف بھیجے گئے ہیں تاکہ ہم ان پر کھنگر کے پتھر برسائیں جن پر آپ کے رب کے پاس (یعنی عالم غیب میں) خاص نشان بھی ہے (جس کا بیان سورۂ ہود میں ہو چکا ہے) حد سے گزرنے والوں کے لئے (یہی آگے حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جب ان بستیوں پر عذاب کا وقت قریب آیا تو ہم نے جتنے ایماندار تھے سب کو وہاں سے علیحدہ کر دیا سو بجز مسلمانوں کے ایک گھر کے اور کوئی گھر (مسلمانوں کا) ہم نے نہیں پایا (یعنی تمام بستی میں وہاں تھا ہی نہیں کیونکہ وجود کو وہاں جینے علم الٰہی [illegible] اور انتقام لازم دلیل ہے [illegible] اور ہم نے اس واقعہ میں (ہمیشہ کے واسطے) ایسے لوگوں کے لئے ایک عبرت رہنے دی جو دردناک عذاب سے ڈرتے ہیں

(یعنی موسیٰ علیہ السلام کے قصہ میں بھی عبرت ہے جبکہ ہم نے ان کو فرعون کے پاس ایک کھلی دلیل (یعنی معجزہ) دے کر
بھیجا سو اس نے مع اپنے ارکان سلطنت کے سرتابی کی اور کہنے لگا کہ یہ ساحر یا مجنون ہیں سو ہم نے اس کو اور اس کے
لشکر کو پکڑ کر دریا میں پھینک دیا (یعنی غرق کر دیا) اور وہ کام ہی ملامت (یعنی کفر) کا کر رہا تھا اور عاد کے قصہ
میں بھی عبرت ہے جبکہ ہم نے ان پر نامبارک ہوا بھیجی کہ جس چیز پر گذرتی تھی (یعنی ان اشیاء میں سے
جن کے ہلاک کا حکم تھا جیسے ہر کسی کی جان) اس کو ایسا کر چھوڑتی تھی جیسے کوئی چیز گل کر ریزہ ریزہ ہو جاتی ہے اور ثمود کے قصہ
میں بھی عبرت ہے جبکہ ان سے کہا گیا (یعنی صالح علیہ السلام نے فرمایا) اور ثمود نے
(اس حکم کو نہ مانا) تو ان کو عذاب نے آ پکڑا (جس سے ہلاک ہوئے) سو اس عذاب سے نہ تو کھڑے ہی ہو سکے
اور نہ بدلہ لے سکے سو ان کو عذاب نے آ لیا اور وہ اس عذاب کے آنے کو دیکھ رہے تھے (یعنی کہ یہ عذاب دکھائی دیا)
(یعنی ایسے ہو گئے کہ بعد میں منہ کے بل گر گئے) اور نوح کی قوم کا بھی یہی حال ہو چکا تھا (یعنی) اور ان سے پہلے
قوم نوح کا بھی یہی حال ہو چکا تھا (یعنی اس سبب سے کہ) وہ بڑے نافرمان لوگ تھے (اس لئے ان کو بھی ہلاک کیا تھا) ربط اور اوپر
سورت میں معاد کی تحقیق مع جزاء مصدقین و مکذبین کے ارشاد فرمائی تھی اور متعلق تکذیب کی مناسبت سے امم سابقہ کا ذکر
کیا تھا آگے توحید و رسالت کی تحقیق ہے اور رسالت کے ساتھ تسلیہ کا مضمون ہے۔

وَالسَّمَاءَ بَنَيْنَاهَا بِأَيْدٍ وَإِنَّا لَمُوسِعُونَ ۝ وَالْأَرْضَ فَرَشْنَاهَا فَنِعْمَ الْمَاهِدُونَ ۝

اور ہم نے آسمان کو قدرت سے بنایا اور ہم وسیع القدرت ہیں اور ہم نے زمین کو فرش بنایا سو ہم اچھے بچھانے والے ہیں

وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ۝ فَفِرُّوا إِلَى اللَّهِ ۖ

اور ہم نے ہر چیز کو دو دو قسم کا بنایا تاکہ تم سمجھو تو تم اللہ ہی کی طرف دوڑو

إِنِّي لَكُمْ مِنْهُ نَذِيرٌ مُبِينٌ ۝ وَلَا تَجْعَلُوا مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ ۖ إِنِّي لَكُمْ

میں تمہارے واسطے اللہ کی طرف سے کھلا ڈرانے والا ہوں اور خدا کے ساتھ کوئی اور معبود مت ٹھہراؤ میں تمہارے واسطے

مِنْهُ نَذِيرٌ مُبِينٌ ۝ كَذَٰلِكَ مَا أَتَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا قَالُوا

اللہ کی طرف سے کھلا ڈرانے والا ہوں اسی طرح جو لوگ ان سے پہلے ہو گذرے ہیں ان کے پاس کوئی پیغمبر ایسا نہیں آیا جس کو

سَاحِرٌ أَوْ مَجْنُونٌ ۝ أَتَوَاصَوْا بِهِ ۚ بَلْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُونَ ۝ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ

انہوں نے ساحر یا مجنون نہ کہا ہو کیا اس بات کی ایک دوسرے کو وصیت کرتے چلے آتے ہیں بلکہ یہ سب کے سب سرکش لوگ ہیں

فَمَا أَنْتَ بِمَلُومٍ ۝ وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرَىٰ تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِينَ ۝

سو آپ ان کی طرف التفات نہ کیجئے کیونکہ آپ پر کسی طرح کا الزام نہیں اور سمجھاتے رہیے کیونکہ سمجھانا ایمان والوں کو نفع دے گا

تفسیر - اور ہم نے آسمان کو (بڑی) قدرت سے بنایا اور ہم وسیع القدرت ہیں اور ہم نے زمین کو فرش (کے طور پر) بنایا
سو ہم (کیسے) اچھے بچھانے والے ہیں (یعنی اس میں کیسے کیسے منافع رکھے ہیں) اور ہم نے ہر چیز کو دو دو قسم کا بنایا (اس
قسم سے مراد متقابل ہے مطلب یہ کہ ہر شے میں کوئی نہ کوئی صفت ذاتیہ یا عرضیہ ایسی معتبر ہوتی ہے جس سے دوسری
جنس میں اس صفت کی نقیض یا ضد ہوتی ہو اس کے مقابل شمار کی جاتی ہے جیسے آسمان و زمین، جوہر و عرض۔ گرمی

سردی، شیریں تلخ چھوٹی بڑی، خوش رنگ بدرنگ، سفیدی سیاہی، روشنی تاریکی وغیر ذلک) تاکہ تم (ان مصنوعات سے صانع کی توحید کو)
سمجھو (اور اے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم ان سے فرما دیجئے کہ جب یہ مصنوعات وحدت صانع پر دلالت کرتے ہیں) تو تم (کفر و شرک چھوڑ کر
ان سے استدلال کر کے) اللہ ہی کی (توحید کی) طرف دوڑو (اور قبول توحید میں دیر مت کرو اور تم ہمارے خود مقبل ہو)
[illegible] تمہارے (سمجھانے کو) واسطے اللہ کی طرف سے کھلا ڈرانے والا (ہو کر آیا)
ہوں (کہ منکر توحید کو عذاب ہوگا یہ عرض حرف خبر کے اعتبار سے اشتغال توحید پر حسی ضروری ہوگیا اور مزید تاکید
توضیح سے کہتا ہوں کہ) خدا کے ساتھ کوئی اور معبود مت قرار دو (اس میں زیادہ توضیح اس لئے ہوئی کہ ففروا الی اللہ
جو کہ امر بالتوحید ہے مستلزم ہے نہی عن الشرک کو ۔ لا تجعلوا میں نہی عن الشرک ہے اور عین کی دلالت کا ثبوت لازم
کے اوضح ہونا ظاہر ہے آگے تنبیہ عنوان مضمون توحید کی وجہ سے انذار کی پھر تاکید ہے کہ) میں تمہارے (سمجھانے کو)
واسطے اللہ کی طرف سے کھلا ڈرانے والا (ہو کر آیا) ہوں (آگے حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ آپ واقع میں بلاشبہ نذیر مبین
ہیں جیسا ابھی مذکور ہوا لیکن یہ آپ کے مخالفین ایسے جاہل ہیں کہ نعوذ باللہ آپ کو کبھی ساحر کبھی مجنون بتلاتے ہیں سو آپ صبر
کیجئے کیونکہ یہی حرج یہ آپ کو کہہ رہے ہیں) اسی طرح جو (کافر) لوگ ان سے پہلے ہو گذرے ہیں ان کے پاس کوئی پیغمبر ایسا
نہیں آیا جس کو انہوں نے (یعنی کل نے یا بعض نے) ساحر یا مجنون نہ کہا ہو (آگے کفار کے اس قول ساحر اور مجنون پر متفق
ہونے سے تعجب ظاہر فرماتے ہیں کہ) کیا اس بات کی ایک دوسرے کو وصیت کرتے چلے آئے ہیں (یعنی یہ اجماع تو ایسا ہوگیا
جیسے ایک دوسرے کو کہتے چلے آئے ہوں کہ دیکھو دل کا دیکھ تم بھی ہماری طرح کہنا آگے اس سے اضراب فرماتے ہیں کہ
تواصی واقع نہ ہوئی تھی کیونکہ بعض قومیں بعض قوموں سے ملی بھی نہیں) بلکہ (وجہ اس اجماع کی یہ ہوئی کہ) یہ سب کے سب
سرکش لوگ ہیں (یعنی سبب اس قول کا طغیان ہے چونکہ وہ مشترک ہے اس لئے قول بھی مشترک ہوگیا) سو (جب پہلے لوگ
بھی ایسے کہتے ہیں اور سبب اس کا معلوم ہوگیا کہ ان ہی کا طغیان ہے تو) آپ ان کی طرف التفات نہ کیجئے (یعنی ان کی
تکذیب کی پروا اور غم نہ کیجئے کیونکہ آپ پر کسی طرح کا الزام نہیں (قال تعالیٰ ولا تسئل عن اصحاب الجحیم) اور (التفات کے ساتھ
اپنے منصب کا کام میں لگے رہئے یعنی فقط) سمجھاتے رہئے (اور ان کی قسمت میں ایمان نہیں ان پر تو اتمام حجت ہوگا اور جن
کی قسمت میں ایمان ہے ان) ایمان لانے والوں کو (خواہ وہ پہلے سے مومن ہیں ان کو بھی) نفع دے گا (اول
تذکیر میں علم فوائد اور حقیقتیں سب کے اختیار سے ہیں اسی لئے کہتے ہیں [illegible] ایمان دونے کا علم نہ ہونے۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ۝ مَا أُرِيدُ مِنْهُم مِّن رِّزْقٍ

اور میں نے جن اور انسان کو اسی واسطے پیدا کیا ہے کہ میری عبادت کیا کریں میں ان سے رزق رسانی کی درخواست نہیں کرتا اور نہ یہ درخواست کرتا

وَمَا أُرِيدُ أَن يُطْعِمُونِ ۝ إِنَّ اللَّهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِينُ ۝

ہوں کہ وہ مجھ کو کھلایا کریں اللہ خود ہی سب کو رزق پہنچانے والا ہے قوت والا نہایت قوت والا ہے

فَإِنَّ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا ذَنُوبًا مِّثْلَ ذَنُوبِ أَصْحَابِهِمْ فَلَا يَسْتَعْجِلُونِ ۝

تو ان ظالموں کی بھی باری ہے جیسے ان کے ہم مشربوں کی باری تھی سو مجھ سے جلدی طلب نہ کریں

فَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ كَفَرُوا مِن يَوْمِهِمُ الَّذِي يُوعَدُونَ ۝

غرض ان کافروں کے لئے اس دن سے بڑی خرابی ہوگی جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے

تفسیر - اور میں نے جن اور انسان کو (در اصل) اسی واسطے پیدا کیا ہے کہ میری عبادت کیا کریں (اور [illegible]

... دوسرے منافع کا مترتب ہونا اس کے منافی نہیں اور اسی طرح بعض جن وانس سے عبادت کا صادر نہ ہونا بھی اس مضمون کے منافی نہیں کیونکہ حاصل اس کا مقصود کا ارادہ تشریعیہ ہے ذکر ارادہ تکوینیہ اور تخصیص جن وانس کی یہ ہے کہ عبادت سے مراد عبادت بالاختیار واختیار ہے اور ملائکہ میں ابتلا نہیں اور دوسری مخلوقات میں اختیار نہیں۔ حاصل یہ ہے کہ مطلوب شرعی بوجہ عبادت ہے باقی رہی ان سے رزق رسانی کی درخواست نہیں کرتا بلکہ یہ درخواست کرتا ہوں کہ مجھ کو کھلایا کریں اللہ تو خود ہی سب کو رزق پہنچانے والا ہے اور ہم کو اس کی ضرورت ہی کیا تھی کہ ہم مخلوقات کی رزق رسانی ان کے متعلق کرتے (اور وہ) قوت والا نہایت قوت والا ہے اور اس میں بوجہ ضعف اور کسی قسم کی احتیاج کا عقل احتمال ہی نہیں تو درخواست اطعام خود کا امکان ہی منتفی ہے حاصل یہ کہ جب اس عبادت کے مشروع کرنے سے ہماری کوئی غرض نہیں نہ بواسطہ جیسے ترزیق خلق خود نہ بلا واسطہ جیسے اطعام خود بلکہ صرف بندوں ہی کا نفع ہے تو ان کو اس میں پس و پیش نہ چاہیے سو ترغیب ہو گئی، آگے ترہیب ہے کہ جب عبادت کا کرنا ضروری اور اس کا ترک موجب سزا ثابت ہو گیا تو اگر یہ لوگ اب بھی شرک و کفر پر مصر رہیں گے) تو ان ظالموں کی (سزا کی بھی باری (علم الٰہی میں مقرر ہے جیسا ان کے (گذشتہ) ہم مشربوں کی باری (مقرر) تھی (یعنی وقت مقرر پر ان پر بھی عقوبت آنے والی ہے خواہ دنیا میں بھی یا صرف آخرت میں) سو مجھ سے (عذاب) جلدی طلب نہ کریں (جیسا ان کی عادت ہے کہ وعیدیں سن کر تکذیب کے طور پر استعجال کرنے لگتے ہیں) غرض (جب یہ باری کے دن آویں گے جن میں سب سے اشد یوم موعود یعنی قیامت ہے تو) ان کافروں کے لئے اس دن کے آنے سے بڑی خرابی ہوگی جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے (چنانچہ خود سورت بھی اسی وعدہ سے شروع ہوئی ہے انما توعدون لصادق وان الدین لواقع اور اس سے سورت کے آغاز و انجام کا حسن ظاہر ہے) ف ما ارید منہم من رزق پر اگر یہ شبہ ہو کہ اہل وعیال کو رزق پہنچانا تو واجب کیا گیا ہے پھر نفی ارادہ کے کیا معنی اس کا دفع یہ ہے کہ وہ انفاق ہے ترزیق نہیں پھر اس کا نفع عائد الی اللہ نہیں یعنی نعوذ باللہ اس سے خدا کو بھلا نہیں لگتا کہ اس نے اپنے ذمہ جو مخلوق کو رزق پہنچانا رکھا ہے اس انفاق سے کچھ مدد ملتی ہو سبکدوشی ہو گئی ہو ما ارید منہم من رزق میں اسی عود نفع الی اللہ کی نفی ہے بلکہ اس کا نفع خود منفق کی طرف عائد ہے کہ اجر ملتا ہے اور رازق پھر بھی اللہ تعالیٰ ہی ہے کیونکہ اگر اکتساب پر حصول رزق نہ ہو تو کیا کر سکتا ہے یا حصول کے بعد اگر ایصال پر قادر نہ ہو تو کیا کر سکتا ہے یا ایصال کے بعد غذا کا حلق سے اترنا پھر اس سے تغذی ہونا کہ اصل ترزیق ہے کسی کی قدرت میں نہیں ہے پس حقیقۃً بندہ کسی طرح رازق نہیں ہے واللہ اعلم۔ اور ما ارید منہم من رزق کے ایک معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ ہم ان سے ایسا رزق کرانا نہیں چاہتے جو مانع عبادت ہو جیسا سورۃ طٰہٰ کے اخیر میں لا نسئلک رزقا میں بندہ نے یہی تفسیر کی ہے تو اب کوئی شبہ ہی متوجہ نہیں ہوتا الحمد للہ کہ سورۃ والذٰریٰت کی تفسیر ختم ہوئی آگے انشاء اللہ تعالیٰ سورۃ والطور کی تفسیر آتی ہے وللہ الحمد۔

سورۃ الطور مکیۃ وھی تسع واربعون اٰیۃ

ربط: سورت سابقہ یوم موعود کی وعید پر ختم ہوئی ہے اور یہ سورت یوم موعود کی وعید سے شروع ہوئی ہے پھر وعید کے بعد حسب عادت قرآنیہ مومنین کے لئے وعدہ مذکور ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

وَالطُّورِ ۝ وَكِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ ۝ فِيْ رَقٍّ مَّنْشُوْرٍ ۝ وَّالْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ

[illegible]

وَالسَّقْفِ الْمَرْفُوْعِ ۝ وَالْبَحْرِ الْمَسْجُوْرِ ۝ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ

[illegible]

مَّا لَهٗ مِنْ دَافِعٍ ۝ يَّوْمَ تَمُوْرُ السَّمَآءُ مَوْرًا ۝ وَّتَسِيْرُ الْجِبَالُ سَيْرًا

[illegible]

فَوَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ خَوْضٍ يَّلْعَبُوْنَ ۝

[illegible]

يَوْمَ يُدَعُّوْنَ اِلٰى نَارِ جَهَنَّمَ دَعًّا ۝ هٰذِهِ النَّارُ الَّتِيْ كُنْتُمْ بِهَا

[illegible]

تُكَذِّبُوْنَ ۝ اَفَسِحْرٌ هٰذَآ اَمْ اَنْتُمْ لَا تُبْصِرُوْنَ ۝ اِصْلَوْهَا

[illegible]

فَاصْبِرُوْٓا اَوْ لَا تَصْبِرُوْا سَوَآءٌ عَلَيْكُمْ اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ

[illegible]

تَعْمَلُوْنَ ۝ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّنَعِيْمٍ ۝ فٰكِهِيْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمْ

[illegible]

رَبُّهُمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ۝ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـًٔا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ

[illegible]

مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰى سُرُرٍ مَّصْفُوْفَةٍ ۚ وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ ۝ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

[illegible]

اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ

[illegible]

ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ ۚ كُلُّ امْرِئٍ بِمَا كَسَبَ

[illegible] ہر شخص اپنے اعمال میں [illegible]

زَمُوْنَ ۝ وَاَمْدَدْنٰهُمْ بِفَاكِهَةٍ وَّلَحْمٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ ۝ يَتَنَازَعُوْنَ

اور ہم ان کو میوے اور گوشت جس قسم کا ان کو مرغوب ہو روز افزوں دیتے رہیں گے وہاں آپس

فِيْهَا كَاْسًا لَّا لَغْوٌ فِيْهَا وَلَا تَاْثِيْمٌ ۝ وَيَطُوْفُ عَلَيْهِمْ غِلْمَانٌ لَّهُمْ

میں جام شراب میں چھینا جھپٹی بھی کریں گے اس میں نہ بک بک لگے گی اور نہ کوئی بے ہودہ بات اور ان کے پاس ایسے

كَاَنَّهُمْ لُؤْلُؤٌ مَّكْنُوْنٌ ۝ وَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ۝

لڑکے آویں جاویں گے جو انہیں کے لئے ہوں گے گویا وہ حفاظت سے رکھے ہوئے موتی ہیں اور وہ ایک دوسرے کی طرف

قَالُوْٓا اِنَّا كُنَّا قَبْلُ فِيْٓ اَهْلِنَا مُشْفِقِيْنَ ۝ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَوَقٰىنَا

متوجہ ہو کر بات چیت کریں گے وہ کہیں گے کہ ہم تو اس سے پہلے اپنے گھر میں بہت ڈرا کرتے تھے سو خدا نے ہم پر بڑا احسان کیا

عَذَابَ السَّمُوْمِ ۝ اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلُ نَدْعُوْهُ اِنَّهٗ هُوَ الْبَرُّ الرَّحِيْمُ ۝

اور ہم کو عذاب دوزخ سے بچا لیا ہم اس سے پہلے اس سے دعائیں مانگا کرتے تھے واقعی وہ بڑا محسن مہربان ہے

تفسیر: قسم ہے طور (پہاڑ) کی اور اس کتاب کی جو کھلے ہوئے کاغذ میں لکھی ہوئی ہے (مراد اس سے نامۂ اعمال ہے کہ اس میں ہر چیز لکھی ہوئی ہے اس کو کشیدہ کاغذ کہہ دیا) اور قسم ہے بیت المعمور کی (کہ ساتویں آسمان میں عبادت خانہ ہے فرشتوں کا) اور قسم ہے اونچی چھت کی (مراد آسمان ہے) اور قسم ہے دریائے شور کی جو (پانی سے) بھرا ہوا ہے (آگے جواب قسم ہے) کہ بیشک آپ کے رب کا عذاب ضرور ہو کر رہے گا کوئی اس کو ٹال نہیں سکتا (اور یہ عذاب اس دن واقع ہوگا) جس روز آسمان تھرتھرانے لگے گا اور پہاڑ (اپنی جگہ سے) ہٹ جاویں گے (مراد قیامت کا دن ہے اور تھرتھرانا یا تو باعتبار معنی متبادر کے ہو یا مراد اس سے انشقاق ہو جو دوسری آیت میں مذکور ہے اور یہاں پہاڑوں کا ہٹنا مذکور ہے اور دوسری آیتوں میں ریزہ ریزہ ہونا پھر اڑ جانا مذکور ہے اور ان قسموں میں قریب ہے مطلب کی اس طور پر کہ قیامت کے وقوع کی اصل وجہ مجازاۃ ہے اور مجازاۃ میں اصل ہیں احکام شرعیہ پس طور کی قسم کھانے میں اشارہ ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ صاحب کلام و احکام ہے پھر ان احکام کی مخالفت یا موافقت بھی ہے مجازاۃ کا [illegible] کی قسم کھانے میں اشارہ ہو گیا اس مخالفت یا موافقت کے محفوظ و منضبط ہونے کی طرف پس مجازاۃ اس پر بھی موقوف ہے کہ عبادت و طاعت [illegible] ضروری ہے بیت المعمور کی قسم میں اشارہ ہو گیا کہ عبادت [illegible] ضروری ہے کہ فرشتوں [illegible] اس سے کوئی نہیں چھوڑا گیا پھر جو مجازاۃ دو چیزیں ہیں جنت اور دوزخ [illegible] کی قسم میں اشارہ ہو گیا کہ جنت ایسی [illegible] رفعت کا مکان ہے جیسے آسمان اور بحر مسجور کی قسم میں اشارہ ہو گیا کہ دوزخ [illegible] جیسے سمندر یہ وجہ تخصیص اقسام کی ہو سکتی ہے آگے اس یوم کے بعض واقعات ارشاد فرماتے ہیں کہ جب یہ ثابت ہوا کہ مستحقین عذاب کے لئے عذاب ضرور واقع ہوگا) تو جو لوگ (قیامت کے اور دیگر امور حقہ توحید و رسالت کے) جھٹلانے والے ہیں (اور جو تکذیب کے مشغلہ میں بیہودگی کے ساتھ لگ رہے ہیں [illegible] مستحق عذاب ہو گئے ہیں) ان کی اس روز بڑی خرابی ہوگی جس روز کہ ان کو آتش دوزخ کی طرف [illegible] دھکے دے دے کر لاویں گے [illegible] پھر جب ان کے [illegible] کا وقت ہوگا [illegible] کے اعمال کر دوزخ [illegible] جاوے گا [illegible]

سو (ذرا) تمہارے نزدیک سحر تھا تو کیا یہ (بھی) سحر ہے (دیکھ کر بتلاؤ) یا یہ کہ تم کو (اب بھی) نظر نہیں آتا (جیسا دنیا میں نظر شبہ کی وجہ سے منکر ہو گئے تھے اچھا تو اب) اس میں داخل ہو پھر خواہ (اس کی) سہار کرنا یا سہار نہ کرنا تمہارے حق میں برابر ہی رہے (یعنی نہ یہ ہوگا کہ تمہاری ناسہاری واویلا سے نجات ہو جاوے اور نہ یہ ہوگا کہ تمہاری تسلیم و انقیاد و سکوت پر ترحم کر کے نکال دیا جاوے بلکہ ہمیشہ اسی میں رہنا ہوگا اور) جیسا تم کرتے تھے ویسا ہی بدلہ تم کو دیا جاوے گا (یعنی تم جو کیا کرتے تھے جو کہ اشد عصیان اور عقوق و کمالات غیر متناہیہ کا کفران ہے یہ اس کے بدلے میں دوزخ کا خلود نصیب ہوگا جو کہ عذاب اشد و غیر متناہی ہے۔ آگے ان کے اضداد کا بیان ہے یعنی) متقی لوگ بلا شبہ بہشت کے باغوں اور سامان عیش میں ہوں گے (اور) ان کو جو چیزیں (عیش و آرام کی) ان کے پروردگار نے دی ہوں گی ان سے خوش دل ہوں گے اور ان کا پروردگار ان کو عذاب دوزخ سے محفوظ رکھے گا (اور جنت میں داخل کر کے ان سے کہا جاوے گا) خوب کھاؤ اور پیو مزہ کے ساتھ اپنے (ان نیک) عملوں کے بدلے میں (جو دنیا میں کیا کرتے تھے) تکیہ لگائے ہوئے تختوں پر جو برابر برابر بچھائے ہوئے ہیں اور ہم ان کا گوری گوری بڑی بڑی آنکھوں والیوں سے (یعنی حوروں سے) بیاہ کر دیں گے (یہ حال تو سب اہل ایمان کا ہوا) اور (آگے ان خاص مومنین کا ذکر ہے جن کی اولاد بھی موصوف بالایمان تھی پس ارشاد ہے کہ) جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد نے بھی ایمان میں ان کا ساتھ دیا (یعنی وہ بھی ایمان لائے گو اعمال میں وہ اپنے آباء کے رتبہ کو نہیں پہنچے جیسا کہ عدم ذکر اعمال اس کا قرینہ ہے گو مستقلاً ان کے انحطاط عمل کا انحطاط درجہ تھا لیکن ان آباء مومنین کے اکرام و سرور کے لئے) ہم ان کی اولاد کو بھی (درجہ میں) ان کے ساتھ شامل کر دیں گے اور (اس شامل کرنے کے لئے) ہم ان (اہل جنت متبوعین) کے عمل میں سے کوئی چیز کم نہیں کریں گے (یعنی یوں نہ کریں گے کہ ان متبوعین کے بعض اعمال لے کر ان ذریت کو دے کر دونوں کو برابر کر دیں جیسے مثلاً ایک شخص کے پاس چھ سو روپے ہوں اور ایک کے پاس چار سو اور دونوں کا برابر کرنا مقصود ہو تو اس کی ایک صورت تو یہ ہو سکتی ہے کہ چھ سو والے سے سو روپے لے کر چار سو والے کو دے دیئے جاویں کہ دونوں کے پاس پانچ پانچ سو ہو گئے اور دوسری صورت جو کریموں کی شان کے لائق ہے یہ ہے کہ چھ سو والے سے کچھ نہ لیا جاوے بلکہ اس چار سو والے کو دو سو روپیہ اپنے پاس سے دیدیں اور دونوں کو برابر کر دیں پس مطلب یہ ہے کہ وہاں پہلی صورت واقع نہ ہوگی کہ اس کا اثر یہ ہوتا کہ متبوع کو بوجہ کم ہو جانے اعمال کے اس کے درجہ سے کچھ نیچے لاتے اور تابع کو کچھ اوپر لے جاتے اور دونوں ایک متوسط درجے میں رہتے یہ نہ ہوگا بلکہ دوسری صورت واقع ہوگی اور متبوع اپنے درجہ عالیہ میں بدستور رہیگا اور تابع کو وہاں پہنچا دیا جاوے گا۔ اور متبوع اور ذریت میں ایمان کی شرط اس لئے ہے کہ اگر وہ ذریت مومن نہیں تو آباء مومنین کے ساتھ الحاق نہیں ہو سکتا کیونکہ کافروں میں سے) ہر شخص اپنے اعمال (کفریہ) میں محبوس رہیگا (النار و اخذ بہ پسے یعنی کفر سے نجات کی کوئی صورت نہیں لہذا الحاق با آباء مومنین متصور نہیں اس لئے الحاق میں ایمان ذریت شرط ہے)

(یہ آگے پھر متعلق اہل ایمان و اہل جنت کا بیان ہے کہ) ہم ان کو میوے اور گوشت جس قسم کا ان کو مرغوب ہو روز افزوں دیتے رہیں گے (اور) وہاں آپس میں (بطور خوش طبعی کے) جام شراب میں چھینا جھپٹی بھی کریں گے کہ اس (شراب) میں نہ بک بک لگے گی (کیونکہ نشہ نہ ہوگا) اور نہ اور کوئی بیہودہ بات (خلاف عقل و متانت کے خلاف) ہوگی اور ان کے پاس (نوکر وغیرہ لانے کے لئے) ایسے لڑکے آویں جاویں گے (اور تحقیق ان کی ماہیت کی تفسیر سورہ واقعہ میں آوے گی) جو خاص ان ہی (کی خدمت) کے لئے ہوں گے (اور غایت حسن و جمال سے ایسے ہوں گے کہ) گویا وہ حفاظت سے رکھے ہوئے موتی ہیں (کہ ان پر ذرا گرد و غبار نہیں ہوتا اور آب و تاب اعلیٰ درجہ کی ہوتی ہے) اور (ان کو روحانی مسرت بھی ہوگی چنانچہ اس میں سے ایک کا بیان یہ ہے کہ) وہ ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر بات چیت کریں گے (اور [illegible]) یہ بھی کہیں گے کہ (بھائی) ہم تو اس سے پہلے اپنے گھر (یعنی دنیا) میں (انجام کار سے) بہت ڈرا کرتے تھے سو خدا نے ہم پر بڑا احسان کیا اور ہم کو عذاب دوزخ سے بچا لیا (اور) ہم اس سے پہلے (یعنی دنیا میں) اس سے دعائیں مانگا کرتے تھے (کہ ہم کو دوزخ سے بچا کر جنت میں لے جاوے سو اللہ نے دعا قبول کرلی)

واقعی یہ بڑا محسن مہربان ہے۔ اور اس مضمون سے مسرت ہونا ظاہر ہے [illegible] سے بچا تا دوسرے یہ ہم [illegible] اس لئے دو عنوانوں سے [illegible] کی تکذیب کی عقوبت مذکور تھی آگے ان کی تکذیب کا رد ہے اور جن [illegible] ان میں اصل چیز [illegible] آیات [illegible] باب میں ان [illegible] ہے اور شاید [illegible] میں ریکنہ ہو کہ تینوں مقصودوں کے تلازم کی طرف [illegible] کی تکذیب ہے اور ختم سورت میں ان تکذیبات پر آپ کا تسلیہ [illegible] کہیں متصل ہے کہیں منفصل کہیں [illegible] ذکر [illegible] دیگر مضامین قرآنیہ کے موجب تذکیر ہے اس سے [illegible] کی تعریج [illegible] گئی واللہ اعلم۔

فَذَكِّرْ فَمَا أَنْتَ بِنِعْمَتِ رَبِّكَ بِكَاهِنٍ وَلَا مَجْنُونٍ ۝ أَمْ يَقُولُونَ شَاعِرٌ

تو آپ سمجھاتے رہئے کیونکہ آپ بفضلہ تعالیٰ نہ تو کاہن ہیں اور نہ مجنون ہیں ہاں کیا یہ لوگ یوں کہتے ہیں

نَتَرَبَّصُ بِهِ رَيْبَ الْمَنُونِ ۝ قُلْ تَرَبَّصُوا فَإِنِّي مَعَكُمْ مِنَ الْمُتَرَبِّصِينَ

کہ یہ شاعر ہیں ہم ان کے بارے میں حادثہ موت کا انتظار کر رہے ہیں آپ فرما دیجئے کہ تم منتظر رہو سو میں بھی تمہارے ساتھ منتظر ہوں

أَمْ تَأْمُرُهُمْ أَحْلَامُهُمْ بِهَٰذَا أَمْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُونَ ۝ أَمْ يَقُولُونَ

کیا ان کی عقلیں ان کو ان باتوں کی تعلیم کرتی ہیں یا یہ ہے کہ یہ شریر لوگ ہیں ہاں کیا وہ یہ کہتے ہیں

تَقَوَّلَهُ بَلْ لَا يُؤْمِنُونَ ۝ فَلْيَأْتُوا بِحَدِيثٍ مِثْلِهِ إِنْ كَانُوا صَادِقِينَ ۝

کہ انہوں نے اس کو خود گھڑ لیا ہے بلکہ یہ لوگ تصدیق نہیں کرتے تو یہ لوگ اسی طرح کا کوئی کلام لے آئیں اگر یہ سچے ہیں

أَمْ خُلِقُوا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ أَمْ هُمُ الْخَالِقُونَ ۝ أَمْ خَلَقُوا السَّمَاوَاتِ

کیا یہ لوگ بدون کسی خالق کے خود بخود پیدا ہو گئے ہیں یا یہ خود اپنے خالق ہیں یا انہوں نے زمین و آسمان کو

وَالْأَرْضَ بَلْ لَا يُوقِنُونَ ۝ أَمْ عِنْدَهُمْ خَزَائِنُ رَبِّكَ أَمْ هُمُ الْمُصَيْطِرُونَ ۝

پیدا کیا ہے بلکہ یہ لوگ یقین نہیں لاتے کیا ان لوگوں کے پاس تمہارے رب کے خزانے ہیں یا یہ لوگ حاکم ہیں

أَمْ لَهُمْ سُلَّمٌ يَسْتَمِعُونَ فِيهِ فَلْيَأْتِ مُسْتَمِعُهُمْ بِسُلْطَانٍ مُبِينٍ ۝ أَمْ

کیا ان کے پاس کوئی سیڑھی ہے کہ اس پر [illegible] باتیں سن آیا کرتے ہیں تو ان میں جو [illegible] سن آتا ہو وہ کوئی صاف دلیل پیش کرے

لَهُ الْبَنَاتُ وَلَكُمُ الْبَنُونَ ۝ أَمْ تَسْأَلُهُمْ أَجْرًا فَهُمْ مِنْ مَغْرَمٍ مُثْقَلُونَ

کیا خدا کے لئے بیٹیاں اور تمہارے لئے بیٹے کیا آپ ان سے کچھ معاوضہ مانگتے ہیں کہ وہ تاوان ان کو گراں معلوم ہوتا ہے

(خدا کو تمہارے نزدیک سحر تھا) تو کیا یہ (بھی) سحر ہے (دیکھ کر بتلاؤ) یا یہ کہ تم کو (اب بھی) نظر نہیں آتا (جیسا دنیا میں نظر شبہ کی وجہ سے منکر ہو گئے تھے اچھا تو) اس میں داخل ہو پھر خواہ (اس کی) سہار کرنا یا سہار نہ کرنا تمہارے حق میں دونوں برابر ہیں (نہ) یہ ہی ہوگا کہ تمہاری ہائے واویلا سے نجات ہو جاوے اور نہ یہی ہوگا کہ تمہاری تسلیم و انقیاد و سکوت پر تم کو نکال دیا جاوے بلکہ ہمیشہ اسی میں رہنا ہوگا اور) جیسا تم کرتے تھے ویسا ہی بدلہ تم کو دیا جاوے گا (یعنی تم کفر کیا کرتے تھے جو کہ اشد عصیان اور عقوق کمالات غیر متناہیہ الہیہ کا کفران ہے پس بدلے میں دوزخ کا خلود نصیب ہوگا جو کہ عذاب اشد و غیر متناہی ہے۔ آگے ان کے اضداد کا بیان ہے یعنی) متقی لوگ بے شک بہشت کے باغوں اور سامان عیش میں ہوں گے (اور) ان کو جو چیزیں (عیش و آرام کی) ان کے پروردگار نے دی ہوں گی ان سے خوش دل ہوں گے اور ان کا پروردگار ان کو عذاب دوزخ سے محفوظ رکھے گا (اور جنت میں داخل کر کے ان سے کہا جاوے گا کہ) خوب کھاؤ اور پیو مزہ کے ساتھ اپنے (ان نیک) عملوں کے بدلے میں (جو دنیا میں کیا کرتے تھے) تکیہ لگائے ہوئے تختوں پر جو برابر برابر بچھائے ہوئے ہیں اور ہم ان کا گوری گوری بڑی بڑی آنکھوں والیوں سے (یعنی حوروں سے) بیاہ کر دیں گے (یہ حال تو سب اہل ایمان کا ہوا) اور (آگے ان خاص مومنین کا ذکر ہے جن کی اولاد بھی موصوف بالایمان تھی پس ارشاد ہے کہ) جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد نے بھی ایمان میں ان کا ساتھ دیا (یعنی وہ بھی ایمان لائے گو اعمال میں وہ اپنے آباء کے رتبہ کو نہیں پہنچے جیسا کہ عدم ذکر اعمال اس کا قرینہ ہے اور گو مستقلاً ان کے اعمال کا انحطاط درجہ تھا لیکن ان آباء مومنین کے اکرام و سرور کے لئے) ہم ان کی اولاد کو بھی (درجہ میں) ان کے ساتھ شامل کر دیں گے اور (اس شامل کرنے کے لئے) ہم ان (اہل جنت متبوعین) کے عمل میں سے کوئی چیز کم نہیں کریں گے (یعنی یوں نہ کریں گے کہ ان متبوعین کے بعض اعمال لے کر ان ذریت کو دے کر دونوں کو برابر کر دیں جیسے مثلاً ایک شخص کے پاس چھ سو روپے ہوں اور ایک کے پاس چار سو اور دونوں کا برابر کرنا مقصود ہو تو اس کی ایک صورت تو یہ ہو سکتی ہے کہ چھ سو والے سے سو روپے لے کر چار سو والے کو دے دیئے جاویں کہ دونوں کے پاس پانچ پانچ سو ہو گئے اور دوسری صورت جو کریموں کی شان کے لائق ہے یہ ہے کہ چھ سو والے سے کچھ نہ لیا جاوے بلکہ اس چار سو والے کو دو سو روپے اپنے پاس سے دے دیں اور دونوں کو برابر کر دیں پس مطلب یہ ہے کہ وہاں پہلی صورت واقع نہ ہوگی جس کا اثر یہ ہوتا کہ متبوع کو بوجہ کم ہو جانے اعمال کے اس کے درجہ سے کچھ نیچے لاتے اور تابع کو کچھ اوپر لے جاتے اور دونوں ایک متوسط درجے میں رہتے یہ نہ ہوگا بلکہ دوسری صورت واقع ہوگی اور متبوع اپنے درجہ عالیہ میں بدستور رہے گا اور تابع کو وہاں پہنچا دیا جاوے گا۔ اور متبوع اور ذریت میں ایمان کی شرط اس لئے ہے کہ اگر وہ ذریت مومن نہیں تو آباء مومنین کے ساتھ الحاق نہیں ہو سکتا کیونکہ کافروں میں سے) ہر شخص اپنے اعمال (کفریہ) میں محبوس رہے گا (لقولہ تعالیٰ واخذ بسیئہ یعنی کفر سے نجات کی کوئی صورت نہیں لہذا الحاق بآباء مومنین متصور نہیں اس لئے الحاق میں ایمان ذریت شرط ہے) (آگے پھر متعلق اہل ایمان و اہل جنت کا بیان ہے کہ) ہم ان کو میوے اور گوشت جس قسم کا ان کو مرغوب ہو روز افزوں دیتے رہیں گے (اور) وہاں آپس میں (بطیب خوش طبعی کے) جام شراب میں چھینا جھپٹی بھی کریں گے اس (شراب) میں نہ بک بک لگے گی (کیونکہ نشہ نہ ہوگا) اور نہ اور کوئی بیہودہ بات خلاف عقل و متانت کے (اور) ان کے پاس لڑکے (میوے وغیرہ لانے کے لئے) آویں جاویں گے اور تحقیق ان کی ماہیت کی تفسیر سورہ واقعہ میں آوے گی جو خاص ان ہی کی (خدمت) کے لئے ہوں گے اور غایت حسن و جمال سے ایسے ہوں گے کہ گویا وہ حفاظت سے رکھے ہوئے موتی ہیں (کہ ان پر ذرا گرد و غبار نہیں ہوتا اور آب و تاب اعلیٰ درجے کی ہوتی ہے) اور (ان کو روحانی مسرت بھی ہوگی چنانچہ اس میں سے ایک کا بیان یہ ہے کہ) وہ ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر بات چیت کریں گے (اور اثنائے گفتگو میں) یہ بھی کہیں گے کہ (بھائی) ہم تو اس سے پہلے اپنے گھر (یعنی دنیا میں انجام کار سے) بہت ڈرا کرتے تھے سو خدا نے ہم پر بڑا احسان کیا اور ہم کو عذاب دوزخ سے بچا لیا (اور) ہم اس سے پہلے (یعنی دنیا میں) اس سے دعائیں مانگا کرتے تھے (کہ ہم کو دوزخ سے بچا کر جنت میں لے جاوے سو اللہ نے دعا قبول کر لی)

[illegible] عذاب کا کسی قدر
واقع ہو جانا بھی بیان ہوئے ہیں اور اس مضمون سے مسرت ہونا ظاہر ہے اور چونکہ یہاں سے وعید [illegible] ربط اور دلیل
مضمون ہے کیا اور [illegible] اس لئے دو عنوانوں سے تعبیر کیا [illegible]
[illegible] کی عقوبت مذکور تھی آگے ان کی تکذیب کا رد ہے اور جن امور کی [illegible]
ان میں اول [illegible] یعنی رسالت و بعث ان آیات میں تینوں باب میں ان کے مزعومات [illegible]
[illegible] اور شاید مخلوط لانے میں یہ نکتہ ہو کہ تینوں مقصودوں کے تلازم کی طرف اشارہ ہو کہ ایک کی
[illegible] کی تکذیب ہے اور ختم سورت میں ان تکذیبات پر آپ کا تسلیہ و ازالہ حزن ہے۔ اور ان آیات
میں لفظ ام [illegible] کہیں منقطعہ کہیں بمعنی ہمزہ استفہام علیٰ حسب اقتضاء المقام اور چونکہ اور جگہ
ذکر ہوا ہے اس لئے اس پر ام مستقل کی تفریع کلمہ فا سے فذکر میں فرمانی
گئی واللہ اعلم۔

فَذَكِّرْ فَمَا أَنْتَ بِنِعْمَتِ رَبِّكَ بِكَاهِنٍ وَلَا مَجْنُونٍ ۝ أَمْ يَقُولُونَ شَاعِرٌ

تو آپ سمجھاتے رہئے کیونکہ آپ بفضلہ تعالیٰ نہ تو کاہن ہیں اور نہ مجنون ہیں۔ ہاں کیا یہ لوگ یوں کہتے ہیں کہ یہ شاعر ہیں

نَتَرَبَّصُ بِهِ رَيْبَ الْمَنُونِ ۝ قُلْ تَرَبَّصُوا فَإِنِّي مَعَكُمْ مِنَ الْمُتَرَبِّصِينَ

کہ ہم ان کے بارے میں حادثہ موت کا انتظار کر رہے ہیں۔ آپ فرما دیجئے کہ تم منتظر رہو سو میں بھی تمہارے ساتھ منتظر ہوں

أَمْ تَأْمُرُهُمْ أَحْلَامُهُمْ بِهَٰذَا أَمْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُونَ ۝ أَمْ يَقُولُونَ

کیا ان کی عقلیں ان کو ان باتوں کی تعلیم کرتی ہیں یا یہ ہے کہ یہ شریر لوگ ہیں۔ ہاں کیا وہ یہ کہتے ہیں

تَقَوَّلَهُ بَلْ لَا يُؤْمِنُونَ ۝ فَلْيَأْتُوا بِحَدِيثٍ مِثْلِهِ إِنْ كَانُوا صَادِقِينَ ۝

کہ انہوں نے اس کو خود گھڑ لیا ہے بلکہ یہ لوگ تصدیق نہیں کرتے تو یہ لوگ اسی طرح کا کوئی کلام لے آئیں اگر یہ سچے ہیں

أَمْ خُلِقُوا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ أَمْ هُمُ الْخَالِقُونَ ۝ أَمْ خَلَقُوا السَّمَاوَاتِ

کیا یہ لوگ بدون کسی خالق کے خود بخود پیدا ہو گئے ہیں یا یہ خود اپنے خالق ہیں۔ یا انہوں نے زمین و آسمان کو

وَالْأَرْضَ بَلْ لَا يُوقِنُونَ ۝ أَمْ عِنْدَهُمْ خَزَائِنُ رَبِّكَ أَمْ هُمُ الْمُصَيْطِرُونَ

پیدا کیا ہے بلکہ یہ لوگ یقین نہیں لاتے۔ کیا ان لوگوں کے پاس تمہارے رب کے خزانے ہیں یا یہ لوگ حاکم ہیں

أَمْ لَهُمْ سُلَّمٌ يَسْتَمِعُونَ فِيهِ فَلْيَأْتِ مُسْتَمِعُهُمْ بِسُلْطَانٍ مُبِينٍ ۝ أَمْ

کیا ان کے پاس کوئی سیڑھی ہے کہ اس پر باتیں سن لیا کرتے ہیں تو ان میں جو باتیں سن آتا ہو وہ کوئی صاف دلیل پیش کرے

لَهُ الْبَنَاتُ وَلَكُمُ الْبَنُونَ ۝ أَمْ تَسْأَلُهُمْ أَجْرًا فَهُمْ مِنْ مَغْرَمٍ مُثْقَلُونَ

کیا اللہ کے لئے بیٹیاں اور تمہارے لئے بیٹے۔ کیا آپ ان سے کچھ معاوضہ مانگتے ہیں کہ وہ تاوان ان کو گراں معلوم ہوتا ہے

أَمْ عِنْدَهُمُ الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُبُونَ ۝ أَمْ يُرِيدُونَ كَيْدًا ۖ فَالَّذِينَ كَفَرُوا

کیا ان کے پاس غیب ہے کہ یہ اس کو لکھ لیا کرتے ہیں یا یہ لوگ کچھ برائی کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں سو یہ کافر

هُمُ الْمَكِيدُونَ ۝ أَمْ لَهُمْ إِلَٰهٌ غَيْرُ اللَّهِ ۚ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ ۝

خود ہی اس برائی میں گرفتار ہونے والے ہیں یا ان کا اللہ کے سوا کوئی اور معبود ہے اللہ تعالیٰ ان کے شرک سے پاک ہے

وَإِنْ يَرَوْا كِسْفًا مِنَ السَّمَاءِ سَاقِطًا يَقُولُوا سَحَابٌ مَرْكُومٌ ۝ فَذَرْهُمْ

اور اگر یہ آسمان کے ٹکڑے کو دیکھ لیں کہ گرتا ہوا آ رہا ہے تو یوں کہہ دیں کہ یہ تو تہ بہ تہ جما ہوا بادل ہے تو ان کو چھوڑ

حَتَّىٰ يُلَاقُوا يَوْمَهُمُ الَّذِي فِيهِ يُصْعَقُونَ ۝ يَوْمَ لَا يُغْنِي عَنْهُمْ كَيْدُهُمْ

دیجئے یہاں تک کہ ان کو اپنے اس دن سے سابقہ ہو جس میں ان کے ہوش اڑ جاویں گے جس دن ان کی تدبیریں ان کے کچھ

شَيْئًا وَلَا هُمْ يُنْصَرُونَ ۝ وَإِنَّ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا عَذَابًا دُونَ ذَٰلِكَ

بھی کام نہ آویں گی اور نہ ان کو مدد ملے گی اور ان ظالموں کے لئے قبل اس کے بھی عذاب ہونے والا ہے

وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ۝ وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَإِنَّكَ بِأَعْيُنِنَا

لیکن ان میں اکثر کو معلوم نہیں اور آپ اپنے رب کی تجویز پر صبر سے بیٹھے رہئے کہ آپ ہماری

وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِينَ تَقُومُ ۝ وَمِنَ اللَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَإِدْبَارَ النُّجُومِ ۝

حفاظت میں ہیں اور اٹھتے وقت اپنے رب کی تسبیح و تحمید کیا کیجئے اور رات میں بھی اس کی تسبیح کیا کیجئے اور ستاروں سے پیچھے بھی

تفسیر: جب آپ پر مضامین جواب التبلیغ وحی کئے جاتے تھے اور [illegible] کے [illegible] کی تفصیل کی گئی ہے) تو آپ (ان مضامین سے) لوگوں کو سمجھاتے رہیے کیونکہ آپ بفضلہ تعالیٰ نہ تو کاہن ہیں اور نہ مجنون (جیسا یہ مشرکین کہتے ہیں) ہاں کیا یہ لوگ (علاوہ کاہن اور مجنون کہنے کے آپ کی نسبت) یوں (بھی) کہتے ہیں کہ یہ شاعر ہیں (اور) ہم ان کے بارے میں حوادث موت کا انتظار کر رہے ہیں [illegible] آپ کے بارے میں یہ مشورہ قرار پایا کرتے ہیں اور شاعر اس لئے کہ آپ بھی ان ہی میں کے ایک ہیں اسی طرح آپ بھی [illegible] آپ فرما دیجئے کہ (بہتر) تم منتظر رہو سو میں بھی تمہارے ساتھ منتظر ہوں (یعنی تم میرا انجام دیکھو میں تمہارا انجام دیکھوں) اس میں اشارہ پیشین گوئی ہے کہ میرا انجام فلاح و کامیابی ہے اور تمہارا انجام خسارہ اور ناکامی ہے اور یہ مقصود نہیں کہ تم دیکھو گے میں نہ مروں گا بلکہ ان لوگوں کا جو اس سے مقصود تھا کہ ان کا دین چلنے کا نہیں یہ مر جاویں گے اور دین مٹ جاوے گا جواب ہے اس کا کہ مقصود ہے چنانچہ یوں ہی ہوا۔ اور یہ لوگ جو ایسی باتیں کرتے ہیں تو کیا ان کی عقلیں (جس کے یہ بڑے مدعی ہیں) ان کو ان باتوں کی تعلیم کرتی ہیں یا یہ ہے کہ یہ شریر لوگ ہیں (اس آیت میں ان کی عقل کی حالت دکھائی گئی ہے کہ کیسی صاحب عقل ہیں جو ایسی تعلیم دے رہی ہے اور اگر یہ عقل کی تعلیم نہیں ہے تو نری شرارت اور ضد ہے) ہاں کیا یہ لوگ یوں (بھی) کہتے ہیں کہ انہوں نے اس (قرآن) کو خود گھڑ لیا ہے سو حقیقی جواب قرآن کا یہ ہے کہ یہ بات نہیں ہے) بلکہ یہ بات صرف اس وجہ سے کہتے ہیں کہ یہ لوگ (از راہ عناد) کے اس کی تصدیق نہیں کرتے (اور قاعدہ ہے کہ جس چیز کی آدمی تصدیق نہیں کرنا چاہتا وہ حق ہو مگر اس کی ہمیشہ نفی

ہی کیا کرتا ہے۔ اور دوسرا الزامی جواب یہ ہے کہ اچھا اگر ان کا بنایا ہوا ہے) تو یہ لوگ (کچھ عمل اور بڑے
سمجھ کے بھی قادر الکلام ہیں) اس طرح کا کوئی کلام (بنا کر) لے آئیں اگر (اس دعوے میں) سچے ہیں۔ یہ مضامین
رسالت کے متعلق ہوئے آگے توحید کے متعلق گفتگو ہے کہ یہ لوگ جو توحید کے منکر ہیں تو کیا یہ لوگ بدون کسی خالق
کے خود بخود پیدا ہو گئے ہیں یا یہ خود اپنے خالق ہیں یا (یہ کہ نہ اپنے خالق ہیں اور نہ بلا خالق مخلوق ہوئے ہیں لیکن)
انہوں نے آسمان و زمین کو پیدا کیا ہے (اس میں تین شقیں نکلیں ایک یہ کہ اپنے کو کسی خالق کا محتاج نہ جانتے ہوں
اور یہ کہ محتاج الی الخالق تو ہے کہ خالق اپنے کو مانتے سوم یہ کہ اپنے کو محتاج الی الخالق سمجھے مگر حق تعالیٰ کو متفرد
فی الخالقیت نہ سمجھے بلکہ کسی دوسرے کو بھی شریک فی الخالقیت جانتے خواہ اپنے کو یا کسی اور کو مگر دونوں کی نفی کی دلیل
واحد تھی اس لئے ایک کا رد دوسرے کے ابطال سے ہے اور تخصیص ذکر کی شق خالقیت کی ان کی ذات سے بایں
وجہ ہو کہ اس کے بطلان کو وہ بھی ہی مان لیتے پھر ان کے اعتراف و تسلیم سے دوسرے شرکاء سے نفی خالقیت کا
اثبات کیا جاوے گا غرض ان تین شقوں میں بطور ترتیب کا بطلان چونکہ ظاہر تھا اس لئے رد میں صرف استفہام انکاری پر اکتفا
کیا آگے ان کے اس جہل کی طرف اشارہ ہے کہ واقع میں یہ اتنا نہیں کہ لزوم مذکور لزوم نہ ہو یا ملزوم واقع نہ ہو تاکہ وجود
ملزوم سے وجود لازم پر استدلال کرنے میں شبہ کی گنجائش ہو بلکہ ملزوم واقع بھی ہے اور لزوم یقینی ہے لیکن)
یہ لوگ (بوجہ جہل کے توحید کا) یقین نہیں لاتے (یہ جہل یہی ہے کہ ملزومیت اور لازمیت میں غور نہیں کرتے کہ بوجہ عدم
ملازمت ان کے ذہن سے مخفی ہے یہ گفتگو توحید کے متعلق ہوئی آگے رسالت کے متعلق ان کے دوسرے شبہ کا
کلام ہے چنانچہ وہ یہ کہا کرتے تھے کہ اگر نبوت ہی ملنا تھا تو فلاں فلاں رؤساء کو کیوں نہ ملی حق تعالیٰ اس کا جواب
دیتے ہیں کہ) کیا ان لوگوں کے پاس تمہارے رب (کی نعمتوں اور رحمتوں) کے خزانے ہیں (جن میں نبوت بھی داخل ہے) خزانے جس
کو چاہیں نبوت دیدیں) یا یہ لوگ (اس محکمہ نبوت کے) حاکم ہیں (کہ جس کو چاہیں نبوت دلادیں یعنی دینے والے کی دو
صورتیں ہیں ایک تو یہ کہ مثلاً خزانہ اپنے قبضہ میں ہو دوسرے یہ کہ قبضہ میں نہ ہو مگر کارکنان خزانہ اس کے محکوم ہوں کہ
اس کے دستخط سے کچھ دیدیں سو یہاں دونوں کی نفی فرمادی) اور اس نفی کا مآل تو یہ ہے کہ ان کا اعتراض بر رسالت محمدیہ مستحق
رد ہے اور اس پر کوئی دلیل عقلی تو ہے نہیں بلکہ خود اس کے عکس پر دلائل عقلیہ قائم ہیں چنانچہ ظاہر ہے اسی لئے محض
استفہام انکاری پر اکتفا فرمایا اب آگے دلیل نقلی کی نفی فرماتے ہیں یعنی) کیا ان کے پاس کوئی سیڑھی ہے کہ اس پر چڑھ کر
(آسمان کی) باتیں سن لیا کرتے ہیں (یعنی دلیل نقلی وحی آسمانی ہے سو اس کے دو طریقے ہیں یا تو وحی نازل ہو جیسا
نبی پر ہوتی ہے اور دوسرا یہ کہ ان لوگوں سے خطاب ہو آگے اس کے متعلق ایک احتمال عقلی کا ابطال فرماتے ہیں
کہ اگر فرضاً یہ لوگ اس صعود و استماع کے مدعی ہوں) تو ان میں جو (وہاں کی) باتیں سن آتا ہو وہ (اس دعوے پر) کوئی
صاف دلیل (یعنی جو قواعد استدلال کو جامع ہو) پیش کرے (جس سے ثابت ہو کہ یہ شخص مشرف بوحی ہے جیسا
ہمارے نبی اپنی وحی پر دلائل قاطعہ رکھتے ہیں۔ آگے پھر توحید کے بارہ میں ایک خاص مضمون کے متعلق کلام ہے یعنی
یہ منکرین توحید جو فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں قرار دے کر شرک کرتے ہیں تو ہم ان سے پوچھتے ہیں کہ) کیا خدا کے لئے
بیٹیاں (تجویز کی جاویں) اور تمہارے لئے بیٹے (تجویز ہوں یعنی اپنے لئے تو وہ چیز پسند کرتے ہو جس کو اعلیٰ درجہ کا
سمجھتے ہو اور خدا کے لئے وہ چیز تجویز کرتے ہو جس کو ادنیٰ درجہ کا سمجھتے ہو آگے پھر رسالت کے متعلق کلام ہے کہ ان کو
جو باوجود آپ کی حقانیت ثابت ہو جانے کے آپ کا اتباع اس قدر ناگوار ہے تو کیا آپ ان سے کچھ معاوضہ (تبلیغ احکام
کا) مانگتے ہیں کہ وہ تاوان ان کو گراں معلوم ہے (آگے بعث و جزا کے متعلق کلام ہے کہ وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ اول
تو قیامت نہیں اور اگر بالفرض ہوئی تو ہم وہاں بھی اچھے رہیں گے تو بعث کے متعلق ان سے پوچھتے ہیں کہ) کیا ان کے
پاس غیب (کا علم) ہے کہ یہ اس کو (محفوظ رکھنے کے واسطے) لکھ لیا کرتے ہیں (اور اس سے قیامت کی نفی اور اپنے
لئے حسنیٰ کے قائل ہوں تو کیا تم کو غیب پر کسی واسطے سے اطلاع ہوئی ہے جیسا ہمارے نبی کو اثبات قیامت اور
ثبوت نفی حسنیٰ کی خبر یعنی بواسطہ وحی کے دی گئی ہے اور وہ اس کو محفوظ رکھ کر اوروں کو پہنچا رہے ہیں سو کیا

کے متعلق ایک اور کلام ہے وہ یہ کہ) کیا یہ لوگ (صاحب رسالت کے ساتھ) کچھ برائی کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں سو یہ
کافر خود ہی (اس برائی کے وبال) میں گرفتار ہوں گے (چنانچہ اس قصد میں ناکام ہوئے اور بدر میں مقتول ہوئے)
آگے پھر توحید کے متعلق کلام ہے کہ کیا ان کا اللہ کے سوا کوئی اور معبود ہے اللہ تعالیٰ ان کے شرک سے پاک
ہے اور آگے پھر رسالت کے متعلق ایک کلام ہے وہ یہ کہ یہ لوگ نفی رسالت کے لئے ایک بات یہ بھی کہا کرتے ہیں
کہ ہم تو آپ کو اس وقت رسول جانیں جب ہم پر ایک آسمان کا ٹکڑا گرا دو، سو اس کا جواب یہ ہے کہ اول تو دعویٰ پیغمبری
وہ دعویٰ رسالت ہو بالخصوص جو مطلق دلیل کا بشرطیکہ صحیح ہو قائم کر دینا کافی ہے جو کہ دعویٰ رسالت ہی کے وقت
سے بلا کسی قصد کے قائم ہے اور کسی خاص دلیل کا قائم ہونا ضروری نہیں اور نہ اس سے دعوے نبوت میں قدح
لازم آتا ہے اور اگر پھر کوئی فرمائشی دلیل قائم کی جاوے تو وہ اس وقت ہے جب اس میں کوئی مصلحت ہو مثلاً معترض
کی نسبت طالب حق ہونا یقیناً سمجھا جاوے کہ بغیر اسی ذریعہ کے اس کو ہدایت ہو جاوے گی یا کوئی اور معتد بہ حکمت ہو اور
یہاں یہ مصلحت بھی نہیں کیونکہ ان کی یہ فرمائش طلب حق کے لئے نہیں بلکہ محض تعنت و عناد کی راہ سے ہے اور ایسے
معاند ہیں کہ اگر (ان کا یہ خیالی معجزہ واقع بھی ہو جاوے اور وہ) آسمان کے ٹکڑے کو دیکھ بھی لیں کہ گرتا ہوا
آ رہا ہے تو اس کو بھی یوں کہہ دیں کہ یہ تو تہ بہ تہ جما ہوا بادل ہے (پس جب مصلحت بھی اس میں نہیں ہے اور دوسری
مصلحتوں کی نفی کا بھی ہم کو علم ہے بلکہ ان مقترحات کا وقوع خلاف حکمت ہے پس جب ضرورت نہیں مصلحت نہیں بلکہ خلاف
مصلحت ہے پھر کیوں واقع کیا جاوے اور نہ اس کے عدم وقوع سے نبوت کا انتفاء ہوتا ہے آگے ان کے غلو فی الکفر
پر جو اوپر کی آیتوں سے اور شدت سے مفہوم ہوتا ہے اور کی آیت سے معلوم ہوتا ہے بطور تفریع کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی
فرماتے ہیں بطور تفریع کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی فرماتے ہیں کہ جب یہ لوگ ایسے طاغی باغی اور غالی ہیں تو ان
سے توقع ایمان کی رکھنے کی نہیں تو پھر (ایسے) ان کو (ان ہی کی حالت پر) رہنے دیجئے یہاں تک کہ ان کو اپنے اس دن
سے سابقہ (واقع) ہو جس میں ان کے ہوش اڑ جاویں گے مراد قیامت کا دن ہے۔ آگے اس دن کا بیان ہے یعنی
جس دن ان کی تدبیریں (جو دنیا میں اسلام کی مخالفت اور اپنی کامیابی کے بارے میں کیا کرتے تھے) ان کے کچھ بھی کام
نہ آویں گی اور نہ (کہیں سے) ان کو مدد ملے گی (نہ تو مخلوق کی طرف سے کہ اس کا امکان ہی نہیں اور نہ خالق کی طرف سے
کہ اس کا وقوع نہیں یعنی اس کا وقوع نہیں یعنی اس روز ان کو حقیقت معلوم ہو جاوے گی باقی اس سے ادھر ایمان لانے
والے نہیں) اور (آخرت میں تو یہ مصیبت ان پر آوے ہی گی لیکن) ان ظالموں کے لئے قبل اس (عذاب) کے بھی
عذاب ہونے والا ہے (جیسے قحط و قتل بدر) لیکن ان میں اکثر کو معلوم نہیں (اکثر شاید اس لئے فرمایا ہو کہ بعضوں
کے لئے ایمان مقدر تھا اور ان کا عدم علم بوجہ اس کے کہ علم سے مبدل ہونے والا تھا اس لئے وہ عدم علم نہیں قرار دیا
گیا) اور (جب آپ کو معلوم ہو گیا کہ ہم ان کی سزا کے لئے ایک وقت معین کر چکے ہیں تو) آپ اپنے رب کی (اس)
تجویز پر صبر سے بیٹھے رہئے (اور ان لوگوں کے لئے انتقام الٰہی کی جلدی نہ کیجئے جس کو آپ انتظار ظالمین کی حیثیت
سے چاہتے تھے اور نہ اس خیال سے ان کا استیصال چاہئے کہ یہ لوگ مدت امہال میں آپ کو کوئی ضرر پہنچا سکیں گے سو اس
کا بھی اندیشہ نہ کیجئے کیونکہ) کہ آپ ہماری حفاظت میں ہیں (چنانچہ کسی سے آپ کا کچھ بال بیکا نہ ہوا) اور (اگر ان کے کفر سے
غم طبعی آوے تو اس کا علاج یہ ہے کہ توجہ الی اللہ رکھا کیجئے مثلاً یہ کہ) اٹھتے وقت (یعنی مجلس سے یا سو کر اٹھتے
وقت مثلاً تہجد میں) اپنے رب کی تسبیح و تحمید کیا کیجئے اور رات (کے کسی حصے) میں بھی اس کی تسبیح کیا کیجئے
(مثلاً عشاء) اور ستاروں (کے غروب ہونے) سے پیچھے بھی (مثلاً نماز صبح اور مطلق ذکر بھی اس میں آ گیا اور تخصیص ان
اوقات کی بوجہ خاصہ اہتمام کے ہے حاصل یہ کہ اپنے دل کو ادھر مشغول رکھئے پھر فکر و غم کا غلبہ نہ ہوگا۔

سُوْرَةُ النَّجْمِ مَكِّيَّةٌ. اِحْدٰى اَوِ اثْنَتَانِ وَسِتُّوْنَ اٰيَةً

ربط: [illegible] توحید و رسالت و معاد [illegible] اس سورت میں بھی مذکور ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى ۝ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى ۝ وَمَا يَنْطِقُ

قسم ہے ستارہ کی جب وہ غروب ہونے لگے یہ تمہارے ساتھ کے رہنے والے نہ راہ سے بھٹکے اور نہ غلط رستے ہو لئے اور نہ آپ اپنی نفسانی

عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝ عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ الْقُوٰى ۝ ذُوْ مِرَّةٍ

خواہش سے باتیں بناتے ہیں ان کا ارشاد نری وحی ہے جو ان پر بھیجی جاتی ہے ان کو ایک فرشتہ تعلیم کرتا ہے جو بڑا طاقتور ہے پیدائشی طاقتور ہے

فَاسْتَوٰى ۝ وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰى ۝ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى ۝ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ

پھر وہ فرشتہ اصلی صورت میں نمودار ہوا ایسی حالت میں کہ وہ بلند کنارہ پر تھا پھر وہ فرشتہ نزدیک آیا پھر اور نزدیک آیا سو دو کمانوں کے برابر فاصلہ

اَوْ اَدْنٰى ۝ فَاَوْحٰۤى اِلٰى عَبْدِهٖ مَاۤ اَوْحٰى ۝ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى ۝

رہ گیا بلکہ اور بھی کم پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے بندہ پر وحی نازل فرمائی جو کچھ نازل فرمانا تھا قلب نے دیکھی ہوئی چیز میں کوئی غلطی نہیں کی تو کیا ان سے

اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰى مَا يَرٰى ۝ وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى ۝ عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى ۝

ان کی دیکھی ہوئی چیز میں نزاع کرتے ہو اور انہوں نے اس فرشتہ کو ایک اور دفعہ بھی دیکھا ہے سدرۃ المنتہیٰ کے پاس اس کے

عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰى ۝ اِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰى ۝ مَا زَاغَ

قریب جنت الماویٰ ہے جب اس سدرۃ المنتہیٰ کو لپٹ رہی تھیں جو چیزیں لپٹ رہی تھیں نگاہ تو نہ ہٹی

الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى ۝ لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى ۝

اور نہ بڑھی انہوں نے اپنے پروردگار کے بڑے بڑے عجائبات دیکھے

تفسیر: قسم ہے (مطلق) ستارہ کی جب وہ غروب ہونے لگے (یعنی کوئی ستارہ ہو) اور اس قسم میں نظیر ہے مضمون جواب قسم ماضل و ماغوی کی یعنی جس طرح ستارہ طلوع سے غروب تک اس تمام مسافت میں اپنی باقاعدہ رفتار سے ادھر ادھر نہیں ہوا اسی طرح آپ اپنی عمر بھر ضلال و غوایت سے محفوظ ہیں اور اس سے اذا ہوی کے ساتھ مقید کرنے کی وجہ بھی معلوم ہو گئی اور گو غروب سے طلوع تک بھی نجم کے لئے یہی حکم ثابت ہے لیکن وہ مرئی نہیں اور طلوع سے غروب تک محسوس ہے اور نیز اشارہ ہے اس طرف کہ جیسے نجم سے اہتدا ہوتا ہے اسی طرح آپ سے بھی بوجہ عدم ضلال و عدم غوایت کے اہتدا ہوتا ہے اور چونکہ وسط سما میں ہونے کے وقت سمت کا اندازہ نہیں ہوتا اور اس وجہ سے اس سے اہتدا نہیں ہوتا اس لئے اس میں قید لگائی قرب من الافق کی اور گو قرب من الافق طلوع کے وقت بھی ہوتا ہے لیکن غروب میں یہ بات زیادہ ہے کہ اس وقت طالبان اہتدا اس کو غنیمت سمجھتے ہیں اس خیال سے کہ اگر استدلال میں ذرا توقف کیا پھر غائب ہو جاوے گا بخلاف طلوع کے کہ اس میں بے فکری رہتی ہے پس اس میں اس طرف بھی اشارہ ہو گیا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے ہدایت حاصل کرلینے کو غنیمت سمجھو اور شوق سے رجوع کرو آگے جواب قسم ہے کہ) یہ تمہارے (ہمہ وقت) ساتھ (اور سامنے) کے رہنے والے (پیغمبر جن کے تمام احوال

و افعال تم کو معلوم ہیں جس سے بطور انصاف (وحق راستی) پر استدلال کرسکتے ہو یہ ہیں) نہ (وہ راہ حق) سے بھٹکے اور نہ غلط
رستے ہو لئے (ضلال یہ کہ بالکل رستہ بھول کر گمراہ جاوے اور غوایت یہ کہ غیر راہ کو راہ سمجھ کر چلتا ہے یعنی جیسے تم ان کو
دعوی نبوت و دعوت الی الاسلام میں بے راہ سمجھتے ہو یہ بات نہیں ہے بلکہ آپ نبی برحق ہیں) اور نہ آپ اپنی نفسانی
خواہش سے باتیں بناتے ہیں (جیسا تم لوگ کہتے ہو کہ افتراء بلکہ) ان کا ارشاد نری وحی ہے جو ان پر بھیجی جاتی ہے خواہ
الفاظ کی بھی وحی ہو جو قرآن کہلاتا ہے خواہ صرف معانی کی ہو جو سنت کہلاتی ہے اور قولہ وحی جزئی ہو یا کسی قاعدہ
کلیہ کی وحی ہو جس سے اجتہاد فرماتے ہوں پس اس سے نفی اجتہاد کی نہیں ہوتی اور اصل مقصود مقام کا نفی ہے زعم
کفار کی یعنی خدا کی طرف غلط بات کی نسبت نہیں فرماتے آگے وحی آنے کا واسطہ بتلاتے ہیں کہ) ان کو ایک فرشتہ
کی جانب اللہ) تعلیم کرتا ہے جو بڑا طاقت ور ہے (اور اکتساب سے طاقت ور نہیں بلکہ) پیدائشی طاقتور ہے چنانچہ ایک
روایت میں خود جبرئیل علیہ السلام نے اپنی طاقت کا بیان فرمایا کہ میں نے قوم لوط علیہ السلام کی بستیوں کو جڑ سے اکھاڑ کر
آسمان کے قریب اس کو لے جا کر چھوڑ دیا مقصود یہ کہ کلام کسی شیطان کے ذریعے سے آپ تک نہیں پہنچا کہ کذب کا شبہ ہو
کا احتمال ہو بلکہ فرشتہ کے ذریعے سے آیا ہے اور شاید شدید القوی کے ساتھ موصوف فرمانے میں یہ مقصود ہو کہ
اس کا احتمال بھی نہ کیا جاوے کہ شاید کہ اصل میں فرشتہ ہی لے کر چلا ہو مگر درمیان میں کوئی شیطانی تصرف ہو گیا ہو
پس اس میں اشارہ ہو گیا جواب کی طرف کہ وہ نہایت شدید القوی ہیں شیطان کی مجال نہیں کہ ان کے پاس بھی پھٹک سکے
پھر ختم وحی کے بعد خود حق تعالیٰ نے اس کے بعینہ ادا کر دینے کا وعدہ فرمایا ہے ان علینا جمعہ وقرآنہ. آگے اس شبہ
کا جواب ہے کہ اس وحی لانے والے کا فرشتہ ہونا جب ہی معلوم ہو سکتا ہے جب آپ ان کو پہچانتے
ہوں، اور پوری پہچان موقوف ہے اصلی صورت دیکھنے پر تو کیا آپ نے جبرئیل علیہ السلام کو ان کی اصلی صورت
پر دیکھا ہے اس کی نسبت فرماتے ہیں کہ ہاں یہ بھی ہوا ہے جس کی کیفیت یہ ہے کہ چند بار تو دوسری صورت میں دیکھا
گو وہ دوسری بھی ایسی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے اس صورت میں جو مشخصات اصلیہ تھے اور جو عارضی تھے معلوم ہو سکے
ان میں آپ کو تمیز عنایت فرما دیا جس پر دلیل عقلی دال ہے کہ اللہ تعالیٰ مکلفین کو تلبیس سے محفوظ رکھتا ہے اور اس تمیز
نہ ہونے پر یہ تلبیس جابجا امت کی مرتب ہوتی اس لئے تمیز عطا فرما دیا گو صورت اصلی نہ تھی) پھر ایک بار ایسا بھی ہوا کہ
وہ فرشتہ (اپنی) اصلی صورت پر (آپ کے روبرو) نمودار ہوا ایسی حالت میں کہ وہ (آسمان کے) بلند کنارہ پر تھا (ایک
روایت میں افق شرقی سے تفسیر آئی ہے اور افق میں دکھلائی دینے کی غالباً یہ حکمت ہے کہ وسط سماء میں دیکھنا خالی از مشقت
و تکلف نہیں اور اعلیٰ میں غالباً یہ حکمت تھی کہ بالکل افق پر بھی پوری چیز نظر نہیں آتی اس لئے ذرا اونچے پر نظر آئے اور اس
دیکھنے کا قصہ یہ ہوا تھا کہ ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام سے درخواست کی کہ مجھ کو اپنی اصلی صورت
دکھلا دو انہوں نے حراء کے پاس حسب روایت ترمذی جیاد میں وعدہ ٹھہرا لیا آپ وہاں تشریف لے گئے تو ان کو افق شرقی
میں دیکھا کہ ان کے چھ سو بازو ہیں اور اس قدر پھیلے ہوئے ہیں کہ افق غربی تک گھیر رکھا ہے آپ بیہوش ہو کر گر پڑے
اس وقت جبرئیل علیہ السلام بصورت بشریہ ہو کر آپ کے پاس تسکین کے لئے اتر آئے جس کا آگے ذکر ہے حاصل یہ کہ
وہ فرشتہ (اپنی) صورت اصلیہ میں افق اعلیٰ پر نمودار ہوا) پھر جب آپ بیہوش ہو گئے تو وہ فرشتہ (آپ کے) نزدیک
آیا پھر اور نزدیک آیا سو (قرب کی وجہ سے کہ مدلول دنی کا ہے) دو کمانوں کی برابر فاصلہ رہ گیا بلکہ (رعایت قرب کی
وجہ سے کہ مدلول ادنی کا ہے) اور بھی کم (فاصلہ رہ گیا مطلب دو کمانوں کا یہ ہے کہ عرب کی عادت تھی کہ جب دو شخص
غایت درجہ کا اتفاق و اتحاد کرنا چاہتے تھے تو دونوں اپنی اپنی کمانیں لے کر ان کے چلے یعنی تانت کو باہم ملاصق کر دیتے
اور ملاصقت میں بھی بعض اجزاء کے اعتبار سے کچھ فصل ضروری رہتا ہے پس اس محاورہ کی وجہ سے کنایہ ہو گیا
اتحاد سے اور چونکہ یہ محض اتفاق صوری کی علامت تھی تو اگر یہ دال ہوتا اتفاق پر تو قرب اتحاد ہی صادق آ سکتا ہے
او ادنی کے بڑھا دینے میں اشارہ ہو گیا کہ باوجود قرب صوری کے علاوہ آپ میں اور جبرئیل علیہ السلام میں معنوی تناسب بھی
تھا جو مادہ قرب ہے معرفت تامہ اور حفظ صورت مدرکہ اور تمیز بین المشخصات الاصلیہ والعارضیہ کا جس کا حاصل ان کی تلبیس سے

اپنے بندہ (محمد صلی ...) (اس فرشتہ کے ذریعہ سے) اللہ تعالیٰ نے ... کے بعد ... (یعنی فاوحی) ... کو تعلیم ہوئی

[illegible] کی حاجت ... معلوم ہونے ... تخصیص معلوم نہیں ... (جس کی تعیین ...) نازل ہوا تھا ... [illegible]

... دیگر ... نازل ہوا تا ... وقت ... کہ ... وحی ہو ... کے متعلق ہے ... معرفت ... ہے

... کہ ... معرفت میں اور زیادہ ... اس لئے ہوئی کہ ... تبلیغ کا ... بصورت اصلیہ ... معرفت کے ... زیادہ معرفت [illegible]

... ثابت کو دی ... سے ... جبرئیل علیہ السلام ... بالقطع ... اصلیہ کے ... بصورت ... اس بات کی ... [illegible]

... میں ... قوت ہوئی ... مرئیہ ... دیکھے گئے ... ایک شان ... بشریہ ہے ... صورت [illegible]

... تبدیل صورت ... ہوں ... کلام ... کسی شخص کے ... ہے جیسا ... حقیقت واحدہ ... [illegible]

... صورت ... ہے کہ ... شبہ کا جواب ہے ... کے متعلق ... دیکھنے ... پہچانا جاتا ہے ... [illegible]

... اور اس ... ہے ... رویت ... اثبات کیا گیا ہے ... معرفت ... ہے ... [illegible]

... اس ... ہے ... اگر ... پر ... ہے ... فی الواقع ... [illegible]

... حس ... باوجود ... کیا ... غلطی ہونا ... احساسات میں ... غلطی ... [illegible]

... اس ... یا نہیں ... تھی ... صورت رویت ... قلب ... آنکھ ... [illegible]

... کی (رہا یہ کہ اس ... غلطی نہیں ... قلب نے دیکھا ...) دیکھنے کے وقت ... صورت ... [illegible]

... بالکل ... حس ... اشکالات ... مطلقاً ... ہے کہ ... بات ... غلطی ... قلب ... [illegible]

... قلبی کا منشاء ہوتا ... محتمل ... متعدد ... کوئی ... خیالات ... بالکل ... [illegible]

... صاحب ... العقل ... کا ... اللہ علیہ وسلم ... حضور صلی ... منتقل ... تھے ... [illegible]

... ایسا ... آنے ... اثبات ... [illegible]

... رویت کا ثبوت ... معرفت ... سے ... کافی بیان ... ارشاد فرماتے ہیں کہ جب ... [illegible]

تو تعجب کی بات ہے ... عن الخطاء ... محسوسات ... کر ... چیز ... [illegible]

... خطا ... محسوسات ... اجمالات ... ہے ... دیکھتے ہیں جب ... [illegible]

... تو اس کا ... بار دیکھا ہو ... کو ایک ہی ... چیز ... [illegible]

... فوراً پہچان ہو جاتی ہے ... اس وقت ... معلوم ہوتا ہے ... [illegible]

... احتیاج ... اعلام ... کی امارات ... بعض اوقات ... ضروری نہیں ... [illegible]

... قرآن ... علامات ... صادقہ ... ہو جاتی ہے ... معرفت ... [illegible]

... محفوظ ... ذہن میں ... صورت ... اس کی ... ہو جاتا ہے ... [illegible]

... نہیں کر سکتے ... ہم ... مقدمات کی تعیین ... استدلالی ... علم ضروری ... [illegible]

... تھا ... اصلیہ کا ... مخصوصات ... صورت غیر اصلیہ ... ہوچکا تھا ... [illegible]

... اعلام ... بوقت ... پہچان ... معلوم ہو ... پورا پتہ ... جبرئیل علیہ السلام کا ... [illegible]

... صورت ... مشاہدہ ... (اور فرشتہ) ... بالکل ... خدشہ ... [illegible]

... (یعنی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے) اس فرشتہ کو ... صورت اصلیہ میں ... دیکھا ہے ... [illegible]

... پوری تعیین ہو گئی کہ ہاں جبرئیل ہی ہیں ... درخت ... بیری کے ... منتہی کہتے ہیں ... [illegible]

... سدرۃ المنتہی ... دیکھا ہے ... شب معراج میں ... دیکھا یعنی ... ساتویں آسمان میں ... جو احکام [illegible]

... ایک درخت ... آیا ہے ... حدیثوں میں ... جگہ ... انتہا کی ... اسی طرح ... [illegible]

... سدرۃ المنتہی تک پہنچتے ہیں ... وہ اول ... آتے ہیں ... [illegible]

جو اعمال صعود کرتے ہیں وہ بھی سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچتے ہیں پھر وہاں سے اوپر اٹھا لئے جاتے ہیں دنیا میں یہاں کی خاک نخت کی سی کھچڑی کر آمد و برآمد خطوط کی وہاں سے ہوتی ہے اور شاید اس تقیید میں اشارہ ہو تقویت اصالت صورت مرئیہ کی طرف کیونکہ فرشتوں کا اصل مسکن آسمان ہے اور عادت متعارفہ ہے کہ مسکن سے دور ہو کر ترکیبی کلی صورت تبدیل ہو جاوے کسی قدر بدل بھی جاتی ہے لیکن اپنے اصل مسکن میں بالکل اصلی ہیئت پر استقرار ہوتا ہے پس اصالت صورت کی زیادہ تقویت ہو گئی اور عند سدرۃ المنتہیٰ میں تو مکان رویت بتلایا تھا آگے اس مکان کا شرف بتلاتے ہیں کہ اس (سدرۃ المنتہیٰ) کے قریب جنۃ الماویٰ ہے (ماویٰ کے معنے رہنے کی جگہ چونکہ جنت نیک بندوں کے رہنے کی جگہ ہے اس لئے جنۃ الماویٰ کہتے ہیں۔ حاصل یہ کہ وہ سدرۃ المنتہیٰ ایسے ممتاز موقع پر ہے اس میں اشارہ ہو سکتا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ایسے بلند مقام پر پہنچنا دلیل ہے آپ کے معزز و مکرم ہونے کی اور قاعدہ ہے کہ ایسے مہمان معزز سے سامان اکرام کا اخفا نہیں کیا جاتا اور جبرئیل علیہ السلام کی معیت آپ کے ساتھ اکرام کے لئے تھی پس ان کی صورت اصلیہ میں احتجاب کا اصلا احتمال نہیں پس اس سے بھی تاکید ہو گئی مرئی کے انکشاف و ظہور تام کی طرف جس سے رویت کا تعلق زیادہ تام ہوگا۔ اب بعد تعیین مکان رویت کے زمان رویت کا بتلاتے ہیں کہ رویت کب ہوئی یعنی فرماتے ہیں کہ) جب اس سدرۃ المنتہیٰ کو لپٹ رہی تھیں جو چیزیں لپٹ رہی تھیں (ایک روایت میں ہے کہ سونے کے پروانے تھے یعنی صورت ایسی تھی اور ایک روایت میں ہے کہ وہ فرشتے تھے۔ یعنی حقیقت ان کی یہ تھی اور ایک روایت میں ہے کہ ملائکہ نے حق تعالیٰ سے اجازت چاہی تھی کہ ہم بھی حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت کریں ان کو اجازت ہو گئی وہ اس سدرہ پر جمع ہو گئے تھے۔ اس میں اشارہ ہو سکتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معزز و مکرم ہونے کی طرف اور باقی وجہ تقریب بھی تقیید سابق میں بیان کی گئی اب ایک احتمال یہ ہو سکتا ہے کہ ایسی حیرت انگیز چیز دیکھ کر نگاہ چکرا جاتی ہے یا دوسرے ادراک بہک جاتے ہیں جیسا کہ ایسی حالت میں جبرئیل علیہ السلام کی صورت کا ادراک ہوا ہو گا اس میں اور اک خلاف معتبر ہوا تو پھر اس خدشہ مذکورہ کا جو جواب لقد رآہ نزلۃ اخریٰ سے دیا گیا ہے وہ کافی نہ ہوا اس احتمال کے دفع کے لئے فرماتے ہیں کہ آپ ان عجائب کو دیکھ کر ذرا نہیں چکرائے اور اصلا حیرت نہیں ہوئی چنانچہ جن چیزوں کی رویت کا حکم تھا ان کی طرف نظر کرنے سے آپ کی نگاہ نہ تو ہٹی (بلکہ ان چیزوں کو خوب دیکھا) اور (جن چیزوں کے دیکھنے کا حکم نہ ہوا) نہ ان کی طرف دیکھنے کو آپ کی نگاہ بڑھی (یعنی قبل اذن نہیں دیکھا یہ دلیل ہے آپ کے غایت استقلال کی کیونکہ عجیب چیزوں سے حیرت میں اگر آدمی ہو تو حرکتیں کیا کرتا ہے یعنی جن چیزوں کے دیکھنے کو کہا جاتا ہے ان کو تو دیکھتا نہیں اور جن کے لئے نہیں کہا گیا ان کو تکتا ہے۔ غرض اس میں انضباط نہیں ہوتا۔ آگے آپ کے استقلال کی قوت بیان کرنے کے لئے فرماتے ہیں کہ) انہوں نے (یعنی پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے)

اپنے پروردگار (کی قدرت) کے بڑے بڑے عجائبات دیکھے (مگر ہر چیز کے دیکھنے میں آپ کی یہی شان رہی۔ پس ثابت ہوا کہ آپ میں غایت استقلال ہے پس حیرت کا احتمال نہیں پس خدشہ کا جو جواب لقد رآہ نزلۃ اخریٰ میں دیا تھا وہ سالم رہا۔ غرض تمام تر تقریب رویت و معرفت جبرئیلیہ کے متعلق شبہات مندفع ہو کر امر رسالت معزز و محقق ہو گیا جو کہ مقصود مقام تھا۔ ربط اوپر تحقیق رسالت کا مضمون تھا آگے توحید کا مضمون ہے۔

اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى ۝ وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى ۝ اَلَكُمُ الذَّكَرُ وَلَهُ

بھلا تم نے لات اور عزیٰ اور ایک تیسرے منات کے حال میں غور بھی کیا ہے کیا تمہارے لئے تو بیٹے ہوں اور

الْاُنْثٰى ۝ تِلْكَ اِذًا قِسْمَةٌ ضِيْزٰى ۝ اِنْ هِيَ اِلَّآ اَسْمَآءٌ سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ

خدا کیلئے بیٹیاں اس حالت میں تو یہ بہت بے ڈھنگی تقسیم ہوئی۔ نرے نام ہی نام ہیں جنکو تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے ٹھہرا لیے


ماہے یہ دوشیزہ خدا رکھے بھرے گھر کا چراغ
دراز زلفوں کی روح پرور مہک
گل کشمیر ہیر آئل ہے جسکو عام طور پر عورتیں سہاگ کا تیل کہہ کر
پکارتی ہیں جس کے استعمال کے ۱۰ روز
بعد تک ہوا کے ہر ہر جھونکے میں کبھی
ہارسنگار کبھی بیلہ کبھی چمپا کبھی نرگس
اور کبھی رات کی رانی کی بھینی بھینی
دل خوش کن اور سحر آفریں مہک
پیدا ہوکر کیف وسرور میں اضافہ
ہوتا ہے۔ یہ وہی گل کشمیر ہیر آئل ہے
جو بالوں کو چار فٹ تک بڑھاتا، پیچ و
خم دیتا ہوا خوب نشوونما کرتا ہے، بالوں
کو گرنے نہیں دیتا، جڑوں کو مضبوط،
بالوں کو نرم چمکدار بناتا، گنجا پن دور کرتا اور نئے بال پیدا
کرتا ہے اسکے نباتاتی اجزا بالوں کو سیاہ بنائے رکھتے ہیں اور سفید بالوں کو رفتہ رفتہ سیاہ کر دیتے
ہیں، بیحد مقوی دماغ ہے۔ پاس سے گزرنیوالا خوشبو سے مست ہوکر گھوم کر دیکھنے کیلئے مجبور ہو جاتا ہے
گویا تمام گلستان کی روح ملا کر ایک نادر و نایاب مرکب تیار کیا ہے۔ قیمت فی شیشی تین روپے۔ دو شیشی پانچ روپے۔ محصول ایک روپیہ علاوہ
لیکن تین شیشیوں کے خریدار کو محصول معاف اور کل سات روپے آٹھ آنے میں تین شیشیاں ارسال ہونگی۔ آج ہی اس نادر تحفہ کیلئے کارڈ لکھئے
Gule Kashmir
HAIR
OIL
روگی فریک اینڈ کمپنی انگریزی دوافروشان پوسٹ بکس نمبر ۵ پشت جامع مسجد دہلی

ربنا واجعلنا للمتقین اماما

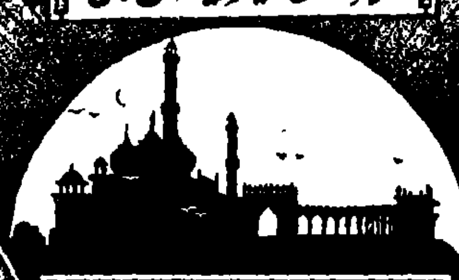
(اے ہمارے پروردگار! ہم کو پرہیزگاروں کا پیشوا بنا)

پیشوا

دہلی

ایک ماہوار مذہبی اور اصلاحی رسالہ

مدیر مسئول سید عزیز حسن بقائی



قیمت

فی پرچ

مقام اشاعت نزد جامع مسجد اردو بازار دہلی



ہے کوئی عورت

جو ماہواری رُک جانے سے پریشان ہو اور وہ بیمار ہی ہو گئی ہو

۲۴ گھنٹے کے اندر اسکا ذہنی اور پریشانی دور ہو جائے اور ماہواری ہو جائے

اسکے لئے اگر چاہے تو ایک شیشی **کامنی** دوا کی منگا کر استعمال کر لے۔ دوا حلق سے نیچے اترتے ہی اپنا کام شروع کر دیتی ہے اور تجربہ ہے کہ صرف ایک خوراک کھانے سے ہی ماہواری کھل گئی۔ ماہواری کا رک جانا عورت کو بالکل نہ بیمار بنا کر رکھتا ہے مگر اس دوا کا استعمال ماہواری کی شکایتوں کو فوراً دور کر دیتا ہے۔ قیمت ایک شیشی دو روپے آٹھ آنے، محصول ڈاک تیرہ آنے (۱۳)

بعض عورتوں کو

کسی وجہ سے فوراً ہی ماہواری جاری کرنے کی ضرورت ہوتی ہے یعنی وہ ماہواری کو جاری کر کے تندرست ہونا چاہے تو انکو **ایک دم صاف** استعمال کر لینی چاہیے۔ بہت تیز اور فوراً اثر دکھاتی ہے۔ قیمت دس روپے محصول ڈاک (۱۳)

اکسیری دواخانہ کلاں محل، نمبر ۱۴ (پی۔ ڈی) **دہلی**

جواہرات سے تولنے کے قابل بہترین دوائیں

یہ کھلی ہوئی حقیقت ہے کہ بازاری دوا فروشوں نے اخبارات میں عجیب عنوانات سے بڑے بڑے لمبے چوڑے اشتہار دے کر اشتہارات کو بدنام کر دیا ہے اور اصل حقیقت یہ ہے کہ پبلک کی بے خبری [illegible] روزی کما سکتے ہیں [illegible] کی طرح پس رہے ہیں لیکن [illegible] ارباب آزمائش کرتے کرتے بیزار ہو گئے ہیں [illegible] [illegible] ذیل کی دوائیں طلب کیجئے [illegible] دوائیں وہ ہیں جو سلاطین کے خزانوں میں جواہرات سے زیادہ [illegible] [illegible] اور شیشہ میں پیک [illegible] فہرست [illegible]

سیکسول طلا

خلاف فطرت فعل یا [illegible] کی بری حرکتوں کی وجہ سے اگر عضو مخصوص بیکار ہو چکا ہے یعنی لاغری اور [illegible] کا شکار ہو کر ناکارہ ہو گیا ہے [illegible] تو سیکسول طلا استعمال کیجئے جس سے تمام خرابیاں دور ہو کر عضو کو جوانی کی اصلی حالت پہ لے آتا ہے [illegible] قیمت فی شیشی مکمل علاج [illegible]

سیکسول ٹانک پلز

قوت مردی اور دل و دماغ کی کمزوری کے لئے جادو اثر دوا ہے جو [illegible] بے حد طاقت پہنچاتی ہے چند روز کے استعمال سے نئی زندگی پیدا ہو جاتی ہے۔ کمال یہ ہے کہ [illegible] اعضائے رئیسہ کو قوت دے کر چہرے کا رنگ نکھار [illegible] پیدا کرتی ہے سیکسول ٹانک پلز سے بہتر [illegible] والی دوا آپ کو دستیاب نہیں ہو سکتی۔ قیمت فی شیشی [illegible] علاوہ محصول ڈاک۔

عشرتین

[illegible] دوا ہے۔ ایک مرتبہ کے استعمال کے بعد [illegible] آپ کا دم [illegible] بالکل [illegible] قیمت فی شیشی [illegible] علاوہ محصول ڈاک

ریٹلنین

اسہال کی زیادتی کے لئے [illegible] بالکل [illegible] تہذیب [illegible] قیمت [illegible]

جریانی

جریان وہ موذی مرض ہے جو مرد کو [illegible] "جریانی" جریان کا سو فیصدی کامیاب علاج ہے ایک ہی شیشی کے استعمال سے [illegible] اور ذکاوت حس دور ہو جاتی ہے۔ مادہ منویہ غلیظ ہو جاتا ہے [illegible] قیمت فی شیشی مکمل علاج چار روپے علاوہ محصول ڈاک۔

ورجینول

زیادہ بچوں کی پیدائش یا کسی اور وجہ سے عورت کے [illegible] ہو جاتا ہے [illegible] کے لئے [illegible] ورجینول [illegible] قیمت [illegible] علاوہ محصول ڈاک۔

نوٹ: تینوں دوائیں ایک جا منگانے کی صورت میں محصول ڈاک معاف۔ [illegible] فہرست مفت طلب فرمائیں

منیجر ویسٹرن میڈیکل اسٹور انگریزی دوا فروشان (پی-ڈی) پوسٹ بکس ۳۴۸ دہلی

بہترین بنانے والوں کی ایک منظیم پیشکش؟

جمنا پروڈکشن کی مایۂ ناز پیشکش ہے

دو دل

نادرن انڈیا اسٹوڈیو پروڈکشن

ستارے ثریا، موتی لال، کرندیوان، بدری پرشاد، گلاب وغیرہ

کہانی مکالمہ:۔ مدہوک ڈائرکشن:۔ جگدیش سیٹھی موسیقی:۔ گوبند رام

جگت ٹاکیز ڈسٹری بیوٹرز۔ دہلی ..... اور ..... لاہور

نیو تھیٹرز کی عدیم المثال پیش کش؟

وصیت نامہ

ملکۂ ترنم بھارتی، ایشت بران اور سمیترا دعیرہ کے ساتھ دوسرے
اداکاروں نے اپنے کمالات کے جوہر دکھائے

جو

بہت جلد اپنے سینما حال میں نمائش کے لئے پیش کیا جائے گا!

چارٹکرکتا:۔ جگت ٹاکیز چاندنی چوک دہلی ..۔ لاہور

بحمایت اسلامیہ دارالارشاد دہلی

ایک ماہوار مذہبی، اخلاقی، اصلاحی ادبی رسالہ

مقام اشاعت: اردو بازار جامع مسجد دہلی

ٹیلیفون نمبر ۶۵۶۶

پیشوا دہلی

ضروری اطلاع

[illegible] کی خط و کتابت میں
[illegible] نمبر خریداری ضرور لکھیے
ورنہ شکایت کی تعمیل نہ ہوگی
منیجر

قیمت سالانہ دو روپے
ممالک غیر سے ۵ شلنگ
قیمت فی پرچہ ۳ / ر

جلد ۲۳ | بابتہ ماہ شعبان المعظم ۱۳۶۶ھ مطابق جولائی ۱۹۴۷ء | نمبر ۸

شذرات

(از [illegible])

پیشوا میں تاخیر

پیشوا ۱۹۲۵ء سے شائع ہو رہا ہے۔ سینکڑوں خریدار ایسے ہیں جو پہلے پرچہ سے اب تک میرے ساتھ رہے ہیں، اور ہزاروں ایسے ہیں جو دس دس اور پانچ پانچ سال سے خریدار ہیں، وہ سب گواہ ہیں کہ پیشوا کی اشاعت جیسی گذشتہ چند دنوں سے بے قاعدہ ہے، ایسی پہلے کبھی نہیں رہی، اور مجھے اعتراف ہے کہ میں پیشوا کو وقت پر شائع کرنے میں باوجود کوشش کے ناکام رہا۔

یہ بحث بہت طویل ہے کہ اس تاخیر میں میرا [illegible] قصور نہیں ہے، لیکن میں نے خواجہ حسن نظامی کی طرح تقدیر پر بہانے کا مدعی نہ ہونے کے باوجود کوشش میں کوئی وقیقہ اٹھا نہیں رکھا۔

خدا خدا کر کے دہلی فساد کے خطرہ سے نکلی، اور کاتب پریس، دفتری سب نے کام شروع کیا تو دہلی سے نیوز پرنٹ غائب ہے۔ میرے اخبارات و رسائل کے لئے آٹھ ہزار روپے ماہوار کا کاغذ درکار ہوتا ہے۔ پیشگی قیمت ادا کر چکا ہوں، اپنڈ سنگھ کمپنی کاغذ سپلائی نہ کر سکی، حالانکہ [illegible] سپلائی [illegible] زمانے [illegible] کے بڑھنے والوں کے سامنے [illegible] رہا ہے۔

جب [illegible] ضرورت کے مطابق [illegible] اب کوشش اصلاح سے بھی [illegible] کاغذ ہی غائب ہے۔ ہر جگہ بلیک مارکیٹ کا زور ہے۔ روپے کی قیمت [illegible]۔ لیکن اب [illegible] رہ گئی ہے [illegible] روپے [illegible] رہی، لیکن [illegible] کم [illegible] شکایت میرے مقدر میں لکھی ہے [illegible] فرمایا [illegible] اپنے رب کو [illegible]

ایوبی شائع ہوگئی

خدا کا شکر ہے کہ سلطان المجاہدین غازی اعظم حضرت صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ کی مکمل [illegible] بہت بڑی سوانح عمری کاغذ کے اس قحط کے زمانے میں شائع ہوگئی۔ اور وہ مسلمان جو پاکستان

کے حامی نہیں ہیں، روز بروز اس نامنہاد مسلمان فرقے کے ملالات جوق جوق پڑھ رہے ہیں۔ مکمل اشتہار پیشوا کے کسی صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں، اور اگر اس وقت تک آپ اس نعمت سے محروم رہے ہوں تو منیجر صاحب پیشوا دہلی سے فہرست طلب فرمائیں۔

مترجم کلام اللہ اور کتب احادیث کے تراجم

خدا کا شکر ہے کہ صحاح ستہ کی تمام احادیث کے اردو زبان میں تراجم ہو چکے ہیں، اور اعجاز نما قرآن حکیم بھی مقبول ہو کر ختم ہو گیا ہے، لیکن چونکہ میری مالی حالت ایسی نہیں رہی ہے کہ میں ان سب تراجم اور کلام اللہ کے متعدد ایڈیشنوں کو جلد از جلد شائع کر سکوں۔ اس لئے مجھے چند ایک ایسے سرمایہ داروں کی ضرورت ہے، جو اس نیک کام میں روپیہ لگا سکیں، کام نفع بخش ہے۔

جو حضرات پاک روزی تجارت کے ذریعہ حاصل کرنا چاہتے ہیں، وہ مجھ سے خط و کتابت کریں۔

کپڑے اور غلہ کا قحط

انتہائی افسوس ہے کہ سیوری حکومت کے دور میں بھی کپڑے اور غلہ کی مصیبت کم ہونے کی بجائے بڑھی، اگرچہ ڈاکٹر راجندر پرشاد نے غلہ کی مشکلات پر قابو پانے کی کوشش کی لیکن کانگریس لیگ کشمکش، سامراج کانگریس کشمکش، سفید فام اور لیگی مسلمان ملازموں کی سازش سے ڈاکٹر صاحب اس قحط کو نہ روک سکے، جو اس مہینہ سے شروع ہو رہا ہے۔

ہم جانتے ہیں کہ ابھی صرف لفافہ ہی بدلا ہے، کانگریس کے پاس الہ دین کا چراغ نہیں ہے کہ وہ اس کو رگڑتے ہی دو سو سال کے تباہ شدہ ہندوستان کی کایا پلٹ دے۔ لیکن اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اس قحط کا نتیجہ تدبیری کی بھی دخل ہے جس کے ذمہ دار وہ لوگ ہیں جو فائلوں پر نوٹ لکھتے ہیں اور حالات سے ناواقف ہیں۔

مثلاً پنجاب میں چنا اور یوپی میں گڑ رکھا ہوا تباہ ہو رہا ہے اور اس طرح ایک صوبے کی پیداوار کا دوسرے صوبے میں ضرورت کے وقت نہ جانا بھی غذائی مشکلات کے اضافہ کا باعث ہوتا ہے۔ اس لئے ضرورت ہے کہ ڈاکٹر صاحب غذائی پالیسی کی نظر ثانی کریں، اور زیادہ غلہ اگاؤ کے لئے وہ تمام سائنٹفک آلات مہیا کریں، جس سے فصل جلدی تیار ہو، اناج بکثرت ہو، اور جو زمینیں کارآمد ہوں، تاکہ دوسرے ممالک کو کپڑا اور شوگر دے کر اور زیادہ سے زیادہ قیمت ادا کر کے ہندوستان کے لئے غلہ حاصل کرنے کی سال آئندہ ضرورت نہ رہے۔

ہم جانتے ہیں کہ ڈاکٹر صاحب کو آئین ساز اسمبلی کا کام بہت ہے اور اسی وجہ سے وہ خود منسٹری سے استعفیٰ بھی دے رہے ہیں لیکن کپڑے کا قحط اگر ٹالا جا سکتا ہے تو اسی صورت میں کہ جاپانی، امریکی، کینیڈین اور آسٹریلین کلاتھ سے ۶ مہینے کے لئے ڈیوٹی اٹھا دی جائے، اور سرکاری روئی کا فی پر لاگت کی لاگت زرخرید کا انتظام کر دیا جائے، تو ایسی صورت میں زمین دوز گودام بلیک مارکیٹ سے کھلے بازار میں آ جائیں گے، اور ملک اپنی ضروریات کے مطابق کپڑا حاصل کر سکے گا، اس عرصہ میں ہندوستان میں نئے مل جاری ہو کر کپڑے کی بیرونی آمد سے نجات حاصل کر لی جائیگی۔

ہم جانتے ہیں کہ اس طرح ٹیکسوں کی تھوڑی سی آمدنی کا خسارہ ہو گا، لیکن ملک کی مانگ کا بڑا حصہ پورا ہو کر ملک میں رہ دسی بے چینی ختم ہو جائے گی۔ اس طرح سال آئندہ غلہ کے قحط سے بھی نجات مل سکتی ہے۔ اگر ہوائی جہاز کے ذریعہ کھاد، آلات زرعی، امریکہ، روس، کینیڈا سے حاصل کرتے جائیں، اور بنجر زمینوں کا لگان پانچ سال تک معاف کرنے کا اعلان کر دیا جائے۔

کیا ان گذارشات پر غور کرنے کے لئے وہ لوگ توجہ فرمائیں گے، جو فائلوں کے چکر میں پھنسے ہوتے ہیں؟

جن

خریدار صاحبان کی میعاد خریداری اس مہینہ میں ختم ہو رہی ہے ان میں

> ایک آپ بھی ہیں اور آپ کا نمبر خریداری - - - - - - - ہے

اگر آپ سال آئندہ کے لئے خریدار رہنا چاہیں تو کم سے کم دو نئے خریدار فراہم کیجئے اور سب کی قیمت آج ہی دفتر رسالہ پیشوا دہلی کو روانہ کیجئے اور اگر خدانخواستہ کسی وجہ سے آپ خود سال آئندہ کیلئے خریدار رہنا پسند نہ کریں تو از راہ کرم اسی وقت ایک پوسٹ کارڈ منیجر رسالہ پیشوا دہلی کے نام لکھ دیجئے کہ سال آئندہ کیلئے خریداری منظور نہیں۔ آپ کے اس کارڈ کے وصول ہوتے ہی آپ کا نام رجسٹر خریداران سے بصد افسوس خارج کر دیا جائیگا، اور اگر آپ نے منی آرڈر نہ بھیجا یا عدم خریداری کا خط نہ لکھا تو

احکام القرآن

قرآنی احکام پر ایک لاجواب کتاب جو عرصہ تک ناظرین پیشوا کے لیے لکھی گئی

(از حضرت علامہ آغا رفیق صاحب بلند شہری)

گذشتہ سے پیوستہ

(۲۳۱)

اولی الارحام ترکہ کے مستحق ہیں

النبی اولی بالمؤمنین من انفسہم وازواجہ امہاتہم واولوا الارحام بعضہم اولی ببعض فی کتاب اللہ من المؤمنین والمہاجرین الا ان تفعلوا الی اولیائکم معروفا کان ذلک فی الکتاب مسطورا۔

نبی مومنین پر ان کی جانوں سے زیادہ حق رکھتا ہے اور اس کی بیویاں مومنین کی مائیں ہیں اور رشتہ دار آپس میں ایک دوسرے کے عام مومنین اور مہاجرین سے کتاب اللہ کی رو سے زیادہ حقدار ہیں۔ لیکن تم اپنے دوستوں سے کچھ سلوک یا وصیت کرو تو یہ احسان ہے۔ کتاب لوح محفوظ میں یہی لکھا ہوا ہے۔

تفسیر۔ اس آیت کے ذکر سے اگرچہ مقصود مسئلہ اولی الارحام کا بیان کرنا ہے، لیکن مفید و دلچسپ ہونے کے اعتبار سے پوری آیت کی تشریح مناسب ہے۔ مفسرین نے بیان کیا ہے کہ حضور قرض کو بہت برا خیال کرتے تھے اور مسلمانوں کو اس سے منع فرمایا کرتے تھے یہاں تک کہ جب کوئی جنازہ نماز کے لئے لایا جاتا تھا اور حضور سے نماز پڑھانے کی استدعا کی جاتی تو حضور دریافت فرماتے کیا اس پر کچھ قرضہ ہے؟ اگر بتایا جاتا کہ قرضہ ہے تو حضور خود اس پر نماز نہ پڑھتے، اور صحابہ کو نماز پڑھنے کا حکم دیدیتے اور یہ بتایا جاتا کہ قرضہ نہیں ہے تو اس پر نماز پڑھ دیتے۔

ایک روز ایک انصاری کا جنازہ لایا گیا حضور نے پوچھا: کیا تمہارے دوست کے ذمہ کچھ قرض ہے؟ لوگوں نے عرض کیا: دو درہم یا دو دینار کا قرض ہے۔ حضور نے پوچھا قرض کے ادا کرنے کا کوئی سامان ہے؟ لوگوں نے عرض کیا نہیں۔ یہ سنکر حضور نے اپنی واپسی کا ارادہ کیا تھا کہ حضرت علی نے عرض کیا: یارسول اللہ! یہ قرضہ میں ادا کروں گا۔ حضور نے یہ سنکر نماز پڑھا دی۔ جب یہ آیت نازل ہوئی جس میں خداوند تعالیٰ نے حضور کو بتایا کہ مومنین پر بحد رحمت و شفقت کا زیادہ حق نبی پر ہے یعنی ان کے رشتہ داروں وغیرہ سے زیادہ مومنین کا حق ہے۔ مومن کا قرضہ مجھ پر ہے اور جو ترکہ چھوڑے وہ اس کے وارثوں کا ہے۔

بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ یہ آیت غزوہ تبوک کے سلسلہ میں نازل ہوئی تھی جس کی تشریح یہ ہے کہ حضور نے جب غزوہ تبوک کا ارادہ کیا تو تمام مسلمانوں کو یہ حکم دیا کہ وہ ہمارے ساتھ چلیں۔ بعض لوگوں نے یہ حکم سنکر عرض کیا: یارسول اللہ! ہم اپنے ماں باپ سے اجازت حاصل کر لیں۔ اس پر یہ حکم نازل ہوا کہ مومنین پر ان کی جانوں سے زیادہ نبی کا حق ہے۔ یعنی مسلمانوں کو بتایا گیا کہ یہ بات ان کی شان کے خلاف ہے کہ وہ حضور کے حکم کی بجا آوری میں غفلت سستی یا کسی عذر و حیلہ سے کام لیں۔ نبی کا حق ان کی جانوں سے زیادہ ہے یعنی اس کا حکم تمام امور پر مقدم ہے۔ بعض مفسرین نے اولی بالمؤمنین کا مطلب یہ بتایا ہے کہ نبی مسلمانوں پر زیادہ مہربان ہے اور اس کی اطاعت مسلمانوں کے لئے زیادہ نافع ہے۔

بعض مفسرین نے انبیاء اب لہم کے الفاظ لکھے ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ نبی اے مسلمانو تمہارا دینی باپ ہے اور ہر نبی اپنی امت کا دینی باپ ہوتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ مومنین کو بھائی کہا جاتا ہے اور آیت کا اگلا جملہ اس مفہوم کے زیادہ مناسب ہے یعنی نبی کی بیویاں اے مسلمانو تمہاری مائیں ہیں یعنی ماؤں کی طرح تم پر حرام ہیں اور ماؤں کی طرح تعظیم کی مستحق ہیں۔

یہ تو آیت کے ابتدائی جملوں کا مطلب ہوا اب

اصل مسئلہ کا ذکر کیا جاتا ہے۔ ابتدائے اسلام میں ترکہ کی وراثت کا یہ قاعدہ تھا کہ مسلمانوں میں توارث کی بنیاد دینی رشتہ یا اخوت کا [illegible] تھا یعنی دینی بھائی بہن ماں باپ مسلمان [illegible] کر [illegible] وارث ہوتے تھے اور مہاجر و انصار [illegible] ایک دوسرے کے وارث قرار پاتے تھے۔ خداوند تعالیٰ نے واولی الارحام بعضہم اولیٰ ببعض کہہ کر وراثت کے اس قاعدہ کو منسوخ کر دیا۔ اولی الارحام میت کے ترکہ کے وارث قرار [illegible] مطلب یہ ہے کہ اولی الارحام سے وراثت اولیٰ [illegible] دوسرا نہ ہوگا یعنی میت [illegible] رکھتی۔

آیت [illegible] کا مطلب یہ ہے کہ اولی الارحام ہر حال میں [illegible] صورت میں جبکہ تم اپنے دوستوں [illegible] احسان کرو یعنی وصیت کے ذریعہ اولی الارحام کے سوا دوسروں کو کچھ دیدو اس صورت میں اولی الارحام وہ حقدار ہوں گے بلکہ پہلے اس وصیت کو پورا کیا جائے گا [illegible] اولی الارحام [illegible] خدا کا حکم ہے [illegible] کی [illegible]

وراثت کے مسئلہ کی پوری تفصیل کتب فرائض میں درج ہے وہاں دیکھنی چاہیئے۔

---

(۲۳۲)

مختار عورت شوہر کو اختیار کرے تو طلاق واقع نہ ہوگی

یا ایھا النبی قل لازواجک	اے نبی اپنی بیویوں سے
ان کنتن تردن الحیوۃ	کہہ دو کہ اگر تم دنیا کی زندگی
الدنیا وزینتھا فتعالین	اور اس کی زینت چاہتی ہو تو
امتعکن واسرحکن	آؤ میں تمہیں فائدہ پہنچا کر اچھی
سراحا جمیلا وان	طرح سے رخصت کر دوں
کنتن تردن اللہ ورسولہ	اور اگر تم اللہ اور اللہ کے
والدار الاخرۃ فان	رسول اور عالم آخرت کو چاہتی
اللہ اعد للمحسنات	ہو تو بیشک اللہ نے جو تم میں
منکن اجرا عظیما	سے نیکوکار ہیں ان کے لئے
	بڑے بڑے ثواب تیار کر رکھے
	ہیں۔

تفسیر۔ اس آیت کے نزول کا واقعہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ حضور کی بیویوں نے حضور سے بہترین لباس اور خرچ میں زیادتی کا مطالبہ کیا۔ خداوند تعالے نے اس مطالبہ کے سلسلے میں یہ حکم نازل فرمایا کہ اے نبی اپنی بیویوں سے کہہ دو کہ اگر تم خوش حالی اور دنیوی عیش و عشرت کی خواستگار ہو تو آؤ میں تم کو کچھ دے کر رخصت کر دوں یعنی طلاق دیدوں، اور اگر تم دنیوی عشرت و زینت کی خواہشمند نہیں ہو اور اللہ، اللہ کے رسول اور روز آخرت کی خواہش رکھتی ہو تو اللہ نے تمہارے لئے بڑے ثواب تیار کر رکھے ہیں۔

جب یہ آیت نازل ہوئی تو ... حضور نے اس حکم سے حضرت عائشہ رضی کو آگاہ کیا اور ... ان کو اختیار دیدیا یعنی یا تو وہ طلاق حاصل کریں، یا خدا و رسول کو اختیار کریں۔ حضرت عائشہ رضی نے خدا اور رسول کو اختیار کر لیا۔ اور اس کے بعد بقیہ ازواج نے بھی خدا اور رسول کو اختیار کر لیا۔

اس آیت سے فقہ کا یہ مسئلہ نکلا کہ اگر بیوی کو اس امر کا اختیار دیدیا جائے کہ چاہے تو وہ علیحدگی اختیار کرے اور چاہے شوہر کو اختیار کرے اس کے نکاح میں رہے اور بیوی شوہر کو اختیار کرے تو اس پر طلاق واقع نہ ہوگی۔

آیت میں ایک بڑا استدلال ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ ... بیوی کو رخصت کیا جائے۔ اس مسئلہ کی تفصیل آگے آئے گی۔

(۳۳۳)

ازواج نبی کی فضیلت اور مناقب اہلبیت کا بیان

یا نساء النبی ...	تم متقی ہو تو کسی سے نرم
کاحد من النساء ان اتقیتن	باتیں نہ کرو کہ دل میں کھوٹ
فلا تخضعن ...	رکھنے والے امید قائم کرلیں
...	اور باتیں سیدھی کیا کرو۔
فی قلبہ مرض و قلن	اپنے گھروں میں رہو اور زمانہ
... وقرن	جاہلیت سابقہ کی زینت نہ
فی بیوتکن ...	دکھاتی پھرو، نماز پڑھتی رہو ...

تبرج الجاھلیۃ الاولی و اقمن الصلوٰۃ و اٰتین الزکوٰۃ و اطعن اللہ و رسولہ۔ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھرکم تطہیرا۔

... اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔ اے پیغمبر کے گھر والو! اللہ یہ چاہتا ہے کہ تم سے نجاست دور رکھے، اور تم کو خوب پاک صاف رکھے۔

تفسیر:- یہ آیت ازواج نبی صلعم کے فضائل اور مناقب اہل بیت کی جامع آیت ہے، ازواج کی فضیلت تو آیت کے پہلے جملے سے ثابت ہوتی ہے اور اہل بیت کے مناقب آیت کے آخری حصے سے۔ علماء امت کا اس پر اتفاق ہے کہ حضور صلعم کی بیویاں ساری دنیا کی عورتوں سے افضل و بہتر ہیں۔

اس باب میں علماء اہل سنت و علماء شیعہ کے درمیان یہ اختلاف ہے کہ حضور صلعم کی بیویوں میں سے حضرت عائشہ رض حضرت فاطمہ رض پر فضیلت رکھتی ہیں یا نہیں علماء اہل سنت کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ رض حضرت فاطمہ رض سے افضل ہیں اور علماء شیعہ حضرت عائشہ رض میں کوئی فضیلت بلکہ ... بھلائی بھی نہیں پاتے۔ بہرنوع جب یہ مسلم ہے کہ حضور صلعم کی بیویاں تمام دنیا کی عورتوں سے بہتر و افضل ہیں تو حضرت عائشہ رض بھی ان میں داخل ہیں۔

آیت کا جملہ ان اتقیتن ازواج مطہرات اور دنیا کی تمام مسلمان عورتوں کے لئے ایک بہترین وعظ و نصیحت ہے۔ یعنی خدا نے ان کو یہ حکم دیا ہے کہ تم امور شرع کی پابندی کرو، خدا و رسول کی اطاعت کرو، موزوں و مناسب بات کہو، غیروں سے اس طرح بات نہ کرو کہ ان کے دل میں کوئی وسوسہ یا شیطانی خیال پیدا ہو، گھروں سے باہر نہ نکلو اور زینت کا اظہار نہ کرو۔

اہل بیت کے مناقب انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس الخ میں بیان کئے گئے ہیں۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ اے اہل بیت نبوی (ازواج و اولاد) خدا نے تم کو مذکورہ بالا امور کا حکم اس لئے دیا ہے کہ خدا نے تم کو نجاست (یعنی اس گناہ سے جو عزت کو آلودہ کر دے) سے دور رکھا اور تم کو خوب پاک و صاف رکھنا چاہتا ہے۔

صحابہ کرام کے درمیان اس امر میں اختلاف ہے کہ اہل بیت سے کون لوگ مراد ہیں۔ حضرت عکرمہ رض فرماتے ہیں اہل بیت سے مراد حضور کی بیویاں ہیں، اور آیت کا ابتدائی حصہ اس قول کی تائید کرتا ہے۔ حضرت ام سلمہ رض، ابو سعید خدری رض اور انس بن مالک رض کی روایت یہ ہے کہ اہل بیت سے مراد فاطمہ رض، علی رض، حسن رض اور حسین رض ہیں، اور ان احادیث سے اس کی تائید ہوتی ہے جن میں حضور نے ان حضرات کو اپنا اہل بیت ظاہر فرمایا ہے۔ معتمد ماتریدی نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ آیت ازواج و اولاد کو عام ہے۔

(۲۳۴)

متبنّٰی کی مطلقہ سے نکاح جائز ہے

وما كان لمؤمن ولا مؤمنة اذا قضى الله ورسوله امرا ان يكون لهم الخيرة من امرهم ومن يعص الله ورسوله فقد ضل ضلالا مبينا واذ تقول للذي انعم الله عليه وانعمت عليه امسك عليك زوجك واتق الله وتخفي في نفسك ما الله مبديه وتخشى الناس والله احق ان تخشاه فلما قضى زيد منها وطرا زوجنا كها لكيلا يكون على المؤمنين حرج في ازواج ادعيائهم اذا قضوا منهن وطرا وكان امر الله مفعولا۔

کسی مرد مومن یا عورت مومن کو روا نہیں ہے کہ جب اللہ اور اللہ کا رسول کسی بات کا فیصلہ کر دیں تو پھر وہ اپنے کاموں میں اپنا اختیار باقی سمجھیں، جس نے اللہ اور اللہ کے رسول کی نافرمانی کی وہ صریح گمراہی میں پڑا۔ اے محمد! اس وقت یاد کرو جب تو زید سے جس پر اللہ نے احسان کیا تھا اور تو نے بھی اس پر احسان کیا تھا، کہہ رہا تھا کہ اپنی بیوی (زینب) کو اپنی زوجیت میں رہنے دے، اللہ سے ڈر، اور وہ بات جو اللہ ظاہر کرنے والا تھا تو اپنے دل میں اس کو چھپاتا تھا اور تو لوگوں سے ڈرتا تھا حالانکہ اللہ زیادہ مستحق اس کا ہے کہ تو اس سے ڈرے۔ جب زید نے اس (زینب) سے بے تعلقی کر لی تو ہم نے اس (زینب) کے ساتھ (تیرا) نکاح کر دیا تاکہ مومنوں کے لئے اپنے منہ بولے بیٹوں کی بیویوں کے ساتھ نکاح کرنے میں جب وہ ان بیویوں سے بے تعلق ہو جائیں، کوئی مضائقہ نہ رہے۔ اللہ کا حکم ہو کر رہتا ہے۔

تفسیر: — یہ دو آیتیں ہیں۔ پہلی آیت میں زینب کے منہ بولے بیٹے زید بن حارثہ رض کا ذکر ہے، اور دوسری میں یہ ہے کہ زید نے طلاق دے دی اور حضور سے ان کا نکاح ہوا، کا واقعہ ہے۔ پہلی آیت کی تشریح یہ ہے کہ زید بن حارثہ قبیلہ بنی کلب سے تھے۔ عرب ان کو پکڑ کر لے آئے اور مکہ کے بازار میں ان کو فروخت کر دیا۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رض کے ایک عزیز نے ان کو حضرت خدیجہ رض کے لئے خرید لیا۔ پھر جب حضرت خدیجہ رض نے حضور سے نکاح کیا تو حضرت خدیجہ رض نے اپنا تمام مال اور لونڈی غلام جن میں زید بھی تھے حضور پر ہبہ کر دئے۔ کچھ عرصہ کے بعد بنی کلب کے کچھ لوگ تجارت کی غرض سے مکہ میں آئے ... ان کا گمشدہ لڑکا زید ... وہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور زید کو بڑی سے بڑی قیمت پر حضور سے خریدنا چاہا لیکن زید ... زینب کے بھائی عبد اللہ نے نکاح سے انکار کر دیا۔ اس پر آیت کا پہلا حصہ نازل ہوا جس کا مطلب یہ ہے کہ کسی مومن مرد اور مومنہ عورت کو یہ روا نہیں ہے کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی امر کا فیصلہ کر دیں تو وہ اپنے کاموں میں اپنا اختیار باقی سمجھیں۔ آیت میں مومن مرد سے مراد زینب کے بھائی عبد اللہ ہیں، اور مومن عورت سے مراد زینب ہیں۔ غرض اس آیت کے نازل ہونے پر عبد اللہ اور زینب دونوں نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ہم راضی ہیں۔ اس کے بعد حضور نے حضرت زید سے زینب کا نکاح کر دیا، اور زید کی طرف سے دس دینار، ساٹھ درہم، ایک اوڑھنی، چادر، ازار، پچاس مد غلہ اور تیس صاع کھجوریں مہر میں دیں۔

... سے ثابت ہوا کہ اگر اختیار نہ دیا جائے تو امر وجوب کے لئے ہوتا ہے۔

شرح مثنوی مولانا روم رح

(از معاون ایڈیٹر)

آب و گل چوں از دم عیسیٰ چرید ... بال و پر بکشاد مرغے شد پرید

ترجمہ :- جب پانی اور [illegible] دم عیسیٰ [illegible] سے غذا حاصل کی تو [illegible] بال و پر [illegible] اور اڑ گیا۔

تشریح :- اوپر [illegible] بلا واسطہ جب کسی چیز پر اثر ڈالتی ہے تو وہ نئی صورت اختیار کرلیتی ہے، جیسا کہ موسیٰ نے [illegible] دریا خشک ہو جانے اور راستہ دینے کا حکم دیا تھا، اور قارون کو زمین کے اندر دھنسا دیا تھا، اسی طرح خدا کے حکم سے عیسیٰ کی گندھی ہوئی مٹی [illegible] پھونک [illegible] اور وہ مٹی پرندہ بن گئی تھی۔

ہست تسبیحت بجائے آب و گل ... مرغ جنت شد ز نفخ صدق دل

ترجمہ :- تیری تسبیح آب و گل کی جگہ ہے۔ سچے دل کی پھونک سے یہ تسبیح جنت کا مرغ بن جاتا ہے۔

تشریح :- یعنی جس طرح مادیات میں آب و گل نے حضرت عیسیٰ کے پھونک مارنے سے پرندہ کی شکل اختیار کرلی تھی اسی طرح روحانیات یا معنویات میں بھی ہوتا ہے اور اے سالک تو جو تسبیح پڑھتا ہے وہ قلب کی سچائی اور پاکیزگی کی پھونک سے جنت کا پرندہ بن جاتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ خدا کی پاکی بیان اور صدق دل سے بیان کرنا بھی دم عیسیٰ کا اثر رکھتا ہے کہ اس سے تسبیح جنت کا جانور بن جاتا ہے۔

از دہانت چوں برآمد حمد حق ... مرغ جنت ساختش رب الفلق

ترجمہ :- تیرے منہ سے جب حق تعالیٰ کی تعریف نکلتی ہے تو پروردگار اس کو جنت کا مرغ بنا دیتا ہے۔

تشریح :- اوپر کی دو مثالیں بلاواسطہ خدا کی قدرت کا اظہار ہیں اور اس مثال میں بلاواسطہ خدا کی قدرت کا بیان ہے۔ یعنی خداوند تعالیٰ چاہے تو انسان کے منہ سے نکلی ہوئی حمد خدا کو جنت کا پرند بنا دیتا ہے۔

کوہ طور از نور موسیٰ شد برقص ... صوفی کامل شد و رست از نقص

ترجمہ :- موسیٰ کے نور سے کوہ طور رقص (حرکت) میں آگیا اور صوفی کامل بن کر نقص سے پاک ہوگیا۔

تشریح :- کوہ طور پر خدا کی تجلی جو موسیٰ کے لئے ہوئی تھی، اس سے [illegible] ہوگیا۔ اور وہ صوفی کامل بن گیا یعنی خدا کی تجلی سے وجد میں آگیا، اور مادی نقص سے پاک ہوگیا۔ بظاہر یہ بات قرین عقل و قیاس نہیں ہے کہ پہاڑ کیونکر مادی نقائص سے پاک ہوسکتا ہے، لیکن یہ شبہ درست نہیں ہے۔ اس لئے کہ حضرت موسیٰ بھی مٹی کے بنے ہوئے تھے، جب خدا نے ان کی حالت تبدیل کردی اور وہ باوجود جمادات کی صفت رکھنے کے خدا کی قدرت سے برگزیدہ اور کامل ہوگئے، تو یہ نسبت کوہ طور میں بھی ہے۔ پھر اس کے مادی ہونے پر یہ شبہ قطعی لغو ہے اور خدا کی قدرت سے انکار ہے۔ غرض یہ کہ خدا کی قدرت میں ہر چیز ممکن ہے اور خدا ہر چیز پر پوری پوری قدرت رکھتا ہے۔

چہ عجب گر کوہ صوفی شد عزیز ... جسم موسیٰ از کلوخے بود نیز

ترجمہ :- پیارے اگر پہاڑ صوفی بن گیا تو تعجب کیا ہے۔ آخر موسیٰ بھی تو مٹی کے بنے ہوئے تھے۔

تشریح - اس کی کیفیت اور شرح اوپر کی جاچکی ہے۔

ایں عجائب دید آں شاہ جہود ... جز کہ طنز و جز کہ انکارش نبود

ترجمہ :- اس یہودی بادشاہ نے ان عجیب باتوں کو دیکھا، لیکن طنز اور انکار ہی پر قائم رہا۔

تشریح :- یہاں سے مولانا پھر یہودی بادشاہ کے واقعہ کا سلسلہ شروع کرتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ یہودی بادشاہ نے آگ میں بچہ کا پھینکا جانا، اس کی ماں اور عام مذہبی لوگوں کا آگ میں کود جانا اپنی آنکھوں سے دیکھا، لیکن اس پر اس کا کچھ اثر نہ ہوا، اور بدستور دین حق کے انکار اور مخالفت پر قائم رہا۔

سالکان طریقت

(مقالات صوفیات کرام پر ایک اہم اور مستقل سلسلہ جو صرف قارئین پیشوا کیلئے لکھا گیا)

از سید عزیز حسن (دہلوی)

(گذشتہ سے پیوستہ)

(۳۱۶)

ایک اہل اللہ لونڈی کا واقعہ

حضرت سری سقطی رح بیان فرماتے ہیں میں نے خدمت کے لئے ایک لونڈی کو خرید کیا اور وہ عرصہ دراز تک میری خدمت کرتی رہی اور اپنے حال کو مخفی رکھا، وہ ایک گوشۂ تنہائی میں فرصت کے وقت چلی جاتی اور نماز پڑھا کرتی تھی۔ ایک روز رات کو میری آنکھ کھلی تو میں نے اس لونڈی کو نماز میں مشغول پایا۔ نماز پڑھ کر وہ دعا و مناجات کرتی اور پھر نماز پڑھنے لگتی۔ ایک دفعہ میں نے اس کو یہ کہتے سنا: "اے اللہ! اس محبت کے صدقہ سے جو مجھ کو تجھ سے ہے کیا میرے لئے ایسا کر سکتا ہے"۔ معاً غیب سے یہ آواز سنائی دی، یوں نہیں بلکہ یوں کہو کہ تجھ کو جو محبت مجھ سے ہے۔ لونڈی نے کہا: میرے آقا اگر تجھ کو مجھ سے محبت نہ ہوتی تو تو مجھ کو نہ تو بیٹھنے کا موقع دیتا اور نہ کھڑے ہونے کا۔ صبح کو میں نے اس لونڈی کو بلایا اور کہا: تو میری خدمت کا اہل نہیں بلکہ واقعہ یہ ہے کہ میں تیری خدمت کے قابل ہوں، اور تو اپنے سب سے بڑے آقا کی خدمت کے لائق ہے جا جہاں تیرا جی چاہے چلی جا۔ میں نے تجھ کو آزاد کیا اور صرف خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے آزاد کیا لیکن لونڈی کے چلے جانے کے بعد مجھ کو بڑا افسوس ہوا کہ میں نے آزاد کر کے اس کو چلے جانے کی اجازت کیوں دیدی۔

(۳۱۷)

ایک حقیر لونڈی کا واقعہ

عامر بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک لونڈی کو دیکھا جو بیچنے کے لئے بازار میں سے سامنے فروخت کی جا رہی تھی۔ میں نے لونڈی پر نظر ڈالی، اس کا پیٹ پشت سے لگا ہوا تھا، بال بکھرے ہوئے تھے اور رنگ زرد تھا، مجھ کو اس پر رحم آگیا اور میں نے اس کو خرید لیا۔ ایک روز میں نے اس سے کہا رمضان شریف آرہے ہیں چلو بازار سے ضروری چیزیں خرید لائیں۔ لونڈی نے کہا "اس خدا کا شکر ہے جس نے تمام مہینوں میں صرف ایک مہینہ کو ہمارے لئے بنایا ہے اس مہینہ میں ہم کو دنیوی مشاغل سے بالکل اجتناب کرنا چاہئے۔" عامر کہتے ہیں کہ میں نے لونڈی کو رمضان بھر دن کو روزہ رکھتے اور رات کو عبادت کرتے دیکھا، جب عید قریب آئی تو میں نے لونڈی سے کہا: کل صبح تو میرے ساتھ بازار چلنا کہ عید کا سامان خرید لائیں۔ لونڈی نے کہا: میرے آقا! آپ تو دنیوی ضروریات اور مشاغل کو بہت ضروری سمجھتے ہیں۔ یہ کہکر وہ چلی گئی اور نماز پڑھنے لگی، اس کے بعد قرآن شریف پڑھنا شروع کیا۔ جب اس آیت پر پہنچی ویسقیٰ من ماء صدید الخ تو بار بار اس کو پڑھا یہاں تک کہ خوف سے ایک چیخ اس کے منہ سے نکلی اور روح پرواز کر گئی۔

(۳۱۸)

ایک لونڈی کا خوف الٰہی

ایک بزرگ کا بیان ہے کہ میں ایک روز اپنی لونڈی کو ساتھ لے کر بازار گیا اور ایک جگہ اس کو بٹھا کر کہا: جب تک میں نہ آؤں یہیں بیٹھی رہنا۔ میں چلا گیا اور اپنے کاموں سے فارغ ہو کر اس جگہ آیا تو لونڈی کو اس جگہ نہ پایا میں غیظ و غضب کی حالت میں گھر کی جانب روانہ ہوا گھر میں داخل ہوا تو لونڈی نے حاضر ہو کر عرض کیا: میرے آقا! غصہ میں عجلت سے کام نہ لیجئے واقعہ یہ ہے کہ جب آپ

آپ بھی بھاگ گئے تھے وہاں ایسے لوگ تھے جو خدا کے ذکر سے غافل تھے اور کسی کی زبان پر خدا کا نام نہ آتا تھا میں نے دل میں کہا کیا نہ ہو ان خدا سے غافل لوگوں کو خدا زمین میں دھنسا دے اور ان کے ساتھ میں بھی پیوند زمین ہو جاؤں" یہ سنکر میں نے لونڈی سے کہا۔ خدا نے اپنے نبی و حبیب حضور صلعم کے صدقہ میں اس قوم کو زمین میں دھنسا دینے کے عذاب سے محفوظ رکھا ہے"۔ لونڈی نے کہا " اگرچہ زمین میں دھنسا دینے کے عذاب سے خدا نے اس امت کو محفوظ رکھا ہے لیکن قلب کے خطرے سے تو خدا نے حفاظت کا وعدہ نہیں کیا ہے یقیناً جو قلب خدا کے ذکر سے غافل ہوگا خدا اس کو اپنی معرفت کے نور سے محروم کر دے گا اور وہ مصیبت کے عذاب میں مبتلا ہو جائیگا"

(۳۱۹)

خدا پر بھروسہ رکھنے والا غنی ہے

ابو الحسن دیلمی کہتے ہیں کہ مجھ سے ایک حبشی انسان کا ذکر کیا گیا کہ وہ دل کی حالت بتلا دیتا ہے میں اس کے پاس گیا، دیکھا تو وہ چند چیزیں بیچنے کے لئے بیٹھا تھا۔ میں نے اس سے معاملہ کرنے کے لئے پوچھا " یہ چیز کتنی قیمت پر بیچتے ہو" اس نے میرے چہرے پر نظر ڈالی اور پھر کہا " میرے پاس بیٹھ جاؤ جب کوئی چیز بک جائے گی تو میں کچھ تمہاری خدمت بھی کروں گا اس لئے کہ تم دو دن سے بھوکے ہو" ابو الحسن بیان کرتے ہیں کہ واقعی میں دو دن سے بھوکا تھا لیکن میں نے اس کے الفاظ پر توجہ نہ کی گویا یہ جتایا کہ میں نے اس کے الفاظ سنے نہیں اور وہاں سے چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد میں پھر اس کے پاس آیا اور کہا " یہ چیز کس قیمت کی ہے" اس نے جواب میں کہا " میرے پاس بیٹھ جاؤ۔ کوئی چیز بکے گی تو میں تم کو کچھ دیدوں گا، اس لئے کہ تم دو دن کے بھوکے ہو" یہ الفاظ سنکر میرے دل پر اس کی ہیبت بیٹھ گئی، میں اس کے پاس بیٹھ گیا، جب ایک چیز اس کی بک گئی تو اس نے مجھ کو کچھ دیا اور چلا گیا میں اس کے پیچھے ہو لیا اس خیال سے کہ اس کی باتوں سے کچھ فائدہ اٹھاؤں، اس نے مجھ کو پیچھے آتے دیکھا تو مڑ کر کہا " جب تم کو کوئی حاجت پیش آئے تو اس کو خدا کے حوالے کر دو۔ مگر ایسی حاجت نہیں جس میں نفسانی لذات

شامل ہوں، اور جو شخص اس کا اعتقاد رکھے گا کہ خدا اس کے لئے کافی ہے تو وہ مخلوق کے اعراض سے کبھی نہ گھبرائے گا اور نہ مخلوق کے اقبال سے مانوس ہوگا۔ اس لئے کہ اس کا اعتقاد یہ ہوگا کہ خدا نے جو کچھ اس کے لئے مقرر کر دیا ہے، وہ کبھی ضائع نہ ہوگا، اور جو مقدر نہیں ہے وہ کسی طرح حاصل نہ ہوگا۔

(۳۲۰)

دنیا اور آخرت کی مثالیں

ایک بزرگ سے منقول ہے کہ میں ایک درویش کے گھر گیا دیکھا تو گھر بالکل خالی تھا اور اس میں ضروریات زندگی کی چیزوں میں سے ایک چیز بھی نہ تھی، میں نے درویش سے پوچھا " کیا تمہارے پاس کوئی سامان نہیں ہے" فقیر نے کہا " ہاں، ہمارے پاس دو مکان ہیں۔ ایک مکان امن کا اور دوسرا مکان خوف کا، ہمارے پاس جو کچھ سامان آتا ہے ہم اس کو امن کے مکان میں بھیج دیتے ہیں، اور دوسرا مکان خالی رکھتے ہیں" میں نے کہا " پھر بھی ضرورت کی چیزیں اس مکان میں رہنی چاہئیں" درویش نے کہا " اس مکان کا مالک چونکہ ہمیں اس مکان میں ہمیشہ نہیں رہنے دے گا، اس لئے ہم اس میں کوئی سامان نہیں رکھتے۔ اس خیال سے کہ خدا جانے کب ہم کو یہ مکان چھوڑنا پڑے" اسی مضمون کو ایک بزرگ نے ان الفاظ میں ادا کیا ہے کہ " دنیا مانگے کا مکان ہے یا دوسرے الفاظ میں ایک امانت ہے، اور یہ کھلی ہوئی بات ہے کہ مالک مکان کو ہر وقت اس کا اختیار ہے کہ وہ جب چاہے مکان کو واپس لے لے"

مذہبی معلومات

عدم تشدد اور حفاظت خود اختیاری پر ایک نظر

(از جناب میر ولی اللہ صاحب ایڈووکیٹ ایبٹ آباد)

(گذشتہ سے پیوستہ)

(۴) جو شخص ظالم کے تشدد کے [illegible] تشدد نہ کرے بلکہ اسے معاف کر دے۔ اللہ تعالیٰ [illegible] اس صبر کا اجر عطا کرے گا۔

(۵) تشدد کے مقابلے میں صبر اور عفو [illegible] بڑی بلند ہمتی کا کام ہے، اور بڑا [illegible] کام [illegible]

لیکن ان آیات سے جوابی تشدد کی اجازت اور عدم تشدد کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ تبیین میں حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے نقل ہے کہ قیامت کے دن ندا ہوگی کہ جس شخص کا خدا کے ذمے کوئی اجر ہے وہ اٹھے اور اس ندا کے جواب میں کوئی شخص نہ اٹھے گا سوائے اس کے جس نے کسی ظلم کو معاف کیا ہوگا۔

(بحوالہ تفسیر حسینی)

عفو از گناہ سیرت اہل فتوت است	بے علم عفو کار فتوت تمام نیست
بگذر ز جور خصم و دم کن ز عاقبت	در عفو لذتے است کہ در انتقام نیست

قرآن مجید نے انجیل کی طرح قصاص کو ناجائز نہیں ٹھیرایا کیونکہ انسانی طبائع مختلف ہیں نہ ہر شخص اتنا بلند ہمت ہے کہ وہ ہر تشدد کو معاف کر سکے اور نہ ہر ظالم اس کا مستحق ہے کہ اسے معاف کر دیا جائے۔ بقول سعدی

بگفتیم در باب احساں بسے	ولیکن نہ بایست با ہر کسے
یا ایھا النبی انا ارسلنٰک	اے نبی بے شبہ ہم نے
شاھدا و مبشرا و نذیرا	بھیجا ہے تجھے گواہی دینے
و داعیا الی اللہ باذنہ	والا اور خوش خبری دینے
و سراجا منیرا۔ و بشر	والا اور ڈرانے والا اور بلانے
المؤمنین بان لھم من	والا اللہ کی طرف اس کے حکم
اللہ فضلا کبیرا۔	سے۔ اور چراغ روشن اور
ولا تطع الکٰفرین	خوش خبری دے ایمان

و المنٰفقین و دع اذٰھم	والوں کو کہ ان کے لئے ہے
و توکل علی اللہ و	اللہ کی طرف سے بہت بڑا
کفیٰ باللہ وکیلا	فضل اور نہ کہا مان کافروں
[illegible]	اور منافقوں کا اور پروا نہ کر
	ان کی ایذا رسانی کی۔ اور بھروسہ
	کر اللہ پر اور کافی ہے اللہ
	کارساز۔

[illegible] حضرت رسول کریم [illegible] آپ نبی ہیں بشیر ہیں [illegible] اور اہل عالم کے لئے روشن چراغ [illegible] پیغام سنانے چاہئیں۔ کافروں کو عذاب آخرت [illegible] ایمان والوں کو اللہ [illegible] خوش خبری دیتے جائیے۔ دنیا میں نور ہدایت کی روشنی پھیلاتے جائیے۔ کافروں اور منافقوں کی باتوں میں آ [illegible] ان کی ایذا رسانی کی پروا کیجئے۔ اللہ کارساز ہے اور آخر کار آپ کی کارسازی کرے گا [illegible] آپ کو کامیاب بنائے گا۔

یہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار کی ایذا رسانی کے مقابلے میں صبر، برداشت اور توکل کا حکم دیا گیا ہے۔ [illegible] ایذا کے مقابلے میں ایذا کا [illegible] عدم تشدد کی تعلیم ہے۔

ادع الی سبیل ربک	بلا لوگوں کو اپنے رب کے
بالحکمۃ والموعظۃ	رستے کی طرف حکمت سے
الحسنۃ وجادلھم بالتی	اور اچھی نصیحت سے اور
ھی احسن ان ربک ھو	بحث کر ان کے ساتھ خوب
اعلم بمن ضل عن	صورت طریقے سے بیشک
سبیلہ وھو اعلم	تیرا رب بہتر جانتا ہے اس کو
بالمھتدین وان عاقبتم	جو گمراہ ہوا اس کے رستے
فعاقبوا بمثل ما عوقبتم	سے اور وہی بہتر جانتا ہے
بہ ولئن صبرتم لھو	راہ راست پر چلنے والوں کو۔

خیر للصبرین۔
(۱۶-۱۲۵-۱۲۶)

اور اگر تم سختی کرو تو سختی کرو ویسی ہی جیسی سختی تم پر کی گئی ہو اور اگر تم صبر کرو تو یہ بہتر ہے صبر کرنے والوں کے لئے۔

تبلیغ کا کتنا خوب صورت طریقہ بتایا گیا ہے، دعوت حکیمانہ ہو، نصیحت خوش آیند ہو اور بحث خوش اسلوب تر، اگر ہمارے مبلغ اس اصول پر کاربند ہوں تو کامیابی یقینی ہے لیکن افسوس ہے کہ ہماری تبلیغ اور ہمارے تبلیغی مناظرے محض ایک دوسرے کی تضحیک پر مبنی ہوتے ہیں۔ افسوس۔

ان آیات میں جوابی تشدد کا حکم نہیں دیا گیا بلکہ یہ کہا گیا ہے کہ اگر تم تشدد کرو تو بس اتنا ہی جتنا تم پر کیا گیا ہو اور ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیا گیا ہے کہ بہتر یہی ہے کہ تم تشدد کے جواب میں تشدد نہ کرو، بلکہ صبر اور برداشت سے کام لو۔ جی چاہتا ہے کہ ان آیات کے نیچے مولانا ابو الکلام آزاد نے جو نوٹ لکھا ہے نقل کر دوں۔ اگر میری رد عجمی جیسی عبارت کے صحرا میں ان کا ادیبانہ اسلوب بیان ایک سرسبز نخلستان کا کام دے جائے۔

"غور کرو قرآن کا محض ایک نقطہ یا محض ایک ترکیب کس طرح مقاصد و مسائل کے فیصلے کر دیا کرتی ہے پہلے بصیغہ امر دعوت کا حکم دیا گیا تھا "ادع الی سبیل ربک" پس چاہئے تھا کہ یہاں بھی بدلہ لینے کا حکم دیا جاتا کہ اگر تمہارے ساتھ سختی کی گئی ہے تو تم بھی ویسی ہی سختی کرو۔ مگر نہیں ایسا نہیں فرمایا بلکہ کہا "وان عاقبتم" اگر ایسا ہو کہ تم مخالف کی سختی کے جواب میں سختی کرنا چاہو تو چاہئے کہ حد سے نہ بڑھو۔ اس سے معلوم ہوا کہ سختی کے جواب میں سختی کا حکم نہیں ہے محض اجازت ہے۔ یعنی اگر ایک آدمی وہ مقام حاصل نہیں کر سکتا جو اس بارے میں بہتری اور خوبی کا مقام ہے یعنی جھیل جانا اور بخش دینا تو پھر اسے بدلہ لینے کی اجازت دے دی گئی ہے لیکن اجازت کو "بمثل ما عوقبتم" سے مقید کر دیا، تاکہ زیادتی کا دروازہ بالکل بند ہو جائے۔ اب وہی راہ کھلی رہ گئی جو عزیمت

تو اس میں ہوتی کہ تحمل جاؤ اور بخش دو۔ رخصت اس کی بھلی کر جتنی سختی کی گئی ہے، اتنی ہی تم بھی کر لو۔ اس سے آگے قدم نہیں بڑھا سکتے۔"

"اس آیت کی تفسیر میں امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک تقریر بہت مقبول ہوئی ہے جو انہوں نے "قسطاس المستقیم" میں لکھی ہے اور بعد کے مفسرین نے عموماً اسے اختیار کر لیا ہے، وہ کہتے ہیں استعداد و فہم کے لحاظ سے ہر انسان کی طبیعت یکساں نہیں، اور ہر ذہنی حالت ایک خاص طرح کا اسلوب خطاب چاہتی ہے۔ ارباب دانش کے لئے استدلال کی ضرورت ہوتی ہے عوام کے لئے موعظت کی اور اصحاب خصومت کے لئے جدل کی۔ پس اس آیت میں قرآن نے تینوں جماعتوں کے لئے یہ تینوں طریقے بتلا دئے ہیں۔ ارباب دانش کو حکمت سے مخاطب کرو، عوام کو موعظت کے ساتھ۔ اور ارباب خصومت کے لئے جدل کی بھی اجازت ہے مگر بطریق احسن۔" (ترجمان القرآن ص ۳۴۵)

ودکثیر من اھل الکتاب لو یردونکم من بعد ایمانکم کفارا حسدا من عند انفسکم من بعد ما تبین لھم الحق۔ فاعفوا واصفحوا حتی یاتی اللہ بامرہ ان اللہ علی کل شیء قدیر (۲-۱۰۹)	اکثر اہل کتاب چاہتے ہیں کہ وہ پھیر دیں تمہیں ایمان لانے پیچھے کافروں میں بوجہ حسد کے جو ان کے دلوں میں ہے حالانکہ ظاہر ہو چکا ان پر حق۔ پس معاف کرو اور درگزر کرو تاوقتیکہ بھیجے اللہ اپنا حکم (یعنی حکم جہاد) بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

اسلام کی ابتدائی دور کی تاریخ شاہد ہے کہ مکہ معظمہ کے اہل کتاب کافر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اور ان مٹھی بھر لوگوں پر جو ایمان لے آئے، طرح طرح کے تشدد اور ظلم کرتے تھے، تاکہ انہیں تنگ کر کے پھر کافر بنا دیں۔ یہ اللہ کے بندے رنگارنگ مصیبتیں اور اذیتیں جھیلتے رہے مگر ہاتھ نہ اٹھایا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا حکم تھا کہ تحمل جاؤ اور بخش دو۔ لطف یہ ہے کہ اس برداشت میں عفو کا عنصر بھی موجود تھا۔ غور کیجئے کتنا بلند مقام ہے۔

جوابی تشدد اور عدم تشدد کی دو حیثیتیں ہیں۔

(۱) انفرادی اور شخصی

(۲) جماعتی یا قومی

اس آیت میں جماعتی عدم تشدد کی تعلیم ہے۔ عدم تشدد دو چیزوں پر موقوف ہے ایک طاقت، دوسری مصلحت وقت۔ یہاں جس عدم تشدد کا حکم دیا گیا ہے اس میں یہ دونوں عنصر موجود ہیں۔ [illegible] زمانے کی یہ بات ہے اس وقت مسلمان [illegible] سے چند [illegible] ور کامیاب بلحاظ کے ناقابل۔ [illegible] کا عنصر تھا [illegible] کا عنصر بھی موجود تھا [illegible] کی ہدایت بھی موجود ہے [illegible]۔

بختہ ہوتی ہے [illegible] مصلحت اندیش، ہو عقل
عشق ہو مصلحت اندیش تو ہے خام ابھی

[illegible] مقام [illegible] کا۔ ایک مقام ہے عشق مصلحت [illegible] کا [illegible] مقام ایک دوسرے کے منافی [illegible] انسان کے لئے جوں عشق مصلحت ناآندیش و ضروری ہے، وہاں عقل مصلحت اندیش کے بغیر بھی چارہ نہیں۔ یہ تھوڑے سے گنتی کے مسلمان اگر مقام عشق مصلحت ناآندیش پر قائم نہ ہوتے تو یقیناً ان جانکاہ مصیبتوں کے مقابلے میں ارتداد کو ترجیح دیتے اور اگر وہ مقام عقل مصلحت اندیش سے ناآشنا ہوتے تو وہ ضرور مقابلے پر اٹھ کھڑے ہو کر خودکشی کے مرتکب ہوتے لیکن وہ ان دونوں غلطیوں سے بچے رہے کیونکہ ان کا ان دونوں مقاموں پر عبور تھا، اسی لئے وہ بدافعانہ اقدام کے لئے اس وقت تک منتظر رہے جب کہ ان کی جماعتی طاقت بڑھ گئی اور جہاد کا حکم آ گیا۔

لیکن دیکھئے جہاد کا حکم آیا بھی تو کتنا حکیمانہ اور کتنا منصفانہ۔

وقاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم ولا تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین واقتلوھم حیث ثقفتموھم واخرجوھم من حیث	اور لڑو اللہ کی راہ میں ان سے جو لڑیں تم سے، اور ظلم نہ کرو، یقیناً اللہ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا، اور قتل کرو انہیں جہاں پاؤ اور نکال دو ان کو جہاں سے

اخرجوکم والفتنۃ اشد من القتل ولا تقاتلوھم عند المسجد الحرام حتی یقاتلوکم فیہ فان قاتلوکم فاقتلوھم کذالک جزاء الکافرین فان انتھوا فان اللہ غفور رحیم وقاتلوھم حتی لا تکون فتنۃ ویکون الدین للہ فان انتھوا فلا عدوان الا علی الظلمین الشھر الحرام بالشھر الحرام والحرمات قصاص فمن اعتدی علیکم فاعتدوا علیہ بمثل ما اعتدی علیکم واتقوا اللہ واعلموا ان اللہ مع المتقین (۲-۱۹۰ تا ۱۹۴)

نکالا انہوں نے تم کو۔ اور فتنہ زیادہ سخت ہے قتل سے اور نہ لڑو ان سے مسجد الحرام (یعنی کعبہ) کے پاس جب تک کہ وہ لڑیں تم سے وہاں۔ پس اگر وہ لڑیں تم سے تو قتل کرو ان کو یہی سزا ہے کافروں کی پس اگر وہ باز آجائیں تو یقیناً اللہ غفور اور رحیم ہے اور لڑو ان سے یہاں تک کہ نہ رہے فتنہ اور ہو جائے دین اللہ کے لئے پس اگر وہ باز آجائیں تو سختی نہیں مگر ظالموں پر۔ حرمت والا مہینہ حرمت والے مہینے کے بدلے ہے اور سب حرمتیں بدلہ ہے پس جو زیادتی کرے تم پر تم بھی اس پر زیادتی کرو جیسی زیادتی اس نے تم پر کی اور ڈرتے رہو اللہ سے اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے۔

آیات بالا میں قانون جنگ کے جو اصول بیان ہوئے وہ گہرے غور کے قابل ہیں۔

(۱) لڑائی صرف اسی قوم سے ہو سکتی ہے جو حملہ آور ہو "الذین یقاتلونکم" اس سے معلوم ہوا کہ جہاد مدافعانہ اقدام ہے

(۲) لڑائی میں فریق ثانی پر زیادتی کرنا جائز نہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ اسلامی قانون کی رو سے ایذا پہنچانا تعدی ہے اور خدا معتدین کو پسند نہیں کرتا۔

(۳) عرب کے رواج کے مطابق خانہ کعبہ کے نواح میں لڑائی کرنا منع تھا اسی طرح بعض مہینوں میں بھی لڑائی بند ہوتی تھی۔ مسلمانوں کو حکم ہوا ہے کہ تم بھی ان حرمتوں کا لحاظ کرو لیکن اگر دشمن ان کا پاس نہ کرے تو اس صورت میں تم بھی آزاد ہو۔

(۴) اگر دشمن لڑائی بند کر دے تو تم بھی بند کر دو: فان

...کے لئے یہ حکم گویا بیان ہوا۔

(۵) لڑائی فتنہ دور کرنے کے لئے ہے، فتنہ دور ہو جائے تو لڑائی بند کر دو۔ اس صورت میں فتنہ یہ تھا کہ کافر مسلمانوں کو پھر کفر میں واپس لانے کے لئے ان پر طرح طرح کے ظلم و ستم کرتے تھے یہاں تک کہ مسلمانوں کو ان کے مظالم سے تنگ آکر مکہ چھوڑنا پڑا۔ اس سے معلوم ہوا کہ مذہبی آزادی کے لئے لڑنا جائز ہے لیکن جب یہ آزادی مل جائے تو پھر لڑنا جائز نہیں۔ دین کا معاملہ خدا اور بندے کے درمیان ہے کسی تیسرے شخص کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ اس معاملے میں دخل دے۔ اگر کوئی دخل دے تو لڑو۔ لیکن جب پھر دین کا معاملہ خدا کے سپرد ہو جائے تو لڑنا بند کر دو۔ "ویکون الدین للہ"

(۶) تعدی کے مقابلے میں اتنی ہی تعدی کرو جتنی تم پر کی گئی ہو، اس سے زیادہ جائز نہیں، یہ تقویٰ ہے اور اللہ تقویٰ کرنے والوں کا حامی و مددگار ہے۔

آپ نے دیکھا کہ جوابی تشدد اگر ضروری بھی ہو جائے تو بھی وہ مشروط ہے بشرائط چند در چند۔ یہ نہیں کہ موجودہ زمانے کی لڑائیوں کی طرح انسانیت سوز حدود تک چلا جائے۔ عموماً دیکھا جاتا ہے کہ جو لوگ عدم تشدد اور اہنسا کی تعریف کرتے ہیں اور دوسروں کو تشدد پر آمادہ کرتے رہتے ہیں وہ خود بڑے بزدل ہوتے ہیں اور وقت پر عورتوں کی طرح گھروں میں چھپ کر بیٹھ جاتے ہیں۔ مندرجہ ذیل قرآنی آیت میں انہی لوگوں کا ذکر ہے۔

الم تر الی الذین قیل لھم کفوا ایدیکم واقیموا الصلوٰۃ واٰتوا الزکوٰۃ فلما کتب علیھم القتال اذا فریق منھم یخشون الناس کخشیۃ اللہ او اشد خشیۃ وقالوا ربنا لم کتبت علینا القتال لولا اخرتنا الی اجل قریب (۴-۷۷)

کیا نہیں دیکھا تو نے ان لوگوں کو جن سے کہا گیا تھا کہ روکے رہو ہاتھ اپنے اور قائم کرو نماز اور ادا کرو زکوٰۃ۔ پھر جب فرض کیا گیا ان پر جہاد تو ان میں سے ایک گروہ ڈرنے لگا آدمیوں سے جیسے ڈرنا چاہیے اللہ سے یا اس سے بھی زیادہ ڈرنا اور کہا انہوں نے اے ہمارے رب کیوں فرض کیا تو نے ہم پر جہاد۔ اور ہمیں تھوڑی اور مہلت کیوں نہ دی۔

مکہ معظمہ میں جب کافر مسلمانوں کو ایذائیں دیتے تھے تو بعض مسلمان کہتے تھے کہ ہمیں جوابی تشدد کی اجازت دی جائے۔ انہیں کہا گیا کہ نہیں ابھی جہاد کا وقت نہیں ہاتھوں کو روک رکھو اور نمازیں پڑھو اور زکوٰۃ ادا کرو، لیکن جب جہاد کا حکم آیا تو یہ لوگ کافروں کے مقابلے سے اتنا ڈرنے لگے جتنا خدا سے ڈرنا چاہیے۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ اور کہنے لگے کہ ابھی جہاد خلاف مصلحت ہے اور مہلت ہونی چاہیے۔ مولانا روم نے انہی لوگوں کے متعلق کہا ہے۔

در میان ہمدگر مردانہ اند — در غزا چوں عورتان خانہ اند
وقتِ لاف غزو مستان کف زدہ — وقت جوش جنگ چوں کف بی زدہ
وقت ذکر غزو شمشیرش دراز — وقت کر و فر تیغش چوں پیاز
لاف و غرہ ژاژخا را کم شنو — با چنیں ہا در صف ہیجا مرو
زانکہ زادوکم خبالاً گفت حق — کز رفیق سست برگرداں ورق
پا مشو ہمراہ ایں اشتر دلاں — زانکہ وقت ضیق و بیم اند آفلاں
پس گریزند و ترا تنہا ہلند — گرچہ اندر لاف سحر بابلند
تو ز رعنایاں مجو ہیں کارزار — تو ز طاؤساں مجو صید و شکار

قرآن مجید میں تشدد فعلی اور تشدد قولی دونوں کے جواب میں عدم تشدد کی تعلیم موجود ہے۔

اولٰئک یؤتون اجرھم مرتین بما صبروا ویدرءون بالحسنۃ السیئۃ ومما رزقنٰھم ینفقون واذا سمعوا اللغو اعرضوا عنہ وقالوا لنا اعمالنا ولکم اعمالکم سلٰم علیکم لا نبتغی الجاھلین (۲۸-۵۴-۵۵)

یہی لوگ ہیں جنہیں ان کا اجر دو دفعہ دیا جائے گا۔ بدیں وجہ کہ انہوں نے صبر کیا اور وہ ہٹاتے ہیں برائی کو بھلائی کے ساتھ اور جو کچھ ہم نے انہیں دیا ہے اس سے خرچ کرتے ہیں اور جب وہ سنتے ہیں لغو بات تو اس سے کنارہ کشی کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے اعمال ہمارے لئے اور تمہارے اعمال تمہارے لئے۔ سلام ہے تم پر ہم جاہلوں کو نہیں چاہتے۔

آپ نے دیکھا عدم تشدد کا اجر دو چند ہے۔ صبر کرنے کی وجہ سے اور بدی کے بدلے میں نیکی کرنے کی وجہ سے عدم تشدد پر عمل کرنے والے لوگ جو کوئی لغویات سنتے ہیں تو اس کے جواب میں لغویات نہیں کہتے بلکہ یہ کہہ کر چل دیتے ہیں کہ "آپ جانیں اور آپ کے کام۔ ہمارا اور آپ کا ساتھ ممکن نہیں۔ آپ پر سلام ہو۔" فکر کا مقام ہے آج کل ہم میں

سکتے ہیں جو اس نہایت حکیمانہ تعلیم پر کاربند ہیں۔

وعباد الرحمان الذین یمشون علی الارض هونا واذا خاطبهم الجاهلون قالوا سلاما (۲۵-۶۳)

اور اللہ کے نیک بندے وہ ہیں جو چلتے ہیں زمین پر عجز و انکسار کے ساتھ اور جب مخاطب ہوتے ہیں ان سے جاہل تو وہ جواب میں کہتے ہیں کہ تم پر سلام ہو۔

کتنا بلند مقام ہے۔ ہمارا یہ حال ہے کہ جہالت کے جواب میں جب تک ہم بڑھ چڑھ کر جہالت نہ کریں تسلی نہیں ہوتی ہمارا دستور العمل تو یہ ہے۔

الا لا یجهلن احد علینا فنجهل فوق جهل الجاهلینا

مولانائے روم کے یہ دو شعر اسی بلند مقام کا پتہ دیتے ہیں جو اس آیت میں مذکور ہوا۔

اگر گوید زرّاقی و سالوس — بگو ہستم دو صد چنداں و می رو
دگر از خشم دشنامے دہندت — دعا کن خوشدل و خنداں می رو

والذین لا یشهدون الزور واذا مروا باللغو مروا کراما (۲۵-۷۲)

اور وہ (نیک) لوگ جو نہیں شہادت دیتے جھوٹی اور جب وہ گذرتے ہیں لغو کے پاس سے تو گذر جاتے ہیں وقار کے ساتھ۔

لغو قول یا لغو فعل پیش آجاتے تو نیک بندے جواب میں نہ لغو کہتے ہیں نہ لغو کرتے ہیں بلکہ شرافت متانت اور وقار کے ساتھ کنارہ کش ہو جاتے ہیں۔

واصبر علی ما یقولون واهجرهم هجرا جمیلا وذرنی والمکذبین اولی النعمة ومهلهم قلیلا ان لدینا انکالا وجحیما (۷۳-۱۰ تا ۱۲)

اور صبر کر ان باتوں پر جو وہ کہتے ہیں اور چھوڑ دے ان کو چھوڑنا خوبصورت اور چھوڑ دے مجھے اور ان خوش حال جھٹلانے والوں کو اور مہلت دے انہیں تھوڑی بلاشبہ ہمارے پاس بیڑیاں ہیں اور دوزخ۔

خطاب ہے حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے کافر اور مشرک آپ کو بیہودہ باتیں کہہ کہہ کر ایذا دیتے تھے اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ آپ ان کی باتوں پر صبر کریں اور انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیں۔ میں جانوں اور یہ۔

لطف یہ ہے کہ چھوڑنا بھی وہ چھوڑنا نہیں جو بد زبان آدمی کے درخور ہے۔ بلکہ بہ تحمیل کی نہایت ہی خوبصورت چھوڑنا یہ نہ صرف عدم تشدد ہے بلکہ حسین و جمیل عدم تشدد۔

شنیدم کہ مردان راہ خدا — دل دشمناں ہم نکردند تنگ
ترا کے میسر شود این مقام — کہ با دوستانت خلاف است و جنگ

(سعدی)

فی الواقعہ یہ مقام بہت بلند ہے کوئی قوی روحانیت آدمی ہی وہاں تک پہنچ سکتا ہے۔ جوابی تشدد یعنی دفاع کی حکمت اور مصلحت پہلے بیان ہو چکی۔ قرآن مجید میں عدم تشدد یا اہنسا کی حکمت بھی بیان ہوئی ہے۔

ولا تستوی الحسنة ولا السیئة ادفع بالتی هی احسن فاذا الذی بینک وبینه عداوة کانه ولی حمیم ۝ وما یلقها الا الذین صبروا وما یلقها الا ذو حظ عظیم ۝ (۴۱-۳۴، ۳۵)

اور نہیں برابر نیکی اور بدی دفع کر ایسی بات سے جو اچھی ہو پس یکایک وہ شخص جس کے اور تیرے درمیان عداوت تھی۔ ایسا ہو جائے گا جیسا ایک مخلص دوست اور نہیں ملتی یہ بات مگر ان کو جو صبر کرتے ہیں اور نہیں ملتی یہ بات مگر اس کو جو بڑا بخت والا ہوتا ہے۔

یہ حکمت ہے عدم تشدد کی اور یہ مقام ہے ان لوگوں کا جنہیں اللہ تعالیٰ نے صابر اور ذو حظ عظیم کہا ہے۔ حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ حسن خلق آنست کہ خلق را نرنجانی و رنج خلق بکشی بے کینہ و مکافات۔

یہاں یہ بتا دینا دلچسپی سے خالی نہ ہو گا کہ وہ اصحاب جو قرآن مجید کے ایک نصف کو دوسرے نصف سے منسوخ ثابت کرنے کے شائق ہیں تقریباً تمام مذکورہ بالا آیات کو آیہ سیف سے منسوخ قرار دیتے ہیں لیکن ہم لوگ جو ان نہایت حکیمانہ اور زریں تعلیمات کو منسوخ کہنے کی گستاخی نہیں کر سکتے۔ یہ نہیں کہہ سکتے کہ عدم تشدد یا اہنسا کی اسلام میں کوئی جگہ نہیں۔

شرح دیوان حافظ رح

(از مولوی ایڈیٹر)

مکن بیاد غم دل زیاد ما ببرد نہیب حادثہ بنیاد ما زجا ببرد

ترجمہ :- اگر خراب دل کے غم کو ہماری یاد سے نہ ہٹاؤ گے تو حادثہ کی سختی اور خطرہ ہماری بنیاد کو اکھاڑ دیگا۔

تشریح :- خراب سے مراد محبت الہٰی کی خراب ہے مطلب یہ ہے کہ اگر حق تعالےٰ کی محبت ہمارے دل میں نہ ہوگی اور ہم محبت الہٰی میں محو و مشغول نہ ہوں گے، تو یہ نتیجہ ہوگا کہ دنیا کے حوادث اور تعلقات کے افکار و ترددات ہم کو تباہ و برباد کردیں گے۔ اور ہم دین و دنیا دونوں میں ناکام رہیں گے۔ غرض یہ کہ انسان کو چاہیئے کہ دل میں خدا کی صفات اور قدرتوں کا ہر وقت خیال رکھے، اور ایک لمحہ کو اس سے غافل نہ ہو۔ اس لئے کہ غفلت ہی تباہی کی موجب ہوتی ہے۔

طبیب عشق منم بادہ خور کہ این معجون
فراغت آرد و اندیشہ بلا ببرد

ترجمہ :- میرے عشق کے طبیب مجھ کو یہ مشورہ دیتے کہ شراب پی کیونکہ یہ معجون ہے، جو بے فکری پیدا کرتی اور بلا کے اندیشہ کو دور کرتی ہے۔

تشریح :- طبیب عشق سے مراد مرشد ہے۔ سالک مرشد سے کہتا ہے کہ اے میرے عشق کے طبیب مجھ کو یہ مشورہ دے کہ بے فکری پیدا کرنے اور بلا و مصائب کو دور کرنے کے لئے میں محبت الہٰی کی شراب پیا کروں تاکہ غم دنیا اور افکار و ترددات میرے پاس نہ آئیں، اور میں دنیا کے تمام مشاغل سے بے تعلق رہوں۔

خود بیار چنانچہ نہ غائب از نظرے نہ یاد میکنی از من میروی از یاد

ترجمہ :- نہ میری آنکھ کے تو مقابل ہے اور نہ نظر سے غائب ہے، نہ مجھ کو یاد کرتا ہے اور نہ میری یاد سے نکلتا ہے۔

تشریح :- سالک مرشد یا خداوند تعالیٰ کو مخاطب کرتا ہے کہ اگرچہ تو میری آنکھوں کے سامنے نہیں ہے لیکن نظر سے غائب بھی نہیں ہے۔ دل کی آنکھوں میں ہر وقت تیرا خیال اور دھیان رہتا ہے۔ اور اگرچہ تو مجھ کو یاد نہیں کرتا لیکن تیری یاد سے ایک لمحہ کے لئے بھی میرا دل خالی یا غافل نہیں ہے مطلب یہ کہ تو اگرچہ نظروں سے مخفی ہے لیکن میری آنکھوں میں ہر وقت تیرا تصور موجود ہے، اور تو اگرچہ مجھ کو یاد نہیں کرتا لیکن میرے دل میں ہر وقت تیری یاد اور تیرا خیال موجود رہتا ہے۔

بآب روشن مے عارفے طہارت کرد علی الصباح کہ میخانہ را زیارت کرد

ترجمہ :- شراب کے روشن پانی سے عارف نے وضو کیا صبح کے وقت جبکہ اس نے میخانہ کی زیارت کی۔

تشریح :- عارف جب صبح ہی صبح میخانہ یعنی عالم عشق کی زیارت کے لئے چلا تو اس نے طہارت و پاکیزگی حاصل کرنے کے لئے محبت کی شراب کے پانی سے وضو کیا۔ بعض لوگوں نے میخانہ سے مراد عالم عشق و محبت لی ہے۔ اور صبح سے مراد روز ازل۔ اس صورت میں شعر کا مطلب یہ ہوگا کہ طالبان حق کو آج ہی عشق و محبت کی دولت نصیب نہیں ہوئی ہے بلکہ وہ اس دولت کے مالک روز ازل سے ہیں اور اسی روز سے انہیں معرفت الہٰی کی سعادت حاصل ہے۔

بہائے بادہ چوں لعل چیست جوہر عقل
بیا کہ سود کسے برد کایں تجارت کرد

ترجمہ :- لعل کی مانند سرخ شراب کی قیمت "جوہر عقل" ہے آ کہ وہ شخص نفع اٹھائے گا جس نے اس تجارت کو کیا۔

تشریح :- شراب گلگوں کی قیمت جوہر عقل ہے یعنی جوہر عقل کو دے کر شراب سرخ خریدی جاسکتی ہے۔ اور یہ ایک ایسا سودا ہے جس میں خریدار کو نفع ہی نفع ہوتا ہے مراد یہ ہے کہ محبت الہٰی کی شراب کو عقل و خرد کے بدلے خرید کیا جاسکتا ہے، اور یہ شراب جب ہی حاصل ہوتی ہے جبکہ عقل و خرد سے بیگانگی اختیار کرلی جائے، اور عقل و خرد کو دے کر محبت الہٰی کی شراب خرید کرنا ایک ایسا نفع کا سودا ہے جس میں کبھی نقصان ہی نہیں ہوتا، نفع ہی نفع رہتا ہے۔

فقرائے اسلام

حضرت شیخ خواجہ عبدالخالق غجدوانیؒ

(از حضرت علّامہ آغا رفیق صاحب)
(گزشتہ سے پیوستہ)

۸۔ **یادداشت** - بظاہر یاد کرد اور یادداشت کا مفہوم ایک ہی ہے لیکن دونوں میں بڑا فرق ہے۔ یاد کرد کا مطلب الفاظ و خیال سے اللہ کو یاد رکھنا اور کرنا ہے اور یادداشت انسان یا سالک کا بغیر کسی خیال اور الفاظ کے خدا کی طرف متوجہ رہنا یعنی انسان خدا کی ذات میں محو ہو جائے۔ اور الفاظ و خیال کی دنیا کو ترک کر دے۔

۹۔ **وقوف عددی** ذکر الٰہی (جہر و خفی) میں جب سانس کو باہر نکالے تو عدد طاق کا خیال رکھے، یعنی سانس کو خارج عدد طاق پر کرے۔

۱۰۔ **وقوف قلبی**۔ سالک کا اپنے قلب کی طرف متوجہ رہنا یعنی ذکر جہر و خفی میں قلب کی جانب رجوع رہنا۔
ہوش در دم کو بعض بزرگوں نے وقوف زمانی سے بھی تعبیر کیا ہے۔

خدا کی بے نیازی کا خوف

۲۔ عبادت میں آپ پر رقت زیادہ طاری ہوتی تھی ایک روز ایک مرید نے پوچھا "آپ جیسے متبع شریعت اور بہترین اعمال و افعال کے انسان کو اس قدر خوف کیوں ہے کہ آپ اکثر خوف الٰہی سے گریاں رہتے ہیں؟ فرمایا کہ "جب مجھ کو خدا کی بے نیازی کا خیال آتا ہے تو خوف سے یہ حالت ہوتی ہے کہ روح جسم سے پرواز کر جائے اور یہ خوف اس لئے ہوتا ہے کہ ممکن ہے بلا قصد مجھ سے کوئی ایسا فعل سرزد ہوا ہو جو خداوند تعالےٰ کو ناپسند ہو۔

تسلیم کے معنے

ایک فقیر نے آپ سے پوچھا "تسلیم کس کو کہتے ہیں؟"

آپ نے فرمایا "تسلیم یہ ہے کہ یوم الست میں انسان نے اپنی جان اور مال کو فروخت کر کے خدا سے جو جنت خریدی ہے اس معاملہ کو آج بھی تسلیم کرے، یعنی ہر وقت یہ خیال رکھے کہ میں نے اپنی جان اور مال کو خدا کے ہاتھوں فروخت کر دینے کا عہد کیا ہے۔ اور ہر وقت رضائے الٰہی کا متلاشی ہے۔ قرآن مجید میں اس کا ذکر ان الفاظ میں ہے ان اللہ اشتریٰ من المومنین انفسھم و اموالھم بان لھم الجنۃ۔" اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ "جان اور مال کی فروختگی یا خدا کی سپردگی میں دینے کے معنے یہ ہیں کہ انسان اپنے آپ کو خدا کا غلام خیال کرے اور اپنے آقا کا وکیل خرچ سمجھے، امکان بھر اپنی ذات سے مخلوق خدا کی خدمت کرے اور اس کا احسان نہ جتائے۔ مال کی محبت دل میں پیدا نہ ہونے دے، اور ہر وقت قضا و قدر پر کمربستہ رہے۔

فراغت کا مفہوم

۴۔ ایک روز ایک مرید نے پوچھا "حضرت جی! فراغت کس کو کہتے ہیں؟" آپ نے فرمایا: "فراغت کے معنے صرف یہ ہیں کہ دنیا کی محبت دل میں جگہ نہ پائے۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ انسان دنیا کے کاموں سے بے تعلق ہو جائے۔ چنانچہ خداوند تعالےٰ اپنے پیارے رسولؐ کو مخاطب کر کے فرماتا ہے فاذا فرغت فانصب یعنی جب موجودات سے دل فارغ ہو جائے اور ضروریات سے اطمینان حاصل ہو جائے تو عبادت کے لئے کھڑے ہو جاؤ۔ اس بنا پر جو لوگ تجارتی کاروبار میں مشغول ہیں، یا معاش وغیرہ کے ذرائع میں منہمک ہیں، اور خدا کی طرف بھی متوجہ ہیں، یعنی خدا سے کسی دم غافل نہیں ہوتے وہی فارغ ہیں، اور ان کا بڑا درجہ ہے، چنانچہ خداوند تعالےٰ فرماتے ہیں رجال لا تلھیھم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ اگر یہ درجہ نصیب ہو جائے تو کیا کہنے ہیں لیکن اگر اتنی اہلیت پیدا نہ ہو تو پھر اہل اللہ کی جان، مال سے خدمت کرنا ضروری ہے، تاکہ مردان خدا کی تاریکی ...

...ہیں اور تمہارا مال پاک ہے۔

بیٹے کو خاص ہدایات ونصائح

۵. حضرت شیخ نے آخر عمر میں ایک روز اپنے بیٹے خواجہ اولیا کو طلب فرمایا۔ ایمان کا تحفہ اپنے ہاتھوں سے کر فرمایا۔

۱. بیٹا! میں تجھ کو یہ وصیت کرتا ہوں کہ پرہیزگاری اختیار کرنا، وظائف و عبادت میں کوتاہی نہ کرنا۔ اپنی حالت کو ہر وقت لطائف میں رکھنا، خدا سے ڈرتے رہنا، خدا اور رسولؐ کے حقوق ادا کرنا۔ والدین کے حقوق کو فراموش نہ کرنا کہ ان خصائل سے خداوند تعالیٰ سے قربت حاصل ہوگی۔

۲. خداوند تعالیٰ کی پوری پوری اطاعت کرنا تاکہ وہ تیرا محافظ رہے۔

۳. قرآن شریف کو پڑھتے رہنا، اور اس کے معانی پر غور و فکر کرنا۔

۴. اپنے آپ کو طالب علمی کے درجے سے آگے نہ بڑھانا، فقہ اور حدیث پڑھنا۔

۵. جاہل صوفیوں اور عوام سے دور رہنا کہ یہی لوگ دین کے رہزن ہیں۔

۶. جماعت اہل سنت کا اتباع کرنا اور اتقیائے سلف کے طریقہ پر رہنا۔ بدعت گمراہی ہے۔

۷. عورتوں، امردوں، نوجوانوں اور بدعتیوں کی صحبت اختیار نہ کرنا کہ یہ لوگ دین کو برباد کر دیتے ہیں۔

۸. خلوت اختیار کرنا اور صرف فقیروں سے صحبت رکھنا۔

۹. مال حلال کھانا، اس لئے کہ حلال مال نیکی کی کنجی ہے۔

۱۰. حرام سے دور رہنا اس لئے کہ وہ خداوند تعالیٰ سے دور کر دے گا۔

۱۱. حلال کپڑا پہننا تاکہ عبادت کی حلاوت نصیب ہو۔

۱۲. جماعت کا ساتھ نہ چھوڑنا۔

۱۳. امام اور موذن نہ بننا۔

۱۴. حکام کی عدالتوں میں نہ جانا۔ دستاویز پر دستخط نہ کرنا اور کسی کی وصیت میں شریک نہ ہونا۔

۱۵. گمنام رہنا۔ ناموری اور شہرت سے بچنا تاکہ دین محفوظ رہے۔

۱۶. خانقاہ نہ بنانا اور نہ خانقاہ میں قیام کرنا۔

۱۷۔ کسی کی تعریف سے مغرور نہ ہونا، اور کسی کی برائی سے مغموم نہ ہونا۔

۱۸۔ لوگوں سے اخلاق سے پیش آنا، آدمی نیک ہو یا بد سب کے ساتھ ادب کو ملحوظ رکھنا۔

۱۹۔ قہقہہ لگا کر نہ ہنسنا، قہقہہ غفلت سے ہوتا ہے۔

۲۰۔ خدا کے عذاب و غضب سے بے خوف نہ ہونا اور نہ خدا کی رحمت سے مایوس۔

۲۱۔ خوف و رجا کے درمیان زندگی بسر کرنا کبھی خوف اور کبھی رجا، سالکوں کا مقام یہی ہے۔

۲۲۔ موت کو ہر وقت یاد رکھنا۔ ریاست و حکومت کا طالب نہ ہونا۔ طالب ریاست و حکومت سالک نہیں ہو سکتا۔

۲۳۔ ہمیشہ روزہ رکھنا۔ روزہ نفس کی سرکوبی کرتا ہے۔

۲۴۔ مشائخ کی خدمت جان و مال سے کرنا۔ دل میں ان کا احترام رکھنا کسی شیخ کا انکار نہ کرنا، البتہ وہ شیخ جو خلاف شرع امور کا مرتکب ہو، قابل متابعت و اطاعت نہیں۔

۲۵۔ حق تعالیٰ پر بھروسہ رکھنا، اپنے لیے کچھ جمع نہ کرنا، اور نہ کسی سے کچھ طلب کرنا۔

۲۶۔ جہاں مرد جمع ہوں اور جہاں دولت مند [illegible] فرق ہے، اس میں سے تو [illegible] کی نسبت [illegible] پاس نہ آنے دے۔

۲۷۔ ظاہر کو آراستہ کرنا [illegible] ہوتی ہے۔

۲۸۔ غیر ضروری باتوں سے سکوت اختیار کرنا، مخلوق کو نصیحت کرتے رہنا۔

۲۹۔ جب تک خوب بھوک نہ لگے کچھ نہ کھانا پینا۔

۳۰۔ جب تک نیند کا غلبہ نہ ہو نہ سونا۔

۳۱۔ سماع زیادہ نہ سننا اور نہ سماع کی مجلس میں زیادہ دیر بیٹھنا، سماع سے نفاق پیدا ہوتا ہے، زیادہ سماع دل کو مردہ اور بے حس کر دیتا ہے لیکن سماع کا انکار بھی نہ کرنا، اس لیے کہ بہت سے بزرگوں نے سماع سنا ہے۔ سماع حقیقت میں اس شخص کے لیے جائز ہے جس کا دل زندہ ہو اور نفس مردہ، جس میں یہ صفت نہ ہو وہ سماع نہ سنے، نماز روزہ وغیرہ عبادات میں مشغول رہے۔

۳۲۔ چاہیے کہ دل ہمیشہ ذکر میں مشغول ہو، یعنی جسم نماز و عبادت میں، اور روح خدا کی معرفت میں۔

[illegible] پانچ باتیں پائی جائیں۔ اس سے تعلق رکھو (۱) [illegible] پر ترجیح دے (۲) علم کو دنیا کے کاموں سے مقدم سمجھے (۳) ذلت کو عزت سے بہتر جانے (۴) [illegible] سے آگاہ ہو (۵) ہر وقت موت کے لئے تیار ہو۔ بیٹا میں نے بھی پہلے اپنے پیر سے ان نصائح کو سنکر ان کو مشعل نظر رکھا اور ان پر عمل کیا تو بھی ان کو یاد رکھو۔ اور ان پر عمل کرو خداوند تعالے دین و دنیا میں تیرا محافظ ہوگا۔

عالم کی عقوبت کا مطلب

۱۰۔ ایک درویش نے پوچھا: خواجہ خواجگان! عالم کی عقوبت کیونکر ہوتی ہے؟ فرمایا: جب عالم آخرت سے بے پروا ہو جاتا ہے یعنی آخرت کو چھوڑ کر دنیا کا طالب بن جاتا ہے تو خداوند تعالیٰ دنیا میں اس کو یہ سزا دیتا ہے کہ اس سے عبادت کی حلاوت اور ذوق اطاعت کی کیفیت چھین لیتا ہے، اور اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جب عبادت و اطاعت میں اس کو کوئی لطف حاصل نہیں ہوتا تو وہ عبادت و اطاعت کو چھوڑ دیتا ہے، اور آخرة کی عقوبت کا مستحق قرار پاتا ہے۔

دوزخ و جنت کا اختیار

۱۱۔ ایک روز کسی درویش نے حضرت خواجہ سے عرض کیا کہ اگر مجھ کو دوزخ اور جنت کے اختیار کا حق دیا جائے، تو میں دوزخ کو اختیار کروں گا۔ اس لئے کہ میں نے کبھی نفس کی خواہش پوری نہیں کی ہے اور جنت گویا نفس کی خواہش ہے۔ حضرت خواجہؒ نے فرمایا کہ بندہ کو اختیار سے کیا مطلب، جہاں بھیجے چلا جائے، اور جس جگہ رکھے وہاں رہے۔

فراست مومن کا مظاہرہ

ایک روز حضرت خواجہ مریدوں اور ارادت مندوں کے مجلس میں تشریف فرما تھے کہ ایک نوجوان کاندھے پر صلیب ڈالے آیا اور بیٹھ گیا۔ حضرت خواجہ نے غور سے اس کی طرف دیکھا اور خاموش رہے۔ پھر نوجوان نے پوچھا: حضرت جی! اتقوا فراسۃ المومن فانہ ینظر بنور اللہ کا مطلب کیا ہے؟ حضرت خواجہ نے فرمایا: اس کا مطلب یہ ہے کہ اپنا زنار توڑ دو اور ایمان قبول کرو۔ جوان نے کہا: حضرت جی! [illegible] خادم کو [illegible] کو شرمسار کیا۔ اس کے بعد زنار کر دیا تو زنار موجود تھا۔ نوجوان نے توبہ کی اور مسلمان ہوگیا۔

خدا کی محبت میں سب کو چھوڑ دو

۹۔ حضرت خواجہ رح فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں اپنے کوٹھے پر عبادت کر رہا تھا کہ پڑوس کی ایک عورت نے روتے ہوئے اپنے میاں سے کہا: مدتوں سے میں تیرے گھر میں ہوں۔ بھوک پیاس صبر و شکر سے برداشت کی، جو تو نے دیا اس پر قناعت کی۔ تیری عزت و آبرو کی حفاظت کی، اور یہ تلخ باتیں اس لئے برداشت کیں کہ تو میرا رب ہے اور میں تیری۔ اگر تیرا خیال دوسری طرف ہوگا تو میرا ہاتھ اور خواجہ عبد الخالق کا دامن ہوگا، اور جب تک انصاف نہ کرالوں گی، دامن نہ چھوڑوں گی۔ عورت کے ان جملوں کا میرے دل پر بہت اثر ہوا، اور میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ جب ایک عورت مخلوق کی محبت میں اس قدر ثابت قدم ہے کہ ہر قسم کے شدائد برداشت کر سکتی ہے تو سالک کیلئے تو یہ ایک سبق ہونا چاہیئے۔ پھر میں نے غور کیا تو قرآن مجید میں اس کی یہ شہادت ملی ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ و یغفر ما دون ذلک یعنی خداوند تعالے شرک (سے جرم) کو معاف نہیں کریگا اس سے کم درجے کے گناہوں کو معاف فرما دے گا۔

نیو تھیٹرز کی عدیم المثال پیشکش

وصیّت نامہ

اداکاران:۔ ملکۂ ترنم بھارتی، ایشت بران، اور سمیترا وغیرہ

سب اداکاروں نے اپنے کمالات کے جوہر دکھائے ہیں

بہت جلد اپنے سینما حال میں نمائش کے لئے پیش کیا جائے گا!

جاری کردہ:۔ جگت ٹاکیز چاندنی چوک دہلی، لاہور

رتن بنانے والوں کی ایک بے نظیر پیشکش؟

جمنا پروڈکشن کی مایۂ ناز پیشکش

دو دل

نادرن انڈیا اسٹوڈیو پروڈکشن؟

اداکار ثریا، موتی لال۔ کرن دیوان۔ بدری پرشاد، گلاب وغیرہ

کہانی ومکالمے:۔ ملہوک۔ ڈائرکشن:۔ جگدیش سیٹھی۔ موسیقی:۔ گوبند رام

جگت ٹاکیز۔ ڈسٹری بیوٹرز۔ دہلی۔ لاہور

دی مغل لائن لمیٹڈ

مغل لائن نہایت مسرت کے ساتھ یہ اعلان کرتی ہے کہ امسال رمضان المبارک سے قبل حاجیوں کے لئے جہازوں کی روانگی کا خاص انتظام کیا گیا ہے۔

ایس۔ ایس رضوانی وزن ۵۴۴۵ ٹن

۳۰ جون ۱۹۴۷ء کو بمبئی سے براہ راست جدہ روانہ ہوگا

رمضان المبارک سے قبل جانے والے جہازوں کا اسپیشل کرایہ :-

درجہ اول بمبئی/جدہ واپسی معہ خوراک ۹۷۵ روپے

عرشہ " " ۳۰۲ "

ایس ایس علوی ... وزن ۳۵۶۶ ٹن

یکم جولائی ۱۹۴۷ء کو کراچی سے براہ راست جدہ روانہ ہوگا

ایس ایس اسلامی - - وزن ۵۸۷۹ ٹن

۵ جولائی ۱۹۴۷ء کو کراچی سے براہ راست جدہ روانہ ہوگا

درجہ اول کراچی/جدہ واپسی معہ خوراک ۹۵۰ روپے

عرشہ ۲۹۲ روپے

عرشے کا کرایہ اس خیال سے مقرر کیا گیا ہے کہ ممکن ہے امسال ہر حاجی کو ۱۶ مربع فٹ جگہ دی جائے۔ اگر حکومت ہند نے یہ فیصلہ کیا کہ گذشتہ سال کی طرح ہر حاجی کو ۱۲ مربع فٹ جگہ ہی ملے گی تو کرائے کی بقایا رقم ان کو جدہ میں واپس کر دی جائے گی۔

ان کرایوں میں کامران کے قرنطینے کی فیس، جدہ کے محکمہ صفائی کی فیس اور کشتی کا کرایہ شامل نہیں ہیں، جن کی مجموعی رقم ۶۹ روپے ۱۲ آنے ہوتی ہے۔

حاجیوں سے درخواست ہے کہ وہ حج کمیٹی یا حکومت ہند، نئی دہلی کی ہدایات کے مطابق ہی جہاز کی روانگی کی بندرگاہوں پر پہنچیں۔ بندرگاہوں پر صرف انہیں حضرات کو ٹکٹ دیئے جائیں گے جن کے پاس حج آفیسر کے جاری کردہ رجسٹریشن کارڈ ہوں گے۔ نیز چونکہ کرائے اور خوراک کی باقی ماندہ رقم ادا کریں گے، عازمین حج کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ جن کے پاس رجسٹریشن کارڈ نہیں وہ ہرگز بندرگاہ کا قصد نہ کریں۔

ٹرنر ماریسن اینڈ کمپنی لمیٹڈ ۱۶ بنک اسٹریٹ بمبئی

مَّا أَنزَلَ اللَّهُ بِهَا مِن سُلْطَانٍ إِن يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَمَا تَهْوَى

خدا تعالیٰ نے تو ان کی کوئی دلیل بھیجی نہیں یہ لوگ صرف بے اصل خیالات پر اور اپنے نفس کی خواہش پر چل رہے

الْأَنفُسُ وَلَقَدْ جَاءَهُم مِّن رَّبِّهِمُ الْهُدَىٰ ۝ أَمْ لِلْإِنسَانِ مَا

ہیں حالانکہ ان کے پاس ان کے رب کی جانب سے ہدایت آچکی ہے کیا انسان کو اس کی ہر تمنا مل

تَمَنَّىٰ ۝ فَلِلَّهِ الْآخِرَةُ وَالْأُولَىٰ ۝ وَكَم مِّن مَّلَكٍ فِي السَّمَاوَاتِ لَا تُغْنِي

جاتی ہے سو خدا ہی کے اختیار میں ہے آخرت اور دنیا اور بہت سے فرشتے آسمانوں میں موجود ہیں ان کی سفارش

شَفَاعَتُهُمْ شَيْئًا إِلَّا مِن بَعْدِ أَن يَأْذَنَ اللَّهُ لِمَن يَشَاءُ وَيَرْضَىٰ ۝

ذرا بھی کام نہیں آسکتی مگر بعد اس کے کہ اللہ تعالیٰ جس کے لئے چاہیں اجازت دے دیں اور راضی ہوں

إِنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ لَيُسَمُّونَ الْمَلَائِكَةَ تَسْمِيَةَ الْأُنثَىٰ

جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے وہ فرشتوں کو بیٹیوں کے نام سے نامزد کرتے ہیں

وَمَا لَهُم بِهِ مِنْ عِلْمٍ إِن يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنَّ الظَّنَّ لَا

حالانکہ ان کے پاس اس پر کوئی دلیل نہیں صرف بے اصل خیالات پر چل رہے ہیں اور یقیناً بے اصل خیالات

يُغْنِي مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا ۝ فَأَعْرِضْ عَن مَّن تَوَلَّىٰ عَن ذِكْرِنَا وَلَمْ يُرِدْ إِلَّا

امر حق میں ذرا بھی مفید نہیں ہوتے تو آپ ایسے شخص سے اپنا خیال ہٹا لیجئے جو ہماری نصیحت کا خیال نہ

الْحَيَاةَ الدُّنْيَا ۝

کرے اور بجز دنیوی زندگی کے اس کو کوئی مقصود نہ ہو

تفسیر:- (اے مشرکو بعد اس کے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ناطق بالحق و متبع للوحی ہونا ثابت ہوگیا
(اور آپ اس دلیل سے توحید کا حکم فرماتے ہیں جو کہ دلائل عقلیہ سے بھی ثابت ہے اور تم پھر بھی بتوں کی پرستش کرتے ہو تو)
بھلا تم نے (بھی) ان بتوں کے (مثلاً) لات اور عزیٰ اور ایک تیسرے منات کی حال میں غور بھی کیا ہے (تاکہ تم کو معلوم ہوتا
کہ وہ قابل پرستش ہیں یا نہیں پس کلمۂ فا سے یہ فائدہ ہوا کہ آپ کی تنبیہ کے بعد تو متنبہ ہونا چاہئے تھا، اور توحید کے متعلق
ایک اور بات قابل غور کے ہے کہ تم جو ملائکہ کو خدا کی بیٹیاں قرار دے کر معبود کہتے ہو تو) کیا تمہارے لئے تو بیٹے
(تجویز) ہوں اور خدا کے لئے بیٹیاں (تجویز ہوں یعنی جن لڑکوں کو مکروہ و قابل نفرت سمجھتے ہو وہ خدا کی طرف نسبت
کی جاویں) اس حالت میں تو یہ بہت بے ڈھنگی تقسیم ہوئی (کہ اچھی چیز تمہارے حصے میں اور بری چیز خدا تعالیٰ
کے حصہ میں نعوذ باللہ منہ یہ بناءً علی العرف فرمایا ورنہ خدا تعالیٰ کے لئے بیٹا تجویز کرنا بھی ڈھنگی بات ہے)
یہ (معبودات مذکورہ اصنام و ملائکہ بعقیدہ مذکورہ) نرے نام ہی نام ہیں (یعنی یہ مسمیات بحیثیت مزعومہ موجودات
واقعیہ میں سے نہیں ہیں بلکہ نرے ان اسماء کے ہیں جن کا کہیں مصداق نہیں) جن کو تم نے اور تمہارے باپ دادوں
نے (آپ ہی) ٹھہرا لیا ہے خدا تعالیٰ نے تو ان (کے معبود ہونے) کی کوئی دلیل (عقلی یا نقلی) بھیجی نہیں (بلکہ)

یہ لوگ (اس اعتقاد الوہیت غیر اللہ میں) صرف بے اصل خیالات پر اور اپنے نفس کی خواہش پر (جو کہ ان بے اصل خیالات سے پیدا ہوتی ہے) چل رہے ہیں (دونوں میں فرق یہ ہوا کہ ہر عمل سے پہلے ایک عقیدہ ہوتا ہے اور ایک عزم موکد پس دونوں سے دونوں کی طرف اشارہ ہے) حالانکہ ان کے پاس ان کے رب کی جانب سے (بواسطہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ناطق بالحق ومتبع طریق حق کے) ہدایت (امر واقعی کی) آچکی ہے (یعنی خود اپنے دعوے پر تو کوئی دلیل نہیں رکھتے اور اس دعوے کی نقیض پر رسول کے ذریعہ سے دلیل سنتے ہیں اور پھر نہیں مانتے۔ یہ تو گفتگو تھی بطلان الوہیت غیر اللہ میں آگے کلام اس کی غایت کے بطلان میں ہے یعنی یہ لوگ جو بامید شفاعت ان کی عبادت کرتے ہیں تو کیا انسان کو اس کی ہر تمنا مل جاتی ہے سو ایسا (نہیں ہے کیونکہ ہر تمنا) خدا ہی کے اختیار میں ہے آخرت (کی بھی) اور دنیا (کی بھی پس وہ جس کو چاہیں پورا فرما دیں اور نص قطعی میں یہ بتلا دیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی اس تمنائے باطل کو پورا کرنا نہیں چاہیں گے نہ دنیا میں کہ حاجات میں شفاعت کریں نہ آخرت میں کہ نجات میں شفاعت کریں پس یقیناً وہ پوری نہ ہوگی) اور (دوسرے بت تو کیا شفاعت کرتے کہ ان میں خود اہلیت ہی شفاعت کی نہیں اس دربار میں تو جو لوگ اہل ہیں ان کی بھی بے اذن کچھ نہیں چلتی چنانچہ) بہت سے فرشتے آسمانوں میں موجود ہیں (شاید اس میں اشارہ ہو علو شان کی طرف مگر باوجود اس علو شان کے) ان کی سفارش ذرا بھی کام نہیں آسکتی (بلکہ خود شفاعت ہی نہیں پائی جا سکتی) مگر بعد اس کے کہ اللہ تعالیٰ جس کے لئے چاہیں اجازت دیدیں اور (اس کے لئے شفاعت کرنے سے) راضی ہوں (رضی اس لئے بڑھا دیا کہ کبھی مخلوق کا اذن بلا رضا بھی کسی دباؤ یا مصلحت سے ہو جاتا ہے۔ آگے اس عقیدہ ولدیت ملائکہ للہ تعالیٰ کے کفر ہونے کی تصریح ہے کہ) جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے (بلکہ اس کے انکار کی وجہ سے کافر ہیں) وہ فرشتوں کو (خدا کی) بیٹی کے نام سے نامزد کرتے ہیں (ان کی تعبیر بالکفر میں آخرت کی تخصیص میں شاید اس طرف اشارہ ہو کہ یہ سب ضلالتیں آخرت کی بے فکری سے پیدا ہوئی ہیں ورنہ معتقد آخرت کو اپنی نجات کی ضرور فکر ہوتی ہے۔ اور یہاں انثیٰ بمعنی بنیت کے ہے اور جب ملائکہ کو خدا کے ساتھ شریک ٹھیرانے کے کفر ہونے کی تصریح فرما دی تو اصنام کے شریک ٹھیرانے کا کفر ہونا بدرجہ اولیٰ ثابت ہو گیا اس لئے صرف اسی پر اکتفا کیا گیا آگے اس عقیدہ کا بے دلیل ہونا بیان فرماتے ہیں یعنی ملائکہ کے بنات اللہ ہونے کے مدعی ہیں) حالانکہ ان کے پاس اس پر کوئی دلیل نہیں صرف بے اصل خیالات پر چل رہے ہیں اور یقیناً بے اصل خیالات امر حق (کے اثبات) میں ذرا بھی مفید نہیں ہوتے۔ ف عرب میں بت تو بہت سے تھے مگر تخصیص ان تین کی بوجہ اشہر واکبر ہونے کے ہے تو اوروں کی الوہیت کا بطلان بدرجہ اولیٰ ہو گیا۔ اور ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ لات ایک منقش پتھر تھا اور اس پر ایک عمارت بنا رکھی تھی اور طائف میں تھا اور عزیٰ ایک درخت تھا اس پر بھی ایک عمارت بنا رکھی تھی یہ نخلہ میں درمیان مکہ اور طائف کے تھا۔ اور منات کو پتھر لکھا ہے اور مقام اس کا مشلل جو قدید کے پاس مکہ مدینہ کے درمیان ہے بتلایا ہے اور بعض نے اور اور مقامات بھی بتلائے ہیں لیکن ممکن ہے کہ ہندوؤں کی طرح کہ ہر جگہ دیوی اور دیوتا کی نقلیں بنا لیتے ہیں، انہوں نے بھی کئی کئی جگہ بنا رکھے ہوں واللہ اعلم (ربط اوپر توحید و رسالت کا مع عدم قبول کفار کے ذکر تھا آگے اس عدم قبول پر اور اس کے مقابلہ میں قبول پر سزا و جزا کا ذکر ہے اور چونکہ اس عدم قبول سے آپ کو حزن بھی ہوتا تھا اس لئے اس مضمون کو تسلیہ سے شروع فرمایا ہے۔

ذٰلِكَ مَبْلَغُهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ ۭ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ

ان لوگوں کی فہم کی رسائی کی حد بس یہی ہے۔ تمہارا پروردگار خوب جانتا ہے کہ کون اس کے رستہ سے بھٹکا ہوا ہے اور

وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اهْتَدٰى ۝ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۙ لِيَجْزِيَ

وہی اس کو بھی خوب جانتا ہے جو راہ راست پر ہے اور جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے وہ سب اللہ ہی کے اختیار میں ہے

أَسَاءُوا بِمَا عَمِلُوا وَيَجْزِيَ الَّذِينَ أَحْسَنُوا بِالْحُسْنَى ۝ الَّذِينَ يَجْتَنِبُونَ

انجام کار یہ ہے کہ برا کام کرنے والوں کو ان کے کام کے عوض میں جزا دیگا اور نیک کام کرنے والوں کو ان کے نیک کاموں کے عوض

كَبَائِرَ الْإِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ إِلَّا اللَّمَمَ ۚ إِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ ۚ

میں جزا دیگا وہ لوگ ایسے ہیں کہ کبیرہ گناہوں سے اور بے حیائی کی باتوں سے بچتے ہیں مگر ہلکے ہلکے گناہ بلاشبہ آپ کے رب کی مغفرت بڑی

هُوَ أَعْلَمُ بِكُمْ إِذْ أَنشَأَكُم مِّنَ الْأَرْضِ وَإِذْ أَنتُمْ أَجِنَّةٌ فِي بُطُونِ

وسیع ہے وہ تم کو خوب جانتا ہے جب تم کو زمین سے پیدا کیا تھا اور جب تم اپنی ماؤں کے پیٹ میں بچے تھے

أُمَّهَاتِكُمْ ۖ فَلَا تُزَكُّوا أَنفُسَكُمْ ۖ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقَىٰ ۝

تو تم اپنے کو مقدس مت سمجھا کرو تقوے والوں کو وہی خوب جانتا ہے

تفسیر: (جب ان یتبعون الا الظن اور ولقد جاءھم من ربھم الھدیٰ سے ان کا معاند ہونا معلوم ہو گیا کہ باوجود آنے قرآن اور ہدی کے اپنے گمان اور ہوے پر چلتے ہیں اور معاندسے قبول حق کی امید نہیں ہوتی) تو آپ ایسے شخص سے اپنا خیال ہٹا لیجئے جو ہماری نصیحت کا خیال نہ کرے اور بجز دنیوی زندگی کے اس کو کوئی (اخروی مطلب) مقصود نہ ہو (جس کی وجہ عدم ایمان بالآخرۃ ہے جو لا یؤمنون بالآخرۃ سے اوپر مفہوم ہوا ہے اور) ان لوگوں کی فہم کی رسائی کی حد بس یہی (دنیوی زندگی) ہے (جب ان کی بدفہمی اور بے فکری کی نوبت یہاں تک پہنچی ہے تو ان کی فکر نہ کیجئے ان کا معاملہ اللہ کے حوالے کیجئے پس) تمہارا پروردگار خوب جانتا ہے کہ کون اس کے رستے سے بھٹکا ہوا ہے اور وہی اس کو بھی خوب جانتا ہے جو راہ راست پر ہے (اس سے تو اس کا علم ثابت ہوا) اور (اس سے قدرت ثابت ہے کہ) جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے وہ سب اللہ ہی کے اختیار میں ہے (جب وہ علم اور قدرت دونوں میں کامل ہے اور اس کے سبیل ماموربہ کے اعتبار سے مکلفین دو قسم کے ہیں ضال اور مہتدی تو) انجام کار یہ ہے کہ برا کام کرنے والوں کو ان کے (برے) کام کے عوض میں (خاص طور کی) جزا دے گا اور نیک کام کرنے والوں کو ان کے نیک کاموں کے عوض میں (خاص طور کی) جزا دے گا (پس اس کا مقتضا یہ ہے کہ ان کے حوالے کیجئے آگے نیک کاروں کی تفسیر ہے یعنی) وہ لوگ ایسے ہیں کہ کبیرہ گناہوں سے اور (ان میں) بے حیائی کی باتوں سے (بالخصوص زیادہ) بچتے ہیں مگر ہلکے ہلکے گناہ (کبھی کبھی ہو جائیں تو جن نکوکاری کا یہاں ذکر ہے اس کی شان سے خالی نہیں آتا آگے دونوں ایہاموں کا رفع ہے یعنی) بلاشبہ آپ کے رب کی مغفرت بڑی وسیع ہے۔ (سیئین کو تدارک اسارت سے ہمت نہ ہارنا چاہیئے وہ اگر چاہے تو بجز کفر و شرک کے اور سیئات کو محض فضل سے معاف کر دیتا ہے تو تدارک سے تو کیوں نہ معاف کرے گا۔ اور اسی طرح محسنین کو عجب نہ چاہیئے کیونکہ حسنات میں بعض اوقات ایسے شوائب خفیہ مل جاتے ہیں کہ قابل قبول نہیں رہتے اور عامل کو اس طرف التفات نہ ہونے سے ان کی اطلاع بھی نہیں ہوتی اور حق تعالیٰ کو تو علم ہوتا ہے جب وہ حسنہ مقبول نہیں تو مدار محسنیۃ کا نہیں ہو سکتی پھر عجب کیسا اور یہ بات کہ تمہاری کسی حالت کی خود تم کو اطلاع نہ ہو اور اللہ تعالیٰ کو اطلاع ہو کچھ امر غریب نہیں ہے بلکہ ابتدا ہی سے اس کا وقوع ہو رہا ہے چنانچہ) وہ تم کو (اور تمہارے احوال کو اس وقت سے) خوب جانتا ہے جب تم کو (یعنی تمہارے جد امجد آدم علیہ السلام کو) زمین (کی خاک) سے پیدا کیا تھا (جن کے ضمن میں بواسطہ تم بھی طین سے مخلوق ہوئے) اور جب تم (اپنی ماؤں کے پیٹ میں بچے تھے (اور ان دونوں حالتوں میں تم کو اپنا اصلا علم نہ تھا اور ہم کو تھا پس اسی طرح اب بھی تمہارا عدم علم اور ہمارا علم تمہاری کسی حالت کے متعلق امر مستغرب نہیں جب یہ بات ہے) تو تم

اپنے کو مقدس مت سمجھا کرو (بس) تقویٰ والوں کو وہی خوب جانتا ہے (کہ فلاں متقی ہے فلاں نہیں گو صورۃً افعال تقویٰ کے مدون سے صادر ہوتے ہیں) ربط اوپر الذین اساءوا اور الذین احسنوا اجمالاً فرمایا تھا پھر الذین احسنوا کے احسان کی کچھ توضیح تھی آگے الذین اساءوا کی اسائت کی کچھ توضیح اور توضیح کے ساتھ اس طریقے کی تقبیح اور اس تقبیح کے مبنی کی تصریح ارشاد ہے۔ اور سبب نزول اس کا در منثور میں بروایت ابن جریر کے ابن زید سے یہ نقل کیا ہے کہ کوئی شخص اسلام لے آیا تھا کسی نے اس کو ملامت کی اس نے کہا کہ میں عذاب سے ڈرتا ہوں وہ بولا تو مجھ کو کچھ دیدے میں تیری طرف سے عذاب اپنے سر رکھوں گا چنانچہ کچھ دیا اس نے اور ما نگا نہایت کشاکشی سے اس نے اور بھی کچھ دیا اور بقیہ کی دستاویز مع گواہوں کے لکھ دی اھ اور روح المعانی وغیرہ میں اس شخص کی تعیین بھی کی ہے کہ یہ ولید بن مغیرہ تھا کہ کچھ میلان اسلام کی طرف ہو چلا تھا الخ اور ظاہر ہے کہ جس شخص کی ایسی حالت ہو آیت سب کو شامل ہے۔

أَفَرَأَيْتَ الَّذِي تَوَلَّىٰ ۝ وَأَعْطَىٰ قَلِيلًا وَأَكْدَىٰ ۝ أَعِندَهُ عِلْمُ الْغَيْبِ

تو بھلا آپ نے ایسے شخص کو بھی دیکھا جس نے روگردانی کی اور تھوڑا مال دیا اور بند کر دیا کیا اس شخص کے پاس علم غیب ہے کہ اس

فَهُوَ يَرَىٰ ۝ أَمْ لَمْ يُنَبَّأْ بِمَا فِي صُحُفِ مُوسَىٰ ۝ وَإِبْرَاهِيمَ الَّذِي وَفَّىٰ ۝

کو دیکھ رہا ہے کیا اس کو اس مضمون کی خبر نہیں پہنچی جو موسیٰ کے صحیفوں میں ہے اور نیز ابراہیم کے جنہوں نے احکام کی پوری

أَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ ۝ وَأَن لَّيْسَ لِلْإِنسَانِ إِلَّا مَا سَعَىٰ ۝

بجا آوری کی یہ کہ کوئی شخص کسی کا گناہ اپنے اوپر نہیں لے سکتا اور یہ کہ انسان کو صرف اپنی ہی کمائی ملے گی اور یہ

وَأَنَّ سَعْيَهُ سَوْفَ يُرَىٰ ۝ ثُمَّ يُجْزَاهُ الْجَزَاءَ الْأَوْفَىٰ ۝ وَأَنَّ إِلَىٰ

کہ انسان کی سعی بہت جلد دیکھی جاوے گی پھر اس کو پورا بدلہ دیا جاوے گا اور یہ کہ آپ کے

رَبِّكَ الْمُنتَهَىٰ ۝ وَأَنَّهُ هُوَ أَضْحَكَ وَأَبْكَىٰ ۝ وَأَنَّهُ هُوَ أَمَاتَ وَأَحْيَا ۝

پروردگار ہی کے پاس پہنچنا ہے اور یہ کہ وہی ہنساتا اور رلاتا ہے اور یہ کہ وہی مارتا ہے اور جلاتا ہے

وَأَنَّهُ خَلَقَ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْأُنثَىٰ ۝ مِن نُّطْفَةٍ إِذَا تُمْنَىٰ ۝

اور یہ کہ وہی دونوں قسم یعنی نر اور مادہ کو نطفہ سے بناتا ہے جب ڈالا جاتا ہے

وَأَنَّ عَلَيْهِ النَّشْأَةَ الْأُخْرَىٰ ۝ وَأَنَّهُ هُوَ أَغْنَىٰ وَأَقْنَىٰ ۝ وَأَنَّهُ هُوَ رَبُّ

اور یہ کہ دوبارہ پیدا کرنا اس کے ذمہ ہے اور یہ کہ وہی غنی کرتا ہے اور سرمایہ باقی رکھتا ہے اور یہ کہ وہی مالک

الشِّعْرَىٰ ۝ وَأَنَّهُ أَهْلَكَ عَادًا الْأُولَىٰ ۝ وَثَمُودَ فَمَا أَبْقَىٰ ۝ وَقَوْمَ نُوحٍ

ہے ستارہ شعریٰ کا بھی اور یہ کہ اس نے قدیم قوم عاد کو ہلاک کیا اور ثمود کو بھی کہ کسی کو باقی نہ چھوڑا اور ان سے پہلے

مِّن قَبْلُ ۖ إِنَّهُمْ كَانُوا هُمْ أَظْلَمَ وَأَطْغَىٰ ۝ وَالْمُؤْتَفِكَةَ أَهْوَىٰ ۝

قوم نوح کو بیشک وہ سب سے بڑھ کر ظالم اور شریر تھے اور الٹی ہوئی بستیوں کو بھی پھینک مارا تھا

فَغَشّٰىهَا مَا غَشّٰى ۝ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكَ تَتَمَارٰى ۝

پھر اُن بستیوں کو گھیر لیا جس چیز نے کہ گھیر لیا سو تو اپنے رب کی کون کون سی نعمت میں شک کرتا رہے گا

تفسیر:- (آپ نے نیکوں کی صفت تو سن لی) تو بھلا آپ نے ایسے شخص کو بھی دیکھا جس نے (دین حق سے) روگردانی کی (یعنی اسلام سے ہٹ گیا) اور تھوڑا مال دیا اور (پھر) بند کر دیا (یعنی جس شخص سے مال دینے کا وعدہ اپنے مطلب کے واسطے کیا تھا وہ بھی پورا نہ دیا اور اسی سے مفہوم ہوا کہ ایسا شخص دوسروں کی نفع رسانی کے لئے کیا خرچ کرے گا جب (اپنے ہی مطلب کے لئے پورا خرچ نہ کر سکا پس ذم فعلاً بخل اس کا مدلول ہے) کیا اس شخص کے پاس (کسی صحیح ذریعہ سے) علم غیب ہے کہ اس کو دیکھ رہا ہے (جس کے ذریعہ سے معلوم ہو گیا کہ فلاں شخص میری طرف سے عذاب کا متحمل ہو جاوے گا) کیا اس کو اس مضمون کی خبر نہیں پہنچی جو موسیٰ (علیہ السلام) کے صحیفوں میں ہے (اور حسب روایت در منثور مذکورہ سورہ اعلیٰ یہ دس صحیفے علاوہ توریت کے ہیں) اور نیز ابراہیم (علیہ السلام) کے (صحیفوں میں ہے و سیاتی فی سورۃ الاعلیٰ) جنہوں نے احکام کی پوری بجا آوری کی (اور وہ مضمون) یہ (ہے) کہ کوئی شخص کسی کا گناہ اپنے اوپر (ایسے طور سے) نہیں لے سکتا (کہ گناہ کرنے والا بری ہو جاوے پھر یہ شخص کیسے سمجھ گیا کہ میرا سارا گناہ یہ ملامت گر اپنے سر رکھ لے گا) اور یہ (مضمون ہے) کہ انسان کو (ایمان کے بارے میں) صرف اپنی ہی کمائی ملے گی (یعنی کسی دوسرے کا ایمان اس کے کام نہ آوے گا پس اگر اس ملامت کرنے کے پاس ایمان ہوتا بھی تب بھی اس شخص کے کام نہ آتا چہ جائیکہ وہاں بھی ندارد) اور یہ (مضمون ہے) کہ انسان کی سعی بہت جلد دیکھی جاوے گی پھر اس کو پورا بدلہ دیا جاوے گا (باوجود اس کے یہ شخص اپنی فلاح کی سعی سے کیسے غافل ہو گیا) اور یہ (مضمون ہے) کہ (سب کو) آپ کے پروردگار ہی کے پاس پہنچنا ہے (پھر وہ شخص کیسے نڈر ہو گیا) اور یہ (مضمون ہے) کہ وہی ہنساتا اور رلاتا ہے اور یہ کہ وہی مارتا ہے اور جلاتا ہے اور یہ کہ وہی دونوں قسم یعنی نر اور مادہ کو نطفہ سے بناتا ہے جب (رحم میں) ڈالا جاتا ہے (یعنی مالک جمیع تصرفات کا خدا ہی ہے دوسرا نہیں پھر وہ شخص کیسے سمجھ گیا کہ قیامت کے روز یہ تصرف کہ مجھ کو عذاب سے بچا لے کسی دوسرے کے قبضہ میں ہو جاوے گا) اور یہ (مضمون ہے) کہ دوبارہ پیدا کرنا (حسب وعدہ) اس کے ذمہ ہے (یعنی ایسا ضروری ہونے والا ہے جیسے کسی کے ذمہ ہو تو اس شخص کے نڈر ہونے کی وجہ یہ بھی نہ ہونا چاہئے کہ قیامت نہ آوے گی) اور یہ (مضمون ہے) کہ وہی غنی کرتا ہے (یعنی سرمایہ دیتا ہے) اور سرمایہ رہنے کو محفوظ (اور) باقی رکھتا ہے اور یہ کہ وہی مالک ہے ستارہ شعریٰ کا بھی (جس کی عبادت جاہلیت میں بعض لوگ کرتے تھے یعنی ان تصرفات و اشیاء کا مالک بھی وہی ہے جیسے پہلے تصرفات کا مالک وہی ہے اور اوپر کے تصرفات خود انسان میں ہیں اور بعد کے تصرفات متعلقات انسان میں ہیں چنانچہ مال اور ستارہ دونوں خارج ہیں اور شاید ان دو کے ذکر میں اشارہ ہو کہ جس کو اپنا معین سمجھتے ہو خواہ بواسطہ انفاق کے خواہ بواسطہ عبادت کے اس کے رب بھی ہم ہی ہیں پھر دوسرے کو قیامت میں اس شخص کے زعم کے موافق کیا تصرف پہنچ سکتا ہے) اور یہ (مضمون ہے) کہ اس نے قدیم قوم عاد کو (اس کے کفر کی وجہ سے) ہلاک کیا اور ثمود کو بھی کہ (ان میں سے) کسی کو باقی نہ چھوڑا اور ان سے پہلے قوم نوح (علیہ السلام) کو (ہلاک کیا) بے شک وہ سب سے بڑھ کر ظالم اور شریر تھے (کہ ساڑھے نو سو برس کی دعوت میں بھی راہ پر نہ آتے) اور (قوم لوط علیہ السلام کی) الٹی ہوئی بستیوں کو بھی پھینک مارا تھا پھر ان بستیوں کو گھیر لیا جس چیز نے کہ گھیر لیا (یعنی اوپر سے پتھر برسنا شروع ہوئے پس یہ شخص اگر ان قصوں میں غور کرتا تو خدا تعالیٰ کے غضب سے ڈرتا اور بے فکر نہ ہوتا۔ آگے ان سب مضامین پر تفریع فرماتے ہیں کہ اے انسان جب ایسے ایسے مضامین سے تجھ کو آگاہ کیا جاتا ہے جو بوجہ ذریعہ ہدایت ہونے کے ہر مضمون بجائے خود ایک نعمت ربانی ہے) سو تو اپنے رب کی کون کون سی نعمت میں شک (و انکار) کرتا رہے گا (اور ان مضامین کی تصدیق کر کے منتفع نہ ہوگا) ربط: اوپر مضامین میں توحید و رسالت و مجازات کی تفصیل تھی آگے خاتمہ میں بھی تینوں مضامین مجملاً و مختلطاً ارشاد فرماتے گئے ہیں۔

هٰذَا نَذِيرٌ مِّنَ النُّذُرِ الْأُولٰى ۝ أَزِفَتِ الْآزِفَةُ ۝ لَيْسَ لَهَا مِن دُونِ

یہ بھی پہلے پیغمبروں کی طرح ایک پیغمبر ہیں وہ جلدی آنے والی چیز قریب آپہنچی ہے کوئی غیر اللہ اس کا

اللّٰهِ كَاشِفَةٌ ۝ أَفَمِنْ هٰذَا الْحَدِيثِ تَعْجَبُونَ ۝ وَتَضْحَكُونَ وَلَا

ہٹانے والا نہیں سو کیا تم لوگ اس کلام سے تعجب کرتے ہو اور ہنستے ہو اور روتے

تَبْكُونَ ۝ وَأَنتُمْ سَامِدُونَ ۝ فَاسْجُدُوا لِلّٰهِ وَاعْبُدُوا ۝

نہیں ہو اور تم تکبر کرتے ہو سو اللہ کی اطاعت کرو اور عبادت کرو

تفسیر:- یہ (پیغمبر) بھی پہلے پیغمبروں کی طرح ایک پیغمبر ہیں (ان کو مان لو کیونکہ) وہ جلدی آنے والی چیز قریب آپہنچی ہے (مراد قیامت ہے۔ اور جب وہ آوے گی تو) کوئی غیر اللہ اس کا ہٹانے والا نہیں (پس کسی کے بھروسہ بے فکری کی گنجائش ہی نہیں) سو کیا (ایسی خوف کی باتیں سنکر بھی) تم لوگ اس کلام (الٰہی) سے تعجب کرتے اور (استہزاءً) ہنستے ہو اور (خوف عذاب سے) روتے نہیں ہو اور تم (اطاعت سے) تکبر کرتے ہو سو (اس کبر و غفلت سے باز آؤ اور حسب تعلیم ان پیغمبر کے) اللہ کی اطاعت کرو اور (اس کی بلا شرکت) عبادت کرو (تاکہ تم کو نجات ہو)

سُوْرَةُ الْقَمَرِ مَكِّيَّةٌ وَّاٰيُهَا خَمْسٌ وَّخَمْسُوْنَ اٰيَةً

ربط سورت سابقہ کے ختم پر ازفت الآزفۃ میں انزجار کے واسطے قرب ساعت کا مضمون تھا اور اسی مضمون سے اسی غرض انزجار کے لئے اس سورت کا افتتاح ہوا ہے اور اس کے بعد واقعہ شق القمر قرب ساعت کے زاجر ہونے کا مثبت موکد ہے اور اس کے ساتھ مکذبین کا عدم انزجار اور عدم انزجار پر آپ کا تسلیہ اور ان کی تہدید اہوال قیامت سے مذکور ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانشَقَّ الْقَمَرُ ۝ وَإِن يَرَوْا آيَةً يُعْرِضُوا وَيَقُولُوا

قیامت نزدیک آپہنچی اور چاند شق ہو گیا اور یہ لوگ اگر کوئی معجزہ دیکھتے ہیں تو ٹال دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ جادو ہے جو ابھی

سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ ۝ وَكَذَّبُوا وَاتَّبَعُوا أَهْوَاءَهُمْ ۚ وَكُلُّ أَمْرٍ مُّسْتَقِرٌّ ۝ وَلَقَدْ

ختم ہوا جاتا ہے اور ان لوگوں نے جھٹلایا اور اپنی نفسانی خواہشوں کی پیروی کی اور ہر بات کو قرار آجاتا ہے اور ان

جَاءَهُم مِّنَ الْأَنبَاءِ مَا فِيهِ مُزْدَجَرٌ ۝ حِكْمَةٌ بَالِغَةٌ ۖ فَمَا تُغْنِ

لوگوں کے پاس خبریں اتنی پہنچ چکی ہیں کہ ان میں عبرت یعنی اعلیٰ درجہ کی دانشمندی ہے سو خوف دلانے والی چیزیں

النُّذُرُ ﴿۵﴾ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ يَوْمَ يَدْعُ الدَّاعِ إِلَىٰ شَيْءٍ نُّكُرٍ ﴿۶﴾ خُشَّعًا أَبْصَارُ

انکو کچھ فائدہ ہی نہیں دیتیں تو آپ ان کی طرف سے کچھ خیال نہ کیجئے جس روز ایک بلانے والا فرشتہ ایک ناگوار چیز کی طرف بلاوے گا ان

هُمْ يَخْرُجُونَ مِنَ الْأَجْدَاثِ كَأَنَّهُمْ جَرَادٌ مُّنتَشِرٌ ﴿۷﴾ مُّهْطِعِينَ

کی آنکھیں جھکی ہوئی ہوں گی قبروں سے اس طرح نکل رہے ہوں گے جیسے ٹڈی پھیل جاتی ہے بلانے والے کی طرف

إِلَى الدَّاعِ ۖ يَقُولُ الْكَافِرُونَ هَٰذَا يَوْمٌ عَسِرٌ ﴿۸﴾

دوڑے چلے جارہے ہوں گے کافر کہتے ہوں گے کہ یہ دن بڑا سخت ہے

تفسیر:۔ (ان کفار کے لئے زاجر تو اعلیٰ درجہ کا متحقق ہے چنانچہ) قیامت نزدیک آپہنچی (جس میں تکذیب پر بڑی مصیبت آوے گی) اور (اس اخبار قرب ساعت کا مصداق بھی واقع ہوگیا چنانچہ) چاند شق ہوگیا (اور اس کا مصداق ہونا اس طرح ہے کہ شق قمر معجزہ ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا جس سے نبوت ثابت ہوئی ہے اور نبی کا ہر قول صادق ہے پس آپ کا خبر دینا قرب وقوع قیامت کی نیز صادق ہے اس سے تحقق زاجر کا متیقن ہوگیا) اور (اس کا مقتضا یہ تھا کہ) یہ لوگ (اس سے منزجر ہوتے لیکن ان کی یہ حالت ہے کہ) اگر کوئی معجزہ دیکھتے ہیں تو ٹال دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ جادو ہے جو ابھی ختم ہوا جاتا ہے (یہ کنایہ ہے باطل سے کہ اس کا اثر اور بقا معتد بہ نہیں ہوتا۔ مطلب یہ کہ قیامت سے منزجر ہونا جس امر پر موقوف ہے یعنی اعتقاد نبوت محمدیہ یہ لوگ خود اس کی دلیل ہی کو نظر تامل سے نہیں دیکھتے اور اس کو باطل سمجھتے ہیں پھر کیا انزجار ہوتا) اور (اس اعراض اور بطلان دعوے معجزہ میں خود) ان لوگوں نے (باطل پر مصر ہوکر حق کو) جھٹلایا اور اپنی نفسانی خواہشوں کی پیروی کی (یعنی ان کا اعراض بوجہ کسی دلیل صحیح سے تمسک کرنے کے نہیں ہے بلکہ سبب اس اعراض کا اتباع ہوا اور عناداً تکذیب حق ہے) اور (یہ جو معجزات کو سحر ذاہب الاثر کہتے ہیں سو قاعدہ ہے کہ) ہر بات کو (بعد چندے اپنی اصلی حالت پر آکر) قرار آجاتا ہے (یعنی حق کا حق ہونا اور باطل کا باطل ہونا اسباب و آثار سے عام طور پر متعین ہوجاتا ہے مطلب یہ کہ گو تعین واقع میں تو فی الحال ہی ہے مگر کم فہموں کی سمجھ میں اگر اب نہیں آتا تو بعد چندے تو ان کو بھی ظاہر ہوسکتا ہے بشرطیکہ غور سے کام لیں تو چند روز کے بعد تم کو معلوم ہو جاوے گا کہ یہ سحر فانی ہے یا حق باقی ہے) اور (علاوہ اس زاجر مذکور کے جو حاکی ہے عقوبت آجلہ سے) ان لوگوں کے پاس (امم ماضیہ کی بھی) خبریں (جو حاکی ہیں عقوبت عاجلہ سے) اتنی پہنچ چکی ہیں کہ ان میں (کافی) عبرت (یعنی اعلیٰ درجہ کی دانشمندی (حاصل ہوسکتی ہے) سو (ان کی یہ کیفیت ہے کہ) خوف دلانے والی چیزیں ان کو کچھ فائدہ ہی نہیں دیتیں (اور جب یہ حال ہے) تو آپ ان کی طرف سے کچھ خیال نہ کیجئے (یہ تسلیہ ہے جب وہ وقت ساعت اور عقوبت کا جس سے ان کو انذار کیا جاتا ہے آوے گا خود معلوم ہو جاوے گا۔ آگے اس روز کا بیان ہے یعنی) جس روز ایک بلانے والا فرشتہ (ان کو) ایک ناگوار چیز کی طرف بلاوے گا ان کی آنکھیں (مارے ذلت اور ہیبت کے) جھکی ہوئی ہوں گی (اور) قبروں سے اس طرح نکل رہے ہوں گے جیسے ٹڈی پھیل جاتی ہے (اور پھر نکل کر) بلانے والے کی طرف (یعنی موقف حساب کی طرف جہاں جمع ہونے کے لئے بلانے والے نے پکارا ہے) دوڑے چلے جارہے ہوں گے (اور وہاں کی سختیاں دیکھ کر) کافر کہتے ہوں گے کہ یہ دن بڑا سخت ہے **ف** شق قمر کا معجزہ ہونا اور واقع ہوچکنا صحیحین وغیر صحیحین میں طرق مختلفہ کثیرہ سے بروایت علی وابن مسعود وانس وابن عباس وحذیفہ وجبیر بن مطعم وابن عمر وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم آیا ہے اور ابن مسعود سے تصریحاً ان کا اس واقعہ کے وقت حاضر ہونا بھی بخاری میں ہے۔ کنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بمنی یعنی ہم آپ کے ساتھ منی میں رہتے تھے اور بعض روایات میں جو بمکۃ آیا ہے۔ اس کے معنے یہ ہیں کہ یہ

وَّسُعُرٍ ۝ ءَاُلْقِيَ الذِّكْرُ عَلَيْهِ مِنْۢ بَيْنِنَا بَلْ هُوَ كَذَّابٌ اَشِرٌ ۝ سَيَعْلَمُوْنَ

اس صورت میں ہم بڑی غلطی اور جنون میں پڑ جاویں کیا ہم سب میں سے اسی پر وحی نازل ہوئی ہے بلکہ یہ بڑا جھوٹا اور شیخی باز ہے ان کو عنقریب

غَدًا مَّنِ الْكَذَّابُ الْاَشِرُ ۝ اِنَّا مُرْسِلُوا النَّاقَةِ فِتْنَةً لَّهُمْ فَارْتَقِبْهُمْ

معلوم ہو جاوے گا کہ جھوٹا شیخی باز کون تھا ہم اونٹنی کو نکالنے والے ہیں ان کی آزمائش کے لئے سو ان کو دیکھتے بھالتے رہنا اور صبر سے

وَاصْطَبِرْ ۝ وَنَبِّئْهُمْ اَنَّ الْمَآءَ قِسْمَةٌۢ بَيْنَهُمْ كُلُّ شِرْبٍ مُّحْتَضَرٌ ۝ فَنَادَوْا صَاحِبَهُمْ

بیٹھے رہنا اور ان لوگوں کو یہ بتلا دینا کہ پانی بانٹ دیا گیا ہے ہر ایک باری پر باری والا حاضر ہوا کرے سو انہوں نے اپنے رفیق کو بلایا

فَتَعَاطٰى فَعَقَرَ ۝ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ وَنُذُرِ ۝ اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ صَيْحَةً

سو اس نے وار کیا اور مار ڈالا سو میرا عذاب اور ڈرانا کیسا ہوا ہم نے ان پر ایک ہی نعرہ مسلط کیا سو وہ

وَّاحِدَةً فَكَانُوْا كَهَشِيْمِ الْمُحْتَظِرِ ۝ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ۝

ایسے ہو گئے جیسے کانٹوں کی باڑ لگانے والا کا چورا اور ہم نے قرآن کو نصیحت حاصل کرنے کیلئے آسان کر دیا ہے سو کیا کوئی نصیحت حاصل

تفسیر:- ثمود نے (بھی) پیغمبروں کی تکذیب کی (کیونکہ ایک پیغمبر کی تکذیب مستلزم ہے سب پیغمبروں کی تکذیب کو) اور کہنے لگے کیا ہم ایسے شخص کا اتباع کریں گے جو ہماری جنس کا آدمی ہے اور (حشم و خدم سے) اکیلا ہے (یعنی یا تو فرشتہ ہوتا تو ہم دین میں اتباع کرتے یا صاحب خدم و حشم ہوتا تو دنیوی امور میں اتباع کرتے جبکہ بشر ہے اور واحد ہے تو نہ اتباع فی الدنیا کو کوئی امر مقتضی ہے نہ اتباع فی الدین کو اور اگر ہم اس حالت میں اتباع کریں) تو اس صورت میں ہم بڑی غلطی اور (بلکہ) جنون میں پڑ جاویں کیا ہم سب میں سے (منتخب ہو کر) اسی (شخص) پر وحی نازل ہوئی ہے (ہرگز ایسا نہیں) بلکہ یہ بڑا جھوٹا اور شیخی باز ہے (شیخی کے مارے ایسی باتیں بڑائی کی کرتا ہے کہ لوگ مجھ کو سردار قرار دے پس حق تعالیٰ نے صالح علیہ السلام سے فرمایا کہ تم ان کے بکنے دو رنج مت کرو) ان کو عنقریب (مرتے ہی) معلوم ہو جاوے گا کہ جھوٹا شیخی باز کون تھا (یعنی یہی لوگ تھے کہ انکار نبوت میں کاذب تھے اور اتباع نبی سے بوجہ شیخی کے عار کرتے تھے اور یہ لوگ جو اونٹنی کا معجزہ طلب کرتے تھے تو) ہم (ان کی درخواست کے موافق پتھر میں سے) اونٹنی کو نکالنے والے ہیں ان کی آزمائش (ایمان) کے لئے سو ان (کی حرکتوں) کو دیکھتے بھالتے رہنا اور صبر سے بیٹھے رہنا اور ان لوگوں کو (جب اونٹنی پیدا ہوتی یہ بتلا دینا کہ پانی (کنوئیں کا) بانٹ دیا گیا ہے (یعنی تمہارے مواشی اور اونٹنی کی باری مقرر ہو گئی ہے) ہر ایک باری پر باری والا حاضر ہوا کرے (یعنی اونٹنی اپنی باری میں پانی پیوے اور مواشی اپنی باری میں چنانچہ اونٹنی پیدا ہوئی اور صالح علیہ السلام نے اسی طرح فرما دیا) سو (اس باری سے وہ لوگ تنگ آ گئے اور) انہوں نے (اس کے قتل کرنے کی غرض سے) اپنے رفیق (قدار) کو بلایا سو اس نے (اونٹنی پر) وار کیا اور (اس کو) مار ڈالا سو (دیکھو) میرا عذاب اور ڈرانا کیسا ہوا (جس کا آگے بیان آتا ہے وہ یہ کہ) ہم نے ان پر ایک ہی نعرہ (فرشتہ کا) مسلط کیا سو وہ (اس سے) ایسے ہو گئے جیسے کانٹوں کی باڑ لگانے والے (کی باڑ) کا چورا (یعنی کھیت یا مواشی وغیرہ کی حفاظت کے لئے جیسے کانٹوں وغیرہ کی باڑ لگا دیتے ہیں اور چند روز بعد سب چورا چورا ہو جاتا ہے اسی طرح وہ ہلاک و تباہ ہو گئے، عرب کے لوگ اس شبیہ کو شب و روز دیکھتے تھے تو وہ اس تشبیہ کو خوب سمجھتے تھے) اور ہم نے قرآن کو نصیحت حاصل کرنے کے لئے آسان کر دیا ہے سو کیا کوئی نصیحت حاصل کرنے والا ہے۔

كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوطٍ بِالنُّذُرِ ۝ إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ حَاصِبًا إِلَّا آلَ لُوطٍ

قوم لوط نے پیغمبروں کی تکذیب کی ہم نے ان پر پتھروں کا مینہ برسایا بجز متعلقین لوط کے کہ انکو اخیر شب میں بچا لیا

نَّجَّيْنَاهُم بِسَحَرٍ ۝ نِّعْمَةً مِّنْ عِندِنَا كَذَٰلِكَ نَجْزِي مَن شَكَرَ ۝ وَلَقَدْ أَنذَرَ

اپنی جانب سے فضل کرکے جو شکر کرتا ہے ہم اس کو ایسا ہی صلہ دیا کرتے ہیں اور لوط نے ان

هُم بَطْشَتَنَا فَتَمَارَوْا بِالنُّذُرِ ۝ وَلَقَدْ رَاوَدُوهُ عَن ضَيْفِهِ فَطَمَسْنَا

کو ہمارے دارو گیر سے ڈرایا تھا سو انہوں نے اس ڈرانے میں جھگڑے پیدا کئے اور ان لوگوں نے لوط سے ان کے

أَعْيُنَهُمْ فَذُوقُوا عَذَابِي وَنُذُرِ ۝ وَلَقَدْ صَبَّحَهُم بُكْرَةً عَذَابٌ مُّسْتَقِرٌّ ۝

مہمانوں کو بارادہ بد لینا چاہا سو ہم نے ان کی آنکھیں چوپٹ کردیں کہ لو میرے عذاب اور ڈرانے کا مزہ چکھو اور صبح سویرے ہی ان پر

فَذُوقُوا عَذَابِي وَنُذُرِ ۝ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ ۝

عذاب دائمی آپہنچا کہ لو میرے عذاب اور ڈرانے کا مزہ چکھو اور ہم نے قرآن کو نصیحت حاصل کرنے کیلئے آسان کردیا ہے سو کیا کوئی نصیحت حاصل

تفسیر :- قوم لوط نے (بھی) پیغمبروں کی تکذیب کی (کیونکہ ایک نبی کی تکذیب مستلزم ہے سب کی تکذیب کو) ہم نے ان پر پتھروں کا مینہ برسایا بجز متعلقین لوط (علیہ السلام) کے (یعنی بجز مومنین کے) کہ ان کو اخیر شب میں (بستی سے باہر کرکے عذاب سے) بچا لیا اپنی جانب سے فضل کرکے جو شکر کرتا ہے (یعنی ایمان لاتا ہے) ہم اس کو ایسا ہی صلہ دیا کرتے ہیں (کہ قہر سے بچا لیتے ہیں) اور (قبل عذاب آنے کے) لوط (علیہ السلام) نے ان کو ہماری دارو گیر سے ڈرایا تھا سو انہوں نے اس ڈرانے میں جھگڑے پیدا کئے (یعنی یقین نہ لائے) اور (جب لوط علیہ السلام کے پاس ہمارے فرشتے بشکل مہمان آئے اور ان لوگوں کو حسین لڑکوں کا آنا معلوم ہوا تو یہاں آکر) ان لوگوں نے لوط علیہ السلام سے ان کے مہمانوں کو بارادہ بد لینا چاہا (جس سے لوط علیہ السلام اول گھبرائے مگر وہ فرشتے تھے) سو ہم نے (ان فرشتوں کو حکم دےکر) ان کی آنکھیں چوپٹ کردیں (یعنی جبریل علیہ السلام نے اپنا پر ان کی آنکھوں پر پھیر دیا جس سے اندھے بھٹ ہو گئے اور بزبان قال یا حال (ان سے کہا گیا) کہ لو میرے عذاب اور ڈرانے کا مزہ چکھو (یہ تو اس وقت واقعہ ہوا) اور (پھر) صبح سویرے ہی ان پر عذاب دائمی آپہنچا (اور ارشاد ہوا) کہ لو میرے عذاب اور ڈرانے کا مزہ چکھو (یہ تو اس وقت واقعہ ہوا) اور (پھر) صبح سویرے ہی ان پر عذاب دائمی آپہنچا (اور ارشاد ہوا) کہ لو میرے عذاب اور ڈرانے کا مزہ چکھو (پہلے عذاب طمس پر یہ کہا گیا ہے اور یہ عذاب اہلاک پر پس تکرار نہیں) اور ہم نے قرآن کو نصیحت حاصل کرنے کے لئے آسان کردیا ہے سو کیا کوئی نصیحت حاصل کرنے والا ہے۔

وَلَقَدْ جَاءَ آلَ فِرْعَوْنَ النُّذُرُ ۝ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا كُلِّهَا فَأَخَذْنَاهُمْ أَخْذَ

اور فرعون والوں کے پاس بھی ڈرانے کی بہت سی چیزیں پہنچیں ان لوگوں نے ہماری تمام نشانیوں کو جھٹلایا سو ہم نے ان کو

عَزِيزٍ مُّقْتَدِرٍ ۝

زبردست صاحب قدرت کا پکڑنا پکڑا۔

تفسیر:- اور (فرعون اور) فرعون والوں کے پاس بھی ڈرانے کی بہت سی چیزیں پہنچیں (مراد موسیٰ علیہ السلام کے ارشادات اور معجزات ہیں کہ اول منذر تشریعی اور ثانی منذرات تکوینی ہیں مگر) ان لوگوں نے ہماری تمام (ان) نشانیوں کو (جو ان کے پاس آئی تھیں جو آیات تسعہ مشہور ہیں) جھٹلایا (یعنی ان کے مدلول و مقتضا کو کہ نبوت موسویہ و توحید الٰہی ہے جھٹلایا ورنہ واقعات کے وقوع کی تکذیب تو ہو نہیں سکتی) سو ہم نے ان کو زبردست صاحب قدرت کا پکڑنا پکڑا (یعنی جب ہم نے ان کو قہر اور غلبہ سے پکڑا اس پکڑ کو کوئی دفع نہیں کر سکا پس عزیز مقتدر سے مراد اللہ تعالیٰ ہے۔ ربط اوپر سابقین کے قصص مذکور تھیں آگے خاتمہ میں اشتراک علت سے کفار مکہ کا استحقاق عقوبت دنیویہ و اخرویہ مع مقدمات و متممات اس مضمون کے بیان فرمایا جاتا ہے اور اخیر میں بطریق مقابلہ متقین کی تبشیر بھی مختصراً ارشاد ہے۔

أَكُفَّارُكُمْ خَيْرٌ مِّنْ أُولَٰئِكُمْ أَمْ لَكُم بَرَاءَةٌ فِي الزُّبُرِ ۝ أَمْ يَقُولُونَ نَحْنُ

کیا تم میں جو کافر ہیں ان لوگوں سے کچھ فضیلت ہے یا تمہارے لئے کتابوں میں کوئی معافی ہے یا یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہماری

جَمِيعٌ مُّنتَصِرٌ ۝ سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ ۝ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ

ایسی جماعت ہے جو غالب ہی رہیں گے عنقریب یہ جماعت شکست کھاوے گی اور پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے بلکہ قیامت ان کا وعدہ ہے

وَالسَّاعَةُ أَدْهَىٰ وَأَمَرُّ ۝ إِنَّ الْمُجْرِمِينَ فِي ضَلَالٍ وَسُعُرٍ ۝ يَوْمَ يُسْحَبُونَ

اور قیامت بڑی سخت اور ناگوار چیز ہے یہ مجرمین بڑی غلطی اور بے عقلی میں ہیں جس روز یہ لوگ اپنے مونہوں

فِي النَّارِ عَلَىٰ وُجُوهِهِمْ ذُوقُوا مَسَّ سَقَرَ ۝ إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ ۝

کے بل جہنم میں گھسیٹے جاویں گے ان سے کہا جاوے گا کہ دوزخ کے لگنے کا مزہ چکھو ہم نے ہر چیز کو اندازہ سے پیدا کیا ہے

وَمَا أَمْرُنَا إِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمْحٍ بِالْبَصَرِ ۝ وَلَقَدْ أَهْلَكْنَا أَشْيَاعَكُمْ فَهَلْ

اور ہمارا حکم بس ایسا یکبارگی ہو جاوے گا جیسے آنکھ کا جھپکانا اور ہم تمہارے ہم طریقہ لوگوں کو ہلاک کر چکے ہیں سو کیا کوئی

مِن مُّدَّكِرٍ ۝ وَكُلُّ شَيْءٍ فَعَلُوهُ فِي الزُّبُرِ ۝ وَكُلُّ صَغِيرٍ وَكَبِيرٍ مُّسْتَطَرٌ ۝

نصیحت حاصل کرنے والا ہے اور جو کچھ بھی یہ لوگ کرتے ہیں سب اعمالناموں میں ہے اور ہر چھوٹی اور بڑی بات لکھی ہوئی ہے

إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَنَهَرٍ ۝ فِي مَقْعَدِ صِدْقٍ عِندَ مَلِيكٍ مُّقْتَدِرٍ ۝

پرہیزگار لوگ باغوں میں اور نہروں میں ہوں گے ایک عمدہ مقام میں قدرت والے بادشاہ کے پاس

تفسیر:- (یہ قصص کفار کے اور بسبب کفر کے ان کے معاقب ہونے کے تو تم نے سن لیا اب جبکہ تم بھی اسی جرم کفر کے مرتکب ہو تو تمہارے معاقب نہ ہونے کی کیا وجہ) کیا تم میں جو کافر ہیں (اور چونکہ مخاطب کفار ہیں تو سب ہی کافر ہیں) ان میں ان (مذکورہ) لوگوں سے کچھ فضیلت ہے (جس کی وجہ سے یہ باوجود ارتکاب جرم کے سزایاب نہ ہوں) یا تمہارے لئے (آسمانی) کتابوں میں کوئی معافی (لکھی) ہے (گو کوئی فضیلت نہ ہو) یا (ان میں کوئی قوت دافعہ للعذاب ہے جیسا) یہ لوگ (باوجود اجتماع دلائل تیقن مغلوبیت کے) کہتے ہیں کہ ہماری ایسی جماعت

ہیں جو غالب ہی رہیں گے (اور دلائل مغلوبیت کے بعد ایسی بات کہنا اس کو مستلزم ہے کہ ان میں کوئی قوت وانعو العذاب
ہے پس ان تینوں امروں سے کون سا امر واقع اور عذاب سے مانع ہے سو امرین اولین کا بطلان تو ظاہر ہی ہے رہا
تیسرا امر سو اسباب عادیہ کے اعتبار سے قطع نظر دلائل خارجیہ کے گو فی نفسہ ممکن ہے مگر بدلالت دلائل وقوع اس
کا نہ ہوگا بلکہ عکس کا وقوع ہوگا جس سے ان کا کذب ظاہر ہو جاوے گا اور وہ عکس کا وقوع اس طرح ہوگا کہ) عنقریب
ان کی یہ جماعت شکست کھاوے گی اور پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے (اور یہ پیشین گوئی بدر و احزاب وغیرہ میں واقع ہوئی اور
یہی نہیں کہ اسی عقوبت دنیویہ پر بس ہو کر رہ جاوے گا) بلکہ (عذاب اکبر قیامت میں ہوگا کہ) ان کا (اصلی) وعدہ
(وہی) ہے اور قیامت (کو کوئی ہلکی چیز نہ سمجھو بلکہ وہ) بڑی سخت اور ناگوار چیز ہے یہ مجرمین (یعنی کفار) بڑی غلطی اور بے
عقلی میں (پڑے) ہیں (اور وہ غلطی ان کو عنقریب ظاہر ہو جاوے گی اور وہ) جس روز یہ لوگ اپنے مونہوں کے
بل جہنم میں گھسیٹے جاویں گے تو ان سے کہا جاوے گا کہ دوزخ (کی آگ) کے لگنے کا مزہ چکھو (اور اگر ان کو اس
سے شبہ ہو کہ ابھی کیوں نہیں واقع ہوتی تو وجہ اس کی یہ ہے کہ) ہم نے ہر چیز کو (باعتبار زمان وغیرہ کے ایک
خاص) انداز سے پیدا کیا ہے (جو ہمارے علم میں ہے یعنی زمانہ وغیرہ اس کا اپنے علم میں معین و مقدر کیا ہے
اسی طرح قیامت کے وقوع کے لئے بھی ایک وقت معین ہے پس اس کا عدم وقوع فی الحال بوجہ اس کے
وقت نہ آنے کے ہے اس سے مطلقاً عدم وقوع لازم نہیں آیا) اور (جب اس کا وقت آجاوے گا تو اس وقت)
ہمارا حکم (اس کے وقوع کے متعلق) بس ایسا یکبارگی ہو جاوے گا جیسے آنکھ کا جھپکانا (غرض وقوع کی نفی تو باطل
ٹھیری) اور (اگر تم کو یہ شبہ ہو کہ ہمارا طریقہ مبغوض الی اللہ نہیں ہے تو اگر قیامت کا وقوع بھی ہو تب بھی ہم کو ضرر نہیں
اور وہ وقوع وقوع علینا نہیں تو اس باب میں سن رکھو کہ) ہم تمہارے ہم طریقہ لوگوں کو (اپنے عذاب سے) ہلاک
کر چکے ہیں (جو دلیل ہے اس طریقے کے مبغوض ہونے کی اور وہی تمہارا طریقہ ہے پس لا محالہ مبغوض ہے اور یہ
دلیل نہایت واضح ہے) سو کیا (اس دلیل سے) کوئی نصیحت حاصل کرنے والا ہے (یعنی اس دلیل سے استدلال کرو
مبغوضیت طریقہ کفریہ پر) اور (یہ بھی نہیں ہے کہ ان کے اعمال علم الٰہی سے غائب رہ جاویں تاکہ باوجود مبغوضیت
طریقہ کفر کے پھر بھی سزا سے بچنا محتمل ہو بلکہ) جو کچھ بھی یہ لوگ کرتے ہیں سب (حق تعالیٰ کو معلوم اور اکملیت حجیت
کے لئے) اعمال ناموں میں (بھی مندرج) ہے اور (یہ نہیں کہ کچھ لکھ لیا گیا ہو کچھ رہ گیا ہو بلکہ) ہر چھوٹی اور بڑی بات
(اس میں) لکھی ہوئی ہے (پس وقوع عذاب میں کوئی شبہ نہ رہا یہ تو کفار کا حال ہوا اور جو) پرہیزگار لوگ (ہیں وہ
بہشت کے) باغوں میں اور نہروں میں ہوں گے ایک عمدہ مقام میں قدرت والے بادشاہ کے پاس (یعنی جنت کے
ساتھ قرب بھی ہوگا)

سورۃ الرحمٰن مکیۃ او مدینۃ و متبعضۃ وایہا ست سبعون

ربط۔ سورت سابقہ میں زیادہ مضمون نقم کا تھا گو بحیثیت ان کے اسباب ہدایت ہونے کے وہ معنیً و حکماً نعم بھی ہوں
اور کچھ (اول و آخر میں) مضمون نعم کا بھی تھا اور اس سورت میں زیادہ مضمون نعم کا ہے کچھ دنیویہ کچھ اخرویہ اور کچھ درمیان
میں مضمون نقم کا بھی ہے گو بحیثیت مذکورہ وہ بھی نعم ہیں اور اسی بنا پر مثل النعم کے ان نقم کے بعد بھی فبای آلاء ربکما
تکذبان بطور تقریر مضمون کے متفرع فرمایا ہے اور یہ آیت تفریعیہ اس سورت میں اکتیس جگہ آئی ہے اور چونکہ ہر جگہ
آلاء کا مصداق جدا ہے اس لئے یہ تکرار محض نہیں ہے محض لفظی تشارک ہے اور ایسی تکرار کا نام اصطلاح میں جہاں
لکم ثانی کا متعلق مغائر ہو متعلق اول کے اتقان میں تردید بتلایا ہے اور تکرار ظاہری کی وجہ سے اس میں افادہ تاکید
بھی ہے اور اس قسم کا تکرار چونکہ قند مکرر سے شیریں تر ہے عرب و غیر عرب کے کلام منثور و منظوم میں بکثرت بلا نکیر
مستعمل ہے۔ اور معنیً دونوں طرح نعم ہی مذکور ہوں گی اور رکوع سوم میں ختم تک یہی مضمون ہے۔

اَلرَّحْمٰنُ ۝ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۝ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ۝

رحمٰن نے قرآن کی تعلیم دی اس نے انسان کو پیدا کیا اس کو گویائی سکھلائی

اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ ۝ وَّالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ يَسْجُدَانِ ۝ وَالسَّمَآءَ

سورج اور چاند حساب کے ساتھ ہیں اور بے تنہ کے درخت اور تنہ دار درخت دونوں مطیع ہیں اور

رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيْزَانَ ۝ اَلَّا تَطْغَوْا فِى الْمِيْزَانِ ۝ وَاَقِيْمُوا

اسی نے آسمان کو اونچا کیا اور اسی نے ترازو رکھدی تاکہ تم تولنے میں کمی بیشی نہ کرو اور انصاف کے ساتھ تول

الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيْزَانَ ۝ وَالْاَرْضَ وَضَعَهَا

کو ٹھیک رکھو اور تول کو گھٹاؤ مت اور اسی نے خلقت کے واسطے زمین

لِلْاَنَامِ ۝ فِيْهَا فَاكِهَةٌ وَّالنَّخْلُ ذَاتُ الْاَكْمَامِ ۝ وَالْحَبُّ

کو رکھ دیا کہ اس میں میوے ہیں اور کھجور کے درخت ہیں جن پر غلاف ہوتا ہے اور غلہ ہے

ذُو الْعَصْفِ وَالرَّيْحَانُ ۝ فَبِاَىِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ خَلَقَ

جس میں بھوسہ ہوتا ہے اور غذا کی چیز ہے سو اے جن و انس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤگے اسی نے انسان

الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ ۝ وَخَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ مَّارِجٍ

کو ایسی مٹی سے جو ٹھیکرے کی طرح بجتی تھی پیدا کیا اور جنات کو خالص آگ سے

مِّنْ نَّارٍ ۝ فَبِاَىِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبُّ

پیدا کیا سو اے جن و انس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤگے وہ دونوں مشرق اور دونوں

الْمَغْرِبَيْنِ ۝ فَبِاَىِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ ۝

مغرب کا مالک ہے سو اے جن و انس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤگے اسی نے دو دریاؤں کو ملایا

بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيٰنِ ۝ فَبِاَىِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ يَخْرُجُ مِنْهُمَا

کہ باہم ملے ہوئے ہیں ان دونوں کے درمیان میں ایک حجاب ہے کہ دونوں بڑھ نہیں سکتے سو اے جن و انس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر

اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ ۝ فَبِاَىِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَئٰتُ

ہو جاؤگے ان دونوں سے موتی اور مونگا برآمد ہوتا ہے سو اے جن و انس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤگے اور اسی کے ہیں جہاز

فِى الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ ۝ فَبِاَىِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝

جو سمندر میں پہاڑوں کی طرح اونچے کھڑے ہیں سو اے جن و انس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤگے

تفسیر: رحمٰن (کی بے شمار نعمتیں ہیں ان میں سے ایک روحانی نعمت یہ ہے کہ اسی) نے (اپنے بندوں کو احکام) قرآن کی تعلیم دی (یعنی قرآن نازل کیا کہ اس کے بندے اس سے اس پر ایمان لاکر اس کا علم حاصل کرکے اس پر عمل کرکے منتفع ہوں اور اس کی (ایک نعمت جسمانی کہ موقوف علیہ روحانی کا ہے یہ ہے کہ) اسی نے انسان کو پیدا کیا (پھر) اس کو گویائی سکھلائی (جس پر ہزاروں منافع مرتب ہوتے ہیں منجملہ ان کے قرآن کا دوسرے کی زبان سے پڑھنا اور دوسروں کو پڑھانا ہے اور ایک نعمت جسمانی آفاقی یہ ہے کہ اس کے حکم سے) سورج اور چاند حساب کے ساتھ (چلتے) ہیں اور بے تنہ کے درخت اور تنہ دار درخت دونوں (اللہ کے) مطیع ہیں (سورج چاند کا چلنا تو اس لئے نعمت ہے کہ اس سے لیل ونہار وزمستان وتابستان اور عدد ایام وشہور مرتب ہوتا ہے اور ان کے منافع ظاہر ہیں اور سجدہ نجم وشجر اس لئے نعمت ہے کہ اللہ تعالیٰ ان میں تکوین منافع کی فرماتا ہے اور وہ سجدہ تکوینی یعنی اطاعت تسخیری سے ان منافع کے تکون کو قبول کرتے ہیں پھر وہ منافع استعمال میں آتے ہیں) اور (ایک نعمت یہ ہے کہ) اسی نے آسمان کو اونچا کیا اور (ایک نعمت یہ ہے کہ) اسی نے (دنیا میں) ترازو رکھدی تاکہ تم تولنے میں کمی بیشی نہ کرو اور (جب یہ ایسی بڑی منفعت کے لئے موضوع ہے کہ یہ آلہ ہے ایفاء واستیفاء حقوق کا جس سے ہزاروں مفاسد ظاہری و باطنی کا اندفاع ہوتا ہے تو تم اس نعمت کا خصوصیت کے ساتھ شکر کرو اور اس شکریہ میں سے یہ بھی ہے کہ) انصاف (اور حق رسانی) کے ساتھ وزن کو ٹھیک رکھو اور تول کو گھٹاؤ مت اور (ایک نعمت یہ ہے کہ) اسی نے خلقت کے (فائدے کے) واسطے زمین کو (اس کی جگہ) رکھ دیا کہ اس میں میوے ہیں اور کھجور کے درخت ہیں جن (کے پھل) پر غلاف (چڑھا) ہوتا ہے اور (اس میں) غلہ ہے جس میں بھوسہ (بھی) ہوتا ہے اور (اس میں) اور غذا کی چیز (بھی) ہے (جیسے بہت سی ترکاریاں وغیرہ) سو اے جن وانس (باوجود اس کثرت وعظمت نعم کے جن میں سے نعم مذکورہ بھی ہیں) تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے (یعنی منکر ہونا بڑی ہٹ دھرمی اور بدیہیات بلکہ حسیات کا انکار ہے) اور (ایک نعمت یہ ہے کہ) اسی نے انسان (کی اصل اول یعنی آدم علیہ السلام) کو ایسی مٹی سے جو ٹھیکری کی طرح (ٹھن ٹھن) بجتی تھی پیدا کیا اور جنات (کی اصل اول) کو خالص آگ سے (جس میں دھواں نہ تھا) پیدا کیا (پھر دونوں نوع میں توالد وتناسل کے ذریعہ سے نسل چلی) سو اے جن وانس (باوجود اس کثرت وعظمت نعم کے) تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے (اور) وہ دونوں مشرق اور دونوں مغرب کا مالک (حقیقی) ہے (مراد اس سے سورج اور چاند کے طلوع وغروب کا افق ہے اس میں بھی وجہ نعمت ظاہر ہے کہ لیل ونہار کے افتتاح واختتام کے ساتھ بہت سے اغراض متعلق ہیں) سو اے جن وانس (باوجود اس کثرت وعظمت نعم کے) تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے (اور ایک نعمت یہ ہے کہ) اسی نے دو دریاؤں کو (صورۃً) ملایا کہ (ظاہر میں) باہم ملے ہوئے ہیں (اور حقیقۃً) ان دونوں کے درمیان میں ایک حجاب (قدرتی) ہے کہ (اس کی وجہ سے) دونوں (اپنے اپنے موقع سے) بڑھ نہیں سکتے (اور آب شور وآب شیریں کے منافع بھی ظاہر ہیں اور دونوں کی تلاقی میں نعمت استدلال بھی ہے) سو اے جن وانس (باوجود اس کثرت وعظمت نعم کے) تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے (اور بحرین کے متعلق ایک یہ نعمت ہے کہ) ان دونوں سے موتی اور مونگا برآمد ہوتا ہے (موتی مونگے کے منافع اور وجہ نعمت ہونا ظاہر ہے اور جو لوگ ان کے خروج کو دریائے شور کے ساتھ خاص کہتے ہیں ان کے نزدیک منہما کے معنی من مجموعہما ہوں گے اور نکتہ اس تعمیم میں یہ ہوگا کہ التقاء کی وجہ سے دونوں مثل واحد ہوگئے اور پھر بھی حصر مقصود نہ ہوگا کیونکہ التقاء شرط خروج نہیں ہے بلکہ لؤلؤ ومرجان کے مخارج میں سے ایک مخرج کا بتلانا ہے جس میں ایک صفت عجیبہ التقاء کی بھی پائی جاتی ہے) سو اے جن وانس (باوجود اس کثرت وعظمت نعم کے) تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے اور (ایک نعمت یہ ہے کہ) اسی کے (اختیار اور ملک میں) ہیں جہاز جو سمندر میں پہاڑوں کی طرح اونچے کھڑے (نظر آتے) ہیں (ان کی منفعت بھی ظاہر بلکہ اظہر ہے) سو اے جن وانس (باوجود اس کثرت وعظمت نعم کے) تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے۔ ربط: اوپر نعم دنیویہ صوریہ کا ذکر تھا آگے نعم معنویہ کا بحسب حیثیت مذکورہ فی التمہید

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ۝ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ۝ فَبِاَيِّ

جتنے روئے زمین پر موجود ہیں سب فنا ہو جاویں گے اور آپ کے پروردگار کی ذات جو کہ عظمت اور احسان والی ہے باقی رہ جاوے گی سو اے

اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ يَسْـَٔلُهٗ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِىْ

جن و انس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے اسی سے سب آسمان اور زمین والے مانگتے ہیں وہ ہر وقت کسی نہ کسی کام میں

شَاْنٍ ۝ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ سَنَفْرُغُ لَكُمْ اَيُّهَ الثَّقَلٰنِ ۝

رہتا ہے سو اے جن و انس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے اے جن و انس ہم عنقریب تمہارے لئے خالی ہوئے جاتے ہیں

فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ

سو اے جن و انس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے اے گروہ جن اور انسان کے اگر تم کو یہ قدرت ہے کہ آسمان اور

اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا ؕ لَا تَنْفُذُوْنَ

اور زمین کی حدود سے کہیں باہر نکل جاؤ تو نکلو بدون زور کے نہیں

اِلَّا بِسُلْطٰنٍ ۝ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ يُرْسَلُ عَلَيْكُمَا شُوَاظٌ

نکل سکتے سو اے جن و انس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے تم دونوں پر آگ کا شعلہ اور دھواں

مِّنْ نَّارٍ ۙ وَّنُحَاسٌ فَلَا تَنْتَصِرٰنِ ۝ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝

چھوڑا جاوے گا پھر تم ہٹا نہ سکو گے سو اے جن و انس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے

فَاِذَا انْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ وَرْدَةً كَالدِّهَانِ ۝ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا

غرض جب آسمان پھٹ جاوے گا اور ایسا سرخ ہو جاوے گا جیسے سرخ نری سو اے جن و انس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں

تُكَذِّبٰنِ ۝ فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُسْـَٔلُ عَنْ ذَنْۢبِهٖۤ اِنْسٌ وَّلَا جَآنٌّ ۝ فَبِاَيِّ

کے منکر ہو جاؤ گے تو اس روز کسی انسان اور جن سے اس کے جرم کے متعلق نہ پوچھا جاوے گا سو اے جن و انس تم اپنے رب کی کون کون

اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ يُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ بِسِيْمٰهُمْ فَيُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِىْ وَ

سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے مجرم لوگ اپنے حلیہ سے پہچانے جاویں گے سو سر کے بال اور پاؤں پکڑ لئے

الْاَقْدَامِ ۝ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِىْ يُكَذِّبُ بِهَا الْمُجْرِ

جاویں گے سو اے جن و انس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے یہ ہے وہ جہنم جس کو مجرم لوگ جھٹلاتے تھے وہ لوگ

مُوْنَ ۝ يَطُوْفُوْنَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ حَمِيْمٍ اٰنٍ ۝ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝


پیشوا

مختصر فہرست کتب

مکتبہ پیشوا دہلی کے علاوہ ہر قسم کی دوسری کتابیں بھی ہم سے طلب فرمائیے۔ علمی، ادبی، افسانوی، تاریخی، مذہبی، علمی، سیاسی، تفریحی اور اصلاحی تمام لٹریچر ہم آپکو مہیا کر سکتے ہیں

پتہ یاد رکھئے:- دفتر ماہنامہ پیشوا دہلی ۶ (جامع مسجد اردو بازار)

مولانا عبد الرحمن ... کی کتابیں

- تعلیم ... ادری
- مصائب دل
- حسین
- زینب
- اقتباسات صحاح ستہ
- اسلامی مصر
- شادی خانہ
- اعجاز نماز ...
- قرآنی دعائیں
- پنجسورہ دعائیں
- ... ستہ
- سیرت الشہ ...
- المہدی ...
- اسلامی تعلیم
- معلم عربی
- معلومات نماز
- تجرید بخاری
- مسلم شریف کامل
- ترمذی شریف کامل
- ... ورداخت
- شاہی باورچی خانہ
- ... القلوب
- ہمہ ... باقیہ
- مفکرین اسلام
- ... القرآن
- حبیب نامہ
- ترجمہ قرآن شریف ...
- ... جلد ...
- ...

- اسوۂ صحابیات
- قرآن اور تصوف
- فہم القرآن ... جلد
- الایمان
- علمائے سلف
- قصص القرآن ... جلد
- ” ” حصہ دوم ... جلد
- ” ” حصہ سوم ... جلد
- اسلام میں غلامی کی حقیقت
- غلامان اسلام ... جلد
- لغات قرآنی جلد ثانی
- المصر جلد ... چہارم
- ترجمان السنہ
- اسلام کا نظام مملکت
- بزم تیموریہ
- بین الاقوامی سیاسی معلومات
- خلافت بنی امیہ
- شہنشاہیت
- اقبال کامل
- ہندوستان پر اسلامی حکومت
- خلافت راشدہ ... جلد
- ہندوستان اور آزادی
- انقلاب روس
- سرمایہ
- تریبونہ ...
- ہندوستان میں مسلمانوں کا نظام تعلیم و تربیت
- حصہ دوم المصر جلد ...
- بانگ درا
- بال جبریل

- زنانہ دوا خانہ
- دلہن کشیدہ کاری
- رشیدہ کی کشیدہ کاری
- جمیلہ
- آغاز اسلام — ۸
- خونی قلعہ
- لطف زندگی — ۴
- فضائل اسلام — ۸
- آغاز اسلام — ۴
- تجربات حکمت — ۸
- چار انقلابی
- لیلیٰ کے خطوط
- مجنوں کی شاعری
- صحرا نورد کے رومان
- موت کا راگ

احسان دانش کی کتابیں

- مقالات
- گورستان
- زخم و مرہم
- نوائے کارگر
- نفیر فطرت
- جہاں تاب
- جادہ نو
- آتش خاموش
- شیرازہ
- روشنیاں
- حضر عروض ...

راشد ... کی تصانیف

- ... کتابیں
- ذاکر گھر — ۱۲

- انجمن — دو روپے آٹھ آنے
- چوکھی ... تین روپے
- اندھیرے میں — دو روپے
- گودڑی ... — ڈیڑھ روپیہ
- ... — ۳ آٹھ آنے
- سرگوشیاں — بارہ آنے
- کون کسی کا — ایک روپیہ بارہ آنے
- ٹیگور کے افسانے — ڈیڑھ روپیہ
- حسین ... — ایک روپیہ ...
- آشیانہ — ڈیڑھ روپے
- اجڑا گھر — دو روپے
- اعظم شرتیری کے افسانے
- سیل نور — دو روپے
- جھنکاریں — دو روپے
- تصویریں — دو روپے
- زنجیریں — دو روپے
- تنکے — دو روپے
- تیر تھ رام فیروزپوری کی کتابیں
- نازک کلیاں — چار روپے
- کرنی کا پھل — چار روپے
- نقش خواب — تین روپے ...
- قاتل کی بیٹی — چار روپے
- لعل شب چراغ
- اسیر بلا — تین روپے
- خونی دلہن — تین روپے ...

خواجہ محمد شفیع کی تصانیف

- عشق جہانگیر
- بہادر شاہ کا خواب
- شرح میر درد
- ابلیس — دو روپے

- ... ڈیڑھ روپیہ
- رضیہ سلطانہ دہلوی کی کتابیں
- رضیہ کے خطوط
- لعل و گہر
- رضیہ ... تین ...
- رضیہ ... آنچ
- مشرقی و مغربی کشیدہ کاری
- ۱۹۴۶ء احمد آزاد کی کتابیں
- سرخ لفافہ — تین روپے
- تاریخ آزاد ہند فوج — چھ روپے
- سرخ چین کا بنیا
- گاندھی جی
- اے آر خاتون کی کتابیں
- شمع
- تصویر
- ... چغتائی کی کتابیں
- زمانہ ساز
- آوارہ
- خاندان بہار
- سیتا دیوی چکروتی کی کتابیں
- آنسو
- کاروان حیات
- جیتا جہنم

شانتی نرائن کی کتابیں

- انیپ

... کی کتابیں

- نوروز نامہ
- دشمن
- بیچے

محمد رحیم دہلوی کی کتابیں

- جواہر لال کی کہانی
- چاند سورج کی جوڑی
- چاند سا چہرہ
- پنکھڑیاں
- فن سراغ رسانی
- قیمتی جہیز
- زادینہ

اسلام اللہ شہابی کی کتابیں

- رضیہ سلطانہ — ۸
- غدر کے چند علماء — ۱۲
- ایسٹ انڈیا کمپنی / اور باغی علما
- غالب کے لطیفے
- آتش کی کتابیں
- فلمی ہیروں کی داستان
- ساقی
- شاہجہاں کی داستان محبت

احسان کی کتابیں

- بیوی کی تلاش
- رسوائیاں
- بہر دیا

پرنسپل حبیب الرحمن کی کتابیں

- انقلاب زندہ باد
- آج کی دنیا
- انسان اور سائنس
- دو لاشیں — ۱۲
- خزانہ کی تلاش — ۱۲
- خونی چھتری — ۱۲
- شہزادہ ... — ۱۲

- [illegible] کہکشاں عمر
- نظم کی چوری ۱۲ر
- موت کا بھید ۱۲ر
- زندگی کے جائزے ع
- جوئبار عہ
- اسلامی روایات کا تحفظ ع
- ترکش ے ر
- سنگھار کرتے ہیں ع
- گل رخ ع
- پر اسرار فقیر ۳ر
- طلسمی ہاتھ ۱۰ر
- صحت و زندگی ے ر
- شاہی محلات کی پریم کہانیاں ع
- مقام محمود ع
- مضامین مالک ع
- ناقوس عہ
- خوابوں کے ویرانے ع
- چاندنی کے سائے ع
- نقد جدید کے چند منتخب ہندو شعراء ے ر
- تانیں ۱۲ر
- ریڈیو ڈراما عہ
- آخری یادگار مشاعرہ ۵ر
- آنسو اور مسکراہٹ ع
- تلخیاں ے
- شمع انقلاب ے
- ٹوٹتی زنجیریں عہ
- منجدھار ع
- رنگین جوانی ۱۲ر
- آئینے ے ر
- دھرتی کے آنسو ع
- گلدستہ فانی ۱۲ر

- نظریہ قومیت ۸ر
- تحریر قدرت عہ
- کابل میں چار بادشاہ ع
- ایران ۱۲ر
- باغی عہ
- زمزمۂ حیات عہ
- لالہ و گل عہ
- میراں جی کی نظمیں ع
- بیکراں ع
- کڑوے گھونٹ ع
- ایک حمام میں تین ننگے ع
- جو عورت ننگی ہے ع
- نئی کروٹ عہ
- جوانی کی پیاس کا پیالہ ۱۵ر
- شرمناک افسانے عہ
- تازیانے ع
- یہ عورتیں بیچاری ع
- دل کے پیام ع
- ہمالیہ کی گود میں ع
- برگ پروانہ ۸ر
- ساز نو ع
- انسانیت کا خون ہے ے
- جام و مینا ع
- قدرتی علاج ع
- سحر ہونے تک ع
- عملیات تسخیر محبوب عہ
- فن کشتی عہ
- انگبیں ے
- پردیس ع
- سپنے ے
- راگنی عہ
- روشنی اور سائے ع

- آجکل عہ
- ہندوستان ہمارا عہ
- چراغ النسواں ۱۲ر
- پردہ اور مذہب اسلام ۱۲ر
- دل کی باتیں ع
- یہ کیا؟ للعہ
- تعلیم الاسلام عہ
- ہندوستان کی قدیم اسلامی درسگاہیں عہ
- اسلامی قانون فوجداری للعہ
- مقالات شبلی حصہ ۱ ع
- ،، ،، حصہ ۲ ع
- ،، ،، حصہ ۳ عہ
- ،، ،، حصہ ۴ ع
- ،، ،، حصہ ۵ عہ
- ،، ،، حصہ ۶ ع
- ،، ،، حصہ ۷ عہ
- ،، ،، حصہ ۸ ع
- انتخابات شبلی عہ
- مکالمات برکلے عہ
- نقش حکمت ے
- آسان اردو شارٹ ہینڈ ع
- سیدہ کا لال ے
- بہار خواتین اسلام ۴ر
- کلیات فارسی ۱۲ر
- عروض المفتاح عہ
- انگلش ٹیچر عہ
- ہندی ٹیچر عہ
- مسلمانوں کا عروج اور زوال للعہ

- سفرنامہ ابن بطوطہ ع
- اخلاق و فلسفۂ اخلاق ع
- تاریخ انقلاب روس ع
- اتمام المقال ۳ر
- لغات القرآن حصہ ۱ للعہ
- ،، ،، حصہ ۲ للعہ
- بیسویں صدی کی کشیدہ کاری للعہ
- انتقام عہ
- حسن پرست ع
- رشیدہ کی کشیدہ کاری ے
- چمن کشیدہ کاری ے
- انتقام عہ
- قانون جنت ۲ر
- ادب لطیف عہ
- گلبدن بیگم عہ
- زین سکھ عہ
- تارے ہنستے رہے ع
- مرقاۃ العربیہ دو حصے عہ
- شمس بازغہ للعہ
- حیات شبلی لعہ
- مجالس الابرار ۱۰ر
- رحمت عالم ۱۲ر
- اپنا گھر عہ
- قلمی کلیاں ع
- قلمی رنگ محل للعہ
- طالستائی کی کہانیاں عہ
- پنواڑی عہ
- سیب کا درخت عہ
- ستارۂ صبح ع

بچوں کی کتابیں

- چاند نہیں ۸ر
- بادشاہ کا انعام ۴ر
- چور شہزادی ۴ر
- گھسیٹا کی بقعتا شاہی ۸ر
- شریر لڑکا ۶ر
- جادو کی بنسری ۵ر
- سچی لگن ۵ر
- چھوٹا پیغمبر ۵ر
- ننھے فتنے ۶ر
- بی سیدانی ۴ر
- پرنانی ۴ر
- کہانی نانی کی زبانی ۶ر
- گدڑی کے لال ہیرے ۸ر
- ہیرے ۱۲ر
- آدمی کی کہانی ۱۰ر
- پاشو ۵ر
- بسے اور مٹھو ۵ر
- صفو دادا ۴ر
- دھنی خاں ۴ر
- بچپن کی یادیں ۵ر
- میری کہانی ۴ر
- شہزاد ۸ر
- سچی بہادری ۸ر
- یاران نبی ۸ر
- ستارے عہ
- ہمارا گاندھی ۸ر
- ہمارا جواہر ۸ر
- ہمارا آزاد ۸ر
- ہمارا سبھاش ۸ر

- ہمارا پٹیل ۸ر
- مہر بادشاہ مہارہ ۴ر
- شہزادے کا ناز / تھوڑی تار اماتے ہر
- چاند ۴ر
- دریا کی شہزادی ۴ر
- لال شہزادی ۴ر
- شہزادہ گوہر ۵ر
- نیلم جوہری ۵ر
- کالا دیو ۵ر
- لال دیو ۵ر
- چتلا دیو ۵ر
- ژالہ پری ۵ر
- سبز پری ۵ر
- لال پری ۵ر
- گرم حلوہ ۵ر
- مسکراتی کلیاں ۸ر
- نئی ایک دنی ۵ر
- شیر کی داڑھی ۱۰ر
- اپنی کہانی ۵ر
- ننھے میاں ۶ر
- فرشتہ کا پیغام ۵ر
- چوہا شیر کیسے بنا؟ ۵ر
- یاقوت کی ملکہ عہ
- بہادر شہزادہ ۲ر
- بدھو وزیر ۴ر
- اندھی دنیا ۵ر
- شہزادہ بد کمال ۲ر
- ہماری نظمیں ۵ر
- کہانی جوہی کی چالاکی عہ
- انقلابی مولوی ہر

اسلامیہ دار الاشاعت دہلی کا
ایک اخبار
مذہبی اخلاقی، اصلاحی
ادبی رسالہ
مقام اشاعت
اردو بازار جامع مسجد دہلی ۶

ٹیلیفون نمبر ۲۹۶۶

پیشوا دہلی

ضروری اطلاع
ہر قسم کی خط و کتابت میں
اپنا نمبر خریداری ضرور لکھئے
اور جواب طلب امور کیلئے جوابی کارڈ لکھئے
قیمت سالانہ۔ تین روپئے
قیمت فی پرچہ۔ پانچ آنے
ممالک غیر سے:۔ پانچ شلنگ
پاکستان سے:۔ تین روپئے (پاکستانی سکہ میں)
قیمت:۔ فی پرچہ۔ پانچ آنے
(اور دستخط ایڈیٹر سے ملحق)

نمبر ۸	بابت ماہ شعبان المعظم ۱۳۸۰ھ مطابق ماہ جون ۱۹۶۱ء	جلد ۲۵

شذرات

(از سید عزیز حسن بقائی)

دیمک سے ناقابل تلافی نقصان

افسوسناک اطلاع یہ ہے کہ پچھلے دنوں کتب خانہ پیشوا میں دیمک لگی اور معلوم نہیں کتنا روپے کا نقصان ہوا۔ اس نقصان کے حسب ذیل کتابیں اور فائل بھی غارت ہو گئے۔

(۱) فائل پیشوا ۱۹۵۲ء، ۱۹۵۳ء، ۱۹۵۹ء،
(۲) آرٹ کا پورا فائل۔
(۳) حریت کے ادبی ایڈیشن کا پورا فائل۔
(۴) روزنامہ آزاد ہند کا مکمل فائل
(۵) روحانی فالنامہ۔
(۶) اسکول ماسٹر۔
(۷) عملیات باقی۔
(۸) محبوب الاعظم کا دوسرا ایڈیشن۔
(۹) میاں بیوی کی باتیں۔
(۱۰) میاں بیوی کے فرائض

جن بھائیوں کے پاس پیشوا کے فائل اور یہ کتابیں ہوں ان کو فوراً رجسٹری سے یہ فائل اور کتابیں روانہ کر دینی چاہئیں۔ فائل کی قیمت اور کتابوں کی قیمت جو وہ لکھیں گے بھیج دی جائے گی۔

مخلصین اور دوستوں سے جو مجھ سے ہمدردی رکھتے ہیں توقع ہے کہ وہ مدد کر سکتے ہیں اور سلسلے تو وہ ضرور مدد فرمائیں گے۔

بریدِ فرنگ

خدا کا شکر ہے کہ مشرق وسطیٰ میں آزادی کی لہر شروع ہو گئی ہے، ایران اور انگریزی کمپنی کا جھگڑا بڑھ رہا ہے ایرانی عوام کسی غیر ملکی کمپنی کو یہ حق دینے کے لئے تیار نہیں کہ وہ ایران کی پیداوار سے خود فائدہ اٹھائے ایرانی بندرگاہوں پر انگریزی جہاز کھڑے ہوئے ہیں شمالی ایران میں روسی افواج کا اجتماع ہو رہا ہے۔ عالمگیر جنگ ہونے میں صرف ایک قدم کا فاصلہ رہ گیا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ انگریزوں کی ناعاقبت اندیشی تیسری بڑی جنگ کو ایران ہی میں شروع کرا دے۔

ملایا کے مجاہد بینا کی آتشیں سلحہ کا مقابلہ اپنی پرسیدہ تلواروں سے کر رہے ہیں۔ ایک بہادر سپاہی کی طرح میدان جنگ میں موت کو لبیک کہہ رہے ہیں۔ عراق میں کچھ بے چینی پیدا ہو گئی تھی جو رفع ہو گئی۔ شام اور اسرائیل میں کشمکش ہے۔ مصر اور تمام عرب قومیں شام کی ساتھی ہیں اس لئے یہاں بھی ہر وقت آگ لگ سکتی ہے۔

غرضیکہ مشرق وسطیٰ میں ایک چنگاری ڈالنے کی دیر ہے۔ شعلۂ جوالہ بھڑکتے دیر نہیں لگتی۔

ڈاکٹر امبیدکر کا نعرۂ حق پرستی

ڈاکٹر امبیدکر کار حکومت ہند کے لا ممبر ہیں۔ یہ انگریزی حکومت

جنھیں ابھی مرکزی حکومت میں لئے گئے۔ انھوں نے اچھوتوں کی بے کسی اور مظلومیت پر تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ

"انگریزوں کے عہد میں اچھوتوں کی حالت بہتر تھی۔"

لیکن افسوس ہے کہ مسلمان وزراء سفراء ممبران اسمبلی میں سے چار سال گذرنے اور مسلمانوں کو مبتلائے مصائب و آلام ہونے کے بعد ایک نے یہ بھی نہ کہا کہ :-

"مسلمانوں کو چماروں سے بد تر بنا دیا گیا ہے ان کی حالت انگریز کے عہد میں بلا کسی وجہ بہتر تھی۔ حکومت کا سیکولرازم صرف نام کے لئے ہے۔ وہ سومنات پرستی میں حکومت کے عہدہ دار کسی قدامت پسند ہندو سے پیچھے نہیں"

حالانکہ مسلمان ممبران کی اکثریت اس دعوے کے ساتھ اسمبلی میں گئی تھی کہ وہ وہاں جا کر مسلمانوں کے لئے سب کچھ کریگی۔ مسلمانوں کے دکھوں کیلئے مرہم حاصل کرے گی۔ مسلمانوں کے حق میں آواز بلند کرے گی۔ لیکن ہوا یہ کہ اسمبلی کا ایک مسلمان ممبر بھی مسلمانوں کے لئے نہیں ہے۔ ذاتی اغراض کے حصول پر کوئی لائسنس نہیں ہے۔ غیر مسلم وزراء بھی یہ سوچتے ہیں کہ

"دہن سگ لقمہ دوختہ بہ"

جمعیۃ کا سفید ہاتھی

جمعیۃ علماء ہند کا اخبار ایک ہزار روپیہ ماہانہ سے زیادہ نقصان سے تیرہ سال سے چل رہا ہے۔ جمعیۃ کے لیڈر عام مسلمانوں کے چندے سے اپنی لیڈری قائم رکھنے کے لئے اس سفید ہاتھی کو چلائے جا رہے ہیں اور مسلمانوں کی بھیک پر اس کی زندگی کا انحصار ہے۔

لیکن سوال یہ ہے کہ جب سیاست کو جمعیۃ ترک کر چکی تو پھر جمعیۃ کیوں ہے؟ جب مولانا حفظ الرحمٰن صاحب اسمبلی کے ممبر ہو کر بھی مسلمانوں کے متعلق اسمبلی میں سوال نہ کر سکیں۔ اور اسمبلی کے باہر بیان بازی میں ہر لیڈر سے آگے رہنے کی کوشش کریں۔ تو اس اخبار کو اس لئے زندہ رکھا جائے کہ اس میں مولانا کے صرف بیانات کے ذریعہ لیڈری قائم رکھی جائے۔

آخر معلوم تو ہو کہ وہ کیا ہے۔ جس کے ذریعہ جمعیۃ کو اس خسارہ کے اخبار کو چلانے کی ضرورت ہے۔

حضور صلعم کی توہین

فخر کائنات حضور صلعم کی توہین سرکاری نصاب تعلیم میں کی گئی ہے جو ہندو مسلمان سکھ بچوں کو تمام ہندوستان میں پڑھائی جاتی ہے۔

اس منصب کے انچارج وزیر حضرت مولانا ابوالکلام صاحب آزاد ہیں۔ حکومت لا دینی ہے۔ سیکولر ہے جمہوری ہے۔

ہم دیکھنا چاہتے ہیں کہ وزارت تعلیم اس پر کیا نوٹس لیتی ہے اور وزارت خارجہ اور وزارت حفظ اپنے سیکولرازم کی لاج رکھنے کے لئے کیا کارروائی کرتی ہے۔

مسلمانوں کے صبر کا جہاں تک تعلق ہے وہ سخت سے سخت امتحان میں پورے اتر چکے ہیں۔ لیکن خاتم النبیین کی ذات گرامی ایسی ہے کہ یہاں ان کا صبر جواب دے دیتا ہے۔

اس لئے ہم وہ عبارت نقل کر کے مسلمانوں کو مشتعل کرنا نہیں چاہتے اور اس بیہودہ پن اور اس جہالت کو مصنف کا ذاتی فعل سمجھتے ہوئے منتظر ہیں کہ مسلمانوں کے آقا و مولا کی توہین کو روکنے کے لئے حکومت ہند کیا قدم اٹھاتی ہے

آنے والا انتخاب اور مسلمان

چونکہ حکومت ہند اپنے لا دینیت کا احترام کرانے اور جمہوریت ہند میں مسلمانوں کا مقام دلانے میں پورے طور سے ناکام رہی ہے۔ اس لئے مسلمانان ہند کے لئے یہ لازم ہو گیا ہے کہ وہ جمہوریہ ہند کے اولین انتخاب میں حصہ لینے سے انکار کر دیں اور اس وقت کا انتظار کریں۔ جب تک حالات درست ہوں۔

میں یہ نہیں کہتا کہ مسلمانوں کو انتخاب میں حصہ لینا نہیں چاہیے۔ ساڑھے چار کروڑ کی اقلیت اور اس کے ووٹ اگر وہ صحیح درج ہوئے ہیں۔ ایک اہمیت ہی نہیں رکھتے بلکہ اس قدر شدید مقابلہ میں بیلنس آف پاور کے مالک ہیں۔

لیکن میں یہ ضرور کہتا ہوں کہ بلیر یات جیت کے بغیر مسلمانوں کو خود انتخاب میں حصہ نہیں لینا چاہیے۔

جو جماعت (فرقہ پرستوں کو چھوڑ کر) مسلمانوں کو ان کے حقوق دلانے کا وعدہ کرے۔ اس سے قول و قرار کر کے باضابطہ معاہدہ کے بعد اس کے ساتھ مسلمانوں کو کانگریس کی تائید کرنا چاہیے کہ سردست اس انتخاب کے لئے یہی پالیسی مناسب ہو گی اور اسی سے فرقہ پرستی کا خاتمہ ہوگا۔ اور اسی کانگریس کے ہاتھ مضبوط ہونگے۔

اگر کانگریس مشترکہ انتخاب کے ساتھ ریزرویشن آف سیٹ کیلئے قانون بنانے کا وعدہ کرے اور مسلمانوں کے معاملات مسلمانوں کے ووٹوں سے طے ہوں اور آبادی کے تناسب سے ان کو ملازمتیں دی جائیں۔ تو پھر حالت میں مسلمانوں کو کانگریس کے ساتھ رہنا

چاہئے کہ کانگریس میں دوسری جماعتوں کے مقابلہ میں زہر کم ہے۔ کانگریس کے اصل مقاصد ہیں۔ از اکو نہیں۔

پیشوا کی خدمات کا اعتراف

کراچی سے ایک صاحب کالم صاف دماغ عزیز اڈیٹر پیشوا کے متعلق لکھتے ہیں:-

"آپ آزاد ہندوستان کے آزاد شہری ہیں۔ اور کوئی شبہ نہیں کہ آپ نے متحدہ ہندوستان کے آزادی کے لئے اس نسل کے نوے فیصدی لیڈروں سے زیادہ قربانیاں پیش کی ہیں۔ ہندوستانی مقاصد کے ساتھ آپ کی وفاداری قدرتی ہے۔ اور کسی کو اس وفاداری کو چیلنج کرنے کا حق نہیں ہے۔"

اچھا ہوا کہ میرے دوست اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں۔ لیکن میری حالت اس آزاد ہندوستان میں اس سیکولر اسٹیٹ میں ایسی ہے جیسا کہ غالب نے ایک شعر میں کھینچا ہے۔

دور خزاں کا شکوہ کیا اور فصل گل کا طعنہ کیا
ہیں تو جب بھی دشت کشی میں آبلہ بھی چشت ہے

جمعیۃ علما اور دوسرے قوم پرور مسلمانوں کی طرح فسادات کے زمانہ میں صابر محمد مکاناہ کی اس لئے قوم پرستی کا خاتمہ ہو کر فرقہ پرستی کی "سرکاری سنہری سند" ملی۔ جس کو چیلنج کیا گیا تو جھاگ میرا کلاہت سرکار والا تبار کو نہ ہوئی۔ لیکن میری قوم پرستی سرکاری طور پر فرقہ پرستی میں تبدیل کر کے مجھے بلیک لسٹ پر لایا گیا۔ اگرچہ بیک گراؤنڈ میں طبیہ کالج پر سرکاری قبضہ کی مخالفت اور مقامی حکام کا انتقام سیکولرازم اعلیٰ انسانی حقوق کے وعدے دھرے کے دھرے رہ گئے۔ مسٹر رندھاوا آئی۔ سی۔ ایس کی دوستی کے بھی الزامات ہیں۔

"اعتراف خدمات" کی اس حقیقت کو اتنے موثر انداز میں بیان کیا ہے کہ یہاں وہ سی۔ آئی۔ ڈی وہی ہے جو انگریز کے زمانہ میں تھی۔ حکام وہی ہیں جو تقسیم سے پہلے تھے۔ میں وہی ہوں جو تقسیم سے پہلے انگریز سے لڑا۔ تقسیم کے بعد فرقہ پرست ہندوؤں سے لڑا۔ اس لئے میرے ساتھ جو کچھ ہوا وہ خلاف توقع نہ تھا اپنے بیگانے ہو گئے۔ جیسے جیسے دن زمانہ دوستوں کا اور

لیکن ان روح فرسا حالات کے باوجود میں اپنا فرض ادا کئے جا رہا ہوں۔ جس کا ثبوت ہمارے ایک بھائی کے خط سے ملتا ہے۔ جو گذشتہ مہینہ میرے نام آیا۔

"پیشوا کا تازہ رنگ دیکھ کر مجھے بڑی خوشی ہوئی۔ جعفر بھائی نے بالکل سچ لکھا ہے کہ جس بات کو آپ حق سمجھ لیتے ہیں اس کے اظہار میں خدا کے سوا اور کسی دوسری طاقت سے نہیں ڈرتے آپ کے جد کریم سیدنا حضرت خواجہ باقی کی کی تعلیم ہی کا اثر تھا کہ حضرت مجدد الف ثانی حق بولنے میں دربار جہانگیری کی پرکاہ کے برابر بھی پرواہ نہ کرتے تھے آپ انہیں حضرت خواجہ باقی باللہ کے فرزند ہیں۔ کیا آج آپ فرقہ پرستوں کے نعرۂ "سیکولرازم" کا پردہ چاک کرنے میں جرأت کریں گے؟ اور ان کی سومنات پرستی کو عریاں کرنے میں کچھ بھی دریغ کریں گے ہرگز نہیں! ہم پیشوا سے پیشوائی کی صحیح توقع رکھتے ہیں۔

تجدولی بچو ہوا تا بندہ باشی ملک نظیری پائندہ باشی

میں نے ان بھائی کو لکھدیا کہ:

"پیشوا اگر زندہ رہے گا تو اپنا فرض ادا کرے گا حق پرستی کی جو قیمت پیشوا دے رہا ہے اس کی مثال ہند میں تلاش کے باوجود نہیں ملتی۔ قبل اس کے کہ پیشوا اگر نگا شیطان ہو اس وقت سے پہلے اس کو موت آ جائے تو اچھا ہے۔ میرا کیا ہے آفتاب زندگی لب بام آ چکا ہے۔ مجھے نہ انگریز خائف کر سکا اور نہ خرید سکا نہ فرقہ پرست ہندو ذہنیت مجھے خائف کر سکتی ہے نہ خرید سکتی ہے۔ افسوس صرف یہ ہے کہ میری آواز کمزور ہے۔ پرچہ کی اشاعت محدود ہے۔ تاہم میں اپنا فرض زندگی کے آخری سانس تک ادا کئے جاؤں گا۔ اللہ کی توفیق شامل حال رہی تو انشاءاللہ پیشوا اس امتحان گاہ حق و صداقت میں ثابت قدم رہیگا۔"

میری قارئین کرام سے بھی یہی درخواست ہے کہ وہ میرے لئے دعائے استقامت و عزیمت مانگیں کہ حق پرستی کی راہ بہت کڑی آزمائشوں میں ڈالا کرتی ہے اور وقت پر بڑے بڑے مدعیان حق پرستی ناکام ہو جاتے ہیں۔

پاکستان کے گوردوارے اور مندر

پاکستان میں گوردواروں اور مندروں کی بڑی تعداد ہے۔ جو اس وقت تک سکھوں اور ہندوؤں کے قبضہ میں نہیں ہیں۔ سکھوں اور ہندوؤں میں اس کے لئے خاص بے چینی ہے۔

میں ان پاکستانی دوستوں سے جو ان دونوں ملکوں میں تعلقات کی بہتری چاہتے ہیں یہ درخواست کروں گا کہ ان پر دوہری ذمہ داری

اس سلسلہ میں ہے۔
(۱) مذہب نے ہم پر جو ذمہ داری عائد کی ہے۔
(۲) سماج اور سوسائٹی اور آج کے تعلقات کے تقاضے کیا ہیں۔

اسلام نے لا اکراہ فی الدین کے تحت مسلمانوں پر ہندوؤں اور سکھوں کی عبادت گاہوں کے متعلق ایک ذمہ داری بحیثیت مسلمان کے ہر اس فرد پر عائد کی ہے جو اپنے تئیں مسلمان کہتا ہے۔ اور جب تک وہ مسلمان ہے اس ذمہ داری سے اور اسلام کے نام پر دھبہ لگانے سے بچ نہیں سکتا۔ اگر پاکستان میں ایک گوردوارہ یا مندر کی بے حرمتی ہو کیونکہ یہ سب کچھ اسلام کی تعلیم کے خلاف ہوگا۔ اسلامی تعلیم کی رسوائی اور مسلمانوں کی من حیث القوم ذلت کا باعث ہوگا جس سے ہر پاکستانی مسلمان کو بچنا چاہیئے

(۳) سماج اور سوسائٹی نے آج کے تقاضوں سے جو ذمہ داریاں اقلیتوں کے متعلق عائد کی ہیں اس سے پاکستانی مسلمان اسی وقت عہدہ برآ ہو سکتے ہیں جب پاکستان میں اقلیتیں رہیں ہوں اور وہ ان گوردواروں اور مندروں میں اسی طرح آزادی سے عبادت کریں جس طرح تقسیم سے پہلے کرتے تھے۔

یہی بات پاکستان سے آنے والے وفد کے لیڈر نے جالندھر میں کہی ہے۔ جس کی ہم تائید ہی کر سکتے ہیں۔ وفد کے اس لیڈر نے اس سے آگے بڑھ کر

"سکھوں کو پاکستان میں رہائش کی دعوت دی ہے"

ہم اس تجویز کا خیر مقدم کرتے ہیں اور دل سے لبیک کہکر اس وقت کے منتظر ہیں جب کچھ سکھ خطرہ میں پڑ کر پاکستان میں آباد ہونا قبول کریں۔ حقیقت یہ ہے کہ ہمارے سکھ اور ہندو بھائی اگر تھوڑے سے خطرے کو برداشت کر لیں جو حقیقتاً خطرہ نہیں وہم ہے۔ تو آج بہت سے مسائل کا حل نکل سکتا ہے۔ اور اس خوف و دہشت کو دونوں طرف سے دور کرنے کی ضرورت ہے۔

لکھنؤ کی امن کنونشن کا حشر!

پنڈت جواہرلال کے صوبہ یوپی میں مسلمانوں پر جو بیت رہی ہے اس سے متاثر ہوکر شریف" اتحاد دوست، امن پسند ہندوؤں کے رہنما شری لکشمی بر گپتا کی رہنمائی میں امن کنونشن ہوئی جس کا حشر یہ ہوا کہ سنگھیوں کے تسا دوست دستہ نے اس جلسہ کو درہم برہم کرنے کی کوشش کی۔ اور اس میں علانیہ پنڈت جواہرلال کے چیلنج کو قبول کیا گیا۔ پنڈت سندر لال اور سوامی اسکشے پہنچے اور بازاری انسانیت آوازہ کشی کی گئی۔ پولیس نے آکر امن قائم کیا اور جلسہ کی کارروائی جاری ہوئی لیکن تعجب ہے کہ [illegible]

پنڈت سندر لال جی نے کہا کہ۔

"ہندوستان کا اصل مسئلہ فرقہ وارانہ نہیں ہے بلکہ روٹی اور کپڑے کا ہے جس سے ہندوستان کا ہر شہری پریشان ہے۔"

میں پنڈت جی سے ذاتی طور پر واقف ہوں۔ وہ بیحد نیک اور سنجیدہ انسان ہیں۔ ان کو غلط فہمی ہوئی ہے وہ مہاتما گاندھی کے سچے پیروکار ہوکر دھوکے میں مبتلا ہیں۔ جو یہ کہتے ہیں کہ۔

"ہندوستان کا مسئلہ فرقہ وارانہ نہیں ہے۔"

ہندوستان میں مسلمانوں کے لئے روٹی کپڑے، مکانات سے زیادہ اہم جو مسئلہ ہے وہ فرقہ وارانہ ہے جس نے مسلمانوں کی زندگی دوبھر کر رکھا ہے۔ وہ پیٹ کو پتھر باندھ کر اپنی مادر وطن کو نہیں چھوڑنا چاہتا۔ وہ ننگا رہ کر اپنی جنم بھومی کی رہائش ترک نہیں کر سکتا۔ وہ آسمان کے نیچے چھت نہ پاکر بھی رہ سکتا ہے۔ بشرطیکہ اکثریت کے دل میں رحم و انصاف ہو اور وہ ہندوستان سے بے کس بے مایا اقلیت کو جبر کے زور سے نہ نکالنا چاہے۔

مسلمان صرف قانون کی حفاظت چاہتا ہے اور قانون کی حفاظت جن لوگوں کے ہاتھ میں ہے وہ فرقہ پرستی کے ذہن سے متاثر ہوکر فرقہ پرستوں کے ہمنوا ہیں۔ فرقہ پرستوں سے مدد لے کر [illegible] جس کی وجہ سے مسلمان کے پیر نہیں جمتے اور فرقہ پرستوں کی ہمت افزائی ہوتی [illegible] اسکشے جی اور سندر لال جی جیسے گاندھی بھگت مسلمانوں کی یہ زخم خوردہ حالت دیکھتے ہیں تو انسانیت لرزنے لگتی ہے۔ وہ اس بدنصیب قوم کے لئے انصاف اور رحم چاہتے ہیں جس کا سنگھی لغت میں کہیں وجود نہیں۔

جواہر لال نہرو اور ان کے ساتھیوں کی بے بسی ظاہر ہے اور اس کے نتیجہ میں ہجرت کا لامتناہی سلسلہ جاری ہے۔

ہماری حکومت کا سیکلرازم

پنڈت جواہرلال نہرو کی دلی خواہش ہے کہ انڈیا کی حکومت سیکولرازم لا دینی جمہوریت ہے جس کے وہ بانی ہیں۔

لیکن کتنی عجیب بات ہے کہ اس لا دینی جمہوریت میں بحری جہازوں کی رسم افتتاح ناریل پھوڑنے سے ہوتی ہے۔ کسی [illegible] کی جمہوریت ہوتی ہے تو اس میں ہمارے ہاں اشلوک پڑھے جاتے ہیں۔ حتیٰ

پارلیمنٹ کے افتتاح کے وقت وہ تمام رسمات ہوتی ہیں جو پہلے سومنات میں شیولنگ کی پوجا کے وقت بھی تمام مذہبی رسومات ہوتی ہیں۔
مسلمانوں کو ضابطہ کے طور پر تمام ملکی حقوق حاصل ہیں لیکن زندگی کے ہر شعبہ میں ان پر عملاً دروازے بند ہیں۔ ان کو تو اب کی آزادی حاصل نہیں ہے۔ لیکن پھر بھی پنڈت جی خوش ہیں ملک میں سیکولرازم ہے۔
مسٹر منشی یا صدر جمہوریہ ہند اگر اپنی ذاتی حیثیت میں سومنات کے مندر کی رسم میں شریک ہوتے۔ لیکن ایک منسٹر اور دوسرا صدر جمہوریہ کا اپنی سرکاری حیثیت میں سومنات کی تقریب میں حصہ لینا کیونکر جائز ہو سکتا ہے اور کیونکر اقلیتیں اپنے کو محفوظ سمجھ سکتی ہیں جبکہ سیکولرازم عمل کی کسوٹی پر حکومت کے صدر اور وزرا پورے ہم چاہتے ہیں کہ پنڈت جواہر لال جی اپنی حکومت کی ان کمزوریوں پر توجہ فرمائیں۔

ہاتھی کے دانت

ہندو مہاسبھا نے غیر ہندوؤں پر پارلیمنٹری جد وجہد میں شرکت کے دروازے کھول دیئے ہیں۔ لیکن کیا اس اعلان پر یہ ضرب المثل صادق نہیں آتی۔
"ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور"
الیکشن کی ضروریات نے بظاہر مہاسبھا کو مجبور کیا ہے لیکن ہندو حکومت کے تصورات اور پاکستان کی دوبارہ ہندوستان میں شرکت گویا یہ مہاسبھا کے نزدیک اس کی اختیاری چیز ہے۔ الیکشن جیتنے کے لئے یہ رستے فوری کے چلنے والے نہیں۔
پاکستان قائم ہونے کی ذمہ داری سو فیصدی ہندو مہاسبھا کی تنگ نظری پر ہے۔ اس کے بعد یہ ممکن ہی نہیں کہ بغیر کسی خوفناک جنگ کے جس میں پاکستان ہار جائے۔ پاکستان ہندوستان میں شریک ہو سکتا ہے؟
جنگ کتنی ہولناکیاں اپنے ساتھ لاتی ہے۔ اس کو مہاسبھا والے کیا جانیں۔ جنگ کی ہلاکت باریوں کو کوئی جاپان سے پوچھے جہاں ایک مکان رہائش کے قابل نہیں رہا کبھی کمیونسٹ جہاز و پھیر سکتے ہیں۔ کبھی اتحادی افواج صفائی کر ڈالتی ہیں۔ جنگ کی ہولناکی کا اندازہ ضیاتی چشمہ داروں سے ممکن نہیں ہے۔
اگر کہیں ہندو مہاسبھا حکومت میں شامل ہو جاتی تو اس کو اندازہ ہو جاتا کہ جنگ کتنا ہولناک اقدام ہے۔ اور جو لوگ آج جنگی نعرے لگاتے ہیں ان کی جگہ بریلی کے پاگل خانہ میں ہے۔

بہر حال امید ہے کہ ایک فیصدی مسلمان بھی مہاسبھا کے دام تزویر میں نہ پھنسیں گے۔ اور مہاسبھا کے دل میں یہ ارمان ہی رہ جائیگا کہ اس کے ٹکٹ پر ایک بھی مسلمان امیدوار ہو۔

سب سے بڑی جنگ کا اعلان

پنڈت جواہر لال نہرو نے امریکہ کی بیوپاریانہ اور خود غرضانہ پالیسی کے جواب میں دہلی میں جواہر لال جی نے کہا۔
"خوراک کے مسئلہ پر ہم کوئی پابندی گوارا نہ کریں گے۔ اور خوراک کے مسئلہ کو ہم جنگی صورت میں حل کریں گے۔"
امریکہ نے تمام گمراہ کن پراپیگنڈہ کے باوجود جو زلیا شرطیں ہندوستان کو غلہ دینے کے متعلق لگائی تھیں۔ ان کا جواب ایک خوددار قوم آزاد ملک کی طرف سے یہی ہونا چاہیئے تھا۔
ہم نے امریکہ سے اناج اسی طرح مانگا تھا جس طرح پاکستان، چین روس، اور دنیا کے ہر ملک سے۔ لیکن کسی نے پابندی نہیں لگائی سوائے امریکہ کے اور دنیا نے اس تماشہ کو صنعت قوم کا کیرکٹر دیکھ لیا۔ جو اپنے تمول کے لحاظ سے قارون کی دولت کا مالک ہے۔
ہمیں خوشی ہے کہ پنڈت جواہر لال نے اپنے ملک کے بیوپاریوں سے اپیل کی ہے کہ وہ بلیک مارکٹ کرنا چھوڑ دیں اور عوام ہفتہ میں ایک روز کے لئے فاقہ کرنا منظور کریں۔ تاکہ اس طرح ہولناک قحط سے ملک کو نجات دلائی جاسکے۔
ہمیں اندازہ ہے کہ بیوپاری طبقہ پنڈت جی کی استدعا کو حسب دستور ٹھکرائے گا۔ اور بدستور بلیک مارکٹ کے ذریعہ پیسہ کمائیگا اس کا ایک ہی علاج ہے جو یہ کہ
"بلیک مارکیٹر کی تمام جائیداد ضبط اور دو دو درجن بید کی شارع عام پر سزا دی جائے۔"
اگر نگیں سزا کو برداشت کرنا آسان نہیں ہے اس لئے ایک ہی دن میں پنڈت جی اس ملعون (بلیک مارکیٹر) طبقہ پر قابو پا جائیں گے۔
اب رہ گئے عوام، وہ ہر حالت میں پنڈت جی کے ساتھ ہیں سوائے چند مخصوص ہندو مہاسبھائیوں کے جو اس اعلان کو بنیاد بنا کر پنڈت جی کے خلاف طوفان مچائیں گے۔
ہم پنڈت جی کی اپیل کے جواب میں سب سے پہلے خود جب تک ملک سے قحط کا خطرہ دور نہ ہو جائے جمعہ کے روز اسلامی روزہ رکھیں گے اور ہفتہ میں ایک وقت کا راشن رضا کارانہ نہیں لیں گے۔
اس کے بعد ہمیں پوری طرح یہ حق ہو گیا ہے کہ ہم قارئین کرام سے درخواست کریں کہ وہ پنڈت جی کی اپیل کا جواب عمل سے حوصلہ افزا دیں اور ہفتہ میں ایک وقت کھانا نہ کھا کر اپنے بھوک سے تلملا کر ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مرنے والے بھائیوں کو فاقہ سے بچالیں اور اس مصیبت کے کم

انتقادات

ارکان اسلام

سائز ۲۰×۳۰/۱۶ اعلیٰ درجہ کی لکھائی چھپائی، بہترین سفید چکنا کاغذ قیمت ۳/
مصنف داعی الحق۔ پبلشر ایم۔ ایم حسین صاحب
ملنے کا پتہ:- ہندوستان بک ڈپو ۱۵۸ ویلسلی اسٹریٹ۔ کلکتہ
ارکان اسلام، نماز روزہ، حج، زکوٰۃ، کلمہ طیب پر مفید معلوماتی رسالہ ہے۔ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ البتہ لکھائی، چھپائی، سفید کاغذ بہت اچھا ہے۔ اس قسم کے رسائل دہلی، لکھنؤ کا پور سے عرصے شائع ہو رہے ہیں۔ ان میں ایک کا اور اضافہ ہوا۔

لکیریں

اوسط درجہ کی لکھائی، چھپائی، رف کاغذ سائز ۲۰×۳۰/۱۶ ضخامت ۸۰ صفحے۔ قیمت ایک روپیہ ملنے کا پتہ:- ادارہ اصلاح و مشورہ چھپراؤ پرتاب گڈھ اودھ۔

یہ مجموعہ کلام (غزل و نظم) جناب محمد احمد صاحب شیخ نازش پرتاب گڈھی کا ہے۔ جس کے تعارف نامے نیاز فتحپوری ڈاکٹر محی الدین صاحب زور، ڈاکٹر اعجاز حسین صاحب، مولانا ماہر القادری صاحب مدیر فاران، جگن ناتھ صاحب آزاد، اعجاز صاحب صدیقی مدیر شاعر وغیرہ نے لکھے ہیں۔

یہ مجموعہ ہے نازش صاحب پرتاب گڑھی کے ان افکار عالیہ کا جو مطبوعہ اور غیر مطبوعہ ہیں اور جن میں سے اکثر نظمیں و غزلیں ملک کے متعدد رسائل میں شائع ہو کر شہرت عام حاصل کر چکی ہیں
میں ذاتی طور سے نازش صاحب سے واقف ہوں۔ اور یہ جانتا ہوں کہ وہ سیماب مرحوم کے ارشد تلامذہ میں سے بہت پر گو شاعر ہیں اور جو کچھ وہ لکھتے ہیں بہت خوب لکھتے ہیں
اس لئے قارئین کرام میں سے جو حضرات چاہیں مذکورہ پتے سے کتاب لکیریں طلب فرمائیں۔

فخر دو عالم

سائز ۲۰×۳۰/۱۶ ضخامت ۱۲۰ صفحے۔ اچھی لکھائی چھپائی مقدس

مقامات کے ۱۲ صفحے پر ہزوڑ بلاک۔ دو رنگ کا ٹائیٹل قیمت اس نمبر کا ۱۲/ ہے۔ لیکن بازغ کے سالانہ خریداروں کو مفت۔
ملنے کا پتہ: منیجر رسالہ بازغ بازار چتلی قبر دہلی۔
زینب الانوار صاحب نے اس ضخیم کتاب کو خاص نمبر کے طور پر شائع کر کے ان لوگوں پر بڑا احسان کیا ہے جو سیرت پاکہ کا مطالعہ کرنا چاہتے ہیں لیکن زیادہ دام نہیں خرچ کر سکتے۔
عاشقان رسالت پناہ کا فرض ہے کہ وہ اس تحفہ کو جو اس ہوش ربا گرانی میں بالکل مفت ہے اپنے پاس رکھنے کے لئے بازغ کے مستقل خریدار ہو جائیں۔

منزل

سائز ۲۰×۳۰/۸ ضخامت ۱۲ صفحے۔ سفید کاغذ۔ دو رنگ کا ٹائیٹل قیمت سالانہ پانچ روپے، نمونہ کا پرچہ چار آنے۔ ٹائیٹل پر ایک سابق پروفیسر کا بلاک اور دوسرے صفحہ پر ایڈیٹر صاحب کا بلاک۔ ملنے کا پتہ:- منیجر صاحب مکتب جامع مسجد علی گڈھ۔
مسعود قریشی صاحب منزل کے ایڈیٹر ہیں۔ جن کو اس سے پہلے نہ ادبی دنیا میں دیکھا گیا نہ سنا گیا۔ لیکن وہ اردو و علم و ادب کی بربادی سے اتنے متاثر ہوئے ہیں کہ جھٹ ایک ماہ رسالہ لکھنؤ کے نگار یا دہلی کے آج کل کے پایہ کا نکالنے کا خواب "تہذیب و ادب کے مرکز علی گڈھ سے نکالتے ہیں۔ جس میں ہندوستان کے آفتاب الشعراء، ادیب العصر قادر الکلام کے ساتھ "شہنشاہ اعظم" قسم کے شعراء کا کلام درج ہوتا ہے۔
ہمیں افسوس ہے کہ ہم اس اقدامات کو اردو کی خدمت نہیں سمجھتے ہیں۔ علی گڈھ جہاں سے اردو ادب اور ہماری زبان جیسے معیاری رسالے نکل رہے ہیں۔ وہاں سے اتنے پست معیار رسالہ نکالنے کی ضرورت کیا تھی۔
مسعود قریشی صاحب کے لئے ہمارا مشورہ یہ ہے کہ وہ ابھی ہماری زبان کے دفتر میں علامہ خیر بہوروی صاحب کے سامنے زانوئے ادب طے کر کے یہ معلوم کریں کہ اردو اور اس کی خدمت کے وسائل کیا ہیں۔
ہم اس رسالہ کی خریداری کی سفارش نہیں کر سکتے۔

مذہبی معلومات

الجزیہ

(گذشتہ سے پیوستہ)

جزیہ کی اصطلاح

جزیہ کے لغوی معنی جو اوپر بیان کئے گئے انہی سے اس کے اصطلاحی معنی متفرع ہوتے ہیں لغت میں جزیہ کے معنی خراج کے ہیں۔ اب اگر یہ خراج رعایا کے ہر فرد سے بحساب فی کس سالانہ وصول کیا جائے تو اس کو جزیہ کہا جائیگا اور یہ عام معنی ہوں گے۔ لیکن اگر وہ خراج سلطنت اسلام میں صرف غیر مسلم رعایا سے وصول کیا جائے، تو یہ شرعی اور اصطلاحی جزیہ ہوگا۔

اس سے چند باتیں معلوم ہوتی ہیں۔

۱۔ لغت میں جزیہ اور خراج محصول کو کہتے ہیں، خواہ وہ کسی چیز کا ہو اور کوئی شخص ادا کرے۔

۲۔ مسلم اور غیر مسلم رعایا پر انفرادی حیثیت سے جو محصول عائد ہو لغت کے لحاظ سے اس کا نام جزیہ ہے اور اس میں کوئی تفریق نہیں ہے۔

۳۔ صرف غیر مسلم رعایا جو فرداً فرداً محصول ادا کرے اس کو شرع کی اصطلاح میں جزیہ کہتے ہیں۔ اور مسلم رعایا جو محصول ادا کرتی ہے اس کو زکوٰۃ، صدقہ، اور دوسرے ناموں سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

جزیہ اقوام غیر میں

جزیہ کے لغوی معنی سمجھنے کے بعد سوال خود بخود پیدا ہوتا ہے کہ کیا اس کا رواج دوسری قوموں اور ملکوں میں بھی تھا؟ ہندوستان، ایران اور چین اس کا جواب اثبات میں دیتے ہیں۔

ہندوستان میں جزیہ

منوشاستر سے جو ہندوستان کا مدنی اور سیاسی قانون ہے اور جو تحقیقات کے مطابق حضرت مسیح کے دو تین سو سال پیشتر تالیف ہوا ہے، معلوم ہوتا ہے کہ جزیہ یا رقاب (Jesus Mulla (P.)) کا رواج ہندوستان میں کم از کم پانسو برس سے ہے، منوجی نے کتاب مذکور کے باب ۷، ۸ میں جزیہ کے متعلق حسب ذیل ہدایات درج کئے ہیں۔

دفعہ ۱۲۸: جس طریق سے کام کرنے والے کو اور راجہ کو فائدہ ہو اس طریق کو دیکھ کر راجہ اپنے محصولات کو تجویز کرے جو کہ ہمیشہ برابر رہیں۔

دفعہ ۱۳۳: ... بیوپاریوں سے ... محصول ... ہے۔

دفعہ ۱۳۷: راج میں چھوٹے آدمیوں سے بھی تھوڑا سا کچھ پیتا ... فی سال تمام میں بطور محصول کے لیوے۔

دفعہ ۱۳۸: بیوپاری پیشہ والے، ہر قسم کے کاریگر ... جسمانی تکلیف سے اوقات بسر کرنے والے (بڑھئی، وغیرہ) ان لوگوں سے ہر مہینے میں ایک دن کام کرالے۔

دفعہ ۱۳۹: اگر بہ تقاضائے محبت محصول رعیت سے نہ لیوے تو راجہ اپنی جڑ اکھاڑتا ہے۔

دفعہ ۱۵۴: ... کام ... سچا ہے، آٹھ کام یہ ہیں رعیت سے محصول لینا ... (باب ۸)

دفعہ ۳۹: پیشتر سونا یا ... نصف حصہ کے لینے والا راجہ ہے کیونکہ حفاظت کرتا ہے اور سب کا مالک ہے۔

دفعہ ۳۹۴: اندھا، بہرا، لنگڑا، ستر برس کی عمر والا، وید پڑھنے والے شروتریہ (برہمن) کو یا ... کا اپکار کرنے والا، ان لوگوں سے راجہ باوجود خالی ہونے خزانہ کے اپنے لینے کے لائق محصول کو نہ لیوے۔

دفعہ ۴۰۵: گاڑی وغیرہ محمولہ اشیا وغیرہ سے بلحاظ جنس کے محمولہ کے سارا سار بچار کرکے محصول مقرر کرنا چاہیئے اور جس گاڑی وغیرہ میں اشیاء وغیرہ نہیں ہے اور جو آدمی کچھ مال وغیرہ نہیں رکھتا ان لوگوں سے تھوڑا محصول لینا چاہیئے۔

ان دفعات سے اصولی طور پر پتہ چلتا ہے کہ

(۱) پیشہ ور اور غیر پیشہ ور سب پر جزیہ تھا (۲) عورتیں مستثنیٰ نہیں تھیں اور نہ بچے مستثنیٰ تھے (۳) غیر مستطیع لوگوں کو بھی کچھ نہ کچھ دینا پڑتا تھا (۴) معذور، زیادہ معمر اور برہمن مستثنیٰ تھے (۵) مزدور، جو اپنا محصول ادا کرنے کے قابل نہ تھے، ان سے محصول کے عوض ہر مہینے میں ایک دن بیگار لی جاتی تھی (۶) خراج نہ لینا، سلطنت کی بیخ کنی کے مرادف تھا۔ (۷) محصول ہر شخص پر برابر تھا۔

ایران میں جزیہ

ایران میں جزیہ بہ تناسب کسب ... تھا؟ اس کا صحیح جواب ہم نہیں

ملہ تمدن ہند موسیو گستاولیبان مترجمہ مولانا سید علی بلگرامی

دیکھئے۔ البتہ اتنا معلوم ہے کہ نوشیرواں سے پہلے بھی اس کے وصول کرنے کا دستور تھا۔ طبری (ص ۹۶۰ ج ۲) میں ہے۔

وكان ملوك فارس يأخذون من كورهم من غلاتها خراجها الثلث ومن بعض الكور الربع ومن بعضها الخمس ومن بعضها السدس على قدر شربها وعمارتها وجزية الجماجم شيئا معلوما.

اور ایران کے بادشاہ نوشیرواں سے پہلے خراج میں بعض صوبوں سے تہائی، بعض سے چوتھائی، بعض سے پانچواں، بعض سے چھٹا حصہ شادابی اور پیداوار کے مطابق لیا کرتے تھے اور کھوپڑیوں کے جزیہ میں بھی کچھ مقررہ رقم وصول کی جاتی تھی۔

قباد بن فیروز نے اخیر زمانہ سلطنت میں خراج کی صحیح تشخیص کرانی چاہی لیکن اس کا انتقال ہوگیا اور اس کام کو اس کے بیٹے نوشیرواں نے انجام دیا۔ طبری (حوالہ سابق) میں ہے

حتى اذا ملك ابنه كسرى امر باستتمامها واحصاء النخل والزيتون والجماجم.... وامر كاتب خراجه ان يقرء عليهم الجمل التي استخرجت من اصناف غلات الارض وعدد النخل والزيتون والجماجم

جب اس کا بیٹا کسریٰ بادشاہ ہوا تو اس نے اس کام کو مکمل کرایا۔ کھجور، زیتون اور کھوپڑیاں شمار کی گئیں... اور محکمہ خراج کے سکریٹری کو حکم ہوا کہ لوگوں کو وہ الفاظ پڑھ کر سنائے جو زمین کے متعدد اقسام کے غلوں اور کھجور، زیتون اور کھوپڑیوں کی تعداد کے متعلق درج تھے۔

کسریٰ نوشیرواں نے اس تشخیص کی وجہ یہ بتلائی ہے۔

انا قد رأينا ان نضع على ما احصي من جربان هذه المساحة من النخل والزيتون والجماجم وضائع وأمرنا بانجامها في السنة في ثلاثة انجم وتجمع في بلادنا من الاموال ما لو اتانا عن ثغر من ثغورنا او طرف من اطرافنا فتق او شيء نكرهه فاحتجنا الى تداركه او حسمه ببذلنا فيه مالا كانت الاموال عندنا معدة موجودة ولم نرد استئناف اجتبائها على تلك الحال (طبری ص ۹۶۱ جلد ۱)

ہماری رائے ہے کہ ما بدولت کھجور اور زیتون کی پیمائش شدہ جریبوں اور کھوپڑیوں پر ٹیکس لگائیں اور سال میں ان کو تین قسطوں میں ادا کرنے کا حکم دیں تاکہ ما بدولت کے خزانوں میں اس قدر دولت جمع رہے کہ اگر کبھی کسی سرحد یا کسی سمت سے کوئی بغاوت، یا بدامنی رونما ہو اور ما بدولت کو اس کے تدارک یا قلع قمع کرنے میں زر خرچ کرنے کی ضرورت پڑے، تو وقت پر روپیہ ہمارے پاس موجود رہے اور نئے سرے سے اس وقت ما بدولت کو روپیہ جمع کرنے کی ضرورت نہ پیش آئے۔

اور اس جزیہ کی شرح یہ تھی۔

والزموا الناس الجزية ما خلا اهل البيوتات والعظماء والمقاتلة والهرابذة والكتاب ومن كان في خدمة الملك وصيروها على طبقات اثني عشر درهما وثمانية وستة واربعة كقدر اكثار الرجل واقلاله، ولم يلزموا الجزية من كان اتى له من السن دون العشرين او فوق الخمسين (طبری ص ۹۶۲ ج ۲)

اور لوگوں پر انہوں نے جزیہ لگایا۔ سوائے اپنے گھرانوں، معززین، فوج، پیشوایان مذہبی، محرر، اور ملازمین شاہی کے، اور اس جزیہ کی چند شرحیں کہیں، یعنی بارہ درہم اور آٹھ اور چھ اور چار، آدمی کی ثروت اور فقر کے لحاظ سے اور جس شخص کا سن بیس سے کم یا پچاس سے اوپر تھا اس پر جزیہ نہیں لگایا۔

ان بیانات سے معلوم ہوتا ہے کہ

۱۔ ایران میں انسانوں پر محصول عاید تھا۔
۲۔ اس محصول کا مقصد بغاوتوں کے رفع کرنے اور دشمنوں کا مقابلہ کرنے کی تیاری تھی۔
۳۔ بیس برس سے کم اور پچاس سال سے زیادہ عمر کے آدمی محصول سے مستثنیٰ تھے۔
۴۔ عورتیں مستثنیٰ نہ تھیں۔
۵۔ جزیہ حسب حیثیت تھا۔
۶۔ اونچے گھرانے معززین، فوج، مذہبی پیشوا، منشی اور سلطنت کے ملازم جزیہ ادا نہیں کرتے تھے۔

چین میں جزیہ

چین میں جزیہ رقاب عرصہ سے تھا مسلمانوں میں پہلا مصنف جس نے اس کا تذکرہ کیا سلیمان تاجر ہے جس نے اپنا سفر نامہ ۲۳۷ھ کے حدود میں لکھا ہے وہ لکھتا ہے۔

ولکن علیهم جزیة علی الجماجم	اور لیکن ان پر حالات کے مطابق
الذکور حسباً یرون من الحال	جزیہ ہے جو ذکور (مردوں) سے
وان کان بها احد	لیا جاتا ہے۔ اور اگر وہاں عرب
من العرب او غیرهم اخذ	یا دوسرے ملک کا کوئی شخص
منه جزیة ماله یحرز ماله	ہوتا ہے تو اس سے اس کے مال کا
(سفرنامہ ص ۴۰)	جزیہ لیا جاتا ہے تاکہ اس کے مال کی حفاظت کی جائے۔

دوسری جگہ لکھتا ہے۔

ولیس علیهم خراج فی ضیاعهم	اور ان پر جائداد کا خراج نہیں ہے
وانما یؤخذ من الرؤوس	بلکہ سروں (مردوں) سے مال اور
علی قدر ما فی ایدیهم وضیاعهم	جائداد کا تخمینہ کرنے کے بعد جزیہ لے لیا جاتا ہے۔

آگے چل کر کہتا ہے۔

فاذا بلغ ثمانی عشرة سنة	جب وہ مرد، اٹھارہ برس کا ہوتا ہے
اخذت منه الجزیة فاذا	تو اس سے جزیہ لیا جاتا ہے اور جب
بلغ ثمانین سنة لم توخذ	اسی برس کو پہنچتا ہے تو جزیہ
منه جزیة (ص [illegible])	نہیں لیا جاتا۔

اس سے چند باتیں معلوم ہوتی ہیں۔

(۱) چین میں [illegible] یا رقاب یعنی اہل مسلمان یہودیوں سے حسب حیثیت جزیہ لیا جاتا تھا (۲) جزیہ مردوں کی تخصیص تھی (۳) عورتیں مستثنیٰ تھیں (۵) اٹھارہ سے اسی سال کے عمر والوں سے جزیہ لیتے تھے (۴) اٹھارہ سے کم اور اسی سال سے زیادہ عمر کے لوگ مستثنیٰ تھے (۶) عرب اور دوسری قومیں جو تجارت کے سلسلہ سے وہاں قیام پذیر تھیں ان سے جزیہ رقاب نہیں لیا جاتا تھا بلکہ وہ لوگ مال کا محصول ادا کرتے تھے (۷) غیر قوموں سے جزیہ کی وصول حفاظت مال کی غرض سے تھی۔

اسلام میں جزیہ

ہندوستان، ایران اور چین کی طرح سلطنت اسلامیہ میں بھی رعایا پر جزیہ تشخیص کیا گیا۔ جس کو پول ٹیکس اور سرکار کی طرح ہم [illegible] جزیہ رقاب نہیں کہہ سکتے۔ اسلامی سلطنت میں چین کی طرح دو قسم کی رعایا تھی مسلم اور غیر مسلم۔ اور چونکہ دونوں میں سلطنت کی امداد اور ملک کی حفاظت کے متعلق قدرتی طور پر نقطۂ نظر کا اختلاف پایا جاتا تھا۔ اس لئے ضروری تھا کہ دونوں کے لئے جزیہ کی شرح مختلف ہو اور اس کا مخصوص علیحدہ نام رکھ دیا جائے تاکہ سننے والوں کو سمجھنے میں آسانی ہو۔ اسی بنا پر مسلمانوں کے محصول کا نام زکوٰۃ اور غیر مسلموں کے خراج کا نام جزیہ رکھا گیا۔ معنی کے لحاظ سے زکوٰۃ یا جزیہ میں شرف یا ذلت کا کوئی پہلو نہیں ہے۔

زکوٰۃ اور جزیہ کا فرق

چونکہ مسلم اور غیر مسلم رعایا کی ذمہ داریاں کسی حد تک مختلف تھیں اس لئے ان کے محصولوں (زکوٰۃ اور جزیہ) کے تشخیص میں بھی اس کا لحاظ رکھا گیا۔

مسلمانوں کی سلطنت قومی تھی اور ضرورت کے وقت ان کو

مال تو اال خود جان سے بھی بڑھ کر عزیز ہوتا تھا۔ اس لئے ان کے محصول میں ایثار کے جذبہ کو بہت زیادہ سامنے رکھا گیا چنانچہ ان پر ۱۹ زکوٰۃ مقرر کی گئی جو مختلف انواع کی جامع تھی۔ مثلاً

(۱) اونٹوں پر زکوٰۃ (ب) کھجور پر زکوٰۃ (ج) مسکوک سونے چاندی پر زکوٰۃ (د) معادن پر زکوٰۃ (ہ) دفینہ پر زکوٰۃ (و) زیورات سے مسکہ سونا اور عنبر پر زکوٰۃ (ز) یتیموں کے مال پر زکوٰۃ (ح) میراث پر زکوٰۃ (ط) قرض پر زکوٰۃ (ی) مال تجارت پر زکوٰۃ (ک) بکریوں پر زکوٰۃ (ل) گائے پر زکوٰۃ (م) تجارتی گھوڑوں پر زکوٰۃ (ن) پھلوں پر زکوٰۃ (س) عید الفطر پر زکوٰۃ۔

ان انواع میں سے اگرچہ کا بھی کوئی مسلمان محصول (زکوٰۃ) ادا کرے تو اچھی خاصی رقم ہو جاتی ہے، بخلاف اس کے غیر مسلم رعایا کی ہمدردی زیادہ سے زیادہ عزت وطن کے نام سے حاصل کی جا سکتی تھی جو اگرچہ اس وقت بھی اجنبیوں (عرب) کے قبضہ میں تھا۔ تاہم ان کو اجنبیوں (مخالفین عرب) کے ہاتھ میں جانے سے اس کے امن وامان اور نظم ونسق پر خلل پڑنے کا اندیشہ ہو سکتا تھا۔ اس بناء پر غیر مسلم رعایا سے واجبی محصول یا جبری مواجب پہلے (Compal sary due) کا ایثار چاہا گیا (جو زکوٰۃ سے مقدار میں کم اور اس کی طرح گوناگوں نہ تھا اور یہ ایک صریح رعایت تھی۔

(۲) مسلمانوں کا محصول (زکوٰۃ) ایک مذہبی فرض تھا، جس کو وہ کار خیر سمجھ کر ثواب کے لئے ادا کرتے تھے۔ اس لئے اس کی مقدار زیادہ ہونے میں کچھ حرج نہ تھا۔ بخلاف اس کے غیر مسلموں کا محصول (جزیہ) محض سیاسی تھا، جس پر ان کے عقیدہ کے مطابق کوئی اخروی ثواب مرتب نہیں ہوتا تھا۔ اس لئے اس کی شرح زیادہ نہیں سمجھی گئی۔

(۳) مسلمانوں کا محصول معاف نہیں ہو سکتا تھا کیونکہ وہ مذہبی حق تھا۔ لیکن غیر مسلموں کا محصول (جزیہ) نقدی کی شکل میں معاف ہو سکتا تھا۔ تداخل کا مسئلہ جزیہ کے باب کا ضروری مسئلہ ہے۔ مبسوط (ص ۸۲ ج ۱۰) میں اس کے متعلق جو کچھ ہے ذرا تفصیل کے ساتھ ہے اور امام اعظم رح اور صاحبین رح کے اختلافات دکھلائے ہیں لیکن فتاویٰ سراجیہ میں جو ۵۶۹ھ کی تصنیف ہے یعنی مبسوط کے بعد کی اس مسئلہ کو بلا اختلاف ذکر کیا ہے اور تداخل کے معنی بھی بتلائے ہیں یعنی فی القارسیۃ یا نہدھا۔ اس مسئلہ کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی ذمی (غیر مسلم) پر برسوں سے جزیہ باقی چلا آتا ہو تو اس کا مطالبہ نہ کیا جائے گا۔ بلکہ جس سال حاکم مطالبہ کرے گا اسی سال کا جزیہ ادا کرنا ہوگا اور اس کی وجہ شاید یہ ہو کہ فقہا جزیہ کو قرض نہیں سمجھتے۔ بلکہ عطیہ اور صلہ سمجھتے ہیں۔ مبسوط میں ہے۔

کان الجزیۃ صلۃ مالیۃ — اس لئے کہ جزیہ ایک مالی صلہ ہے ولیست بدین واجب[۱] — واجب قرض نہیں۔

(۴) مسلمانوں کی زکوٰۃ میں تخفیف نہیں ہو سکتی لیکن جزیہ میں کمی کی جا سکتی ہے، چنانچہ نجران کے وہ عیسائی جو عراق چلے گئے تھے انہوں نے حضرت عثمانؓ کے زمانہ خلافت میں تخفیف جزیہ کی درخواست کی تو امیر المومنین نے ولید بن عقبہ حاکم عراق کے نام ایک فرمان بھیجا جس میں یہ فقرے بھی تھے[۱]

وانی قد خففت عنهم ثلا — میں نے ان کے جزیہ میں تیس حلّے
ثین حلۃ من جزیتھم — کم کر دیئے۔

یحییٰ بن آدم (۲۰۳ھ) نے اپنی تصنیف کتاب الخراج میں جو ابھی حال میں چھپی ہے لکھا ہے کہ حسن (شاید حسن بن صالح) کا قول تھا کہ جن لوگوں پر حضرت عمرؓ نے ۴۸، ۲۴، ۱۲ کی شرح سے جزیہ مقرر کیا تھا۔ ان پر اس سے زیادہ نہ مقرر ہونا چاہیئے۔ اور ان میں سے جو ادا نہ کر سکتا ہو اس کے جزیہ میں تخفیف کر دی جائے کیونکہ حضرت عمرؓ بھی فرماتے تھے کہ ان کو طاقت سے زیادہ تکلیف نہ دی جائے[۲]

(۵)۔ مسلمانوں میں جو صاحب نصاب ہو وہ زکوٰۃ سے مستثنیٰ نہیں ہو سکتا لیکن غیر مسلم خدمات کے صلہ میں نقد رقم جزیہ سے مستثنیٰ ہو سکتے ہیں۔ چنانچہ، عراق۔ آذربائیجان، آرمینیہ، جرجان کے فتوحات کے سلسلہ میں طبری نے حضرت عمرؓ کے فرامین اس مضمون کے متعلق نقل کئے ہیں (واقعات ۲۲ھ و ۲۳ھ طبری)

(باقی)

[۱] کتاب الخراج امام ابو یوسف ص ۷۴ [۲] کتاب الخراج یحییٰ بن آدم قرشی ص ۲۳

اسلام اور اخلاقیات

(از سید عزیز حسن بقائی نقشبندی)

(گذشتہ سے پیوستہ)

(۶۲) گلی کوچوں یعنی راستوں میں بیٹھنے سے نبی اکرم ؐ نے منع فرمایا۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! گھر کے اندر بیٹھا رہنا بہت دشوار بات ہے۔ فرمایا اگر تم راستوں میں بیٹھو تو ان کا حق ادا کرو۔ انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ راستوں کا کیا حق ہے۔ فرمایا راہ بتانا پوچھنے والے کو اور نظر کو نیچا رکھنا اور نیک باتوں کا حکم کرنا۔ اور بری باتوں سے روکنا۔ (ابی ہریرہ ادب المفرد)

(۶۳) رسول اکرم میرے باپ کے پاس تشریف لائے۔ میرے والد نے کپڑا بچھا دیا۔ پس اس پر بیٹھ گئے۔ (عبد اللہ بن بشر)

(۶۴) یہ امر مسنون ہے کہ جب آدمی بیٹھے تو جوتہ نکال کر ایک طرف رکھدے۔ (ابن عباس)

(۶۵) صحابہ رضی اللہ عنہم پسند کرتے تھے کہ جب کوئی شخص قوم سے گفتگو کرے تو کسی خاص شخص کی طرف متوجہ نہ ہو بلکہ توجہ عام رہے۔ (حبیب ابن ثابت)

(۶۶) سعید المقبری کہتے ہیں کہ میں عبد اللہ ابن عمر کے پاس گیا۔ وہ ایک آدمی سے باتیں کر رہے تھے میں بھی کھڑا ہو گیا۔ انھوں نے میرے سینہ پر ہاتھ مارا اور کہا۔ جب دو آدمیوں کو باتیں کرتے دیکھو تو ان کی اجازت کے ان کے پاس کھڑے نہ ہو۔ میں نے کہا اے ابو عبد الرحمن خدا تمہارا بھلا کرے۔ میں یہ چاہتا تھا کہ تم سے کوئی اچھی بات سنوں۔ (از سعید المقبری)

(۶۷) اگر تم تین آدمی ہو تو دو آدمی چھپا کر بات نہ کرو کہ اس سے تیسرے کو رنج ہوگا۔ (عبد اللہ ابن مسعود ادب مفرد)

(۶۸) نبی صلعم نے اس سے منع کیا ہے کہ مرد عورتوں کے درمیان کو راستہ چلے۔ (ابن عمر مشکوٰۃ)

(۶۹) لوگوں سے ان کے درجہ کے موافق پیش آؤ۔ (عائشہؓ مشکوٰۃ)

(۷۰) اگر کوئی آدمی بات کرکے کہیں چلا جائے تو اس کی بات امانت ہے (جابر بن عبد اللہ کنز)

(۷۱) اپنے بھائی (مسلمان) کی طرف تیز نظر سے دیکھنا مکروہ ہے نیز جب وہ جانے لگے تو پیچھا نہ کرو یا سوال کرو کہ کہاں سے آئے ہو کہاں جاتے ہو۔

(۷۲) اللہ تعالیٰ برا جانتا ہے چلا کر بات کرنے والے کو۔ اور دوست رکھتا ہے پست آواز والے کو۔ (ابی امامہ۔ کنز)

(..) اے ایمان والو اپنے گھر کے سوا دوسروں کے گھروں میں مت جایا کرو جب تک ان سے اجازت نہ لو اور اس گھر والوں کو سلام نہ کرو یہ تمہارے لئے بہتر ہے شاید تم یاد رکھو۔ اگر اس میں کسی کو نہ پاؤ تو اس میں نہ جاؤ جب تک تم کو اجازت نہ دی جائے۔ اور اگر تم سے کہا جائے کہ پھر جاؤ تو واپس چلے آؤ۔ یہی تمہارے لئے زیادہ صفائی کی بات ہے۔ اللہ تمہارے اعمال کو جانتا ہے۔ اس گھروں میں جانے کا حرج نہیں جس میں تمہارا اسباب ہو۔ اور اس میں کوئی نہ رہتا ہو۔ اور اللہ ہر چیز کو جانتا ہے جسے تم ظاہر کرتے ہو یا چھپاتے ہو۔ (سورہ نور رکوع چہارم آیت ۲۸)

(..) اے مسلمانو! لازم ہے کہ وہ بھی تم سے اجازت چاہیں جن کے تم مالک ہو اور جو تم میں سے سن شعور کو نہیں پہنچے۔ تین مرتبہ صبح کی نماز سے پہلے۔ اور جب تم دوپہر کو اپنے کپڑے اتار لو۔ اور بعد نماز عشاء کے تینوں تمہارے خلوت کے وقت ہیں۔ اس کے بعد ہرج نہیں کہ تم میں کوئی کسی کے ہاں آئیں جائیں۔ اس طرح اللہ تعالیٰ تمہارے لئے آیتیں بیان کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ دانا حکیم ہے۔

اور جب تمہارے اطفال سن شعور کو پہنچیں تو اس طرح اجازت لیں جیسے ان سے پہلے لوگ اجازت لیتے تھے اس طرح اللہ تعالیٰ اپنی آیتیں تم سے بیان کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ دانا اور حکیم ہے۔ (سورہ نور رکوع ہشتم آیت ۵۸ و ۵۹)

(۷۵) آدمی کو اپنے ماں باپ اور بھائی اور بہن سے اجازت لینی چاہیے۔ (عبد اللہ ادب المفرد)

(۷۶) جب آدمی کسی دروازہ پر اجازت لینا چاہے۔ دروازہ کے سامنے نہ آئے۔ بلکہ دائیں بائیں سے آئے۔ اگر اجازت نہ ملے تو بہتر ہے کہ واپس ہو جائے۔ (عبد اللہ بن بسر ادب المفرد)

(۷۷) بنی عامر کا ایک شخص رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے کہا کہ میں اندر آؤں۔ رسول اللہ صلعم نے چھوکری سے کہا کہ اس سے جا کر کہو۔ اس طرح کہے۔ السلام علیکم میں داخل ہوں؟ کہ اس نے اچھی طرح اجازت نہیں لی۔ وہ شخص کہتا ہے کہ میں نے چھوکری کے آنے سے پہلے اس کو سن لیا اور کہا۔ السلام علیکم

میں حاضر ہوں۔ رسول اللہ نے فرمایا وعلیکم السلام آؤ۔ پس میں داخل ہوا اور عرض کیا کہ آپ کیا لائے ہیں۔ رسول اللہ نے فرمایا میں بجز بھلائی کے اور کچھ نہیں لایا۔ اس لئے آیا ہوں کہ تم صرف اللہ کی عبادت کرو۔ جس کا کوئی شریک نہیں اور لات و عزیٰ کی عبادت چھوڑ دو اور رات دن میں پانچ نمازیں پڑھو۔ اور سال بھر میں ایک مہینے کے روزے رکھو اور خانہ کعبہ کا حج کرو۔ اور اپنے مالداروں کے مال سے لو اور اپنے فقیروں کو دو۔ میں نے کہا کوئی علم ایسا بھی ہے جو آپ کو معلوم نہ ہو فرمایا کہ اللہ نے اچھا علم دیا ہے۔ پانچ چیزیں ہیں کہ سوائے اللہ کے کسی کو ان کا علم نہیں اللہ ہی کو علم ہے قیامت کا۔ اور نازل کرتا ہے باران رحمت کو۔ اور جانتا ہے جو کچھ رحموں میں ہے یعنی لڑکا یا لڑکی۔ کوئی نہیں جانتا کہ کل کیا ہوگا۔ اور کسی کو علم نہیں ہے کہ کس جگہ مرے گا۔ (ادب المفرد)

(۷۸) کسی مسلمان کو جائز نہیں کہ کسی کے گھر میں جھانکے بدون اجازت کے اگر ایسا کیا یعنی بلا اجازت کے دیکھا تو گویا گھر میں چلا گیا۔ (ثوبان)

(۷۹) ایک شخص نے رسول اللہ صلعم سے دریافت کیا کہ کیا میں اپنی ماں سے بھی اجازت لوں۔ آپ نے فرمایا بیشک۔ اس شخص نے عرض کیا کہ میں اس کے ساتھ گھر میں رہتا ہوں۔ نبی اکرمؐ نے فرمایا اجازت لے اس شخص نے کہا میں اس کا خادم ہوں رسول اللہؐ نے فرمایا کہ اجازت لے۔ کیا تو چاہتا ہے کہ اپنی ماں کو برہنہ دیکھے اس نے کہا نہیں۔ رسول اللہ نے فرمایا تب اجازت لے کر جا۔ (عطا ابن یسار مشکوٰۃ)

(۸۰) جب عبداللہ ابن عمرؓ کی اولاد بالغ ہو جاتی تھی ان کو جدا کر دیتے تھے کہ بدون اجازت کے ان کے پاس نہ آئیں۔

(۸۱) عبداللہ ابن عمرؓ نے کہا کہ جب خالی مکان میں جائے کہے السلام علینا۔ علی عباد اللہ الصالحین۔ یعنی سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر۔ (تاریخ مشکوٰۃ)

(باقی)

عشرہ مبشرہ

حواری رسول حضرت زبیرؓ

(از عزیز حسن بقائی نقشبندی دہلوی)

خاندان و پیدائش

قریش میں خویلد کا خاندان بہت ہی ممتاز تھا۔ زبیرؓ کے والد عوام کی شادی حضرت صفیہؓ (حضور انورؐ کی پھوپی) سے ہوئی۔ حضرت زبیرؓ ان ہی کے بطن سے ۲۸ء میں مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے۔ رشتہ میں آپ حضورؐ کے پھوپی زاد بھائی، حضرت خدیجہؓ کے حقیقی بھتیجے اور حضرت ابوبکرؓ کے داماد تھے۔ ابتدائی تربیت و تعلیم قریش کے خاندانی اصول پر حضرت صفیہؓ کی زیر نگرانی ہوئی۔ حضرت صفیہؓ کی دلی خواہش تھی کہ ان کا لال بڑا ہو کر بہادری، سخاوت، جرأت و دلیری میں بحر خاندان بنے۔ خدا نے ان کی دعا قبول فرمائی اور ایسا ہی ہوا

حضرت صفیہؓ کی سخت تربیت کا اثر یہ ہوا کہ حضرت زبیرؓ بچپن ہی سے نڈر، بہادر، جفاکش، محنتی، بلند حوصلہ، اولوالعزم اور بہادر تھے جو کسی جھگڑے میں انتہائی بے باکی سے کود پڑنا اپنے لئے باعث فخر سمجھتے تھے خواہ اس کے نتائج کچھ ہی ہوں۔ چند کامیاب معرکوں نے ان کی ہمت بڑھا دی۔ اور حوصلے بلند کر دیئے اور ان کے ہمعصروں پر ان کی دھاک بیٹھ گئی۔

قبول اسلام اور اس کے مصائب

حضرت ابوبکر صدیقؓ کی دعوت پر آپ نے سولہ برس کی عمر میں حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کیا جبکہ صرف چھ یا سات مسلمان ہوئے تھے جس سے آنحضرتؐ کو بہت خوشی ہوئی اور السابقون الاولون کا شرف آپ کو حاصل ہوا

اسلام قبول کرتے ہی آپ پر مصائب و آلام کے پہاڑ ٹوٹ پڑے اپنے غیر ہو گئے لیکن حضرت زبیرؓ کے قدموں میں ان سختیوں سے لغزش کی بجائے استقامت پیدا ہوئی۔ اس ظلم کا کچھ ٹھکانہ نہ تھا جس کا اندازہ اس امر سے ہے کہ چٹائی میں آپ کو لپیٹ کر دھواں دیا جاتا۔ آپ کا دم گھٹنے لگتا۔ لیکن اسلام کے عشق میں ذرہ برابر کمی نہ آتی تھی۔ عشق رسالت مآب کا اندازہ اس امر سے ہے کہ کسی نے یہ مشہور کر دیا کہ مشرکین مکہ نے آپ کو گرفتار کر لیا یہ سنتے ہی تلوار کھینچ کر آپ مجمع کو چیرتے ہوئے دوڑے۔

بڑی تلاش [illegible] گلیاں چھاننے کے بعد اور حضورؐ کو آزاد دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ تمام ماجرا حضورؐ کی خدمت میں عرض کیا۔ آپ نے خوشنودی کا اظہار فرمایا۔

حضرت زبیرؓ کے حقیقی چچا کی سختیاں سب سے بڑھ گئی تھیں لیکن آپ کی استقامت و عزیمت نے ان کو ہرا دیا۔

ہجرت

جب حضرت زبیرؓ پر مظالم حد سے زیادہ ہو گئے۔ تو حضورؐ نے آپ کو حبشہ ہجرت فرمانے کا حکم دیا۔ جہاں اس سے پہلے آپ کے بہت سے عزیز پہنچ چکے تھے۔ کچھ عرصہ حبشہ میں قیام کے بعد عشق رسالت میں کھنچ کر مکہ پھر واپس آ گئے۔ لیکن یہاں کا نقشہ ہی کچھ اور تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر اتنے مظالم ڈھائے گئے کہ آپ کے لئے ناقابل برداشت ہو گئے۔ ہجرت کا حکم ہوا۔ آپ بھی حضورؐ کے پیچھے اپنا گھر بار عزیز و اقارب سب کو چھوڑ کر مدینہ منورہ کو ہجرت فرما گئے جہاں حضورؐ نے آپ کا دینی بھائی حضرت سلمہ بن سلامہ انصاری کو بنا دیا۔ جو حضرت زبیرؓ ہی کی طرح اولوالعزم و بہادر اور حضورؐ کے شیدائی تھے

غزوات میں شرکت

حضرت زبیرؓ کا درجہ بہادری استقامت میں تمام عرب میں بہت ممتاز تھا اور آپ تلوار بڑی بے جگری سے چلاتے تھے۔ اور دشمن پر باز کی طرح ٹوٹ پڑتے تھے۔ اس نے اسلام کی کوئی لڑائی ایسی نہ تھی جس میں انہوں نے شرکت نہ کی ہو یا بہادری اور جانبازی کا کوئی امتحان ایسا نہ تھا جس میں سو فیصدی نمبر آپ نے حاصل نہ کئے ہوں۔ وہ ہر وقت اپنا سر ہتھیلی پر لئے پھرتے تھے اور حضورؐ پر اپنی جان نثار کرنا اپنے لئے باعث عزت و سعادت سمجھتے تھے۔

بدر

دنیا میں سب سے بڑا اور سب سے اہم معرکہ حق و صداقت سب سے پہلے بدر کے مقام پر پیش آیا۔ جہاں تین سو تیرہ بے سر و سامان صحابہ نے سر سے کفن باندھ کر محض خدائے رب السموات والارض کی

خوشنودی کے لئے دنیا کا سب سے بڑا امتحان مجھتے رہا۔ قریش ہر طرح کے ترقی یافتہ سامان جنگ سے آراستہ تھے اور ان کی کثرت اور بہادری ان کے لئے دلیل فتح تھی لیکن حق غالب ہوا اور اللہ رب العالمین نے اپنے فرشتے بھیج کر ان بے سروسامان انسانوں کی مدد فرمائی اور ان کو باوجود بے سروسامانی کے فتح عطا ہوئی۔

حضرت زبیرؓ نے اس جنگ میں جس بے مثال بہادری کا ثبوت دیا ہے اس کی نظیر تاریخ عرب میں ملنی مشکل ہے۔ آپ جس طرف تلوار لے کر بڑھتے تھے پرے کے پرے کفار کے کاٹ کر ڈھیر کر دیتے تھے۔ صفوں کی صفیں درہم برہم کر دیتے تھے۔ دشمن کے ایک بہادر سپاہی نے ایک ٹیلہ پر چڑھ کر آپ کو للکارا۔ آپ باز کی طرح اس پر جھپٹے اور آپس میں گتھم گتھا ہو کر لڑھکتے ہوئے نیچے آ رہے۔ حضور صلعم نے دیکھکر فرمایا۔

"جو نیچے پہلے آئیگا۔ مارا جائے گا۔"

چنانچہ سچے نبی نے جو پیشین گوئی کی تھی وہ پوری ہوئی۔ اور حضرت زبیرؓ کی تلوار نے اس کافر کی زندگی کا خاتمہ کیا۔ اسی طرح ایک دوسرا کافر آہن پوش تھا۔ اس پر کوئی حربہ کارگر نہ ہوتا تھا اس کی آنکھوں میں آپ نے تاک کر ایسا نیزہ مارا کہ نیزہ آر پار ہو گیا۔ یہ وار اتنا سخت تھا کہ اس کی لاش زمین پر تڑپنے لگی۔ آپ نے نیزہ اس کی لاش پر پیر رکھکر پوری قوت سے نکالا تو انی شکل ہو گئی اس نیزہ کو حضورؐ نے اپنے لئے پسند فرما کر حضرت زبیرؓ کی عزت افزائی فرمائی۔ حضرت زبیرؓ اس جنگ میں اتنی بہادری سے لڑے کہ سارا بدن زخموں سے چور چور تھا۔ اور ایک زخم تو اتنا گہرا تھا کہ حضرت عبداللہؓ ابن زبیرؓ آپ کے صاحبزادے بچپن میں اس سے کھیلا کرتے تھے۔

احد

جنگ احد میں ابتداء میں مسلمانوں کو کامیابی ہوئی لیکن دنیا کے بہترین فیلڈ مارشل کے نقشہ جنگ کے خلاف احد کی گھاٹی کے تیر اندازوں کا ہٹنا غضب ہو گیا جیتی ہوئی بازی ہر گئی اور خالد بن الولید نے اس گھاٹی سے ہی لشکر اسلام پر جوابی حملہ کیا۔ اور مسلمانوں کو شکست ہوئی۔ حضور انور نرغۂ اعداء میں گھر گئے۔ حضورؐ کی وفات کی خبر کفار نے مشہور کر دی جس سے دل ٹوٹ گئے۔ ایک عجیب انتشار کا عالم تھا۔ اس وقت صرف ۱۰ اصحابی تھے۔ جو حضور انور کے گرد جمع تھے اور جنہوں نے حضور کو حلقہ میں لے رکھا تھا۔ ان میں حضرت زبیرؓ کی پیٹھ کفار کی طرف تھی۔ اور منہ حضور کی جانب تھا۔ جتنے تیر کفار کی جانب سے حضور صلعم پر آتے تھے وہ سب آپ کی پیٹھ پر لگتے تھے۔

خندق

احد کے بعد جنگ خندق ہوئی۔ جس میں کفار کا ٹڈی دل مدینہ پر حملہ آور ہوا حضرت سلمان فارسی کے مشورہ سے خندق کھودی گئی۔ جو عرب میں پہلی لڑائی تھی۔ اس جنگ میں حضرت زبیرؓ کے سپرد عورتوں کی حفاظت تھی یہودی بنی قریظہ جو مسلمانوں کے حلیف تھے دشمن سے مل گئے۔ حضور نے تمام صحابہ کرام سے مخاطب ہو کر فرمایا۔

"کوئی ہے جو آج اس خبر کی تصدیق کے لئے بنی قریظہ کے پاس جائے"

آپ نے تین بار یہ سوال کیا تینوں مرتبہ اس کا جواب حواری رسول اللہ نے آگے بڑھ کر یہ نہایت ادب سے کہا۔

"یا رسول اللہ میں حاضر ہوں"

حضور انورؐ نے خطرات میں گھرے ہوئے دشمنوں میں جا کر خبر لانے

کے اس عمل سے خوش ہو کر فرمایا۔

"ہر نبی کے حواری ہوتے ہیں میرے حواری زبیرؓ ہیں
زبیرؓ تم پر میرے ماں باپ قربان ہوں اللہ تمہارا
نگہبان ہو۔"

حضرت زبیرؓ کی جلالت شان اور فخر و امتیاز کے لئے یہ الفاظ کافی تھے
آپ بنی قریظہ گئے۔ اور وہاں سے تمام معلومات لے کر واپس آئے
جس سے اسلام کو بہت فائدہ پہونچا۔
اس کے بعد غزوہ بنو قریظہ اور بیعت رضوان میں بھی آپ نے شرکت فرمائی۔

خیبر

جنگ خیبر میں جب حضرت علی نے یہودیوں کے مشہور سردار مرحب کو واصل
جہنم کر چکے تو اس کا بھائی یاسر جو اپنے بھائی کی طرح لمبا چوڑا، ہٹا
کٹا بڑے ڈیل ڈول کا نوجوان تھا۔ میدان جنگ میں اپنے
بھائی کا انتقام لینے کے لئے آیا۔ اور اس نے مسلمانوں کو للکارا تو
اس کے مقابلہ کے لئے حضرت زبیرؓ ہی روانہ ہوئے۔ اس وقت
حضرت صفیہؓ کی محبت مادری جوش میں آئی۔ اور وہ حضورؐ سے
مخاطب ہو کر فرمانے لگیں۔ کیا آج میرا لال ہمیشہ کیلئے مجھ سے جدا ہو جائیگا
لیکن حضورؐ خاموش رہے اور حق تعالیٰ نے اس طاقتور دشمن پر بھی
حضرت زبیرؓ کو فتح دی۔

فتح مکہ

مظلوم مسلمان جو ابھی چند سال ہوئے حج بھی نہ کر سکے تھے۔ اور اپنے
وطن سے نہایت بے سروسامانی اور بے کسی میں ہجرت پر مجبور ہوئے تھے
فتح مکہ کے خواب دیکھ کر اس جنگ کے لئے تیاریاں کر رہے تھے کہ
بدری صحابی نے مکہ والوں کو ڈرانے کے لئے اطلاع دینی چاہی۔
حضور انور کو بذریعہ وحی اس کا علم ہوا تو آپ نے اس عورت کو جو
اس خبر کو لے جا رہی تھی گرفتاری کے لئے جس جماعت کو روانہ
فرمایا۔ اس کی سرداری حضرت زبیرؓ کے سپرد تھی۔
ہجرت کے پورے آٹھ سال کے بعد مسلمان اس قابل ہو گئے کہ
مکہ کو فتح کریں۔
فتح مکہ کے لئے جو فوج نہایت تزک و احتشام کے ساتھ مکہ

میں داخل ہوئی اس کے علم بردار حضرت زبیرؓ تھے۔ جب مکہ میں امن
ہو گیا تو حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو حضور صلعم نے کھڑے
ہو کر آپ کے چہرہ کی گرد و غبار کو صاف کیا اور فرمایا

"میں نے گھوڑے سوار کے دو حصے اور سوار کے لئے ایک
حصہ مقرر کیا ہے جو اس میں کمی کرے گا وہ نقصان
اٹھائے گا۔"

حنین

فتح مکہ کے بعد حضرت زبیرؓ پر دشمنان اسلام جو مکہ سے بھاگ کر
حنین میں پناہ گزین تھے آپ کو تنہا دیکھ کر آپ پر حملہ آور ہوئے۔ حضرت
زبیرؓ نے نہایت بے جگری سے تنہا اس طرح جم کر مقابلہ کیا کہ
دشمنوں کو پیچھے چھوڑ ... دشمنوں سے گھاٹی خالی کرا لی
جنگ حنین کے بعد طائف، تبوک میں بھی شرکت فرمائی اور حجۃ الوداع
میں بھی آپ کو حضور صلعم کی ہمرکابی کا شرف حاصل رہا۔

یرموک

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد حضرت صدیق
آپ کے کارناموں سے خالی نظر آتا ہے۔ لیکن عہد فاروقی میں آپ کی
بوڑھی ہڈیوں میں جوش پیدا ہوتا ہے اور آپ یرموک میں بہادری کے
جوہر دکھاتے نظر آتے ہیں۔
حضرت زبیرؓ سے مسلمانوں نے کفار پر حملہ کے لئے عرض کی
اور کہا کہ ہم آپ کا ساتھ دیں گے۔ آپ نے زہر خندہ کے ساتھ کہا کہ
"تم میری طرح ثابت قدم نہیں رہ سکتے ... ساتھ نہیں دے سکتے۔"
یہ کہہ کر آپ بجلی کی طرح کفار کے قلب پر جا گرے اور مارتے کاٹتے
قلب کو چیر کر اور کفار میں سراسیمگی پھیلا کر واپس آ رہے تھے کہ
گھوڑے کی باگ کفار نے پکڑ لی۔ اور حضرت زبیرؓ کو زخموں سے چور
کر دیا۔ حضرت زبیرؓ گو تن تنہا تھے لیکن آپ نے ہمت نہ ہاری اور
مار دھاڑ کر آپ نرغۂ کفار سے نکل آئے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ رومی
سپاہ کی کثرت کا خوف مسلمانوں کے دلوں سے جاتا رہا۔ اور
مسلمانوں کو فتح ہوئی

فسطاط

قسطنطنیہ کا محاصرہ کئے ہوئے عمرو بن العاص رض مصر میں پڑے ہوئے ہیں حضرت فاروق اعظم رض سے امداد کی درخواست کرتے ہیں۔ حضرت عمر رض دس ہزار سپاہی چار افسروں کے ساتھ بھیجکر لکھتے ہیں کہ۔

"ان چار افسروں میں سے ہر افسر دس ہزار سپاہ کے برابر ہے۔"

ان چار افسروں میں حضرت زبیر رض بھی شامل ہیں۔ حضرت عمرو بن العاص رض نے حضرت زبیر رض کو قلعہ کے محاصرین کی فوج کا سپہ سالار بنایا۔ حضرت زبیر رض نے قلعہ کا چکر لگا کر جنگ کی سختی کا اندازہ کر کے کہا۔

"آج میں اسلام پر فدا ہوتا ہوں۔"

یہ کہکر قلعہ کی دیوار پر سیڑھی لگا دی۔ اور فصیل پر کھڑے ہو کر نعرۂ تکبیر بلند کیا۔ اور نیچے کود کر قلعہ کا دروازہ ادھیڑ کر کھول دیا۔ مسلمانوں نے حضرت زبیر رض کی تکبیر کے جواب میں تکبیر کہی۔ مصری یہ سمجھے کہ فوج نے قلعہ توڑ دیا۔ تکبیر کے ساتھ اسلامی فوج قلعہ کے اندر داخل ہو گئی۔ اور قسطاط کے حاکم نے امان طلب کی۔ اسلام خود امن کا طالب ہے اس لئے فوراً آپ نے محصورین کو امان دی۔ اور قسطاط جیسا مضبوط قلعہ آپ کی بے مثل جرأت اور بہادری اور عقلمندی سے منٹوں میں فتح ہو گیا۔ جبکہ عمرو بن العاص رض کو مہینوں ہو گئے تھے اسکا محاصرہ کئے ہوئے۔

جنگ جمل

حضرت عثمان غنی رض کی شہادت کے بعد حضرت زبیر رض یہ چاہتے تھے کہ بلوائیوں اور قاتلوں سے خون عثمان رض کا انتقام لیا جائے۔ اس لئے آپ نے حضرت علی رض کی بیعت کی۔ لیکن ۴ مہینے کے بعد آپ اصلاح احوال سے مایوس ہو گئے۔ تو حضرت طلحہ رض کے ساتھ آپ نے بیعت فسخ کی اور ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رض کو حالات سے باخبر کر کے خون عثمان رض کا انتقام لینے کے لئے آپ کو آمادہ کیا۔

حضرت عائشہ رض کے مشورہ سے اصلاح کا جھنڈا بلند کیا گیا۔ یہی لوگ جو مدینہ میں خوف و ہراس کی زندگی گزار رہے تھے۔ جو مکہ میں آ گئے اور حضرت صدیقہ رض کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو گئے۔

ام المومنین حضرت عائشہ رض اور صحابہ کرام نے متفقہ مشورہ سے یہ طے پایا کہ۔

"عرب کے باہر سب جمع ہوں اور وہیں حضرت علی رض کو بلا کر ان کی مدد کی جائے۔ اور بلوائیوں سے انتقام لیا جائے"

مشورہ کے مطابق یہ سب لوگ بصرہ میں جمع ہوئے۔ اور وہاں کی آبادی جو حضرت زبیر رض کی ہمنوا تھی ان کے ساتھ ہو گئی۔ اس تیاری کا علم جب حضرت علی رض کو ہوا۔ اور بلوائیوں اور شورش پسندوں نے حضرت زبیر رض اور حضرت عائشہ رض کے خلاف حضرت علی رض کے خوب کان بھرے۔ تو حضرت علی رض کو خیال ہوا کہ۔

"کہیں میری خاموشی سے تمام ملک میں آگ نہ لگ جائے"

حضرت علی رض اس خیال کے ماتحت کوفہ سے بصرہ کی جانب فوج لے کر بڑھے اور بصرہ پہنچ کر حضرت زبیر رض کے پاس حضرت قعقاع رض کو بطور قاصد تحقیقات احوال کے لئے بھیجا۔ حضرت زبیر رض نے حضرت قعقاع رض سے فرمایا۔

"ہمارا ارادہ اصلاح کا ہے فساد کا نہیں ہم حضرت علی رض سے جنگ نہیں کرنا چاہتے۔ لیکن بلوائیوں اور خلیفہ اسلام کے قاتلوں کو چھوڑنا بھی نہیں چاہتے۔"

حضرت علی رض کے قاصد نے یہ سنکر کہا کہ

"اس کام کو حضرت علی رض کے ملائے بغیر آپ کیونکر انجام دے سکتے ہیں۔"

حضرت زبیر رض نے فرمایا

"ہم تو خود بھی حضرت علی رض کے ساتھ مل کر اس کام کو انجام دینا چاہتے ہیں۔"

اس گفتگو کی خبر بلوائیوں کو ہو گئی اور انہوں نے رات کے وقت

بے خبری میں حضرت علیؓ کے لشکر پر حملہ کر دیا۔ اور اللہ کی چمکتی تلواروں کو دشمنانِ اسلام کے خلاف چلنا چاہیے تھا انکو اس طرح نہایت چالاکی سے حضرت علیؓ اور حضرت زبیرؓ کو آپس میں لڑانے میں کامیاب ہو گئے۔

اچانک حضرت علیؓ کو کچھ خیال آیا۔ انھوں نے اپنی فوج کی صفوں سے گھوڑے کو نکالا اور حضرت زبیرؓ کو پکارا۔ حضرت زبیرؓ سامنے آئے حضرت علیؓ نے فرمایا۔

"وہ دن یاد کرو جب ہم اور تم دونوں ہاتھوں میں ہاتھ دیئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سے گذرے تھے، اس وقت حضور ؐ نے تم سے پوچھا تھا کہ کیا تم اس سے دوستی اور محبت رکھتے ہو؟ تم نے جواب دیا کہ ہاں رسول اللہ! اس پر حضورؐ نے فرمایا تم ایک دن ناحق علیؓ سے جنگ کرو گے؟"

حضرت زبیرؓ نے اپنے آقا اور مولا کا فرمان سنتے ہی گردن جھکا لی۔ اور ام المومنین حضرت عائشہؓ سے کہا

"علیؓ نے مجھے میرے مولا کا فرمان یاد دلایا کہ میں ناحق پر ہو کر علیؓ سے جھگڑا کروں گا، میں ناحق پر ہوں اور ایک منٹ بھی میں ان جھگڑوں میں ضائع نہیں کروں گا۔"

شہادت

اس کے بعد آپ اپنے تمام ساتھیوں حتیٰ کہ اپنے بیٹے کو بھی میدانِ جنگ میں چھوڑ کر واپس ہوئے۔ اور حجاز کی طرف روانہ ہوئے۔ احنف بن قیس نے آپ کو دیکھ لیا۔ اور عمرو بن جرموز کو ان کے پیچھے لگا دیا۔ ابن جرموز آپ کی ہمراہی میں روانہ ہوا۔ نماز کے وقت آپ نے اس ملعون کی حفاظت کا وعدہ اور اس نے آپ کی حفاظت کا وعدہ کیا۔ حضرت زبیرؓ نے امامت کی اور حالتِ نماز میں جرموز نے دھوکہ کر کے بحالتِ سجدہ آپ کا سر کاٹ لیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یہ ۳۶ھ کا واقعہ ہے۔

ابن جرموز اس کے بعد آپ کے ہتھیار لے کر حضرت علیؓ کی خدمت میں پہنچا۔ آپ یہ خبر سنکر حیرت میں رہ گئے۔ اور بہت رنج کا اظہار کر کے فرمایا۔

"تجھے دوزخ کی بشارت ہو۔ بھڑکتے ہوئے دوزخ میں تیرا انتظار ہو رہا ہے۔"

اخلاق وعادات

حق پسندی، دیانت داری، تقویٰ و پرہیزگاری آپکی طبیعت ثانیہ بن چکی تھی۔ سخاوت کا یہ عالم تھا کہ ایک ہزار غلام آپکے تھے۔ جو کما کر لاتے وہ سب خیرات کر دیتے تھے۔ دیانت کا یہ عالم تھا کہ حضرت عثمان غنیؓ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور اجل صحابہ اور کئی ذی عزت لوگوں نے ان کو اپنا وصی بنایا۔ اور انھوں نے نہایت دیانت داری سے آپ کا مال صرف کیا۔ حضورؐ سے بے پناہ محبت تھی۔ جس کا کوئی حد حساب نہ تھا۔ اپنے اہل وعیال سے بڑی محبت تھی۔

آپ کا اصلی ذریعہ معاش تجارت تھی۔ آپ کی دولت کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے کہ پانچ کروڑ درہم آپ کی ملکیت تھے لیکن آپ وفات کے وقت بائیس لاکھ کے مقروض تھے۔ مرنے سے پہلے وصیت کی کہ سب سے پہلے میرا قرض ادا کیا جائے تہائی مال میری اولاد پر تقسیم کیا جائے۔ اگر قرض ادا نہ ہو تو میرے آقا کی طرف رجوع کرنا چاہیئے۔ صاحبزادے نے دریافت کیا آپ کا آقا کون ہے؟ جواب دیا۔

"اللہ"

آپ کے صاحبزادے نے وفات کے ۴ سال بعد تک اعلان کیا "جس کا قرض حضرت زبیرؓ کے ذمہ ہو لے لے۔"

اللہ کی ہزاروں رحمتیں ہوں، حواریِ رسولؐ حضرت زبیرؓ پر جن کے فضائل کے لئے ایک دفتر درکار ہے۔

صحابیات

حضرت عائشہ صدیقہ رضہ

(۴)

(از جناب سیدہ تیمرا انور صاحبہ دہلوی)

خاندان اور ولادت

حضرت عائشہ کا خاندان قریش میں بہت ممتاز تھا۔ جاہلیت کے تمام امتیازات کے ساتھ اسلام کے تمام مفاخر سے وابستہ تھیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضہ آپ کے والد اور آپ کی والدہ حضرت زینب جن کا لقب ام رومان تھا ان ہی کے بطن مبارک سے سنہ ۴ نبوی شوال کے مہینہ میں مکہ میں پیدا ہوئیں۔ اور آپ نے آنکھ کھولی تو گھر کا تمام ماحول اسلامی تھا کفر و شرک کی تمام آلودگیوں سے حضرت ابوبکر صدیق رضہ کا گھر پاک ہو چکا تھا۔

قریش کے ممتاز قبائل کی عورتوں کی طرح آپ کی ابتدائی تعلیم و تربیت ہوئی۔ حضرت عائشہ رضہ کو عرب کے دستور کے مطابق وائل کی بیوی نے دودھ پلایا۔

نکاح

حضرت خدیجہ رضہ کے انتقال کے بعد خولہ بنت حکیم نے آنحضرت کی اجازت سے حضرت عائشہ کا پیغام حضرت ام رومان کو دیا۔ ام رومان نے کہا۔

"کیا یہ جائز ہے؟ عائشہ رضہ تو حضرت کی بھتیجی ہے۔

نیز اس کی نسبت جبیر بن مطعم سے ہو چکی ہے۔"

مطعم نے خود نسبت توڑ دی کیونکہ حضرت عائشہ رضہ سے نکاح کے معنی یہ تھے کہ اس گھر میں اسلام کا پیغام پہنچے۔ جس کو وہ قبول کرنے کے لئے تیار نہ تھے۔ حضرت عائشہ سے نکاح کے جواز کے لئے حضور نے فرمایا۔ کہ

"تم صرف مذہبی بھائی ہو۔"

سنہ ۱۰ نبوی میں شوال کے مہینہ میں (جس میں کفار قریش شادی نہیں کرتے تھے) آپ کا نکاح ۶ برس کی عمر میں حضور صلعم سے پانسو درہم پر حضرت ابوبکر رضہ نے خولہ کے ذریعہ کر دیا۔ اور رخصتی ۱۲ برس کی عمر میں مدینہ منورہ میں شوال ہی کے مہینہ ہوئی۔ اس طرح حضرت عائشہ رضہ سے نکاح کے ذریعہ خوب کی اور جاہلیت کی ایک رسم کا خاتمہ ہوا۔

کاشانہ نبوت میں

حضرت عائشہ رضہ حضور انور کی تمام بیویوں میں اپنی اور آخری بیوی ہیں جو کنواری تھیں۔ اور حضور رضہ کو آپ سے بے انتہا محبت تھی۔ آپ پیار و محبت سے حضرت عائشہ رضہ کو حمیرا ... سے مخاطب فرماتے تھے

حضرت عائشہ کی اہمیت کے لئے یہی کافی ہے کہ آپ حضور انور کی سب سے زیادہ چاہیتی بیوی ہیں۔ آپ کا حجرہ مدفن نبوی ہے۔ آپ کے بستر پر وحی آئی لیکن اس کے ساتھ ہی آپ کا شرف اس سے ظاہر ہے کہ آپ کے لئے آیت تیمم نازل ہوئی۔ واقعہ افک کی تردید میں سورۂ نور نازل ہوئی۔ ایلا کے واقعات اور تحریم کے واقعات پیش آئے۔

اولاد

حضرت عائشہ رضہ کے کوئی بچہ نہیں ہوا۔ ایک ناتمام بچہ ساقط ہوا۔ آپ نے اپنے بھانجے عبداللہ ابن زبیر رضہ کو متبنیٰ بنا لیا تھا۔ جس کی وجہ سے آپ کی کنیت ام عبداللہ تھی۔ حضرت عبداللہ ابن زبیر رضہ کی تعلیم و تربیت آپ ہی کے زیر سایہ ہو کر آپ پروان چڑھے۔

اخلاق و عادات

اللہ اللہ! حضرت عائشہ کے اخلاق و عادات، رسول اللہ کے بعد سب سے بہتر تھے۔ صدیق اعظم اور ام رومان رضہ کے زیر سایہ تربیت ہوئی اور یہی گھر کاشانہ نبوی میں منتقل کی گئی۔ نہایت فصیح اول درجہ کی خطیب، خوددار، شجاعت و دلیری میں اپنا ثانی نہیں رکھتی تھیں۔ جود و سخا میں ان کا جواب نہ تھا۔ نہایت تضرع اور زاری کرتی تھیں۔ اور بڑی عبادت گزار تھیں۔

ایک دفعہ امیر معاویہ نے چند لاکھ درہم بھیجے شام ہونے سے پہلے ختم کر دئے گئے۔ اتفاق سے اس روز آپ روزے سے تھیں۔ لونڈی نے عرض کیا۔

"افطار کے لئے کچھ نہیں ہے۔"

آپ نے فرمایا۔

"پہلے سے کیوں یاد نہیں دلایا"

ایک دفعہ آپ کے منہ بولے بیٹے عبداللہ ابن زبیر رضہ آپ کی فیاضی دیکھ کر گھبرائے اور انہوں نے اس گھبراہٹ میں کہا کہ:-

"ان کا ہاتھ روکنا چاہیئے"۔

یہ سنکر حضرت عائشہ سخت برہم ہوگئیں اور قسم کھائی کہ ان سے بات نہ کریں گی۔ چنانچہ اپنے بھتیجے سے بڑے عرصہ تک ناراض رہیں، بات چیت بول چال سب بند۔ عرصہ کی الحاح وزاری کے بعد عبداللہ ابن زبیرؓ کا قصور معاف ہوا۔

تہجد کی بڑی پابند تھیں۔ حج بڑی پابندی سے ادا کرتی تھیں غلاموں پر بڑی شفقت فرماتی تھیں ۶۷ غلام خریدکر آزاد کئے۔

حضرت عائشہؓ سے ۲۲۱۰ حدیثیں مروی ہیں۔ امام بخاری نے ۵۴ حدیثیں بخاری میں جمع کی ہیں ۶۸ حدیثیں امام مسلم نے لی ہیں۔ دین کا چوتھائی حصہ آپ سے منقول ہے۔ خواتین کے تو تمام مسائل آپ کے ذریعہ حل ہوئے۔ خواتین کی دینی مشکلات کے حل میں آپ ہی ذات سہارا تھی۔ حضرت صدیق اکبر رضہ فاروق اعظم رضہ عثمان غنی رضہ کے عہد خلافت میں معرکۃ الآرا فتوے دیئے۔

قرآن مجید کی ترتیب نزول، غسل جمعہ، نماز قصر کی علت، عشو محرم، روزہ کا سبب، حقیقت ربع، ہجرت کے معنی ان سب کی خاص تشریحات آپ نے کی ہیں۔

طب کے متعلق آپ کی معلومات وسیع تھیں۔ تاریخ عرب جاہلیت ان کے رسم و رواج، انساب طرز معاشرت میں اپنا جواب نہ رکھتی تھیں۔ آغاز وحی اور اس کی کیفیت ہجرت، واقعہ افک، نزول قرآن، ترتیب قرآن، حضورؐ کے مرض الموت کے حالات، آنحضرت صلعم کے اخلاق، عادات، حجۃ الوداع، حضرت سیدہؓ کا دعویٰ میراث، حضرت علیؓ کا ملال، اور پھر بیعت۔ یہ سب حالات صدیقہ رضہ ہی کے ذریعہ دنیا کو معلوم ہوئے۔

فضل و کمال میں اجل صحابہ پر آپ کو فوقیت حاصل تھی حضرت ابو موسیٰ اشعری فرماتے ہیں۔

"ہم کو کبھی کوئی ایسی مشکل پیش نہیں آئی جس کو ہم نے حضرت عائشہ رضہ سے دریافت کیا ہو اور ان کے اس کے متعلق کچھ معلومات نہ ملی ہوں"۔

حضرت امام زہری ارشاد فرماتے ہیں۔

"اگر تمام مردوں کا اور امہات المومنین کا علم ایک جگہ جمع کیا جائے۔ تو حضرت عائشہؓ کا علم وسیع تر ہوگا"۔

ایلا و تخییر

سنہ ۹ھ میں ایلا اور تحریم کا واقعہ پیش آیا جس میں حضرت عائشہ رضہ نمایاں ہیں۔

حضور صلعم نہایت زاہدانہ زندگی بسر فرماتے تھے۔ جس میں دو دو مہینہ کاشانہ نبوی میں آگ نہیں جلتی تھی۔ نوبت فاقوں تک پہنچ جاتی تھی۔ ازواج مطہرات اگرچہ حضور کے شرف صحبت سے دنیا کی خواہش سے ممتاز تھیں۔ لیکن بشریت معدوم نہیں ہوئی تھی ایسی حالت میں کہ فتوحات اسلامی کا دائرہ وسیع ہو رہا تھا۔ اموال غنیمت اس کثرت سے مدینہ میں آرہا تھا اور اس کا ایک قلیل حصہ بھی آنحضرت کی عسرت کی زندگی میں کافی معاون ہو سکتا تھا۔ جبر و قناعت کا دامن ہاتھ سے جاتا رہا۔ اور حضور صلعم سے نان نفقہ کا تقاضا ہوا۔

ایک روز حضور صلعم کی خدمت میں ابوبکر رضہ و عمرؓ دونوں حاضر ہوئے دیکھا کہ ازواج مطہرات آپ کو گھیرے ہوئے بیٹھی ہیں اور توسیع نفقہ کا تقاضا ہو رہا ہے۔ ... آپ نے اپنی صاحبزادیوں کو تنبیہ

تو دونوں نے وعدہ کیا کہ

"ہم آئندہ آپ کو زائد مصارف کے بارے میں تکلیف نہ دیں گے۔"

لیکن دوسری ازواج مطہرات اپنے مطالبہ پر قائم رہیں حضور صلعم نے عہد فرمایا

"ایک مہینہ تک ازواج مطہرات سے نہ ملیں گے۔"

اس کے بعد آپ نے بالاخانہ پر گوشہ نشینی کی زندگی گزارنی شروع کی صحابہ کرام کا خیال ہوا کہ

"آپ نے ازواج مطہرات کو طلاق دیدی"

مگر جب حضرت عمرؓ نے حضور سے دریافت فرمایا تو آپ نے ارشاد فرمایا۔

"نہیں"

حضرت عمرؓ نے فرط مسرت سے نعرۂ تکبیر بلند کیا۔ جب ایک مہینہ گذر چکا تو آپ بالاخانہ سے نیچے اترے تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ

"یا رسول اللہ آپ نے ایک مہینہ کے لئے عہد فرمایا تھا مگر ابھی تو انتیس ہی دن ہوئے ہیں۔"

ارشاد فرمایا۔

"مہینہ کبھی کبھی انتیس کا بھی ہوتا ہے"

اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضور دین کے معاملہ میں بھی آسانی پسند فرماتے تھے۔

اس کے بعد آیت تخییر نازل ہوئی جس کا مفہوم یہ ہے۔

اے نبی ازواج مطہرات کو مطلع فرمادیں کہ دنیا اور آخرت دو چیزیں تمہارے سامنے ہیں

اگر دنیا چاہتی ہو تو آؤ میں تم کو رخصتی جوڑے دیکر عزت و احترام کے ساتھ رخصت کردوں اور اگر تم خدا اور ابدی راحت چاہتی ہو تو خدا نے نیک کرداروں کے لئے بڑا اجر رکھا ہے۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ازواج مطہرات کو اس حکم الٰہی سے مطلع فرمایا تو سب سے پہلے حضرت عائشہؓ نے فرمایا

"میں سب کچھ چھوڑ کر خدا اور رسول کو لیتی ہوں۔"

تمام ازواج مطہرات نے آپ کی تقلید کی۔

اور اس طرح آپ کو دائمی امن و سکون گھریلو زندگی کا میسر ہوا۔

تحریم

سنہ ھ میں یہ واقعہ پیش آیا کہ ایک روز حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم معمول سے زیادہ حضرت زینب رضہ کے پاس ٹھیرے کیونکہ حضرت زینبؓ نے آپ کو شہد پلایا تھا۔ شہد آپ کو بہت مرغوب تھا کیونکہ ازواج مطہرات دو گروہوں میں تقسیم تھیں۔ ایک گروہ حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہؓ کا تھا۔ کیونکہ بارگاہ نبوت میں ان دونوں کے باپوں (ابوبکرؓ و عمرؓ) کو زیادہ تقرب حاصل تھا۔ اس لئے دوسری ازواج مطہرات کے مقابلہ میں یہ دونوں ایک تھیں۔ حضرت عائشہؓ کو رشک ہوا۔ اور انہوں نے حضرت حفصہؓ سے کہا

"جب حضور تمہارے پاس آئیں تو کہنا آپ کے منہ سے مغافیر کی بو آرہی ہے۔"

چنانچہ حفصہؓ نے ایسا ہی کیا۔ آپ اس سے متاثر ہوئے اور آپ نے قسم کھائی کہ

"آئندہ شہد نہیں کھائیں گے۔"

اس پر قرآن حکیم کی یہ آیت نازل ہوئی۔

"اے پیغمبر اپنی بیویوں کی خوشی کے لئے تم اللہ کی حلال کی ہوئی چیزوں کو حرام کیوں کرتے ہو۔"

کبھی کبھی حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہؓ میں باہمی رشک و رقابت بھی ہوتی تھی۔

افک مبین

حضرت عائشہؓ نے غزوات میں شرکت کی ہے۔ آپ زخمیوں کو پانی پلاتی تھیں۔ اور مرہم پٹی کرتی تھیں۔

سنہ ھ میں حضرت عائشہؓ غزوہ بنی مصطلق میں حضرت کے ساتھ تھیں۔ اتفاق سے آپ کا ہار گم ہوگیا۔ اور آپ اس کو ڈھونڈتی ہوئی قافلہ کے ساتھ نہ جاسکیں۔ جو صحابی سب سے پیچھے قافلے کے ساتھ رہا کرتے تھے انھوں نے انتہائی احترام سے صدیقہؓ کو اونٹ پر بٹھا کر قافلہ میں شامل کر لیا۔

اس واقعہ کو قصہ ساز منافقوں نے رنگ آمیزی کے ساتھ بیان کیا۔ حضور کو بھی از راہ بشریت شبہ ہوا۔ آپ نے علیحدگی

مبتلا کر کے وحی کا سلسلہ منقطع کیا۔ حضرت عائشہ رضہ کو سخت اذیت اور حضور کو بے حد رنج تھا۔ کافی انتظار کے بعد نزول وحی ہوا۔ اور خدا نے آپ کی طہارت و پاکیزگی کی صداقت دی۔ اور مسلمانوں کو کہا کہ تم کو چاہئے تھا کہ یہ بات سنتے کے ساتھ لوگوں نے یہ کیوں نہ کہہ دیا کہ یہ بالکل افترا ہے۔

بیوگی

ربیع الاول سنہ ۱۱ ہجری میں حضور صلعم نے ۱۳ دن علیل رہ کر رحلت فرمایا۔ چونکہ ازواج مطہرات کے لئے خدا نے دوسری شادی ممنوع قرار دی تھی۔ اس لئے حضرت عائشہ رضہ نے ۴۸ سال بیوگی میں بسر کئے۔ اس زمانہ میں آپ کا مقصد زندگی قرآن حکیم اور احادیث نبوی کی تعلیم تھا۔

آنحضرت کی وفات کے بعد دو برس سنہ ۱۳ھ میں حضرت ابوبکر صدیق رضہ نے بھی رحلت فرمائی۔ اور چاہنے والے شوہر کے ساتھ آپ شفقت پدری سے بھی محروم ہو گئیں۔

حضرت عمر رضہ نے خلیفہ مقرر ہوتے ہی۔ حضرت صدیقہ رضہ کی دلجوئی میں کسر نہ اٹھا رکھی۔ سب ازواج مطہرات کا دس ہزار درہم سالانہ وظیفہ مقرر فرمایا۔ لیکن حضرت عائشہ کے بارہ ہزار مقرر کئے۔

حضرت عثمان غنی کا حادثہ جب پیش آیا۔ تو آپ مکہ معظمہ میں تھیں۔ حضرت زبیر رضہ اور حضرت ابو طلحہ رضہ نے مدینہ سے مکہ پہنچ کر آپ کو حالات سے باخبر کیا۔ تو آپ بہت متاثر ہوئیں۔ اور حالات کی درستی کے لئے دونوں کے ہمراہ ہو گئیں۔ چونکہ آپ اونٹ پر سوار تھیں۔ اس لئے اس ناگہانی حادثہ کا نام جنگ جمل ہو گیا حضرت علی رضہ نے آپ کے اونٹ پر حملہ کر کے اس خونریزی کو بند کیا۔ جنگ کی شمولیت سے مسلمانوں میں جو دوئی تھی اور آپ کو باعزت مدینہ منورہ بھیج دیا۔

جنگ جمل میں جو مؤثر خطبہ آپ نے دیا اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کے خطبہ کا انداز کتنا مؤثر کن تھا۔ اس کا ماحصل یہ ہے۔

"لوگو! خاموش، خاموش! تم پر میرا ماں کا حق ہے۔ اور تم کو مجھے نصیحت کرنے کی عزت حاصل ہے، سوائے اس شخص کے جو خدا کا نافرمان ہے۔ مجھے کوئی الزام نہیں دے سکتا۔

آنحضرت صلعم نے میرے سینہ پر سر رکھے ہوئے وفات پائی، میں آپ کی محبوب ترین بیوی کی ہوں، خدا نے مجھ کو دوسروں سے محفوظ رکھا۔ اور میری ذات سے مومن منافق میں تمیز ہوئی میرے ہی سبب تم کو خدا نے تیمم کا حکم دیا۔

پھر میرا باپ دنیا میں تیسرا مسلمان ہے اور غار حرا میں دو کا دوسرا تھا۔ اور پہلا شخص تھا جو صدیق کے لقب سے مخاطب ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے خوش ہو کر اور اس کو طوق خلافت پہنا کر وفات پائی۔ اس کے بعد جب مذہب اسلام کی رسی ہلنے لگی تو میرا باپ ہی تھا جس نے اس کے دونوں سرے تھام لئے۔ جس نے نفاق کی باگ روک دی جس نے ارتداد کا سرچشمہ خشک کر دیا۔ جس نے یہودیوں کی آتش افروزی سرد کی۔ تم لوگ اس وقت آنکھیں بند کئے عذر و فتنہ کے منتظر تھے۔ اور شور و غوغا پر گوش بر آواز تھے۔ اس نے شگاف کو برابر کیا۔ بیکار کو درست کیا۔ گرتوں کو سنبھالا۔ دلوں کی مدتوں بیماریوں کو دور کیا۔ جو پانی سے سیراب ہو چکے تھے ان کو تھان تک پہنچا دیا، جو پیاسے تھے ان کو گھاٹ پر لے آیا۔ اور جو ایک بار پانی پی چکے تھے انہیں دوبارہ پلایا۔ جب وہ نفاق کا سر کچل چکا اور اہل شرک کے لئے آتش جنگ مشتعل کر چکا۔ اور تمہارے سامان کی گٹھری کو ڈوری سے باندھ چکا تو خدا نے اسے اٹھا لیا ......

ہاں میں سوال کا نشانہ بن گئی ہوں کہ کیوں فوج لیکر نکلی میرا مقصد اس سے گناہ کی تلاش اور فتنہ کی جستجو نہیں ہے۔ جس کو میں پامال کرنا چاہتی ہوں۔ جو کچھ کہہ رہی ہوں سچائی اور انصاف کے ساتھ۔ تنبیہ اور اتمام حجت کے لئے۔

پوری زندگی اپنی اس غلطی (جنگ جمل میں شرکت) پر افسوس کرتی رہیں

وفات

امیر معاویہ رضہ کے زمانہ امارت میں رمضان المبارک کے مہینہ میں سنہ ۵۸ھ میں سرسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

نماز جنازہ ابو ہریرہ رضہ نے مروان بن حکم کی طرف سے پڑھائی۔ جنت البقیع میں رات کے وقت دفن کیا گیا۔ تدفین کے وقت قاسم بن محمد رضہ عبداللہ بن عبدالرحمن رضہ عبداللہ بن عتیق رضہ عروہ بن زبیر رضہ عبداللہ بن زبیر رضہ نے قبر میں اتارا۔

ناموران اسلام

فلاسفر اسلام حضرت حکیم عمر خیام

(از سید عزیز حسن بقائی)

پیدائش

۱۰۴۰ء میں نیشاپور (ایران) میں پیدا ہوا۔ پورا نام "غیاث الدین عمر بن ابراہیم النیشاپوری" ہے۔ لیکن بہت جلد اس نے عمر خیام کا رومانی نام اختیار کر لیا اور دنیا نے اس کو اسی نام سے جانا اور پہچانا اسی نام سے اس کو مشرق و مغرب میں شہرت ہوئی۔

عمر خیام نے ایک اچھے دولت مند گھرانے میں آنکھ کھولی تھی اس لئے اس کی تعلیم و تربیت بہت شاندار طریقہ سے ہوئی اس کا علمی ماحول بہت سازگار رہا۔ عمر خیام نے خالص علمی زندگی بسر کی جس کے لئے تجرد لازمی شے ہے۔

تصنیفات

عمر خیام کی دس تصانیف کا علم ہو چکا ہے۔ جن میں تین کتابیں علم طبیعات سے متعلق ہیں۔ چار ریاضی کی ہیں۔ اور دو فلسفہ پر اور ایک کتاب اشعار کی ہے۔ جس میں اس کی رباعیات ہیں۔ جو اس کی شہرت اور تعارف کا باعث ہوئیں۔

ان تمام اہم علمی و ذہنی تصانیف میں سے تین کتابیں اہل علم تک پہنچ سکیں جن میں ایک تو اس کا مسودہ ہے۔ جو اقلیدس کے مشکل مقامات کی تشریح ہے۔ دوسری الجبرا پر ہے تیسری وہ رباعیات ہیں جن پر اس کی شہرت کا محل تعمیر ہوا۔

کلینڈر کی درستی

عمر خیام کا سب سے بڑا علمی کارنامہ یونانی کلینڈر کی درستی ہے کیونکہ ملک شاہ سلجوقی کو یونانی تقویم سے اطمینان نہ تھا اور کاروبار سلطنت میں پیچیدگیاں پیدا ہوتی تھیں۔ اس لئے ملک کے بڑے بڑے ہیئت داں جمع ہوئے۔ اور انہوں نے کلینڈر کو درست کرنا چاہا لیکن سب کو ناکامی ہوئی۔ کامیابی جس کے حصہ میں لکھی ہوئی تھی۔ وہ عمر خیام تھا۔ جس کا ثانی نہ اس وقت عالم میں تھا اور نہ آج دنیا کے اس قدر ترقی کر جانے اور جدید علوم کی تحقیقات کے بعد ممکن ہے۔

رسد گاہیں

عمر خیام کی زندگی کا بڑا حصہ رسد گاہ میں گذرا جس میں اس نے فلسفہ اور علم ہیئت کی تحقیقات کی۔ لیکن افسوس ہے کہ آج ہم اہل اسلام کے مایہ ناز فلسفی اور ہیئت داں کو اگر جانتے ہیں تو اس کی رباعیات کی وجہ سے۔ اور نہ بھی ہم نے اس کی قدر جب کی کہ رباعیات خیام کے شرح اور رنگین ایڈیشن یورپ اور امریکہ نے شائع کئے۔ تب ہمیں معلوم ہوا کہ ہمارے علمی خزانہ میں کیسے کیسے گوہر نایاب پوشیدہ ہیں۔ ورنہ اس سے پہلے خیام جام و صراحی کے متوالے خیام سے زیادہ اہمیت نہ تھی۔ اور آج بھی ہم خیام کی علمی، فلسفی، ہیئت دانی، مذہب پرستی سے زیادہ اس کی شاعری کے قدر دان ہیں۔ کیونکہ اس میں شراب اور عورت کا تذکرہ ہے۔ جو ہمیں مرغوب ہے۔

یورپ میں حکیم عمر خیام کی مقبولیت کا راز یہ ہے کہ اس نے ایران کے اور پرست شاعروں سے ہٹ کر اپنی شاعری میں عورت سے خطاب کیا ہے۔ جس میں یورپ کے لئے اپیل ہے اگر اس دور کے دوسرے شعراء کی طرح خیام بھی مرد کو خطاب کرتا تو یورپ اس کو قبول نہ کرتا۔ اور مشرق کا ایک بڑا فلاسفر ماہر علوم سے دنیا واقف نہ ہوتی۔

عمر خیام کا مذہبی درجہ

میرا منصب نہیں ہے کہ میں عمر خیام کے مذہبی معتقدات پر بحث کروں لیکن اس کی رباعیات ہی اس کے دین و مذہب کی شرح ہے۔ خیام کی شراب درحقیقت اس سے زیادہ نہ تھی، جتنی حافظ، رومی، عطار، سعدی وغیرہ کی تھی۔ شراب سے مراد اس کی شراب معرفت تھی۔ کیونکہ مشرقی شاعری کے خمیر ہی میں شراب و صراحی

جام و مینا، ساغر و صبوحی کی مصطلحات، شعرائے مشرق کی شاعری کی جان ہے۔ محض شاعری کے مصطلحات پر الحاد و زندقہ کا فتویٰ لگا دینا ہے نہ یہ حقیقت ہے۔ تصوف کے خشک مضامین رندانہ رنگ کی زبانی کچھ زیادہ ہی دلکش بن جاتے ہیں لیکن یہ اصطلاحی شراب کی برکت ہے کہ خشک نوالے حلق سے نیچے اتر جاتے ہیں

حقیقت یہ ہے کہ حکیم عمر خیام صوفی مشرب موحد ہے رسالت کی تصدیق کرتا ہے جس کا شاہد اس کا کلام ہے۔ وہ اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہے۔ احکام قضا و قدر کا قائل ہے۔ مالک الملک کو خالق الکل مانتا ہے حشر و نشر کا قائل ہے یہی مذہب کے اصول ہیں۔ جن پر کفر و ایمان کا انحصار ہے۔ پھر کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی کہ اس کے اسلام پر شبہ کیا جائے۔ جبکہ کفر کی کوئی دلیل اس کے خلاف نہیں ہے۔

حضرت ابوالحسن غزالی فن قرات کے امام تھے وزیر علیہ الرحمۃ کے ہاں قرات پر بحث تھی کہ حکیم بھی نمودار ہو گئے۔ ان کو دیکھتے ہی وزیر نے کہا۔

"واقف کار آ گیا۔ اب فیصلہ اس کے ہاتھ سے ہوگا"

اس کے بعد حکیم عمر خیام نے ایک انتہائی عالمانہ تقریر قرات سبعہ اور شواذ پر کی جس کو سن کر حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا

"علماء تو کس گنتی میں ہیں تمہارے علمی معلومات اور قرن [illegible] نہیں۔"

اس طرح قرآن حکیم کی تفسیر پر مرو کے ایک حمام میں "معوذتین" کے معنی اور تکرار پر قاضی عبدالرشید سے بحث ہوئی۔ جس میں حکیم عمر خیام نے بیساختہ اتنی مدلل برجستہ تقریر کی حیرت ہوتی ہے کہ حکیم کی وسعت نگاہ اور دلائل و شواہد مفسر کی حیثیت سے کتنی وسیع

ہیں۔ کیا ایسا شخص شراب کا متوالا ہو سکتا ہے؟

مے خوردن من نہ از برائے طرب ست
نے بہر فساد و ترکِ دین و ادب ست
خواہم کہ بیخودی برآرم نفسے
مے خوردن و مست بودنم زیں سبب ست

یعنی میں جو شراب پیتا ہوں تو کچھ اس لئے نہیں پیتا ہوں کہ اس سے سرور اور حظ حاصل کروں، نہ اس لئے پیتا ہوں کہ مذہب کو چھوڑ دوں یا فتنہ و فساد کا ارتکاب کروں اور مذہب اور احکام مذہب کا ادب و احترام میرے دل سے نکل جائے۔ میرا مقصد تو شراب پینے سے صرف یہ ہے کہ اس عالم کو تھوڑی دیر کے لئے بھول جاؤں جہاں ہزاروں رنج اور لاکھوں مصیبتیں ہر چہار طرف سے انسان کو گھیرے ہوئے ہیں۔ نہ چار سانس اطمینان اور بے فکری کے ساتھ لے سکوں اور میری مستی اور شراب نوشی کا ماحصل تو اسی قدر فارغ البالی اور تھوڑی سی دیر کے لئے مسرت و الم دونوں سے بے پروائی کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔

ساقی قدحے کہ ہست عالم ظلمات
جز روئے تو نیست در جہاں آب حیات
از جان و جہاں [illegible] ہر چیز در عالم ہست
مقصود تو ئی و بر [illegible] صلوٰۃ

ساقی ازل کو مخاطب کر کے خیام کہتا ہے کہ تمام عالم میں تاریکی چھائی ہوئی ہے [illegible] تیرے چہرہ کے سوا دنیا میں آب حیات اور کوئی چیز نہیں [illegible] ایسی حالت میں تو ایک پیالہ بھر کر مجھے دیدے جان ہو یا جہان ہو اور [illegible] دنیا کی کوئی چیز ہو میرا مقصود اصلی

تو بس تو ہے اور تیرے حبیب محمد مصطفےٰ پر درود ہو۔ مطلب یہ ہے کہ بار الہا دنیا کے اس ظلمت کدہ میں اگر آب حیات ہے تو بس تو ہے اور دنیا بھر کی کوئی چیز بھی کچھ نہ ہو ہمارا مقصد اصلی تو بس تو ہی ہے۔ اس لئے اپنی معرفت کا ایک جام اپنے حبیب پاک کے صدقہ میں کہ ان پر درود و سلام پہنچے ہمیں بھی عنایت کر دے۔

ساقی مے معرفت بمکرمت است
در شرب بے معرفتاں معصیت است
بے معرفت آدمی چہ کار آید ہیچ
مقصود ز آدمی ہمیں معرفت ست

کہتا ہے کہ یا اللہ میرے لئے تو تیری معرفت کی شراب ایک بزرگی ہے لیکن ان لوگوں کی نگاہوں میں کہ حق نا آشنا ہیں اور تجھے نہیں پہچانتے یہ شراب ایک گناہ ہے۔ بھلا جس آدمی میں معرفت نہ ہو اور جو خدا ہی کو نہ پہچانتا ہو وہ بھی کوئی انسان ہے اور اس کی زندگی بھی کسی کام آسکتی ہے۔ آدمی جس چیز کا نام ہے اور انسان کی جس خوبی کو انسانیت یا آدمیت کہا جاتا ہے وہ تیری معرفت ہی تو ہے۔ اس رباعی میں بھی زاہدان ریاکار پر ایک پر لطف طنز موجود ہے۔ یعنی جو لوگ کہ شراب معرفت سے بے بہرہ ہیں۔ انہیں آدمی ہی کیوں کہا جائے اور جو بادۂ عرفاں کو گناہ سمجھتے ہیں وہ آدمی کب ہیں۔

تا زہرہ و مہ بر آسمانند پدید
بہتر ز مے لعل کسے ہیچ ندید
من در عجبم کہ مے فروشاں کایشاں
بہ زانکہ فروشند چہ خواہند خرید

ارشاد ہوتا ہے کہ جب سے زہرہ اور چاند آسمان پر ظاہر ہوئے ہیں یعنی جب سے یہ دنیا بنی ہے آجتک کسی نے مے لالہ فام سے بہتر کوئی چیز نہیں دیکھی ہے اور اس کے باوجود جب میں یہ دیکھتا ہوں کہ شراب فروش اسے اپنے پاس رکھنے کے بجائے بیچ ڈالتے ہیں تو مجھے سخت حیرت ہوتی ہے کہ ایک ایسی نادر چیز کو بیچ کر آخر یہ بے وقوف اور کون سی چیز خریدیں گے۔

من مے خورم و ہر کہ چو من اہل بود
مے خوردن او نزد خدا سہل بود
مے خوردن من حق ز ازل میدانست
گر مے نخورم علم خدا جہل بود

اپنی پے در پے مے نوشی کے جواز میں خیام نے ایک نہایت ہی عجیب اور لطیف دلیل پیش کی ہے۔ وہ کہتا ہے کہ میں شراب پیتا ہوں اور میری طرح اور جتنے لوگ اہل دل یا اہل معرفت ہیں وہ بھی کھانے کے ساتھ شراب پیا کرتے ہیں۔ میری اس شراب نوشی کا اللہ تعالیٰ کو روز ازل سے علم تھا۔ اب اگر آج میں شراب چھوڑ دوں تو نعوذ باللہ خدا تعالیٰ کا علم غلط ہو جائے گا۔

مے خور کہ نہ علم دست گیرد نہ عمل
الا کرم و رحمت حق عز و جل
آں طائفہ کہ از خرمی مے نخورند
از جملۂ انعام شمار اے احول

کہتا ہے کہ بس شراب پی۔ کیونکہ عقبیٰ میں سوائے خدا کی رحمت اور کرم کے ہمارا علم کچھ کام دے سکا اور نہ ہمارا عمل ہی کسی کام آئے گا نہ لوگ کہ جو اپنی بے وقوفی اور حماقت کی وجہ سے دنیا اور عقبیٰ کے جھگڑوں میں پھنسے ہوئے ہیں اور شراب نہیں پیتے انہیں تو غلطی سے ایک بھینگے کی طرح ایک ایک کے دو دو دکھائی دے رہے ہیں، اور بڑا اسمجھ رہا ہے وہ تو بڑے ہیں اور نہ قابل تعظیم، ان سب کو تو جانوروں کے گروہ میں سے شمار کر جنہیں کسی بات کی تمیز ہی نہیں ہوتی

اے آنکہ توئی خلاصۂ کون و مکاں
بگذار دمے وسوسۂ سود و زیاں
یک جام مے از ساقی باقی بستاں
تا باز رہی تو از غم ہر دو جہاں

اس رباعی میں خیام نے بالکل صاف صاف بتا دیا ہے کہ شراب

یہ طرف تو یہ اس کی مراد فی الحقیقت کیا ہو گی ہے۔ وہ یہی تو ع انسان کو مخاطب کرکے کہتا ہے کہ اے وہ بزرگ ہستی کہ جو تمام موجودات عالم کا خلاصہ ہے تو نفع اور نقصان کے خیال کو تھوڑی دیر کے لئے دل سے نکال دے۔ تیری طبیعت ان زمانے اندیشوں سے بہت بالاتر ہونی چاہیئے۔ دنیا کے جھگڑوں اور بکھیڑوں میں الجھنے کی بجائے تو اس ساقی سے کہ جسے کبھی فنا نہیں ہے شراب کا ایک جام لے کر پی لے یعنی معرفت الٰہی کی شراب سے مست ہو جا تاکہ دونوں جہان کے غم و رنج سے تجھے نجات حاصل ہو جائے

بت خانہ و کعبہ خانۂ بندگی است
ناقوس نوازاں ترانۂ بندگی است
محراب و کلیسا و تسبیح و صلیب
حقا کہ ہمہ نشانۂ بندگی است

کہتا ہے کہ بت خانہ اور کعبہ دونوں بندگی اور عبادت کے گھر ہیں اور سنکھ اور اذان، دونوں بندگی اور عبادت کے ترانے ہیں۔ بندگی عبادت کرنے کے لئے کسی جگہ اور کسی مخصوص آواز کی ضرورت نہیں ہے، جب دل اس کے آگے جھک گیا۔ تو سر اور پاؤں کہیں بھی ہوں اس سے کچھ فرق نہیں پڑتا۔ اسی طرح مسجد کی محراب اور گرجا۔ اور تسبیح اور صلیب یہ تمام چیزیں صرف بندگی اور عبادت کی نشانیاں ہیں اور اگر خدا کی بندگی مقصود ہے تو پھر ہاتھ میں تسبیح ہو یا صلیب سب برابر ہے

در کارگہ کوزہ گری کردم رائے
در پایۂ چرخ دیدم استادہ بپائے
می کرد سبو کوزہ را دستہ و پائے
از کلہ پادشاہ و زدست گدائے

اس دنیا کی بے ثباتی اور عیش دنیا کی ناپائیداری کو خیام نے صدہا مختلف طریقوں پر بیان کیا ہے۔ جس چیز پر بھی اس کی نگاہ پڑتی تھی۔ اس سے وہی سبق حاصل کرتا تھا۔ وہ کہتا ہے کہ برتن بنانے والے کے کارخانہ پر میں نے نگاہ کی تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ اپنے چرخ کے قریب کھڑا ہوا ہے اور صراحیوں کے دستے اور گھڑوں کی گردنیں بنا رہا ہے۔ لیکن جس مٹی سے وہ چیزیں بنا رہا تھا وہ یا تو کسی بادشاہ کے جبڑوں کی خاک تھی یا کسی فقیر کے ہاتھ کی

اے از حرم ذات تو عقل آگہ نے
از معصیت و طاعت ما مستغنی
مستم ز گناہ و ز رجا ہشیارم
امید ز رحمت تو دارم یعنی

خدائے تعالیٰ کی درگاہ میں سر نیاز جھکا کر خیام کہتا ہے کہ اے وہ ہستی کہ جس کی ذات کے حرم تک عقلوں کی رسائی نہیں ہے۔ اور اے وہ ذات کہ جو ہمارے گناہ اور ہماری بندگی سے بے پرواہ ہے میں گناہوں کے نشہ میں تو چور ہوں لیکن تیری رحمتوں کی امید کی طرف سے ہشیار ہوں۔ اس سیہ کاری اور گناہگاری کے باوجود مجھے تیرے لطف و کرم کی امید ہے اور اسی کے بھروسے پر یہ سب کچھ کر رہا ہوں۔

ابریق مے مرا شکستی ربی
برمن در عیش را ببستی ربی
برخاک فگندی مے گلگوں مرا
خاکم بدہن مگر تو مستی ربی

رحمت باری تعالیٰ پر ناز کرنے والا خیام کبھی کبھی اس قدر گستاخ ہو جاتا ہے کہ عبد و معبود کے نازک رشتہ کو بالکل بھول جاتا ہے اور ایک عالم سرمستی میں طفلانہ شوخی اور ناز کے ساتھ کہتا ہے کہ اے اللہ تو نے میری شراب کی بوتل توڑ دی اور مجھ پر عیش و مسرت

کا دروازہ بند کر دیا۔" اب میں کیا پیوں، تو نے میری لاانتہا شراب ساری خاک پر گرا دی، میرے منہ میں خاک، شاید تو مستی کے عالم میں ہے۔"

گرگشتہ نہاں روئے بہ کس ننمائی
گر در صور کون و مکان پیدائی
ویں جلوہ گری بخویشتن بنمائی
خود عین عیانی و خودی بینائی

خیام نے تصوف کے اسرار بھی اپنی بعض رباعیوں میں بیان کئے ہیں چنانچہ کہتا ہے کہ اے ذات واجب الوجود کبھی تو تو پوشیدہ ہو کر سب سے منہ چھپا لیتا ہے اور کبھی یہ حالت ہے کہ دنیا کے ہر نقش و نگار اور ہر صورت سے تیری تجلی ظاہر ہوتی ہے اور پھر تماشا یہ ہے کہ اپنی جلوہ گری خود اپنے آپ ہی آپ کو دکھایا کرتا ہے خود ہی تو عین و عیاں یعنی بالکل ظاہر ہے اور خود ہی اپنے اس جلوہ کو دیکھتا ہے، گویا خود ہی تماشا ہے اور خود ہی تماشاگر۔

برگیر پیالہ و سبوئے دل جوئے
بخرام بسوئے سبزہ زار و لب جوئے
کایں چرخ کہ صورت بتاں مہ روئے
صد بار پیالہ کرد و صد بار سبوئے

کہتا ہے کہ اے میرے محبوب مطلوب تو صراحی اور گلاس اٹھا لے اور نہر کے کنارے سبزہ زار میں چل تاکہ وہاں بیٹھ کر خوب شراب پئیں اور دل ودیں اس آسمان کا تو ہمیشہ یہی کام اور رات دن کا یہی شغل ہے کہ چاند سی صورت والے حسینوں کو خاک میں ملاتا رہتا ہے۔ اور ان کی خاک سے سینکڑوں مرتبہ پیالے بنا دیئے۔ اور سینکڑوں مرتبہ صراحیاں۔

غرضکہ کہاں تک رباعیاں نقل کروں۔ ایک دفتر اس کے لئے درکار ہے۔

ذہانت

اصفہان کے سرکاری کتب خانہ میں ایک کتاب حکیم کی نگاہ سے گزری حکیم اس کے بلند پایہ مضامین سے مستفید ہونا چاہتے تھے۔ اس لئے اس اپنے گھر لیجا کر مطالعہ کے خواہشمند تھے۔ لیکن مہتمم کتب خانہ نے کتاب کی نایابی کی وجہ سے اس کی اجازت نہ دی۔ حکیم نے سو مرتبہ کتب خانہ میں بیٹھ کر کتاب کا مطالعہ کیا۔ اور اس کے بعد گھر آ کر اول سے آخر تک کتاب زبانی نقل کرا دی۔

حکیم عمر خیام علاوہ عربی، فارسی، ترکی کے یونانی زبان پر کامل عبور رکھتا تھا۔ جس سے تازہ علمی و فنی معلومات اس کو حاصل رہتی تھی غرضکہ ہیئت و فلسفہ، مذہب و تاریخ جملہ علوم متداولہ میں حکیم کی معلومات کامل اور مکمل تھی۔

وفات

۵۱۷ھ میں نیشاپور میں ایک دن حکیم عمر خیام شیخ الرئیس بو علی سینا کی کتاب "الشفا" پڑھ رہا تھا۔ جب مسئلہ "وحدت و کثرت" سامنے آیا تو کتاب بند کر دی اور طلائی خلال جس کو وہ ہر وقت اپنے پاس رکھتا تھا۔ کتاب کے اس مقام پر رکھ دی۔ وضو کیا۔ نماز پڑھی۔ وصیت لکھی۔ شام تک کچھ نہ کھایا۔ عشاء کی نماز پڑھ کر سجدہ میں گیا۔ اور انتہائی ذوق و شوق سے خدا کو پکارا۔

خدایا۔ میرے جس قدر امکان میں تھا اس کے مطابق
میں نے تجھ کو پہچان لیا۔ اس وسیلہ سے مجھے بخش دے"

یہ کہتے ہی روح نے پرواز کیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حکیم کی وفات سے علمی دنیا میں کہرام مچ گیا۔ عوام و خواص نے ماتم کیا۔ شعراء نے مرثئے لکھے۔ اس کی موت کو علم و تحقیق، ہیئت و فلسفہ کی موت قرار دیا گیا۔

گورستان نیشاپور میں دفن کیا گیا۔ صدہا علماء و مشائخ و اعیان اکابر جنازہ کے ساتھ تھے

حکیم عمر خیام کی نجات

حکیم عمر خیام کی وفات کے بعد اس کی والدہ نے خواب میں دیکھ کر دریافت کیا۔ "خدا نے تیرے ساتھ کیا سلوک کیا۔"

خیام نے جواب دیا۔

"مجھے خدا نے اس رباعی کے صلہ میں بخش دیا"

اے سوختہ، سوختہ، سوختنی ‌‌ اے آتش دوزخ ترا فروختنی
تا کے گوئی کہ بر عمر رحمت کن ‌‌ حق را تو کجی برحمت آموختنی

فقرائے اسلام

حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ

(از سید عزیز حسن بقائی)

نام و نسب

آپ کا نام عبدالقادر، لقب محی الدین اور کنیت ابو البرکات تھی۔ آپ کے والد حضرت ابو صالح جیلان کے بے مثل ادیب اور مایہ ناز خطیب تھے۔ ان واسطوں سے آپ کا شجرۂ نسب سیدنا حضرت امام حسن علیہ السلام سے ملتا ہے۔ آپ کی والدہ محترمہ حضرت ام الخیر فاطمہ سیدنا حضرت امام جعفر صادق رض کی اولاد میں تھیں۔ اس تحقیق کے مطابق آپ حسنی و حسینی سید تھے۔

ولادت

آپ گیارہ ربیع الثانی سنہ ۴۷۱ ہجری کو جیلان میں پیدا ہوئے۔ شروع سے آپ کے چہرہ سے عظمت کے آثار نمایاں تھے اور غیر معمولی خصوصیات آپ کے اندر موجود تھیں۔ جب آپ پیدا ہوئے تو مکان کے اندر حیرت انگیز روشنی نمودار ہوئی اور تمام مکان طرح طرح کی خوشبوؤں سے معطر ہو گیا۔

ابتدائی حالات

مشہور سوانح نگاروں کا اس امر پر اتفاق ہے کہ سیدنا عبدالقادر رض مادر زاد ولی تھے۔ جب آپ کی عمر پانچ مہینے کی تھی اور رمضان کا مہینہ آیا تو مطلع کسی قدر غبار آلود تھا۔ اس بنا پر چاند کے متعلق اختلاف ہوا۔ رمضان کا چاند ایک اہم فرض کا معاملہ تحقیق ہونی ہی چاہیئے۔ شہر کے مسلمان با عظمت بزرگوں کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ لیکن چاند کے متعلق کوئی معتبر شہادت نہیں ملی۔ حضرت ابو صالح جو شہر کے محترم روحانی پیشوا تھے۔ طالبان حق ان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انھوں نے اپنے اہل خانہ یعنی حضرت غوث اعظم رض کی والدہ محترمہ سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا۔

"آج میرے بچے نے دودھ نہیں پیا ہے۔ اس لئے میں یقین سے کہتی ہوں کہ آج رمضان کا پہلا دن ہے"

اس واقعہ کا تذکرہ حضرت ابو صالح رض نے حاضرین سے کیا۔ ان کا قول چونکہ معتبر سمجھا جاتا تھا اس لئے سب نے اس بات پر یقین کیا۔ پہلا دن روزہ رکھا گیا۔ دوسرے دن مختلف شہروں سے اطلاعات موصول ہوئیں اور تحقیق ہو گیا کہ واقعی چاند کا ثبوت ہو چکا ہے۔ اس طرح بچپن میں حضرت غوث نے کبھی دن کے وقت دودھ نہیں پیا۔

تعلیم و تربیت

جب حضرت غوث اعظم کی عمر چھ سال کی ہوئی تو آپ کی والدہ محترمہ نے آپ کو قرآن شریف پڑھایا۔ پھر چند مسائل کی کتابیں پڑھائیں اس کے بعد آپ کو ایک مقامی درسگاہ میں داخل کر دیا۔

حضور غوث اعظم رض اپنے عہد طالب علمی کا ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ جب میں مدرسے کے لڑکوں کے ساتھ کھیلنے کا ارادہ کرتا تو ایک آواز آتی کہ

"عبدالقادر ہم نے تم کو کھیلنے کے واسطے نہیں بھیجا۔
تم ہماری طرف آؤ۔"

میں اس آواز کو توجہ کے ساتھ سنتا اور جب کوئی آواز دینے والا نظر نہ آتا تو فوراً گھر میں جا کر چھپ جاتا جب والدہ سے میں نے اس بات کا ذکر کیا تو انھوں نے مجھے سینے سے لگایا۔ اور کہا خدا تعالیٰ عمر میں ترقی دے۔

بغداد کا سفر

سنہ ۴۸۸ ہجری میں جب حضرت غوث اعظم رض کی عمر اٹھارہ سال کی تھی آپ نے تکمیل علم کے لئے بغداد شریف جانے کا ارادہ کیا۔ والدہ صاحبہ نے آپ کو اجازت دی اور خود کاروان تک پہنچانے کے لئے آئیں۔ روانہ ہوتے ہوئے فرمایا۔

"عبدالقادر! صرف ایک نصیحت کرتی ہوں وہ یہ کہ
کبھی جھوٹ نہ بولنا۔"

حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ نے والدہ کے حکم پر سر اطاعت خم کیا اور قافلے کے ساتھ روانہ ہو گئے۔ چند منازل طے ہونے کے بعد ڈاکوؤں نے حملہ کیا قزاقوں کا سردار احمد البدوی ایک شجاع نوجوان تھا اس کے حکم سے قافلے کی تلاشی لی گئی۔ ایک شخص نے حضور غوث رضی اللہ عنہ سے پوچھا، لڑکے تیرے پاس بھی کچھ ہے؟ آپ نے فرمایا۔

"میرے پاس چالیس درہم ہیں جو میرے لبادے کے اندر سلے ہوئے ہیں۔"

وہ ڈاکو اس جواب کو سنکر حیران ہوا۔ اور حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کو اپنے سردار کے پاس لے گیا۔ احمد البدوی نے کہا

"لڑکے تمہارے پاس کیا ہے؟"

آپ نے جواب دیا۔

"میرے پاس چالیس درہم ہیں جو میرے لبادے کے اندر سلے ہوئے ہیں۔"

آپ کا لبادہ اسی وقت ٹکڑے ٹکڑے کر دیا گیا۔ اور اس میں سے چالیس درہم برآمد ہوئے سردار نے کہا۔ میاں صاحبزادے تم نے اس سرمایہ کا راز کیوں ظاہر کر دیا آپ نے فرمایا۔

"میں نے اپنی والدہ کی نصیحت پر عمل کیا ہے۔ جیلان سے چلتے وقت میری والدہ محترمہ نے فرمایا تھا کہ جھوٹ ہرگز نہ بولنا۔"

احمد البدوی کے دل پر اس معصومانہ جواب کا بے انتہا اثر ہوا۔ اس نے کہا اللہ اکبر یہ نوجوان اپنی والدہ کے حکم کا اس قدر پابند ہے اور میں اپنے مالک کا پابند نہیں ہوں۔

اس کے بعد اس نے اور اس کے ساتھیوں نے صدق دل سے توبہ کی اور پرہیزگار بن گئے۔

یہ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی ہدایت کا پہلا مظاہرہ تھا جس کی عام طور پر شہرت ہو گئی۔ قصہ مختصر یہ کہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ اپنے قافلے کے ساتھ بغداد شریف پہنچے اور مدرسہ نظامیہ میں داخل ہو گئے جو اسلامی دنیا میں سب سے بڑا مدرسہ تھا۔ چند سال میں آپ نے سند تکمیل حاصل کی اور آپ اسلامی دنیا کے سب سے بڑے محدث تسلیم کئے گئے

ذوق معرفت

جب آپ ظاہری علوم و کمالات میں بے نظیر قابلیت حاصل کر چکے تو آپ کی حقیقت شناس طبیعت معرفت الٰہی کی طرف مائل ہوئی۔ اور سب سے پہلے آپ نے خرقۂ طریقت اپنے استاد حضرت امام العارفین ابو سعید مخزومی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کیا۔ اور منازل حقیقت کی طرف گامزن ہوئے۔

ریاضت و مجاہدہ

بیعت ہونے کے بعد حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے ریاضت و مجاہدہ شروع کیا۔ آپ دن رات میں ڈیڑھ سو رکعتیں نماز کی پڑھتے تھے اور تین ہزار مرتبہ درود شریف پڑھتے تھے۔ عہد ریاضت میں اکثر آپ پر وجد کی کیفیت طاری رہتی اور اس حال میں آپ اتنا روتے تھے کہ آپ کی آنکھیں سوجھ جاتی تھیں۔

اخلاق و عادات

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ شروع سے نہایت خلیق اور شیریں زبان، بردبار اور نرم طبیعت تھے ہر ادنیٰ و اعلیٰ سے نہایت اخلاص کے ساتھ بات چیت کرتے تھے اور کسی کو حقیر نگاہوں سے نہیں دیکھتے تھے حضور کے اخلاص و انکسار سے ہر شخص متاثر ہوتا اور آپ کا مداح بن جاتا تھا۔ حق تعالیٰ نے آپ کو غریب نوازی مسکین پروری اور رحمدلی کا جذبہ بھی فیاضی سے عطا فرمایا تھا۔ آپ کے در سے کبھی سائل محروم نہیں جاتا اور آپ اکثر یتیموں بچوں کی خدمت اور بیماروں کی عیادت کو تشریف لے جایا کرتے تھے۔

انداز استغنا

حضور غوث اعظم میں شان استغنا بدرجۂ کمال موجود تھی، آپ امیروں سے زیادہ تعلقات پیدا نہیں کرتے تھے اور ان کے نذرانوں کو قبول نہیں فرماتے تھے۔ بارہا ایسے مواقع پیش آئے کہ امراء اور سلاطین نے جاگیروں میں سے ایک حصہ آپ کے لئے وقف کرنا چاہا۔ لیکن آپ نے انکار کر دیا۔ آپ کا ذریعہ معاش تجارت تھا۔ آپ اکثر سردیوں کے موسم میں گرم کپڑوں کی تجارت کیا کرتے تھے اور اس کاروبار میں آپ کو غیر معمولی نفع حاصل ہوتا تھا۔ حضور کے اس انداز زندگی میں آج کل کے صوفیوں کے لئے درس عبرت ہے جو اپنی معاش حاصل کرنے کے لئے امراء کے دروازوں پر جاتے ہیں اور جھوٹ موٹ کے نذرانوں کا انتظار کرتے ہیں۔

حضرت شیخ ابو الفتح سہروردی بیان فرماتے ہیں کہ میں تقریباً

چالیس سال تک حضور غوث اعظم کی خدمت میں حاضر رہا۔ اس مدت میں میں نے ہمیشہ یہی دیکھا کہ آپ عشا کے وضو سے صبح کی نماز پڑھا کرتے تھے عشا کے بعد آپ خلوت خانہ میں تشریف لے جاتے اور صبح کے وقت باہر تشریف لاتے۔ رات کے وقت اگر کوئی آپ سے ملنا آتا تو آپ دوسرے وقت آنے کی ہدایت فرماتے یہانتک کہ چند بار خلیفۂ بغداد نے بھی آپ سے بوقت شب آرزوئے ملاقات ظاہر کی۔ لیکن آپ نے انکار کردیا۔

خوارق وعادت

خوارق معاملات اور کرامات جو بزرگان دین سے ظہور پذیر ہوتے ہیں اس کی غایت سمجھنے میں بعض مسلمان متامل ہوتے ہیں۔ ان کو سیدنا غوث اعظم کے اس ارشاد کو بغور پڑھنا چاہیئے کس قدر یقین پیرایہ میں اس کے متفرع اور امکان کو واضح فرمایا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔

قَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ فِیْ بَعْضِ کُتُبِہٖ　اللہ تعالیٰ نے اپنی بعض کتابوں میں
یَا ابْنَ اٰدَمَ اَنَا اللّٰہُ　فرمایا ہے کہ اے فرزند آدم میں اللہ
لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنَا اَقُوْلُ　ہوں میرے سوا کوئی اللہ نہیں ہے
لِلشَّیْءِ کُنْ فَیَکُوْنُ اَطِعْنِیْ　جس چیز کو کہتا ہوں ہو جا بس وہ
اَجْعَلُکَ تَقُوْلُ لِلشَّیْءِ　ہو جاتی ہے میری فرمانبرداری کر
کُنْ فَیَکُوْنُ وَقَدْ فَعَلَ　میں تجھے بھی ایسا ہی بنادوں گا
ذٰلِکَ بِکَثِیْرٍ مِنْ اَنْبِیَائِہٖ　تو جس چیز کو کہیگا ہوجا بس وہ ہوجائیگی
وَاَوْلِیَائِہٖ وَخَوَاصِّہٖ　اور بیشک ہم نے اپنے کثیر انبیاء اور اولیا
مِنْ بَنِیْ اٰدَمَ　اور خواص بنی آدم کو ایسا ہی بنایا ہے

اطاعت الٰہی

پھر اطاعت الٰہی کے متعلق ارشاد ہوتا ہے۔

کُنْ اَمْرُہٗ حَتّٰی یَکُوْنَ کَالْاَمْرِ　تو اللہ کے سامنے ایسا ہو جا
بَیْنَ یَدَیِ الْقُدْرَۃِ یُقَلِّبُکَ　جیسا بچہ جو کہ ان کے ہاتھ میں ہے
بِصُنُوْفِ حَالَاتِہٖ وَلَمَّیْتِ بَیْنَ　اور انسان کے سامنے مردہ کے
یَدَیِ الْغَسَّالِ وَالطِّفْلِ الرَّضِیْعِ　طور پر اور ماں اور دایہ کی گود میں

فِیْ حِجْرِ اُمِّہٖ وَظِئْرِہٖ　جس طرح بچہ پڑا رہتا ہے ماں اور دایہ کی

جب انسان اپنے ظاہر اور باطن کی جامعیت کے ساتھ ذات الٰہی میں منسلک کر دیتا ہے تو اس سے اس کے افعال کی نسبت اٹھ جاتی ہے اس مرتبہ میں اس کا ہر فعل فعل الٰہی ہوتا ہے یہی وہ مقام ہے جس کے لئے حدیث قدسی میں وارد ہے۔

لَا یَزَالُ عَبْدِیَ الْمُؤْمِنُ　میرا بندہ مومن ہمیشہ عبادت نافلہ سے
یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی　میرا تقرب چاہتا ہے۔ یہانتک کہ
اُحِبَّہٗ فَاِذَا اَحْبَبْتُہٗ　میں اسے دوست کر لیتا ہوں۔ تو
کُنْتُ سَمْعَہُ الَّذِیْ یَسْمَعُ　اس کا کان ہو جاتا ہوں جس سے
بِہٖ وَبَصَرَہُ الَّذِیْ یُبْصِرُ　وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھ ہو جاتا
بِہٖ وَیَدَہُ الَّتِیْ یَبْطِشُ　ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے
بِہَا وَرِجْلَہُ الَّتِیْ یَمْشِیْ　اور اس کا ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے
بِہَا فَبِیْ یَنْطِقُ وَبِیْ　وہ پکڑتا ہے اور اس کا پاؤں
یَسْمَعُ وَبِیْ یُبْصِرُ وَبِیْ یَبْطِشُ　جس سے وہ چلتا ہے۔ اور اسکا
وَبِیْ یَعْقِلُ　مفہوم دوسرے لفظوں میں یہ ہے

کہ مجھ ہی سے بولتا ہے مجھ ہی سے سنتا ہے مجھ ہی سے دیکھتا ہے مجھ ہی سے پکڑتا ہے مجھ ہی سے سمجھتا ہے۔

اسی مقام پر فائز ہو کر سیدنا غوث اعظم نے فرمایا ہے

وَلَوْ اَلْقَیْتُ سِرِّیْ فِیْ بِحَارٍ　لَصَارَ الْکُلُّ غَوْرًا فِی الزَّوَالِ

اگر میں اپنا بھید دریاؤں پر ڈالوں تو وہ اس کی تہ سہار سکیں اور نہیں کے اندر نابود ہو جائیں۔

وَلَوْ اَلْقَیْتُ سِرِّیْ فِیْ جِبَالٍ　لَدُکَّتْ وَاخْتَفَتْ بَیْنَ الرِّمَالِ

اگر میں اپنا راز اقدس ان پہاڑوں پر ڈالوں تو وہ ریزہ ریزہ ہو کر ناپید ہو جائیں اور ریت میں مل جائیں۔

وَلَوْ اَلْقَیْتُ سِرِّیْ فَوْقَ مَیْتٍ　لَقَامَ بِقُدْرَۃِ الْمَوْلٰی تَعَالٰی

اور اگر میں اپنا بھید مردہ پر ڈالوں تو وہ خدا کی قدرت کاملہ سے زندہ ہو جائے یہ حالت بغیر قرب کے حاصل نہیں ہوتی۔ قرب کیا ہے؟ ارشاد ہوتا ہے

فنا

اذا فنی العبد عن الخلق	جب بندہ فنا ہو جاتا ہے مخلوق سے
والھوی والنفس و	خواہش نفس سے، ارادے اور
الارادۃ والاماني دنیا	دنیا و آخرت کی آرزوؤں سے
واخری لم یرد الا الله	تو سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کسی
عز وجل وخرج الکل	کو نہیں چاہتا۔ اور تمام چیزیں
من قلبه وصل الی الحق	اس کے دل سے نکل جاتی ہیں۔
	تو وہ خدا سے وصل ہو جاتا ہے

شرک محبت

ارشاد ہوتا ہے۔ خواہش اور ارادہ اور طلب لذات جب تک قلب میں جاگزیں ہیں اللہ تعالیٰ کی محبت میں شرک باقی ہے۔

تزکیۂ قلب

اذا تنظف القلب من	جب بندہ کا قلب تمام انبیاء الٰہی
الشرکاء والانداد من	اور شریکوں یعنی بی بی بچوں مال
الاھل والمال والولد	دولت، لذات، شہوات، حکومت
واللذات والشھوات	ریاست۔ کرامات حالات۔ منازل
وطلب الولایات والریا	مقامات اور جنت و درجات اور
سات والکرامات والحالات	نزدیکیوں کی خواہش سے پاک
والمنازل والمقامات	ہوگیا تو پھر اس قلب میں نہ ارادہ
والجنات والدرجات و	باقی رہتا ہے نہ کوئی آرزو باقی
القربات والزلفات فلا	رہتی ہے اور اب یہ قلب اس
یبقی في القلب ارادۃ ولا	سوراخ دار برتن کی طرح ہوگیا۔
امنیۃ فصار کالاناء	جس میں کوئی بہنے والی شے
المنثلم الذی لا یثبت	نہیں ٹھہرتی۔
فیه مائع الخ	

ارتفاع غیریت

خواہش اور ارادے جس وقت تک دل میں موجود ہیں غیریت باقی ہے جب انسان اپنی خواہش اور ارادے کو اللہ کی مشیت اور ارادہ میں فنا کر دیتا ہے تو غیریت نہیں رہتی۔ فرماتے ہیں۔

فیختار العبد ح الله	پس بندہ اللہ کو اس وقت اختیار
عز وجل ویرید بارادته	کرتا ہے اور اللہ کے ارادہ کے ساتھ
ویدبر بتدبیرہ و	ارادہ کرتا ہے اللہ کی تدبیر کے ساتھ
یشاء بمشیئته ویرضی	تدبیر کرتا ہے اور وہی چاہتا ہے
برضاہ ویمتثل امرہ	جو اس کی مشیت چاہتی ہے
دون غیرہ فلا یری	اور اسی پر راضی ہوتا ہے جو اس کی
لغیرہ عز وجل وجودا	رضا ہے اور اسی حکم کو بجا لاتا
ولا فعلا لان الغیریة	ہے جو اس کے غیر کا نہیں یعنی اللہ کے
قد زالت بزوال الھوی	غیر کو نہ وجوداً دیکھتا ہے نہ فعلاً اس لئے کہ خواہش نفس کے فنا ہوتے ہی غیریت جاتی رہی

اتباع نفس

ارشاد ہوتا ہے۔

قال الله تعالی ولا تتبع	اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نفس کی پیروی مت کر
الھوی فیضلك عن	یہ تجھے اللہ کے راستہ سے
سبیل الله	گمراہ کر دے گا۔

کتاب اور سنت کی پیروی

والسلامة مع الکتاب	سلامتی کتاب اور سنت کے ساتھ
والسنة والھلاك	وابستہ رہنے میں ہے اور ہلاکت کے
مع غیرھما وبھما یرتقی	ساتھ عمل کرنے سے بندہ ولایت
العبد الی حالة الولایة	ابدالیت اور غوثیت کے مقام
والبدلیة والغوثیة	پر پہنچتا ہے۔

کسب اور توکل

قال النبی صلعم الاکتساب	فرمایا حضور صلعم نے کسب میرا طریقہ
سنتی والتوکل حالتی	ظاہری ہے اور توکل میری حالت
او کما قال وانت بین	باطنی ہے جیسا کہ یہ عبارت

سنتہ وحالتہ ان ضعف ایمانک فالتکسب الذی ہو سنتہ وان قوی ایمانک فالحالتہ التی ہی التوکل۔

بلکہ آپ نے فرمایا کہ اے طالب تو آپ کی سنت اور حالت کے دریا؟ اگر تیرا ایمان ضعیف ہے تو تیرے لئے کسب ہے جو مسنون ہے اور اگر تیرا ایمان قوی ہے تو توکل اختیار وہ آپ کی حالت ہے۔

ماسوا اللہ سے امید اور علائق قطع کرنے کی تاکید میں فرماتے ہیں۔

نفع اور نقصان اللہ کے قبضہ میں ہے

ولو جہد العباد ان ینفعوک بشیء لم یقضہ اللہ لک لم یقدروا علیہ ولو جہد العباد ان یضروک بشیء لم یقضہ اللہ علیک لم یقدروا

اگر سب بندے مل کر کوشش کریں کہ تجھے اس چیز سے نفع پہنچائیں جو تیرے مقدر میں نہیں ہے تو ایسا کرنے پر قدرت نہیں رکھتے اور اگر سب بندے مل کر کوشش کریں کہ وہ تجھے اس چیز سے نقصان پہنچائیں جو تیرے مقدر میں نہیں ہے تو بھی وہ ایسا کرنے پر قدرت نہیں رکھتے۔

مخلوق سے سوال کرنے کی ممانعت

ما سال الناس من سال الا لجہلہ باللہ وضعف ایمانہ ومعرفتہ ویقینہ وقلۃ صبرہ

مخلوق سے کسی نے سوال نہیں کیا مگر اللہ کو نہ جاننے اور اپنے ایمان اور معرفت اور یقین کے ضعیف ہونے کے سبب سے اور قلت صبر کی وجہ سے

دنیا سے عبرت

فالغالب علی بنی آدم فی الدنیا البلایا والمحن وما کالامر المحن وما یجدون من النعیم واللذات مشوبۃ بالآفات اذا اعتبرہا کل عاقل ادرک انہ لا حیاۃ لہ الا فی الآخرۃ ان کان مومنا کما قال النبی صلعم لا عیش الا عیش الآخرۃ

بنی آدم پر بلائیں اور سختیاں غالب ہیں اور محنتیں ہیں اور بنی آدم نعمتوں اور لذتوں سے جو کچھ پاتے ہیں وہ نعمتیں اور لذتیں آفتوں سے بھری ہوئی ہیں۔ جب کوئی دانشمند نظر عبرت سے دنیا کو دیکھے گا تو وہ اگر صاحب یقین ہے تو جان لیگا کہ حیات اخروی کی زندگی کے سوا نہیں، جیسا کہ نبی صلعم نے فرمایا عیش آخرت کے سوا کوئی عیش نہیں۔

حقیقت فقر

حقیقۃ الفقر ان لا تفتقر الی من ہو مثلک

فقر کی حقیقت یہ ہے کہ تو اپنے جیسے شخص کا محتاج نہ ہو۔

حقیقت غنا

وحقیقۃ الغنی ان تستغنی عمن ہو مثلک

اور غنا کی حقیقت یہ ہے کہ تو مخلوق سے بے نیاز ہو جائے۔

تصوف

التصوف ما اخذ من القیل والقال ولکن اخذ عن الجوع وقطع المالوفات والمستحسنات والتصوف مبنی علی ثمان خصال السخاء لابراہیم والرضا لاسحاق والصبر لایوب والاشارۃ لزکریا والغربۃ لیحیی ولبس الصوف لموسی والسیاحۃ لعیسی والفقر لمحمد صلی اللہ علیہ وسلم

اور تصوف قیل و قال سے نہیں بلکہ بھوک سے اور اشیاء مالوفہ و پسندیدہ کو چھوڑنے سے حاصل ہوتا ہے۔ تصوف کی بنیاد آٹھ خصلتوں پر رکھی گئی ہے (۱) حضرت ابراہیم کی طرح سخی ہونا (۲) حضرت اسحق کی طرح راضی رہنا (۳) حضرت ایوب کی طرح صبر (۴) حضرت زکریا کی طرح مناجات (۵) حضرت یحیی کی طرح غربت اختیار کرنا (۶) حضرت موسی کی طرح صوف کا پہننا (۷) حضرت عیسی کی طرح سیر کرنا (۸) ہمارے آقائے نامدار محمد مصطفی کی طرح فقر اختیار کرنا

ہر مومن کے لئے تین چیزیں ضروری ہیں

لا بد لکل مومن فی سائر احوالہ ثلثۃ اشیاء (۱) امر یمتثلہ (۲) نہی یجتنبہ (۳) قدر یرضی بہ

ہر مومن کے لئے جملہ احوال میں تین چیزیں ضروری ہیں یہ کہ (۱) حکم خدا بجالائے (۲) ممنوعات سے بچے (۳) تقدیر پر راضی رہے۔

حضرت غوث اعظم رح کے وعظ

خشیت الٰہی

اما بعد! یا عباد اللہ! اپنے مالک کی وفاداری کا اقرار کرو وہی معبود ہے جو تم کو طرح طرح کی نعمتیں عطا فرماتا ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور کوئی اس کا شریک نہیں۔ جو اس کے آگے توبہ کا سر جھکاتے ہیں۔ وہ ان کی خطائیں معاف کر دیتا ہے اور ان پر اپنی رحمت کا دروازہ کھول دیتا ہے۔

اے ناامیدی کے صحرا میں ٹھوکریں کھانے والو! تم کیوں آزردہ اور غمگین ہو؟ اٹھو اپنے خالق کو راضی کر لو۔ اگر تم اس کے حکموں کے آگے جھک جاؤ تو پھر تمہیں کسی چیز کے لئے بھی کسی دوسرے کی تعظیم کے کرنے کی احتیاج باقی نہیں رہے گی۔ وہ دنیا میں تمہارے

عزت و اطمینان کا شرف پیدا کرے گا۔

اے نفس کی اطاعت کرنے والو! یہ دنیا کی زندگی جو تعلق باللہ سے خالی ہے اس کے سوا اور کیا ہے کہ نفسانی خواہشوں کا ایک کھیل ہے جس کا انجام ہلاکت ہے۔ پس اس کی طرف سے توجہ ہٹاؤ اور ابدی راحتوں کو تلاش کرو۔ میں تمہیں آگاہ کرتا ہوں کہ ابدی راحتیں ان کے لئے ہیں جو اللہ سے ڈرتے ہیں اور ہر حال میں اس کی رضامندی کو سامنے رکھتے اور اس کی محبت کے مقابلہ میں تمام رشتوں کو ٹھکرا دیتے ہیں۔ حتیٰ کہ ماں باپ اور دوست احباب کی محبت کو بھی ہیچ سمجھتے ہیں۔ حق سبحانہ تعالیٰ ان کو اپنی محبوبیت کا شرف عطا فرماتا ہے۔ وہ ان کے کان بنجاتا ہے۔ جن سے وہ سنتے ہیں اور ان کی آنکھ بنجاتا ہے جس سے وہ دیکھتے ہیں اور وہ ان کے ہاتھ بن جاتا ہے جس سے وہ پکڑتے ہیں اور وہ اُن کے پاؤں بنجاتا ہے جن سے وہ چلتے ہیں۔

اے شراب غفلت کے متوالو! سنو کہ اس قدوس حق تعالیٰ کے سوا کوئی تمہارا کارساز نہیں ہے۔ اگر وہ تم کو بلندی پر پہنچانا چاہتا ہے تو کوئی ذلیل نہیں کر سکتا۔ اور اگر وہ ذلیل کرنا چاہتا ہے تو کوئی عزت نہیں دے سکتا۔ اور نفع و ضرر کا کوئی مالک ہے اگر وہ ناراض ہے تو زمین و آسمان کی کوئی ہستی بھی تم سے راضی نہیں ہو سکتی۔ اور اگر وہ مہربان ہے تو کوئی تم کو ضرر نہیں پہنچا سکتا۔ پھر تم کو کیا ہو گیا ہے جو تم اس قدوس حق تعالیٰ کو چھوڑ کر فانی ہستیوں کی پرستش کرتے ہو۔ ایھا الناس! اس معبود کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اسی نے ہر چیز پیدا کی ہے اور وہی نعمتوں کا سرچشمہ ہے۔ اسے نہ کبھی زوال ہوا اور نہ آئندہ ہوگا۔ پس اسی کی عبادت کرو اور اسی کا خوف رکھو۔

اے اللہ کے بندو! اپنے مالک کے سوا کسی سے نہ ڈرو۔ یاد رکھو سچا عارف وہ ہے جو اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرے اور ہر حال میں سچی بات کہے، اور سب سے اچھی موت اس کی ہے۔ جو ظالموں کے سامنے اظہار حق کرے۔ اور اس کی پاداش میں قتل کیا جائے یا دار پر کھینچا جائے، یا تیغوں کی چمک اور قید خانہ کی تاریکی اعلان حق میں کبھی حائل نہیں ہو سکتی، زبانوں کی بیباکی اور دلوں کی بے خوفی ہر حال میں قائم رہنی چاہیئے۔

یا عباد اللہ! ذرا اس بات کو سمجھو! جو مکان آباد ہے اس پر کوئی غاصبانہ قبضہ نہیں کر سکتا اور جو مکان خالی ہے اس پر ہر شخص آ سکتا ہے۔ اسی طرح جس کے دل میں حق تعالیٰ کا خوف موجود نہیں۔ وہ ہر ایک سے مرعوب ہو سکتا ہے۔ اسی لئے داعیان طریقت نے فرمایا ہے۔ جو خدا سے ڈرتا ہے وہ کسی سے نہیں ڈرتا۔ اور جو خدا سے نہیں ڈرتا وہ ہر ایک سے ڈرتا ہے۔

ایھا الناس! ہر حال میں اپنے پروردگار کی رضامندی کو سامنے رکھو اور اپنی تمام خواہشوں کو ٹھکرا کر اپنے مالک کی رضامندی کے پابند ہو جاؤ۔

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

اتباع رسول

اما بعد یا عباد اللہ! یہ اللہ تعالیٰ کا احسان کیا ہے کہ اس نے ہماری ہدایت کے واسطے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا جن کی زندگی ہمارے لئے مشعل ہدایت ہے۔ حضور سرور عالم رحیم و کریم تھے ان کے حلم و کرم کی یہ کیفیت تھی کہ دشمنوں سے بھی انتقام نہیں لیتے تھے سخت سے سخت باتیں کمال خندہ پیشانی سے سن لیتے تھے۔ اور کسی کو سخت جواب نہیں دیتے تھے۔ جنگ احد میں عتبہ بن ابی وقاص نے حضور پر پتھر برسائے جس سے آپ کے دندان مبارک شہید ہو گئے۔ خادموں نے کہا یا رسول اللہ اس کے حق میں بد دعا کیجئے۔ حضور نے فرمایا نہیں۔ میں بد دعا کرنے کے لئے دنیا میں نہیں آیا۔ حضور کی مسکین پروری اور غریب نوازی کا یہ عالم تھا کہ کبھی کوئی سائل آپ کے در سے محروم نہیں گیا۔ اگر کسی وقت کچھ پاس نہیں ہوتا تو فرمایا کرتے تھے کہ میرے نام سے قرض لے لو۔ جس وقت ہوگا میں ادا کر دوں گا۔

ریاضت و عبادت کا یہ عالم تھا کہ رات رات بھر نوافل میں

گذار دیتے تھے یہاں تک کہ پائے مبارک ورم کر جاتے تھے خوف و خشیت کی یہ کیفیت تھی کہ اکثر یادِ دوزخ و وعدۂ جنت سے رویا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہو جاتی تھی۔

محنت و مشقت کا یہ عالم تھا کہ آپ ہر روز طلوعِ آفتاب سے چار گھنٹے پہلے بیدار ہوتے اور ٹھنڈے پانی سے وضو کرتے پھر نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ تہجد کی نماز ادا کرتے۔ اس کے بعد ذکر و فکر میں مشغول ہو جاتے جب سحر کے آثار نمودار ہوتے تو فریضۂ سحر ادا کرتے اس بات سے فارغ ہو کر غریبوں کی خدمت اور بیماروں کی عیادت کو تشریف لیجاتے غریبوں کی دلنوازی اور بیواؤں کا سودا خرید کر لانا حضور کے معمولات میں داخل تھا۔

ان کاموں سے فارغ ہو کر آپ اپنی معاش کے لئے جدوجہد کرتے اور چھ گھنٹے ملک کا دربار میں مصروف رہتے۔ پھر اصلاح و ہدایت کا فرض انجام دیتے۔ غرض آپ کی زندگی کا ہر لمحہ انتہائی محنت و مشقت پر لبریز تھا۔

اصلاح و ہدایت میں دنیا کی کوئی ہستی آپ کا مقابلہ نہیں کر سکتی آپ نے ان تمام گمراہیوں کو مٹایا۔ جن کو دنیا پر چھائے ہوئے مسلسل کئی صدیاں گذر چکی تھیں۔ آپ کی تعلیم سے بے حیائی کی ظلمتیں کافور ہو گئیں۔ ظلم و ستم کا بازار سرد ہو گیا۔ اور ہزاروں گمراہ راہِ راست پر آگئے۔ آپ نے دنیا کی کایا پلٹ دی، جاہلوں کو عالم، ظالموں کو رحمدل اور عیش پرستوں کو پرہیزگار بنا دیا۔

ایہا الاخوان! رسولِ عربی کی زندگی صرف ہمارے لئے نہیں بلکہ تمام دنیا کے لئے شمعِ ہدایت ہے انسانی زندگی کا ایک شعبہ بھی ایسا نہیں جس میں رسول اللہ کا اسوۂ حسنہ موجود نہ ہو۔ ہمارے حضور اگر ایک طرف محفلِ روحانیت کے پیشوا ہیں تو دوسری طرف محفلِ دنیا کے بھی رہبرِ اعظم ہیں آپ کے اندر وہ تمام صفات موجود تھیں جو انسانیت کبریٰ کے لئے لازم و مخصوص ہیں۔

وہ رحم و کرم کے بادشاہ تھے۔ لیکن قانونِ الٰہی کے جاری کرنے میں عدل و انصاف کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑتے تھے وہ نرم طبیعت اور بردبار تھے۔ لیکن حق و صداقت کے اعلان میں تامل نہیں کرتے تھے وہ عظیم الشان فاتح تھے۔ لیکن مغلوب جماعتوں کے لئے سراپا رحم و کرم تھے۔ انھوں نے حق کے مخالفوں کو کبھی معاف نہیں کیا لیکن اپنے ذاتی دشمنوں سے کبھی بدلہ لینے کی خواہش نہیں کی۔ غرض ان میں وہ تمام خوبیاں موجود تھیں جو ایک رہبرِ کامل میں ہونی چاہئیں۔ وہ نہایت خلیق اور ہمدرد تھے۔ ان کو غریبوں سے بے انتہا محبت تھی۔ وہ ظاہری شان و شوکت کو حقیر سمجھتے تھے۔ ہمارے حضور کا یہ معمول تھا کہ اپنے کپڑوں میں پیوند لگا لیتے۔ بکریوں کا دودھ دوہتے۔ جو کی روٹی کھاتے

جھاڑو دیتے، آگ سلگاتے، اپنی جوتیاں گانٹھ لیتے اور مہمانوں کی خدمت کرتے تھے۔ حق سبحانہٗ و تعالیٰ ہم کو اتباعِ رسول کی توفیق عطا فرمائے۔

تعلیماتِ قادریہ

حضرت سعد بن ربیع الطائف رحمۃ اللہ علیہ القدس میں تحریر فرماتے ہیں۔

تاریخ ۱۱ ربیع الاول ۵۵۵ھ ہجری کو سیدنا عبدالقادر کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور میں نے منازلِ طریقت کے متعلق سوال کیا حضرت شیخ کی زندگی علوم و معارف کا ایک بے پناہ سمندر تھی جس سے ہزاروں طالبانِ معرفت مستفیض ہوئے حضور نے ارشاد فرمایا منازلِ طریقت میں اولین منزل تزکیۂ قلب ہے۔ رسول اللہ نے فرمایا ہے۔

اِنَّ فِی الْجَسَدِ مُضْغَۃً اِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ کُلُّہٗ وَاِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ کُلُّہٗ اَلَا وَہِیَ الْقَلْبُ۔

بے شک بدن کے اندر ایک گوشت کا ٹکڑا ہے۔ جب وہ سنور جاتا ہے تو سارے اعضا سنور جاتے ہیں اور جب وہ بگڑ جاتا ہے تو تمام بدن بگڑ جاتا ہے۔ یاد رکھو وہ قلب ہے۔

ہمارے مشاہدات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جس چیز کا دھیان دل میں سما جاتا ہے سارے اعضاء اس کی دھن میں لگ جاتے ہیں۔ آنکھ اس چیز کے دیکھنے کے لئے بے قرار ہوتی ہے کان اس کی بات سننے کے لئے مضطرب ہوتے ہیں۔ ہاتھ اس کے پکڑنے کے لئے اور پاؤں اس کی طرف چلنے کے لئے مضطرب ہوتے ہیں۔ ہاتھ اس کے پکڑنے کے لئے اور پاؤں اس کی طرف چلنے کے لئے آرزو مند ہوتے ہیں۔ پس جو طالبانِ ذاتِ حق سبحانہٗ و تعالیٰ کی یاد میں بے قرار ہیں ان کا قلب ہمیشہ محبوب

کی رضامندی کی طرف متوجہ رہتا ہے۔ یاد رکھو تزکیۂ قلب کا آسان طریقہ حلال روزی کا حاصل کرنا اور نفس کی شرارتوں سے محفوظ رہنا ہے۔ جب کسی شخص کا قلب برائیوں سے پاک ہوجاتا ہے تو وہ بکثرت صرف اپنے مالک کا وفادار بنجاتا ہے۔ ہر حال میں اس کی رضامندی کو سامنے رکھتا ہے اور اس کی محبت کے مقابلے میں تمام دنیا کو ہیچ سمجھتا ہے دنیا کی کوئی طاقت اسے محبت الٰہی سے باز نہیں رکھ سکتی۔ اور وہ کسی حال میں بھی اقرار محبت کو فراموش نہیں کرتا۔ کیونکہ اس کے رگ و ریشہ میں حق سبحانہٗ تعالیٰ کی محبت سما جاتی ہے۔ یاد رکھو جس شخص میں یہ صفات نہ ہوں وہ ہرگز عارف کامل نہیں ہے۔ (لطائف القدس [illegible])

تقرب الی اللہ

حضرت طاہر بن سعد رحمۃ سے روایت ہے کہ ۱۲۔ شعبان [illegible] ہجری کو حضرت غوث اعظم رضہ سے دریافت کیا کہ تقرب الی اللہ کا آسان طریقہ کیا ہے؟ حضور نے فرمایا۔

تَجْرِيْدُ الْقَلْبِ لِلّٰهِ تَعَالٰى وَاحِقًا	اللہ تعالیٰ کے لئے دل کو اغیار سے خالی
مَاسِوَاهُ۔ فَرَاقَ اللّٰهِ فِیْ جَمِيْعِ	کرنا اور اس کے ماسوا کو اس کے
حَالَاتِكَ بِاَنْ تَبْدَاءَ بِفَضْلِ	مقابلے میں حقیر جاننا۔ پس اپنی ہر
الْفَرَائِضِ وَتَرْكِ الْمُحَرَّمَاتِ	حالت میں اللہ تعالیٰ کا دھیان
ثُمَّ النَّوَافِلِ وَالْاَذْكَارِ	کر اس کا طریقہ یہ ہے کہ فرائض

ادا کرے اور تقدیس و تحمید میں مشغول رہے۔

اس کے بعد فرمایا اے فرزند اگر تو حق سبحانہ و تعالیٰ کی محبوبیت کا شرف حاصل کرنا چاہتا ہے تو اپنی خواہشات کو مٹا کر حق تعالیٰ کی فرمانبرداری کے لئے وقف ہوجا۔ ہر کام میں اس کی رضامندی کو سامنے رکھ۔ اور کسی کام میں اس کی نافرمانی نہ کر۔ جو تجھ سے غریب ہو اسے حقیر نہ سمجھ۔ اپنے فائدے کے لئے دوسروں کے نقصان کا آرزومند نہ ہو۔

صدق و اخلاص کا تعلق صرف زبان ہی سے نہ ہو بلکہ عمل سے بھی ہو جب تیرے اندر یہ محاسن پیدا ہوجائیں گے تو حق تعالیٰ تجھے اپنی محبوبیت کا شرف عطا فرمائے گا۔ ہر محفل میں تیری عزت ہوگی اور ہر شخص تیرا احترام کرے گا۔

پھر فرمایا۔ یہ دنیا ایک سرائے فانی ہے اس کے کسی کام میں استقلال نہیں۔ تمہاری زندگی تمہارا عیش و آرام تمہارا مال و دولت یہ سب چیزیں فنا ہونے والی چیزیں ہیں۔ پھر کس قدر نا سمجھ اور نادان ہیں وہ بندگان نفس جو ابدی راحتوں کو ٹھکرا کر فانی مسرتوں کو خریدتے ہیں اور معرفت کا لباس اختیار کرکے دنیا کماتے ہیں۔ یاد رکھو جو دعا عی طریقت مال و دولت کے لئے بےچین ہے عزت و شہرت کا آرزومند ہے۔ ظاہری تکلفات کا خیال رکھتا ہے اور امیروں کے دروازے پر جاتا ہے وہ یقیناً فریبکار ہے اس سے اپنی متاع ایمان کو اسی طرح بچاؤ جس طرح رہزنوں سے مال و زر کی حفاظت کرتے ہو۔ (مقامات اولیا باب ۲۶ [illegible])

تسلیم و رضا

حضرت عبید ابن عاصمؒ بیان فرماتے ہیں کہ میں ۲۱۔ شوال [illegible] کو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ اس وقت تلاوت قرآن میں مشغول تھے۔ جب فارغ ہوئے تو میں نے سوال کیا حضور میں تسلیم و رضا کے مسئلہ کو سمجھنا چاہتا ہوں۔ حضور نے فرمایا۔

وَاحْفَظْ فِیْ نَفْسِكَ ثَلٰثَة	اور تو اپنے دل و دماغ میں تین چیزوں
اُصُوْلٍ اَلْاَوَّلُ اَنْ لَا نَفْعَ وَلَا	کو ہمیشہ محفوظ رکھ اول یہ کہ نفع و
ضَرَّ اِلَّا مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَاِنَّ مَا قُدِّرَ	ضرر کا مالک حق سبحانہٗ تعالیٰ ہے
لَكَ مِنْ ذٰلِكَ نَفْعًا وَشِدَّةً وَ	اور اس نے ازل میں جو کچھ مقرر کیا
ضَرًّا فِی الْاَزَلِ وَاصِلٌ اِلَيْكَ	ہے۔ خواہ وہ نعمت ہو یا نفع ہو یا
لَا مَحَالَةَ	سختی ہو یا نقصان ہو ہر حال وہ تجھے
	ضرور پہنچے گا۔

پھر فرمایا۔ یہ عبد! تمام جہان کا بادشاہ بے پاک ذات ہے بڑی طاقت والا ہے۔ تمام جہان کا اسی نے پیدا کیا ہے اور وہی کائنات کو سنبھالے ہوئے ہے۔ مشرق اور مغرب میں جو کچھ ہے وہ سب اسی کا ہے وہ جو چاہتا ہے حکم دیتا ہے اور کسی کی مجال نہیں جو اس کے حکم کو رد کر سکے پس اے فرزند! جب تجھے سوال کرنا ہو تو اللہ ہی سے سوال کر اور جب مدد مانگنی ہو تو اللہ ہی سے مدد مانگ۔ اگر تمام بندے چاہیں اور کوشش کریں کہ جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے مقدر نہیں کیا اس سے تجھے نفع دیں تو اس پر قادر نہیں ہوں گے۔ اور اگر تمام بندے کوشش کریں کہ تجھے ضرر پہنچائیں اور وہ مقدر نہیں ہے تو ضرر نہیں پہنچا سکتے۔

اور اے فرزند! تیرے مالک کو تجھ پر اختیار ہے۔ وہ جس طرح چاہتا ہے تیری حالت بناتا ہے۔ اور تیرے لئے یہ مناسب نہیں کہ تیرے آقا کی جو مرضی ہو وہ تجھے ناپسند ہو۔ حالانکہ وہ تجھ پر تیرے ماں باپ سے زیادہ مہربان ہے۔

اے فرزند اس بات کو یاد رکھ! جس طرح ایک مہربان طبیب مریض کے واسطے دوا تجویز کرتا ہے اور وہ دوا اگرچہ تلخ ہوتی ہے لیکن فائدے کثیر ہوتے ہیں۔ اسی طرح قضا و قدر کے بعض احکام جو بظاہر تجھے ناپسند ہیں۔ لیکن فی الحقیقت ان میں تیرے لئے فائدہ ہے پس احکام الٰہی کی مخالفت نہ کر تیرا فرض ہے کہ اپنی تمام قوتوں کے ساتھ بارگاہِ الٰہی میں جھک جا۔ پھر وہ قدوس حق تعالیٰ تیرے لئے امن و عافیت اور عزت کا شرف پیدا کر دیگا۔

(تربیت السالکین صفحہ ۱۱)

الکلمات القدسیہ

حضرت عبید بن عاصمؒ سے روایت ہے کہ ۱۲۔ شوال ۵۴۵ھ کو بیت الامین میں ایک مجلس منعقد ہوئی اس میں سیدنا غوث اعظمؓ نے ارشاد فرمایا۔

اسمعوا هذا الطريق الوصول الى الله تعالى۔ سنو کہ یہ اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا طریقہ ہے۔ سب سے پہلے اپنے دل کو برے خیالات سے پاک کرو۔ پھر خدائے قدوس کی وفاداری کا عہد کرو پھر اپنے اعمال میں صدق و اخلاص پیدا کرو۔ پھر کہو۔ لا الٰہ الا اللّٰہ محمد الرسول اللّٰہ اور تنہائی میں اس کا ورد کرو لیکن اس حال میں کہ جب لا الٰہ کہو تو ماسوائے حق کے سب کچھ بھول جاؤ اور جب الا اللّٰہ کہو تو حق تعالیٰ کی وحدانیت اور ربوبیت، رازقیت اور حکمت کا اقرار کرو۔ اور اس کی محبت کے لئے وقف ہو جاؤ۔ اور جب محمد رسول اللّٰہ کہو تو حضورؐ کی اطاعت کا عہد کرو۔ یہ احسن الاذکار ہے اور ذکر مجرد یہ ہے کہ جب کلمہ طیبہ کا ورد کرو تو ماسوائے حق کے خیال سے بے نیاز ہو جاؤ اور جب اَللّٰہ کہے تو تین مرتبہ یہ الفاظ کہے۔

یا اللّٰہ انت مقصودی ترک خدا لئے مطلوبی یہ کلمہ اللّٰہ دیتا ہے برے اور بے خطرے کے لئے اخلاص سے ماسوائے حق کی محبت کم ہوتی ہے۔ اور حق سبحانہ تعالیٰ کی اطاعت کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ اور اس کا ورد زیادہ رکھو تاکہ رنج میں طاقت حاصل ہو۔ اور برے خیالات سے محفوظ رہو۔ اور زیادہ موثر طریقہ یہ ہے کہ جب کلمہ طیبہ کا ذکر کرو تو آنکھیں بند کر لو اور قلب کو حق تعالیٰ کی طرف متوجہ کرو (مقامات اولیاء جلد اول صفحہ ۱۱۱)

وصال

۴۔ ربیع الثانی ۵۶۱ھ کو آپ کی طبیعت ناساز ہوئی ایک ہفتہ تک شدید بخار رہا۔ ۱۱۔ ربیع الثانی کو آپ نے وفات پائی وفات سے ایک گھنٹہ پہلے آپ نے صاحبزادہ عبدالوہابؒ سے فرمایا۔ حق تعالیٰ کے سوا کسی اور سے ہرگز نہ ڈرنا اور اپنے نفس پر تقویٰ کو لازم رکھنا جو اپنی ہستی کو خدا کے سپرد کر دیتا ہے دنیا کی تمام چیزیں اس کے لئے آسان کر دی جاتی ہیں۔

باورچی خانہ

(از جناب مولوی حاجی عطاء الرحمٰن صاحب بانی دہلی)

(گذشتہ سے پیوستہ)

کورن بریڈ

کورن بریڈ یعنی مکئی کا آٹا	ایک پیالی
میدہ	ایک پیالی
بیکنگ پوڈر	۳ چمچہ چاء
نمک طعام	½ چمچہ چاء
بیضہ مرغ	ایک عدد
دودھ	ایک پیالی
مکھن گھی۔ بناسپتی یا چربی پگھلاکر	¼ پیالی

ترکیب:۔ مکئی کا آٹا۔ میدہ۔ بیکنگ پوڈر اور نمک چھلنی میں چھان کر ایک جان کرلو۔ انڈے کو خوب پھینٹو۔ اور دودھ شامل کرو۔ اور گھی یا مکھن ملاؤ۔ پھر خشک مصالحہ ملادو۔ اور خوب ملاکر گوندھو اور ۸ : ۸ مربع انچ اور ۲ انچ اونچے سانچے میں بھر کر ۴۰۰ درجہ کی حرارت پر بسکٹ کے تندور میں بیس منٹ تک پکاؤ۔

پنیر اور مکئی کی روٹی
چیز کورن بریڈ

میدہ	ایک پیالی
شکر چینی	ایک چمچہ میز
نمک طعام	½۱ چمچہ چاء
بیکنگ پوڈر	۲ چمچہ چاء
بیضہ مرغ	ایک عدد
مکئی کے دانے اُبالے ہوئے	½۲ پیالی
امریکن چیز سفوف کیا ہوا	½ پیالی
مکھن گھی۔ چربی۔ بناسپتی پگھلاکر	¼ پیالی

ترکیب:۔ میدہ۔ شکر۔ نمک اور بیکنگ پوڈر چھلنی میں چھان کر ایک جان کرلو۔ انڈے کو پھینٹو اور اس میں مکئی کے ابلے ہوئے دانے اور پنیر ملادو۔ اور مکھن۔ گھی۔ چربی یا بناسپتی پگھلا کر ملادو۔ پھر خشک اجزا بھی شامل کردو۔ اور ۸ انچ مربع اور دو انچ اونچے

سانچے میں بھر کر چار سو درجہ کی حرارت پر بسکٹ کے تندور میں ۲۵ منٹ تک پکاؤ۔ اور گرم گرم نوش فرماؤ۔

اورنج کافی کیک

بیضہ مرغ	ایک عدد
دودھ	½ پیالی
چینی	½ پیالی
نمک طعام	½ چمچہ چاء
نارنگی یا سنترے کے چھلکے پسے ہوئے	۲ چمچہ میز
میدہ یا آٹا	۲ پیالی
مکھن یا بناسپتی پگھلاکر	½ پیالی
نارنگی یا سنترے کا رس	½ پیالی
بیکنگ پوڈر	۳ چمچہ چاء
NUT TOPPING نٹ ٹوپنگ بموجب ترکیب نمبر ۶۵	حسب ضرورت

ترکیب:۔ انڈے کو پھینٹو۔ دودھ شکر نمک اور نارنگی کا چھلکا پسا ہوا شامل کرو اور نصف پیالی آٹے کی اور مکھن یا بناسپتی کی ملاؤ۔ پھر نارنگی یا سنترے کا رس شامل کرو اور اچھی طرح ملاؤ۔ پھر باقی آٹا اور بیکنگ پوڈر چھلنی میں چھان کر تاکہ ایک جان ہوجائے شامل کردو جب خوب مل جائے دس انچ قطر کے مجوف سانچے میں بھر دو اور اوپر نٹ ٹوپنگ Nut Topping جس کی ترکیب نیچے درج ہے بنا کر چھڑک دو اور ۳۷۵ درجہ کی حرارت پر بسکٹ کے تندور میں ایک سے تیس منٹ تک پکاؤ۔

نٹ ٹوپنگ ۶۵ NUT TOPPING

مکھن یا بناسپتی ۲ چمچہ میز اور اس میں ½ پیالی اخروٹ بادام پستہ یا ناریل خشک کترا ہوا۔ دارچینی ایک چمچہ چاء۔ جائفل ایک چمچہ چاء

ترکیب:۔ مکھن یا بناسپتی میں شوگر یعنی براؤن شکر ملاکر کریم سی بنالو۔

افسانے

کلیجہ کا داغ

(از معارف ایڈیٹر)

(۱)

آدھی رات ادھر آدھی رات ادھر، ہر طرف ویرانہ۔ آسودگان خاک کی بستی میں وہ نازنین رشیدہ جس نے کبھی گھر سے باہر قدم نہیں نکالا تھا آج غم نصیب بن کر حضرت خواجہ باقی باللہؒ کے دربار میں رحم و کرم کی بھیک مانگنے آئی ہے مگر فرط ادب سے روضے کے اندر قدم نہیں رکھتی۔ اپنے بکھرے ہوئے بالوں سے سنگ آستاں پر جاروب کشی کر رہی ہے۔ آنکھوں میں آنسو ہیں دل میں درد اور لب پر آہ۔

ظالم یاس میں جب سب تدبیریں بے کار ہو جائیں تو نا مرادوں کا سہارا صرف دعا۔ آنکھیں خانۂ خدا کا تو سل ڈھونڈتی ہیں۔ رشیدہ اس وقت بھی یہی کر رہی ہے۔ صاحب مزار کی عظمت و حرمت کا واسطہ دے دے کر خداوند کریم سے اپنے بے جان شوہر کی صحت یابی کے لئے دعا کر رہی ہے۔

مزار مبارک کے سرہانے لوبان سلگ رہا ہے۔ اس کی خوشبو رشیدہ کے پژمردہ غنچۂ دل کو کھلانے کے لئے نسیم سحری کا رنگ اختیار کر رہی ہے احساس کا دھواں رشیدہ کی دردبھری فریاد کو اپنے دامن میں لے کر بارگاہ الٰہی میں جا رہا ہے۔

روتے روتے رشیدہ کی ہچکیاں بندھ گئیں۔ اس وقت صرف اس کو بھائی یا خادمہ ہی کو حیرت نہ تھی بلکہ گورستان کا ایک ایک ذرہ سراپا حیرت بن کر اس وفا کی دیوی کا منہ تک رہا تھا۔ کیا یہ اسی خدائی خوار محمود کی بیوی ہے۔ جس نے ۱۲ برس کے عرصہ میں کبھی رشیدہ سے سیدھے منہ بات بھی نہ کی اور جس نے کوئی ظلم و ستم اپنی بیوی کے واسطے اٹھا نہیں رکھا۔

یہ دلدوز نظارہ دیکھ کر عالم قدس کے مکیں بھی پکار اٹھے کہ ایسی وفادار عورت کی دعا محروم اثر نہیں رہ سکتی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا

(۲)

"تم میرے معاملات میں دخل دینے والی کون ہو؟"

رشیدہ، یہ غضب ناک آواز سن کر لرز گئی۔ اس نے ڈرتے ڈرتے جواب دیا۔ "میں تو آپ ہی کے بھلے کے واسطے کہتی ہوں۔ خدا کے لئے ابھی آپ اچھے ہوئے ہیں۔"

محمود کی تیوری پر بل پڑ گئے آنکھوں سے چنگاریاں نکلنے لگیں ڈانٹ کر بولا۔

"یہ بڑی میری خیرخواہ بن کر آئی ہیں۔ میں شراب نوشی ہرگز نہیں چھوڑ سکتا جان جائے گی میری میرے بلے تم تو نہیں رہ جاؤگی۔"

رشیدہ نے رو کر کہا۔ "میری تو دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے ہاتھوں میری ہی موت کرے میں آپ کی تمام بلائیں لے کر مر جاؤں۔"

محمود کی قہر آلود آواز کمرے کے اندر گونجی

"بس بس میں فضول بکواس نہیں سننا چاہتا ورنہ دیکھو کل صبح ہی کوٹھی خالی ہو جائے۔ ورنہ ہرگز زہرہ آ جائیں گی۔"

"میری خطا"

"مجھے زہرہ سے محبت ہے"

"مجھے بھی ایک کونے میں پڑا رہنے دیجئے۔ میں لونڈی بن کر زہرہ کی بھی خدمت کروں گی۔۔۔"

نہیں تمہاری کوئی ضرورت نہیں۔ تمہاری منحوس صورت اس لائق نہیں ہے کہ مس زہرہ کی خوب صورت نگاہیں اس پر پڑ سکیں۔"

"خدا کے لئے مجھ پر رحم کیجئے آخر میرا بھی کچھ حق ہے۔ میں بھی آپ کی لونڈی ہوں۔ برسوں خدمت کی ہے۔"

رشیدہ نے چاہا کہ دوڑ کر شوہر کے قدموں پر سر رکھ دے۔ لیکن سنگدل محمود نے رشیدہ کو دھکا دے کر کہا۔

"جہنم میں جاؤ تم۔ تمہارا کوئی حق نہیں۔"

(۳)

شاہد بازاری زہرہ بھلا یہ کب گوارا کر سکتی تھی کہ بد نصیب رشیدہ ان کوارٹروں میں بھی رہے جو کوٹھی کے احاطہ میں ملازموں کے لئے بنے ہوئے تھے۔ چنانچہ چند ہی روز کے اندر وہ جبراً اپنے میکے بھجوا دی گئی۔ یہ مالک رشیدہ کے والدین مدت ہوئی مر چکے تھے۔ لیکن اولاد کی ماتا بری ہوتی ہے اگر زندہ ہوتے تو رشیدہ کو سر آنکھوں پر بٹھاتے۔ جو کچھ نصیب ہوتا پہلے رشیدہ کو کھلاتے پیچھے آپ کھاتے رہا بھائی سو اس کا دم سوتیلی اپنے پتوں کا بھاری۔ گھر گھر مشیا نے چوڑے ہوئے ہیں کون کس کی پروا کر سکتا ہے۔ غریب رشیدہ سلائیاں کر کے اپنا اور اپنے چھوٹے لڑکے لال نرخ کا پیٹ پالتی تھی۔

سات آٹھ مہینے کے بعد رشیدہ نے اپنے شوہر کی صورت دیکھی محمود اس کے گھر میں قدم رکھتے ہی حسرت سے باچھیں کھل گئیں۔ بیتابانہ جوش کے ساتھ پیشوائی کے لئے لپکی۔ اور رحم طلب نگاہوں سے شوہر کی طرف دیکھکر پوچھا۔

"آپ اچھے تو ہیں؟"

محمود نے بے رخی کے ساتھ جواب دیا" تمہاری بلا سے۔ یہ بتاؤ فرخ کہاں ہے؟"

امید کی دبی ہوئی چنگاری رشیدہ کے دل میں پھر بھڑک اٹھی سمجھی باپ ہیں۔ محبت نے جوش کیا۔ اپنے بچے کو دیکھنے آئے ہیں اور ممکن ہے کہ یہی محبت اُن کے آنے جانے کا ذریعہ ہو جائے جلدی سے فرخ کو آواز دی۔ معصوم بچے نے اپنے باپ کی صورت دیکھی۔ اور دونوں ہاتھ پھیلا کر دوڑا۔ لیکن آہ! یہ دیکھکر رشیدہ کی تمناؤں کا خون ہو گیا کہ محمود نے نہ فرخ کو چمکارا اور نہ اس کے سر پر ہاتھ پھیرا۔ تیور بدل لئے اور ڈانٹ کر کہا۔

"فرخ میرے ساتھ چل"۔

فرخ نے سہم کر اپنی ماں کی طرف دیکھا اور کہا۔

"اور میری امی جان"

"تیری امی گئی جہنم میں۔ جلدی چل"

رشیدہ نے ڈرتے ڈرتے پوچھا۔ "آخر میرے بچے کو کہاں لئے جاتے ہو۔؟"

محمود نے بگڑ کر جواب دیا" اپنے گھر۔ مس زہرہ کو کام کاج کے لئے ایک چھوٹے لڑکے کی ضرورت ہے۔"

"کیا میرا فرخ زہرہ کی خدمت کرے گا؟"

"ہاں! ہاں۔ زہرہ کی خدمت تو اس کا باپ بھی کرتا ہے"۔

"مجھے بھی ساتھ لے چلئے۔ میں بھی زہرہ کی خدمت کروں گی"۔

"نہیں تیرا کوئی کام نہیں۔"

"یہ معصوم ابھی کسی کی خدمت کرنے کے لائق نہیں۔ خدا کے لئے اس کو مجھ سے جدا نہ کیجئے۔ میں نے فرخ کو بڑی مصیبتوں سے پالا ہے"۔

"کیا تیرے کہنے سے میں مس زہرہ کا دل میلا کروں"۔

یہ کہکر محمود نے فرخ کا ہاتھ پکڑا اور باہر چلنے کے لئے گھسیٹا۔

فرخ تڑپ کر چلایا۔ "ارے میری امی جان"

دوسری جانب رشیدہ کے منہ سے چیخ نکلی۔

"ہائے میرا فرخ"

اور وہ بیہوش ہو کر گر پڑی۔

. . . .

رشیدہ اب دنیا کی فکروں سے آزاد ہو چکی ہے اسے اب کوئی غرض نہیں دوسرے اس کا غم کہا سنتے ہیں۔ اسے یہ خبر نہیں کہ معصوم فرخ اپنی ماں کے غم میں سب کو سوگوار کر گیا۔ اسے یہ بھی نہیں معلوم کہ مس زہرہ محمود کی تمام دولت پر قبضہ کر کے پھر چاندنی بازار کو زینت دے رہی ہے اس کو یہ بھی علم نہیں کہ مفلس و قلاش محمود اپنے آوارہ گرد دوستوں کی بدولت ایک سنگین الزام میں کالے پانی کی ہوا کھا رہا ہے۔

دہلی میں جامع مسجد کے جنوبی دروازہ کے سامنے ایک دیوانی گھومتی پھرتی ہے۔ راتوں کو جب چیخیں مار کر روتی ہے تو اہل محلہ کی نیند اُچاٹ ہو جاتی ہے۔ روتے سے فارغ ہوتی ہے تو سارے جسم کو جنبش دے کر دل کی پوری قوت سے "فرخ.... فرخ" کے درد ناک نعرے اس طرح لگاتی ہے کہ معلوم ہوتا ہے کلیجہ منہ سے نکل پڑے گا۔ لڑکے اس کی نقل کرتے ہیں۔ بڑے اس کا مذاق اُڑاتے ہیں۔ لیکن یہ کوئی نہیں جانتا کہ یہ وہی بد نصیب رشیدہ ہے جسے دیوانگی میں بھی اپنے فرخ کی جستجو ہے۔

حج اکبر

(افسانہ نہیں حقیقت)

(از معاون اڈیٹر)

(۱)

عراق میں عبداللہ بن مبارک کی فیاضی و خداترسی کا شہرہ ہے۔ ان کے دروازے سے کوئی سائل محروم نہیں جاتا۔ خود فاقہ کر لیتے ہیں۔ سائل کو پیٹ بھر کر کھلاتے ہیں۔ دن رات عبادت سے کام ہے۔ ہر سال جس طرح ممکن ہو فریضہ حج ادا کرتے ہیں۔ حج کا زمانہ قریب آگیا عشق الٰہی دل میں چٹکیاں لے رہا ہے۔ لیکن اس سال عبداللہ بن مبارک کے پاس زاد راہ کا کوئی انتظام نہیں۔ متفکر ہیں۔ پریشان ہیں۔ کہاں سے روپیہ لائیں اور کس طرح دل کی لگی کو بجھائیں۔

رفتہ رفتہ ایک صورت ذہن میں آئی۔ خو بصورت موروثی مکان ہے اس کو فروخت کر دیا جائے۔ یہ مانا کہ اس مکان میں پیدا ہوئے زندگی کا بہترین حصہ اس مکان میں گذرا۔ بزرگوں کی نشانی ہے لیکن عشق خدا کے سامنے یہ کوئی چیز نہیں۔

لوگوں سے تذکرہ ہوا۔ جائداد کے متلاشی آنے لگے۔ خرید و فروخت کی گفتگو شروع ہوئی اور پانچ سو اشرفیوں میں معاملہ طے ہو گیا۔

(۲)

آج عبداللہ بن مبارک بہت خوش ہیں۔ خداوند کریم نے زاد راہ کا انتظام کر دیا۔ اور انشاء اللہ پھر خانہ کعبہ کی زیارت نصیب ہو گی۔ تمناؤں کا ہجوم ہے دل سینہ میں اچھل رہا ہے۔ پانچ سو اشرفیوں کی تھیلی بغل میں دبائی اور سامان سفر درست کرنے کے لئے بازار کی راہ لی۔

خیال ہوا کہ دوسری چیزیں تو پھر مل جائیں گی۔ سب سے پہلے ایک تیز رفتار اونٹ خرید لیں۔ حج کا زمانہ ہے۔ عاشقان صادق کے قافلے فرات و دجلہ کی دلفریب وادیوں کو چھوڑ کر جوق در جوق بطحا کے تپتے ہوئے ریگستانوں کی طرف جا رہے ہیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ پھر کوئی اچھا اونٹ دستیاب نہ ہو سکے۔

سب سے پہلے اونٹوں کے بازار میں گئے۔ ایک ایک اونٹ کو دیکھا بھالا۔ کوئی اونٹ پسند خاطر نہ ہوا۔ اونٹوں کے سوداگر نے بتایا کہ کل ایک نہایت عمدہ اور قیمتی اونٹ بازار میں فروخت ہونے کے لئے آئیگا۔ عبداللہ بن مبارک کے دل کی کلی کھل گئی۔ خوش خوش اپنے مکان پر (اب مکان کہاں تھا جہاں کہیں بھی مقیم ہوں) کی جانب واپس ہوئے کہ چند گھنٹوں کی رات گذارنا ہے۔ کل صبح ہی حج کے لئے اونٹ خرید لیں گے

(۳)

عبداللہ بن مبارک کی نگاہ ہورہے تھے کہ ایک حیرت انگیز چیز دیکھی وہ چلتے چلتے رک گئے اور گھبرا کر پوچھا۔

"ہائیں یہ کیا کرتی ہے۔؟"

عورت نے مری ہوئی مرغی جلدی سے کپڑے میں چھپا دی سہم کر کھڑی ہو گئی۔ اور اپنی چادر کو سنبھال کر سر جھکا لیا۔ وہ خاموش تھی لیکن عبداللہ بن مبارک اس کا ہر عضو زبان حال سے کہہ رہا تھا کہ

نہ خواب حال کو ہمارا مجھ سے پوچھ تو
مجھکو پرائی کیا پڑی اپنی نبیڑ تو

عبداللہ بن مبارک نے دوبارہ کہا۔

"یہ تو مری ہوئی مرغی کھانے کے لئے صاف کر رہی ہے کیا تو جانتی نہیں کہ یہ حرام ہے۔"

عورت نے دردناک لہجہ میں جواب دیا۔

"ہاں حرام ہے۔ میرے لئے بھی کل تک حرام تھی آج حلال ہے"

عبداللہ بن مبارک کا دل ہل گیا۔ جسم پر لرزہ آگیا اور سر پکڑ کر اسی جگہ پر بیٹھ گئے۔ جہاں سے بے بس خاتون نے مری ہوئی مرغی اٹھائی تھی اور جہاں بیٹھی ہوئی وہ اسے صاف کر رہی تھی۔

عورت کا معصوم چہرہ اس کی شرافت و نجابت پر گواہی دے رہا ہے

عبداللہ بن مبارک نے اس سے پوچھا کہ تم کون ہو۔ معصومہ نے اپنی زبان سے کچھ نہ کہا۔ خاندانی شرافت گلوگیر ہوئی۔ مدینہ منورہ کی جانب دیکھا۔ اور آنکھوں میں آنسو بھر کر خاموش ہو رہی۔

اب کچھ زیادہ کہنے سننے کی ضرورت نہ تھی۔ عبداللہ بن مبارک سمجھ گئے کہ یہ سیدہ اس شہنشاہ دو جہاں کی اولاد میں ہے جس نے اپنی امت کے لئے دو دو پتھر پیٹ پر باندھے ہیں۔

حج....! فاطمۃ الزہراؓ کے گھر سے حج کی تعلیم ملی ہے!

کعبہ تین سو ساٹھ دیوی اور دیوتاؤں کا استھان کہ فاطمہؓ ہی کے باپ نے تو خدائے حی و قیوم کی پرستش گاہ بنایا ہے!!

ایک بنت فاطمہؓ کی امداد.... کیا حج اکبر کا درجہ حاصل ہو سکتا ہے۔

عبداللہ بن مبارک نے اشرفیوں کی تھیلی جیب سے نکالی اور اس غم نصیب خاتون کی خدمت میں تمام و کمال بطور نذر عقیدت پیش کر دی۔ جس کا جد امجد خود بھوکا سو رہتا تھا۔ اپنے بچوں کو بھوکا سلا دیتا تھا۔ لیکن سائل کو شکم بھر کر کھانا کھلاتا تھا۔

علویہ نے اشرفیوں کی تھیلی دیکھی، ہاشمی خون رگوں میں دوڑنے لگا۔ غیرت و جلال بنکر چہرے پر نمودار ہوئی۔ حقارت کے ساتھ منہ پھیر کر بولی۔
"اگر مری ہوئی مرغی حرام ہے تو آل رسول پر صدقہ بھی حرام ہے"!
عبداللہ بن مبارک نے فاطمی خون کی غیرت کا عدیم المثال نظارہ دیکھا۔ حیرت طاری ہو گئی۔ روکر فاطمی معصومہ کے قدموں پر سر رکھدیا کہا "یہ صدقہ و خیرات نہیں۔ بلکہ میں تم کو اپنی بہن سمجھ کر تمہاری خدمت میں یہ ہدیہ پیش کرتا ہوں اور ہدیہ قبول کرنا سنت ہے"!

(۴)

حج کا زمانہ آیا بھی اور گذر بھی گیا۔ عبداللہ بن مبارک کو اب حج کی کوئی فکر نہ تھی۔ وہ اپنے کنج عافیت میں بیٹھے ہوئے اللہ اللہ کر رہے تھے عاشقان توحید پتپتے ہوئے ریگستانوں میں عظمت و جلال خداوندی کا مشاہدہ کرنے اور دنیا کو اپنی شان وقار دکھلانے کے بعد اب اپنے اپنے مکانوں کو واپس جا رہے تھے۔

بصرہ و بغداد کے گلی کوچوں میں خوب چہل پہل تھی۔ مکانات آراستہ ہو رہے تھے۔ زائرین حرم کا قافلہ صبح ہی شام میں داخل ہونے والا تھا۔ ہر شخص انتظار میں ہمہ تن چشم بنا ہوا تھا۔

شہر میں مہمان حجاز کے آنے کی خبر گرم ہوئی۔ عبداللہ بن مبارک بھی اپنے دوستوں سے ملنے کے لئے باہر نکلے۔ طیبہ کی مقدس سرزمین سے انعام خداوندی کی دولت لوٹ کر واپس آنے والے عبداللہ بن مبارک کی صورت دیکھتے ہیں اور متحیر ہو کر پوچھتے ہیں کہ کیا آپ اس سال کے لئے حج کے لئے نہیں گئے تھے۔ عبداللہ بن مبارک ان سوالات کا جواب نفی میں دیتے ہیں۔ مقدس حاجیوں کو یقین نہیں آتا۔ وہ جس خدا کے قدوس کے دربار سے واپس آ رہے ہیں اسی خدا کو گواہ کر کے کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے کانوں سے یہ آواز بھی سنی کہ "اس سال عبداللہ بن مبارک کا حج قبول ہوا"۔

ڈائرکٹر کی ڈائری

(گذشتہ سے پیوستہ)

(سید عزیز حسن بقائی)

مہرن اسٹوڈیو بمبئی ۱۰ - مارچ سنہ ۴۲ء

آج صبح بہت دیر ہوگئی سوتا رہا۔ خانساماں نے چائے کے ناشتہ لگایا۔ بی جلدی صاحب۔ کر چار بجی پھر اگرچہ ضروریات سے فارغ ہوا۔ پی۔ موٹر صاف کی۔ کلینر نہیں آیا تھا اس لئے یہ کام بھی مجھے انجام دینا پڑا۔ ٹھیک دس بجے سوٹ پہن کر ورنہ پارسی کا بستہ بغل میں دبا کر میں بیٹھا موٹر اسٹوڈیو میں پہنچی۔ میں سرٹ پر گیا۔

آرٹ ڈائرکٹر کی زیر ہدایت سٹ لگایا جا رہا تھا۔ وہ سٹ ڈائرکٹر کی ہدایت سٹ لگایا جا رہا تھا۔ جس میں گلفام اندر سبز پری کو کوٹھی میں قید کھانا۔ یہ سین بہت دردناک ہوگا میرے سکرپٹ سبز پری شہزادہ گلفام قید ہوگا تعجب! ایک تو کہاں ہے ایک پری اور اس کے حکم سے سبز شہزادہ گلفام کا قید ہونا۔ اللہ اللہ تیری شان کے قربان! میں گھاس پر بیٹھا ہوا اپنا رول یاد کر رہا تھا کہ مس یاسمین سامنے مسکراتی ہوئی آئیں اور کہا۔

"مسٹر بشیر! کیا میں آپ کی کچھ مدد کر سکتی ہوں۔"

میں نے کہا۔

"شکریہ! مجھے پوری زندگی کے لئے آپ کی مدد درکار ہے۔"

سنتے ہی یاسمین مسکرائیں اور کہا۔

"زندگی کے اسٹیج سے پہلے سکرین پر اداکاری کے جوہر دکھانے ہیں۔ اور میرا مطلب اسی اداکاری میں آپ کو مدد دینے سے ہے۔"

میں نے آنکھیں نیچی کر کے کہا۔

"مجھے دونوں منزل ادا کرنے کے لئے آپ کی مدد کی ضرورت ہے یاسمین!"

اس کے بعد یاسمین نے مجھے اس سٹ۔ اور اس کردار کی تمام معلومات پہنچائیں۔ اور ایک تجربہ کار ڈائرکٹر کی طرح مجھے بتایا کہ کام کس طرح کرنا ہے۔ اور مکالمے کس طرح ادا کرنے چاہئیں۔ شاہانہ وقار کس طرح کا ہوتا ہے۔ شاہانہ چال ڈھال، اور طرز گفتگو کیا ہونا چاہئیے۔ غرضکہ کردار کا کوئی جز ایسا نہ تھا جس پر یاسمین نے بیش قیمت روشنی ڈال کر مجھے نہ سمجھایا ہو۔

آج مجھے پہلی مرتبہ معلوم ہوا کہ اگر عورت ڈائرکٹر ہو تو کتنے جلدی ہر آرٹسٹ اپنا رول سمجھ جائے۔ لیکن یہ ضرور ہے کہ ڈائرکٹر عورت نفسانی ہوتا ہے نفسانی عورت کی نقرئی آواز میں وہ لوچ ہوتا ہے کہ مرد کی سخت گیری اس کی گرد کو نہیں پہنچ سکتی۔ عورت اور پھر وہ بھی یاسمین جیسی مجسم رقص و موسیقی، حسن، نغمہ، مشروع، شنگ، شباب و رقص کی دیوی۔

میں نے جب اپنا رول سمجھ لیا تو یاسمین سے کہا۔

"میں آپ کے احسان کا شکریہ کس زبان سے ادا کروں آپ نے ایک بے مایہ، پاگل شلی کو عزت کی انتہائی بلندیوں پر پہنچا دیا۔ اور آج آپ نے اداکاری کے نکات بتا کر مجھے پیٹ بھرنے کے قابل بنانے میں مدد دی۔"

یاسمین مسکرائیں اور کہا۔

"تو آپ شاعری کرنے لگے، بشیر صاحب!"

عین اسی وقت مس روز اور اس کے باپ آگئے اور ان دونوں نے مجھے شک کی نگاہوں سے دیکھا۔ میرے دل میں چور تھا۔ اس لئے میں نے فوراً ہی صفائی کرنے میں اپنی خیر دیکھی۔ اور گھبرا کر کہا۔

"نا بر کل میں، روزی کے شور و ساسے بیٹھے ہوا تھا کہ مس یاسمین مجھے اداکاری میں مدد دیں گی۔ یہ دیکھئے ڈائرکٹر نے میری چیز کی کل اندھیری ... رات بھر نیند نہیں آئی۔ ... یاد کر رہا ہوں اور یاسمین مجھے ایکٹنگ۔ بتانے آئی ہیں۔"

کیوں روزی سچ ہے نا؟

روزی نے دبے الفاظ میں کہا

"مسٹر بشیر سچ کہہ رہے ہیں نادر۔"

یاسمین نے جو یہ گفتگو سنی تو بہت شرمندہ ہوئی اور نہایت خاموشی سے رخصت ہوگئی۔

اب مس روز کے باپ نے کہا۔

"اے بشیر! تم اپنے تئیں بھول گئے۔ تم اس کو بھول گئے ہو کہ میں اسٹوڈیو میں کس حیثیت سے آئے تھے تم نے یہ بھی بھلا دیا ہے کہ ایک کرسی بچھانے والے قلی کو راجہ اندر کی کرسی پر کس نے بٹھایا ہے؟ اے سالہ تمہاری یہ جرات ہوگئی کہ یاسمین جیسی آرٹسٹ کو جو نصیر صاحب کی رشتہ دار ہے اپنے پہلو میں بٹھانا چاہتے ہو وہ بھولی لڑکی ہے اس نے زمانہ نہیں دیکھا ہے۔ تمہارے مسکہ پالش سے ممکن ہے کہ اپنا مستقبل برباد کرے۔

لیکن تم یہ سمجھتے ہو کہ بوڑھا باپ ... تم کو

معاف کردیگا۔ ہرگز نہیں۔ وہ تم کو جیل میں سڑا دے گا
تم واقف نہیں ہو کہ بمبئی میں پارسیوں کے اثرات کیا
ہیں اور ان کا کتنا رسوخ ہے۔

تم نے یاسمین کی خوبصورتی اور اس کے روپئے پر نظر
بد ڈالی ہے۔ تم کو اس کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔ تم نے
جان بوجھ کر اپنے ہاتھ میں انگارا لیا ہے۔ تم نے
آنکھوں دیکھتے بجلی کھا لی ہے۔ کیا تم اس کی سزا
سے بے خبر سنتے ہو؟

تیار ہو جاؤ منیجر صاحب کے سامنے جواب دہی کے
کے لئے تم اول درجے کے پاجی، نمک حرام، ذلیل، کمینہ
اور حرامی ہو۔ تم نے اپنے دو محسنوں سے غداری کی
ہے۔ ایک مجھ سے اور ایک بڑے منیجر صاحب سے"

بڑے میاں کا لیکچر نہ معلوم کتنی دیر جاری رہتا کہ میں نے آگے بڑھ کر پیروں
پر سر رکھ دیا۔ اور کہا۔

"نادر! آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ یاسمین میرے لئے
قابل احترام ہیں۔ وہ میرے آقا کی عزیزہ ہیں۔
میں اپنی اوقات سے اور ان کے بلند رتبہ سے
ناواقف نہیں ہوں۔

آپ کو بدگمانی ہوئی ہے۔ باپ! میں ایسی نمک
حرامی کا خیال بھی دل میں نہیں لا سکتا۔ اس کی
گواہی مس روزی دے سکتی ہیں۔ آج آپ نے جو کچھ دیکھا
ہے یہ کل میری کمال آدھی رات کے بعد ان کے مشورہ
ہی سے طے پایا تھا۔ آپ اگر حکم دیں گے تو میں یاسمین
سے بات بھی نہ کرونگا۔

مگر خدا کی قسم اپنے دل سے یہ بدگمانی دور کر دیجئے
جب تک آپ کا دل صاف نہ ہوگا میں ان قدموں سے
سر نہ اٹھاؤں گا۔ میں اپنے سب سے بڑے محسن کی منشا
کے خلاف (اس لئے کہ مجھے روزی نے بتلا دیا تھا
کہ نادر میرے عیسائی ہونے پر روزی کی شادی مجھ سے کر دیگا)
شادی کا خیال بھی نہیں کر سکتا۔"

میں نے سر اٹھا کر دیکھا تو نادر کا غصہ ٹھنڈا ہو چکا تھا۔ اور روزی
میری سفارش کر رہی تھی۔

اس لئے یہ تو اطمینان ہو گیا کہ اب مجھے یاسمین سے ......

قصہ مختصر .... پارسی منیجر کے سامنے جواب دہی نہ کرنی پڑی۔
نادر تو یہ کہتے ہوئے چلے گئے کہ

"آئندہ یہ حماقت نہ ہو۔ ورنہ تمہارے حق میں برا ہوگا
بشیر سے!"

میں نے کہا۔

ایسا ہی ہوگا نادر!

لیکن روزی وہیں کھڑی رہی اس کا غصہ کے مارے برا حال تھا۔
معلوم ہوتا ہے اس کو میری بات کا یقین نہیں آیا۔ اس نے گرجدار آواز
میں کہا۔

"نادر کو اور مجھے دھوکہ دیتے ہوئے شرم نہ آئی"

میں نے کہا

"تم حالات سے باخبر ہو کر ایسی بات کہتی ہو مس روزی!
جس کا تصور بھی میں نہیں کر سکتا۔ یاسمین اس میں شک
نہیں کہ تم سے خوبصورت ہے۔ لیکن میں خیال بھی
نہیں کر سکتا کہ وہ میری طرف مائل ہو سکتی ہے۔
اگر تم کو میرا اس سے فن کے متعلق بات کرنا ناگوار
گذرتا ہے تو اس کھیل کے بعد میں بات بھی نہیں
کروں گا۔ لیکن ایسی حالت میں کہ میں اس کے ساتھ
ایک ہی سٹ پر کام کرنے پر مجبور ہوں۔ تم کو کیونکر
یقین دلاؤں کہ میں تمہاری محبت کا اسیر ہوں
مجھے اپنی محبت کا اظہار کرتے ہوئے نادر سے
ڈر لگتا تھا۔ مگر جب سے تم نے ان کی رضامندی
کا اظہار کیا ہے۔ میں چاہتا تھا کہ تم سے کھل کر
بات کروں۔ اس رول کی وجہ سے فرصت ہی نہ
ہوتی تھی۔

روزا پیاری! یقین جانو کہ محبت کی راہ
مذہب حائل نہیں ہو سکتا۔ مجھے اس پر ہرگز

اعتراض نہیں کہ میں تمہاری محبت میں بپتسمہ لے لوں
اور مسیح کی بھیڑوں میں شامل ہو جاؤں۔
یوں تم جانتی ہو کہ میں نام ہی کا مسلمان ہوں اور
مجھ کو اسلام سے واسطہ ؟
اگر یہ نام بھی تم کو ناپسند ہے تو مجھے اس کے بدلنے
میں اعتراض نہیں۔
لیکن اس کے لئے تھوڑا انتظار کرنا پڑے گا۔ تاکہ
میں یاسمین کے ساتھ جو وعدہ ادا کر رہا ہوں وہ ختم ہو جائے
اتنے عرصے کے لئے میری خاطر سے تم یاسمین سے ملنے
جلنے اور بات کرنے کی اجازت دو دس روزی
تاکہ مجھے اداکاری آ جائے اور میں روز روز ڈائرکٹر کی
گالیاں اور جھڑکیاں نہ کھاؤں۔"
روزی میری اس منافقانہ تقریر سے متاثر ہوئی اور اس نے کہا۔
"اگر تم چار سو میں بپتسمہ لے لو تو میں شادی کر لوں گی اور خود تم کو یاسمین سے ملنے جلنے کی اجازت
دیتی ہوں لیکن دیکھنا دغا نہ کرنا۔ مرد بڑے
بے وفا ہوتے ہیں۔"
روزی سے یہ سنتے ہی مجھے معلوم ہوا کہ میرے سر سے بڑا بھاری بوجھ
اتر گیا۔ میں نے روزی کا شکریہ ادا کر کے اس کے ہاتھوں کو بوسہ دیا
چپراسی نے آ کر کہا صاحب کا موٹر تیار ہے۔ میں نے جلدی جلدی
اور موٹر میں اسباب رکھ کر کوٹھی پہنچا۔ صاحب کو چائے پلائی
اور اپنے سبق کو یاد کرنے میں مصروف ہو گیا۔
۹ بجے صاحب کو ڈنر کھلایا۔ خود بھی کچھ کھایا۔ اور پھر سبق
یاد کرنے لگا۔ بارہ بجے نیند آئی سو گیا۔

نسرین اسٹوڈیو بمبئی ۱۲ - مارچ ۱۹۴۳ء
کئی روز چونکہ دل کو یاد کرنے ہو گئے تھے اور آرٹ کی ٹیکنک سے بھی
یاسمین نے آگاہ کر دیا تھا۔ اس لئے میں مطمئن تھا کہ آج میں اپنا رول
بغیر ذلت برداشت کئے ہی نہیں بلکہ خوبی سے ادا کرنے میں کامیاب
ہونگا۔ اداکاری میں آرٹسٹ کو اپنی ذات پر اعتماد بھی بڑا معاون
ہوتا ہے۔
بہرحال میں بیدار ہو کر تمام ضروری کاموں سے فارغ ہوا۔
اور منیجر صاحب کو چائے پلا کر خانساماں کے پاس آیا اور اس سے کہا۔
"چچا دعا کرو کہ آج میرا کام ٹھیک ہو جائے۔ اور
میں اس فرعون ڈائرکٹر کے جھڑکی مار سے بچ جاؤں۔"

بوڑھے خانساماں نے اپنی ڈاڑھی پر ہاتھ پھیر کر کہا
"بیٹا بشیرا۔ اگرچہ تو اب پہلا جیسا نہیں رہا۔ کام میں میرا
ہاتھ بھی نہیں بٹاتا۔ تیرا دماغ صاحب کی چاپلوسی
کر خراب ہو گیا ہے۔ لیکن میں سچے دل سے دعا دیتا ہوں
کہ تو اپنے کام کو ٹھیک طریقے سے انجام دے!"
میں نے بوڑھے خانساماں کو جھک کر سلام کیا۔ شکریہ ادا کیا
بعد ان کی آواز آئی۔ غالباً صاحب کو بلا رہی تھی۔ چھتری تانکے
کر موٹر اور موٹر میں بیٹھنے سے پہلے صاحب سے معافی مانگی۔
جھک کر سلام کیا۔ موٹر روانہ ہوئی۔
بوڑھے پارسی نے دریافت کیا۔
"اے بشیرا مسٹر پر کیسا کام کر رہے ہو۔ ڈائرکٹر صاحب
کے دفتر منیجر رسید گئے۔"
میں نے کہا۔
"حضور کے اقبال سے کام ٹھیک ہے۔ بیشک پہلے شروع شروع
میں ڈائرکٹر صاحب کو غصہ آیا۔ مگر اب وہ
بات نہیں ہے۔ اگر آج کے دن حضور ایک
نظر دیکھ لیں تو مجھے تو فخر ہوگا۔"
منیجر صاحب بولے۔
"اچھا آج ہم تم دونوں ہی دیکھیں گے ...."
تھوڑی دیر میں موٹر .... میں داخل ہوئی۔ منیجر صاحب
اپنے کمرے میں پہنچے .... میک اپ ماسٹر بڑا
ناک چڑھا ہے۔ میرا انتظار ہی کر رہا تھا میں نے ہنس کر کہا۔
باقی آئندہ

اشتراکیت روس کی تجربہ گاہ میں

آہنی پردہ کے پیچھے

(گزشتہ سے پیوستہ)

طبقہ واریت!

بڑے اور چھوٹے

اگر طبقہ واریت کے ختم ہونے سے ہماری مراد صرف ذاتی ملکیت کا ہونا ہے تب تو روس نے یقیناً کسی حد تک اس طرف مؤثر قدم اٹھایا ہے اگر اس سے ہماری مراد امیر و غریب کے باطل امتیاز کو مٹانا ہے اور معاشی استحصال کو ختم کرنا ہے تو پھر تو یہ ثابت کہا جا سکتا ہے کہ سرمایہ دارانہ حکومتوں اور اشتراکی روس میں قطعاً کوئی فرق نہیں۔ ان خونیں انقلابات سے پیشتر غریب مزدور کی محنت سے امراء فائدہ حاصل کرتے تھے۔ اس تغیر کے بعد اب حکومت اور اس سے ذاتی مفاد وابستہ رکھنے والے اصحاب مستفید ہو رہے ہیں۔ جو کچھ ہوا ہے وہ یہ ہے کہ چھوٹے چھوٹے سرمایہ داروں کو ختم کر کے حکومت خود ایک بہت بڑی سرمایہ دار بن کر تحکم حکومت بن گئی ہے — اس کے ثبوت کے لئے ایک فرانسیسی کمیونسٹ لی کامریڈ یون (comrade youn) کے بیانات قابل غور ہیں۔ اور روس کے معاملات پر اس کی نظر سرسری نہیں بلکہ انھوں نے روس کے اندر رہ کر تقریباً بارہ سال بسر کئے ہیں۔ بہت سے پوشیدہ گوشوں کا نہایت ہی عمیق مطالعہ کیا — ان کا کہنا ہے کہ روس کے اندر طبقہ واریت اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ موجود ہے۔ جہاں امراء بھی ہیں اور غرباء بھی۔ غالب بھی اور مغلوب بھی، ان کے معیار میں نمایاں تفاوت ہے۔ ریلوے میں مختلف درجوں کا موجود ہونا اسی "طبقہ واریت" کی دلیل ہے۔ کچھ لوگ صحت افزا مقامات پر محلات میں ہر طرح کی آسائش و آرام کے ساتھ زندگی بسر کرتے ہیں اور غریب سر چھپانے کے جھونپڑوں تک سے محروم ہیں۔ غریب اور امیر کا امتیاز ہوٹلوں اور تھیٹروں اور دوکانوں غرض ملک کے ہر شعبہ میں نظر آتا ہے ...... سرمایہ داروں کی جگہ اب بڑے بڑے حکام نے لے لی ہے۔ غریب مزدوروں کے پاؤں کی زنجیروں کو توڑا نہیں بلکہ بدل دیا ہے اور یہ نئی زنجیریں پہلی زنجیروں سے کہیں زیادہ مضبوط اور وزنی ہیں۔

روس میں آمدنی کے تفاوت کا یہ عالم ہے کہ اگر ایک شخص کی آمدنی پچیس روپے ہے تو وہاں ایسے اشخاص بھی موجود ہیں جن کی یافت دس ہزار روبلز ماہانہ سے بھی زیادہ ہے — ایک مزدور کی تنخواہ سے جو رقم وصول کی جاتی ہے۔ اس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

(۱) آمدنی پر ٹیکس — ۶ سے ۱۳ فی صدی، البتہ ۱۵۰ روبلز سے کم کمانے والے افراد اس سے مستثنیٰ ہیں۔

(۲) کلچرل ٹیکس — تھیٹروں، سینماؤں اور لائبریریوں کے قیام کیلئے۔

(۳) ٹریڈ یونین کا ماہوار چندہ، کل آمدنی کا ۲ فیصدی۔

(۴) ریاست کو قرضہ، تنخواہ کا دس فیصدی، یہ قرضہ برائے نام رضاکارانہ ہے۔ درحقیقت یہ ہر ملازم کو دینا پڑتا ہے۔

(۵) دوسری انجمنوں کے لئے چندہ ۱ فیصدی۔

اگر ان تمام رقوم کو جمع کیا جائے تو یہ آمدنی کا ۱۳ فیصدی بنتی ہیں اور یہ وہ رقم ہے جو ہر شخص سے جبراً تنخواہ سے وضع کی جاتی ہے۔ جو لوگ روس سے بھاگ گئے ہیں انھوں نے مزدوروں کو انتہائی کس مپرسی کی حالت میں پایا۔ حکومت نے اپنے مزدوروں کو بیرونی دنیا سے بالکل الگ تھلگ رکھا ہے۔ کسی قسم کی اطلاع بھی ان کے ملک میں نہیں جا سکتی۔ حکومت نے اپنے اردگرد انتظامات کی ایسی آہنی دیوار چن دی ہے۔ جس سے بیرونی دنیا کی کسی خبر کا بھی گزر نہیں ہو سکتا۔

جابر ڈکٹیٹر

شہنشاہوں کو بہت مستبد اور جابر بتایا جاتا ہے مگر موجودہ دور کا یہ عوامی حکمراں اسٹالن جبر و استبداد میں بادشاہوں کو بھی میلوں پیچھے چھوڑ گیا۔ اسٹالن کے آہنی ہاتھوں نے اپنے راستے کے تمام کانٹوں کو صاف کر دیا۔ اسٹالن کے ہر مخالف پر تخریب وطن کا الزام لگایا گیا یہ بات نہایت ہی افسوسناک ہے کہ ہزاروں اشخاص جو دوستوں کی صورت میں اسٹالن کے ممد و معاون ثابت ہوئے خود اپنی جانوں کو اس ظالم سے کسی صورت میں بھی نہ بچا سکے!

مخالف خیالات پر احتساب کا یہ عالم ہے کہ کوئی شخص

ٹرانسکی (Zoshchenko) اور بخرائن (Bukharin) یا ایسے شخص کی لکھی ہوئی کتاب نہیں پڑھ سکتا جس کے ساتھ اسٹالن کا اختلاف تھا۔ آخر اس کی کیا وجہ ہے کہ سوویٹ کے مصنفین، سائنس داں اور صنعتی کام کرنے والوں کو دوسرے ممالک میں جانے کی عام اجازت نہیں دی جاتی! روس کے اندر سوائے چند بڑے فوجی یا سیاسی افسروں کے کوئی۔ سوئی بھی طاقتور ریڈیو سیٹ نہیں کہہ سکتا۔ سیادادہ غیر ملکی نشریں سن سکے؟ اسٹالن کو اپنی رعایا پر اعتماد نہیں ہے۔

اسٹالن کی جنبش لب بلکہ اس کی تیوری روس کا دستور ہے۔ ۱۹۳۶ء کے دستور دفعہ ۱۲۱ کے مطابق سوویٹ یونین کے ہر شہری کو تعلیم حاصل کرنے کا پورا پورا استحقاق تھا۔ اور ابتدائی لازمی تعلیم ہر شہری کو میسر تھی۔ اعلیٰ تعلیم کے لئے بھی بنیا وظائف دیئے جاتے تھے تاکہ ہر خاص و عام ذریعہ تعلیم سے آراستہ ہو سکے۔ لیکن بارہ اکتوبر ۱۹۴۰ء کو ایک جنبش قلم نے سارا تانا بانا بدل کر رکھ دیا۔ مفت ثانوی تعلیم ختم کر دی گئی۔ اب بغیر فیس کی ادائیگی کے کوئی شخص بھی ہائی اسکولوں کالجوں یونیورسٹیوں اور صنعتی اداروں میں تعلیم حاصل نہیں کر سکتا۔ کسی شہری کو جرات نہیں ہوتی کہ وہ حکومت کے خلاف ایک لفظ بھی کہہ سکے۔۔۔

آہنی پردے کے پیچھے ایک جھلک دیکھئے۔

روس کے اندر ہر وہ شخص جس کا اسٹالن سے اختلاف ہے یا جو اسٹالن کا منظور نظر نہیں ہے رجعت پسند ہے، حکومت نے محنت کے ساتھ تاریخ کو بھی خرید لیا ہے۔ ۶۔ دسمبر ۱۹۳۶ء میں سوویٹ کے نئے دستور پر ۳۰ روسی اکابر نے دستخط کئے۔ جن میں اسٹالن بیزار لٹوینوف (Litvinov) شامل تھے۔ ۱۹۴۹ء تک ان میں سے پندرہ کو ختم کر دیا گیا۔ اور بیشتر گولی کا نشانہ بنے۔ ظلم کے تختۂ مشق بننے والوں میں ایک Martial Blucher بھی تھا جو نارالیطرن ریڈ آرمی کا کمانڈر ان چیف تھا۔ ان میں Rostycher Jet haro یوکرین کی کمیونسٹ پارٹی کا لیڈر بھی موجود تھا۔ ان میں جی۔ پی۔ یو کا افسر اعلیٰ بھی تھا اس کے علاوہ (Lyubchenko) یوکرین کا وزیر اعظم بھی تھا۔

روس کا نصاب تعلیم و تربیت انسانوں کو صرف مشین ہی کی طرح کام کرنا نہیں سکھاتا۔ بلکہ ان سے قوت فکر بھی سلب کر لیتا ہے ان کے فکر کا دائرہ صرف اشیاء کے پیدا کرنے ہی تک محدود رہتا ہے۔ ایک سوویٹ ناول میں جس کا نام Umtenio ... Artist سے ایک روسی کر ... ہے

کہ اخلاق ایک ایسا لفظ ہے جس کے متعلق مجھے کبھی سوچنے کا موقع ہی نہیں ملا۔ میں اشتراکیت کی تعمیر میں بے حد مشغول ہوں۔ اگر بحالات اندھا جامہ میں یک چیز کے انتخاب کا اختیار دیا جائے تو صرف پاجامہ ہی کو پسند کروں گا، یہ الفاظ روسی ذہنیت کی پوری طرح غمازی کر رہے ہیں۔ کیونکہ اگر مادی اشیاء کی پیدائش کو بڑھ سکتا ہے تو پھر وہ ہر عقیدے سے بالاتر ہے۔ چاہے اس مقصد کے حصول کے لئے کتنے ہی ناپاک ذرائع استعمال میں لانے جائز اور اپنے قسم کے لعین لوگ نعرہ پامال کرنا پڑے۔

اسٹالن کے ساتھ بے پناہ عقیدت اور اس کے ہر ارشاد پر ایمان ہماری ایک منظم تحریک کا نتیجہ ہے۔ اس میں تعلیم و تربیت اور نشر و اشاعت کے ذرائع کو پوری ہوشیاری عیاری کے ساتھ کام میں لایا گیا ہے؛ ہر کامیابی کا سہرا ان کے سر ہے اور ہر ناکامی کی لعنت کا طوق اس کے مخالفین کے گلے میں ہے سوویٹ تاریخ جنگ کے پہلے چھپے میں جب کہ روسی افواج بری طرح پسپا ہو رہی تھیں۔ اسٹالن لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہو گیا ریڈیو اور پریس میں اسٹالن کا نام کبھی نہیں آتا تھا۔ کیونکہ وہ نہیں چاہتا تھا کہ اس کا نام شکست کے وقت لیا جائے۔ مگر جوں ہی سرخ فوج نے بڑھنا شروع کیا اسٹالن کا نام شہرت کے افق پر درخشاں نظر آنے لگا۔ (باقی)

الہامات

اللہ اکبر اللہ اکبر

(از جناب حاجی حمید صاحب صدیقی لکھنوی)

کیفِ حضوری، اللہ اکبر ۔ چھایا ہوا ہے دیدہ و دل پر
تشنہ لبوں پہ بخششِ پیہم ۔ صلِّ علیٰ اے ساقیٔ کوثر
بادۂ عرفاں، کیفِ مجسم ۔ جھوم رہے ہیں شیشہ و ساغر
وقفِ زیارت چشمِ تمنا ۔ مہر لگی ہے لیکن لب پر
محویتِ نظارہ نہ پوچھو ۔ بھول گیا ہوں خود کو بھی یکسر
خود ہیں نہ ہم آغوشِ تصور ۔ دل کو ہوا محسوس یہ اکثر
ڈھونڈ رہی ہیں میری نگاہیں ۔ جلوہ بہ جلوہ، منظر بہ منظر
برقِ تجلی کوند رہی ہے ۔ جالی کے باہر جالی کے اندر
گنبدِ خضرا، شمعِ تجلی ۔ محوِ نظارہ ہیں مہ و اختر
حلقہ بگوشِ بامِ حرم ہیں ۔ کس کے پیاسے ہیں یہ کبوتر
جذبِ سوادِ شامِ مدینہ ۔ لرزاں لرزاں خسرو و خاور
جلوؤں کو اُن کے دور ہی دیکھا ۔ نزدیک بھی ہٹ کر پاس بھی جا کر
حاصلِ زیست انعامِ حضوری ۔ جس کو بھی وہ ہو جائے میسر
طیبہ میں مرنا، طیبہ میں جینا ۔ یہ بھی ہے بہتر، وہ بھی ہے بہتر
مجھ کو بھی لے آغوش میں اپنی
حمدؔ نے بقیعِ پاک میں تجھ پہ

شمعِ نبوت

(از جناب جگرؔ صاحب مرادآبادی)

ہر طرف غل ہے وہ آیا جگرِ بادہ پرست ۔ از نشۂ صہبائے سراپا بدمست
شعرِ حافظ بہ زباں شیشہ بکف جام بدست ۔ بے خبر از ہمہ عالم چہ بلند و چہ پست
شورِ مستانہ کہاں اور سخنِ وعظ کہاں ۔ آج یہ رند کہاں انجمنِ وعظ کہاں
بزمِ عالم میں پیمبر بھی نبی بھی آئے ۔ حق کے جویندہ و اور حق کے ولی بھی آئے
مصلح و ملکی بھی رشی بھی آئے ۔ واقفِ پردۂ سرِ ازلی بھی آئے
آئے دنیا میں بھی پاک و مکرم بن کر ۔ کوئی آیا نہ مگر رحمتِ عالم بن کر
وہ رسولِ عربی نخبۂ سلطانِ سلف ۔ ذاتِ اقدس نے ملا جس کے نعت کو شرف
[illegible]

اک ہی شمعِ نبوت جو ضیا بار ہوئی ۔ ساری دنیا یک نفس مطلع الانوار ہوئی
تم میں صدیقؓ سا گزرا ہو تو للہ دکھاؤ ۔ تم نے فاروقؓ سا دیکھا ہو تو للہ دکھاؤ
تم نے حیدرؓ سا جو پایا ہو تو للہ دکھاؤ ۔ تم میں عثمانؓ سا آیا ہو تو للہ دکھاؤ
ثانیٔ احمدِ بے میم تو کیا لاؤ گے ۔ اس کی امت کی مثالیں بھی نہیں پاؤ گے
غم نہ کر مسلمِ حیرت زدہ پُر رعب و طلب ۔ آشنا رنگِ زمانہ نہیں تیرا مذہب
یہ حوادث ہیں تو ہے تیری ترقی کا سبب ۔ تیرا حامی ہے نبی تیرا نگہباں ہے رب
تجھ سے اکثر بہت اس طرح کے طوفان گئے ۔ ایسے زلزال زمانے میں بہت آئے گئے

تبرکاتِ سیماب

(حضرت علامہ سیماب صاحب اکبرآبادی کا آخری کلام)

کارواں قوم میں جو ضامنِ منزل ہوا ۔ اس کا مرنا عبرتِ دنیا کے قابل ہوا
جو چلا پیدا استطاعت نازِ منزل ہوا ۔ عقل بیں ہی آہ کی ناتمام ہی مکمل ہوا
قبر بھی ہے آخری آرامگاہِ اہلِ نظر ۔ آج اس کا کارواں آسودۂ منزل ہوا
اس فنا خانے کا دستور فنا ہی ہے ۔ مل گیا مٹی میں جب انساں کسی قابل ہوا
ہے سماعت آشنا الیاس کی کون کی صدا ۔ ناقص الایمان ہے جو باز ہی [illegible] ہوا
آہ وہ رہبر و قائد کارواں مردِ راہ ۔ تربیتِ باطن سے جو کشور کشائے دل ہوا
نیند ہو یا موت دونوں ... ۔ حیف اس پر ہے جو اپنے فرض کا غافل ہوا
قوم کی خدمت میں آرامِ حیات جاننا ۔ عمرِ خضر بھی پائی تو کیا حاصل ہوا
تیرگیٔ شب ہے نورِ سحر کا امتیاز ۔ عارفِ حق نہ ہوا جو عارفِ کامل ہوا
تھی نشانِ عظمتِ اقوام جس کی زندگی ۔ اب مزار اس کا نشانِ منزلِ ساحل ہوا
آہ وہ معمارِ ملت وہ اساسِ پاکیاں ۔ جس کے مٹ جانے سے شیرازۂ قوم کا غافل ہوا
مدح اس کی اب تجارت قوم کی فرمائے گی
ہر فضا ہر دور میں تاریخ اسے دہرائے گی۔



معدہ جگر آنتیں

نیا حکیم اور کیا ڈاکٹر سب تسلیم کرتے ہیں کہ انسان کی اسی فی صدی بیماریاں اُن
ی اعضا کی خرابیٔ فعل کے باعث نمودار ہوتی ہیں خراب و زہریلا مادہ جب آنتوں
میں رک جاتا ہے، تو وہ خون میں شریک ہو جاتا ہے اور اسے کمزور کر دیتا ہے نتیجہ یہ ہوتا
مرض کے خلاف قوت کمزور ہو جاتی ہے صافی معدہ، جگر اور آنتوں کے فعل کو بیدار
تی ہے اور باقاعدہ رکھتی ہے اس لئے صافی پینے والوں کے اعضا میں فاسد مادہ
جمع نہیں ہو سکتا خون صاف رہتا ہے صافی
امراض کے حملوں سے بچاتی ہے اور تن درست
رکھتی ہے،



صافی

تیار کردہ، ہمدرد دواخانہ دہلی، ایشیا کے سب سے بڑے یونانی دواساز